


مؤسس

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشۂ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری**

جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

# ماہنامہ سُنّی دُنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

# مکمل فائل

## جنوری تا دسمبر 1990ء

www.muftiakhtarrazakhan.com

پیشکش **تاج الشریعہ فاؤنڈیشن**

Taj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan

0092 303 2886671 /makhtarraza1011




وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتئ اعظم ہند جگر گوشہ مفسرِ اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

# حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

**Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti**

# Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

**Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.**

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

# Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

**www.muftiakhtarrazakhan.com**

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan.

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

**0092 303 2886671 /makhtarraza1011**

# سنی دنیا

بریلی شریف

ماہنامہ



مالک ونگراں:

مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری

مدیر:

بیادگار: حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ

بطفیل عاطفت: حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ

# ماہنامہ سنّی دنیا بریلی شریف

جلد نمبر ۷ ـــــ شمارہ نمبر ۸۷

ماہ جنوری ۱۹۹۰ء مطابق جمادی الاخری ۱۴۱۰ھ

ایڈیٹر: عبد النعیم عزیزی

مقام اشاعت: ۸۲۔ سوداگران۔ رضانگر بریلی شریف

مطبوعہ: سائمہ آفسیٹ پریس خواجہ قطب بریلی شریف

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ

۸۲۔ سوداگران رضانگر، پوسٹ بکس ۲۳۵

بریلی شریف



شرح خریداری

قیمت فی شمارہ ـــ =/۵

سالانہ ـــ =/۵۰

غیر ممالک سے ـــ =/۲۲۰

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر بی آر ۱۵۷

رجسٹریشن نمبر

REGD NO 117(82)

VOL 3

فون نمبر: ۷۲۱۶۶



ایڈیٹوریل بورڈ

۱۔ حضرت علامہ علی احمد سیوانی

۲۔ حضرت علامہ شبیہ القادری سیوانی


اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ آپ کا زرتعاون ختم ہوچکا ہے۔

براہ کرم آئندہ کے لیے زرتعاون ارسال فرمائیں۔

(مینیجر)

# بابِ سُخن

عبدالنعیم عزیزی

جماعت کے سربرآوردہ حضرات — علماء و دانشوران اکثر و بیشتر جماعت کی توجہ تصنیف و تالیف اور قلم و تحریر کی طرف مبذول کراتے رہتے ہیں اور فقیر بھی کبھی کبھی اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ لکھا ہی کرتا ہے۔ لیکن ایک آفت یہ ہے کہ کتابیں چھپوا لی جاتی ہیں۔ لیکن ان کی کھپت نہیں ہو پاتی یعنی خریدار نہیں ملتے۔ اچھے اچھے علماء، مصنفین اور قلم کاروں کی اچھی سے اچھی تصنیفات خوبصورت سے خوبصورت انداز میں طبع کرا کر جب افراد جماعت کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو کچھ تو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ حضور ہم تو اردو جانتے ہی نہیں ہیں۔ ہم تو ہند کے یا گجرات کے والے ہیں۔ ہند کی میں اگر کوئی صاحب دیدہ ریزی کر کے کوئی کتاب چھاپیں تو دوسرا جواب ملتا ہے کاش یہ کتاب اردو میں ہوتی۔

اعلیحضرت کی تصنیفات کے بارے میں اکثر لوگ کہتے رہتے ہیں کہ حضور کی کتاب نہیں چھپ رہی ہے۔ بعض لوگ طعنہ زنی بھی کرتے ہیں۔ اول تو یہ جو کتابیں اعلیحضرت کی چھپ چکی ہیں۔ دوبارہ چھپانے پر ان کی نکاسی کا مسئلہ پھر اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی کتاب جو پہلے نہیں چھپی ہے۔ تلاش کر کے کسی طرح مرتب کر چھپا بھی لی جائے تو کچھ اور طرح کی بہانہ بازی کر کے خریداری سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ مثال کے لیے فقیر نے تلاش و جستجو کر کے فوز مبین در رد حرکت زمین کا قلمی نسخہ حاصل کیا۔ اعلان کرنے پر لوگ بڑے خوش ہوئے۔ تین سال کی محنت کے بعد — چھپ کر منظر عام پر آئی۔ قیمت بھی کم رکھی گئی۔ لیکن چند شوقین

حضرات کے علاوہ لوگ اسے کو بھی خرید کر پڑھنے کو تیار نہیں۔

خانقاہ اور مدرسہ والے اور خطباء تبرک میں چاہتے ہیں۔ دیگر حضرات یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ اپنے مطلب کی نہیں ہے بڑی مشکل ہے۔ کچھ لوگ رائے دیتے ہیں کہ مختلف اداروں اور دانش کدوں میں اسے فری بھیجا جائے۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ اپنے پاس اس طرح کا فنڈ ہو یا کچھ مخیر حضرات اس کام کے لیے تعاون کریں یا ایصال ثواب وغیرہ کی مد میں کتاب خرید کر فری تقسیم کرا دیں تو ٹھیک ہے ورنہ اتنا سرمایہ کس کے پاس رکھا ہے کہ محنت بھی کرے اور اپنے گھر کی پونجی بھی ختم کر دے۔

اسی طرح کا حال رسالوں کے ساتھ بھی ہے۔ آخر تصنیفی تالیفی کام کیسے ہو۔ لوگ ہزاروں لاکھوں سال میں جلسوں کانفرنسوں پر خرچ کرتے ہیں کیا اس خرچ کا کچھ حصہ اشاعتی کاموں پر صرف نہیں کر سکتے۔

اگر جماعت کے سربرآوردہ حضرات خانقاہوں اور مدرسوں کے متولیان ومینجر صاحبان، پیران طریقت، علماء واساتذہ اور جماعت کے بڑے لوگ ذرا سی توجہ ادھر کر دیں تو ندوہ و دیوبند اور جماعت اسلامی کے جواب میں ان کے توڑ کے لیے ہمارے یہاں نہایت ہی ٹھوس طریقہ پر اشاعتی کام ہوسکتا ہے۔ اچھی سے اچھی اکاڈمیاں قائم کی جا سکتی ہیں اور رائٹرز گلڈ و دارالمصنفین ٹائپ کی انجمنیں، گلڈز اور ادارے قائم ہوسکتے ہیں۔ اور مختلف زبانوں میں علمی و تحقیقی کام ہوسکتا ہے اور عوام بھی تعلیم یافتہ بنائے جا سکتے ہیں اور جماعت کے اندر شعور اور مضبوطی پیدا کی جا سکتی ہے۔

قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق

# کلامِ امام

اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان

غم ہو گئے بے شمار آقا
بندہ تیرے نثار آقا

میں دور ہوں تم تو ہو مرے پاس
سن لو میری پکار آقا

مجھ سا کوئی غم زدہ نہ ہوگا
تم سا نہیں غمگسار آقا

گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی
ڈوبا، ڈوبا، اتار آقا

تم وہ کہ کرم کو ناز تم سے
میں وہ کہ بدی کو عار آقا

پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا
دے دے ایسی بہار آقا

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے
میرا ہے وہ نامدار آقا

ہے ملکِ خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کامگار آقا

سویا کئے نابکار بندے
رویا کیے زار زار آقا

کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں ق
دنیا کے یہ تاجدار آقا

ان کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں
ایسے ایسے ہزار آقا

بے ابر کرم کے میرے دھبے
لا تَغْسِلُهَا البحار آقا

اتنی رحمت رضا پہ کر لو
لَا یقربُہُ البوار آقا

# ضیائے قرآن

ادارہ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے لغوی اور اصطلاحی معنی تسمیہ میں ذات باری تعالیٰ کا ذکر ہوا لفظ اللہ سے کیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد اسی اسم ذات کو مزید دو صفات الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے متصف کر دیا گیا ہے۔ جس سے آیت تسمیہ کا معنیٰ یہ قرار پایا۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان بڑا رحم فرمانے والا ہے۔ اب ان دو صفات باری تعالیٰ کا معنیٰ و مفہوم پیش خدمت ہے۔

الرَّحْمٰن کے لغوی اور اور اصطلاحی معنیٰ ——— !

الرَّحْمٰن اور الرَّحیم یہ دونوں اسم مبالغے کے صیغے پر رحمت سے مشتق ہیں۔ لیکن رحمٰن فعلان کے وزن پر زیادہ مبالغے پر مبنی عربی قواعد کی رو سے فعلان ایسا اسم مصدر ہے جسمیں فعل کی انتہائی کثرت اور مبالغہ پایا جاتا ہے جو اسمار اس وزن پر ہوں گے ان میں معنویت انتہائی کثرت، فراوانی اور مبالغے کے ساتھ موجود ہوگی۔ یعنی ان کے مادوں کا مفہوم ان اسمار میں انتہائی شدت اور زیادتی کے ساتھ پایا جائے گا۔ مثلاً فرقان اس میں فرق و امتیاز پیدا کرنے کی صفت اپنے اندر منتہائے کمال پر موجود ہے۔ یہ قرآن کا نام ہے۔ اس لیے کہ قرآن سے بڑھ کر اور کوئی کتاب حق و باطل میں واضح فرق نہیں پیدا کر سکتی۔ قربان۔ اس میں قرب کا معنی انتہائی افراط کے ساتھ تسلیم کیا جائے گا۔ ندمان اس میں نادم و شرمندہ ہونے کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ لیکن اس میں یہ صفت اسقدر شدت کیساتھ موجود ہے کہ کوئی اور لفظ اس سے زیادہ معنیٰ ندامت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ الرَّحْمٰن بھی اسی وزن پر رحم سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنیٰ صاف طور پر یہ متعین ہوا کہ انتہائی مہربانی فرمانے والا گویا رحمٰن میں صفت رحمت کی اتنی کثرت و فراوانی اور غایت و نہایت ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی اور کا رحیم ہونا نہیں ہو سکتا۔

(باقی آئندہ)



بغداد کی ایک خوبصورت مسجد کے محراب و در

# بہارِ حدیث

ادارہ

۱۔ حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا، اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

۲۔ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہتے ہیں۔ میں نے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ وہ عمل ارشاد ہو کہ مجھے جنّت میں لے جائے۔ اور جہنم سے بچالے۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور نماز قائم رکھ اور زکوٰۃ دے اور رمضان کا روزہ رکھ اور بیت اللہ کا حج کر اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ اسلام کا ستون نماز ہے۔

۳۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک ان تمام گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو ان کے درمیان ہو۔ جبکہ کبائر سے بچا جائے۔

۴۔ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی کہ حضور نے ارشاد فرمایا، بتاؤ تو کسی کے دروازہ پر نہر ہو وہ ہر روز پانچ بار غسل کرے کیا اس کے بدن پر میل رہ جائے گا عرض کی نہ، فرمایا یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب خطاؤں کو محو فرما دیتا ہے۔

۵۔ صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی کہ ایک صاحب سے ایک گناہ صادر ہوا۔ حاضر ہو کر عرض کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اقم الصّلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من الّیل ان الحسنات یذھبن السّیات ذٰلک ذکریٰ للذاکرینؕ نماز قائم کر دن کے دونوں کناروں رات کے کچھ حصّہ میں بیشک نیکیاں گناہوں کو دور کرتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔ انھوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کیا یہ خاص میرے لیے فرمایا، میری سب امت کے لیے۔!!

# باب الاستفتاء

حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کتاب اللہ وکتاب الرسول کے فیصلہ پر مسئلہ ذیل میں۔

١۔ سر کے بال و داڑھی کے بالوں کو خضاب لگانا کیسا ہے

٢۔ اگر خضاب لگوانے سے جس طرح ناخن پر لالی لگواتے ہیں م اسی طرح بالوں کو بھی خضاب لگواتے ہیں۔ تو اس سے غسل ہوا یا نہیں۔

٣۔ اگر غسل و وضو نہ ہوا تو نماز جو اس حالت میں پڑھی ان نمازوں کا کیا حکم ہوا۔ کیا وہ نمازیں دہرانا ہوگا۔ ان تمام مسائل کا جواب تفصیل سے دیں۔

المستفتی: یعقوب علی رضوی
دھارواڑ کرناٹک

**الجواب** ٧٨٦/٩٢

کالا خضاب بالوں میں لگانا قطعاً حرام ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الصفرۃ خضاب المومن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر

خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اہل اسلام کا اور سیاہ خضاب کافروں کا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے

خضاب بالسواد سود اللہ وجہہ یوم القیمۃ۔

جو سیاہ خضاب لگائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا منھ کالا کرے گا۔ ہاں تنہا مہندی لگانا مستحب ہے۔ مگر کالا خضاب لگانے سے غسل وغیرہ ہو جائے گا اور لالی وغیرہ لگانے سے جلد تک پانی نہ پہونچے، ناخن نہ تر ہوں تو ضرور غسل و وضو نہ ہوگا اور جب غسل نہ ہوا تو نماز کیسی اس نماز کا اعادہ فرض ہے اور اگر پانی نیچے پہنچ جاتا ہے ناخن تر ہو جاتا ہے تو نماز ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

١۔ اقامت کے وقت خطبہ کے بعد یا اور نمازوں میں کھڑا رہ کر اقامت پوری سننا یا سال میں دو چار بار بیٹھ جائے جیسے بیٹھکر

وعظ کرتے ہوں۔

۲۔ مرد تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کے انگوٹھے کان کی لو کو نہ چھوئے بلکہ کندھوں کے تھوڑا اوپر تک ہی لیجانا۔

۳۔ رکوع میں سر کمر سے نیچے رکھنا۔

۴۔ رکوع یا سجدہ سے کھڑا ہوکر اپنا کرتا اپنے ہاتھ سے کبھی یا ہر دفعہ سیدھا کرنا چاہیے۔ سیدھا ہو پھر بھی ہاتھ لگانا۔

۵۔ عمامہ سے ٹوپی کو نہ رکھنا نماز کی حالت میں۔

۶۔ ٹوپی یا عمامہ کو نماز کے بیچ دو چار بار سر کنے کی وجہ سے آگے یا پیچھے کرنا۔

۷۔ بینٹ پہن کر نماز پڑھنا یا مہری کو اوپر موڑ دینا اور امامت کرنا۔

۸۔ کرتے کی آستین کے مہری کو اوپر لوٹا دینا نماز پڑھتے وقت یا ہر وقت۔

۹۔ سجدے کی حالت میں دینا پاؤں کا پیٹ زمین یا مصلّے پر جمانے کے لیے پاؤں کو اٹھا کر زمین یا مصلّے سے پھر جمانا۔

۱۰۔ نماز جنازہ فرض نماز کے بعد سنت نمازوں سے پہلے پڑھنا یا کسی وجہ سے سولہ یا اٹھارہ گھنٹہ یا کتنا انتظار ہوسکتا ہے۔

## الجواب

۴۸۶/۹۲

۱۔ کھڑے ہوکر تکبیر سننا مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہورہی ہے وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے یہاں تک کہ مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ وقایہ میں ہے

یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ ویشرع عند قد قامت الصلوٰۃ۔

عالمگیری و ردالمحتار میں ہے۔

اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح

لہٰذا کھڑے ہوکر تکبیر نہ سنیں بیٹھ کر سنیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک لے جائیں انگوٹھے کان کی لو کو چھو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو پیر کے انگوٹھے تک پہنچ جائیں۔ یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے اور سر کمر سے نیچے نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ دونوں ہاتھوں سے دامن کرتا وغیرہ صحیح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۔ عمامہ سے ٹوپی ڈھکی ہو۔ ٹوپی کھلی رہنا اعتجار کہلاتا ہے۔ اور یہ مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۔ بار بار ایسا نہ کرے ایک آدھ بار کی رخصت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۔ پینٹ پہن کر نماز مکروہ ہوتی ہے۔ اور مہری کا پلٹ دینا یا موڑ دینا یہ بھی مکروہ ہے، اور اس سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور پینٹ پہن کر امامت نہ کرے کہ پینٹ پہننا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸۔ مکروہ ہے اور اگر آدھی کلائی سے زیادہ لوٹ دیا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔

۹۔ بے ضرورت پاؤں نہ اٹھائے اور اگر ضرورت ہو کہ بغیر اٹھائے انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ لگے تو اٹھالے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰۔ اگر نماز کا وقت وسیع ہے تو تقدیم کریں۔ پہلے جنازہ کی نماز پڑھ لیں۔ ہاں اگر جنازہ لے جانے والے بھی جماعت میں شریک ہوں گے تو فرض و سنت پڑھ کر پڑھیں اور اس میں تکثیر جماعت بھی ہوجائے گی اور بے وجہ اتنا انتظار کرنا صحیح نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ۔

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو طلاق دی اور اگر دی ہے تو کب اور کس کو دی ہے۔

۲۔ یزید کو کافر کہنا حنفی کے لیے کیسا ہے۔ اس کے لیے کیا حکم عائد ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں نظر کرم فرمائیں۔

المستفتی: ڈاکٹر محمد نسیم ۸۹/۱۷۷

بانس منڈی۔ کان پور

## الجواب ۸۶/۹۲

گیارہ ازواج مطہرات جو مشہور ومعروف ہیں۔ ان میں کسی کو طلاق نہ دی تھی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلاق دینا چاہا تو انھوں نے اپنی باری ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیدی اور چاہا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں طلاق نہ دیں۔ حضور نے منظور فرمالیا اور ان کے علاوہ اور بیویاں بھی تھیں جن سے نکاح ہوا بعد میں انھوں نے آیۃ تخییر نازل ہونے پر اپنے نفس کو اختیار کرلیا یا طلاق لے لی۔ ان میں بنت الجون اور کلابیہ کی ایک عورت تھی۔ اور تفصیل کے لیے سیرت المصطفیٰ دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ حنفیہ کے نزدیک کافر کہنا درست نہیں ہے۔ البتہ فاسق وفاجر اور ظالم ضرور تھا۔ اور یہی مذہب محتاطین علماء کا ہے اور جو کافر کہتا ہے۔ وہ خطا پر ہے۔ مگر مسئلہ مختلف فیہ اس پر جرم کوئی عائد نہ ہوگا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تکفیر منقول ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسائل میں۔

۱۔ ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ کافر کو کافر نہ کہو۔ کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ وہ مرتے دم تک کبھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجائے۔ کیا ان کا کہنا ٹھیک ہے۔ اگر نہیں تو مولوی صاحب کے لیے کیا حکم ہے۔

۲۔ کافر کو کافر کہے تو کہنے والا گنہ گار ہوگا یا نہیں۔ کافر کو کافر کہنے سے انکار کردے تو اس کے لیے کیا حکم ہے۔

۳۔ کیا ہر پڑھا لکھا مسلمان ہے۔

۴۔ کافر ہیں کتنے قسم کے کافر ہیں۔ وہ کون ہیں اور کافر ومشرک میں کیا فرق ہے۔ منافق کتنے قسم کے ہیں وہ کون ہیں ان کی پہچان کیا ہے۔ مرتد کس کو کہتے ہیں۔

۵۔ کافر کو صرف گنہ گار کہے تو کافی ہے یا نہیں۔

ان سوالوں کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرماکر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: مقبول احمد۔

ہاسپٹ بلاری کرناٹک

## الجواب ۸۶/۹۲

۱۔ اس مولوی نے غلط کہا اگر یہ اصول تسلیم کرلیا جائے تو مسلمان کو مسلمان کہنا بھی جائز نہ ہوگا کہ ہوسکتا ہے وہ مرتد ہوجائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، کافر کو کافر جاننا ضرورت دینی سے ہے جو کافر کو کافر نہ مانے وہ خود ویسا ہی ہے اور عندالضرورت اظہار کرنا بھی ضرور ہے۔ حکم شرع ظاہر پر ہے وہ مسلمان ہوگا یا نہیں یہ علم الٰہی میں ہے۔ ہمیں ظاہر کے اعتبار سے اجرائے احکام کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ ہرگز گنہگار نہ ہوگا۔ بلکہ جو کافر کو کافر نہ جانے اور بروقت بیان کافر نہ کہے وہ خود ویسا ہی ہے۔ ہاں جو کافر نہ ہو اسے کافر کہنا اور مشرک بتانا یہ بدترین گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ کلمہ گوئی وہ معتبر ہے کہ اس کے ساتھ کوئی کفر کا ارتکاب نہ کرے فقہائے کرام نے جو فرمایا کہ ہم اہل

قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے اور حدیث میں ہے جو ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو قبلہ رو ہوکر نماز پڑھے مسلمان رہے اگرچہ اللہ عزوجل کو جھوٹا کہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے کسی صورت کسی طرح اس کا ایمان ختم نہ ہوگا۔ یا کوئی نماز پڑھے روزہ رکھے اور ایک بار کسی بت کو سجدہ کرے تو اس کو مسلمان کہا جائے گا۔ ہرگز نہیں معلوم ہوا کہ کلمہ گوئی وہ معتبر ہے کہ کسی کفر کا مرتکب کبھی نہ ہوا ہو اور جو پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور کفر بھی بکے وہ ضرور کافر ہے اس کا کلمہ پڑھنا نماز کی پابندی کرنا اصلاً معتبر نہ ہوگا۔ روزہ رکھنا بے کار و بے سود ہوگا۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے:۔

یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بے شک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہوکر کافر ہوگئے۔ ابن جریر و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ ارشاد فرمایا۔ عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا۔ وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ گزری کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بلاکر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں۔ وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا۔ سب نے آکر قسمیں کھالیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی اور وہ بے شک یہ کفر کا بول بولے۔ اور تمہاری شان میں بے ادبی کرکے اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں لفظ کلمۂ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمان کا مدعی ہوکر کروڑ بار کا کلمہ گو ہو کافر ہو جاتا ہے۔ ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم ابوالشیخ امام مجاہد شاگرد خاص عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے۔ کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی۔ اس کی تلاش تھی۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) غیب کیا جانیں۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیۃ کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہوگئے۔ دیکھو تفسیر ابن جریر (مطبوعہ مصر) جلد دہم صہ ۱۰۵ اور تفسیر در منثور للسیوطی جلد سوئم صہ ۲۵۴۔ دیکھو محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں۔ کلمہ گوئی کام نہ آئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔

مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا۔ مگر جب ضرورت دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار نہ کریں۔ جیسے حرام کو حلال جاننا۔ اور مخفی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں کہ گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر

روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو منھ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں کہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی میں دھوکہ ہوا اللہ تعالیٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منھ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔ یعنی تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ کافر، مرتد، منافق جو ظاہر میں نماز پڑھے کلمہ پڑھے اور باطن میں کفر کرے مرتد، وہ کہ ایمان لاکر کفر کرے یا ایمان سے پھر جائے کافر اصلی کہ شروع کفر میں پھنسا ہے اور مشرک وہ جو شرک کرے اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کو معبود جانے یا دوسرے کی عبادت بھی کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ کافر کو کافر جاننا ضرورتِ دینی ہے اور عند الاظہار کافر بتائے اس کو کافر کہنے سے اعتراض کرنے والا اس کی مثل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں۔

۱۔ قبرستان کے اندر مسجد بنا سکتے ہیں یا نہیں۔ مسجد قبرستان کے اندر بننے لگی ہے اور کچھ قبریں یعنی تین یا چار قبریں نیچے ہیں اس پر مسجد۔ مسجد پوری بن گئی ہے اور صرف چھت گرنے کے لیے باقی ہے اور جب ہم کو معلوم ہوا تو ہم نے روک دیا ہے کہ مسجد کبھی بھی قبرستان کے اندر نہیں ہوتی۔ اب کیا کرنا ہے۔ ابھی مسجد کا کام بند کرا دیا ہے۔ ہماری بات کو انہے لوگوں نے یقین کر لیا ہے۔ دوسرے لوگ خراب کرتے ہیں۔ مسجد کی بنیاد ڈالنے والے تبلیغی اسلامی جماعت والے ادھر میں اکیلا سنّی امام ہوں اور سب لوگ جماعت خیالات کے ہیں۔

المستفتی: محمد ابوبکر حبیبی
جامعہ مسجد مقام کوگل
JA. W. G

## الجواب ۷۸۶/۹۲

قبرستان وقفی ہے تو اس میں مسجد یا کوئی چیز نہیں بنا سکتے کہ یہ وقف کو بدلنا ہے اور فقہاء فرماتے ہیں لا یجوز الانتفاع بالمرهون اور قبرستان وقفی نہ ہو کسی کی ملک خاص ہو تو اس میں جو جگہ قبروں سے خالی ہے وہاں مسجد اس کی اجازت سے بنانا جائز ہے اور قبروں پر بنانا ناجائز وحرام ہے کہ نماز قبر پر مطلقاً مکروہ وممنوع ہے بلکہ قبر پر پاؤں رکھنا ہی جائز نہیں۔ عالمگیری میں ہے۔

یاثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیت انتہی

اور قبر کی طرف بھی نماز مکروہ وممنوع ہے جبکہ سترہ نہ ہو۔ ردالمحتار میں ہے۔ یکرہ ان یطاء القبر او یجلس او ینام علیہ او یصلی علیہ او الیہ جنائز

پھر جنازہ ردالمحتار میں ہے۔ تکرہ الصلوٰۃ علیہ والیہ لورود النہی عن ذالک

قبور مسلمین کی حرمت وتعظیم ضروری ہے۔ اس پر چلنا پھرنا ناجائز وحرام ہے۔ جب قبروں پر مسجد بنی ہے تو اسے مسجد رکھنا درست نہیں ہے۔ نہ اس کی جگہ نماز پڑھنی درست واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ:

ہندہ نے ایک مکان خریدا اور تاحیات اُس میں رہتی رہی اپنی وفات کے بعد اُنھوں نے ایک اپنا لڑکا زید چھوڑا بعد وفات ہندہ کے زید اور اس کی بیوی خالدہ اس مکان میں رہتے رہے۔ زید اور خالدہ نے دو لڑکے عمر، بکر اور تین لڑکیاں عابدہ، زاہدہ، ساجدہ چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوگئے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو مکان ہندہ نے خریدا تھا اُس کے رفقاء میں دو لڑکے عمرو بکر اور تین لڑکیاں، عابدہ زاہدہ اور ساجدہ ان سب کو اس مکان سے ان کے حصے ازروئے شریعت کس طرح پہنچے گے۔ منکشف فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: شہزادے میاں
سلڈر بہاری پور۔ بریلی

زید

| ابن بکر | | ابن عمر |
| --- | --- | --- |
| ۲ | | ۲ |
| بنت ساجدہ | بنت زاہدہ | بنت عابدہ |
| ۱ | ۱ | ۱ |

الجواب ۷۸۶/۹۲

بعد تقدیم ماتقدم وادائے دیون وغیرہا کل ترکہ زید سات سہام پر بٹ کر دو دو سہام عمر و بکر کو اور ایک ایک سہام عابدہ، زاہدہ اور ساجدہ کو ملیں گے۔ ھذا ھو حکم واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرعِ متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ میلاد شریف، فاتحہ اور میلاد شریف کے آخر میں کھڑے ہوکر صلاۃ و سلام پڑھنا قرآن وحدیث میں نہیں اور تیجہ چالیسوالے کا بھی ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں۔ لہٰذا قرآن وحدیث کی روشنی میں منکرین کو جواب ارسال فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

۳۔ جتنی مقدار میں مسافر پر قصر واجب ہوتی ہے یعنی ۵۷ ۳/۸ میل میں کتنا کلومیٹر ہوگا۔

۴۔ ایک سنی بریلوی کی نماز خواہ نماز جنازہ ہو یا جمعہ وعیدین کی ہو۔ دیوبندی وہابی کے پیچھے ہو جائے گی یا نہیں۔ جبکہ جمعہ وعیدین کی نماز کسی اور مسجد میں نہ ہوتی ہو۔ تو کیا اس صورت میں کسی سنی امام کے اقتدار میں دوسری مسجد میں جمعہ وعیدین کی نماز قائم کریں یا نہیں۔ یا جمعہ وعیدین کی فرضیت ساقط اور دیوبندی کے پیچھے اگر نماز نہیں ہوگی تو نہ ہونے کی وجہ کیا ہے۔ قدرے تفصیل سے تحریر فرمانے کی زحمت فرمائیں اور سوال کا جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں۔ اور حتی الامکان قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب ارسال فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المستفتی: لعل محمد وپیر محمد
گنگا نگر راجستھان

الجواب ۷۸۶/۹۲

قرآن مجید میں مطلقاً صلاۃ و سلام کا ذکر وحکم ملتا ہے۔ صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہ جو کسی خاص وقت سلام پڑھنے کا قائل نہ ہو تو وہ ثبوت دے کہ کہاں ممانعت ہے۔ حدیث میں کثرت صلاۃ وسلام کا حکم مطلقاً ہے۔ کسی خاص وقت کا حکم اسی عموم کے اندر داخل ہے۔ جو خارج جانے وہ ثبوت پیش کرے۔ اور مسئلہ کا مفصل جواب فیصلہ حق وباطل وجاء الحق میں ملاحظہ کریں۔ اور تیجہ چالیسواں وغیرہ بھی جائز ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ایصال ثواب جائز ہے اور میت کو اس کا فائدہ پہونچتا ہے اور تخصیص وقت عرف وعادت

بنا پر ہے۔ شرعاً لازم نہیں ہے تعین سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس وقت پر یہ کام انجام پذیر ہوجاتا ہے اور شریعت مطہرہ نے نماز روزے کی طرح اس کے لیے وقت مقرر نہیں کیا ہے کرنے والوں کے اوپر موقوف رکھا ہے۔ اور ایصال ثواب پر متعدد احادیث وارد ہیں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں حدیث مروی ہے۔

ان قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت ای الصدقۃ افضل قال الماء قال فحفر بیرا و قال ھذہ لام سعد۔

یعنی انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری ماں نے انتقال کیا تو کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی۔ انھوں نے کنواں کھود کر کہا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کنواں سعد کی والدہ کے لیے ہے۔ یعنی اس کنویں سے جو لوگ پانی پئیں یا استعمال کریں اس کا ثواب سعد کی والدہ کے لیے ہے۔ اور اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ محتاج کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اس کو میت کو پہنچانا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ کام بعد وفات والدہ کے لیے کیا خواہ تیسرا دن رہا ہو یا چوتھا یا اس کے بعد اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت سعد نے کنویں کے قریب کھڑے ہوکر ایصال ثواب کیا تھا۔ اسی لیے اسم اشارہ قریب استعمال کیا اور حدیث میں ہے

ان اللہ عزوجل لیعطی العبد علی نیتہ ما لا یعطیہ

بے شک اللہ عزوجل بندہ کو اس کی نیت پر وہ ثواب دیتا ہے جو اس کے عمل پر نہیں دیتا۔ دوسری حدیث میں ہے۔

نیۃ المومن خیر من عملہ ــــــ

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے تو ایصال ثواب کرنا کھانا کھلانا بہتر ہے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں

زیر قولہ عزوجل والقمر اذا اتسق ــــــ

حدیث میں ہے۔ وارد ہے مردہ اس حالت میں ڈوبنے والے کی طرح ہے جو کسی فریادرس کا منتظر رہتا ہے۔ اس وقت میں دعائیں صدقے اور فاتحہ بہت مفید ہیں۔ اسی وجہ سے لوگ ایک سال تک خصوصاً مرنے کے اور چالیس دن تک اس قسم کی امداد کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ اور تفصیل کے لیے اعلیٰحضرت قدس سرہ، کا رسالہ مبارکہ فاتحہ کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ اذان پنجگانہ کی طرح اذان ثانی جمعہ بھی خارج مسجد امام کے مقابل ہو سنت یہی ہے۔ فقہا مطلقاً فرماتے ہیں لا یؤذن فی المسجد مسجد میں اذان نہ دی جائے۔ ویکرہ الاذان فی المسجد مسجد میں اذان مکروہ ہے اور مسئلہ کی تفصیل فتاویٰ رضویہ دوم اور سوم میں ہے دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ تقریباً ۹۲ کلومیٹر ہوتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

$$\frac{۳۵۷}{۸} = \frac{\overset{۹۲}{۴۵۹}}{۸} \times \frac{۸}{۵} = ۹۱\frac{۴}{۵}$$ کلومیٹر

۴۔ دیوبندیوں کی بدمذہبی حد کفر سے بڑھی ہوئی ہے۔ انھوں نے اللہ عزوجل اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی ہیں۔ جس کی بنا پر علمائے حرمین شریفین مصر و شام کے علماء نے خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور فرمایا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہوکر ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور تفصیل رسالہ مبارکہ حسام الحرمین میں ملاحظہ کریں اس بنا پر ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے۔ درمختار میں ہے۔ وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا۔

لیکن اگر بعض ضروریات دین کا منکر ہے تو اس کی اقتدا مطلقاً صحیح نہیں ہے۔ سنی حضرات اپنی علیحدہ نماز پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ۔

پسوری واڑہ کی مسجد بہت چھوٹی ہے۔ مقتدی اس مسجد میں اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ مسجد کو وسیع کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ مسجد سے متصل جوناگڈھ میمن جماعت کی زمین ہے جو جوناگڈھ میمن جماعت کی ملکیت میں ہے۔ اس زمین میں ایک کمرہ ہے۔ جس کی آمدنی ماہوار بیس روپے ہے اور اس کا رجسٹرڈ ٹرسٹ نمبر بی ۳۷۵ ہے۔ اور اس سے آمدنی مبلغ ۲۵ روپے ہے۔ لیکن یہ زمین جوناگڈھ میمن جماعت قبرستان ٹرسٹ نمبر بی ۳۲ کی ہے۔ مذکورہ دونوں جگہیں میمن جماعت جوناگڈھ ہی کی ملکیت میں ہیں۔ مگر ٹرسٹ نمبر الگ الگ ہیں۔ مسجد مذکورہ کے لیے ٹرسٹیوں نے جوناگڈھ میمن جماعت کے ٹرسٹیوں سے یہ درخواست کی ہے کہ چونکہ پسوری واڑہ محلہ کی مسجد کو وسیع کرنا ضروری ہے۔ اس لیے مذکورہ دونوں جگہیں قیمت سے یا فی سبیل اللہ مسجد کو دیں تاکہ مسجد وسیع بھی ہو اور آمدنی کا ذریعہ بھی ہو جائے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ جوناگڈھ میمن جماعت اپنے اور اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لیے یہ دونوں جگہیں بغیر قیمت مسجد کو دے سکتے ہیں یا نہیں۔

المستفتی: غلام غوث علوی
دارالعلوم مسکینیہ۔ دھوراجی
گجرات

**الجواب:** ۴۸۶/۹۲

قبرستان وقفی نہیں ہے میمن جماعت کا مملوکہ ہے تو ان کی اجازت سے شامل مسجد کر سکتے ہیں۔ جبکہ اس جگہ قبور مسلمین نہ ہوں اور اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لیے بھی دے سکتے ہیں۔ مسجد تو ثواب جاریہ سے ہے اور اپنے اور اپنے والدین کے ایصال ثواب کے لیے بلا قیمت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## کلامِ نوری

حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ

ہے تم سے عالم پُر ضیا ماہِ عجم مہرِ عرب
دیدو میرے دل کو جلا ماہِ عجم مہرِ عرب

کیسے ہوتے بلکہ ہوتے ہی نہیں شمس و قمر
ہوتا نہ گر جلوہ ترا ماہِ عجم مہرِ عرب

دونوں جہاں میں آپ ہی کے نور کی ہے روشنی
دنیا و عقبیٰ میں شہا ماہِ عجم مہرِ عرب

کب ہوتے یہ شام و سحر کب ہوتے یہ شمس و قمر
جلوہ نہ ہوتا گر ترا یا ماہِ عجم مہرِ عرب

شام و سحر کے قلب میں شمس و قمر کی آنکھ میں
جلوہ ہے جلوہ آپ کا ماہِ عجم مہرِ عرب

ہے روسیہ مجھ کو کیا آقا مرے اعمال نے
کر دو اجالا منھ مرا ماہِ عجم مہرِ عرب

خورشید تاباں بھیک کو آیا تری سرکار سے
ہے نور سے کاسہ بھرا ماہِ عجم مہرِ عرب

خورشید کے سر آپ کے در کی گدائی سے رہا
سہرا شہا انوار کا ماہِ عجم مہرِ عرب

کاسہ لیسی سے ترے دربار کی مہتاب بھی
کیسا منور ہوگیا ماہِ عجم مہرِ عرب

ہیں یہ زمین و آسماں منگتا انکی سرکار کے
ہے ان کی آنکھوں کی ضیا ماہِ عجم مہرِ عرب

یوں بھیک لیتا ہے دو وقتہ آسماں انوار کی
صبح و مسا ہے جبہ سا ماہِ عجم مہرِ عرب

جب تم نہ تھے کچھ بھی نہ تھا جب تم ہوئے سب کچھ ہوا
ہے سب میں جلوہ آپ کا ماہِ عجم مہرِ عرب

بیشک ہے عاصی کے لیے ناری صد تسکین شہا
نوری کو دو نوری جزا ماہِ عجم مہرِ عرب

## کلامِ حسن

حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ

اللہ نے تم کو دیدیا ہے
ہر چیز کا اختیار آقا

ہے خاک پہ نقشِ پا تمہارا
آئینہ ہے بے غبار آقا

عالم میں سب بنی کے ساتھی
بگڑی کے تمہیں ہو یار آقا

سرکار کے تاجدار بندے
سرکار ہیں تاجدار آقا

دے بھیک اگر جمالِ رنگیں
جنت ہو مرا مزار آقا

آنکھوں کے کھنڈر بھی اب بسا دو
دل کا تو ہوا وقار آقا

ایمان کی تاک میں ہے دشمن
آؤ دمِ احتضار آقا

ہو شمع سب سیاہ بختاں
تیرا رُخِ نور بار آقا

تو رحمتِ بے حساب کو دیکھ
جرموں کا نہ لے حساب آقا

دیدار کی بھیک کب بٹے گی
منگتا ہیں امیدوار آقا

بندوں کی ہنسی خوشی میں گذرے
اس غم میں ہوں اشکبار آقا

آتی ہے مدد بلا سے پہلے
کرتے نہیں انتظار تم آقا

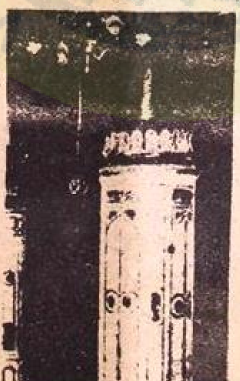
ہو جانِ حسن نثار تجھ پر
ہو جاؤں ترے نثار آقا

# شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند کا ایثار و تقویٰ

حامداً و مصلیاً

**از: عطا محمد رضوی اترولوی گونڈوی**

اللہ والوں کی زندگی اور ان کے شب و روز کچھ اور ہی ہوا کرتے ہیں جنھیں دیکھ کر خدا کے بندوں کو خدا کی یاد آتی ہے۔ دلوں میں روحانی کیف اور ایمانی نشاط پیدا ہوتا ہے زندگیوں میں انقلاب برپا ہوتا ہے معاشروں میں پاکیزگی آتی ہے اور ان کے دم قدم سے ماحول بدل جاتا ہے۔ ان ہی اہل اللہ بزرگوں میں یادگار اعلیٰحضرت، جنید عصر، غزالی دوراں، رازیٔ زماں، بقیۃ السلف عمدۃ الخلف، فرید الاوان، منبع العرفان، زبدۃ المحققین، عمدۃ الواصلین سید المحدثین، سند المفسرین، امام المفتیین حضرت علامہ الحاج شاہ مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں۔ جن کو سفر و حضر میں قریب سے دیکھنے والوں کا مشاہدہ ہے کہ آپ کتنے ہی کام میں مصروف رہے ہوں۔ اگر کوئی درد کا مارا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا تو تمام مصروفیات سے کنارہ کش ہو کر سب سے پہلے اس پریشان حال کی خیریت دریافت کرتے اُس کے دُکھ درد کا مداوا فرماتے اور اس کا روحانی و جسمانی علاج فرماتے۔ ایثار کا یہ عالم تھا کہ اپنے قیمتی وقت کو قربان کر کے مخلوق خدا کی مصیبت دُور فرماتے اور ہر طرح سے اس کی



اصلاح کر کے دین و دنیا سنوار دیتے یہ کون مفتیٔ اعظم تھے — یہ وہی مفتیٔ اعظم ہیں جن کی نگاہوں میں جلالِ خداوندی سمایا ہوا تھا۔ وہی مفتیٔ اعظم ہیں — جن کے دل میں محبت رسول کے شرارے تھے۔ وہی مفتیٔ اعظم — جو تصوف کے امام اور صوفیا کے سردار تھے اور یہ وہ مفتیٔ اعظم تھے۔ جنھوں نے اسلاف کے اطوار کو اپنایا اور جہاں اور اعتبار سے مخلوق کی دلجوئی اور دلبری فرمائی، وہیں پر اس مردِ مجاہد نے بزرگوں کے طرق سے دعا و تعویذ کو بھی خدمت خلق کی خاطر اپنایا۔ اور اپنا قیمتی وقت دعا و تعویذات میں سفر و حضر میں مسلسل قربان کرتے رہے یہی وجہ تو تھی کہ ان پر لاکھوں دلے نثار ہو رہے تھے۔ آپ اس کے مصداق رہے۔



مجھے بھی یارسول اللہ غورِ زندگی دیدو  دلِ تاریک کو کچھ اپنے گھر کی روشنی دیدو

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَہُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (ع ۹ آیت ۹۶)

(پ ۱۶ سورہ مریم)

(ترجمہ) بیشک جو لوگ ایمان لاتے اور انھوں نے نیک کام کیے تو رحمٰن انہیں مقبولیت سے نوازتا ہے۔

پھر آپ کی زندگی کا سب سے اہم ترین مقصد تبلیغ دین متین اور فلاح قوم تھا۔ اور آپ پر زندگی کے آخری لمحے تک یہی عنصر غالب رہا۔ اور آپ کا تقویٰ منصب بلند پر فائز تھا۔ اور آپ روحانیت کے اونچے مراتب سے گزر چکے تھے۔ یہی سبب تھا کہ آپ کے تعویذات ونقوش نہایت ہی مفید اور بامقصد ہوتے تھے اور تعویذات میں بھی تقویٰ کی جھلک نمایاں ہے۔ جیسا کہ مولانا شاہ سید احمد اجملی صاحب مفتی اعظم نمبر میں رقمطراز ہیں۔

"تاریخ کی اکثر و بیشتر کتابوں میں آیا ہے کہ بزرگانِ دین تعویذات کثرت سے لکھتے تھے۔ اس کی وجہ کسی بزرگ نے یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ ذکر کتنی قسم کا ہوتا ہے۔ ذکر جلی، ذکر خفی، ذکر بالجہر، ذکر بالسر وغیرہ وغیرہ۔ انہیں اذکار میں ایک ذکر یہ بھی ہے کہ تعویذات ونقوش میں بھی خدا و رسول ہی کا ذکر ہوتا ہے اس لیے اولیاء اللہ کو تعویذ نویسی کی مصروفیات میں بڑا دخل رہا ہے اس سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ذکر الٰہی اور خدمت خلق۔ جو خدا کے نزدیک نہایت پسندیدہ عمل ہے۔ اور جس سے لوگوں کے نگاہ میں اس کی مقبولیت بڑھ جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

(ترجمہ) بیشک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو تم میں بڑا متقی ہو۔

(پ ۲۶ سورہ حجرات، ع ۱۴ آیت ۱۳)

اور مفتی اعظم اس کے مصداق ہیں۔ کیونکہ سب سے بڑا تقویٰ شریعت مطہرہ کی پابندی ہے۔ آپ اتنے بڑے پابند تھے کہ سفر و حضر میں کبھی بھی نماز ترک نہ ہونے دیتے اور اپنے سامنے کسی کو بھی غلط فعل کرتے دیکھتے تو ضرور منع فرما دیتے۔

آپ کی نماز کے واقعات متعدد بشکل کرامات وارد ہیں۔ مگر درحقیقت ترین کارکنا، بس کارکنا۔ یہ سب

آپ کے تقویٰ ہی کی بدولت تھا اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ آپ کا تقویٰ اس منصب بلند پر فائز تھا کہ فرائض تو اپنی جگہ سنت بھی ترک نہ ہوتا تھا اور مستحبات و نوافل بھی ملحوظ عمل رہتے۔

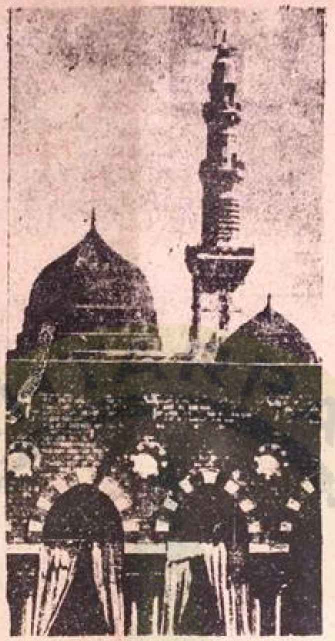
استقامت نمبر میں بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ رقمطراز ہیں کہ جمعہ کے دن گردنیں پھلانگنا حدیث شریف میں ممنوع ہے۔

مَنْ تَخَطّٰی رِقَابَ
النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ
اِتَّخَذَ جِسْرًا
اِلٰی جَہَنَّمَ۔

جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کی طرف پل بنایا۔

اگلی صف پُر ہو تو جامع مسجد میں گردن پھلانگ کر جانیوالوں کے لیے ممانعت مع الوعید ہے۔

لکھتے ہیں کہ تقریباً پینتیس ۳۵ چالیس ۴۰ برس پہلے کی بات ہے کہ اشرفیہ مبارکپور کے سابق ناظم اعلیٰ الحاج محمد عمر صاحب مرحوم کے خلف الصدق حضرت مولانا نثار احمد صاحب غالباً پہلی بار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو مبارکپور لائے اور یہ آمد بغیر اطلاع کے تھی۔ عوام کیا۔ حتیٰ کہ اشرفیہ کے لوگ بھی نہ جانتے تھے کہ مولانا نثار احمد صاحب آپ کو ہمراہ لے کر جامع مسجد پہونچے



گرمی کا موسم تھا۔ لوگ دیواروں کے پاس سائے میں اکٹھا بیٹھے تھے اس لیے مصلیوں کی آخری صفیں دھوپ سے بچنے کے لیے ملی جلی مسجد کی پوری دیوار کے سائے میں بچھی ہوتی تھیں۔

آج سے ۳۵، ۴۰ برس قبل اہل مبارکپور کے دل میں علماء و مشائخ کی قدر و منزلت تھی۔ دوسرے آپ کا نورانی اور پُرکیف چہرہ۔ تیسرے مولانا نثار احمد ساتھ میں لوگوں نے دیکھتے ہی اندازہ لگالیا کہ کوئی بزرگ ہیں۔ اس لیے ادھر اُدھر کھسک کر راستہ دیا۔ کیونکہ عقیدت و احترام علماء کا یہی معمول تھا۔ لیکن مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے لوگوں کی گردنیں پھلانگنے سے احتراز کیا اور وہیں دھوپ میں تولیہ بچھاکر سب سے پیچھے بیٹھ گئے۔ اصرار کے باوجود آگے تشریف نہ لے گئے۔ آپ کے اس عمل میں اتباع شریعت کے ساتھ ساتھ احیاء سنت بھی پایا جارہا ہے۔ لوگ اس سے غافل ہیں اور گردنیں پھلانگنے میں کوئی احتراز نہیں کرتے۔" (استقامت مئی ۸۳، ص ۶۹)

اسی وجہ سے میں نے ذکر کیا کہ آپ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ الخ کے مصداق ہیں اور پھر آپ اسلام کے وہ بطل جلیل اور استقامت کے وہ جبل عظیم تھے کہ نازک سے نازک وقت میں کبھی پیروں میں لغزش نہ آسکی۔ اور اتباع سنت اور احیاء سنت پر قائم رہے۔

حدیث شریف میں وقت پر نماز ادا کرنے کی تاکید آتی ہے آپ اس کا خاص خیال رکھتے۔ اگر سفر میں ٹرین پر ہوتے تو نماز کے وقت ٹرین سے اتر جاتے۔ چنانچہ ایسا بھی ہوا کہ نماز ہوتی رہی اور ٹرین چلتی بنی۔ مگر ٹرین چلتے چلتے رُک گئی۔ اور وہ آگے نہ بڑھ سکی جیسے کسی غیبی طاقت نے روک دیا ہو

بیشک: مَنْ لَہُ
الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُل

جو اللہ کا ہوگیا ہر شئی پر اس کی حکمرانی ہے۔

نماز ختم ہوتی۔ ٹرین واپس لوٹی۔ گارڈ نے معذرت کی۔ ـــــــــ پھر ٹرین اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوتی ہے

قدسیوں کو بھی رشک اسی جمعیت خاطر پہ ہے
کچھ نہیں کھلتا کہ میں کس کے پریشانوں میں ہوں

(استقامت مئی ۸۳ء)

اور ایسے ہی حج و زیارت حرمین شریفین کی سعادت دوبار تقسیم ہند سے قبل حاصل ہوتی۔ تیسری بار ۱۳۹۱ھ م ۱۹۷۱ء میں اسی شان سے عازم حرمین شریفین ہوئے۔ باوجودیکہ بہت سے علماء کے نزدیک حج و زیارت کے لیے فوٹو جائز ہے۔ مگر آپ کے لیے عزیمت کی بنیاد پر بین الاقوامی رائج الوقت کے خلاف بغیر فوٹو کے پاسپورٹ حاصل ہوا۔ اور سفر حج کے دوران کوئی ٹیکہ وغیرہ بھی نہ لگوا کر احتیاط و تقویٰ کے اس دور میں ایک روشن مثال قائم کر دی۔

(استقامت ص۳۰۸ مئی ۱۹۸۳ء)

اگر وہ شریعت میں امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قدم بہ قدم تھے تو طریقت میں حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مظہر کامل تھے۔ وہ صرف عالم و مفتی ہی نہ تھے بلکہ ایسے صوفی تھے کہ دلوں کو دھو کر پاک و صاف کر دیا کرتے تھے۔ ۱۳؍ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲؍ نومبر ۱۹۸۱ء روز پنجشنبہ کی شب میں ایک بج کر ۴۰ منٹ پر وارث مسند مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سرشار عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علمبردار شریعت، عارف باللہ، مرشد حق نما، پیشوائے زماں مرد حق آگاہ، آفتاب علم و عرفاں رہبر جاوداں، سراپا خیر و برکت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنت، فخر ملت، مرشدی و مولائی حضور مفتی اعظم ہند، حضرت مولانا الحاج الشاہ ابو البرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن یداللہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب سنی رضوی نوری رضی اللہ القدوس عنہ، منازل حیات طے فرما گئے۔ اور دنیائے سنیت کو روتا بلکتا چھوڑ گئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

(بحوالہ عظیم الشان ص)

ہے وہی صد افتخار ہستی عظیم الشان بھی
جان رحمت پر مٹادی ہے متاع زندگی



درگاہ حضرت …

# کانپور میں آل انڈیا مشاعرہ اور تقسیم علمی و ادبی ایوارڈ

۳۰؍ دسمبر ۱۹۸۹ء بروز سنیچر ۹ بجے شب گاندھی میدان شجاعت گنج کانپور میں بزم زینت اردو ادب کے زیر اہتمام آل انڈیا مشاعرہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس کی صدارت جناب شاہد رحمان صاحب ایڈیٹر روزنامہ مساوات جدید کانپور اور افتتاح جناب محمد جنید عراقی صاحب نے فرمایا۔ اس موقع پر مشہور و ممتاز شاعر جناب کوثر جائسی۔ جناب مولانا قمر شاہجہانپوری جناب اسیر مچھلی شہری اور جناب قیوم ناشاد کوان کی علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں ایوارڈ بھی پیش کیا گیا سرپرست مشاعرہ جناب عبدالرشید ہیرو اور جناب حق کانپوری صدر بزم محمد یوسف انصاری اور کنوینر مشاعرہ جناب جمیل خیرآبادی کی اطلاع کے مطابق مشاعرہ میں ڈاکٹر بشیر بدر، راحت اندوری والی آسی، نسیم شاہجہانپوری، حبیب ہاشمی کلکتہ، راہی بستوی، شاعر جمالی، منتظر بھوپالی، طاہر فراز، انور جلال پوری، ناظم فیروزآبادی، ساغر خیامی، انجم رہبر، حنا تیموری، نسیم نکہت، دلکش آفریدی، سراج وارثی، نے شرکت فرمائی۔ جنرل سکریٹری محمد شفیق صغیر اجمل

# حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## تاریخ کے آئینہ میں

محمد ابو الفرید رضوی ۔ جلال پور ۔ جھیرا

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور روایت کے مطابق ہجرت نبوی سے چالیس سال قبل پیدا ہوئے۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آٹھویں پشت میں جاکر ملتا ہے

۳۔ جب سے دنیا کی تاریخ معلوم ہے آج تک کوئی شخص فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر فاتح و کشور ستان نہیں گزرا۔

۴۔ مشورے کے بغیر خلافت سرے سے جائز ہی نہیں بقول عمر رضی اللہ عنہ لَاخِلَافَۃَ اِلَّا عَنْ مَشْوَرَۃٍ۔

۵۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آکر شکایت کی کہ شام میں میری کچھ زراعت تھی آپ کی فوج ادھر سے گذری اور اس کو برباد کر دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت اس کو دس ہزار درہم معاوضے میں دلوائے۔

۶۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام ممالک مفتوحہ میں نہریں جاری کیں اور بند باندھے، تالاب تیار کرائے پانی کے تقسیم کرنے کے دہانے بنانے نہروں کے شعبے نکالنے اس قسم کے کاموں کا ایک بہت بڑا محکمہ قائم کیا۔ علامہ مقریزی نے لکھا ہے کہ خاص مصر میں ایک لاکھ بیس ہزار مزدور روزانہ سال بھر کام میں لگے رہتے تھے اور تمام مصارف بیت المال سے ادا کیے جاتے تھے۔

۷۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چھیاسی ہزار کا قرض تھا وہ اس طرح ادا ہوا کہ ان کا مسکونہ مکان بیچ ڈالا گیا جس کو امیر معاویہ نے خریدا۔ یہ مکان باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان واقع تھا۔

۸۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیروز نام پارسی غلام شخص کے ہاتھ سے نماز فجر کی حالت میں شہید ہوئے۔

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہونے کے تین دن بعد محرم کی پہلی تاریخ تاریخ سنیچر کے دن جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مدفن پہلوئے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے۔

۱۰۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی

۱۱۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عبد الرحمٰن، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت سعد ابن وقاص، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے قبر شریف میں اتارا اور وہ آفتاب عالمتاب خاک میں چھپ گیا۔

۱۱۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۶۳ سال ہوئی
(ماخوذ)

# شہزادۂ اعلیحضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ

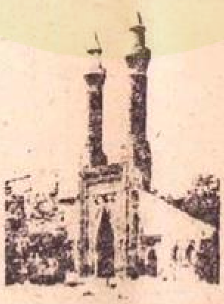
# حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

## از: محمد اقبال قادری اختری

شہزادۂ اعلیحضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۲ھ میں ربیع الاول شریف کے مبارک مہینے میں اس دار فانی میں تشریف لائے۔ آپ ہندوستان کے مشہور، عظیم روحانی، علمی خاندان میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس عظیم فرزند ارجمند کا نام "محمد" رکھا۔ اور عرف میں استعمال کرنے کے لیے حامد رضا تجویز فرمایا۔ اگر علم اعداد کی روشنی میں آپ کے نام کا تجزیہ کیا جائے تو لفظ "محمد" کے (۹۲) بانوے عدد بنتے ہیں جو کہ آپ کی ولادت پر دلالت کرتے ہیں (چونکہ آپ ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور اگر لفظ حامد رضا کا علم عدد سے تجزیہ کیا جائے تو عدد ۱۳۶۲ھ تیرہ سو باسٹھ بنتے ہیں جو آپ کے وصال پر دلالت کرتے ہیں (چونکہ آپ کا وصال ۱۳۶۲ھ میں ہوا۔

حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے علوم اسلامیہ کی تمام کتب متداولہ معقول ومنقول، کتب فقہ، واصول اپنے والد ماجد امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور دیگر کئی فنون پر دسترس حاصل کی۔ آپ کا تفسیر وحدیث شریف کا درس خاص کر بہت مشہور تھا۔

فقہی مسائل کا حل اور فتاوی لکھنے میں آپ کو خاص مہارت تھی۔ آپ نے دستارِ فضیلت حاصل کرنے کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ تفسیر بیضاوی کے درس پر آپ کی خصوصی توجہ تھی اس کے علاوہ شرح عقائد، شرح چغمینی اور مشہور کتاب 'درمختار' کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے اہل علم نے آپ کے



اناطولیہ کی ایک عظیم اسلامی درسگاہ

علم و فضل کا لوہا ماننے میں زیادہ تاخیر نہ کی اور یوں آپ نے اپنے والد ماجد کی طرح جلد ہی اپنے علم و فضل کا لوہا منوا لیا۔ حضرت حجۃ الاسلام کا علم و فضل اور حسن و جمال شہرۂ آفاق تھا اور ہے آپ محض مجدد برحق امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے نورِ نظر ہونے کی وجہ سے مشہور و مخدوم اور محترم نہیں (اگرچہ یہ خود ایک اہم شرف و سعادت ہے) بلکہ اپنے خداداد علم و فضل، استعداد قابلیت عمل و عرفان کی بدولت آپ حجۃ الاسلام کے لقب سے ملقب اور بلند پایہ منصب پر فائز ہوئے۔ آپ نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ عربی اور اردو اشعار، مضامین اور خطبات تحریر فرماتے تھے اور گفتگو تو نہایت فصیح و بلیغ الفاظ میں فرمایا کرتے تھے۔



نشان سنیت گنبد اعلیحضرت اس جھانکی کی اونچائی تقریباً ۲۱ فٹ، گولائی ۴۰ فٹ، اور وزن ڈھائی ٹن ہے یہ جھانکی بموقعہ جلوس غوثیہ بمبئی میں نکالی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو باطنی حسن و کمال کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و جمال سے بھی خوب نوازا تھا آپ بہت ہی حسین و جمیل دراز قد اور وجیہہ بزرگ ہستی تھے۔ جب آپ کسی محفل و مجلس میں تشریف لاتے تو اہل محفل کی نگاہیں آپ کے نورانی چہرہ پر نثار ہونے لگتیں۔ جو کوئی آپ کا نورانی چہرہ اور سفید ریش مبارک دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا اور بے اختیار ہو کر پکار اٹھتا کہ پروردگار نے اپنے بندۂ کامل کو کیسے روحانی و باطنی و ظاہری و جسمانی حسن و جمال سے نوازا ہے۔

حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ شریعت و سنت کے حد درجہ پابند تھے۔ آپ کے زہد و تقویٰ اور اتباعِ سنت کا یہ عالم تھا کہ جب شب برات آتی تو ظہر سے لے کر شام تک سب سے معافی مانگتے رہتے۔ حتیٰ کہ چھوٹے بچوں کو بھی فرماتے کہ اگر میری کوئی غلطی کوئی بات ہو گئی ہو تو معاف کر دو۔ آپ علیہ الرحمہ کے زہد و تقویٰ سے بڑے بڑے علماء و مشائخ متاثر تھے۔ سب آپ کے ساتھ محبت سے پیش آتے تھے۔

حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ صبر و رضا کے پیکر تھے۔ آپ کو اگر کوئی بیماری، مشکل یا مصیبت پیش آتی تو نہایت صبر و تحمل اور بردباری سے کام لیتے ہوئے اسے برداشت کرتے۔ حتیٰ کہ معالج ظاہری بھی آپ کے سکون و اطمینان کو دیکھ کر دم بخود رہ جاتے۔ ایک مرتبہ آپ کے جسم مبارک پر پھوڑا نکل آیا جس کا آپریشن کرنا ضروری

فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

تھا۔ عام دستور کے مطابق آپریشن کے لیے بیہوشی کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے یا پھر آج کل آپریشن والی جگہ کو سُن کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ مریض کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ جب آپ کا آپریشن کیا جانے لگا تو ڈاکٹروں اور ظاہری معالجوں نے کہا کہ بیہوشی کا ٹیکہ لگانا ضروری ہے لیکن آپ علیہ الرحمہ نے ڈاکٹروں اور معالجوں پر یہ واضح کر دیا کہ میں نشے (بیہوشی) کا ٹیکہ نہیں لگواؤں گا آپ آپریشن کے ذریعہ آپ اپنا کام کریں اور میں اپنا کام کرتا ہوں۔ چنانچہ مسلسل دو گھنٹے کے آپریشن کے دوران علیہ الرحمہ نے نہ کوئی فریاد کی اور نہ ہی آہ وزاری کی بلکہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ کے وظیفہ سے شدت درد کو برداشت کرنے کی راہ اختیار کی۔

آپ علیہ الرحمہ کا وصال شریف بھی بڑے عظیم انداز میں ہوا کہ ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ کو تقریبًا پورے گیارہ بجے شب آپ علیہ الرحمۃ نماز ادا فرما رہے تھے۔ عین حالت تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھتے وقت آپ کا وصال ہوا۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا جب جسم اطہر جنازے کی صورت میں اٹھایا گیا تو ایک حشر برپا تھا۔ لاکھوں کے اس ہجوم میں ہر ایک کی یہی تمنا تھی کہ آج آخری مرتبہ ایک بار تو حجۃ الاسلام کی زیارت نصیب ہو جائے اور کاش کاندھا دینے کی سعادت بھی ملے آپ علیہ الرحمۃ کی نماز جنازہ آپ علیہ الرحمہ کے چہیتے شاگرد محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے پڑھائی۔ حضرت شہزادۂ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے جنازے مبارکہ کا منظر بھی اتنا پُراثر تھا کہ ہسپتال کی عیسائی نرس اور کئی بدمذہب آپ کی بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت کا ایمان افروز نظارہ دیکھ کر مشرف باسلام اور صحیح العقیدہ مسلمان ہو گئے۔

حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و تلامذہ کی تعداد آپ علیہ الرحمہ کے وصال کے وقت تقریبًا دو لاکھ سے زائد تھی۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے وصال شریف سے تقریبًا ایک ہفتہ قبل جو آپ سے بیعت کے لیے حاضر ہوئے تو اعلیحضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حامد رضا کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اور حامد رضا کی بیعت میری بیعت ہے اور ان کا مرید میرا مرید ہے۔"

اللہ تعالیٰ جل مجدہ، ہمیں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین۔

★★

شہسرام کے ہولناک فساد پر ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ کی رپورٹ

# گود کے بچے کیساتھ کنوئیں میں کود جانیوالی ترنم خاتون کی ایک نہایت دردناک اور حیرت انگیز کہانی

## از: حضرت علامہ ارشد القادری

آج ۲۲ رنومبر کو سہسرام کے دورہ سے واپس آنے کے بعد پھر ادارۂ شرعیہ کے وفد کے سربراہ علامہ ارشد القادری نے پریس کو یہ بیان دیا۔

ہمارے ساتھ مولانا عبدالبر مدرسہ شرفیہ رفیع گنج اور مولانا نعیم الہدیٰ بیت الانوار گیا بھی وفد میں شریک تھے۔ یہ لوگ ۲۱ رنومبر کی صبح کو ۸ بجے دون اکسپریس سے سہسرام پہنچے اور وہاں کی مشہور درسگاہ مدرسہ خیریہ میں شہر کے عمائدین اور مختلف محلوں کے ذمہ دار افراد کو جمع کیا۔ جن میں مولانا ظل الرحمن، مولانا ملک مظفر، حکیم انیس الزماں، اشتیاق احمد صاحب ایوبی، نسیم الدین صاحب، نثار احمد صاحب، اور شہاب الدین صاحب کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

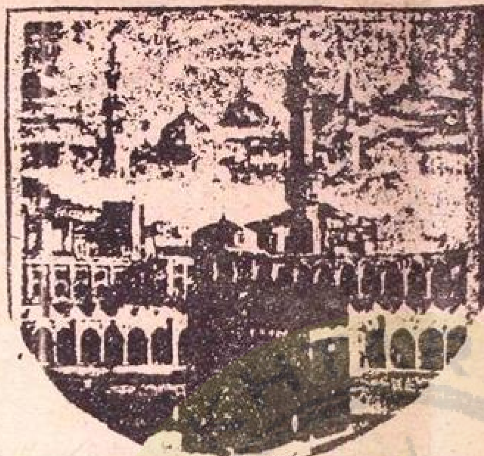
ان حضرات کی زبانی ۶ اور ۷ رنومبر کو ہونے والے ہولناک فساد کی جو تفصیل معلوم ہوئی۔ اسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ہم نے ان حضرات کی معیت میں ان محلوں اور بازاروں کا بھی چشم دید معائنہ کیا۔ جہاں سو سے زائد دکانیں اور چالیس سے زائد مکانات ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کر دیے گئے ہیں۔ ہم نے وہ رپورٹ بھی دیکھی جسے ۱۸ رنومبر کو اشتیاق احمد ایوبی نے مسلمانوں کی طرف سے وزیر اعظم کو پیش کیا تھا۔ جب وہ انتخابی دورے پر سہسرام گئے ہوئے تھے اس رپورٹ میں نہایت تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ فساد کیسے شروع ہوا۔ بی۔ ایم۔ پی نے کرفیو کے دوران بلوائیوں کو اپنے ساتھ لیکر کس طرح نہتے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کی قیامت توڑی۔ شہر کے کن کن ہندو لیڈروں کے ہاتھ اس



فساد میں ملوث ہیں اور شہر کے انتظامیہ نے کس طرح بلوائیوں کی حوصلہ افزائی کی۔

ان حضرات نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ اتنی ہولناک تباہی کے باوجود آج تک حکومت کا کوئی ذمہ دار یہاں ہماری خیریت معلوم کرنے نہیں آیا۔ ہزاروں مسلمان بے گھر ہوگئے اور ان کی معیشت کے سارے ذرائع ختم کر دیے گئے ہیں۔ تن کے کپڑوں کے سوا ان کے پاس اب کچھ نہیں رہ گیا ہے۔ لیکن حکومت کی طرف سے آج تک کسی طرح کی کوئی ریلیف نہ پیسوں کی شکل میں پہنچی اور نہ اناج اور سامان کی صورت میں۔

اور سب سے زیادہ شرمناک اطلاع یہ ہے کہ آج تک وہاں نہ تو مسلم تنظیموں کا کوئی لیڈر پہنچا اور نہ کوئی مسلم وزیر اور اقلیتی نمائندہ بھاگلپور کے قیامت خیز فساد کے شور میں سہسرام کی طرف دیکھنا ہی لوگ بھول گئے۔ وزیر اعلیٰ بھی گئے تو انتخابی ٹٹنگ ہی سے واپس لوٹ گئے۔ حالانکہ حالات کا جائزہ لینے کے بعد ہر شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ سہسرام کا فساد تباہی و بربادی میں بھاگلپور کے فساد سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ سہسرام میں بھی مولانا ملک مظفر کی سربراہی میں



ہم نے ادارۂ شرعیہ ریلیف سنٹر قائم کر دیا ہے۔ جہاں ریلیف بھیجنے کی ہم تیاری کر رہے ہیں۔

یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ اتنے بڑے فساد میں مسلمانوں کی طرف سے کہیں بھی کوئی جوابی کاروائی نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ہندو کا مرنا تو بڑی بات ہے کسی کے خراش تک نہیں آئی۔ اور نہ کسی ہندو کی دکان یا مکان کو ذرہ بھر نقصان پہنچا۔ لوگوں نے بتایا کہ مسلمانوں کے خلاف یہ سراسر جھوٹا اور شرانگیز پروپیگنڈہ ہے کہ انھوں نے جلوس پر بم پھینکا۔ اگر یہ الزام صحیح ہوتا تو جلوس میں شریک ہونے والے دو چار افراد ضرور زخمی ہوتے لیکن یہاں کے تھانے میں بھی اس طرح کی کوئی رپورٹ نہیں ہے۔

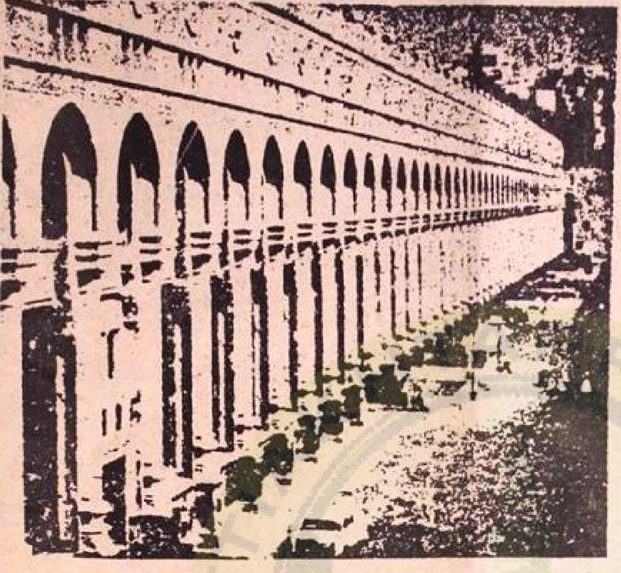
البتہ فساد شروع کرنے کے لیے سگنل کے طور پر آر ایس ایس کے لیڈر جواہر مہتو نے پہلے سیٹی بجائی اس کے بعد ایک طاقتور پٹاخہ چھوڑا جس میں صرف آواز تھی۔

## ترنم خاتون کی سرگزشت جو صرف اشکبار آنکھوں سے پڑھی جا سکتی ہے

معائنہ کے دوران لوگوں نے ترنم خاتون نام کی ایک عورت سے ہماری ملاقات کرائی۔ جس کی سرگزشت پوری دنیا میں نشر کیے جانے کے قابل ہے۔ اس کی عمر ۲۲ سال ہے اس کی گود میں ایک ڈیڑھ دو سال کا بچہ بھی ہے۔ اس نے بتایا کہ ۷؍نومبر کو تین بجے دن کے وقت جبکہ کرفیو

لگا ہوا تھا۔ چالیس پچاس بلوائیوں نے میرے گھر کو گھیر لیا۔ جب وہ پٹرول چھڑک کر آگ لگانے کی تیاری کرنے لگے۔ تو ہم لوگ اپنی جان بچانے کے لیے گھر سے باہر نکل آئے۔ اس نے بتایا کہ ہمارے گھر میں کل گیارہ افراد تھے جن میں تین مرد ایک گود کا بچہ ایک بوڑھی عورت باقی چھ عورتیں جن کی عمر ۱۴ سال سے لیکر ۲۵ سال تک کی تھی۔ اس نے روتے ہوئے بتایا کہ جب ہم لوگ گھر سے باہر نکل آئے تو بلوائیوں نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور گائے بکری کی طرح ہمیں ہنکاتے ہوئے اپنے ساتھ لے چلے۔ راستے میں ہم لوگ پولیس کی کئی چوکیوں سے گزرے اور ہر جگہ ہم نے پولیس سے روتے بلکتے کہا کہ یہ لوگ ہمیں قتل کرنے کے لیے لیجا رہے ہیں ہماری جان بچاؤ۔ لیکن پولیس والے ہنستے رہے۔ جب وہ لوگ ہمیں اپنے نرغے میں لیے ہوئے شہر کے باہر پہنچے تو وہاں دس نوجوان اس مجمع سے الگ ہو گئے اور مجھکو اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا جب میں نے انکار کیا تو دو آدمیوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور زبردستی مجھے کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے چلے باقی مردوں اور عورتوں کو ان کے ساتھی دوسری طرف لے کر چلے گئے۔ جن کا ابتک پتہ نہیں ہے۔

اس نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے دو میٹر تک وہ لوگ کھینچکر



مسجد نبوی کا بیرونی منظر

لے گئے۔ شام ہونے کے قریب تھی۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ ان کی نیت خراب ہے۔ جب ہم کھیرا نام کے ایک گاؤں کے پاس پہنچے تو وہاں ہمیں ایک کنواں نظر آیا۔ جہاں ٹیوب ویل کا پانی جمع تھا۔ میں نے نہایت لجاجت کے ساتھ ان سے کہا کہ میرا ہاتھ چھوڑ دو، مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ کنویں کے قریب جاکر پانی پی لوں بہت کہنے سننے پر انھوں نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ ہم کنویں کے پاس آئے اور اپنے بچے کو سینے سے چمٹائے ہوئے کنویں میں کود گئے۔ پانی میں گرتے ہی ہم دونوں ماں بیٹے تہہ میں پہنچ گئے اور فوراً پانی نے ہمیں اوپر اچھال دیا۔ دو تین بار ایسا ہی ہوا۔ اتنے میں وہ لوگ کہیں سے موٹی رسی لائے اور کنویں میں ڈالتے ہوئے کہا کہ اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ ہم نے اسے پکڑ لیا۔ میرا بچہ میرے سینے سے چمٹا ہوا تھا۔ ان لوگوں نے مجھے کنویں سے باہر نکال لیا۔ اس کے بعد پھر میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مجھے گھسیٹتے ہوئے لے چلے۔ تھوڑی ہی دور کے بعد ایک گاؤں میں جہاں کچھ لوگ کھڑے تھے۔ میں نے زور سے چیختے ہوئے انہیں پکارا کہ میری جان بچاؤ۔ میری چیخ پر بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ خدا نے ان کے دل میں رحم ڈالدیا۔ انھوں نے مجھے بلوائیوں سے چھڑا لیا۔ دوسرے دن مجھے پولس کی گاڑی میں سہسرام پہنچا دیا (باقی آئندہ)

# خانقاہ پھلواری اپنے آئینہ میں

حضرت مولانا تطہیر احمد صاحب قادری دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف

کہنے کو تو ان سے کہہ رہا ہوں حال دل مگر
ڈر ہے کہ شان ناز پہ شکوہ گراں نہ ہو

... خانقاہ مجیبیہ پھلواری پٹنہ صوبۂ بہار کیسی خانقاہ ہے؟ اس سے متعلق چند کلمات خود ان کی مشہور و معروف کتابوں اور رسالوں سے اخذ کرکے پیش کر رہا ہوں۔ جن سے غیر متعصب انصاف پسند ناظرین کو یقین کامل ہو جائے گا کہ مجیبیہ کے سجادگان اسلاف سے ایک صدی پیشتر کٹ چکے اور اہلسنت وجماعت سے اب ان کا کوئی تعلق نہیں رہ گیا کہ ان کے عقائد وخیالات بگڑ چکے، افکار ونظریات عرصہ پہلے خراب ہو چکے، وہابیت ندویت، دیوبندیت کے بہت پہلے حامی بن چکے۔

حتمی جزمی طور پر اس امر کا اندازہ مشکل ہے کہ اس خانقاہ میں بدعقیدگی اور خیالات کی گندگی کس زمانہ اور کس کے زمانہ میں گھسی۔ مگر ذیل کا بیان امر واقع ویقینی اور روشن حقائق پر مشتمل ہے۔ جس کا انکار نہیں کر سکتا۔ مگر وہ صدی جو جان بوجھ کر اندھا بنے ؎

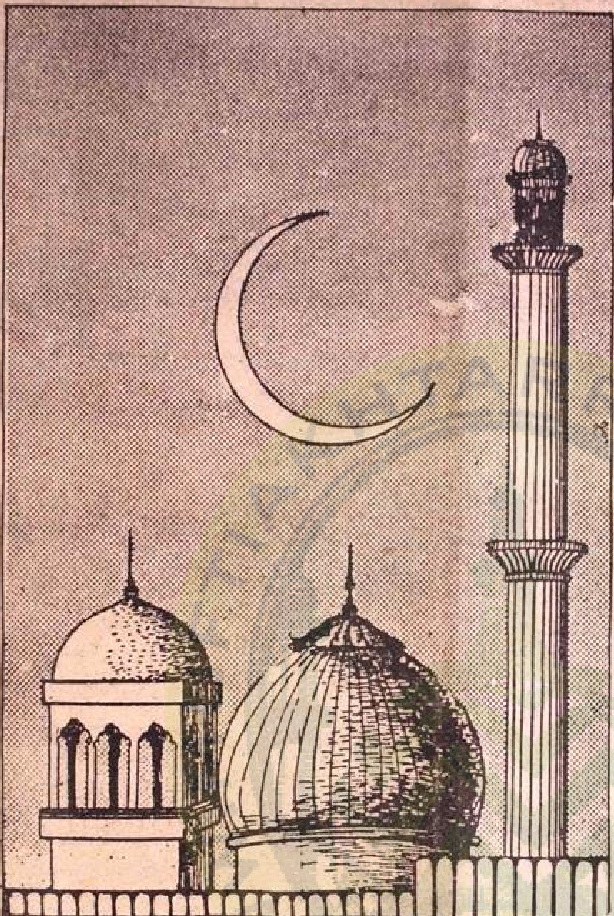
سور داسوں کا گلہ کیا انکو دن بھی رات ہے
جانکر بنتے ہیں پھلواری عجب یہ بات ہے

آج سے سو سال پہلے شاہ عین الحق خانقاہ مجیبیہ پھلواری کے سجادہ پکے غیر مقلد وہابی بن گئے پھر بھی ان سور داسوں کے نزدیک متقی و پرہیزگار رہی ہے

وہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہے انہیں گم کردہ راہوں میں

آثارات پھلواری "ملقب باعیان وطن" یہ کتاب شاہ شعیب مجیبی پھلواری شاگرد و خلیفۂ خاص شاہ بدر الدین کی تالیف ہے اور مجیبیوں کی معتبرات ومتبرکات سے ہے۔ اور شاہ محی الدین کے مطالعہ ومشاہدہ کے بعد چھپی ہے۔ اسی کے صد ۲۸۲ پر ہے کہ۔

۱۔ شاہ عین الحق — استاذ کی تعلیم سے متاثر ہوئے اور حنفی مسلک کو چھوڑ کر غیر مقلد ہو گئے ۱۳۰۹ھ میں ترک سجادگی کرکے اپنی پوری زندگی تقویٰ و پرہیزگاری



میں بسر فرمائی۔

اسی میں صـ۱۹ پر ہے شاہ عین الحق نے مذہب اہل حدیث اختیار کرلیا۔ اور ترک سجادگی کرکے صابرہ حکیم آباد گھگھٹہ میں مقیم ہوگئے اور صـ۲۳۰ پر ہے۔ جب شاہ عین الحق کے عقائد میں انقلاب عظیم پیدا ہوا اور ترک سجادگی کی تو جس طرح خانقاہ کا سارا انتظام درہم برہم ہوا۔ مدرسہ مجیبیہ بھی سابقہ حال پر قائم نہ رہ سکا۔

اور انہیں کی کتاب غم پر ملال کے صـ۳ پر ہے۔ سنہ ۱۳۰۹ھ میں اختلاف عقائد کی بنا پر تمام رد اسم خاندانی و سجادگی کو بدعت قبیحہ جان کر ترک سجادگی کرکے اپنی سسرال میں مقیم ہو گئے۔ اور تفسیر سورۂ قٓ جو تصنیف شاہ عین الحق کی ہے جس میں مسائل اہلسنت کے خلاف بکواس ہی بکواس ہے اس کا تعارف ان کے بیٹے شاہ احمد حبیب ندوی جیسے شاہ محی الدین کو بڑی محبت تھی لکھا ہے۔

اسی کے صـب پر ہے۔ شاہ عین الحق آپ کی ولادت صفر سنہ ۱۲۸۷ھ پھلواری خانقاہ مجیبیہ میں ہوئی۔ ۲۵ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۲ھ متفقہ طور پر سجادہ نشین تسلیم کرلیے گئے۔ خانقاہ اور اس کی مسند نشینی سے ۲۵ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۹ھ کو دست بردار ہوگئے اور اسی کے صـ۲۱ پر ہے۔ حق پر ثابت قدم رہنا ترکۂ پدری ہے۔ جماعت اہل حدیث نے بزرگ باپ کی جگہ اپنا امیر تسلیم کرلیا۔ اور صـ۷ پر ہے۔ مدرسہ احمدیہ (وہابیہ) کے اعزاز سے صدر المدرسین کی حیثیت سے آپ نے چند سال درس حدیث کے سلسلہ میں آرہ میں اقامت فرمائی وہیں آپ پر مرض فالج کا شدید حملہ ہوا۔ ۱۱ جمادی الآخر سنہ ۱۳۳۳ھ روح نے جسم سے مفارقت اختیار کی۔ آپ کے حقیقی بھانجے شاہ محی الدین۔ امیر شریعت صوبہ بہار و سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ملخصاً۔

ناظرین! غور کریں شاہ عین الحق کا استاذ کون تھا اسی خاندان نے

پھلواری کا ایک فرد جیدالاستعداد بالغ نظر مولوی حکیم علی نعمت تھا جو مذہبًا اہل حدیث غیر مقلد شاگرد رشید نذیر حسین دہلوی کا تھا اس کی ولادت سنہ ۱۲۷۲ھ اور وفات سنہ ۱۳۱۱ھ ہے۔ ان دونوں کو وہابیت کی آغوش میں پروان چڑھنے کو کس نے دی ایک اہم سوال ہے۔

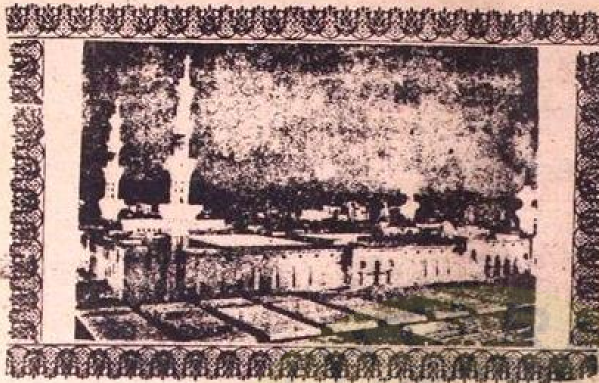
آثارات پھلواری سے اتنا پتہ لگتا ہے کہ شاہ عین الحق کی سرپرستی شاہ بدرالدین کو حاصل تھی۔ تعجب بالائے تعجب یہ کہ پھلواری سے چھپا رہا کہ ایک ایسے کھلے وہابی کی خبس نے ۲۴، سال تک وہابیت پھیلاتا اور اہلسنت کے خلاف زہر اگلتا رہا۔ اس کی نماز جنازہ شاہ محی الدین نے کیوں پڑھائی؟

نگاہ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے
وفا کے بھیس میں بیٹھا تھا کوئی بیوفا ہو کر

۲۔ شاہ بدرالدین (ولادت سنہ ۱۲۶۸ھ وفات سنہ ۱۳۴۳ھ) کو شاہ عین الحق کے بعد خانقاہ مجیبیہ کی سجادگی ملی۔

دیکھئے اس بحر کی تہہ سے اچھلتا ہے کیا
گنبد نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا

آثارات پھلواری کے ص ۹۳ پر ہے۔ ہفتم ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۹ھ میں آپ (بدرالدین) سجادہ مجیبیہ پر سجادہ نشین ہوئے اور کامل ۳۳ برس سجادہ نشین رہے۔ اور



ص ۹۴ پر ہے۔ خدائے تعالیٰ نے قوم و ملت کی طرف سے آپ کو امیر شریعت کا خطاب عطا فرمایا تحریک ترک موالات کے زمانہ میں علمائے صوبۂ بہار و اڑیسہ نے امارت شرعیہ کے قیام کی ضرورت محسوس کی اور اس غرض سے ایک جلسہ ۱۹ر شوال سنہ ۱۳۳۹ھ میں بمقام پٹنہ محلہ سنگی مسجد میں منعقد ہوا۔ اور باتفاق رائے تمام علمائے کرام نے آپ کو امیر شریعت منتخب کیا۔ اور کل حاضرین نے سمع و طاعت کی بیعت کی۔

اور حیات محی الملت والدین کے ص ۳۳ پر ہے۔ ۱۸، ۱۹ر شوال سنہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۵، ۲۶ر جون سنہ ۱۹۲۱ء کو پٹنہ میں جمعیت علمائے بہار کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا ابوالکلام آزاد نے کی اور تنظو سے زیادہ علمائے بہار کے اتفاق واتحاد سے حضرت مولینا شاہ بدرالدین پھلواری امیر شریعت منتخب ہوئے۔

غم پر ملال کے ص ۳۵ پر ہے ندوۃ العلماء کے تمام عمر آپ (بدرالدین) سرپرست رہے اور اس گوشہ نشینی میں جو خدمتیں ممکن ہوئیں کرتے رہے۔ اور ص ۳۶ پر ہے۔ آپ ہمیشہ اعتدال پسند رہے۔ کبھی کسی تحریکات میں غیر معتدل رویہ اختیار نہ فرمایا۔ اور ص ۱۴ پر ہے۔ تحریک خلافت میں کس قدر دلچسپی لی ہے۔ وہ قوم پر پوشیدہ نہیں۔

ناظرین سے گذارش کردوں گا کہ تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات اور ندوۃ العلماء کی سرپرستی کے بارے میں فتاوی رضویہ جلد ششم اور دہم کا مطالعہ کریں۔ معلوم ہو جائیگا کہ

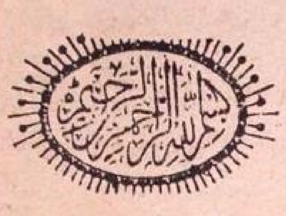
یہ کن لوگوں کی جمعیت تھی۔ تحریک، کون لوگ کر رہے تھے اور ندوۃ کو فروغ کون کون لوگ دینا چاہتے تھے ان پر تعجب یہ بھی ہے کہ اپنے بیٹے شاہ محیی الدین کو شاہ عین الحق غیر مقلد کھلے وہابی کی نماز جنازہ کے لیے اجازت کیوں دی؟ اور تحریک خلافت وترک موالات میں شامل کیونکر رہے۔ ندوۃ کی سرپرستی قبول کر کے عمر بھر اس کی خدمتیں کیوں کیں؟ شاہ بدرالدین نے ایک جلسہ اور فاتحہ فراغ کا پہلا جلسہ اپنے نور نظر لخت جگر قمرالدین اور نظام الدین کی دستار بندی کے لیے ۱۳۱۸ھ میں خانقاہ پھلواری کے اندر منعقد کیا۔ اس مذہبی جلسہ میں جن علماء کو دعوت دی ان مدعوین میں عبدالماجد بدایونی بدلو دار وہابی۔ سلیمان ندوی خلیفۂ اشرف علی تھانوی، ظہور احمد بستوی دیوبندی جیسے بیدین بھی تھے۔ آثارات پھلواری کا صہ ۲۳۲ دیکھیں۔

اسی شاہ بدرالدین نے رشید احمد گنگوہی اور ابن تیمیہ کے لیے اپنی کتاب لمعات، بدریہ میں "رحمۃ اللہ" لکھا ہے۔ صدیق حسن خاں قنوجی ثم بھوپالی کو متبع سنت تحریر کی ہے اور رسالہ جواز وضع الشجرہ فی الکفن میں اس کو "مرحوم" اور ابن قیم کو "رحمۃ اللہ علیہ" لکھا ہے۔ محمود الحسن دیوبندی کے مرید مناظر گیلانی کو حزب البحر کی اجازت دی۔ جیسا کہ حیات محیی الدین صہ ۳۰ پر ہے۔ اور رشید احمد گنگوہی کے مرید شمس الحسن کو اپنا مجاز بنایا۔ جیسا کہ آثارات پھلواری صہ ۹۷ میں ہے اسی مقام پر اس کے خلیفہ نے رشید احمد گنگوہی کے نام "قدس سرہ" لکھا ہے ؎

دیکھیو تو دل فریبیٔ انداز نقش پا
موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی

غرض ان کی کتاب دیکھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ عقائد میں جماعت نجدیہ وہابیہ کے ساتھ ہیں اور عرس ونیاز وفاتحہ ودیگر فروعیات میں اہلسنت کے ساتھ۔ غضب ہے جبکہ اب تک یہ سمجھتے ہیں کہ سنی حقیقت میں نہ تھے سنی نہ صلح کلی تھے

۳۔ شاہ محیی الدین ابن بدرالدین ولادت ۳۰ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ وفات ۲۹ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ اپنے




والد کی جگہ خانقاہ پھلواری کے سجادہ نشین ہوئے اور امارت شرعیہ کے جمعیۃ العلماء کے انتخاب سے امیر منتخب ہوئے۔ اور ۲۳ سال تک علماء دیوبند ووہابیہ کی جمہرٹ میں امارت شرعیہ کے امیر رہے۔ آثارات پھلواری کے صہ ۹۹ پر ہے۔ ۱۹ صفر ۱۳۴۳ھ جمعہ کو پیرو مرشد کے فاتحہ چہارم کے دن آپ جانشین کیے گئے۔ اور سجادہ مجیبیہ اور جنیدیہ کے زینت بنے۔



آستانہ مبارک حضرت داتا گنج بخش لاہور (پاکستان)

اور اسی کے صہ ۹۹ پر ہے۔

پیرو مرشد کے ۴۲ دن کے بعد جمعیت علماء اور امارت شرعیہ کے ارکان نے ۹ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ میں خانقاہ مجیبیہ کے اندر ایک عام جلسہ منعقد کر کے آپ کو امیر شریعت منتخب کیا گیا۔

حیات محیی الدین صہ ۱۳ پر ہے

آپ (محیی الدین) جمعیت علماء کے ان ابتدائی کام کرنے والوں میں تھے۔ جنھوں نے اپنے خون سے اس کی آبیاری کی تھی۔ جمعیت کے خاص ارکان کے ساتھ اس کی تبلیغ و اشاعت کے لیے گاؤں گاؤں دورہ کیا۔ دور دراز کا سفر اختیار کیا۔ کامل محنت و جانفشانی سے اس کے مقاصد کی انجام دہی میں مشغول رہے۔ آخر آخر تک اسی گرمجوشی کے ساتھ آپ جمعیت کے ممد و معاون رہے۔ اور آج ہم بجا طور کہہ سکتے ہیں کہ کتنے رفیق سفر تھک کر اپنی جگہ پر بیٹھ رہے تھے مگر آپ نے عسر اور یسر دونوں میں جمعیت کا ساتھ دیا

اب شاہ محیی الدین کی امارت نوازی کا بیان پڑھیے اور ان کی صلح کلیت پر ماتم کیجیے اور آپ جانتے ہیں کہ صوبۂ بہار میں صرف امارت شرعیہ بہار ہی ایک ایسا اجتماعی منظم ادارہ ہے جو صحیح معنوں میں اسلامیان بہار کی مذہبی رہنمائی کا فرض انجام دے



• برمنگھم سینٹرل کی خوبصورت مسجد — (انگلینڈ)

سکتا ہے۔ اس ادارہ میں مقلد بھی ہیں اور غیر مقلد بھی ہیں۔ نیز دوسرے عقیدے کے مسلمان بھی ہیں۔ علاوہ بریں ہر فرقہ کے علماء سے استصواب رائے کے بعد متفقہ طور پر فیصلہ ہوا کریگا۔

حیاۃ محیی الدین صہ ۹۳ بحوالہ الہلال پٹنہ ۸ مارچ سنہ ۱۹۳۷ء، اور شاہ محیی الدین کے مذہبی عقائد و خیالات کا بیان صہ ۱۷ پر یوں ہے طبیعت میں اعتدال پسندی اور توسط ہمیشہ سے رہا۔ اسی لیے اہلسنت کے اندرونی اختلافات میں اپنے اسلاف کی طرح آپ برابر اعتدال پسند رہے۔ افراط و تفریط کو کبھی راہ نہ دی۔ چنانچہ دیوبندیوں اور بریلویوں کے عقائد میں آپ نے توسط اور درمیانی راہ اختیار کی۔ ان دونوں جماعتوں کے افراط و تفریط کو آپ نے کبھی پسندیدہ نظر سے نہ دیکھا۔ بیشتر بریلوی حضرات نے آپ سے علماء دیوبند کی تکفیر کے متعلق سوالات کیے۔ آپ نے ان کو نہایت مدلل جواب دیئے اور بتایا کہ میں ان حالات میں کسی طرح ان کی تکفیر کا قول نہیں کر سکتا۔ آپ نے بریلویوں کے مسئلہ تکفیر کی شدت سے مخالفت کی۔ ایک بار تاج الدین صاحب بریلوی نے حضرت کے پاس میمن اسماعیل حاجی صدیق کا ایک مطبوعہ استفتاء بھیجا جس میں علماء دیوبند کے کچھ اقتباس پیش کر کے ان کی تکفیر کا فتویٰ طلب کیا گیا تھا۔ حضرت نے اس کے جواب میں صاف لکھا۔ جو استفتاء میمن اسماعیل حاجی صدیق قادری برکاتی نوری کا جناب نے ارسال فرمایا ہے۔ اس کے متعلق گذارش

ہے کہ ان اختلافات میں جو دیوبندیوں سے ہیں میں دیوبندیوں کو خاطی سمجھتا ہوں کافر نہیں کہتا۔ جب سائل نے دوبارہ حضرت کو خط لکھا اور ان کے عدم تکفیر کی وجہ پوچھی تو آپ نے لکھا۔ "میمن اسمٰعیل حاجی صدیق نوری کے استفتار کے متعلق جو میں نے تحریر کیا ہے یہی میرا مسلک ہے۔ جن پیراں کے غلامی و جاروب کشی اس فقیر کو حاصل ہے ان کا بھی یہی مسلک تھا کہ جس شخص میں ننانوے وجوہ کفر پائے جائیں اور ایک وجہ ایمان کی ہو تو اس کو مسلم ہی سمجھنا چاہیے۔ جماعت دیوبندیہ تاویلات پیش کر رہی ہے اور اپنی برأت کفر سے کر رہی ہے جس کی جناب کو مجھ سے زیادہ اطلاع ہو گی۔ تمام علمائے اسلام عرب و عجم دیوبندیوں کی تکفیر میں متفق نہیں ہیں۔ اس نقیر کے علم میں بہتیرے علماء گذرے اور موجود ہیں جو مسائل میں دیوبندیوں کے خلاف ہیں۔ لیکن تکفیر نہیں کرتے یہ فقیر بھی انہی لوگوں کا ہمنوا اسی معاملہ میں ہے ؎

مولوی جی کہو خدا لگتی کچھ
مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

سنیت اور بریلویت کا دعویٰ کرتے ہوئے ہوئے مجیبوں کے حمایت کرنے والے اپنے مقتدا کے مقتدا اور بزرگ کے مذہبی عقائد و خیالات میں غور و فکر کر کے اپنا فیصلہ کرو تمہاری رضویت اور بریلویت اور بیعت رخصت ہوئی یا نہیں۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ آنکھ موند کر بے تحاشہ دوڑنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے کہ ٹھوکر کھاتا ہے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرتا ہے۔

دل نے جس راہ لگایا تو اسی راہ چلا
وادیٔ عشق میں گمراہ کو رہبر سمجھا

اور اسی میں صـ۱۷۸ پر ہے

"اکابر و اسلاف کے عقائد میں بھی آپ (محی الدین) نہایت مستحکم خیال رکھتے تھے۔ بریلویوں اور دیگر جماعت کے لوگوں نے مختلف اوقات میں مختلف سوال کیے آپ نے سب کا جواب دیا۔ اور حق و صداقت کے اصول سے ایک انچ نہ ہٹے۔

اور صـ۱۷۶ پر ہے۔ خلافت کمیٹی جیسی باغی حکومت انجمن میں اعلانیہ حصہ لیا۔

اور صـ۱۷۷ پر ہے۔ جمعیۃ العلماء کے آپ زبردست حامی رہے۔

اور صـ۱۹۱ پر ہے "اپنے ماموں زاد بھائی شاہ احمد حبیب احمد صاحب ندوی (وہابی) سے بھی آپ بیحد محبت رکھتے تھے اور صـ۱۹۷ میں ہے۔ "خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے بھی آپ کے اچھے تعلقات تھے" اور صـ۱۹۸ پر ہے۔ "علامہ سید سلیمان ندوی صاحب سے گہرے تعلقات تھے۔ خطوط میں برابر حضرت کو شیخ و استاد کے الفاظ سے مخاطب کرتے رہے اور حضرت بھی ان کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے تھے۔ غرض احمد سعید دہلوی ہو یا عطاء اللہ بخاری یا کفایت اللہ دہلوی، یا ابوالقاسم بنارسی یا عبدالحلیم صدیقی یا عبدالباری لکھنوی یا عبدالباقی فرنگی محلی یا شیخ محمد بن سالم مدنی یا عبدالماجد بدایونی یا فخرالدین الہ آبادی یا مناظر حسن گیلانی کھڑے کھڑے سب ان کے دوست اور اکثر ان کے گھر کے مہمان



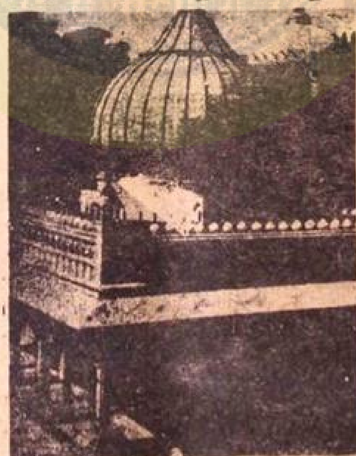
فاللّٰہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

یہ ہم بدلنا چاہتے تھے نظم میخانہ تمام
آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانہ کا نام

نوری، رضوی بننے والو سمجھو غور کرو، عبرت پکڑو اپنی ناکردنی سے توبہ کرو اور الیسوں کی حمایت سے باز آجاؤ اور آنکھوں سے حسد و بغض اور تعصب کی پٹی ہٹا کر دیکھو کہ یہ کس کے حمایتی اور ساتھی ہیں اور ان کا کس سے داد و اتحاد ہے۔ اور کس سے اُلفت و محبت اور عقیدت و ارادت ہے۔

خدا توفیق بخشے تو تعصب چھوڑ کر لوگو
حجابات نگاہ دل اُلٹ کر دیکھتے جاؤ

۴۔ شاہ امان اللہ اپنے والد شاہ محی الدین کے جانشین اور صاحب سجادہ خانقاہ مجیبیہ ہوئے۔ تھانوی، نانوتوی، گنگوہی اور انبیٹھوی کے بارے میں ان کا خیال تھا۔ اس کے متعلق دار الافتاء خانقاہ مجیبیہ پھلواری کے مفتی ہلال احمد ۳۔۱۔۸۸ء کو ایک استفتاء کے جواب میں لکھا اس کا اقتباس پیش کر دیتا ہوں۔ لکھا ہے کہ علمائے دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ میں ہمارے حضرت قطب ربانی شاہ امان اللہ قادری کا ہمیشہ ایک خیال رہا ہے اور وہ عدم تکفیر ہے۔ حضرت نے کبھی علمائے دیوبند کی تکفیر کا حکم نہیں دیا۔ حضرت اقدس ان کو مسلمان سمجھتے تھے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں نجدی امام کے پیچھے نمازیں ادا فرمائیں۔ حضرت اقدس بریلویوں کے پیرو نہیں تھے کہ اور لوگوں کی طرح سے بریلوی مولویوں کے ہر صحیح و غلط باتوں پر آمنا وصدقنا کہتے۔ اہل خانقاہ سے زیادہ حضرت کے افکار و خیالات سے کوئی دوسرا واقف نہیں ہوسکتا۔ ضرورت پڑے تو ان کے خطوط بھی پیش کیے جاسکتے ہیں۔ جس میں واضح



گاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

طور پر حضرت نے عدم تکفیر کا خیال ظاہر فرمایا ہے۔ جو مریدین و متوسلین ذہنی اور قلبی طور پر اپنے شیخ و مرشد کے بجائے بریلویوں سے قریب ہیں وہ اپنے ہر معاملہ میں آزاد ہیں۔ حضرت کو بعض مریدوں کے متعلق معلوم تھا کہ وہ تکفیر کرتے ہیں لیکن ان کو حضرت کی طرف سے اس کی اجازت نہ تھی بلکہ ان کو حضرت نے سمجھایا اور جب ان کی بات نہ مانی تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔ یہ سب باتیں عقیدہ کی کمزوری اور ارادت کی کمی سے پیدا ہوتی ہیں۔ مجیبیوں کو حضرت محبوب الٰہی جیسا پیر تو ضرور ملا، مگر امیر خسرو جیسے مرید کم ملے۔ البتہ اس شخص کی بات ہی الگ ہے جو اپنے شیخ اور اپنے خانقاہ کے مسلک و روایات سے بے نیاز ہوگیا ہو۔

اور مولانا قمر الہدیٰ قائل رضوی حسینی خطیب مدینہ مسجد ساکن لہریا ضلع

ضلع سیتامڑھی نے زبانی اور تحریری بیان دیا۔ بتایا کہ میں شاہ امان اللہ سے مرید تھا۔ اور پھلواری مدرسہ مجیبیہ میں پڑھا تھا ایک روز خلوت میں دریافت کیا کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے مسلک پر عمل کروں یا نہیں؟ تو جواب دیا مولانا احمد رضا نے دیوبندیوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے ہم ایسا نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ بھی امام اعظم کے پیرو ہیں اس لیے آپ میرے عقیدہ پر چلیں اور فرمایا کہ میں دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتا ہوں اور ان کے علماء کی اقتدا کرتا ہوں آپ میرے مرید ہیں آپ کو میری پیروی کرنی لازم و ضروری ہے پس میں واپس آکر بیعت توڑ دیا اور دوسرے ماہ حضرت علامہ مفسر قرآن پیر طریقت حضور پرنور سید شاہ ظہور الحسن احمد رضوی سادات پور سیوان خلیفہ مفتیٔ اعظم ہند سے مرید ہو کر دجال کے پھیرے سے نکل کر خالص اہلسنت وجماعت یعنی امام اعلحضرت کا پیرو ہوا۔ یہ واقعہ ۱۳۸۹ھ میں پیش آیا۔ پھر بریلی شریف جاکر فراغت کے بعد واپس ہوا۔ میرے بعد مولانا سلیمان لہریا شریف اور چند اشخاص سب پھلواری کے بیعت توڑ دیے۔ انتہیٰ بیانہ

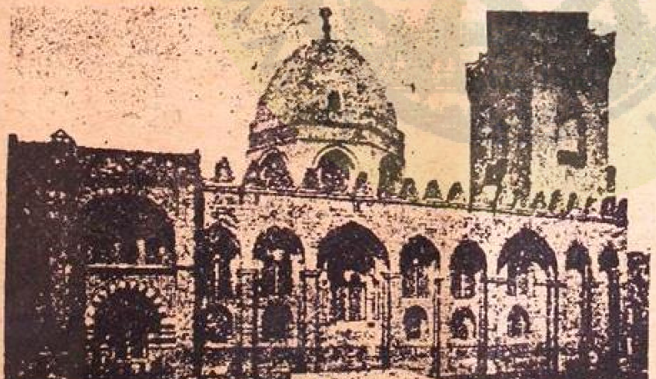
ناظرین بتائیں کیا ایسے کو خانقاہی قبا زیب دیتا ہے ؎

راہ زن خضر راہ کی قبا چھین کر
رہنما بن گئے دیکھا دیکھی

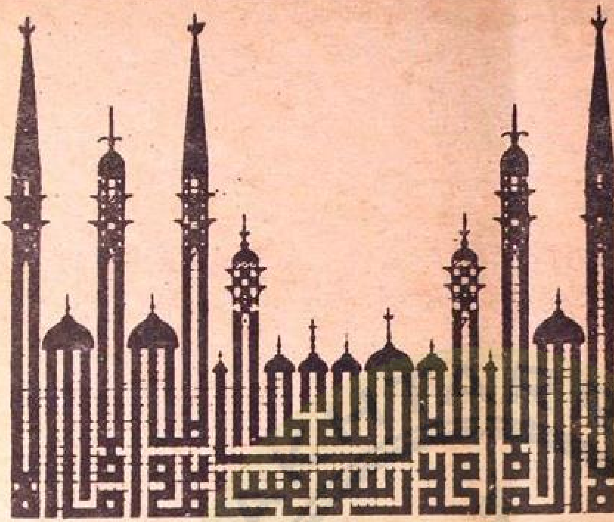
۵۔ شاہ عون احمد برادر زادہ و داماد و شاگرد و مرید و خلیفہ شاہ محی الدین سجادہ خانقاہ مجیبیہ یہ اپنے پیر کی طرح وہابیہ تھانوی، نانوتوی، گنگوہی سے انبیٹھی کو مسلمان جانتے ہیں۔ ان کی تکفیر کے قائل نہیں اُنھوں نے اپنے ایک فتوی میں تحریر کیا کہ علمائے دیوبند و فضلائے دیوبند نیز علمائے ندوۃ العلماء و فضلاء نیز علماء جمعیۃ العلماء ان تمام حضرات کی اقتدا میں نماز پنجگانہ جمعہ اور عیدین سب جائز ہیں ان سے راہ و رسم رکھنا بھی صحیح اور درست ہے۔ ان کا یہ فتویٰ ہماہ ہفتہ وار سبزی باغ پٹنہ ۲۰ دسمبر ۱۹۷۶ء میں طبع ہو چکا ہے

اور ماہنامہ المجیب ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ میں "حق و اعتدال کی راہ" کے عنوان سے شاہ عون کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں اُنھوں نے لکھا۔

اسی ہندوستان میں ایک ڈیڑھ صدی قبل جبکہ دیوبندیت اور بریلویت منصہ شہود پر نہیں آئی تھی۔ کیا کفر و فسق سازی اور شرک و بدعت نوازی کا یہی حال تھا جو آج ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں۔ پھر چند سطر کے بعد لکھا ہے۔ پہلے علماء مشائخ جو مستند خانوادے یہاں تھے ان کا مسلک توسط اور اعتدال ہی کا تھا۔ اُنھوں نے کبھی افراط و تفریط میں حصہ نہ لیا اور نہ اس کو پنپنے دیا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے جو لوگ ہیں وہ اسی مسلک کو ایک متاع عزیز کی طرح اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں کون نہیں جانتا کہ یو۔پی میں فرنگی محل



قاہرہ کا ایک مدرسہ



کا مشہور علمی و دینی خانوادہ اور بہار میں پھلواری شریف کا علمی و عرفانی خانوادہ اعتدال و توسط ہی کا مسلک رکھتا ہے۔ نہ وہ کسی کو کافر کہتا ہے اور نہ بدعتی و مشرک انتھی۔

شاہ عون اپنی کتاب حیات محیی الدین میں صہ ۴۹ پر ابوالکلام آزاد اور ابوالمحاسن محمد سجاد اور محمد علی سجادہ نشین اور اپنے دادا شاہ بدرالدین سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ کو خیار اُمت سے ملقب کیا ہے اور صہ پر عبدالصمد رحمانی نائب امیر شریعت کو اپنا محترم اور بزرگ لکھا ہے۔ اور صہ ۳۴۲ پر اشرف علی تھانوی کے لیے علیہ الرحمہ تحریر کیا ہے اور اپنی کتاب کا مقدمہ مناظر حسن گیلانی سے لکھوایا ہے۔ اور شاہ شعیب خلیفہ شاہ بدرالدین نے بھی اپنی کتاب آثارات پھلواری موسوم باعیانِ وطن کا مقدمہ مناظر حسن گیلانی ہی نے تحریر کرایا ہے اور اس کے نام کے ساتھ دامت برکاتہم لکھا ہے۔ پھر ص۲۱ پر لکھا کہ ان کی ذات میری تصنیف سے بہت بلند و بالا ہے۔

وہابی ہو یا دیوبندی یا رافضی ان کے ناموں کے ساتھ قدس سرہٗ یا علیہ الرحمہ ضرور لکھا ہے۔ الحاصل ان کی کتابوں اور رسالوں کے دیکھنے سے اظہر من الشمس وابین من الامس ہو جاتا ہے کہ اہل پھلواری و ذمہ داران پھلواری و سجادگان پھلواری کا مسلک و مذہب صلح کل ہے اور بد دینوں کے دوست جیسا کہ شاہ محیی الدین اور عون احمد کے مذکورہ تحریروں سے واضح و لائح ہے۔ مشتے نمونہٗ خروارے کے طور پر صرف ان پانچوں کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔

وفا کے بھیس میں بیٹھے ہیں پانچوں بیوفا ہوکر

مذکورہ بالا بیان خود ان کی کتابوں، رسالوں اور فتووں کے حوالہ سے تھا۔ اب اہلسنت کے مقتدر اور معتبر علماء کرام کی زبانی بیان سے آگہی حاصل کریں۔

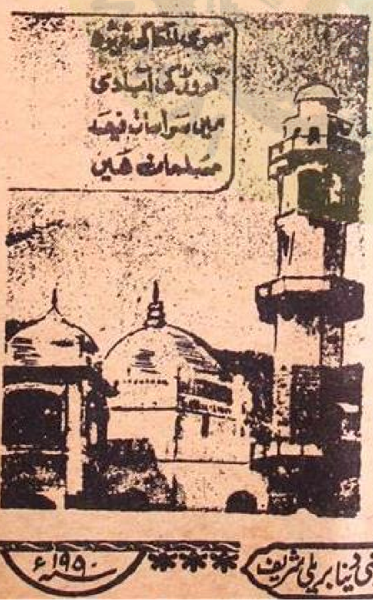
شیر نیپال مفتی اعظم نیپال قاضی شریعت امانت شرعیہ مولانا و اولینا جیش محمد صاحب الصدیقی البرکاتی دامت برکاتہم القدسیہ شیخ الحدیث الجامعۃ الحنفیہ الغوثیہ جنکپور (نیپال) نے بیان فرمایا کہ آج سے تقریباً ۲۵ سال قبل جب میں دامودر پور مدرسہ علیمیہ انوار العلوم میں زیر تعلیم تھا تو مولانا علاؤ الدین صاحب تیغی مظفر پوری سے سنا کہ شاہ محیی الدین پھلواری علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے۔ پھر جب منظر اسلام بریلی شریف تحصیل علم کو حاضر ہوا تو وہاں معلوم ہوا کہ اہل پھلواری عقائد کے بگڑے ہوئے ہیں۔

پھر جب دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور بغرض تعلیم آیا تو یہاں بھی معلوم ہوا کہ پھلواری والوں کے عقائد فاسد ہو چکے ہیں۔ اس کی مزید تحقیق کے لیے اسی سن فرصت کے موقع سے خانقاہ پھلواری آیا اور میرے ساتھ مولانا اختر حسین صاحب

منظفر پوری مفتی کیتھون (راجستھان) مولوی عبدالحمید نیپالی، مولوی ساجد القادری نیپالی تھے۔ اور مولانا عبدالجبار منظر القادری سے البرکاتی ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیض الٰہی نیپال گنج۔ اس وقت مدرسہ مجیبیہ پھلواری کے اندر تعلیم پا رہے تھے اور شاہ امان اللہ کے مرید تھے۔ ہونیوالی گفتگو کے وقت حاضر آ گئے۔ شاہ عون احمد کے والد شاہ نظام الدین سے علمائے دیوبند کے بارے میں یوں گفتگو شروع ہوئی کہ علمائے بریلوی اس خانقاہ سے کیوں بدظن رہتے ہیں تو جواب دیا، علمائے بریلی اپنے آپ سے بھی بدظن رہتے ہیں اور میں بتا دوں کہ کیوں بدظن رہتے ہیں اس لیے کہ ہم لوگ علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتے۔ پھر اس مسئلے پر تضیع اوقات کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس کے بعد اور دیگر لوگوں سے اس مسئلہ سے متعلق باتیں ہوئیں سب کا حاصل یہی تھا کہ وہ لوگ علمائے دیوبند کی تکفیر کے قائل نہیں۔ پھر ایک سال بعد خانقاہ پھلواری گیا۔ شاہ عون سے ملا باتیں ہوئیں علمائے دیوبند چادر پوشی میلاد و قیام فاتحہ و نیاز وغیرہ کے خلاف بکواس کرتے ہیں۔ اس کا جواب ہم لوگ دیتے ہیں آپ علمائے دیوبند کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جواب دیا کہ ان کی عبارتیں گندی ہیں کفری نہیں۔ اور اس کی تاویل ہے۔ میں نے کہا کیا تاویل ہے۔ کہا ابھی فرصت نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ ماہنامہ المجیب میں یہ بات شائع کر دیں کہ ان کی یہ باتیں گندی ہیں تاکہ عوام کو گمراہی سے بچایا جا سکے۔ اس کا جواب یہ ملا کہ ہمارے اسلاف کا یہ طریقہ نہ رہا۔ پھر ایک سال بعد گیا۔ پھر شاہ عون احمد فرد الحسن وغیرہ سے ملا تو عون احمد کا جواب وہی خشک تھا — فرد الحسن نے کہا علمائے بریلی افراط کی طرف گئے اور علمائے دیوبند تفریط کی طرف اور خیر الامور اوسطہا ہمارا مسلک ہے۔ جب علمائے پھلواری کا علمائے دیوبند کی تکفیر سے انکار یقینی قطعی آفتاب سے زیادہ روشن اور علمی طور سے ثابت ہو گیا تو وہاں سے مرید ہونے کا ارادہ ترک کر دیا اور وہاں کے مریدوں کی بیعت توڑوانی شروع کر دی۔

مفتیٔ اعظم نیپال کا بیان ہے کہ شارح بخاری علامہ مولینا شریف الحق صاحب، امجدی صدر مفتی دار الافتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے فرمایا کہ امان اللہ علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتا اس کا تحریری ثبوت موجود ہے میں نے اس کی تحریر دیکھی ہے۔

پھر مولانا عبدالواحد صاحب مدظلہ العالی مفتی ہالینڈ و سابق مفتی ادارۂ شرعیہ پٹنہ (بہار) و دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف سے معلوم ہوا کہ شاہ محی الدین علمائے دیوبند کی تکفیر کے قائل نہیں تھے۔ اس کے بعد سلطان المناظرین امین شریعت ادارۂ شرعیہ پٹنہ بہار حضرت مولینا






رفاقت حسین صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی آگہی حاصل ہوئی کہ پھلواری والوں کے عقائد و خیالات بگڑ چکے ہیں۔

اور آج سے بیس برس پہلے پٹنہ لون میدان مسجد میں ۷، ۸ سال تراویح پڑھانے کا اتفاق ہوا تو وہاں بھی بہت سے لوگوں سے معلوم ہوا کہ خانقاہ پھلواری کے افکار فاسدہ و خیالات باطلہ سے باخبر ہوا۔ مولینا عبید الرحمٰن ابن مولانا ولی الرحمٰن علیہ الرحمہ پوکھریروی نے بتایا کہ شاہ بدرالدین کی ایک مجلس میں موجود تھا۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ علمائے دیوبندیہ، وہابیہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے تو فرمایا میں تفریق بین المسلمین پسند نہیں کرتا۔

اور محب رسول مجیبی پرنسپل دارالعلوم حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ نے بتایا کہ میں مدرسہ مجیبیہ پھلواری میں پڑھا بھی ہوں اور شاہ محی الدین کا مرید خاص بھی ہوں میرے پیر شاہ محیُ الدین علمائے دیوبندیہ کی تکفیر کے قائل نہ تھے۔

اور حضرت علامہ مولانا مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نوری پرنوی سابق مفتی ادارۂ شرعیہ پٹنہ بہار سے اثنائے گفتگو یہ کہتے سنا کہ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے تھے اہل پھلواری بدرالدین سے بگڑے۔ حضرت علامہ مولینا مفتی محمد اسلم صاحب جامعہ قادریہ مقصود پور حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالواجد صاحب مفتی ہالینڈ، حضرت علامہ مولانا محمد محبوب رضا صاحب روشن القادری پرنسپل دارالعلوم حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ بھی موجود تھے۔

ان کے علاوہ بے شمار حضرات اور پھلواری کے انگنت مریدوں سے معلوم ہوا کہ علمائے پھلواری علمائے دیوبند کی تکفیر کے قائل نہیں۔

اشرف علی تھانوی جس نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو جانوروں پاگلوں بچوں کے علم سے تشبیہ دی۔ قاسم نانوتوی جس نے اپنی کتاب تحذیر الناس کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنی آخر نبی ہونے سے انکار کیا۔ رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انبیٹھی جنھوں نے براہین قاطعہ میں شیطان کی وسعت علمی کو مانا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت علمی سے انکار کیا۔ یہ مذکورہ اشخاص بھی سجادگان پھلواری کے نزدیک مسلمان ہیں اور حدیث کے خدمت گزار اور علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کرنے والے حالانکہ اپنے اقوال ملعونہ صریحہ کفریات فاضحہ واضحہ کی بناء پر ضرور بے دین کفار و مرتدین ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے ان کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانیں وہ خود کافر۔

بچے کیوں کر کہ ہے سب کارم الٹا
تم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

مسلمان پر اس حکم کو ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی کہ تھانوی

نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی گستاخانِ بارگاہ محبوب ذوالجلال والجاہ ہیں ایسے لوگ باجماع امت کفار و مرتدین ہیں۔

حسام الحرمین صفحہ ۱۰۰ پر ہے

وبالجملۃ ھؤلاء الطوائف کلھم کفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمین وقد قال فی البزازیۃ والدرر والغرر والفتاوی الخیریۃ ومجمع الانھر والدر المختار وغیرھا من معتمدات الاسفار فی مثل ھؤلاء الکفار من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اھ

وقال فی الشفاء الشریف ونکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام من الملل او وقف فیھم او شک اھ

وقال فی بحر الرائق وغیرہ من حسن کلام اھل الاھواء وقال معنوی او کلام لہ معنی صحیح ان کان ذلک کفرا من القائل کفر المحسن اھ وقال الامام ابن حجر فی الاعلام و

فی فصل الکفر المتفق علیہ بین ائمتنا الاعلام من تلفظ بلفظ الکفر یکفر و کل من استحسنہ او رضی بہ یکفر فالحذر الحذر ایما السماء والمدر فان الدین اعز وان الکافر لا یوقر وان الضلال اھم مایحذر وان الشر اجلب للشر وان الساعۃ ادھی وامر فصر والی اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں باجماع امت سے خارج ہیں اور بیشک بزازیہ اور درر و غرر اور فتاوی خیریہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ اور شفا شریف میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے جس نے ملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے۔ اور بحر الرائق وغیرہ میں فرمایا جو بددینوں کی بات کی تحسین کرے۔ یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے۔ یا اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں اگر اس کہنے والے کی وہ بات کفر تو یہ جو اس کی تحسین کرتا ہے یہ بھی کافر ہو جائے گا۔

اور امام ابن حجر نے کتاب الاعلام کی فصل میں جس میں وہ باتیں گنائی ہیں۔ جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے۔ فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ ہاں ہاں احتیاط احتیاط ارے مٹی اور پانی کے تپلے بلا شبہ تمام چیزیں جو پسند کی جائیں دین ان سب سے عزت والا ہے اور بیشک کافر کی توقیر نہ کی جائے گی۔ اور بیشک گمراہی سے بچنا سب سے اہم ہے اور بیشک ایک شر دوسرے شر کو نہایت کھینچ لانے والا ہے اور بیشک قیامت سب سے



زیادہ دہشت والی اور سب سے زیادہ کڑوی ہے تو اللہ کی طرف بھاگو اور نہ بدی سے پھرنا نہ نیکی کی طاقت مگر اللہ کی توفیق سے۔

فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص۱۳۹ پر ہے اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا (جیسا کہ دیوبندی اور وہابی رکھتے ہیں) مگر ان کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کہ وہ عقائد رکھتے ہیں انہیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی مانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے یونہی ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔ انتہیٰ۔

فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص۹ پر ہے۔ طوائف مذکورین وہابیہ و نیچریہ و قادیانیہ و غیر مقلدین و دیوبندیہ و چکڑالویہ خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین کے مصداق بالیقین اور قطعاً یقیناً کفار و مرتدین ہیں ان میں ایک آدھ اگرچہ کافر فقہی تھا اور صدہا کفر اس پر لازم تھے۔ جیسے نمبر ۲ والا دہلوی۔ مگر اب اتباع و اذناب میں اصلاً کوئی ایسا نہیں جو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر کلامی نہ ہو ایسا کہ من شک فی کفرہ فقد کفر۔ جو ان کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور چند سطر بعد فرمایا ان کے پیچھے اقتدا باطل محض ہے۔ کما حققناہ فی النھی الاکید ان سب کی کتب کا مطالعہ حرام ہے۔ مگر عالم کو بغرض رد۔ ان سب سے میل جول قطعی حرام، ان سب سے سلام و کلام حرام، انہیں پاس بٹھانا حرام، ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام، مر جائیں تو مسلمانوں کا سا انہیں غسل و کفن دینا حرام، ان کا جنازہ اٹھانا حرام، ان پر نماز پڑھنا حرام انہیں مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، ان کی قبر پر جانا حرام، انہیں ایصال ثواب کرنا حرام، مثل نماز جنازہ کفر اور ص۹۹ پر ہے جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان سے محبت رکھے وہ انہیں کی طرح کافر ہے قال اللہ تعالیٰ و من یتولھم منکم فانہ منھم پھر فرمایا جب ان کو مسلمان سمجھنا درکنار ان کے کفر میں شک کرنا کفر ہے تو معاذ اللہ انہیں عالم دین یا پیرو ئے سنیہ سمجھنا کس درجہ اخبث کفر ہوگا۔ و ذالک جزاء الظالمین انتہیٰ کلام الامام رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا۔

نہ کفر کرتے نہ تکفیر ہوتی
رضا کی خطا اس میں سرکار کیا ہے

اور بہار شریعت حصہ اول ص۵۵ پر ہے جو کسی کافر کے لیے اس کے کے مرنے کے بعد اس کی مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور یا کسی مردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی کہے وہ خود کافر ہے۔ مسلمان کو مسلمان کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے۔ اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا۔

## قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق

"تا وقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے نہ ہو مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعًا کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے۔ کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ خاتمہ پر بنا روز قیامت اور ظاہر پر مدار حکم شرع ہے" ۔

من آنچہ شرطِ بلاغ ست با تو گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

یہ وہ حقائق ہیں جو ہدایت و معلومات کے لیے معرض تحریر میں آئے ہیں۔ کسی کی تضحیک و استہزاء مقصود نہیں۔ اپنے دینی بھائیوں عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا اس لیے یہ چند سطور نذر ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کی وھو یھدی من یشاء الیٰ صراط المستقیم۔ قارئین خود فیصلہ کریں۔ علماء کرام اور مفتیان عظام فرماتے ہیں کہ کسی پیر یا اُستاذ یا عالم کی عزت کی جاتی ہے تو اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و نسبت رکھنے والا ہے۔ مگر جب انہیں یہ کا نہیں رہا۔ پھر کیسی عزت اور اس سے کیسا تعلق۔ بارگاہ رسالت کے گستاخوں کی تکفیر نہ کرنے والوں کے ساتھ کسی قسم کی عقیدت محبت نہیں رکھنی چاہیے۔ خواہ وہ والد یا اُستاذ یا پیر و مرشد ہی کیوں نہ ہو۔ اور خدانخواستہ دانستہ یا نادانستہ شانِ اقدس میں بے ادبی سرزد ہو گئی۔ یا قائلین عدم تکفیر وہابیہ یا ان سے مرید ہونے والوں کی تائید کر بیٹھا تو فورًا توبہ کرے کیونکہ اس معاملہ میں ضد ہمیشہ کی ہلاکت و بربادی کا باعث ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا عملت سیئة فاحدث عندھا توبة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة

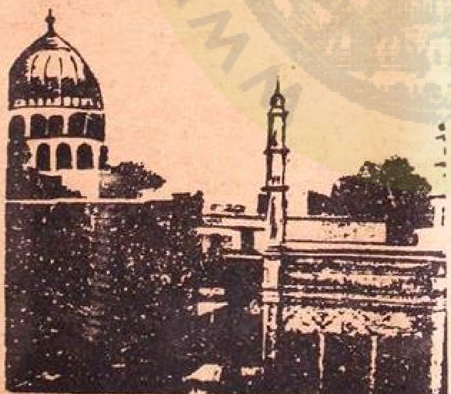
جب تو بدی کر بیٹھے تو فورًا توبہ کر خفیہ کی خفیہ اور اعلانیہ کی اعلانیہ۔

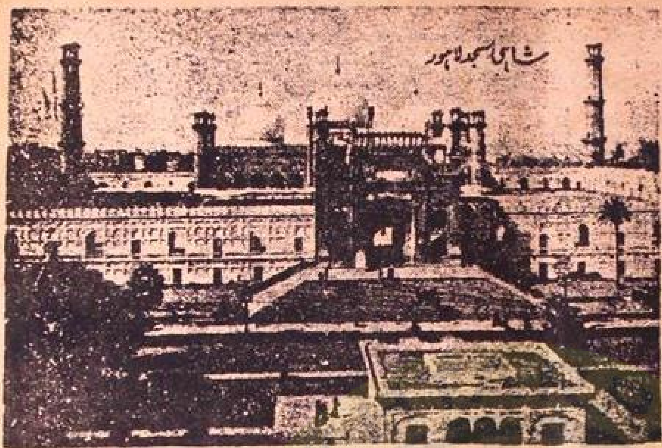
(رواہ الامام احمد فی الزھد)

زیر آیت الم ٥ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ٥



اعلیٰحضرت قدس سرہ، تمہید ایمان کے صہ۵ پر فرماتے ہیں کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کی دو باتیں ضرور ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم۔ تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت




شاہی مسجد لاہور

کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو جیسے تمہارے باپ تمہارے استاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب تمہارے مولوی، تمہارے حافظ تمہارے مفتی، تمہارے واعظ، وغیرہ وغیرہ کسے باشد جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کریں۔ اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے۔ فوراً ان سے الگ ہو جاؤ۔ دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو ان کی صورت ان کے نام سے نفرت کھاؤ۔ پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو، نہ اس کی مولویت، شخصیت بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ۔ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی غلامی کی بناء پر تھا۔ جب یہ شخص انہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا۔ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں۔ کیا بہتیرے یہودی، جبے نہیں پہنتے، عمامے نہیں باندھتے تھے۔ اس کے نام علم اور ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں۔ کیا بہتیرے پادری بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اُسے ہر برے بد سے بدتر بُرا نہ جانا یا اُسے بُرا کہنے پر بُرا نہ مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پرواہی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ تمہیں انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن وحدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا۔ اگرچہ اس کا پیر یا استاذ یا پدر ہی کیوں نہ ہو۔ کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں۔ وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا۔ اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پیر ہی کیوں نہ ہو۔ للہ اپنے حال پر رحم کرو اور اپنے رب کی بات سنو! انتھیٰ کلام الامام رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا

گرنیاید بگوش رغبت کس
بر رسولاں بلاغ باشد وبس

وما علینا الا البلاغ والحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ المکرمین وعلماء ملتہ اجمعین۔ **

ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ کے وفد کی رپورٹ

# بھاگلپور کے فساد میں نصرت خداوندی کے چند حیرت انگیز واقعات

## از: حضرت علامہ ارشد القادری

بھاگلپور کے دورہ سے واپس آنے کے بعد ادارہ کے سربراہ علامہ ارشد القادری نے پریس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ فساد کی تفصیلی رپورٹ اس نمائندہ وفد کے ذریعہ عوام تک پہنچ گئی ہے جس میں خود میں بھی شریک تھا۔ اس لیے اس کے اعادہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ البتہ اس سفر میں ظلم و تشدد، منصوبہ بند قتل و غارتگری اور بے لگام درندگی کی سرگزشت سناتے ہوئے کچھ لوگوں نے ایسے واقعات بھی سنائے جنھیں عوام تک پہنچانا اس لیے ضروری سمجھتا ہوں تاکہ خدا کے غیبی نصرت و حفاظت کا عقیدہ لوگوں کے دلوں میں تازہ ہوجائے اور وہ اعتماد علی اللہ کی قوتوں سے اپنے آپ کو مسلح کر سکیں۔

علامہ موصوف نے بتایا کہ کئی دنوں تک فساد زدہ علاقوں میں گھوم گھوم کر معلومات فراہم کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہر بستی کی اپنی الگ الگ

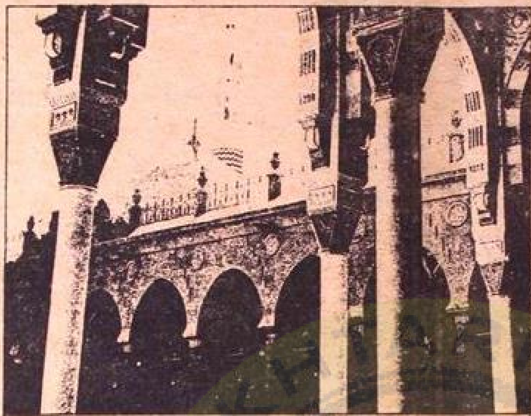


کہانی ہے اور ہر کہانی آگ میں جھلسی ہوئی اور خون میں لت پت ہے۔ تقریباً سو بستیوں پر لشکر کشی کی واردات کو تاریخ وار نظر میں رکھنے کے بعد یہ حقیقت بالکل آشکار ہو جاتی ہے کہ دیہاتوں میں قتل و غارتگری اور لوٹ مار کے لیے ایک ہفتے تک نہ صرف بلوائیوں کو مکمل آزادی تھی بلکہ ان ایام میں پولیس نے بھی انسانیت کا جامہ اتار کر بے لگام درندگی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔ اور جنگ کا پھیلاؤ دیکھنے کے بعد ماننا پڑتا ہے کہ بیک وقت بہت سارے محاذوں پر دو لاکھ سے زائد آدمی شب و روز قتل و غارتگری کے کام میں مصروف تھے۔ یہ بلوہ نہیں تھا بلکہ پچاس ساٹھ کلومیٹر

کے خطے میں بھانت بھانت کے ہندوؤں کی ایک مہا بھارت تھی جو دور دراز علاقوں سے مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے جمع ہوئے تھے۔

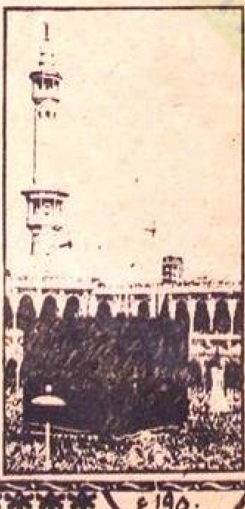
اس فساد میں دو ہزار سے زائد مسلمان قتل کیے گئے۔ اور مجموعی طور پہ مالی نقصانات کا تخمینہ کسی طرح بھی ایک عرب سے کم نہیں ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ ان ایام میں کتنے بلوائی چند گھنٹے میں لکھ پتی بن گئے۔ اور کتنے پولیس افسران کا گھر سونے اور چاندی سے بھر گیا۔ کتنے پولیس مینوں نے بغیر کسی مشقت کے عمر بھر کے لیے ذخیرہ جمع کر لیا۔ اور انتظامیہ کے کتنے حکام ایک رات میں قارون بن گئے۔ صدیوں کا جمع کیا ہوا اثاثہ چند دنوں میں لیٹروں کے درمیان تقسیم ہو گیا۔

اب آیئے ظلم و شقاوت کی ان تاریک راتوں میں نصرت الٰہی کی وہ روشنی بھی دیکھئے جو ان لوگوں پر چمکی تھی جنھوں نے مایوسیوں کے کرب میں بلکتے ہوئے اپنے رب کو پکارا تھا۔



## پہلا واقعہ

کلثوم نام کی ایک لڑکی جس کی عمر بیس سال کی تھی۔ وہ شہر بھاگلپور کے قریب گول پور نام کی ایک چھوٹی سی بستی میں رہتی تھی۔ یہ بستی انگلش بھوٹریا نام کے ایک گاؤں کے بالکل متصل ہے یہ واقعہ وہیں کے لوگوں نے مجھے سنایا۔ اس کے گھر میں چھوٹے بڑے کل گیارہ آدمی تھے۔ جب بلوائی اس کے گھر میں گھس کر ایک ایک آدمی کو ذبح کرنے لگے تو کسی طرح وہ بھاگ کر پڑوس کے ایک ہندو کے گھر میں پناہ گزیں ہو گئی۔ جب اس کے گھر کے سارے آدمیوں کو بلوائی قتل کر چکے تو آس پاس کے ہندوؤں کے گھروں میں چھپے ہوئے مسلمانوں کی تلاش شروع کی۔ یہ حال دیکھ کر اس ہندو نے لڑکی سے کہا کہ تو جلدی سے باہر نکل جا ورنہ تجھے دیکھ لیں گے تو تجھے بھی قتل کر دیں گے۔ رات کے بارہ بج رہے تھے۔ وہ جان ہتھیلی پہ لیے ہوئے اکیلے گھر سے نکلی اور گاؤں سے باہر ہو گئی۔ اور تاتارپور کی طرف رخ کر لیا۔ راستے میں اسے دو ہندو ملے۔ لیکن وہ وہاں سے بھی کسی طرح سے بچ کر نکل گئی۔ کچھ اور آگے بڑھی تو چند بلوائیوں نے اسے پکڑ لیا۔ وہ اسے گھسیٹ کر ایک گھر میں لیجانا چاہتے تھے۔ اس کے منھ سے بے ساختہ چیخ نکلی "یا اللہ مجھے بچا" اللہ کا نام سن کر وہ غصہ سے آگ بگولا ہو گئے۔ اور یہ کہتے ہوئے اسے مارنے لگے کہ دیکھیں تیرا اللہ تجھے کیسے بچاتا ہے



ابھی ایک لمحہ بھی نہ گزرا تھا کہ بی ایس۔ ایف کے جیپ کی روشنی نظر آئی اور وہ اسے وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بی ایس۔ ایف والوں نے جیپ روک دی اور ترم تر کر لڑکی کے قریب آئے اور اس سے سارا واقعہ معلوم کرنے کے بعد اس کی نشاندہی کے مطابق اسے تاتارپور میں اپنے رشتہ دار کے یہاں پہنچا دیا۔

### دوسرا واقعہ

انگلش سٹوڑیا نام کے ایک گاؤں پر جو بھاگلپور شہر سے بالکل متصل ہے دس ہزار بلوائیوں نے رات کو دس بجے حملہ کیا۔ جو بیس گھنٹے تک وہاں کے جیوٹ مسلمان بھوکے اور پیاسے ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ جب لڑنے کا سارا سامان ختم ہو گیا تو جو بھاگ سکے بھاگ گئے باقی سارے مسلمان قتل کر دیئے گئے۔ ان میں پانچ آدمی ایسے تھے جنھیں بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں مل سکا تو ایک جگہ مکئی کے سوکھے ہوئے ڈنٹھل کا ڈھیر لگا ہوا تھا اس میں گھس گئے۔ جب بلوائی گھوم گھوم کر سارے گاؤں کا صفایا کر چکے تو ان پانچ آدمیوں کی تلاش میں نکلے کیونکہ ان لوگوں نے انہیں بھاگتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

نہ ہو سکے تو انھوں نے آپس میں رائے کی کہ اس میں آگ لگا دی جائے تو یا تو وہ جلنے کے خوف سے خود ہی نکل آئیں گے یا پھر اسی میں جل جائیں گے۔ وہ لوگ اندر سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ اس وقت جس اضطرار و عاجزی کے ساتھ دل ہی دل میں خدا سے فریاد کی اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

آگ لگانے کی پوری تیاری ہو چکی تھی کہ خدا کی غیبی مدد آ تری۔ جس کا وہ ڈنٹھل تھا اس نے آگ لگانے سے منع کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اسے اپنے آلو کے کھیت میں باڑھ لگانے کے لیے رکھا ہے اس کے منع کرنے پر لوگ ادھر ادھر بکھر گئے۔ جب رات کے تین بج گئے اور ہر طرف سناٹا ہو گیا تو آہستہ آہستہ پانچوں آدمی ڈنٹھل کے ڈھیر




گھر گھر چھان مارا جب کہیں پتہ نہیں چلا تو ڈنٹھل کے اس ڈھیر کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور چاروں طرف سے بلّم لیکر کونچنا شروع کیا۔ خدا کی قدرت کہیے بلّم ان کے آس پاس سے گزر جاتے تھے لیکن ان کے جسموں سے نہیں ٹکراتے تھے۔ جب اس طرح ان کا پتہ لگانے میں کامیاب

# شہزادۂ اعلیحضرت جانشین مفتیٔ اعظم
# علامہ اختر رضا خاں ازہری کا دورۂ آندھرا پردیش

آندھرا پردیش کے دو ضلاع میدک ، ریم نگر اور نظام آباد جہاں شدت سے شہزادۂ اعلیحضرت کی آمد کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ بحمدہٖ المولیٰ حضرت نے ان دو اضلاع کے لیے اپنے قیمتی اوقات میں سے تین دن عطا فرمائے ہیں۔

حضرت بذریعہ طیارہ ۲۱ر جنوری ۱۹۹۰ء کی صبح ناگپور سے حیدرآباد پہنچیں گے۔ پیر طریقت حضرت

(باقی ص۵۴ پر)

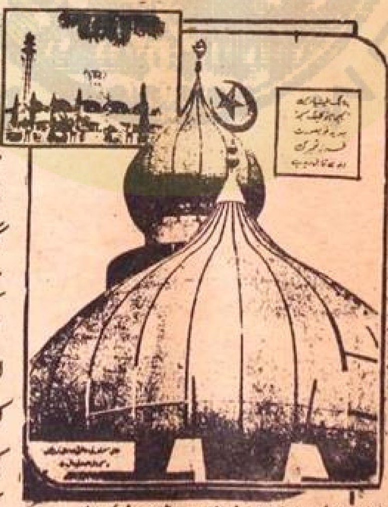
سے نکلے اور تیزی سے تاتارپور کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ مجھے وہیں کے لوگوں نے بتایا۔

## ستیسواں واقعہ

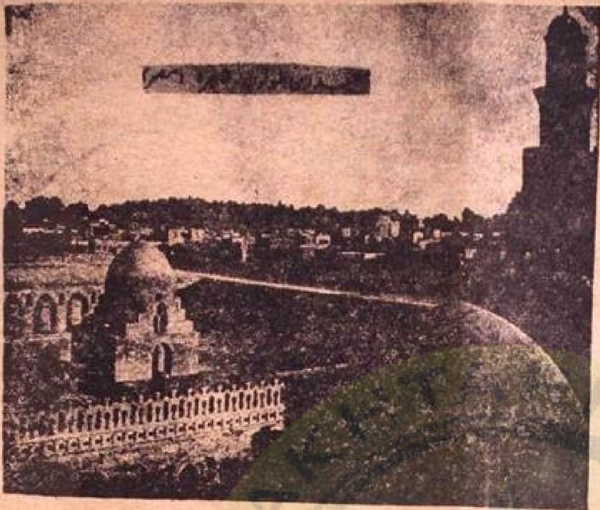
امرپور تھانے میں شاہ گنڈ اور سنگرام پور کے درمیان کمبرا نام کی ایک بستی ہے۔ جہاں کل ڈھائی تین سو گھر کی آبادی ہے جس میں پندرہ بیس گھر مسلمانوں کے بھی ہیں۔ ۳۱ر اکتوبر کو بلوائیوں نے اس بستی پر بھی حملہ کر دیا۔ جب گھروں میں گھس گھس کر مسلمانوں کو قتل کرنے لگے۔ تو مریم نام کی ایک عورت جو حاملہ تھی اپنے گھر سے نکلی اور سرجو سنگھ نام کے ایک راجپوت کے گھر میں پناہ لینے کے لئے گھس گئی۔ اس کے ساتھ اس کی بوڑھی ماں بھی اور چھ سات برس کا ایک بچہ بھی تھا۔ خوف و دہشت کے مارے تین بجے دن کو اسی راجپوت کے گھر میں اسے بچہ بھی تولد ہو گیا۔ جب مسلمانوں کے محلے کا صفایا کر چکے تو اب بلوائی ہندوؤں کے گھروں میں گھس گھس کر مسلمانوں کو تلاش کرنے لگے۔ اس وقت راجپوت نے عورت سے کہا کہ تم لوگ پیچھے کے دروازے سے باہر نکل جاؤ ورنہ یہ لوگ تمہیں بھی قتل کر دیں گے۔

چنانچہ اس عورت کی ماں نے نومولود بچے کو اپنے آنچل میں لپیٹے ہوئے گھر سے باہر نکلی اور اس کے ساتھ نومولود بچے کی ماں بھی تھی اور بچہ بھی تھا۔ بڑی مشکل سے اس کی ماں اسے سہارا دیتے ہوئے گاؤں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوئی۔ جب جکھیا نام کے ایک گاؤں کے پاس یہ عورتیں پہنچیں تو ایک بلوائی نے انہیں گھیر لیا اور نومولود بچے کو بوڑھی عورت کی گود سے چھین کر دھان کے کھیت میں پھینک دیا اور چھ سات برس کے بچے پر تلوار چلائی جو اس کی کنپٹی چھیلتی کرتی ہوئی زمین پر گر پڑی۔ اس کے ساتھ وہ بھی دھان کے کھیت میں گر گیا۔ اتنے میں موقعہ پاکر وہ عورتیں تیز تیز قدموں سے گنے کے کھیت میں گھس گئیں۔ اور کسی طرح چھپ چھپا کر غریب پور کی ایک مسلم آبادی میں جاکر پناہ لیا۔ خوف اور دہشت کے مارے نومولود بچے کو دھان کے کھیت ہی میں چھوڑ دیا۔ لیکن اس کی ماں اپنے نومولود بچے کے لیے دہاڑیں مار مار کر روتی رہی اور سر ٹپک ٹپک دعا کرتی تھی کہ اس کا بچہ اسے مل جائے۔

وہ بچہ رات بھر اسی طرح دھان کے کھیت میں پڑا رہا۔ دوسرے دن ۴ بجے شام کو جکھیا کا رہنے والا ایک ہندو ذات کا گوالہ اس کھیت کی طرف آیا۔ کھیت میں ایک بچہ کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اس کے قریب گیا تو بچہ ابھی زندہ تھا۔ خدا نے اس کے دل میں رحم ڈال دیا۔ وہ بچے کو اٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ اس کی بیوی بھی بہت رحمدل تھی۔ اس نے فوراً پانی گرم کر کے کپڑے سے بچے کے بدن کو پونچھا اور اسے اپنا دودھ پلایا اور نرم بستر پر سلا دیا۔ دوسرے دن اس کا شوہر یہ معلوم کرنے کے لیے کہ دھان کے کھیت میں کس کا بچہ پڑا ہوا تھا اپنے گھر سے نکلا اور گاؤں گاؤں لوگوں سے پوچھتا رہا۔ تیسرے دن اسے پتہ چلا کہ غریب پور نام کی ایک بستی میں اس کی ماں فلاں کے گھر میں پناہ گزیں ہے۔ وہاں جانے کے بعد جب کسے اطمینان ہو گیا کہ اسی عورت کا بچہ ہے۔ دوسرے دن اس کی بیوی اپنی گود میں اس بچے کو لیے ہوئے آئی اور اس بچے کو اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔ غریب پور کے مسلمانوں کو جب یہ بات معلوم



ستانی مسلمانوں کی معاشرتی اور سماجی تاریخ میں مسجد بڑی اہمیت کی حامل ہے۔



ہوئی تو وہ لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور اس احسان کے شکرانے میں ساڑھے تین سو روپے کے نوٹوں کا ہار اس کی بیوی کے گلے میں ڈال دیا اور میاں بیوی دونوں کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔

بھاگلپور کے سفر میں صرف اس بچے کو دیکھنے کے لیے میں غریب پور گیا اور اس کے گھر جاکر اس بچہ کو دیکھا۔ وہ بچہ تندرست تھا۔ معلوم ہوا کہ اس بچے کا نام غازی صلاح الدین رکھا گیا ہے آج بھی وہ بچہ اسی بستی میں ہے اس بچے کو دیکھنے کے لیے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ اور خدا کی قدرت کا یہ کرشمہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ کھلے آسمان کے نیچے کھیت کے جنگل میں خدا نے کس طرح اس کی حفاظت کی۔ اور بغیر دودھ کے ۲۶ گھنٹے تک اسے زندہ رکھا۔

## چوتھا واقعہ

جگدیش پور تھانے میں اعظم پور نگری نام کی ایک بستی ہے۔ ۲۹ر اکتوبر کو تین بجے دن کے وقت تیس ہزار بلوائیوں نے اس بستی کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مسلمان اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور بستی کے اندر داخل ہونے کے جتنے راستے تھے وہاں پرے جما کر کھڑے ہو گئے۔ چوبیس گھنٹے تک بغیر کچھ کھائے پیئے ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ بلوائیوں کا ایک بہت بڑا دستہ کسی راستے سے بستی کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس بستی میں سب سے پہلا مکان خالد رضا کا تھا۔ اس نے بتایا کہ ہمارے گھر میں پانچ عورتوں کے سوا اور کوئی مرد نہیں تھا۔ اس کی والدہ بی بی کلثوم، اس کی بیوی تارا جبیں، اس کی خالہ سبیلہ خاتون اس کی دوسری خالہ ماجدہ خاتون اور اس کی خالہ زاد بہن سائرہ خاتون۔

ان عورتوں نے جب دیکھا کہ بلوائیوں کی یلغار اس گھر کی طرف بڑھ رہی ہے تو وہ فوراً اپنے چھت سے نیچے اتر آئیں۔ اور ان کے آنگن میں اینٹ کی جو دیوار کھڑی تھی۔ اُسے توڑ کر اینٹیں نکالیں اور درود شریف پڑھتے ہوئے ایک ایک اینٹ کو توڑنا۔ جب بہت سارے ٹکڑے جمع ہو گئے تو وہ انہیں لیکر چھت پر چڑھ گئیں اور درود شریف پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا اور خدا سے دعا کی کہ تو غیب سے اپنی مدد فرما۔ جب بلوائی بالکل قریب آگئے تو ان عورتوں نے درود شریف پڑھتے ہوئے اینٹ کے ٹکڑوں کو ان پر برسانا شروع کر دیا۔

خالد رضا کا بیان ہے کہ اینٹ کے وہ ٹکڑے جب گرتے تھے تو بندوق کی گولی کی طرح دھماکے کی طرح آواز سنائی دیتی تھی۔ اور بلوائی ایک پر ایک گرے پڑتے تھے۔ اینٹ کے ٹکڑے ابھی ختم نہیں ہو پائے تھے کہ ان میں بھگدڑ




مچ گئی۔ اور وہ یہ کہتے ہوئے بے تحاشہ بھاگنے لگے کہ بھاگو بھاگو اس مکان کی چھت پر مشین گنیں لگی ہوئی ہے۔ کچھ ہی دیر کے بعد ساری بھیڑ چھٹ گئی۔ لیکن گاؤں کا محاصرہ ختم ہونے کے بعد عورتیں وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہوگئیں۔

اس واقعہ کی تصدیق حاصل کرنے کے لیے میں پُرسینی گیا تھا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا تھا کہ وہ عورتیں پُرسینی میں اپنے کسی رشتہ دار کے یہاں ہیں لیکن وہاں کوئی سُراغ نہ لگ سکا۔ پھر بڑی مشکل سے ادارہ شرعیہ کے ریلیف کیمپ شاہ جنگی بھاگلپور میں خالد رضا سے ملاقات ہوئی اور اس نے اس واقعہ کی ساری تفصیل بتائی جو آپ کے سامنے ہے۔

## پانچواں واقعہ

بھاگلپور کے ضلع میں گوگا بازار ریلوے اسٹیشن بھی ہے وہاں چند گھر مسلمانوں کے تھے۔ یہ لوگ چوڑیوں کا کاروبار کرتے تھے۔ جب دس ہزار بلوائیوں نے وہاں حملہ کیا تو اپنی دُکانیں بند کرکے لوگ ایک خان صاحب کے گھر میں پناہ گزین ہوگئے۔ جن کی دو منزلہ عمارت تھی۔ نیچے کی منزل انھوں نے پناہ گزینوں کے لیے خالی کر دی اور اوپر کے منزل میں اپنے بال بچوں کو منتقل کر دیا۔

جب بلوائی مسلمانوں کے ساری دکانوں اور مکانوں کو لوٹ پاٹ کر جلا چکے تو اب خان صاحب کے مکان کی طرف بڑھے۔ خان صاحب کے پاس ایک بندوق تھی۔ جب وہ قریب آگئے تو ان پر فائرنگ شروع کر دی جس سے بلوائیوں میں بھگدڑ مچ گئی لیکن پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ تازہ دم ہوکر واپس آگئے۔ اور ان کے گھر کو گھیر لیا۔ پھر دوبارہ اُنھوں نے فائرنگ شروع کی پھر بلوائی پیچھے ہٹے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد آگے بڑھنے لگے۔

اب ان کے پاس صرف دو گولی بچ گئی تھی۔ جب انہیں انہیں یقین ہوگیا کہ ان دو گولیوں کے خرچ کے بعد بھی وہ لوگ بچ نہیں سکیں گے تو خان صاحب نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ ایک گولی سے اپنی دو نوجوان لڑکیوں اور اپنی بیوی کو ختم کریں گے اور دوسری گولی سے اپنے آپ کو۔ تاکہ ذلت کی موت سے وہ خود بھی بچیں اور ان کی عورتیں بھی جیسے ہی گولی بھر کر اُنھوں نے اپنی لڑکیوں اور بیوی کو نشانہ بنانا چاہا کہ بیوی نے قرآن اُٹھا کر سر پر رکھ لیا اور دہاڑیں مار کر روتے ہوئے کہا کہ اے قرآن اب تو ہی ہمیں بچا۔ دوسری طرف بلوائی ان کے گھر میں گھسنے کے لیے دروازہ توڑ ہی رہے تھے کہ خدا کی غیبی مدد اُتری۔ تیزی سے ہارن بجاتی ہوئی بی ایس ایف کی تین جیپیں وہاں پہنچ گئیں سارے بلوائی انہیں دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ بی ایس ایف والوں نے ان تمام لوگوں کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور انہیں محفوظ مقام پر پہنچا دیا۔

یہ واقعہ ہمیں عبدالستار نام کے ایک چوڑی ہار نے سنایا جو خانصاحب کے گھر میں اس وقت پناہ گزین تھا۔

نصرت خداوندی کے بہت سے واقعات ابھی پردۂ خفا میں ہیں۔ اگر کھود کھود کر انہیں معلوم کیا جائے تو ایک ضخیم دفتر تیار ہو جائے گا۔ جو حضرات مظلومین بھاگلپور کی مدد کرنا چاہیں وہ ادارۂ شرعیہ ریلیف سنٹر سلطان گنج پٹنہ کے پتے پر رابطہ قائم کریں۔

☆

# خبرِ نامہ وصالِ حضرت مفتی عزیز احمد قادری بدایونی

بخدمت اقدس حضرت علامہ مولانا قبلہ مفتی اختر رضا صاحب قادری
بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مزاج شریف!

خیریت کا طالب بخیریت ہے۔ اہل علم حضرات نے بڑے تاسف سے یہ اندوہناک خبر سنی کہ فقیہہ جلیل، محدث بے مثیل عالم باعمل، صوفی باصفا، قطب وقت، سرتاج العلماء، زینت اہلسنت، حضرت علامہ مولانا حافظ القاری مفتی عزیز احمد قادری بدایونی نور اللہ مرقدہ، ایک طویل عرصہ صاحب فراش ہونے کے بعد قضائے الٰہی سے ۳ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۸۹ء جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب ۹ بجے رات خالقِ حقیقی سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ اس دور میں نمایاں مقام رکھتے تھے مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کے بطل جلیل، عربی کے ایک بلندپایہ عالم دین، جید عالم، پرجوش مبلغ، باعمل شیخ طریقت اور دنیائے اسلام کے متاع عزیز۔ آپ نے قرآن پاک کا ترجمہ (ترجمۂ قادری) بھی کیا وہ ہمارے لیے دینی اور علمی سرمائے کا گرانقدر حصہ ہے۔ آپ برصغیر ہند و پاک میں اسلاف کی واحد یادگار اور نمونہ تھے جن کا ہمسر وعدیل صدیوں میں میسر آنا مشکل ہے۔

آپ کا وجود مسعود، عرب وعجم بالخصوص علمی دنیا کے لیے نعمت عظمیٰ تھا۔ آپ علم وعرفان کے محیط بے کراں، مجسمۂ زہد وتقویٰ وایثار، پیکر تقدس وتقویٰ، کوہ استقامت وجلالت، سلف صالحین کی چلتی پھرتی یادگار، زہد وقناعت کی لاج رکھنے والے، آسمان علم وعمل کے نیر تاباں، فاضل بے بدل، عالم باعمل، عارف کامل عاشق رسول، استاذ العلماء، شیخ التفسیر والحدیث، جامعہ نعیمیہ لاہور کے بانی، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور کے روح رواں آپ کو رحمۃ اللہ علیہ، نور اللہ مرقدہ، اور قدس سرہ، لکھتے ہوئے دل دھڑکتا ہے، قلم لرزتا، اور ہاتھ کانپتا ہے۔ آپ کا شمار جید علماء، مفسرین اور محدثین میں ہوتا تھا۔ آپ کی ساری عمر اسلامی تعلیمات کی تبلیغ واشاعت میں گزری۔ آخری ۷ ماہ میں ادارہ معارف نعمانیہ لاہور کی سرپرستی فرمائی۔ آپ کی سرپرستی میں ادارہ نے ۹ مختلف موضوعات پر عوام الناس میں ہزاروں کی تعداد میں دینی کتب چھپوا کر مفت تقسیم کیں۔ ادارہ کی کتب کا ایک سیٹ آپ کی لاہور آمد پر جناب شاہد نورانی صاحب زید مجدہ، کی رہائش گاہ میں آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کر دیا گیا تھا۔ ادارہ کی استقامت وترقی کے لیے دعا فرماتے رہا کریں۔

بہرحال آپ کی خدمت مقدسہ میں گذارش ہے کہ آپ ہمیں قبلہ مفتی صاحب کے بارے میں تاثرات اور قابل ذکر کوئی ملاقات واقعات وغیرہ تحریر فرما کر ارسال فرمائیں۔ تاکہ قبلہ مفتی صاحب کے حالات زندگی میں انہیں بھی شامل کر لیا جائے۔

اُمید ہے کہ آپ ہمیں پہلی فرصت میں ہی جلد از جلد تفصیلاً جواب عنایت فرمائیں گے۔

والسلام مع احترام
محمد فیاض احمد عفی عنہ،
ادارہ معارف نعمانیہ
۱۵۵۔ شادباغ لاہور کوڈ ۵۴۹۰۰
(پاکستان)

# التماس

## ڈاکٹر شتر مصباحی

مراسلہ نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں!

ٹی۔ وی کے تعلق سے مولانا خواجہ مظفر حسین صاحب اور مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کے مابین علمی اختلافات نے اب سطحی اور ذاتی نوعیت اختیار کرلی ہے۔ جو باعث افسوس بھی ہے اور قابلِ مذمت بھی۔

ہماری جماعت میں اچھے قلمکاروں کی کمی کا احساس بہت دنوں سے رہا کیا ہے۔ لیکن مولانا اختر رضا خانصاحب، مولانا خواجہ مظفر حسین صاحب اور مولانا سید محمد مدنی میاں صاحب کی بلند پایہ تحریروں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ابھی جماعت حقہ میں ایسے اصحاب قلم کی کمی نہیں ہے جو فکر و نظر میں غیر معمولی استعداد کے حامل ہیں اور جن کے اندر اجتہادی شان پائی جاتی ہے مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑھتا ہے کہ ادھر کچھ دنوں سے مولانا محمد مدنی میاں اور خواجہ مظفر حسین صاحب کے بہی خواہوں نے ایک دوسرے کے خلاف کیچڑ اچھالنے کا جو مذموم طریقہ اختیار کر رکھا ہے اس سے جماعت اہلسنت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

ہمیں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ کا حلقۂ اثر بہت وسیع تھا اور یہ پورا حلقہ مولانا مدنی میاں صاحب کو ورثہ میں ملا ہے اس لیے آں موصوف پر اوچھا حملہ کرنے والوں کو یہ سوچنا چاہیے کہ اس طرح وہ ایک بڑے گروہ کو اپنا مخالف بنا رہے ہیں۔ خواجہ مظفر اگرچہ جاگیردار نہیں ہیں لیکن وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کے سبب علم وفن کے معتبر علامت بن گئے ہیں اس پر مستزاد یہ کہ ان کی تحقیق رفیق کو جانشین حضور مفتئ اعظم کی تائید حاصل ہے۔ اس لیے مولانا مدنی میاں صاحب کے عقیدت کیشوں کو جماعتی سطح پر یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ کیا کھو رہے ہیں کیا پا رہے ہیں اور خود محترم مدنی میاں صاحب کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عقیدت مندوں کو سختی کے ساتھ خاموش رہنے کی ہدایت فرمائیں۔ جو جوش و جذبات میں تہذیب و اخلاق کی حدود پار کر رہے ہیں۔

گروہ اور حلقہ جیسے الفاظ لکھنے پر میں اس لیے مجبور ہوا کہ جب تک خالص علمی انداز میں ٹی۔ وی سے متعلق اپنے موقف کی اشاعت کی جاتی رہی سنجیدگی برقرار رہی۔ مگر اب جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس کے پیچھے بلاشبہ گروہ بندی کارفرما ہے جسکے نتیجے میں جماعتی استحکام کو غیر معمولی نقصان پہنچ رہا ہے۔

مولانا مدنی میاں صاحب اپنے قول سے رجوع کریں ان کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اب یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حق خواجہ صاحب کے ساتھ ہے۔ تاہم مدنی میاں صاحب کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیئے جو اشتعال اور افتراق بین المسلمین ہو۔

# خبریں

## سوواں ماہانہ عرس مفتیٔ اعظم

یہ حسن اتفاق ہے کہ تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدسالہ جشن ولادت کے سال ہی میں ان کا سوواں ماہانہ عرس چودہ جمادی الاول کو منایا گیا۔

لہٰذا ۱۴ر جمادی الاول مطابق ۱۴ر دسمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعرات میں دس بجے نوری محفل ۴۷۔ گھوگھاری محلہ بمبئی نمبر ۳ میں رضا اکیڈمی بمبئی کی جانب سے بڑی شاندار طریقے سے منعقد کیا گیا۔

اس عظیم الشان اجتماع بمبئی اور بیرونی مقامات سے آئے ہوئے حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

الداعی: رضا اکیڈمی
بمبئی

## جشن غوثیہ، جشن صدسالہ حضور مفتی اعظم

گیارہ ربیع الآخر کو نکالے جانے والے جلوس غوثیہ اور حضور مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کے جشن صدسالہ کے مبارک موقع پر رضا اکیڈمی بمبئی کے ماتحت سنی رضوی سوسائٹی کی جانب سے نکالے جانے والے اعلیٰحضرت و حضور مفتی اعظم کے روضۂ مبارک کی جھانکی نے جلوس غوثیہ میں سب سے اہم مقام حاصل کیا۔ یہ جھانکی جلوس کے ساتھ گشت کرتی رہی اور لوگ عقیدت سے اسے کھینچتے رہے۔ اس جھانکی کی اونچائی تقریباً ۲۱، فٹ، گولائی ۴۰ فٹ اور وزن ڈھائی ٹن تھا۔ اس جھانکی کا نام نشانِ سنیت گنبد اعلیٰحضرت رکھا گیا تھا۔ اس نشانِ سنیت کا افتتاح مجاہد سنیت بانی رضا اکیڈمی بمبئی مولانا محمد سعید نوری کے ہاتھوں ہوا۔

## ردولی میں جشن غوث الوریٰ

ردولی۔ انجمن گلشن حق طلبہ دارالعلوم مخدومیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۱۸ر ربیع الغوث سنہ ۱۴۱۰ھ ایک عظیم الشان پیمانے پر جشن غوث الوریٰ کا انعقاد ہوا۔ جس کی سجاوٹ میں بچوں نے بھرپور تعاون پیش کیا۔ بعد نماز عشاء مدرسہ کے ایک طالب علم حافظ ظفر احمد کے تلاوتِ کلام پاک سے آغاز ہوا۔ جس کی صدارت حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب قبلہ حشمتی صدر المدرسین نے فرمائی اور نظامت کے فرائض انجمن گلشن حق کے سربراہِ اعلیٰ حضرت قاری محمد امیر الحسن صاحب قادری نے انجام دیئے۔ متعدد طلبہ نے نعت و تقاریر سے سامعین کو محظوظ کیا۔ خصوصاً باہر سے آئے ہوئے خطیب ملت حضرت علامہ مسیح الدین صاحب قبلہ نائب شیخ الحدیث الجامعۃ الغوثیہ

عربی کالج اترولہ گونڈہ اور خطیب اہل سنت حضرت علامہ محمد ایوب صاحب قبلہ شیخ الادب الجامعۃ اسلامیہ رونا ہی فیض آباد نے یکے بعد دیگرے خطاب نایاب سے محظوظ فرمایا اور شاعر اسلام ملا کرامت صاحب لکھنوی نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ حضرت مولانا عین الحق صاحب قادری حضرت قاری سراج احمد حافظی لکھنوی حضرت قاری محمد عظیم صاحب گونڈوی حافظ محمد نسیم صاحب حافظ عبدالحفیظ صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔

**المعلن:**

ارکان انجمن گلشن حق طلبہ دار العلوم مخدومیہ ردولی ضلع بارہ بنکی

## عرس حضور حافظ ملت

مبارکپور۔ استاذ العلما جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا عرس سراپا قدس ۲۹، ۳۰ر دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے۔

پروگرام:-

۲۹ر دسمبر بعد نماز فجر قرآن خوانی، بعد جمعہ جلوس چادر، بعد عشا جلسۂ عام۔

۳۰ر دسمبر: صبح قرآن خوانی و مجلس شوریٰ، بعد عصر چادر پوشی بعد مغرب، مجلس مشاورت بعد عشا، جلسہ دستار۔

## بھاگلپور و دیگر علاقوں کے مظلومین کی امداد کریں

اس وقت پورے ملک میں خصوصًا صوبہ بہار عمومًا ضلع بھاگلپور میں فرقہ وارانہ فسادات کے نتیجہ میں جو تباہی و بربادی نازل ہوئی ہیں اُن سے ہر باخبر انسان آگاہ ہیں۔ اسوقت انکے مظلوموں کی فوری راحت کاری کا سامان وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

لہٰذا عام مسلمانوں سے گذارش ہے کہ اس نیک اور اہم کام میں خود بھی بھرپور حصّہ لیں اور اپنے احباب و متعلقین کو بھی امدادی رقوم و سامان دینے کی ترغیب دیں۔ امدادی رقوم بھیجنے کا پتہ:

مدثر حسین حبیبی ناظم اعلیٰ آل انڈیا، تبلیغ سیرت ریلیف فنڈ نمبر ۶ تالتلہ لین کلکتہ

نمبر ۸، پن نمبر ۷۰۰۱۴۱

یا:

ٹی ۱۴ ۱۴/ پانچپاڑہ روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۱۸

بذریعہ منی آرڈر بھیجنے والے احباب منی آرڈر فارم کے نچلے حصہ میں اپنا پورا نام و پتہ ضرور لکھیں۔ کراس چیک یا ڈرافٹ بنام ALL INDIA TABLEEGH-E-SEERAT RELIFF FUND بھیجیں۔

## مدرسہ رضویہ کے بڑھتے قدم

مدرسہ رضویہ رضا نگر (ڈومرا) سیتا مڑھی جسے جناب صوفی محمد نورالدین خاں نوری نے حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے ایماں پر ۱۹۸۳ء میں قائم کیا تھا شاید یہ اسی کا فیضان ہے کہ مدرسہ رضویہ جو اپنی کم مائیگی اور ضعف و ناتوانی کے باعث ڈگمگانے کے قریب آچکا تھا اب وہ پھر رفتہ رفتہ عروج و ارتقاء کی جانب گامزن ہے۔ مدرسہ کی گورننگ باڈی کافی بیدار مغز اور فعال حضرات پر مشتمل ہے۔ حضرت علامہ ضیا رجالوی صاحب قبلہ مدرسہ رضویہ نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ وہ آئندہ شوال سے اس مدرسہ کا تعلیمی معیار بھی بڑھانے کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ اس میں اب شرح جامی تک کے بچوں کا داخلہ لیا جائے گا۔ اور ان کے خورد و نوش کی کفالت بھی مدرسہ خود ہی کرے گا البتہ مدرسہ کے پاس ایسی عمارت نہیں ہے جس میں ۳۰ سے زائد طلبہ ملازمین و اساتذہ کو رکھا جا سکے۔ اس لیے اسے مزید ایک ہال اور ایک اور روم کی ضرورت ہے جس کی تعمیر کا کام جلد ہی شروع ہونے والا ہے۔ لہٰذا اہل خیر حضرات سے بھرپور تعاون کی اپیل ہے خصوصًا

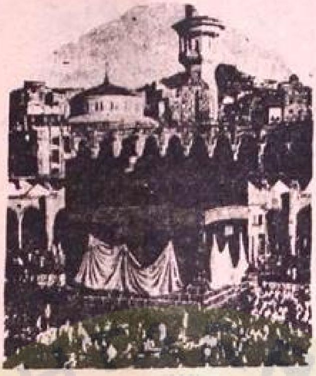
والبتگان سلسلہ سے گذارش ہے کہ اس میں صدقات، خیرات اور عطیات کی رقوم روانہ فرما کر عنداللہ ماجور اور فیضان مفتی اعظم سے بہرہ مند ہوں۔

ترسیل زر کا پتہ
سکریٹری مدرسہ رضویہ رضانگر
(ڈمرا) پوسٹ ڈمرا کورٹ
ضلع سیتا مڑھی، بہار

## عرس قادری رضوی
## سلامی برہانی جبلپور

عارف باللہ حضرت عبدالاسلام قبلہ مولانا شاہ الحاج محمد عبدالسلام صاحب قادری رضوی کے انتالیسویں عرس مبارک اور سیدی مرشدی حضرت سرکار برہان ملت قبلہ مولانا شاہ محمد برہان الحق صاحب قادری رضوی سلامی کا ۵ واں عرس مبارک عیدگاہ کلاں رانی تال جبلپور میں ہمیشہ کے مطابق ۱۲ اور ۱۳ دسمبر ۱۹۸۹ء بروز منگل بدھ کو منعقد ہونے جا رہے ہیں۔

ہم آپ سب سلسلۂ قادریہ رضویہ سلامیہ برہانیہ سے وابستہ پیر بھائیوں بہنوں کا فرض ہے کہ ہم اپنی محبت اور عقیدت کے ساتھ عرس کی تقاریب کو شایانِ شان طریقہ پر منانے کے لیے



مل کر حصہ لیں۔

منی آرڈر یا بدست محصل آستانہ عالیہ بھیج کر اور عرس کی تقاریب میں شرکت فرما کر صاحبانِ عرس علیہم الرحمۃ والرضوان کے روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہوں۔

نوٹ: جب کبھی آپ کا پتہ کسی وجہ سے تبدیل ہو تو نئے پتے سے مطلع فرمائیں۔

المعلن:
خادمانِ آستانہ قادریہ
رضویہ سلامیہ برہانیہ
دارالسلام۔ جبلپور
(ایم۔ پی)

## جشن غوث الوریٰ

بحمدہ تعالیٰ امسال بھی گیارہ ربیع الآخر کو جامعہ شمسیہ تیغیہ کے بڑے ہال میں سرکار غوث الوریٰ رضی اللہ عنہ کا جشن منایا گیا جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ حسب دستور پہلے قرآن خوانی پھر نعتیہ پروگرام بعدہ، جامعہ کے مدرسین نے نعت و تقریر پیش کی۔ اس کے بعد آخر میں جامعہ کے شیخ الحدیث و مفتی حضرت علامہ مفتی مرغوب حسن صاحب قبلہ مدظلہ، العالی اعظمی نے اولیائے کرام و غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پُرمغز تقریر فرمائی۔ پھر صلاۃ و سلام پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ یاد رہے دو روز پیشتر بابری مسجد کی بازیابی کے لیے بھی طلبہ و مدرسین نے ذکر خیر کے بعد دعا کی اور دیر تک دعا خوانی کا سلسلہ جاری رہا۔

الملتمس
محمد گلریز نازاں
ناظم نشریات انجمن بزم رضا جامعہ
تیغیہ، سہدوہی بنارس

## جشن عید میلاد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

۱۳ اکتوبر۔ مدرسہ عزیزیہ فیض الرسول حبواں میں ایک شاندار جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ہوا جس میں ملک و ملت کے مشاہیر خطباء و شعراء نے شرکت

کی خصوصی خطاب حضرت مولانا بدرالدین صاحب نے فرمایا۔

المعلن: مقبول محمد رضوی

## حاجی محمد اسمٰعیل صاحب کا فاتحہ چہلم

پالی مارواڑ کے دردمند سنی مرحوم حاجی اسمٰعیل صاحب کا فاتحہ چہلم ۱۴ر دسمبر کو ہو رہا ہے۔ حضور علامہ ازہری صاحب نے مرحوم کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور تعزیت نامہ بھیجا۔

ادارہ سنی دنیا

## مفتی نانپارہ کو صدمہ

مفتی نانپارہ حضرت علامہ مفتی رجب علی صاحب مدظلہ کی والدہ محترمہ کے خبر انتقال سے حضور علامہ ازہری صاحب کو صدمہ ہوا۔ حضور نے دعائے مغفرت کی اور ایصال ثواب کرایا۔ اور حضور مفتیٔ نانپارہ کو تعزیتی پیغام روانہ کیا۔ مفتی صاحب قبلہ کی والدہ مرحومہ کا چہلم یکم جنوری کو ہو رہا ہے۔

ادارہ سنی دنیا

## اعلان برائے علماء کرام

ضلع کٹیہار و پورنیہ کے جمیع علماء ذوی الاحترام سے میری پرخلوص گذارش ہے کہ آپ حضرات اپنا اپنا مستقل پتہ مع ولدیت تحریر فرمائیں۔ اور فی الحال جہاں کہیں بھی ہوں اور جس عہدے پر خدمت خلق و خدمت دین کا کام انجام دے رہے ہوں۔ اس کا بھی خلاصہ مع پتے کے ارسال کرنے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

مولانا محمد اعجاز انجم لطیفی مدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف مستقبل قریب میں آپ حضرات کا تعارف کتابی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ اس کے لیے انھوں نے اپنے اطراف کے اکابر علماء کرام سے رابطہ قائم کرلیا ہے۔ آپ حضرات ذیل کے پتے پر اپنا اجمالی خاکہ جلد از جلد روانہ فرمائیں۔ فقط

المعلن

مفتی مطیع الرحمن، مظفر پوری

## عرس براہیمی سرکانہی شریف

قطب الارشاد شہنشاہ ولایت حضرت الحاج الشاہ صوفی محمد ابراہیم قادری تیغی علیہ الرحمۃ والرضوان کا عرس مقدس مورخہ ۱۱ر جمادی الاخری سنہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۶ر جنوری سنہ ۱۹۹۰ء نہایت تزک واحتشام کے ساتھ زیر اہتمام حضرت مولانا الشاہ محمد علی ابراہیمی سجادہ نشین خانقاہ آبادانیہ سرکانہی شریف وزیر صدارت حضرت مولانا الشاہ علی حسن تیغی ناظم اعلی مرکزی مدرسہ علیمیہ انوار العلوم سرکانہی شریف منایا جارہا ہے۔

لہٰذا وابستگان و عقیدتمندان سلسلۂ تیغیہ سے شرکت کی استدعا ہے۔ عورتیں عرس میں ہرگز نہ آئیں۔

المعلن

محمد غیاث الدین کوثر قادری
ناظم نشریات: خانقاہ آبادانیہ
سرکانہی شریف خابل پور مظفرپور (بہار)

## تحفظ عظمت رسالت کانفرنس

زیر اہتمام الجامعۃ الحشمتیہ پیراماہم متصل سعداللہ نگر بازار ضلع گونڈہ کی پہلے تاریخ ۱۱، ۱۲ر دسمبر مقرر تھی مگر الیکشن کی ہماہمی، نیز چند دیگر وجوہات سے مجبور ہوکر اراکین نے تاریخ تبدیل کرکے ۱۸، ۱۹ر فروری سنہ ۱۹۹۰ء ۲۱، ۲۲ر رجب المرجب سنہ ۱۴۱۰ھ رکھی ہے۔ لہٰذا احباب اہلسنت سے گذارش ہے کہ ۱۸، ۱۹ر فروری سنہ ۱۹۹۰ء نوٹ فرمالیں اور جہاں تک ممکن ہو۔ دیگر احباب اہلسنت کو مطلع فرمادیں۔

المشتہرین

جملہ منتظمین تحفظ رسالت کانفرنس
موضع پیراماہم۔ متصل سعداللہ نگر بازار۔ ضلع گونڈہ

# ایک ہزار مربع فٹ پر مشتمل دنیائے سنیت کا عظیم پرچم

گیارہ ربیع الآخر شریف اور حضور مفتئ اعظم کے صد سالہ جشن ولادت کے مبارک موقع پر رضا اکیڈمی بمبئی کے زیر اہتمام بنایا ہوا یہ عظیم پرچم بمبئی بھنڈی بازار چوک پر لگایا گیا تھا۔ اس حسین اور ایمان افروز پرچم میں تصورات مفتئ اعظم کے اشعار کی جاذب نظر تصویروں سے توضیح کی گئی تھی۔

## تصورات مفتی اعظم

یہ مدعا مجھے مرے حضرت رضا ملے — اس در جب چلوں در خواجہ شہا ملے
یہ آرزوئے دل مرے خواجہ پیا ملے — اجمیر سے چلوں در غوث الوریٰ ملے
میری مراد یہ مرے غوث الوریٰ ملے — بغداد سے چلوں در مصطفےٰ ملے
طیبہ کے بعد حاضری کعبہ کی ہو نصیب — سرکار کے کرم سے رضائے خدا ملے
جس در پہ جائیں ہم ترے محبوب کے غلام — یارب یہاں وہاں تری ہر جا رضا ملے
آزاد ہو یہ ارض مقدس بھی جلد تر — یہ مدعا بھی اے مرے رب العلیٰ ملے

سادات پیر بغدادی سے ملاقات کے بعد بذریعہ کار کریم نگر تشریف لائیں گے۔ یہاں دو روزہ اولیاء کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے۔ پھر ۲۲ جنوری کی صبح نظام آباد تشریف لائیں گے اور آل انڈیا تنظیمی کانفرنس کی سرپرستی فرمائیں گے۔

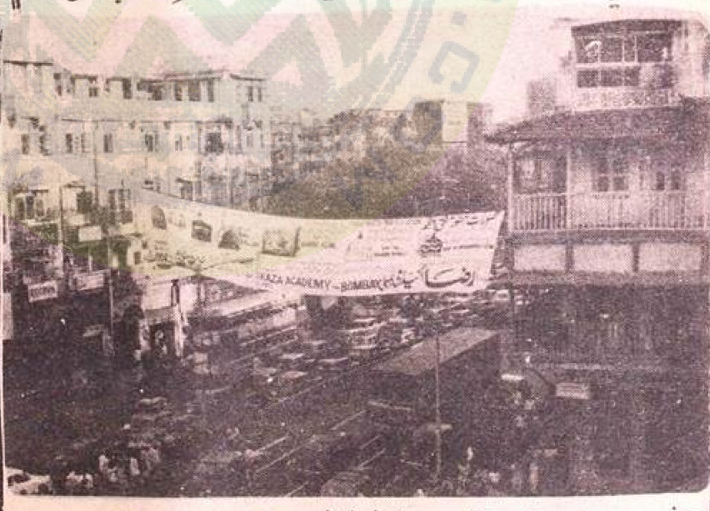
اس کانفرنس میں الجامعۃ الرضویہ انوار العلوم کی تعمیر و ترقی کی منصوبہ سازی بھی ہوگی۔

ان پروگراموں کی تمام تر تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں۔

المعلن:
محمد ابوالحسن علی رضوی
مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ
لنگم پیٹھ ضلع نظام آباد



آستانۂ غریب نواز کا بلند دروازہ




جشن ولادت کے مبارک موقع پر رضا اکیڈمی بمبئی کے زیر اہتمام بنایا ہوا عظیم پرچم

# مجاہد سنیت صوفی عبدالجبار صاحب قادری کی رحلت

کانپور کی مشہور و معروف شخصیت الحاج عبدالجبار صاحب قادری رضوی جیلانی کا دس دسمبر ۱۹۸۹ء اتوار شام سات بج کر ۲۰ منٹ پر انتقال ہوگیا۔ موصوف بڑے مجاہد آدمی تھے۔ پوری زندگی اسلام و سنیت کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے مرید و خلیفہ تھے۔

راقم الحروف سے ۱۹۵۸ء میں جان پہچان ہوئی اس وقت سے ـــــ لیکر وصال تک گہری دوستی رہی۔ اتوار ۱۰ر دسمبر کو مسجد گلاب گھوسی سے بعد نماز فجر انتقال کی خبر نشر ہوئی۔ صوفی صاحب مرحوم تکیہ اکبر شاہ کی مسجد کے امام و خطیب تھے۔ اور اس مسجد کی تعمیر نو کرائی اور لاکھوں کی پراپرٹی مسجد کی بنوا کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ کانپور کے عوام ان کی خدمات دینی کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ وہابیت و دیوبندیت کے لیے کھلی ہوئی تلوار تھے۔ وہابی ان کا نام سنتے ہی کانپ اُٹھتا تھا۔

برف خانہ چمن گنج کی مسجد کو دیوبندیوں سے خالی کرانے میں نمایاں حصہ لیا۔ جیل بھی گئے۔ لیکن وہابیت کے قلعہ کو توڑ کر جھنڈا لہرا دیا۔

بریلی شریف میں عرس حامدی کے موقع پر ہونے والے جشن دستار فضیلت میں فارغ ہونے والے طلباء کے لیے جبّوں کا انتظام آپ ہی فرماتے تھے اور برسوں سے یہ خدمت انجام دے رہے تھے۔ اس سال انتظام کے دوران ہی داعی اجل کو لبیک کہا۔

صوفی صاحب مرحوم کا انتقال ان کے وطن فتح پور میں ہوا اور وہیں اپنے برادر اصغر عبدالغفار قادری مرحوم کے برابر دفن کیے گئے۔ راقم الحروف نے مرحوم کے غسل شریف میں حصہ لیا۔ نماز جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل کیا اور



قبر شریف میں بھی اُتارا اسی طرح تیس سال کی دوستی کا حق ادا کرنے کی کوشش کی۔ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے دعا ہے کہ مالک بے نیاز اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل صوفی عبدالجبار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ خصوصاً ان کی والدہ اور اہلیہ کو

(نوٹ) صوفی صاحب مرحوم کا فاتحہ چہلم جیلانی کتب خانہ نالہ روڈ کانپور میں ۲۱ر جنوری بروز اتوار کو ہوگا بعد نماز فجر قرآن خوانی کے بعدہٗ تقاریر علمائے کرام ۱۲½ بجے قل شریف ہوگا۔

غمزدہ: سعید جیلانی

# عُرس مبارک

مُحِبِّ خواجہ باعقیدت کیشے حصل اللہ مرادکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز کے عرس مبارک کی تقاریب حسب معمول یکم رجب المرجب مطابق انگریزی تاریخ ۲۵ر جنوری تا ۲ر فروری اجمیر شریف میں نہایت شان و شوکت ـــــ کے ساتھ انعقاد پذیر ہوں گے جنتی دروازہ مسلسل چھ روز تک کھلے گا۔

اگر جناب یا جناب کے عزیز و

احباب حاضرِ آستانہ کا ارادہ رکھتے ہوں تو روانگی سے قبل بذریعہ خط یا تار دعاگو کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ قیام وغیرہ کے لیے ہر ممکن آسائش کی جاسکے، اگر کسی وجہ سے حاضرِ آستانہ نہ ہوسکیں تو حسبِ توفیق عرس مبارک کی سالانہ فاتحہ میں نذر و نیاز بذریعہ منی آرڈر برٹش پوسٹل آرڈر، بینک ڈرافٹ چیک وغیرہ دعاگو کے پتہ پر روانہ فرماکر گھر بیٹھے عرس شریف کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوں۔

بعد عرس مبارک تبرکات روانہ کیے جائیں گے۔ لہٰذا اپنا پتہ صاف اور خوشخط تحریر فرمائیں تاکہ پتے میں کسی قسم کی غلطی نہ ہو۔

مولوی سید احمد علی رضوی
گدی نشین خلیفہ مفتی
اعظم ہند۔ رضوی گلی
درگاہ شریف اجمیر

## سنی ریلیف کمیٹی بمبئی کی مخلصانہ اپیل

آل انڈیا تبلیغ سیرت کے ایک سروے رپورٹ کے مطابق ــــ صوبہ بہار کے شہر بھاگلپور سہسرام، سیتامڑھی وغیرہ میں مسلمانوں کی جانی مالی تباہی آتش زنی، لوٹ مار، مسجدوں کی شہادت مزارات اولیاء کا توڑ پھوڑ یہ آزادی کے بعد اپنی نوعیت کا ہندوستان میں سب سے بھیانک فساد ہے۔

جس میں ہزاروں انسانوں کا قتل عام ہوا۔ جس میں خود پولیس فسادیوں اور خون آشام بلوائیوں میں جس انداز میں شریک ہوئی۔ برصغیر ہند کی تاریخ میں اس طرح کے فساد کی کوئی دوسری مثال نہیں۔ صرف سیتامڑھی سے سون برسا۔ تھانے کے مواضعات فتح پور، مہولیا، کھوتھی وغیرہ، پانچ گاؤں کے تقریباً آٹھ سو مکانات خالص مسلمانوں کے فرقہ پرستوں نے جلاکر راکھ کردیا جہاں پر مسلمانوں کے پاس ایک تنکا بھی نہیں بچا۔ اور وہاں پولیس کی گولیوں سے سولہ ١٦ مسلمان شہید ہوئے۔ یہ تباہی و بربادی صرف سیتامڑھی کی ہے اور بھاگلپور کی تباہی و بربادی اور قتل و غارت گری کا اندازہ لگانا تو بہت دشوار ہے۔ جہاں اب تک ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ اور بھاگلپور میں پولیس نے ظلم و بربریت میں رسوائے زمانہ انگریز کے ظلم و بربریت کے حادثہ جلیانوالہ باغ کو بھی بہت پیچھے چھوڑ دیا ایسے ایسے لرزہ خیز واقعات وہاں پر گزرے ہیں جس سے انسانیت کانپ اٹھتی ہے۔ اور بہار کی پولس دستے بی۔ ایم۔ پی نے تو درندوں کو بھی شرما دیا ہے۔ ایسے عالم میں سنی مسلمانوں کی مذہبی تنظیم آل انڈیا تبلیغ سیرت کے زیرِ اہتمام "سنی ریلیف کمیٹی" تمام دردمند مسلمانوں اور اہلِ خیر لوگوں سے پُرخلوص اپیل کرتی ہے کہ ان اُجڑے مظلوموں کو آباد کرنے کے لیے کے لیے اور ان لٹے ہوئے انسانوں کو جو کیمپ میں نہایت کسمپرسی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ انہیں سامانِ راحت پہنچانے لیے آپ آل انڈیا تبلیغ سیرت کی ذیلی تنظیم سنی ریلیف کمیٹی کے نام چیک یا ڈرافٹ بھیجکر اپنے مجبور بھائیوں کی مدد کریں۔

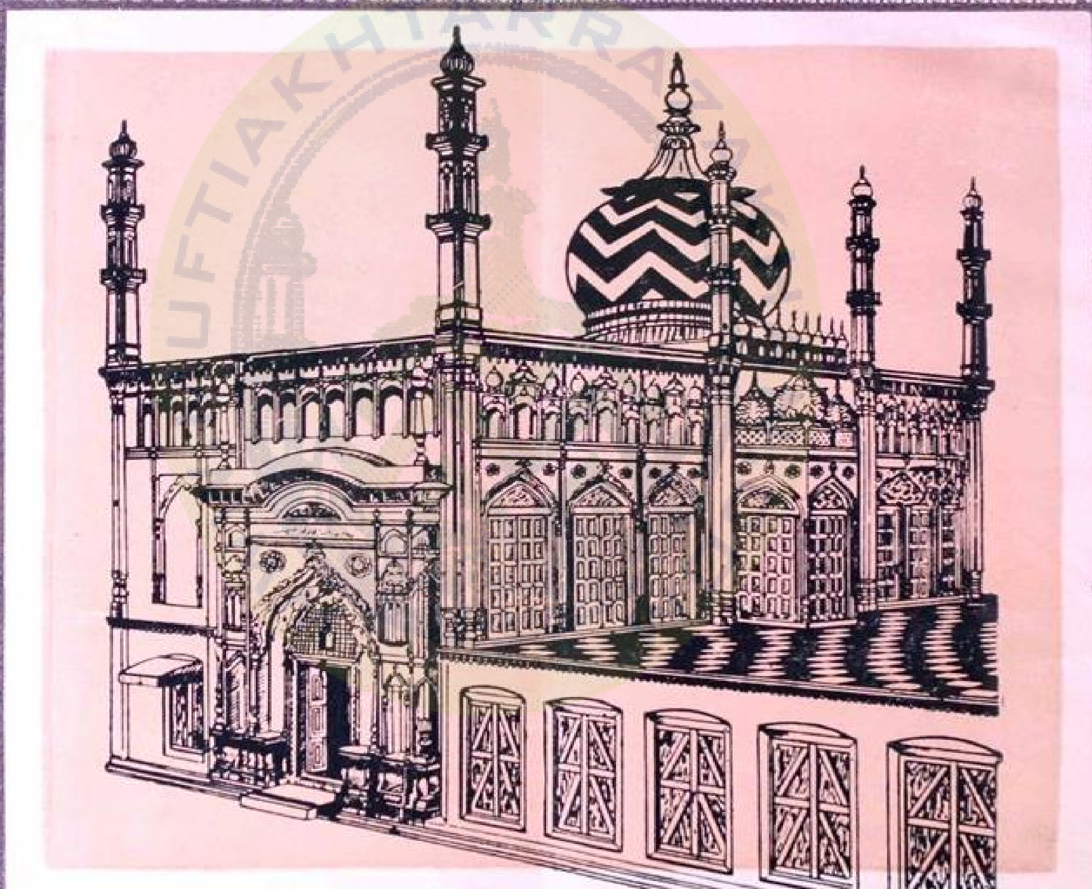
(نوٹ) چیک یا ڈرافٹ سنی ریلیف کمیٹی کے نام بناکر

مرکزی دفتر:
آل انڈیا تبلیغ سیرت حبیب منزل ڈمٹمکر روڈ بمبئی ۸ کے پتہ پر روانہ کریں۔

محمد وارث جمال
صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت
بمبئی



# ماہنامہ سنی دنیا



88

ونگراں:

مدیر:

بیادگار: حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ

بطفیل عاطفت حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ


# ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف


جلد نمبر ۷ ——— شمارہ نمبر ۸۸

ماہ فروری ۱۹۹۰ء مطابق رجب المرجب ۱۴۱۰ھ


ایڈیٹر: عبد النعیم عزیزی


مقام اشاعت: - ۸۲ سوداگران، رضا نگر بریلی شریف

مطبوعہ: - سائمہ آفسیٹ پریس خواجہ قطب بریلی شریف

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ

۸۲ سوداگران رضا نگر، پوسٹ بکس ۲۳۵

بریلی شریف



شرح خریداری

قیمت فی شمارہ ـــ ۵/=

سالانہ ــــــ ۵۰/=

غیر ممالک سے ـــ ۲۲۰/=

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر بی آر ۱۵۷

رجسٹریشن نمبر

REGD NO 117 (82)

VOL 3

فون نمبر: ۷۲۱۶۶




اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ آپ کا زرِ تعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم آئندہ کے لیے زرِ تعاون ارسال فرمائیں۔

(مینیجر)

# بابِ سُخن

عبد النعیم عزیزی

مسلمان — ہند کے ہوں یا پاک و بنگلہ دیش کے — مسلمانوں والے ملک کے ہوں یا دیگر ممالک کے۔ سب پر انگریزیت و مغربیت کا تسلط ایسا قائم ہے کہ الامان والحفیظ۔ مسلمانانِ ہندوستان۔ دیگر ممالک کے مسلمانوں سے عقائد و اعمال میں غنیمت سمجھے جاتے ہیں اور ہیں بھی۔ مگر مختلف سماجی امور اور تہذیبی معاملوں میں وہ بھی کلچر فرنگ اور تہذیب مغرب کے دھارے میں بہہ جاتے ہیں۔

آج بھی اکثر لوگ یکم اپریل کو یوم احمق یا (FOOL DAY) مناتے ہیں اور سال گذشتہ اس لعنت میں کچھ مولوی حضرات بھی گرفتار پائے گئے۔ اور ایک خطیب و عالم کے انتقال کی خبر عام کر دی۔ استفسار کرنے پر پتہ چلا کہ ان بڑے لوگوں نے یکم اپریل یا (April fool ڈے) منایا تھا۔ اسی طرح لوگ ۳۱ دسمبر کو ۱۲ بجے رات کے بعد سال نو کی آمد کی خوشی اور اس کا جشن مناتے ہیں اور مبارکباد کے کارڈ بھیجتے ہیں۔ احباب اور مختلف اداروں کو حتی کہ مولوی صاحبان اور دینی اداروں کو بھی اس کی مبارکباد دیتے ہیں۔ افسوس انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اسلامی سال محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے۔

اگر سال نو کی مبارکباد دینی ہی ہے تو اس موقع پر دیں۔ کچھ لوگ البتہ ۱۲ ربیع الاول شریف کے موقع پر مبارکباد کے کارڈ چھپوا کر تقسیم کرتے ہیں۔ یہ بات واقعی قابل مبارکباد ہے۔

اس وقت جماعت اہلسنت کے کئی ماہنامے نکل رہے ہیں۔ جہاں تک فقیر کو علم ہے تین پرچے ہندی میں بھی نکل رہے ہیں اور غالباً تین گجراتی میں۔ استقامت کا انگریزی ڈائجسٹ بھی نکل رہا ہے۔ اس ڈائجسٹ کے بارے میں ابھی پورے طور سے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ہر ماہ نکل رہا ہے یا دو ماہ میں۔ بہر حال یہ جماعت کی اشاعتی سرگرمیوں کو ظاہر کر رہا ہے اور اس سے خوشی بھی ہوتی ہے۔ البتہ ہمارے اپنے لوگ ۵/- یا ۶/- ہر ماہ خرچ کر کے رسالے

نہیں خرید پاتے۔ اس کا بڑا دکھ ہوتا ہے۔ آخر ادارے پرچے نکالیں تو کیسے۔ اپنا خرچہ نہ آئے تو غریب مدیر یا کوئی ادارہ پرچہ کیسے نکالے گا۔ لوگوں کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اور جو لوگ خوشحال ہیں اگر اردو سے ناواقف بھی ہیں تو کم از کم تعاون کے طور پر یہ سوچ کر کہ رسالہ گھر میں رہے گا۔ تو برکت بھی ہوگی۔ یا کل کو کوئی بچہ بھی اسے پڑھ کر فائدہ اٹھائے گا۔ رسالہ منگا لیا کریں تو کیا کہنا۔

ماھنامہ سُنّی دُنیا کا

# مُفتیٔ اعظم نمبر

سرکار مُفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کے

جشن صد سالہ کے مقدس موقع پر

صفحات: ۳۲۰/۴۰۰

- ہند و پاک و دیگر ممالک کے نامور قلمکاروں صحافیوں اور دانشوروں کے پُر مغز مقالات و مضامین (سیدی مفتی اعظم کے حیات اور کارناموں پر) کے ساتھ۔ رنگین ٹائٹل۔
- قلمکار حضرات سے مقالات و مضامین کی بھی درخواست ہے۔ جلد روانہ فرمائیں۔

قیمت فی پرچہ ... ۳۰/۰۰ ــ ۴۰

- ممبران ماہنامہ سے فی کاپی ... ۲۵/۰۰ ــ ۳۵ ــ صفحات اور قیمت کا فائنل اعلان مارچ و اپریل کے شمارے میں کیا جائے گا۔
- تاجران کتب کو خصوصی رعایت دی جائے گی۔ رابطہ قائم کریں۔ اشتہارات (تصویر و شرعی گرفت سے پاک) بھی لیے جائیں گے۔ شرح اشتہارات کے لیے رابطہ قائم کریں۔

پتہ:- **مینجر ماھنامہ ”سُنّی دنیا“ سوداگران بریلی شریف**

# کلامِ امام

## اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ والرضوان

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

بڑھا یہ سلسلہ رحمت کا دور زلف والا میں
تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

صف ماتم اُٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہگارو چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

سکھایا ہے یہ کس گستاخ نے آئینہ کو یارب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کرکے حیرت کا

ادھر اُمت کی حسرت پر اُدھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردشِ چشمِ شفاعت کا

بڑھیں اس درجہ موجیں کثرتِ افضال والا کی
کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

خمِ زلفِ نبی ساجد ہے محرابِ دو ابرو میں
کہ یارب تو ہی والی ہے سیہ کارانِ اُمت کا

مدد اے جوششِ گریہ بہادے کوہ اور صحرا
نظر آجائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

ہوئے کمخوابیٔ ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی
تصور خوب باندھا آنکھوں نے استارِ تربت کا

یقیں ہے وقتِ جلوہ لغزشیں پائے نگہ پاتے
ملے جوشِ صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

یہاں چھڑکا نمک واں مرہمِ کافور ہاتھ آیا
دلِ زخمی نمک پروردہ ہے کسکی ملاحت کا

الٰہی منتظر ہوں وہ خرامِ ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخوابِ بصارت کا

رضائے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن اُنکی رحمت کا

# ضیائے قرآن

عبادت کی شرط یہ ہے کہ بندگی کرنے والا معبود کو الٰہ اور اپنے کو اس کا بندہ سمجھے۔ یہ سمجھ کر تعظیم بھی اُس کی کرے گا۔ عبادت ہوگی اگر اسے الٰہ نہیں سمجھتا بلکہ نبیؐ، ولی، باپ، ماں، استاد، پیر، حاکم، بادشاہ سمجھ کر تعظیم کرے تو اس کا نام اطاعت ہوگا۔ توقیر، تعظیم، تعمیل ہوگا۔ عبادت ہوگا۔ غرضیکہ اطاعت وتعظیم تو اللہ تعالیٰ اور بندوں سب کی ہوسکتی ہے۔ لیکن عبادت اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کی ہی ہوسکتی ہے۔ بندے کی نہیں۔

اگر بندے کی عبادت کی تو شرک ہوگیا۔ اور اگر بندے کی تعظیم کی تو جیسا بندہ ولیسا اس کی تعظیم کا حکم۔ کوئی تعظیم کفر ہے جیسے گنہگار، جمنا، ہولی دیوالی کی تعظیم کوئی تعظیم ایمان ہے۔ جیسے پیغمبر کی تعظیم۔ کوئی تعظیم ثواب ہے۔ کوئی گناہ۔

اسی لیے قرآن کریم میں عبادت کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ یا رب یا الٰہ کا ذکر ہے اور اطاعت وتعظیم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا بھی ذکر ہے۔ اور نبی کا بھی، ماں باپ کا بھی حاکم کا بھی۔



اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۔ آپ کے رب نے فیصلہ فرمادیا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔

۲۔ نہیں کہا تھا میں نے اس سے مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے

۳۔ اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔

۴۔ ہم عبادت کریں گے آپ کے الٰہ کی اور آپ کے باپ اور داداؤں ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحاق کے الٰہ کی۔ علیہم السلام

۵۔ فرمادا اے کافرو جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ ان کی پوجا میں نہیں کرتا۔

# بہارِ حدیث

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت پر ایک وقت ضرور ایسا آئے گا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے کھلم کھلا اپنی ماں سے بُرا کام کیا ہو گا۔ تو میری امت میں ضرور کوئی ہو گا جو ایسا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل ۷۲ مذہبوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت ۷۳ مذہبوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی سب مذہب والے جہنمی ہوں گے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ یعنی ان کی پہچان کیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ لوگ اسی مذہب پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ (ترمذی)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سمجھانے کے لیے ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر فرمایا۔ یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر اسی لکیر کے دائیں بائیں اور چند لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ یہ بھی راستے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک راستے پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضور علیہ السلام نے پارہ نمبر ۸، رکوع ۷، کی آیت پڑھی جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس راہ سے الگ کر دیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابراہیم ابن میسرا رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس نے کسی بد مذہب کی عزت کی تو اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی (مشکوٰۃ)

# بَابُ الاستفتاء

حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام مسائل ذیل کے بارے ہیں۔

۱۔ کثیر تعداد میں مسلمان بھائی ۵ سال ۶ سال، ۱۰ سال کے لیے بنک یا ڈاکخانہ میں رقم این۔ سی۔ ایس کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ کہتے ہیں کہ علماء سے دریافت کیا ہے کہ اصل رقم سے جو زائد رقم ملتی ہے وہ جائز ہے۔

۲۔ جن مسلمان بھائیوں نے نس بندی کرالی ہے۔ اُس کے جنازہ پڑھنے اور ان میں شامل ہونا از روئے شریعت کیسا ہے۔

۳۔ ہیڈروسیل کا آپریشن کرانا کیسا ہے۔ جبکہ اس کے مریض کو چلنے پھرنے اور نماز ادا کرنے میں تکلیف و پریشانی ہو رہی ہو۔

۴۔ ایک حافظ قرآن ہیں جو مدرسہ دیوبند سے فارغ ہوتے ہیں اور اپنے کو کہتے ہیں کہ اہل سنت ہوں پھر بھی دیوبندی عالم نذر محمد وغیرہ کو بلا کر قی الحال جس جگہ وہ حافظ خود درس دے رہے ہیں اور تقریر کراتے ہیں۔

۵۔ بنک یا ڈاکخانہ میں جو رقم حفاظت کے لیے رکھی جائے اور اس رقم سے جو فاضل رقم یعنی انٹرسٹ ملتا ہے اس رقم کو کیا کیا جائے اپنے مصارف میں لانا کیسا ہے

۶۔ ہمارے گاؤں کے اطراف میں جان بوجھ کر ہماری برادری کے لوگ دیوبندی اور وہابی کے یہاں لڑکا لڑکی کی شادی کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا رشتہ برادری رکھنا کیسا ہے۔

۷۔ چرم قربانی کی رقم سے عیدگاہ تعمیر کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ یہاں کے لوگوں میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ نہیں اور کوئی کہتا ہے ہاں۔

۸۔ ایک صاحب اپنے آپ کو مستانہ بابا مشہور کیے ہیں۔ مگر جہاں ناچ رنگ ہوتا ہے۔ پہلا قدم ان کا ہوتا ہے اور درمیان ناچ رنگ کے غلط یا صحیح نماز بھی پڑھنے لگتے ہیں۔

۹۔ میں آپ کا نالائق مرید خود ہیڈروسیل کا مریض ہوں۔ نماز میں کھڑا ہونا دشوار ہوتا ہے اور چلنے پھرنے میں پریشانی ہوتی آپریشن کے بارے میں ازروئے شریعت حکم صادر فرمائیں۔

المستفتی: بشیر احمد قادری
ضلع بستی (یو۔ پی)

**الجواب : ۷۸۶/۹۲**

۱۔ وہ منافع جائز و مباح ہے لے سکتے ہیں اور تفصیل کے لیے رسالہ بینک ڈاکخانہ کے منافع کا شرعی حکم شرعی ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ وہ توبہ کریں بعد توبہ صحیحہ ان پر الزام نہ رہے اور اگر بے توبہ مر گئے۔ جب بھی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے کہ ہر نیک و بد مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم حدیث میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ کرا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۔ وہ دیوبندی ہے اور اپنے کو اہلسنت کہکر عوام کو بہکاتا ہے۔ اس سے بچنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ وہ جائز مباح ہے۔ ہر جائز کام میں صرف کر سکتے ہیں وہ سود نہیں ہے۔ نہ اس پر سود کے احکام جاری ہونگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۔ دیوبندیوں وہابیوں سے شادی بیاہ کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث میں بد مذہبوں سے شادی بیاہ کو منع کیا گیا ہے اور یہ کہ بالعموم بد مذہبی کی سرحد پار کر کے کفر و ارتداد کی حد میں داخل ہیں اور مرتد و مرتدہ سے کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

لا یجوز للمرتد ان ینکح مسلمۃ او کافرۃ او مرتدۃ وکذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ احد کذا فی المبسوط۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۔ ایسے لوگوں سے دور رہنا لازم ہے۔ ناچ گانا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ جو شریعت مطہرہ کا متبع نہ ہو وہ بزرگ نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸۔ کرا لیں، مولیٰ تعالیٰ شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قوم نے برادری کی ایک کمیٹی بنائی اور اس میں انھوں نے برادری کے کچھ قانون و ضوابط بنائے۔ جس میں انھوں نے یہ بھی قانون بنایا کہ جو شخص دوسری شادی کرے گا۔ اس پر ایک روپیہ سے لے کر ایک لاکھ روپیہ تک کا جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔ برائے کرم شرع کی رو سے فتویٰ دینے کی زحمت فرمائیں کہ اس سلسلہ میں شرع کیا حکم دیتا ہے۔ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ یہ قانون بنانے والوں اور اس قانون کے ماننے والوں کو شرع کیا حکم دیتا ہے۔

المستفتی: انعام اللہ ولد سلیم اللہ بازار سرائے خام بریلی

**الجواب ۷۸۶/۹۲**: صورت مسئولہ میں کمیٹی کا مذکورہ قانون غلط و باطل ہے۔ شرعاً ایک مرد بیک وقت چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ سب کے حقوق ادا کرے۔ نہیں ادا کرے گا تو گنہگار ہوگا اور مالی جرمانہ لینا ناجائز و حرام ہے التعزیر بالمال منسوخ لہٰذا کمیٹی کا یہ بھی قانون غلط ہے۔ لہٰذا کمیٹی والے اس سے رجوع و توبہ کریں۔ جن لوگوں نے اسے بنایا اور جن لوگوں نے اسے تسلیم کیا اور عمل کیا۔ سب پر توبہ لازم ہے توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے محلہ (شہر بمبئی) میں بنام مسلم کچھی کھتری جماعت (قبیلہ) ہے اس جماعت میں ایک قانون ہے کہ اگر اس جماعت کے لڑکے نے غیر مسلم لڑکی کو داخل اسلام کر کے اس سے نکاح (شادی)

کی اور اس سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اس کو یہ جماعت برادری کے تمام حقوق سے محروم کرتی ہے اور اس کو کٹنے (نام بد) کہکر مخاطب کرتی ہے۔

۱۔ آیا یہ قانون شریعت مطہرہ کے موافق ہے۔

۲۔ اپنی ہی اولاد کو کٹنے (نام بد) کہنا جائز ہے۔

۳۔ یہ قانون چلانے والے شریعت مطہرہ کی نظر میں کیسے ہیں۔

۴۔ اس قانون پر عمل کرنے کے لیے بے تاب اس جماعت کے ممبروں کے لیے شریعت کیا حکم دیتی ہے۔

۵۔ اس قانون سے جو جماعت نے قبیلہ۔ کنبہ) سے باہر کر دیئے گئے ہیں ان کو کیا کرنا چاہیے۔

۶۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ان کی والدہ جماعت کی ہی ہونا چاہیے۔ برائے مہربانی صحیح اور مدلل جواب دیں۔ اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے۔

المستفتی: ۸۲۔ ذکریا مسجد اسٹریٹ الیٹ فلور بمبئی ۹

**الجواب** ۷۸۶: نومسلم سے نکاح جائز ہے۔ اس سے پیدا شدہ اولاد بھی تمام حقوق برادری سے محروم کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ ان لوگوں پر اس سے توبہ لازم ہے اور یہ اصول سراسر اسلام کے خلاف ہے۔ وہ لوگ اس اصول کو توڑ دیں اور توبہ کریں۔ واللہ تعالی اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ بکر اور زید دونوں بھائی ہیں اور بکر کہتا ہے وہابی کی لڑکی سے نکاح کرنا درست ہے اور وہ مسلمان ہے اور زید کا کہنا ہے کہ وہابی کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے اور وہ مسلمان نہیں ہے۔ قرآن و حدیث سے دلیل دینے کی زحمت فرمائیں۔

۲۔ وہابی کی لڑکی سے نکاح جائز ہونے کے لیے کوئی راستہ ہے۔ اس کو بھی قرآن وحدیث سے مدلل تحریر کریں۔

المستفتی: محمد
پلاٹ نمبر ۱ عثمانی مارکیٹ بمبئی ۲

**الجواب** ۷۸۶/۹۲

وہابی کی لڑکی سے نکاح کرنا منع ہے کہ ان سے اختلاط رکھنا پڑے گا اور وہابی سے میل جول ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے۔

لا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم الحدیث

ان کے ساتھ مت کھاؤ پیو، ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔ پھر اگر وہ لڑکی بھی وہابیہ کے عقائد کفریہ رکھتی ہے تو وہ مرتدہ ہے اور مرتدہ سے کسی کا نکاح جائز نہیں فتاوی عالمگیری میں ہے:۔

لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط

اور اگر وہ وہابیہ عقائد نہیں رکھتی ہے۔ صرف بدمذہبی میں ان کی شریک ہے جب بھی مناسب نہیں کہ بدمذہبوں سے میل جول منع ہے اور ان کی صحبت کا اندیشہ ہے۔ اور وہ سنیہ ہے تو اس سے نکاح جائز ہے۔ مگر اس کے گھر والوں سے میل جول ناجائز ہے واللہ تعالی اعلم۔

۲۔ وہ سنیہ ہو یا وہابیہ، وہابیت سے توبہ کرے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے تو نکاح جائز ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم۔

اور وہابی کو دانستہ مسلمان کہنا کفر ہے۔ جس سے توبہ تجدید ایمان لازم ہے اور تجدید نکاح بھی فرض ہے۔ جبکہ شادی شدہ ہو واللہ تعالی اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں۔

۱۔ گھڑی کے اسٹیل، سونا، چاندی

کی زنجیر یا اور دھات کی زنجیر ہو
تو نماز کی حالت میں مرد پہن
کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں
اس کا کیا حکم ہے۔
۲۔ اقامت کے وقت میں
امام و مقتدی کھڑے ہو جاتے
ہیں شروع ہی سے حی علی
الفلاح سے پہلے تو کب کھڑے
ہونے کا حکم ہے۔
۳۔ داڑھی کیچ کراتے والا،
حد شرع سے کم رکھنے والا قوم
کا امام ہو سکتا ہے یا نہیں شرع
میں ایسے امام کے بارے
میں کیا حکم ہے اور داڑھی
شریعت کے مطابق کتنی ہونی
چاہیے۔
۴۔ نماز میں سجدے کے
حالت میں امام کا بایاں پاؤں
کا انگوٹھا کا پیٹ زمین سے
نہیں لگتا بلکہ اٹھا رہتا ہے
تو ایسی حالت میں نماز ہو جائیگی
یا نہیں۔
۵۔ تکبر اقامت کہتے ہوئے
کبھی پیچھے دیکھتا ہے اور کبھی
دائیں بائیں دیکھتا اور اقامت
کہنے والا داڑھی منڈا ہے
کیا حکم ہے۔
۶۔ پنجوقتہ اذان مسجد کے
اندر دلانا کیسا ہے اور جمعہ کے
دن اذان ثانی بھی مسجد کے
اندر ہوتی ہے اور وہ بھی منبر
کے قریب میں خطیب کے
سامنے تو اس کا کیا حکم ہے۔
۷۔ بغیر وضو کے فجر کی اذان
دینا جائز ہے یا نہیں۔
۸۔ پان زردہ کا کھا کر قرآن
حکیم کی تلاوت کرنا، درود
شریف کا ورد کرنا۔ میلاد میں
نعتیں پڑھنا تقریر کرنا کیسا ہے
جواب سے جلدی نوازیں عین
نوازش ہوگی۔
المستفتی: محمد عرفان شیرانی
چورو۔ راجستھان

## الجواب ۷۸۶/۹۲

کسی بھی دھات کی چین
کا استعمال جائز نہیں۔ اور ایسے
امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی
واجب الاعادہ کہ پڑھنی گناہ
اور پھیرنی واجب ہے۔ یہی
ہمارے حضور مفتی اعظم ہند
نور اللہ مرقدہ' کا فتویٰ ہے
واللہ تعالیٰ اعلم۔
۲۔ تکبیر کھڑے ہو کر سننا
مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ علما
حکم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد
میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے
وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ
رہے بلکہ بیٹھ جاتے۔ یہاں
تک کہ مکبر حی علی الفلاح تک
پہنچے اسوقت کھڑا ہو۔ وقایہ
میں ہے۔
یقوم الامام والقوم
عند حی علی الصلاۃ

یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا

ویشرع عند قد
قامت الصلاۃ محیط
ہندیہ میں ہے۔
یقوم الامام والقوم
اذا قال المؤذن حی
علی الفلاح عند علمائنا
الثلثۃ ھو الصحیح
جامع المضمرات و عالمگیریہ
درمختار میں ہے
اذا دخل الرجل
عند الاقامۃ یکرہ
الانتظار قائما
ولکن یقعد ثم یقوم
اذا بلغ المؤذن قولہ
حی علی الفلاح
لہٰذا جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے

اس وقت کھڑا ہوتا شروع کرے اور جب حیّ علی الفلاح پر پہنچ جاتے تو پورا سیدھا کھڑا ہو جاتے تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ داڑھی بقدر یک مشت رکھنا واجب اور اس سے کم کرانا یا منڈانا ناجائز و حرام و گناہ ہے۔ اور ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اور نہ ایسے کو امام بنانا صحیح ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ دونوں پیروں کی سب انگلیوں کے پیٹ زمین میں لگنا سنت ہے۔ اور اکثر کا لگنا واجب ہے اور ایک کا لگنا فرض ہے۔ لہٰذا اگر اکثر انگلیوں کا پیٹ نہیں لگا تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اور اگر ایک کا بھی پیٹ نہیں لگا تو نماز ہی نہ ہوگی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ دوبارہ پڑھنا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ دائیں بائیں کے دیکھنے کا حکم ہے پیچھے دیکھنے کا نہیں ہے اور نہ فاسق معلن سے اقامت کہلوائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۔ پنجوقتہ اذان اور اذان ثانی جمعہ خارج مسجد احاطہ مسجد میں دینا سنت ہے اور مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے و خلاف سنت ہے۔ فقہ کے معتمد کتابوں میں ہے۔

لا یؤذن فی المسجد

فتح القدیر میں قالوا

لا یؤذن فی المسجد

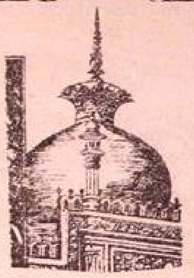
مسجد میں اذان دینے کو منع فرمایا ہے۔ الفیا باب الجمعہ ص ۱۴۱

ھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراہیۃ الاذان فی داخلہ

جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الٰہی ہے۔ مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لیے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے۔ لہٰذا مسجد سے باہر احاطہ مسجد میں اذان دیں اور جمعہ کی اذان ثانی بھی خارج مسجد احاطہ مسجد میں امام کے روبرو دیں کہ یہی سنت ہے اور اس کا خلاف خلاف سنت وہ مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۔ بلا وضو اذان دینا مکروہ ہے اور اذان ہو جائے گی واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸۔ منھ صاف کر کے تلاوت وغیرہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



بعد از سلام کے خدمت عالی میں عرض یہ ہے کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاجی محمد بخش کی بیوی مرحوم نے ایک مکان پختہ چھوڑا حاجی محمد بخش اس وقت حیات تھے اور پانچ لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی۔ ان حصہ داران کی رقم از روئے شریعت تحریر فرمائی جائے عین نوازش ہوگی۔ یہ مکان ان کی بیوی کے نام تھا۔

المستفتی: حافظ مختار الدین

الجواب ۷۸۶:

تقدیم ما تقدم وادائے دیون وعدم مانع ارث وورثت کل ترکہ زوجہ محمد بخش چوالیس سہام پر بٹ کر گیارہ سہام محمد بخش کو اور چھ چھ سہام ہر ایک لڑکے کو اور تین سہام لڑکی کو ملیں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاجی محمد بخش مرحوم نے مکان

اور ایک قطعہ زمین چھوڑی ہے لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی ہے ان حصہ داران کی رقم از روئے شریعت تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: حافظ ممتاز الدین

## الجواب ۷۸۶

بعد تقدیم ما تقدم و ادائے دیون وغیرھا و عدم موانع ارث و وارث آخر کل ترکہ حاجی محمد بخش ۹ سہام پر بٹ کر ۲، ۲ سہام ہر ایک لڑکے کو اور ایک سہام لڑکی کو ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں۔

۱۔ دیوبندی کہتا ہے کہ مزار پر چادر چڑھانے کا کیا ثبوت ہے اور مزار کی چادر کو سنیوں لے چومتے ہیں۔ سب سے پہلے چادر کس نے چڑھائی تھی۔

۲۔ امام صاحب قوالی سنتے ہیں۔ پھر ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اور نابالغ سے اذان پڑھواتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: محمد عارف

موضع ـــ کلاں ضلع شاہجہانپور

**الجواب:** قبور اولیائے کرام قدسنا اللہ باسرارہم پر چادر بقصد تبرک ڈالنا مستحسن ہے ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین۔ اور اس کی وجہ سے عام زائرین کی نگاہ میں صاحب قبر کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ شامی جلد پنجم کتاب الکراہیۃ باب اللبس میں ہے۔

قال فی فتاوی الحجۃ وتکرہ الستور علی القبور ولکن نحن نقول الان اذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ لا یحتقروا صاحب القبر بل جلب الخشوع والادب للغافلین والزائرین فھو جائز لان الاعمال بالنیات

شامی کی اس عبارت نے فیصلہ کر دیا کہ جو جائز کام اولیاء اللہ کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے ہو وہ جائز ہے۔ اور چادر کی اصل یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے زمانۂ اقدس میں بھی کعبۂ معظمہ پر غلاف تھا۔ اس کو منع نہ فرمایا۔ صدیوں سے حضور علیہ السلام کے روضۂ پاک پر غلاف تھا۔ آج تک کسی نے اس کو منع نہ کیا۔ ان پر غلاف کیوں چڑھائے۔ ان چیزوں کی عظمت کے لیے احترام اولیائے کرام کے لیے ان کی قبور پر چادر وغیرہ ڈالنا مستحب ہے۔ تفسیر روح البیان سورۂ توبہ

انما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ فبناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علی قبورھم امر جائز اذا کان القصد ھذا التعظیم فی اعین العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب ھذا القبر

علماء اولیاء اور صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا اور ان پر غلاف و عمامہ اور کپڑے چڑھانا جائز کام ہیں جبکہ اس سے مقصود ہو کہ عوام کی نگاہ میں ان کی عزت ہو اور لوگ ان کو حقیر نہ جانیں۔ اور بوسۂ قبر کو بعض نے جائز کہا ہے اور بعض نے مکروہ لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔ اور نہ چڑھانے کا ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ وہ ثبوت دے کہ کہاں منع لکھا ہے۔ اور تفصیل کے لیے جاء الحق وغیرہ ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ مزامیر کے ساتھ قوالی سننا حرام و ناجائز ہے اور ایسے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ امام پر توبہ لازم ہے بعد توبہ صحیحہ اس کے پیچھے نماز جائز، جبکہ اور کوئی

وجہ شرعی مانع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ نابالغ جو سمجھ والا ہے۔ اس کی اذان درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں۔

۱۔ زید کی شادی ہندہ سے ہوئی۔ تین بچے پیدا ہوئے دو لڑکے ایک لڑکی۔ اس کے بعد زید ہندہ کی چھوٹی بہن کو لیکر فرار ہو گیا۔ تلاش کیا گیا تو پتہ نہیں چلا۔ چھ ماہ کے بعد اپنے خاندان لکھنؤ سے خط آیا جس میں تحریر یہ تھی کہ ہندہ تم ایک ہفتہ کے بعد چلی آؤ ورنہ تمہارے لیے بھی طلاق ہے۔ ہندہ بتا رہی ہے کہ مجبوریاں تھیں۔ روپے پیسے نہیں تھے اور تین بچے ساتھ میں کس طرح لکھنؤ پہنچوں۔ آخر ہندہ نہیں پہنچی تو کیا طلاق واقع ہو گئی اور کتنی طلاق واقع ہو گئیں۔

۲۔ اور زید کا نکاح ہندہ کی چھوٹی بہن سے چھ ماہ بعد ہوا ہندہ کی چھوٹی بہن حالت حاملہ میں تھی۔ ایسی حالت میں کیا نکاح ہو جائے گا۔ اور جو بچہ قبل نکاح پیٹ میں تھا کیا وہ بچہ حلال ہوگا۔ اب کہنا یہ کہ ایسے شخصوں کے ساتھ اور اس کے رشتہ داروں کے ساتھ میل ملاپ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا کیسا ہے۔

المستفتی: خورشید
گھیر شیخ بریلی

**الجواب ۷۸۶:**
خط کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس نے یہ لکھا ہے کہ آٹھ دن کا ٹائم دے رہا ہوں اس کے بعد میں خورشیدہ اس خط کو طلاق سمجھو اس تحریر سے خورشیدہ پر طلاق واقع نہ ہوئی۔ مگر چونکہ اس نے خورشیدہ کی سگی بہن سے نکاح کیا تو وہ نکاح بھی نہ ہوا کہ دو سگی بہنوں سے نکاح حرام قطعی ہے اور سالی سے وطی کر لی تو اب بیوی سے بھی وطی حرام ہو گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً سالی سے علیحدہ ہو جائے۔ تا وقتیکہ سالی کو نہ چھوڑ دے اور اس کی عدت نہ گزر جائے۔ اب خورشیدہ سے قربت حرام ہے اور اگر ہندہ غیر شادی شدہ تھی تو وہ بچہ ولد الزنا ہے اور اس حرام سے جو لوگ راضی ہوں ان سے ضرور میل جول جائز نہیں ہے اور ہندہ و زید بہر حال دونوں سخت گنہ گار حرام کار ہیں۔ دونوں پر توبہ فرض ہے تا وقتیکہ علیحدہ ہو کر توبہ نہ کریں مسلمان ان سے ترک تعلق کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل مسائل میں۔

۱۔ وہ عوام جو مولانا عبدالرحیم جے پوری کے مرید ہیں جو تبلیغ وہابیہ کو مانتے ہیں اور مزارات اولیاء پر بھی جاتے ہیں۔ درود فاتحہ بھی پڑھتے ہیں۔ ان لوگوں کے یہاں شادی بیاہ میں شرکت کرنا۔ ان کے یہاں کھانا پینا۔ ان سے دوستانہ تعلقات رکھنا۔ باعتبار دنیوی کے شادی بیاہ میں لین دین کرنا (جس سے ماحول میں فساد نہ ہو) جائز ہے یا نہیں۔

۲۔ مذکورہ بالا لوگوں کو اپنے گھروں پر شادی بیاہ کے موقع پر دعوت دے کر بلانا کیسا ہے۔

۳۔ مذکورہ بالا لوگوں سے سلام کرنا کیسا ہے۔ ان کے سلام کا جواب دینا کیسا ہے۔

۴۔ مذکورہ لوگوں کو شریعت کی بولی میں کیا کہا جائے گا۔ مومن منافق، وہابی، گمراہ۔

۵۔ مذکورہ لوگوں کی گواہی چاند کے معاملے میں معتبر مانی جائے گی یا نہیں۔

۶۔ مذکورہ لوگوں کے علاوہ دیوبندی وہابی، تبلیغی جماعت کی گواہی عید

کے چاند میں لیتا گیا ہے۔

۷۔ سرکار اعلیحضرت نے فتاوی رضویہ شریف جلد ۴ ص۵۴۷ پر چاند دیکھنے سے متعلق جماعت کثیر کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ اگرچہ غلام ہوں یا کھلے فساق ہوں۔ اور آگے فرماتے ہیں۔ ایسی خبر مسلم وکافر سب کی مقبول ہے۔ یہاں فساق سے مراد کون ہیں۔ ؟ فاسق معلن یا اور کوئی اور مسلم وکافر میں کون سے کافر لزومی وغیرہ یا وہابی تبلیغی بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔

۸۔ مطلع صاف ہو لاکھوں آدمی چاند دیکھنے والے ہوں اس وقت جماعت کثیر کا لفظ کتنے انسانوں پر بولا جا سکتا ہے اگر ۲۰ یا ۲۵ آدمی لاکھوں میں سے چاند کی گواہی دیں تو یہ جماعت کثیر ہو جائیں گے یا نہیں۔

المستفتی: غلام مصطفےٰ قادری

## الجواب $\frac{۷۸۶}{۹۲}$:

نمبر ۱ تا ۵: اگر وہ لوگ حسام الحرمین میں جو فتویٰ علمائے حرمین شریفین نے وہابیہ دیوبندیہ کے اکابروں کے لیے دیا ہے اس کی تصدیق نہیں کرتے بلکہ انہیں مسلمان و پیشوا مانتے ہیں تو ان کا حکم انہیں جیسا ہے من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔

نمبر ۶ کا وہی حکم ہے۔ جو وہابیہ دیوبندیہ کا ہے۔ کہ ان سے میل جول کھانا پینا۔ بیاہ شادی میں شرکت کرنا۔ سلام وکلام ممنوع و ناجائز ہے ان کی گواہی بھی معتبر نہیں ہے اور انہیں بھی خارج از اسلام کہا جائے گا۔ جبکہ وہ ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کی تکفیر سے منکر ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۔ نامعتبر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷۔ جماعت کثیر کی تحدید افراد کے ساتھ نظر سے نہ گزری ہے۔ حاشیہ میں ہے بڑی جماعت کی خبر مقبول ہوگی جس سے ظن غالب حاصل ہو جائے۔ اس جماعت کثیر میں مومن فاسق غیر فاسق دونوں شامل ہیں اور کافر داخل نہیں اعلیحضرت قدس سرہ، کی عبارت غور سے دیکھیں" اور اگر کثرت حد تواتر کو پہنچ جائے کہ عقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو اس خبر مسلم وکافر سب کی مقبول ہے۔ یہ حکم تواتر کا ہے۔ اور تواتر میں عدد کا اختلاف ہے۔ بعض نے چالیس کہا بعض نے سو کہا بعض نے کچھ اور، اور صحیح یہی ہے کہ اتنے اشخاص ہوں جن کا غلط خبر پر اتفاق محال ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸۔ اور کثرت حد تواتر کو پہونچ جائے تو ان کی شہادت معتبر ہوگی اور تواتر کے متعلق اوپر گذرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری
ازہری غفرلہٗ

---

## بقیہ:۔ شاہی خانوادے

گجرات کے گورنر محمد مظفر شاہ نے ۸۱۱ھ میں اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی تھی جو ۹۷۹ھ تک رہی۔ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں اسے مغلیہ حکومت میں شامل کر لیا گیا۔

حکومت خاندیش کی بنیاد ملک راجی فاروقی کے ہاتھوں پڑی جو دو سو سال تک قائم رہی (۷۹۶ھ تا ۱۰۰۸ھ) اس حکومت کی نگرانی میں بھی علم و فضل کا خوب چرچا ہوا۔ اسے بھی دور اکبری میں ختم کر دی گئی ان خود مختار چھوٹی چھوٹی حکومتوں نے بھی اپنے طور پر ہندوستان کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا۔ اور ملک کی بنیادوں کو مضبوط کر گئے۔ جس پر آگے چل کر ایک تمدن کا عظیم قلعہ مرتب ہوا۔

# کلامِ نوری

حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ

ان کو دیکھا تو گیا بھول میں غم کی صورت
یاد بھی اب تو نہیں رنج و الم کی صورت

آبلے پاؤں میں پڑ جائیں جو چلتے چلتے
راہ طیبہ میں چلوں سر سے قدم کی صورت

تم اگر چاہو تو ایک چین و جبیں سے اپنی
کر دو اعدا کو قلم شاخ قلم کی صورت

نام والا ترا اے کاش مثال مجنوں
ریگ پر انگلیوں سے لکھوں قلم کی صورت

تیرا دیدار کرے رحم مجسم تیرا
دیکھنی ہو جسے رحمٰن کرم کی صورت

آپ ہیں شان کرم کان کرم جان کرم
آپ ہیں مفضل اتم لطف اعم کی صورت

اک اشارہ ترے ابرو کا شہ ہر دوسرا
کاٹ دے دشمنوں کو تیغ دو دم کی صورت

آپ کا مثل شہا کیسے نظر میں آئے
کس نے دیکھی ہے بھلا اہل عدم کی صورت

موم ہے ان کے قدم کے لیے دل کا پتھر
سنگ نے دل میں رکھی ان کے قدم کی صورت

خواب میں بھی نہ نظر آئے اگر تم چاہو
درد و غم رنج و الم ظلم و ستم کی صورت

خواب میں دیکھوں اگر دافع غم کی صورت
پھر نہ واقع ہو کبھی رنج و الم کی صورت

دم نکل جائے مرا راہ میں ان کی نوری
ان کے کوچہ میں رہوں نقش قدم کی صورت

# کلامِ حسن

حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا
تو خدا کا خدا ہوا تیرا

تاج والے ہوں اس میں یا محتاج
سب نے پایا دیا ہوا تیرا

ہاتھ خالی کوئی پھرا نہ پھرے
ہے خزانہ بھرا ہوا تیرا

آج سنتے ہیں سننے والے کل
دیکھ لیں گے کہا ہوا تیرا

اسے تو جانے یا خدا جانے
پیش حق رتبہ کیا ہوا تیرا

گھر ہیں سب بند در ہیں سب تیغ
ایک در ہے کھلا ہوا تیرا

کام توہین سے ہے نجدی کو
تو ہوا یا خدا ہوا تیرا

تاجداروں کا تاجدار بنے
بن گیا جو گدا ہوا تیرا

اور میں کیا لکھوں خدا کی حمد
حمد اسے وہ خدا ہوا تیرا

جو ترا ہو گیا خدا کا ہوا
جو خدا کا ہوا ہوا تیرا

حوصلے کیوں گھٹیں غریبوں کے
ہے ارادہ بڑھا ہوا تیرا

بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسنؔ
کام سب ہے بنا ہوا تیرا

# حضور مفتی اعظم بحیثیت فقیہ

مولانا سید ولی اللہ ازہری کرناٹکی

تمام ادوار میں دورِ آخر کے علماء عموماً ایک آدھ وصف میں ممتاز اور مشہور ہوئے ہیں اور تفقہ فی الدین میں تو چند معدودے ایسے ہیں جن کا نام انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ اور علم فقہ ایسا علم ہے کہ ہر ایک کو نصیب کبھی نہیں ہوتا۔ جس سے رب۔ رب کا محبوب راضی ہوتا ہے اور اس رضامندی پر اپنے اس محبوب بندے پر بطور انعام احسان فرماتا ہے تو اس کو تفقہ فی الدین عطا فرماتا ہے۔ اسی کو اصل کائنات۔ مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین

کہا جاتا ہے کہ ایسی مینارۂ نور ہستیاں کرم خداوندی کا مظہر ہوتی ہیں۔ اور اس اُمت مرحومہ کو بطور انعام عطا کی جاتی ہیں۔ جن کے وجود سے کثیر خلقِ خدا کو حق شناسی صداقت شعاری کے گوہر آبدار، دولت بے بہا نصیب ہوتی ہے۔ وہ ہستیاں ذاتی سیرت و کردار، گفتار، رفتار اطوار میں صفحۂ آفتاب کی طرح درخشاں و تاباں ہوا کرتی ہیں۔ انہیں پاک نفوس قدسیہ کے لیے ارشاد ربانی ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

کہیں ان کی شان برتری ظاہر کرتے خدا شان والا فرماتا ہے

ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون

کہیں ان پاک ہستیوں کی بصیرت و دانائی کو ظاہر فرماتے ہوئے وہ عزت والا رب فرماتا ہے یستوی

یستوی الذین اعماق البصیر

تو کہیں خدائے لم یزل کے محبوب ان پاک ہستیوں کے سروں پر اپنی نیابت کا تاج زریں رکھتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں۔ العلماء ورثۃ الانبیاء اور جب اس مالک کون و مکان کا دریائے رحمت جوش پر ہوتا ہے تو ان نیک ہستیوں پر مزید احسانِ عظیم فرماتے ہوئے اپنا جانشین علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل جیسے پاک لفظوں سے بنا دیتے ہیں یہ آقا کی نوازش کیوں ہے۔ کس لیے ہے۔ تو یہ کہنا پڑے گا کہ یہ اللہ و رسول کی عطا انعام فقط انسان کو ضلالت و گمراہی سے بچانے کے لیے ہے اور صراطِ مستقیم پر بندوں کو گامزن کرنے کے لیے ہے۔ انسانوں کو راہِ ھدایت پر لانے کے لیے۔ مگر ایسی پاک ہستیاں ضرور کہیں پر ہوتی ہیں۔ بلکہ کبھی کبھی وقتاً فوقتاً جلوہ

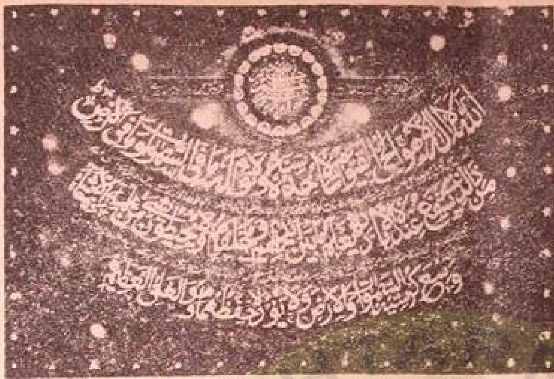
ہوتی ہیں۔

مجدد اسلام حضور مفتی اعظم ہند انہیں برگزیدہ علماء دین میں سے ایک تھے۔ بلکہ دورِ آخر کے ان منتخب ہستیوں میں مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔

مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا کی فقاہت کا یہ عالم ہے کہ جہاں دیگر علماء کی عقل پرواز کر کے تھک جاتی ہے وہاں سے ان کی ابتداء ہوتی ہے۔

حضور مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ نے وقتی مصلحت، ذاتی مفاہمت، دنیاوی منفعت کو کبھی اپنے قریب نہیں آنے دیا۔ مصطفیٰ رضا اس مرد مجاہد کا نام ہے کہ جو مشکل سے مشکل وقت میں حق بات کا اعلان سب سے بڑی مصلحت سمجھتا تھا۔ علامہ مصطفیٰ رضا وہ فقیہہ اسلام تھا۔ جس نے اپنی زبان سے دین پر پڑے وقت میں اللہ و رسول کے پیغام کو عام کر دیا۔ مصطفیٰ رضا وہ فقیہہ اعظم تھا کہ جس نے خدا کی دی ہوئی طاقت سے بھرپور کام لے کر جہاد حق کا اعلان کر دیا۔

مصطفیٰ رضا کی ذات گرامی سے بالیقیں عطیۂ خداوندی تھی کہ جو اس دور میں اپنے مقدس مشن کے لیے مصروف جہاد ہوئی۔ جس وقت جرأت اظہار پر پہرے تھے اور پیغام حق و صداقت پر بے یقینی کا



کہر چھا گیا تھا۔ ضرورت شدید تھی حالات نامناسب تھے۔ مخالفت عروج پر تھی اور حق کی بات کہنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ جرأت ایمانی و قوت اخلاقی سے مصلح ہو کر علم و صداقت کا پرچم لہرا رہا تھا۔ دین حق کے دفاع اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے اس قدر سرفروشی سے برسرِ عمل آئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ان کی بات کو سُنا جانے لگا۔ اور ان کے خیالات دلوں میں اترنے لگے۔ یہ جاں سپاری کا مرحلہ تھا اور یہ جاں سپاری کی روایت تھی جسے تائید ایزدی حاصل تھی اور جس پر رحمۃ اللعالمین کی کرم گستریاں سایہ فگن تھیں۔

سرکار مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ کا تفقہ فی الدین کسبی نہیں بلکہ وہبی تھا۔ آپ کا تفقہ کتب بینی سے نہیں بلکہ فطری تھا۔ آپ کی سرشت و فطرت اسی سانچے میں ڈھلی ڈھلائی تھی اور اس بات کے معترف ہم نہیں بلکہ ساری دنیا ہے چنانچہ مولانا رحمت علی صاحب نے اپنے ایک مقالہ بنام حضور مفتی اعظم ہند اپنے فتاویٰ کی روشنی میں یوں رقم طراز ہیں۔

"فطرت انسانی کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک تو وہ فطرت ہوتی ہے جس پر انسان پیدا کیا گیا ہے اور ایک وہ ہے جسے اس نے اپنا لیا ہے۔ مثلاً ایک شخص منطق و فلسفہ پڑھتا ہے اس کے اصول و ضوابط کو یاد کرتا ہے۔ نصاب میں داخل شدہ کتابوں کے ورق ورق اور سطر سطر پر اس کی نظر ہوتی ہے۔ تب کہیں وہ منطقی اور فلسفی کہلانے کا حقدار ہوتا ہے۔ مگر ایک شخص وہ بھی ہے جس نے منطق و فلسفہ کے اصول

مرتب کیے۔ اس کی اصطلاحیں وضع کیں۔ قانون بنایا اور اس کو مثال سے واضح کیا۔ تو معلوم ہوا کہ پہلا شخص پڑھ لکھ کر منطقی نہیں ہوا ہے۔ بلکہ قدرت نے اسے اسی فطرت پر پیدا کیا ہے کہ اس نے اپنی عقل و دانائی سے منطق و فلسفہ کے اصول مرتب کیے ہیں۔"

بس کچھ ایسی ہی مثال حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی ہے کہ ان کے ہمعصر علمائے کرام نے فقہ میں دسترس تو حاصل کیا۔ مگر پڑھ کر۔ اس کے جزئیات و کلیات یاد کرکے قیاس کے طریقہ سیکھ کر۔ لیکن حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا تفقہ فی الدین صرف حاصل کردہ نہیں تھا۔ بلکہ ان کی سرشت اور فطرت اسی سانچے میں ڈھلی ڈھلائی تھی۔ وہ اسی فطرت پر پیدا کیے گئے تھے۔ مثال کے طور پر ہم جیسے لوگ اخلاق کو ڈھونڈتے ہیں۔ محاسن کو تلاش کرتے ہیں حسن و قبح، اچھائیوں اور برائیوں میں فرق پیدا کرنے کے میزان قائم کرتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کو ڈھونڈتے نہیں ہیں، بلکہ ان کا ہر قول و فعل اخلاق کا سرچشمہ ہے اسی کو اخلاق کا معیار کہا جاتا ہے جیسا کہ رب قدیر ارشاد فرماتا ہے۔ انک لعلی خلق عظیم، یعنی اے مصطفیٰ آپ خلق عظیم پر پیدا کیے گئے ہیں۔

پتہ چلا کہ رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اخلاق دوسروں سے حاصل کردہ نہیں تھا۔ بلکہ خلق عظیم ان کی سرشت اور فطرت تھی۔ پس اسی طرح حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا فقہ اور ان کی فتویٰ نویسی عطیہ الٰہی اور فیضان رسالت بنا ہی ہے۔ جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

حقیقت یہ ہے کہ سرکار مفتی اعظم آیۃ من آیات رب العالمین اور معجزۃ من معجزات سید المرسلین تھے۔ اسی لیے ہمعصر علمائے کرام کسی مسئلہ کو مبرھن کرنے کے لیے دلائل و براہین کے انبار لگا دیتے ہیں۔ لیکن سرکار مفتی اعظم کا ایک انکار ان کے ہزاروں براہین پر بھاری ہوتا ہے۔ ایسا کیوں ہے اس لیے کہ علمائے کرام مسائل دلائل براہین کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں مگر سرکار مفتی اعظم کا انکار فنی دلائل و کلیات و جزئیات کے ساتھ ساتھ ضمیر کی آواز بھی رکھتا ہے اور جو شخص فنی دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ ضمیر کی آواز بھی رکھتا ہو تو اس کا ادراک و وجدان بھی ان ہمہ دلائل پر پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ مثلاً لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جائز ہونے پر بعض علماء جدید کی جدت طرازیاں و دلائل و براہین کے انبار ایک طرف اور سرکار مفتی اعظم کا انکار ایک طرف


حضرت مخدوم صابری کلیری



جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ذات انکار نہیں کر رہی ہے بلکہ شرعی فطرت انکار کر رہی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ تو میں کہوں گا، صرف اس لیے کہ سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم فقہ پڑھا بھی تھا اور ساتھ ساتھ آپ کی فطرت و سرشت شرعی سانچے میں ڈھلی ڈھلائی بھی تھی۔ یہی وہ حقیقت ہے کہ جس نے ایک صاحب کو بلا چون وچرا سرکار مفتی اعظم کے فتویٰ کو منوایا اور ایسا ویسا نہیں بلکہ بلا چون وچرا ماننے والا خود صاحب بصیرت اور فقیہ اعظم کون جس کو نور نظر علی مرتضیٰ کہا جائے جس کو گل گلشن فاطمۃ الزہرا کہا جائے۔ جس کو شہزادۂ غوث اعظم کہا جائے۔ جس کو دلبند خواجۂ اعظم کہا جائے۔ جس کو نائب اعلیحضرت کہا جائے۔ جس کو محدث اعظم اور حقیقت میں خطیب اعظم کہا جائے۔ جو علم وعرفان کا عظیم شناور اور حق وصداقت کا کوہ بلند ہو، وہ مفتیٔ اعظم کے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر یہ کہتا ہوا نظر آئے۔

ھذا قول حکم العالم المطاع
وما علینا الی الاتباع

اب ذرا غور کیجئے کہ بصیرت والے تو یہ فرمائیں۔ اور فقط بصارت والا اگر اپنی کج روی سے اپنا موقف الگ نکالے تو اس کے لیے بس ہم یہی کہیں گے کہ

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اور

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

مولانا نور الحق صاحب لکھتے ہیں کہ

"آپ (مفتی اعظم) علوم فنون میں اپنے والد ماجد امام اہلسنت اعلیحضرت قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کے صحیح جانشین تھے خصوصًا علم فقہ میں آپ کا مقام بہت ہی بلند تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پہلا فتویٰ سب سے پہلے مسئلہ رضاعت کا تحریر فرمایا جبکہ آپ کی عمر شریف ۱۸ سال کی تھی۔ یعنی ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں۔

اس کی حقیقت کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت دار الافتار میں تشریف لے گئے ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری علیہ الرحمۃ الباری فتویٰ تحریر فرما رہے تھے۔ حوالہ کے لیے الماری سے فتاویٰ رضویہ نکالی اور اس میں کچھ تلاش کرنے لگے حضور مفتیٔ اعظم نے فرمایا۔ کیا فتاویٰ رضویہ سے جواب لکھتے ہیں۔ اس پر ملک العلماء نے کہا۔ آپ بغیر دیکھے لکھ دیں تو جانوں۔ تو مفتی اعظم نے اسی وقت اس سوال کا جواب قلم برداشتہ لکھ دیا۔ اصلاح کی غرض سے جب سیدنا اعلیحضرت کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ سیدنا اعلیحضرت نے فقہی اعتبار سے فتویٰ کو بالکل درست دیکھ کر مسرت وشادمانی کا اظہار فرمایا۔ اور صح الجواب بعون الملک الوہاب لکھ کر فتویٰ کی تصدیق فرمائی۔ اور سیدنا مفتی اعظم کو ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد مصطفیٰ رضا کی مہر مبارک بنوا کر عطا فرمائی۔

ذالک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء واللہ
ذو الفضل العظیم

جس دن سے سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمہ نے مہر مبارک بنوا کر بطور انعام عطا فرمائی۔ اس دن سے تادم حیات آپ بے لوث فتویٰ لکھتے رہے اور دین کی خدمت فرماتے رہے۔ آپ کے نوکِ قلم سے نکلے ہوئے لاکھوں فتوے ہیں۔ تاہم ابھی فقط دو ہی جلدیں بنام فتاویٰ مصطفویہ منظر عام پر آئی ہیں۔ باقی فتاویٰ کے رجسٹر قلمی محفوظ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فقہ میں جو مقام آپ کو حاصل ہے وہ آپ کے فتاوٰں سے ظاہر ہے۔ آپ نے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا اس کو کسی نوع تشنہ نہ چھوڑا ہر گوشے پر بہترین بحث کی۔ اور دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ اپنی رائے عالی بھی ظاہر کی۔

کسی نے آپ سے صلاۃ بعد اذان کا مسئلہ معلوم کیا۔ تو آپ نے

قلم اٹھایا۔ اور خدا داد تفقہ کا دریا بہا دیا اور اس کے مستحب و مسنون ہونے پر ایسا مدلل و مفصل جواب عطا فرمایا کہ ایک ضخیم رسالہ کی شکل میں منظر عام پر نظر آیا جس میں آپ نے چالیس معتبر و معتمد کتابوں سے ثابت فرمایا کہ بعد اذان صلوٰۃ پکارنا سنت و مستحب ہے۔ یہ بات اسی پر ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس فتوے پر نہ صرف ہندوپاک کے علماء نے مانا بلکہ سرچشمۂ علم مکہ و مدینہ کے علماء مذہب حنفیہ و شافعیہ وغیرہ نے بلا اختلاف قبول فرمایا۔ اور اس پر سب نے صح الجواب تحریر فرما کر مہر ثبت کی۔ جس رسالہ کا تاریخی نام "القول العجیب بحکم التثویب" رکھا۔ جس کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ایقان مضبوط ہوتا ہے۔ مولانا نورالحق صاحب نے اسی مقالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ علم و فضل اور فقہی بصیرت کے اعتبار سے لاثانی تھے اسلام اور عالم اسلام کے لیے آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔"

اور حقیقت بھی ہے کہ آپ کی خدمات تاریخ اسلام فراموش نہیں کر سکتی۔ مثلاً

★ مسئلہ رویت ہلال اور ہوائی جہاز کا استعمال

★ جدید ایجادات و اختراعات کا دینی معاملات میں دخل اور اس کا حکم۔

★ غیر ملکی سفر اور فوٹو۔

★ عکسی تصویروں کا حکم۔

★ غیر مسلموں سے اختلاط و اشتراک کا حکم۔

★ نسبندی کی حرمت

★ تحفظ مسجد و قبرستان کا حکم۔

★ شدھی تحریک کا رد

وغیرہ موضوع پر آپ کے تاریخی فتاویٰ موجود ہیں وہ خود اعلان کر رہے ہیں کہ ع:

یوں تو مفتی ہیں اور بھی لیکن
سب سے اکبر ہیں مفتی اعظم

اس اجمال کے بعد تفصیل سے دیکھیں۔ مثلاً مسئلہ رویت ہلال اور ہوائی جہاز کا استعمال۔

جدید ایجادات و اختراعات کا دینی معاملات میں استعمال کرنے میں غالباً مصر ممالک اسلامیہ پیش پیش رہتا ہے۔ وہاں کی دیکھا دیکھی پاکستان میں بھی فیلڈ مارشل ایوب خاں کے عہد حکومت میں ایک رویت ہلال کمیٹی قائم کی گئی۔ جس کے چند افراد عیدین وغیرہ کے موقع پر ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھ کر تصدیق کرتے تھے اور ان کی شہادت پر حکومت پاکستان رویت ہلال کا اعلان کرتی تھی۔ اس سلسلے میں النسب یہ ہے کہ حضرت کا فتویٰ اور دیگر واقعات کا خلاصہ حضور مفتی اعظم کے پاکستانی سوانح نگار جناب سید ریاست علی صاحب کی کتاب ہی سے اخذ کیا جائے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

ایک مرتبہ عید کے موقع پر ۲۹ رمضان المبارک کو اس کمیٹی کے چند افراد ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھنے گئے۔ ان لوگوں کو چاند نظر آ گیا اور انھوں نے اس کی اطلاع حکومت کو دیدی۔ جس کے نتیجہ میں حکومت نے رویت ہلال کا اعلان کر دیا۔ بعض علماء کی مخالفت کی بناء پر دنیائے اسلام کے بیشتر ممالک میں مفتیان کرام سے فتویٰ مانگا گیا۔ اور ایک استفتاء مفتی اعظم کی خدمت میں بھی روانہ کیا گیا۔ دنیا کے تمام مفتیان نے رویت ہلال کمیٹی پاکستان کی تائید کی۔ مگر مفتی اعظم نے اسے نہیں مانا اور فتویٰ صادر فرما دیا۔

## مفتی اعظم کا فتویٰ

چاند کو زمین سے دیکھ کر روزہ رکھنے اور عید کرنے کا شرعی حکم ہے اور جہاں چاند نظر نہ آئے۔ وہاں شرعی شہادت پر قاضی حکم دیگا۔ چاند کو سطح زمین یا ایسی جگہ سے جو زمین سے ملی ہو دیکھنا چاہیے

رہا جہاز سے چاند دیکھنا تو چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا ہے اس لیے چاند کہیں ۲۹ کو اور کہیں ۳۰ر تاریخ کو نظر آتا ہے اور اگر جہاز سے چاند دیکھ کر رویت کا اعلان درست ہوتا تو مزید بلندی پر جاکر کے بعد چاند ۲۷ر اور ۲۸ر تاریخ کو بھی نظر آسکتا ہے تو کیا ۲۷ر اور ۲۸ر تاریخ کو چاند دیکھ کر یہ حکم دیا جا سکتا ہے کہ اگلے روز عید یا بقرعید جائز ہے۔ اس طرح جہاز سے چاند دیکھ کر فتویٰ صادر کرنا کہ ۲۹ر کا چاند دیکھنا معتبر ہے۔ بھلا کس طرح صحیح ہوگا۔

حضور مفتی اعظم کے اس فتویٰ کو پاکستان کے ہر اخبار میں جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اس فتویٰ کے پاکستان پہنچنے کے بعد اگلے ماہ ۲۷ / ۲۸ر تاریخوں میں حکومت کی جانب سے جہاز کے ذریعہ اس بات کی تصدیق کرائی گئی تو بلندی پر پرواز کرنے میں چاند نظر آگیا۔ تب حکومت پاکستان نے مفتی اعظم کے فتویٰ کو تسلیم کر کے رویت ہلال کمیٹی توڑ دی۔ اور دنیا کے تمام مفتیانِ کرام نے حضور مفتی اعظم کے علم و فضل کے سامنے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔ اور اس کے بعد ہوائی جہاز کے ذریعہ چاند دیکھنے کا سلسلہ منسوخ کر دیا گیا۔

یہ تھی حضور مفتی اعظم کی بصیرت مفتی تو اور بھی تھے اور جب حکومت کی جانب سے استفتاء کیا گیا تھا تو کسی ایسے ویسے خودساختہ مفتی کے پاس سوال نہ گیا ہوگا۔ بلکہ ہر ملک کے سب سے بڑے مفتی کے پاس سوال گیا ہوگا۔ مگر ان لوگوں نے جو فتویٰ لکھا تھا وہ کتب فقہ کے قوانین اور سائنسی نظریات کی کسوٹی پر کس کے لکھا ہوگا اور مفتی اعظم نے جو لکھا وہ کتب فقہ کی کسوٹی، کلیات و جزئیات کے ساتھ ساتھ خداوند قدوس کی عطا کردہ بصیرت سے دیکھ کر فتویٰ صادر فرمایا تھا آپ کے فتوے کے ساتھ ضمیر کی آواز بھی تھی۔

حضور مفتی اعظم کی سرشت و فطرت نے جواب ظاہر کیا۔ وہی حق و صحیح اترا۔ ؎

امام اہلسنت صدرِ ملت مفتیٔ اعظم"
عرب سے تا عجم شہرہ ہے جنکی افضلیت کا

## عکسی تصویر کا حکم

سرکار مفتی اعظم سے سوال کیا گیا کہ حضور عکسی جواز کے بابت جو کسی مصری عالم نے فتویٰ دیا ہے۔ اس کے متعلق حضرت کی رائے عالی کیا ہے۔

اس پر سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے جواب ارشاد فرمایا۔ خواہ کسی قسم کی تصویر ہو حرام ہے۔

دوسرا سوال پھر کیا گیا کہ جو لوگ جواز کے قائل ہیں۔ اگر یہ دلیل پیش کریں کہ آئینہ یا پانی میں عکس دیکھنا جائز ہے تو کیمرہ کے ذریعہ حاصل کیا ہوا عکس بھی جائز ہونا چاہیے۔

اس سوال کا جو جواب سرکار مفتیٔ اعظم نے صادر فرمایا۔ حقیقت میں اس سے آپ کی شان فقاہت ٹپکتی ہے۔ آپ نے حکم فرمایا کہ "اگر آئینہ یا پانی میں عکس اس طرح جم جاتا کہ اسے اٹھا کر رکھ سکتے تو وہ بھی حرام ہو جاتا۔

(باقی آئندہ)

حوالہ جات :- ۱، ۲ / ۳، ۴

★۔ حضور مفتی اعظم اپنے فتاویٰ کی روشنی میں۔

۵۔ سرکار مفتی اعظم کے اس حکم سے وڈیو، ٹی وی کی بھی حرمت ثابت ہوتی ہے کہ اس کو آئینہ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا لہٰذا وڈیو کیسٹ بنانا، بنوانا رکھنا، بیچنا، دیکھنا، گھر میں لگانا، دیکھنا دکھانا حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

# محدّث اعظم پاکستان کے خلفاء و تلامذہ کی تعلیمی و تبلیغی خدمات

## مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی

نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان استاد الاساتذہ علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز بانی دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف و بانی دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام لائلپور فیض آباد کا ماہِ وصال یکم شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ کو آسمان پر شعبان المعظم کا چاند طلوع ہوا اور اسی چاند رات میں اہلسنت کا چاند علم و عرفان کا چاند مسلک اعلیٰحضرت سیدی صدر الشریعہ کا چاند سیدنا مفتی اعظم و امام حجۃ الاسلام قدست اسرارہم کا چاند غروب ہوا محدث اعظم پاکستان نے اپنے تیس سالہ طویل دورِ تدریس میں بے شمار جید علماء فقہا محدثین تیار فرمائے جن کے تلامذہ در تلامذہ آج دنیا بھر میں مرکزی دینی مدارس میں مسند صدارت و مسند حدیث پر علم و عرفان کے دریا بہا رہے ہیں چند نامور تلامذہ کی دینی تعلیمی مذہبی تبلیغی خدمات پر تبصرہ کیا جاتا ہے

### نبیرۂ اعلیٰحضرت مفسر اعظم ھند

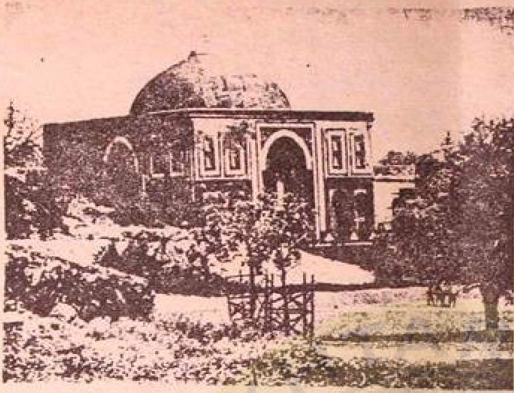
نبیرۂ اعلیٰحضرت مفسر اعظم ہند مولانا شاہ علامہ محمد ابراہیم رضا خاں صاحب جیلانی میاں قدس سرہٗ العزیز سرکار اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت کے حقیقی پوتے سیدنا امام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خانصاحب قدس سرہٗ کے خلف اکبر و جانشین اور مفتی اعظم امام العلماء مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کے داماد تھے۔ حضرت ممدوح نے حضرت سیدی سندی محدث اعظم پاکستان سے بریلی شریف میں تعلیم پائی۔ آپ کی سوانح عمری "حیات مفسر اعظم ہند لکھا ہے۔ حدیث شریف کا درس استاد الاساتذہ تاجدار علم و فن محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لیا اور متعدد کتابیں بھی محدث اعظم سے پڑھیں۔ مولانا علامہ اعظمی مفتی اعجاز ولی آپ کے ہم درس تھے۔

حضرت مولانا تحسین رضا خاں صاحب مدظلہ العالی کا بیان ہے حضرت جیلانی میاں کو حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان اپنی مسند خاص پر اپنے ساتھ بٹھا کر پڑھاتے تھے۔ حضرت مفسر اعظم ہند جیلانی میاں نے بحیثیت شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم منظر اسلام میں تعلیمی و تدریسی خدمات انجام دیں۔ ماہنامہ اعلیٰحضرت جاری فرما کر سنیت رضویت کو فروغ دیا۔ تدریس کے علاوہ تقریر و تحریر میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ حضرت محدث اعظم ہند

نے آپ کو مفسر اعظم ہند کا خطاب دیا تھا اور آپ کی خطابت سے متاثر تھے۔

## محدث افخم علامہ عبد المصطفیٰ ازہری مدظلہٗ

محدث افخم علامہ عبد المصطفیٰ ازہری مدظلہٗ العالی صدر الصدور سیدی صدر الشریعہ مولانا علامہ امجد علی صاحب اعظمی مصنف بہار شریعت قدس سرہٗ کے فرزند دلبند نامور محقق بلند پایہ محدث اور عظیم المرتبت مفسر ہیں۔ بریلی شریف واجمیر مقدس میں حضرت محدث اعظم پاکستان سے تعلیم حاصل کی۔ ابتداء دار العلوم منظر اسلام میں پڑھایا۔ پھر جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور پھر ہارون آباد جامعہ رضویہ منظر اسلام قائم فرمایا اور آج کل کراچی کے مرکزی دار العلوم امجدیہ میں شیخ الحدیث وصدر المدرسین کے فرائض انجام دے رہے ہیں کراچی ہی کے حلقہ سے تین قومی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ پاکستان میں جماعت اہلسنت کے بانی وصدر آپ ہی ہیں۔ بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی ہیں اور تفسیر ازہری کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر بھی کی ہے



• قطب الدین ایبک کے عہد کی ایک شاندار عمارت۔ مہرولی۔ دلی

## استاذ العلماء علامہ غلام رسول رضوی مدظلہٗ

حضرت علامہ غلام رسول رضوی مدظلہٗ نائب اعلیحضرت سیدی محدث اعظم پاکستان کے تلامذہ میں ممتاز مقام رکھتے ہیں اور منفرد انداز تدریس کے حامل ہیں۔ حضرت محدث اعظم کے داماد بھی ہیں۔ اور خلیفۂ اعظم بھی۔ آج کل مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور فیض آباد میں مسند صدارت و مسند شیخ الحدیث پر فائز ہیں اور ہر سال تقریباً ستّر اسی طلباء مختلف بلاد و مختلف مقامات کے فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ اس سے قبل جامعہ حضرت شیر محمد صاحب شرقپور شریف اور دار العلوم حزب الاحناف لاہور صدر المدرسین رہ چکے ہیں کچھ عرصہ دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں بھی پڑھایا۔ بخاری شریف کی شرح تفہیم البخاری کے نام سے تالیف فرمائی ہے۔ اندرون اور بیرون ملک ہزاروں علماء آپ سے شرف تلمذ رکھتے ہیں۔ لاہور میں جامعہ نظامیہ رضویہ آپ ہی نے قائم فرمایا تھا جس کا افتتاح حضرت محدث اعظم پاکستان نے فرمایا تھا۔

## استاذ العلماء علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ

استاذ العلماء علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کا حال ہی میں وصال ہوا۔ ہندوستان میں سلطان الواعظین کے خطاب سے معروف ہیں۔ نامور مدرس بلند پایہ شیخ الحدیث تھے۔ مدرسہ محمدیہ حنیفیہ امروہہ مدرسہ اسحاقیہ جودھپور مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کاٹھیاواڑ مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک

بعد اعظم گڑھ میں صدر مدرسین و شیخ الحدیث کے عظیم منصب پر خدمات انجام دے چکے ہیں۔ آخر میں دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے اعلیٰ درجہ کے خطیب اور مصنف تھے۔ بکثرت کتب تصنیف فرمائیں مقبول خاص و عام ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں محدث اعظم پاکستان سے ڈیڑھ سال تک تعلیم حاصل کی جس کا تذکرہ آپ نے خود ہی اپنی کتاب کرامات صحابہ میں کیا ہے۔

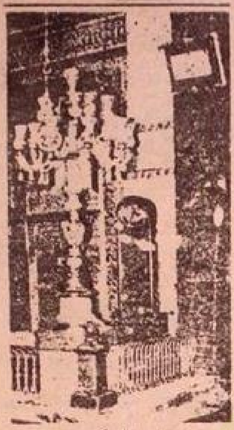
## فقیہ العصر علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی مدظلہٗ

حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب مدظلہٗ نائب مفتی اعظم ہند کی حیثیت سے مدتوں سے مرکزی رضوی دارالافتاء میں خدمات سرانجام دیں اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں بحیثیت نائب شیخ الحدیث فرائض انجام دیئے۔ تقریر و مناظرہ میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کے مدرس ادیب اہل قلم ہیں اور دارالعلوم منظر اسلام کے بعد جامعہ انوار القرآن بلرام پور گونڈہ میں شیخ الحدیث رہ چکے ہیں۔ آج کل عربی یونیورسٹی جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں صدر دارالافتاء ہیں۔ متعدد اہم موضوعات پر محققانہ کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ نے محدث اعظم پاکستان سیدی سردار احمد خاں صاحب قدس سرہٗ سے منظر اسلام کے ابتدائی دور میں پڑھا۔

## فقیہ افخم علامہ مفتی محمد اعجاز ولی الرضوی قدس سرہٗ

آپ سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت کے خانوادہ عالیہ سے تھے۔ منظر اسلام بریلی شریف میں حضرت محدث اعظم پاکستان سے تعلیم حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور جامع گنج بخش اور پھر کرشن نگر میں جامعہ حامدیہ رضویہ قائم فرمایا۔ جس کا افتتاح بھی حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان سے کرایا تھا۔ غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کے دور میں مرکزی جمعیت علماء پاکستان کے مفتی اور ہفت





مسجد نبوی کا ایک گوشہ

روزہ اخبار جمعیت کے مدیر و معاون بھی رہ چکے ہیں۔ تاریخ گوئی اور تدریس میں کمال حاصل تھا۔ جامعہ نعیمیہ لاہور میں شیخ الفقہ اور جامعہ نعمانیہ لاہور میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر خدمات انجام دیں۔

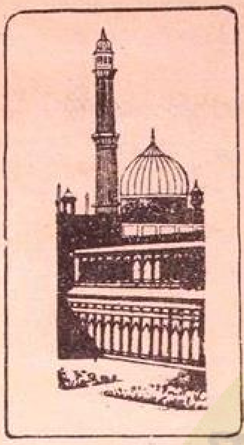
## استاذ العلماء علامہ عبدالرشید رضوی جھنگوی

مناظر اہلسنت مولانا علامہ قطب الدین صاحب کے نامور صاحبزادہ ہیں حدیث پڑھنے کے لیے دیوبند جانا چاہتے تھے حضرت پیر سیدی جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی کی خدمت میں لے گئے۔ صدر الافاضل ان دنوں سنی کانفرنس کے سلسلے میں مصروف تھے۔ آپ نے فرمایا

مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب سے حدیث پڑھیں۔ میری نظر میں وہ سب سے بہتر ہیں۔ صدرالافاضل کے حکم سے منظر اسلام بریلی میں داخلہ لیا اور محدث اعظم پاکستان سے حدیث شریف پڑھی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے دارالعلوم میں صدرالمدرسین مقرر ہوگئے۔ پھر ضلع جھنگ میں جامعہ قطبیہ رضویہ قائم فرمایا۔ حضرت علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق مدظلہٗ نگران اعلیٰ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری آپ کے شاگرد ہیں۔ ہزاروں علماء نے آپ سے استفادہ اور شرف تلمذ کیا۔ ردروافض میں بے مثال مناظر ہیں۔ دیوبندیوں، غیر مقلدوں کے رد میں بھی ید طولیٰ رکھتے ہیں آج کل محدث اعظم پاکستان کی جگہ مرکزی سنی رضوی جامع مسجد لائلپور فیصل آباد میں نماز جمعہ و خطابت کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

## حافظ العلوم علامہ حافظ جلال الدین شاہ بھکھی شریف

محدث اعظم پاکستان علامہ سیدی سردار احمد صاحب قدس سرہٗ کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں محدث اعظم پاکستان سے تعلیم حاصل کی۔ نابینا ہونے کے باوجود درس نظامی اور جملہ کتب حدیث کے حافظ تھے۔ طلباء کو زبانی پڑھاتے تھے۔ درس نظامی اور دورہ حدیث شریف کی تمام کتب ازبر تھیں۔ قیام پاکستان سے قبل فتح پوری دہلی کے ایک وہابی نام نہاد محدث سے اپنے استاد محترم محدث اعظم پاکستان کا مناظرہ بھی کرایا تھا۔ جس میں وہابی خود ساختہ محدث کو شکست فاش ہوتی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد محدث اعظم نے انہی شاہ صاحب کے پاس ابتدا قیام فرمایا تھا۔



## شیخ الحدیث مولانا محمد شریف رضوی بھکھی

محدث اعظم کے نامور تلامذہ سے ہیں۔ جامعہ رضویہ میں حضرت محدث اعظم کے ایام علالت میں اور آٹھ دس سال علامہ کاظمی صاحب کے مدرسہ انوارالعلوم میں شیخ الحدیث رہ چکے ہیں۔ ملتان میں جامعہ رضویہ منظر اسلام قائم فرمایا۔ نہایت کہنہ مشق مدرس شیخ الحدیث بلندپایہ مناظر اعلیٰ درجہ کے خطیب مقرر ہیں شرف بیعت بھی محدث اعظم سے حاصل ہے۔ آج کل بھکھر شہر میں دارالعلوم رضویہ چلارہے ہیں۔



• خانۂ کعبہ

## شیخ الحدیث علامہ محمد احسان الحق رضوی

فیصل آباد مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلامیہ فیصل آباد (لائلپور) میں صدر المدرسین بلند پایہ محقق اور کہنہ مشق مدرس اور اعلیٰ درجہ کے مناظر ہیں دیوبندیوں، وہابیوں غیر مقلدوں، مودودیوں رافضیوں کے رد و ابطال میں یکساں ملکہ اور اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے ہیں محدث اعظم قدس سرہٗ سے شرف تلمذ وبیعت وخلافت رکھتے ہیں۔

## شیخ الحدیث مفتی علامہ محمد حسین رضوی سکھر

اندور بھارت کے رہنے والے ہیں۔ محدث اعظم پاکستان سے شرف تلمذ رکھتے ہیں۔ مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت واجازت حاصل ہے۔ سکھر میں جامعہ غوثیہ رضویہ کے بانی ومہتمم مفتی وشیخ الحدیث ہیں۔ سکھر سے قومی وصوبائی اسمبلیوں کے رکن بھی منتخب ہوئے۔

شیخ الحدیث علامہ فیض احمد اویسی رضوی بہاولپور محدث اعظم پاکستان کے ارشد تلمذ سے ہیں منظر ایا یہ مدرس مفسر قرآن مفتی بلاشیہ شیخ الحدیث ہیں۔ ممتاز اہل قلم ہیں۔ ہر سال دورہ تفسیر قرآن شریف اور دورہ حدیث شریف پڑھاتے ہیں۔ پچاس کے قریب اہم کتب تصنیف کی ہیں۔ بہاولپور پنجاب میں جامعہ اویسیہ رضویہ کے بانی ومہتمم و شیخ الحدیث ہیں۔

## شیخ الحدیث مولانا غلام رسول نوری رضوی

محدث اعظم پاکستان کے ممتاز اور محقق ترین شاگرد رشید غلام سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز شاگرد ہیں محدث اعظم سے سند حدیث شریف اور اجازت وخلافت حاصل ہے۔ ملتان کے مدرسہ انوار العلوم میں صدر المدرسین رہ چکے ہیں۔ ملتان شہر میں جامعہ رضویہ انوار القرآن قائم کیا۔ مسلک اعلیحضرت کے علمبردار ہیں۔ چالیس سالہ طویل تدریسی تجربہ ہے۔ لیہ کے مدرسہ نعمانیہ رضویہ میں شیخ الحدیث ہیں۔

## استاذ العلماء مفتی وقار الدین رضوی کراچی

حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان کے ارشد تلامذہ سے ہے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں تعلیم حاصل کی اور پھر مظہر اسلام ہی میں مدرس رہے۔ نہایت محقق مدرس ہیں مشرقی پاکستان میں اٹھائیس سال تدریس اور تبلیغ کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ آج دارالعلوم امجدیہ میں نائب شیخ الحدیث اور مفتی کے انجام دے رہے ہیں۔

## قائد اہلسنت شیخ الحدیث علامہ ریحان رضا علیہ الرحمہ

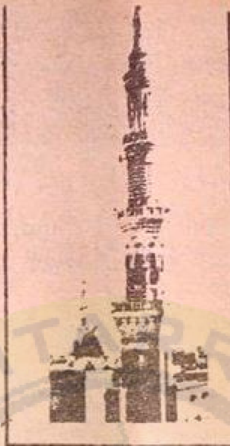
سیدنا حجۃ الاسلام علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی کے



کے پوتے اور حضرت جیلانی میاں مفسر اعظم ہند کے خلف اکبر ہیں حضرت سیدنا مفتی اعظم ہند کے نواسے ہیں۔ ان بزرگوں نے آپ کو حصول علم کے لیے لائلپور (فیصل آباد) بھیجا۔ تین سال تک محدث اعظم پاکستان سے تعلیم حاصل کی۔ حضرت مفسر اعظم جیلانی میاں علیہ الرحمۃ کے بعد دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مہتمم بنے۔ دس بارہ سال مسند شیخ الحدیث پر فائز رہے۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کے بعد خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے تیسرے سجادہ نشین قرار پائے۔ آپ کے دور میں تعمیری ترقی خوب ہوئی۔ اور دار العلوم منظر اسلام سے تین سو علماء فارغ التحصیل ہونے لگے اور سیاست میں نام پیدا کیا۔ اہلسنت کے حقوق کی حفاظت فرمائی اور جلد ہمسے اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ مسجد رضا کی از سر نو تعمیر آپ ہی نے فرمائی۔

**استاد العلماء شیخ الحدیث علامہ تحسین رضا بریلوی**

استاذ العلماء، استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی برادر اعلیحضرت کے پوتے اور علامہ جلیل مولانا حسنین رضا خاں کے



صاحبزادے ہیں۔ آپ نے بھی سرکار مفتی اعظم و علامہ حسنین رضا علیہ الرحمہ کے حکم پر جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور میں آکر محدث اعظم ـــــ پاکستان سے حاصل کی۔ یہیں سے فارغ التحصیل ہوئے اور دار العلوم مظہر اسلام اور پھر دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے فرائض انجام دے چکے ہیں آج کل جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف میں صدر المدرسین ہیں۔

**شیخ الحدیث غلام منظور احمد صاحب میانوالی**

سیدی محدث اعظم کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں ـــــ خانیوال اکاڑہ کہروڑپکا کے مرکزی مدارس میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث رہ چکے ہیں آجکل میانوالی میں دار العلوم رضویہ قائم فرمایا ہے۔ صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اساتذہ الاساتذہ میں آپ کے تلامذہ بہت سے مدارس میں مدرس ہیں۔

**شیخ الحدیث مولانا حسین الدین صاحب راولپنڈی**

حضور محدث اعظم پاکستان کے نامور شاگرد ہیں۔ سبزی منڈی راولپنڈی میں جامعہ رضویہ ضیاء العلوم قائم کیا خود صدر مدرس و شیخ الحدیث ہیں اور مہتمم کے فرائض انجام دے رہے ہیں

**مفسر قرآن علامہ زبیر احمد شاہد صاحب چکوال**

نامور محقق کہنہ مشق مدرس ہیں درسیات پر زبردست ملکہ رکھتے ہیں۔ ہری پور ہزارہ میں صدر مدرس رہ چکے ہیں۔ آج کل چکوال میں



میں دارالعلوم حنفیہ رضویہ قائم فرماکر درس وتدریس کی نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں اعلیٰ درجے کے خطیب ومناظر ہیں۔

## شیخ الحدیث مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادری اعظم گڑھ

امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کے بریلی دور کے ممتاز شاگرد اعلیٰ پایہ کے مدرس ومفتی ہیں مدتوں دارالعلوم منظر اسلام میں مدرس اور سرکاری سیدی مفتی اعظم ہند کے دارالافتاء میں مفتی کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ پھر دارالعلوم جامعہ امجدیہ ادری میں صدرالمدرسین الحدیث مقرر ہوئے۔

## مناظر اعظم پاکستان علامہ محمد عنایت اللہ رضوی علیہ الرحمۃ

امام اہلسنت محدث اعظم علیہ الرحمہ کے بریلی دور کے شاگرد ہیں۔ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں سیدنا محدث اعظم سے تحصیل علم کی پھر محدث اعظم کے حکم سے تحصیل پورہ امرتسر میں تعلیمی تبلیغی نمایاں خدمات انجام دیں۔ کا صفایا کیا۔ پھر سانگلہ ہل میں عظیم الشان رضوی جامع مسجد اور دارالعلوم نقشبندیہ رضویہ قائم کیا محدث اعظم اکثر مقامات پر مناظرہ کے لیے مولانا عنایت اللہ صاحب ہی کو بھیجتے تھے اور آپ کو "شیر" کے خطاب سے یاد فرمایا کرتے تھے پاکستان بھر میں فرقہائے باطلہ سے سیکڑوں مناظرے فرمائے ہر جگہ نمایاں کامیابی حاصل کی بریلی شریف میں مدرس بھی رہے آخری عمر میں یورپ جاکر بدمذہبیت کا صفایا کیا۔

## صمصام المناظرین مولانا حبیب الرحمٰن آزاد کشمیر

امام اہلسنت سیدی سردار احمد صاحب کے فاضل اور محقق ترین شاگرد ہیں۔ مظفرآباد آزاد کشمیر میں دارالعلوم حنفیہ رضویہ قائم فرمایا اور علاقہ کشمیر میں متعدد مناظرے کیے اور بے مثال کامیابی حاصل کی محدث اعظم پاکستان آپ کو "رد وہابیہ" کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔

## شیخ الحدیث مولانا اللہ بخش صاحب میانوالی

امام اہلسنت محدث اعظم کے فاضل ترین شاگرد ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے مدرس ومحقق تھے۔ راولپنڈی میں علامہ شاہ عارف اللہ قادری میرٹھی کے دارالعلوم احسن المدارس میں صدر مدرس رہے مدتوں درس دیا۔ پھر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں مدرس مقرر ہوئے آخر میں واں بھچراں میں دارالعلوم مظفریہ رضویہ قائم فرمایا۔ آپ کے حلقہ درس سے سیکڑوں علماء فارغ التحصیل ہوئے جو آج مرکزی مدارس میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

## استاذ العلماء مفتی عبدالقیوم رضوی لاہور

جامعہ نظامیہ لاہور کے ناظم اعلیٰ اور تنظیم المدارس اہلسنت کے سکریٹری جنرل ہیں۔ محدث اعظم پاکستان سے شرف بیعت وتلمذ رکھتے ہیں۔ کامیاب مدرس ومفتی ہیں اور آپ کے دور میں جامعہ نظامیہ رضویہ نے بے مثال ترقی کی ہے۔

## خطیب شہیر علامہ محمد صابر بستوی براؤں شریف

سیدنا محدث اعظم کے بریلی دور کے شاگرد ہیں۔ ابتدا سے آج تک دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں مدرس ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے مصنف نعت گو شاعر ہیں۔ براؤں شریف سے





ماہنامہ فیض الرسول کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ بکثرت کتب تصنیف فرمائیں

**مفتی اعظم آگرہ مولانا عبد اللطیف آگرہ**

محدث اعظم کے بریلی کے دور کے شاگرد ہیں۔ آگرہ کے صدر المدرسین اور مفتی اعظم ہیں۔ بزرگ اور فاضل ترین محقق ہیں۔

**مفتی اعظم فیصل آباد مولانا محمد امین صاحب**

محدث اعظم کے فاضل ترین شاگرد ہیں۔ اعلیٰ درجہ کے مفتی بلند پایہ مدرس ہیں۔ حضرت صاحب کے عہد مبارک میں جامعہ رضویہ کے مفتی تھے۔ آجکل جامعہ امینیہ رضویہ کے بانی و مہتمم ہیں۔

**استاذ العلماء مولانا ابوالانوار محمد مختار احمد رضوی**

امام اہلسنت سیدی محدث اعظم علیہ الرحمہ کے نامور شاگرد کہنہ مشق مدرس ہیں۔ مدتوں جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں درس دیا۔ آج کل جامعہ قادریہ رضویہ میں صدر المدرسین اور مفتی ہیں۔

**استاذ العلماء مولانا معین الدین شافعی رضوی**

محدث اعظم پاکستان کے ممتاز شاگرد ہیں۔ پہلے جامعہ رضویہ میں محدث اعظم کے زیر سایہ تعلیمی تدریسی اور انتظامی خدمات انجام دیں۔ آج کل جامعہ قادریہ رضویہ کے مہتمم ہیں تقریر کا انداز خاص بریلوی رضوی انداز خطابت ہے۔

**استاذ العلماء مولانا محمد حنیف صاحب**

محدث اعظم کے فاضل شاگرد اور ممتاز مدرس اور بزرگ سیرت ہیں۔ جامعہ رضویہ میں خدمات تدریس کے بعد آج کل جامعہ گیلانیہ رضویہ میں تعلیمی و تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

**استاذ العلماء مناظر اہلسنت مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب**

محدث اعظم پاکستان کے ممتاز شاگرد ہیں۔ تدریس اور مناظرہ میں اعلیٰ مہارت رکھتے ہیں۔ پہلے عارف والا جامعہ رضویہ حنیفیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ آج کل گوجرانوالہ میں میں جامعہ رضویہ قمر المدارس قائم فرمایا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے مناظر اور مدرس ہیں۔

**خطیب اہلسنت مولانا شمس الزمان قادری رضوی لاہور**

محدث اعظم سے شرف تلمذ و شرف بیعت رکھتے ہیں۔ پہلے جھنگ



(باقی صد ۳۳ پر)

اپنے فنکار صاحب قلم ومفتیوں وخطیبوں کی بارگاہ میں

# اہلسنت کی فریاد

محمد ظہیر الدین رضوی

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا اگست ۱۹۸۹ء کا شمارہ اپنے انواع انواع مضامین وشاندار طباعت وخوشنما سرورق کے ساتھ نظر نواز ہوا دل سے آفریں آفریں کی صدائیں نکلیں اور لب کبھی دعاؤں کے لیے جنبش کرنے لگے۔ جریدہ ہٰذا کا ہر ایک مضمون اپنی جگہ در اصل سنت کی نہ صرف بے لوث خدمت ہے بلکہ ایک عظیم تبلیغی سرمایہ بھی ہے

دور حاضرہ میں اسلامی سماج کے اندر رہنے والا جہیزی لعنت کا جس دلائل وبراہین کی روشنی میں خاکہ اڑایا ہے وہ درحقیقت قوم وملت کو صراط مستقیم پر لانے کے لیے ایک اچھوتا طریقہ ہے۔ اسی طرح فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر مولانا محمود احسن بریلوی کا مضمون ایک معلوماتی وتحقیقی ذخیرہ بھی۔ جو قوم کو قدم قدم پر دعوت محبت رسول دیتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اور پھر علامہ سعید کانپوری صاحب نے جس جدید انداز فکر کے ساتھ عقائد باطلہ کا آپریشن کیا ہے۔ " دیوبندیوں پر تھانوی صاحب کی کرم فرمائیاں " ــ حقیقت میں بے راہ رو انسان کے لیے مشعل راہ ہدایت ہے۔ ان مضامین کے مطالعہ سے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی ترقی وعروج کا اندازہ اجاگر ہوتا ہے۔

لیکن جونہی نظر مطالعہ رسالہ ہٰذا کے اختتامی منزل کی طرف گئی تو برملا یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑا۔

حسرتوں کے گلستاں میں آگئی بادِ خزاں
ساری خوشیاں خاک میں آخر ملا کر رہ گئے

کیا ماہنامہ اعلیٰ حضرت جو ایک معیاری ومذہبی ومستند رسالہ ہے۔ تنگ نظر علماء کے لیے مشق کی تختی ہے۔ یا متعصب علماء کے لیے انتقامی اسٹیج ہے؟ اپنے ذاتی اختلافات کا سارا نزلہ اتارنے کے لیے کیا ماہنامہ اعلیحضرت کے صفحات ہی رہ گئے ہیں۔

ایک طرف علیم اشرف خاں پونوی کا مضمون "مسئلہ ٹی۔ وی اور وڈیو اور ہمارے علمائے کرام"

دوسری طرف عبید الہادی خاں المجیبی الاشرفی کا مضمون اور علامہ سید ہاشمی میاں صاحب کے نام کھلا جواب" تیسری طرف برمو کولڈ فیلڈ بہار کے مولوی صاحبان مولوی تحسین عالم رضوی۔ حدیث القادری، حسین اختر ضیائی محمد اسحاق مجنوں، انوار حسین رضوی وغیرہم کا مضمون "کھلا خط بنام حضرت علامہ اختر رضا خانصاحب ازہری۔" اور پھر ان مضامین میں ایک دوسرے پر لعن طعن شرک و کافر تجدید ایمان و نکاح و بیعت کی دعوت جس سے نہ چھوٹوں کی عزت رہی نہ بڑوں کی نہ مفتیوں پر اعتبار رہا نہ خطیبوں پر آخر ہمارے مولوی صاحبان کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسے ایسے مضامین قلم بند کرکے اور اشاعت فرما کر عوام الناس کے سامنے سنیت کا جنازہ نکال رہے ہیں۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اے میری قوم کے مفتیوں خطیبوادیبو! اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر ذرا غور و فکر کرنے کی کوشش کرو کیا آپ حضرات سنیت کی خدمت کر رہے ہیں ایک دوسرے پر کفر کی گولا بارود برسا رہے ہیں۔ مسائل کا اختلاف ہر دور ہر زمانے میں رہا ہے اور رہے گا۔ اماموں کے درمیان بھی اختلافات تھے۔ لیکن ہمیں بتایا جائے کہ کیا ان اختلافات کا تجزیہ یا حل امام اعظم یا امام شافعی وغیرہم نے کفر کی گولا بارود یا اشتہاری پرچار سے کیا ہے۔ نہیں بلکہ دونوں طبقہ کے ائمہ حضرات نے اپنے اپنے براہین و دلائل



سے ہمیشہ حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ کاش یہی شعور ہمارے علماء میں بھی پیدا ہوتا۔ تو آج عوام الناس کو یہ دیکھنے کا موقع نہ ملتا۔

ہیر موکول فلز کے کم فہم مولویوں نے علامہ ازہری میاں کا شریک جلسہ نہ ہونے پر جس دریدہ دہنی کے ساتھ نہ صرف علامہ کو بلکہ مرکزیت کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے یقیناً کوئی ذی فہم اسے برداشت نہیں کر سکتا اور ہمارے پیران طریقت کو جن اشارتی پردے میں برہنہ کرنے کی کوشش کی ہے یقیناً اس کی کم فہمی لاعلمی پر دال ہے۔ لکھتے ہیں۔ "کہیں آپ کو بھی پیٹ بھرو پیروں میں کھلم کھلا نہ شمار کرنے لگیں۔ کیا اہلسنت وجماعت کے دعویداروں کے لیے کھلی بغاوت نہیں ہے۔؟

ہر انسان کے ساتھ تقاضۂ بشری ہوتے ہیں اور پھر آنجناب نے ایک جگہ اس بات کا اقرار بھی کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ "آنجناب کی مصروفیت کا ہمیں اچھی طرح اندازہ ہے۔ ان دو متضاد باتوں کو جمع کرکے جانشین اعلیٰ حضرت کی بے حرمتی نہیں کی۔؟ اور پھر ایک پیراگراف میں موصوف نے دھمکی بھی تحریر کی ہے لکھتے ہیں۔ "کسی اور کے دامن کا سہارا تلاش کرنا ہوگا۔" ہم ان مولوی

صاحبان سے جواب طلب کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ نے کسی اور کا دامن تھام ہی لیا تو اس میں ازہری میاں تملہ کا یا اہلسنت وجماعت کا کیا جاتا ہے۔ یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے۔ فمن شاء فلیومن فمن شاء فلیکفر، یہ تو آپ آپ کی طبیعت پر انحصار ہے اس میں کون کیا کر سکتا ہے اور اگر آپ کو اپنے جذبۂ ایمان کی پاسداری ہے تو آپ کا طرز عمل یہ ہونا چاہیے تھا کہ آپ علامہ ازہری میاں سے خود ملاقات کرتے آمنے سامنے گفتگو کرتے ایک دوسرے کی مجبوریوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے۔ پتہ نہیں علامہ نے کن مجبوریوں کے تحت آپ کے یہاں کا پروگرام ملتوی کیا بات آپ دونوں کے درمیان رہتی نہ کہ عوام الناس کے سامنے ہنسی وتمسخر کا سبب بنتا۔ آپ کو صرف اپنے یہاں کا ایک جلسہ اور اہل جلسہ کی ذمہ داری کو سنبھالنے نہ ہوا علامہ کو تو شمال سے لے کر جنوب اور مشرق سے لیکر مغرب تک کی ذمہ داری سنبھالنی ہے ذرا اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر منصفانہ نظریے سے غور وفکر کیجئے۔ ہمیں امید ہے کہ اگر آپ کے اندر اسلام اور سنیت کی فکر ہوگی اور اپنے بزرگوں سے اسلاف کی قدر دانی کے کچھ اصول سیکھے ہوں گے تو فوراً اپنی تقصیر کا اعتراف نامہ شائع کریں گے۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو واپس آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہا جاتا۔ ہے۔

اور آخر میں ہم مدیر الشے اعلیٰ حضرت سے بھی ادب کے ساتھ التماس کریں گے کہ اس طرح کے لغو اور بے معانی مضامین کو ہرگز ہرگز اپنے جریدے میں جگہ نہ عنایت فرمائیں۔ ورنہ ماہنامہ اعلیٰحضرت کا معیار گر جائے گا۔ یہ رسالہ کے معیار کے بلندی کے اسباب نہیں تنزل کے علامات ہیں۔

★★

---

## حضور علامہ ازہری صاحب
### کا تبلیغی دورہ

جانشین مفتی اعظم حضور علامہ ازہری صاحب نے ۱۷ ر جنوری تا ۲۸ ر جنوری سنہ ۹۰ء ناگپور کریم نگر، نظام آباد، حیدر آباد و بمبئی کا دورہ فرمایا۔ ناگپور کے دار العلوم بغدادیہ احمدیہ شطرنجی پارہ کے دو روزہ جشن دستار فضیلت اور کریم نگر کے دو روزہ جشن دستار فضیلت میں حضرت نے تقریریں بھی کیں اور فارغین کی دستار بندی کی۔

---

## بقیہ: محدث اعظم پاکستان

میں درس وتدریس کی خدمات انجام دیں۔ پھر لاہور میں جامعہ نعیمیہ میں مدرس رہے۔ آجکل بٹیدہ روڈ کی جامع مسجد کے خطیب اور جامعہ رضویہ غوثیہ العلوم سمن آباد کے مہتمم ہیں۔

**خطیب اہلسنت مولانا منظور حسین فیصل آباد**

محدث اعظم کے ممتاز شاگرد اور خوش بیان خطیب ومبلغ ہیں جامعہ رضویہ میں مدرس بھی رہ چکے ہیں۔

**مولانا علامہ منیر الزماں برطانیہ**

محدث اعظم کے ممتاز شاگرد ہیں۔ سکھر سندھ میں تدریسی تبلیغی خدمات کے بعد آج کل یورپ میں تبلیغ کر رہے ہیں۔

**مولانا سید احمد علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ**

حضرت صاحب کے ہونہار شاگرد ہیں۔ گلبرگ لائلپور میں جامعہ نوریہ رضویہ قائم فرمایا۔ خوش بیان خطیب ومقرر تھے۔

★★

# تعارف و تبصرہ

**محمد عبد النعیم عزیزی**

جہان مسعود ــــــــــ از: آر۔ بی مظہری
ناشر:۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی پاکستان

ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ البتہ تحقیق و جستجو کے لائق ضرور ہے۔

آج کے دور میں جب اسکالر و پروفیسر اپنے دنیوی علم کے زعم میں مولویوں اور دنیا لے مولویت کو کم نظر محدود اور حقیر سمجھ کر اتنا آگے بڑھ گئے کہ دین بیزار ہو گئے ہیں۔ ان کا قلم اگر اٹھتا ہے تو صرف افسانہ نویسی، شعری و ادبی تنقید یا سماجیات و سیاسیات کے موضوعات اور سائنس و فلسفہ کے عنوانات پر وہ کسی لیڈر اور منسٹر کے گن تو گا سکتے ہیں۔ لیکن کسی عالم دین کی تعریف و توصیف یا اسلامیات و دینیات کے موضوعات اور قوم و ملت کی بیداری اور اسلاف کی تاریخ اور ان کی عظمت پر نہ تو قلم اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن لب کھول سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اپنے علم کو ان کاموں کے لیے صرف کر سکتے ہیں۔ اور یہیں پر ان کے علم اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔ یہ محدود علم اور محدود فکر و نظر کے حدید لیے۔

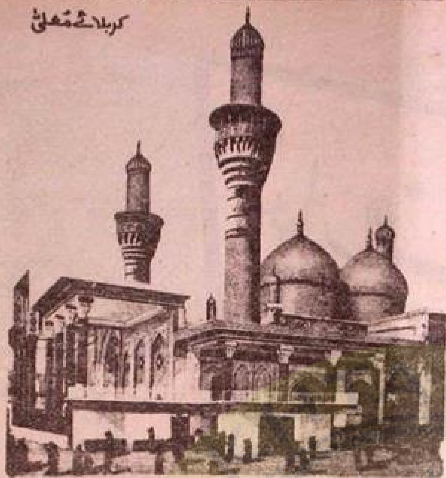
افسوس انہیں نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ مغربی اقوام اور دوسری ایشیائی قومیں جدید علوم و فنون کے ہر میدان میں انہیں مات دے گئیں۔ لیکن یہ ہیں کہ اب بھی دین سے بیزار، دینی علوم سے ناآشنا اپنی کم مائیگی کا ڈھول پیٹنے اور خود کو دانشور کہنے میں مصروف ہیں۔ خوب تماشا ہے۔ لیکن انہیں دین بیزاری کے دنیا میں ایسے بھی دیندار ہیں جنھیں اللہ نے علم دین اور علم دنیا دونوں سے نوازا ہے اور وہ جس میدان میں قدم رکھتے ہیں بازی انہیں کے ہاتھ رہتی ہے۔

انہیں دینداروں اور علم و قلم کے شہ سواروں میں ایک نام پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کا بھی ہے۔ ایک علمی خانوادے کے چشم و چراغ، خانقاہی ماحول کے پروردہ ایک مفتی اور شیخ طریقت کے بیٹے جنھیں آج کے فرزندان اسلام کی صف میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

انھوں نے شعر و ادب، تنقید و تبصرہ، عمرانیات و سیاسیات

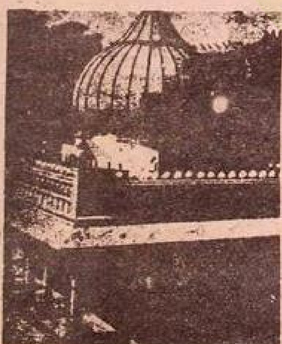
فلسفہ و سائنس ۔۔۔۔ ہر علم و فن پر اور ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور علم کا زور دکھایا ہے ۔ لیکن قلم چلا ہے تو صراط مستقیم سے ہٹا نہیں ہے علم کا رشتہ علم حق سے کبھی کٹا نہیں ہے اور جب سے انھوں نے ایک غیرت مند عاشق مصطفےٰ امام احمد رضا پر قلم اٹھایا اور علم کا زور صرف کرنا شروع کیا ہے ۔ مولویوں اور علم مولویت کی تحقیر کرنے والے خود اپنے آپ کو حقیر و فقیر سمجھنے لگے ہیں ۔ اور باطل پرستوں کے ایوانوں میں ایک زلزلہ سا برپا ہو گیا ہے ۔ تقریباً بیس برسوں سے ان کا قلم رضویات پر جولانیاں دکھا رہا ہے ۔ نام رضا اور کام رضا مدرسوں اور خانقاہوں سے نکل کر یونیورسٹیوں اور دانشکدوں میں پہنچ رہا ہے ۔ غلط فہمیاں پیدا کرنے والے اور جھوٹے پروپیگنڈہ بازوں کی قلعی کھل رہی ہے اور وہ کھول رہے ہیں اور یہ عاشق رسول کا گن گانے والا کھلتا اور نکھرتا جا رہا ہے ۔ انجمنوں اور اکیڈمیوں کی جان اور کانفرنسوں و سمیناروں کی شان بن گیا ہے مدارس اور خانقاہوں میں بھی اسے مان مل رہا ہے اور جدید حلقوں اور دانش گاہوں میں پہنچتا ہے تو اس کی چمک کے سامنے سارے چراغ ماند پڑ جاتے ہیں ۔

کربلائے معلیٰ



اسی عظیم پروفیسر و اسکالر محقق و مدقق ، ادیب و مصنف عالم و معلم ۔ ناقد و مبصر اور جرنلسٹ و مصطفوی نیشنلسٹ ، مسعود احمد عزت مآب ۔ عالی جناب ۔۔۔ کی حیات اور ان کے کارناموں پر ایک پاکستانی قافلہ آر ۔ بی مظہری صاحب نے ایک کتاب مرتب کی ہے ۔ جس کا نام ہے ۔ "جہان مسعود" خوبصورت ہر کتاب ہر زاوئیے سے خوبصورت ۔ کتابت و طباعت خوبصورت ، کاغذ خوبصورت ٹائیٹل خوبصورت اور کتاب کا نام بھی خوبصورت ۔ بالکل مسعود صاحب کی شخصیت کی طرح جہاں سادگی میں حسن ہے اور ہر رنگینی کو کاٹنے اور رعنائی عطا کرنے والا حسن ہے ۔

قافلہ نے اس کتاب کو ایک نئے اسٹائل سے مرتب کیا ہے الفاظ بہت کم ہیں ۔ بیان کا زور بھی کم ہے ۔ لیکن کتاب کمزوری اور کمی سے پاک کمیت اور توانائی سے پُر ہے ۔ مکمل سوانح نہ لکھ کر سوانحی خاکہ پیش کیا ہے ۔ ہر عنوان کو اس ڈھنگ سے پیش کیا ہے کہ دیکھتے رہیئے ۔ ہر چیز نگاہوں کے سامنے ہے ۔ نیا ڈھنگ ہے نیا رنگ ہے اور اس کمپوٹر ایج ( computing age )



مزار حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

میں جہاں کا عدم معروف انسان مشین بنا ہوا ہے۔ اس کے مطالعے کے لیے ایسے ہی اسٹائل میں مرتب کردہ کتابوں کی ضرورت ہے فاضلہ منظہری صاحبہ اس سے پہلے بھی کئی کتابیں تصنیف فرما چکی ہیں اور ان کے انداز تصنیف و تالیف و ترتیب کو دیکھ کر ان کی علمیت ان کے وسیع مطالعہ ان کے سلیقہ اور نظم کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں ان کا وہ اسٹائل مزید پھیلے اور نکھرے ستھرے روپ میں نظر آرہا ہے۔

زیر نظر کتاب کو انھوں نے پانچ ابواب پر منقسم کیا ہے۔

پہلا باب، حیات۔ دوسرا باب، آثار علمیہ۔ تیسرا باب، تاثرات چوتھا باب، مکتوبات۔ پانچواں باب، اشاریات

فاضلہ موصوفہ کی اس کتاب کے مطالعہ سے ڈاکٹر مسعود صاحب کی زندگی اور ان کے کارناموں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ کیسا باوقار انسان، کیسے بڑے لوگوں سے تعلقات اور خط و کتابت، اور کیسے کیسے اونچوں کے تاثرات، ان بڑوں اور اونچوں میں عالم و فاضل پیر و ولی۔ لیڈر و فنیسر۔ اسکالر و پروفیسر صحافی و مصنف، ادیب و شاعر، محقق و ڈاکٹر سبھی طرح کے لوگ ہیں۔

پروفیسر صاحب کے بارے میں اتنا مواد جمع کرنا۔ سیکڑوں خطوط، کتب و رسائل و اخبارات کا حوالہ دینا۔ ظاہر ہے ان سب کا جمع کرنا اور پھر ان کا مطالعہ اور اس کے بعد ترتیب کتاب بڑا جان لیوا کام ہے۔ اور یہ کام کرکے محترمہ نے اپنی قابلیت اور سلیقہ سب کا لوہا منوا لیا ہے۔

زبان صاف و رواں ہے۔

---

## بقیہ: امام اعظم بحیثیت محدث

کی غایت درجہ تائید و توثیق ہوتی ہے۔ من اراد التحقیق فلیرجع الیہما۔

رابعاً: اس کہ اگر علی سبیل التقدیر ابن خلدون کے اس مضمون کو تسلیم کر لیا جائے تو آپ کے مجتہد فی المسائل اور تبحر فی الفقہ ہونے میں کسی کو شک و ریب نہیں۔ نیز آپ کا ذکر مجتہدین و محدثین کے زمرہ میں ہے۔ کما ذکرنا انفا"۔ تو کیونکہ آپ کا شہرۂ اجتہاد آفاق عالم کے مشرق و مغرب میں پہونچنا اور آپ کا اجتہاد مستند و معتبر ہوتا اور بڑے بڑے ائمہ مثل امام محمد اور ابویوسف آپ سے شرف تلمذ حاصل کرتے اور محدثین آپ کو زمرۂ محدثین میں شمار کرتے۔

خامساً: اس کہ امام اعظم کو کل سترہ حدیثیں پہونچنا یہ عقل و خرد سے بالاتر ہے۔ بلکہ اس کو معتبر ماننا ایسا ہی ہے جیسے یہ کہہ دینا کہ امام بخاری کو صرف دو یا تین حدیثیں یاد تھیں کیونکہ تصانیف دارقطنی، تصانیف طحاوی مثلاً شرح معانی الآثار وغیرہ کے اوراق کو الٹ کر حرف بحرف و تت نظر سے دیکھا جائے تو امام اعظم کی بے شمار روایات پائی جاتی ہیں۔ یہ دلائل واضحہ اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ آپ کو قلیل الروایۃ کہنا محض تعصب و نفسانیت ہے۔ نیز آپ کو قلیل الروایۃ کہہ کر یہ بہتان طرازی کرنا کہ آپ علم حدیث میں کم مایہ تھے۔ محض بغض و عناد ہے کیونکہ "جامع المسانید" کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سیکڑوں محدثین کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت مذکورہ ہیں۔ جن میں اکثر وہ ائمہ ستہ اور ان کے بعد کے محدثین کے شیوخ و اساتذہ بواسطہ یا بلا واسطہ ہیں اگر ان روشن بیانات کے ہوتے ہوئے حقائق پر پردہ دری کی جائے تو وہ اس شعر کے مصداق ہیں کہ

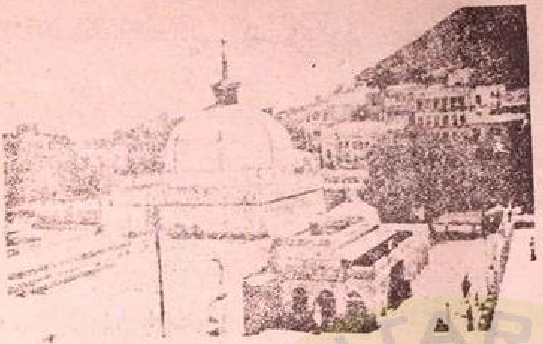
بیرتا بر ہمی اے حسود اکیں رنجیست
کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

# مظلومین سہسرام کے ساتھ علامہ ارشد القادری کی ہمدردیاں

(مولانا) ملک الظفر سہسرامی

> انحطاط کے اس دور میں صحیح عقائد اور ایمان کی روشنی میں نصرت الہٰی کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ (علامہ قادری)
>
> حضرت علامہ نے مظلومین سہسرام کی آہ و فغاں کو محصور دائرے سے نکال کر حکام بالا تک پہنچانے میں کلیدی رول ادا کیا۔
>
> حکومت کی غلط پالیسیوں نے شر پسندوں کی مکمل حوصلہ افزائی کی اور بلوائیوں نے کھل کر مسلمانوں کے جان و مال اور ان کی عزت و آبرو پر نقب زنی کی۔
>
> جمہوریت اور سیکولرازم کے کھوکھلے نعرے لگانے والوں نے اور ملک سے وفاداری کا دم بھرنے والے سفید پوشوں نے نہ صرف یہ کہ فرقہ پرست قوتوں کی پشت پناہی کی بلکہ انہیں کی قیادت میں یہ تمام عملی منصوبے اپنے تکمیلی مرحلے کو پہنچے — !!

سہسرام میں ۱۷ر اگست کے فساد کی آگ ابھی مکمل طور پر ٹھنڈی بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اور اپنے لٹے پٹے مسلمانوں کی سسکیوں کا سلسلہ ابھی ٹوٹنے بھی نہ پایا تھا کہ جلی ہوئی دکانوں سے اٹھتا ہوا دھواں بارگاہ خداوندی میں فریاد کناں ہی تھا۔ بیواؤں اور یتیموں کے اشکوں کا سیل رواں ابھی تھمنے بھی نہ پایا تھا کہ زخم خوردہ انسانیت نام نہاد جمہوریت اور سیکولرزم کی دہلیز پر فریاد ہی کر رہی تھی کہ ۵ر نومبر کی شام کا دھندلکا ایک مرتبہ پھر شیر شاہ کی نگری سہسرام کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی تاریخی روایات پر چھایا چلا گیا اور پھر تاریکیوں کا تسلط ہو گیا۔ دہشت و بربریت کا ننگا ناچ ناچا گیا کہ درندگی بھی پانی پانی ہو کر رہ گئی۔ مجھے اس بات کے اعتراف میں قطعی کوئی تامل نہیں ہے کہ حکومت کی غلط



پالیسیوں نے شرپسندوں کی مکمل حوصلہ افزائی کی اور بلوائیوں نے کھل کر مسلمانوں کے جان و مال اور ان کی عزت و آبرو پر نقب زنی کی۔ جمہوریت اور سیکولرازم کے کھوکھلے نعرے لگانے والے لیڈروں نے اس گھناؤنی سازش میں نمایاں رول ادا کیا۔ ملک سے وفاداری کا دم بھرنے والے سفید پوشوں نے نہ صرف یہ کہ فرقہ پرست عناصر کی پشت پناہی کی بلکہ انہی کی قیادت میں یہ تمام عملی منصوبے اپنے تکمیلی مرحلے کو پہنچے۔ فرقہ پرست قوتوں نے ان کی نکمّی انتظامیہ کا سہارا لیکر دہشت و بربریت کے جس ننگے ناچ کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ یقیناً ہندوستان کی پیشانی پر بدنما داغ ہے۔ مسلمانوں کی چھوٹی بڑی دوسو پچیس (۲۲۵) دوکانوں کو لوٹ کر نذر آتش کر دیا گیا۔ اور ۷۶ مکانات تقریباً چٹیل میدان کی شکل میں تبدیل کر دیے گئے۔ خانماں برباد مسلمان آج کھلے آسمان کے نیچے زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔ دوکانداروں کی اچھی خاصی تعداد مفلوک الحالی کی شکار ہے۔ دوسروں کی امداد کرنے والے آج خود امداد کے لیے محتاج ہوکر رہ گئے ہیں۔

اے چشم فلک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

مورخہ ۲۱ر نومبر کو سربراہ ادارۂ شرعیہ بہار حضرت علامہ ارشد القادری صاحب نے سہسرام کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ مختلف محلوں کے نمائندوں سے فساد کی تفصیل معلوم کی، جلے ہوئے مکانوں اور لٹی ہوئی دکانوں کا جائزہ لیا۔ اور سہسرام کے مظلومین کی فریاد کو حکام اعلیٰ تک پہنچانے کی ذمہ داری قبول کی۔

حضرت علامہ نے اپنے درد و غم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا افسوس کہ بھاگلپور کے فساد کے شور میں مظلومین سہسرام کی آہ و فغاں بالکل دب کر رہ گئی۔ سہسرام کے فساد کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہاں کا فساد بھی اپنی ہولناکیوں کے اعتبار سے بھاگلپور سے کسی طرح کم نہ تھا۔

۷ر دسمبر کو حضرت علامہ نے بہار کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر جگن ناتھ مشرا سے ملاقات کی اور سہسرام کے فساد کی تفصیل بتاتے ہوئے ان کے سامنے نہایت اہم عرضداشت رکھی۔ پھر گیارہ دسمبر کو حضرت علامہ کی قیادت میں سہسرام مسلم کمیٹی کا ایک پانچ رکنی وفد وزیر اعلیٰ سے ملا اور انہیں مسلمانان سہسرام کی جانب سے ایک میمورنڈم پیش کیا نیز اس موقع پر وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست کی گئی کہ وہ سہسرام آکر بچشم خود آکر ہماری تباہیوں اور بربادیوں کا معائنہ کریں اور حکام کے جانبدارانہ رویہ کا مشاہدہ کریں۔ چنانچہ مسلم رابطہ کمیٹی کی درخواست پر ۲۰ر نومبر کو وزیر اعلیٰ بہار ڈاکٹر جگن ناتھ مشرا سہسرام آئے۔ لیکن مقامی ڈی۔ایم اور ایس۔پی نہیں چاہتے تھے کہ انہیں ان علاقوں میں جانے دیا جائے جہاں ان کے نکمّے پن کے واضح ثبوت فراہم ہو رہے ہیں۔ لیکن آفرین ہے مسلم رابطہ کمیٹی کے نوجوانوں پر جنھوں نے نہایت مستعدی سے انتظامیہ کی ان

کی ان مکروہ سازشوں کو ناکام بنا کے
رکھ دیا اور وزیراعلیٰ کو ایک ایک
چیز دکھلائی۔ اس فساد میں سب سے
زیادہ متاثر ہونے والی ترنم خاتون
سے بھی وزیراعلیٰ کی ملاقات کرائی
گئی جو اپنے عزت و ناموس کے تحفظ
کے لیے اپنے شیرخوار بچے کے ساتھ
ایک کنوئیں میں کود گئی تھی۔ اور پھر
قدرت کی کرشمہ سازیوں سے کچھ
انسانیت پسند ہندؤں کے تعاون
سے وہ اپنی جان بچانے میں کامیاب
ہوسکی۔

اس نے وزیر موصوف کو رو رو کر
اپنے درد وغم کی داستان سنائی اور
انہیں ایک میمورنڈم بھی پیش کیا
جس میں یہ مطالبہ تھا کہ میرے گھر کے
نو افراد کہاں ہیں۔ جن میں دو
نوجوان لڑکیاں بھی تھیں اگر انہیں
واپس نہیں لایا جاسکے تو انہیں مردہ
قرار دیا جائے اور ان کے وارث کو
نو لاکھ روپے خون بہا کے طور پر
ادا کیے جائیں۔ اس نے یہ بھی مطالبہ
کیا کہ میں نے بلوائیوں میں سے چھ
آدمیوں کو جو اس وقت جیل میں
ہیں۔ ٹی آئی پریڈ میں پہچان لیا
ہے۔ اس لیے اب میری جان خطرے
میں ہے۔ کیونکہ اس دردانگیز مقدمے
میں تنہا عینی گواہ ہوں۔ اس لیے
میری جان کی حفاظت کی جائے۔
ترنم خاتون جمہوریت اور سیکولرازم
کا کھوکھلا نعرہ لگانے والوں کے
سامنے سراپا فریاد بن کر زبانِ حال
دریافت کر رہی ہے کہ کیا حکومت
فرقہ پرستی کے سامنے گھٹنے ٹیکنے
پر مجبور ہوگئی ہے؟ کیا ارباب
حکومت کان میں تیل ڈال کر سو
گئے ہیں؟ اور کیا انتظامیہ اس
قدر نکمی ہوگئی ہے کہ نشاندہی کے
باوجود فرقہ پرست قوتوں کو کچل
دینے میں کامیاب نہیں ہو پارہی
ہے۔ کیا مجرم یونہی آزاد گھومتے
رہیں گے۔ کیا یونہی میرٹھ اور ملیانہ
بھاگلپور اور ہزاری باغ کی تاریخ
دہرائی جاتی رہے گی۔؟ کیا یونہی
معصوم کلیوں کو مسلا جاتا رہے گا
اور کیا یونہی انسانیت کے قولنے
ازذاتی برقرار رہے گی۔

۲۰ر دسمبر کو بعد نماز عشا، محلہ
ولی شہید میں مسلمانوں کا ایک
جلسہ عام بھی منعقد ہوا۔ جسے حضرت
علامہ نے خطاب فرمایا۔ اپنی تقریر
میں علامہ نے مظلومین سہسرام کو
تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ بدر سے
لے کر کربلا تک ناموس مصطفیٰ
کے تحفظ کے لیے ہماری سرفروشیوں
اور قربانیوں کی جو عظیم تاریخ رہی ہے
اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ مکۃ المکرمہ
کی سرزمین سے لیکر مدینۃ المنورہ کی
شاہراہوں تک بدر کے ذروں
سے لیکر کربلا کے ریگزاروں تک
اور وادی احد سے لے کر خندق تک
ایثار و قربانی کی ایک پوری دنیا آباد
ہے۔ ایثار و قربانی کا یہی وہ جذبہ ہے
جس کے بل بوتے پر ہم نے مخالف
قوتوں کو زیر کرنے میں کامیابیاں
حاصل کیں۔ طوفانوں کا رُخ موڑ کر
رکھ دیا اور قوموں کی کایا کی کایا پلٹ
کر رکھ دی۔ تاریخ کے اس سنہرے
باب کو نگاہوں کے سامنے رکھیے تو آپ





کا حوصلہ بلند رہے گا۔

سبق پھر پڑھ عدالت کا سخاوت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

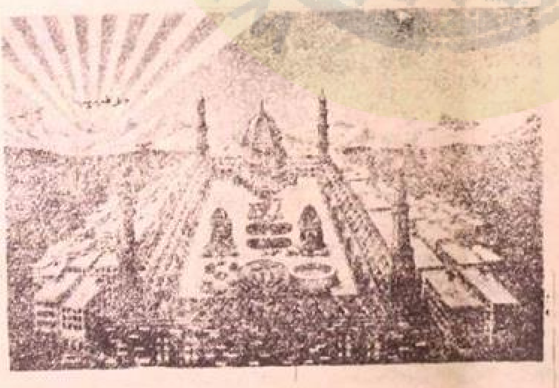
اپنے اسلاف کی زریں تاریخ سامنے رکھیے تو یہ یقین دلوں میں تازہ ہو جائے گا کہ ظالم اپنی موت مر جاتا ہے اور مظلوم زندہ رہتا ہے یزید مر گیا لیکن حسین کا نام زندہ ہے۔ فرعون کا نام لینے والا آج روئے زمین پر کوئی بھی نہیں۔ لیکن حضرت موسیٰ کے عقیدت مندوں سے سارا جہان آباد ہے۔ ابوجہل کا نام ونشان مٹ گیا۔ لیکن میر حجاز کی بادشاہت کے جھنڈے زمین کے چپے چپے پر گڑھے ہوئے ہیں حضرت علامہ نے حقیقت مسلمانی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلمان جب تک مسلمان رہتا ہے نصرت الٰہی اس کے سر پر سایہ فگن رہتی ہے۔ انحطاط کے اس دور میں صحیح عقائد و ایمان کی روشنی میں نصرت الٰہی کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ ہی لڑتا ہے سپاہی

حضرت علامہ موصوف نے سہسرام کے مسلمانوں کو خاص طور پر تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں کے ماحول میں جو کشیدگی اور بے اعتمادی ہے۔ اُسے دور کرنے کے لیے باہر سے لوگ نہیں آئیں گے۔ آپ ہی حضرات کو زائل شدہ اعتماد کی بحالی کے لیے سر جوڑ کر بیٹھنا ہے اور دلوں کو جوڑنے کا کام کرنا ہے آپ اپنے پڑوسیوں کی طرف خود پیش قدمی کریں اور دلوں کو فتح کرنے کا جو طریقہ اسلام نے بتایا ہے۔ اپنے حسن اخلاق کے ذریعے عمل میں لائیں۔

علامہ کی تقریر کا بہت بڑا حصہ باہمی اتحاد کی بحالی اور مسلمانوں کے اتحاد و تنظیم پر مشتمل تھا۔ حضرت علامہ نے اس بات پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں بہت ساری تنظیموں پر مشتمل رابطہ کمیٹی کی تشکیل اور اس کی سرگرمیوں سے ہمیں امید ہو گئی ہے کہ یہاں کے مسلمان اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر اپنی بکھری ہوئی قوتوں کو یکجا کرنے کی کوشش کریں گے۔

وزیر اعلیٰ بہار نے اپنے دورہ سہسرام کے موقع پر مظلومین سہسرام کے زخموں پر تسکین کا مرہم رکھتے ہوئے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ بھاگلپور کے متاثرین فساد کی طرح مظلومین سہسرام کو بھی امداد دی جائے گی۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ تحریر کرنا پڑ رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ کے اعلان کے باوجود مظلومین سہسرام سرکاری امداد سے محروم ہیں جن کے مکانات لوٹے یا جلائے گئے ہیں انہیں دو ہزار کی قلیل رقم دے کر طفل تسلیاں دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جب کہ یہ حقیقت ہے کہ اس مختصر سی رقم سے آباد کاری تو دور کی بات ہے وہ اپنے گھروں کی مرمت بھی نہیں کرا سکیں گے۔ پھر اس پر طرفہ تماشہ یہ کہ حکومت نے مکٹی جالوں کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ جب کہ یہ بھی ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اس وقت امداد و تعاون کے سب سے زیادہ مستحق وہی ہیں۔ مسلم رابطہ کمیٹی نے وزیر اعلیٰ بہار سے اس بات کا پرزور مطالبہ کیا تھا کہ معاشی طور پر مفلوج ہو جانے والے سارے گھروں کو بلا امتیاز سرکار معقول ومناسب



معاوضہ دے اور انہیں آسان قسطوں پر بینک کے ذریعہ قرضے دلوایا جائے۔ مہلوکین اور غائب شدگان کے ورثار کو خون بہا کے طور پر فی کس ایک لاکھ روپیہ دیا جائے۔ فساد میں ملوث افسران کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے۔

دونوں فسادات کی اسپیشل جج کے ذریعہ عدالتی تحقیقات کرائی جائیں اور مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ اقلیتی فرقہ کے لوگوں کو آرمس لائسنس کی اجازت دی جائے۔ لیکن افسوس کہ ان میں سے اکثر مطالبات پر تادم تحریر کوئی عمل درآمد نہیں ہو سکا ہے۔

مسلم رابطہ کمیٹی نے وزیر اعلیٰ بہار کے نام اپنے یاد دہانی کے خط میں یہ تحریر کیا ہے کہ متاثرین فساد کو جلد از جلد تمام امدادی سہولتیں پہنچانے کے احکام جاری کیے جائیں اس لیے کہ مظلومین سہسرام کب تک یونہی طفل تسلیوں کے سہارے خانماں بربادی کی زندگی گذاریں گے۔ اور کب تک اپنی عزت و آبرو کا برہنہ رقص دیکھتے رہیں گے اور اگر یہ کوئی سیاسی چالنسہ ہے تو سیاسی شعبدہ باز کان کھول کر سن لیں کہ:

اب دام نہ پھیلاؤ بہار و کے نقیبو
دنیا تمہیں خوب اچھی طرح جان چکی ہے

حضرت علامہ نے ادارۂ شرعیہ ریلیف سنٹر بہار کی جانب سے معاشی بحالی کی اسکیم کے تحت بیس عدد سلائی مشین ان ٹیلروں کے درمیان تقسیم کرنے کا پروگرام رکھا ہے۔ جن کی دکانیں فساد میں لوٹی یا جلائی گئی ہیں

میں اس رپورٹ کی آخری سطور میں یہ تحریر کرتا چلوں کہ مظلومین سہسرام کی آہ و فغاں کو محصور دائرے سے نکال کر نچلی سطح سے لیکر حکام بالا تک پہنچانے میں حضرت علامہ نے جو کلیدی رول ادا کیا ہے وہ ان کے اخلاص اور قومی و ملی ہمدردی کا واضح اور بین ثبوت ہے۔ جس کے لیے تمام مسلمانان سہسرام حضرت موصوف کے شکر گزار ہیں۔

آپ ہی کی کوشش و کاوش ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ وزیر اعلیٰ بہار ڈاکٹر جگن ناتھ مشرا سہسرام کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کرنے پر مجبور ہوگئے۔ آخر میں ڈاکٹر علامہ اقبال کا یہ شعر حضرت علامہ کی خدمت میں بصد ادب، بصد معذرت نذر کرنا چاہوں گا۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

مسلمان سہسرام ملک کے ان ہی خاصوں کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے امتحان و آزمائش کے ان صبر آزما لمحات میں ان کے امداد و تعاون میں دل کھول کر حصہ لیا ہے ••

## بقیہ :- ادارہ شرعیہ بہار کی رپورٹ

اتنی ہولناک تباہی کے باوجود انتظامیہ نے بلوائیوں اور ان کے لیڈروں کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا۔ دوسرے دن ۷، نومبر کو دوپہر سے کرنیونا فذکر کے مسلمانوں کو گھروں میں بند کر دیا گیا اور درندوں کو پوری چھوٹ دے دی گئی۔ انھوں نے پارسی تباہی میں جو کسر باقی رہ گئی تھی اسے بھی پورا کر دیا۔

دو دن کی غارتگری میں مسلمانوں کی سو سے زائد دکانیں اور چالیس سے زیادہ مکانات پولس کی نگرانی میں نہایت اطمینان کے ساتھ لوٹے گئے، جلائے گئے اور انہیں ملبوں کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا گیا۔ دوسرے دن شام کے وقت جب سارے بلوائی واپس ہو گئے تو بی ایم پی نے چن چن کر مسلمانوں کو گرفتار کیا اور خانہ تلاشی کے نام پر زبردستی مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر جو کچھ بھی ہاتھ لگا بندوق کی نال پر اٹھالے گئے۔ اس فساد میں مسلمانوں کے مالی نقصان کا تخمینہ دس کروڑ سے کم نہیں ہے۔

اس فساد میں بھی مسلمانوں کا زبردست مالی نقصان ہوا۔ پولیس کی گولی سے سرفراز ہلاک ہوا کلو حجام کے گھر کے نو افراد ہنوز لاپتہ ہیں انہیں بھی مقتول ہی سمجھنا چاہیے۔

# رنگ نکھر جائیگا

بدر القادری اسلامک اکیڈمی ہالینڈ

سکون نہیں ۔ قرار نہیں ۔

کیوں ؟

باوجودیکہ تمھارے پاس زندگی کے سارے وسائل موجود ہیں : عمدہ ، مرصع مکان ، نرم غالیچوں ، خوبصورت الماریوں نادر صوفوں سے مزین اور خورد و نوش میں دنیا کی کون سی نعمت تمہارے دسترخوان پر موجود نہیں تم ایک صحت مند ، خوبصورت جوان ہو ، بیوی بچے ، سبھی کچھ خدا نے عطا کیے ہیں ۔ بہت اچھی تعلیم کے مالک ہو ، ملازمت بھی ہے ۔

جی ہاں ۔ آپ نے سچ فرمایا مگر میرا خیال ہے کہ بیوی صرف جسمانی لذت کوشی کے لیے مجھ سے چپکی ہوئی ہے اور اس کے عیش و عشرت کے دروازے میری دولت کی چابی سے کھلتے ہیں ۔ اس کے سوا مجھ سے اس کی ہمدردیوں کا کوئی ناطہ نہیں بچے میرے بنک بیلنس پر لگا ہیں جمائے ہوئے ہیں ۔ انہیں ہر وقت صرف یہ فکر ہے کہ سیف کا منہ کس روز انہیں کھلا ہوا مل جائے ۔ ملازمت صرف میرے دماغ کے گودوں کی سوداگر ہے میری رگوں کے خون نچوڑ رہی ہے ۔ جس روز یہ آخری قطرہ نچوڑ چکے گی ۔ میری جگہ کسی نئے شخص کو تلاش کرے گی ۔ کون میرا اپنا ہے ۔ اور مجھے اپنائیت کی تلاش کیوں ہے — مولانا — ؟

اس لیے کہ آپ انسان ہیں ۔ انس آپ کی ضمیر میں شامل ہے ۔

یہ الجھنیں ، یہ شکوے محض آپ کی تنہا زندگی سے وابستہ نہیں ہیں ۔ یہ ایک ماحول کا المیہ ہے یہ ایک دنیا کا درد ہے ۔ قصور صرف آپ کا ہی نہیں ، اس معاشرہ ماحول اور



سوسائٹی کا بھی ہے۔ آپ جس سے وابستہ ہیں۔

اس کے برخلاف انسان کی حقیقی زندگی کا رُخ یہ ہے کہ وہ اپنا مقصد آفرینش پہچان لے۔ اور اس کا تعین اسے خود نہیں کرنا ہے۔ جس ذاتِ قادر وقیوم نے انسان کو انسیت محبت اور چاہت کا مادہ دے کر پیدا فرمایا۔ وہ خود اس بنیادی نکتہ کی طرف اشارہ فرما رہا ہے۔ کان لگاؤ۔ قرآن مقدس فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ سے شدید محبت رکھتے ہیں۔"

اللہ سے شدید محبت کا ثمرہ یہ ہے کہ اس کی اطاعت، اور خوشنودی کے کام کیے جائیں، ایمان اور عمل صالح خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ ہر انسان جو خدا سے محبت کرتا ہے تو وہ اس کی خوشی کے لیے قربانیاں دیتا ہے۔ مال کی قربانی، دولت کی قربانی، صلاحیت کی قربانی ان تمام سے مل کر ایک پرنور دائرہ اس کی زندگی کے گرد کھینچ جاتا ہے۔ خدائی قوانین پر عمل درآمد کی برکتوں سے ازدواجی تعلق، صرف جسمانی لذت کے لیے نہیں ہوگا۔ بلکہ اس سے بلند ہوکر اور بے شمار فوائد پر ختم ہوگا۔ اولاد اس دینی ماحول کے اثرات کے بعد صالحیت کی دلدادہ ہوکر لختِ جگر اور نورِ نظر بن جاتی ہے دنیا کے لوگوں سے تعلقات کا گوشہ اسلام کی روشنی میں آکر گہوارۂ محبت بن جائے گا۔ پھر آپ خود نظارہ کریں گے اس ماحول کا کر راہ کے سنگریزے بھی آپ سے محبت کر رہے ہیں شرط یہ ہے کہ آپ پہلے اپنے پیدا کرنے والے سے حقیقی محبت تو کریں۔ لیکن یورپ کی ظاہرا" رنگین تہذیب انسانی فطرت کی قاتل ہے۔ لہٰذا اے دوست۔

پھول دو چار جو چننے ہیں چمن سے چن لے
رنگ کی بات نہ کر رنگ بکھر جائیگا

## نعت رسول اکرم

سلیم بریلوی
کنگھی ٹولہ، بریلی شریف

جب اشک ہماری آنکھوں میں سرکار کے غم میں آتے ہیں
اسوقت کا عالم کیا کہیے جب لوگ مدینے جاتے ہیں

کیوں فکر ہے تجھ کو محشر کی اے مجرم عصیاں فکر نہ کر
مجرم پہ کرم فرمانے کو سرکار دو عالم آتے ہیں

دیدار رسولِ اکرم سے دیدار خدا کا ہوتا ہے
جو ان کا نظارہ کرتے ہیں دیدار خدا کا پاتے ہیں

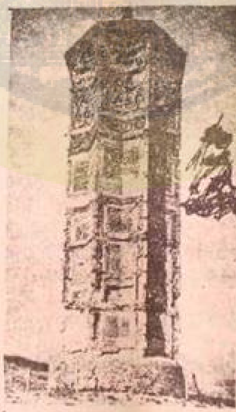
ہم ان کے تصوّر میں اکثر اور یاد میں اُن کی رو رو کر
دنیائے محبّت کو اپنی گلزار بنائے جاتے ہیں

جس وقت سلیم خستہ جگر آتا ہے مدینہ مجھ کو نظر
احساس طلب بڑھ جاتا ہے اور آنکھ میں آنسو آتے ہیں

# امام اعظم بحیثیت محدث

محمد ناظم علی گونڈوی مصباحی

یہ حقیقت روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ فقیہ اور عدیم النظیر مجتہد تھے۔ اسی طرح یہ امر بھی واضح اور غیر خفی ہے کہ آپ فن حدیث میں توسع وبصیرت، تبحر و دسترس اور تفوق و دستگاہ رکھتے تھے۔ لیکن کچھ کور چشم تنگ نظر، متعصب اپنے تعصب وعناد کے سبب یہ بہتان تراشی اور الزام تراشی کرتے ہیں کہ امام اعظم کو فن حدیث میں براعت ومہارت نہیں تھی۔ کچھ کوتاہ بین یہ کہتے ہیں کہ امام اعظم کو صرف سترہ حدیثیں پہونچیں۔ جو اُن کی کم عقلی اور قصور فہمی کی بین دلیل ہیں، کیونکہ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تبحر فی الفقہ اور مجتہد فی المسائل تھے اور یہ بھی مسلم الثبوت ہے کہ فقاہت وہ قوت راسخہ ہے جس کے ذریعہ انسان ادلۂ شرعیہ سمعیہ سے مسائل فرعیہ کے استنباط کرنے پر قادر ہوا اور یہ امر بھی حتمی اور قطعی ہے کہ جب تک انسان کو ادلۂ سمعیہ میں دستگاہ تام حاصل نہ ہوگی۔ اس وقت تک



مینارہ مسعود غزنہ افغانستان

مسائل فرعیہ کا استنباط دشوار ترہی نہیں بلکہ غیر ممکن ہے۔ اس سے یہ حقیقت منکشف تام ہوجاتی ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو فن حدیث میں توسع اور دسترس تھی اور نہ ادلۂ شرعیہ سے مسائل فرعیہ استنباط نہ کر سکتے اور نہ مرتبۂ فقاہت کے اعلیٰ ترین مدارج پر فائق ہوتے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کے توسع فی الحدیث کا انکار حق صریح کا انکار ہے جو محض تعصب وعناد، حقیقت سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

علاوہ ازیں اینکہ آپ کا نام جس طرح درجہ فقاہت میں درج ہے اسی طرح آپ ائمۂ کبار اور محدثین عظام کے نزدیک محدثین کے زمرہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ حضرت علامہ شمس الدین ذہبی طبقات محدثین حفاظ میں آپ کا ذکر کرتے

ہوئے لکھتے ہیں۔

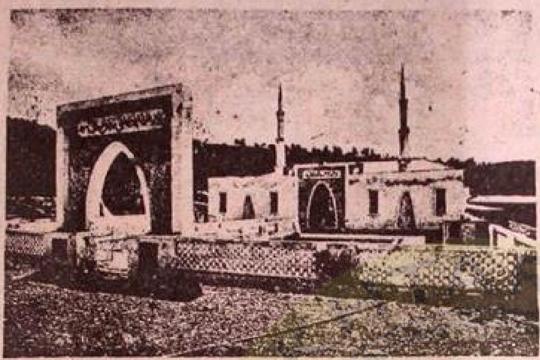
حَدَّثَ عَنْ عَطَاءٍ وَنَافِعٍ
وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ
هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ وَسَلَمَةَ
بْنِ كُهَيْلٍ وَاَبِي جَعْفَرٍ
مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ
وَقَتَادَةَ وَعَمْرِو بْنِ
دِيْنَارٍ وَاَبِي اِسْحٰقَ
كَثِيْرٌ

امام نے حدیث روایت کی عطار نافع عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سلمہ بن کہیل ابوجعفر امام باقر محمد بن زین العابدین قتادہ، عمرو بن دینار اور ابواسحٰق اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں سے۔

اور نیز اسی میں مذکور ہے۔

وَحَدَّثَ عَنْهُ وَكِيْعٌ
وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ
وَسَعْدُ بْنُ الصَّامِتِ
وَاَبُوْ عَاصِمٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ
وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ
مُوْسٰى وَاَبُوْ نُعَيْمٍ
وَاَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
وَبَشَرٌ كَثِيْرٌ

اور امام سے روایت کی وکیع، یزید بن ہارون نے سعد بن الصامت ابوعاصم عبدالرزاق، عبیداللہ بن موسیٰ ابونعیم، عبدالرحمٰن اور بہت سے لوگوں نے۔



شاہجہاں مسجد ٹھٹھہ (سندھ) پاکستان

اور علامہ ذہبی کاشف میں تحریر فرماتے ہیں۔

رَاٰى اَنَسًا وَسَمِعَ عَطَاءً
وَالْاَعْرَجَ وَعِكْرِمَةَ وَعَنْهُ
اَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ

حضرت امام نے انس کو دیکھا اور عطار اور اعراج اور عکرمہ سے حدیث سنی اور ابویوسف اور محمد نے ان سے روایت کی۔

(از غرائب البیان فی مناقب النعمان)

اور یافعی شافعی مراۃ الجنان میں لکھتے ہیں۔

رَاٰى اَنَسًا وَسَمِعَ عَطَاءً

کہ ابوحنیفہ نے انس کو دیکھا اور عطاء سے روایت کی۔

اس سے یہ بات بالکل المنشرح ہو جاتی ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، محدثین کے زمرہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی بے شمار احادیث مرویہ اور مسانید موجودہ اس حقیقت کی کمال تحقیق و توثیق کرتے ہیں۔

## مسند امام اعظم

بعض متعصبین یہ کہتے ہیں کہ اگر امام اعظم محدث ہوتے تو ان کی بھی کوئی مسند ہوتی جیسے کہ امام احمد بن حنبل، اور امام شافعی رحمہما اللہ وغیرہ کی مسانید مشہور ہیں حالانکہ امام ابوحنیفہ کی کوئی مسند نہیں ہے۔ کسی عاقل و خردمند پر یہ امر مخفی نہیں کہ یہ محض بغض عناد ہے۔ جو قابل اعتبار نہیں۔ اولاً تو اس لیے کہ محدثیت کے لیے تالیف مسانید ضروری نہیں۔ ثانیاً اس لیے



مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
کا ایک حسین منظر

کشف الظنون اور عقود الجواہر المنیفہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی بھی مسانید موجود ہیں بعض ان میں سے خاص آپ کے تلامذہ کے جمع کردہ اور کچھ مسانید فقہاء اور محدثین کی تالیف کردہ ہیں۔ چنانچہ ابو المؤید خوارزمی اپنی شروع مسند میں تحریر کرتے ہیں۔

وَقَدْ سَمِعْتُ فِي الشَّامِ عَنْ بَعْضِ الْجَاهِلِيْنَ بِمِقْدَارِهٖ أَنَّهُ يُنْقِصُهُ وَيَسْتَصْغِرُهُ وَيَسْتَعْظِمُ غَيْرَهُ وَيَسْتَحْقِرُهُ وَيَنْسِبُهُ إِلَى قِلَّةِ رِوَايَةِ الْأَحَادِيْثِ وَيَسْتَدِلُّ بِاشْتِهَارِ الْمُسْنَدِ الَّذِيْ جَمَعَهُ أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَصَمُّ الشَّافِعِيُّ وَمُوَطَّأِ مَالِكٍ وَمُسْنَدِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ وَزَعَمَ أَنَّهُ لَيْسَ لِأَبِي حَنِيْفَةَ مُسْنَدٌ وَكَانَ لَا يَرْوِيْ إِلَّا عِدَّةَ أَحَادِيْثَ فَلَحِقَتْنِيْ حَمِيَّةٌ دِيْنِيَّةٌ رَبَّانِيَّةٌ وَعَصَبِيَّةٌ حَنِيْفِيَّةٌ نُعْمَانِيَّةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَجْمَعَ بَيْنَ خَمْسَةَ عَشَرَ مَسَانِيْدِهٖ الَّتِي جمعها فحول علماء الحديث ومن أراد التفصيل فليطالع ثمه

نیز علامہ عبد الوہاب شعرانی میزان میں لکھتے ہیں۔

وَقَدْ منَّ اللهُ عَلَيَّ بمطالعة مسانيد الامام ابي حنيفة الثلاثة من نسخة صحيحة عليها خطوط الحفاظ

اللہ تعالیٰ نے مجھ کو امام اعظم ابو حنیفہ کی تین مسانید کے صحیح نسخوں کے مطالعہ سے مشرف فرمایا جن پر حفاظ احادیث کے توثیقی دستخط تھے۔

علاوہ ازیں تانیب الخطیب میں کوثری صاحب نے مسانید امام اعظم کی تعداد اکیس بتائی ہے۔ جن کی سندیں متصل ہیں۔ نیز مشہور حافظ حدیث محمد بن یوسف صالح شافعی مصنف سیرت شافعیہ کبریٰ تلمیذ علامہ جلال الدین سیوطی نے "عقود الجمان فی مناقب النعمان" میں حضرت امام اعظم کی مسانید کا سلسلہ روایت بالاتصال مسانید کے جامعین تک بیان کیا ہے جس سے یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید موجود ہیں۔ لیکن مجھے مولوی شبلی نعمانی جیسے مشہور مورخ پر کمال حیرت و تعجب ہے کہ وہ اس حقیقت سے بے خبر رہے اور محض عقل و رائے کی بنیاد پر ان کے مسانید کا انکار کر بیٹھے اور آپ پر بے جا الزام تراشی اور بہتان طرازی کی۔ اگر مولوی شبلی نعمانی نے

قیاس ورائے سے ہٹ کر مضمار میں قدم رکھتے اور دیانت داری سے کام لیتے تو ہرگز اس قسم کا قول نہ کرتے۔ کیونکہ آپ کی بے شمار مسانید موجود ہیں۔ جیسا کہ شواہد مذکورہ اس حقیقت کو واشگاف کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور بہت سارے ایسے شواہد ہیں جو معاندین کے الزامات وایرادات کا رد بالغ کرتے ہیں۔ اور حقیقت کو پوری طرح واضح کرتے ہیں۔

آپ کی تعداد روایت میں علماء کا اختلاف ہے۔ علامہ زرقانی شارح موطا نے اس سلسلے میں متعدد اقوال رقم کیے ہیں۔ پہلے پانچسو، دوسرے سات سو، تیسرے ایک ہزار، چوتھے ایک ہزار سات سو، پانچویں چھ سو چھیاسٹھ، اسی طرح اور دیگر محدثین نے آپ کی تعداد روایت بیان کی ہے۔ جس سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ آپ کو فن حدیث میں مداخلت تامہ حاصل تھی۔ البتہ یہ سوال اٹھتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ "قالوا حنیفۃ یقال بَلَغَتْ رِوَایتُہ إِلیٰ سَبْعَۃَ عَشَرَ حَدِیثًا" جس سے امام کی فن حدیث میں قلت ظاہر ہوتی ہے۔ جس کے متعدد جوابات دیئے جا سکتے ہیں۔

اولاً: ایں کہ ابن خلدون کے علاوہ اور کسی مؤرخ یا محدث نے اس قسم کا قول نہیں کیا ہے جس سے ابن خلدون کے قول کی تقویت ہو اور قابلِ استدلال ہو اور لائق اعتبار ہو، لہٰذا تنہا ابن خلدون کا قول اس باب میں معتبر نہیں، کیونکہ وہ امور شرعیہ میں تبحر و دسترس بھی نہیں رکھتے تھے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی کے تلمیذ نجیب شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی نے اپنی کتاب "ضوء لامع فی اعیان القرآن التاسع میں رقم کیا ہے۔ وَلَمْ یکن ماھر بالعلوم الشرعیۃ یعنی ابن خلدون کو علوم شرعیہ میں مہارت نہیں تھی۔

ثانیاً: ایں کہ ابن خلدون نے اس مضمون کا قول کیا ہے۔ لیکن خود



ابن خلدون کے نزدیک یہ قول مستند و معتبر نہیں، جیسا کہ لفظ "یقال" لصیغۂ مجہول یہ اس ضعف پر دلالت کرتا ہے۔

ثالثاً: ایں کہ اس مضمون سے متصل ابن خلدون کی کچھ ایسی ثبت کردہ عبارات ہیں جس سے اس کے اس قول کی پُرزور تردید اور آپ کے توسع فی الحدیث

(باقی صہ ۳۵ پر)





گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما
(خواجہ معین الدین اجمیری)

## سہسرام کے فساد پر ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ کی رپورٹ

# گود کے بچے کیساتھ کنویں میں کود جانیوالی ترنم بانو کی دل ہلا دینے والی ایک سرگزشت

مولانا ارشد القادری نے اپنی رپورٹ کی آخری قسط پریس کے حوالے کرتے ہوئے بتایا کہ جب میں نے ترنم بانو سے دریافت کیا کہ کنویں میں چھلانگ لگاتے وقت کیا تمہیں اپنے اور اپنے بچے کے مرنے کا خوف نہیں تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میرے سامنے دو موتیں آمنے سامنے کھڑی تھیں ایک ذلت کی موت دوسری طرف عزت کی موت۔ میں نے ذلت کی موت پر عزت کی موت ترجیح دی اس نے بتایا کہ سہسرام میں میری سسرال ہے۔ میرے والد ابھی زندہ ہیں۔ وہ مجھے لینے آئے تھے۔ میں نے ان سے کہہ دیا کہ ابھی مجھے سہسرام ہی رہنے دیجئے۔ میں یہاں سے چلی گئی تو اس ملک کے رکھوالوں کے چہرے پر سیاہی کون پوتے گا میرے سوا اور کون عینی شاہد ہے جو یہ بتائے گا کہ یہاں درندوں کو انسانوں کا محافظ بنا دیا گیا ہے

اس عورت کے بیان پر چند سفید پوش غنڈوں کی گرفتاری بھی عمل میں آئی ہے جن میں موہن مہتو وارڈ کمشنر اور رام چندر چورسیا وارڈ کمشنر کے نام قابل ذکر ہیں۔

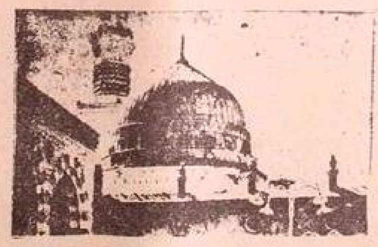
۱۸ر نومبر کو وزیر اعظم کے ہاتھ میں مسلمانوں کی طرف سے جو عرضداشت دی گئی تھی اس میں بتایا گیا کہ ۲۶ر اکتوبر کو ضلع مجسٹریٹ نے ایک میٹنگ بلوائی تھی جس میں شہر کے چند سرکردہ مسلمانوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اس میٹنگ میں ایس۔ ڈی۔ او صاحب نے بتایا کہ وشو ہندو پریشد اور نگر پوجا سمیتی کی درخواست کے مطابق مطابق یہاں ۳۱ر اکتوبر سے ۵ر نومبر تک رام شیلاؤں کے چھوٹے چھوٹے جلوس شہر میں گشت کریں گے۔ پھر ۶ر نومبر کو پورے ضلع کے پانچسو گاؤں سے رام شیلاؤں کے جلوس جس میں تقریباً ایک لاکھ ہندو ہوں گے۔ وشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل کی قیادت میں شیر شاہ تالاب پر جمع ہوں گے۔ اور مسلم محلوں اور بازاروں میں ہوتے ہوئے پورے شہر کا گشت کریں گے۔ پھر

۷ر نومبر کو یہاں کے مختلف اضلاع سے رتھ یاترائیں شام تک یہاں آئیں گی اور ۸ر نومبر کو ریلوے میدان میں وشو ہندو سمیلن ہوگا۔ جس میں دو لاکھ ہندوؤں کی شرکت کا امکان ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ جلوس کی شکل میں شہر کا گشت کر کے اجودھیا کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔ ایس۔ڈی۔او صاحب نے یہ ساری تفصیلات بتانے کے بعد اطلاع دی کہ انتظامیہ نے ان سارے پروگراموں کی منظوری دے دی ہے۔ اس پر مسلمانوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ ابھی چند روز ہوئے یہاں فساد ہو چکا ہے جس کا اثر اب تک باقی ہے۔ ان حالات میں اس طرح کا پروگرام ہرگز قرین مصلحت نہیں ہے۔ مسلمانوں کی اس گذارش کو انتظامیہ نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

دوسرے دن ۲۷ر اکتوبر کو اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حکومت نے بہار کے بارہ حساس ضلعوں میں رام شیلا جلوس پر پابندی لگا دی ہے۔ ان بارہ اضلاع میں سہسرام بھی شامل تھا۔ اس لیے اس بنیاد پر پھر مسلمانوں نے بہت سے دستخطوں کے ساتھ ضلع مجسٹریٹ کو ایک درخواست دی کہ نئے آرڈر کے تحت جلوس کی اجازت منسوخ کر دی جائے۔ مگر مقامی انتظامیہ اپنی ضد پر قائم رہی۔

چنانچہ پروگرام کے مطابق یکم نومبر کی شام ہی سے یہ اشتعال انگیز نعرے لگاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے جلوس مسلم محلوں سے گذرنے لگے۔ کہ پانچ وقتی چھوڑنا ہوگا رام رام جپنا ہوگا۔ جس ہندو کا خون نہ کھولے خون نہیں وہ پانی ہے۔ ان ایام میں مسلمانوں نے جس صبر و ضبط کا ثبوت دیا۔ اس کی مثال مشکل ہی سے کہیں ملے گی۔ انتظامیہ بھی حوصلہ افزائی کے جذبے میں دل آزاریوں کا یہ سارا تماشہ چپ چاپ دیکھتی رہی۔

۲ر نومبر کو حکومت بہار کی وزارتی کابینہ نے پوری ریاست میں ہر طرح کے جلوس پر مکمل پابندی عائد کر دی۔ لیکن مقامی وزیر پنڈت گریش نرائن مشرا نے دیہاتوں سے آنے والے جلوسوں کی بذات خود قیادت کر کے اپنے ہی منتری منڈل کے فیصلے کی دھجی اڑا دی۔



۴ر نومبر کو ایک بجے دن تک ضلع کے مختلف حصوں سے تقریباً ایک لاکھ ہندو شہر میں جمع ہو گئے جن کے ساتھ بہت سے ٹریکٹر بھی تھے۔ جن پر لڑائی کے ذریعہ اور ہر طرح کے مہلک ہتھیار لدے ہوئے تھے۔ اس موقع پر بی۔ایم پی کے دستے جلوس کی نگرانی کرنے کے بجائے مسلم محلوں میں بٹھا دیے گئے۔ جو مسلمانوں کے گھروں اور کھڑکیوں کی طرف بندوقیں تانے کھڑے ہوئے تھے۔

جیسے ہی جلوس کا اگلا حصہ جی ٹی روڈ پر پہنچا اور پچھلا حصہ منڈی کے پاس تھا۔ جواہر مہتو نام کے ایک مشہور شرپسند نے منڈی کشور کے پاس پہلے سیٹی بجائی۔ اس کے بعد ایک زوردار پٹاخہ چھوڑا۔ یہ فساد شروع کرنے کا ایک سگنل تھا۔ اور اس کے فوراً بعد منڈی کشور سے لے کر دھرم شالہ روڈ اور جی ٹی روڈ تک مسلمانوں کے گھروں اور دکانوں میں آتشزنی اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا ایک طرف مسلمانوں کی دوکانیں لوٹی جا رہی تھیں ان کے گھر پھونکے جا رہے تھے اور دوسری طرف بی۔ایم۔پی کے بہادر جوان مسلمانوں کے گھروں پر فائرنگ کر رہے تھے۔ اسی موقع پر پولس کی گولی سے سرفراز خاں نام کا نوجوان ہلاک ہو گیا۔ (باقی صفحہ ۴۹ پر)

# ہندوستان کے مسلم شاہی خانوادے

مولانا بدر القادری، اسلامک اکیڈمی ہالینڈ

ہم سطور ماسبق میں بیان کر آئے ہیں کہ ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی آمد کب سے شروع ہوئی اور ہماری مشہور تاریخی کتابوں میں عرب سپہ سالار حضرت محمد بن قاسم کی آمد، ان کے ہاتھوں راجہ داہر کی شکست، سندھ و ملتان کی وجہ اتنا غیر معمولی واقعہ تھا جس نے اس سے قبل کی چھوٹی چھوٹی فتوحات کو اپنی روشنی سے ماند کر دیا حضرت محمد بن قاسم الثقفی کے بعد — انقلاب انگیز مسلم سلاطین میں سلطان محمود غزنوی کا نام نامی آتا ہے جن کا دار السلطنت ۳۸۷ھ/۹۹۷ء تا ۴۲۱ھ/۱۰۳۰ء تک رہا۔ اس زمانہ میں انھوں نے فتوحات کے عظیم کارنامے انجام دیے۔ اور ۱۰۰۱ء سے ۱۰۲۷ء تک ہندوستان کے جن علاقوں کو فتح کیا ان کے مرکزی مقامات کے نام اس طرح ہیں، لاہور، ملتان پشاور، راولپنڈی، نگرکوٹ، کانگڑھ، تنوج، متھرا، اجمیر، سومنات، پنجاب، اور انہی کے بھانجے سید سالار مسعود غازی نے علاقہ پورب میں پہنچکر ستر کھ کو اپنا صدر مقام قرار دیا اور پورب کے وسیع علاقے کو اسلام کی آواز سے روشناس کرایا۔ حتی کہ خود بہرائچ میں ہمیشہ کے لیے آرام پذیر ہو گئے۔ (جس کا تذکرہ اسی کتاب میں الگ عنوان کے ساتھ موجود ہے) ۵۸۹ھ/۱۱۸۴ء میں سلطان محمد غوری (۵۵۶ھ/۱۱۷۱ء تا ۶۰۲ھ/۱۲۰۶ء) نے راجہ جے چند کو شکست دی اور دہلی، اجمیر، قنوج کو پھر اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔ اس کے بعد سلطان محمد غوری کا ترک نژاد غلام قطب الدین ایبک ہندوستان میں اس کا نائب سلطنت ہوا۔ جس نے خاندان کی بنیاد رکھی۔ اس بادشاہ نے ہندوستان کو قطب مینار عطا کیا۔ جو ایک باوقار مسجد کے ساتھ وابستہ مسلمانوں کی عظمت کا قصیدہ



بڑھ رہا ہے۔ خاندانِ غلامان کی حکومت مجموعی طور پر ۸۵ سال رہی۔ جس میں رضیہ سلطانہ جیسی غیور وطن دوست اور فیاض سلطانہ بھی حکمران ہوئی۔ جس کی رعایا پروری اور سخاوت آج بھی ہندوستانی تاریخ کی زینت ہے۔ اسی خاندان میں ناصر الدین محمود بھی پیدا ہوا۔ جو غلامان خاندان کا آٹھواں حکمران ہوا۔ جس نے نہایت انصاف اور دیانت داری سے حکومت کی کہ حکومت کے خزانے سے اپنے خرچ کے لیے کچھ لینا حرام سمجھتا تھا۔ اپنا گزر بسر قرآن مجید کی کتابت سے کرتا تھا۔ اس کا جانشین غیاث الدین بلبن ہوا۔ جو بڑی شان وشوکت اور رعب و دبدبہ کا بادشاہ ہوا ہے۔ بالآخر نیک سیرت، پاکیزہ خصلت خاندان غلامان میں جلال الدین خلجی نامی بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھا اور اپنی عیاشی اور تن آسانی کے سبب علاؤ الدین خلجی کے ہاتھوں تخت وتاج سے محروم کیا گیا۔ اور غلامان خاندان کی سلطنت اسی پر ختم ہوئی۔

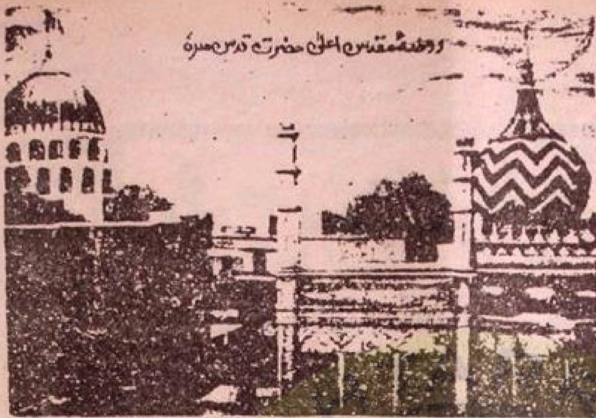
خاندان غلامان کے حکمران

۱۔ قطب الدین ایبک

سنہ ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء تا ۶۰۶ھ ۱۲۱۰ء

۲۔ آرام شاہ بن قطب الدین

سنہ ۶۰۶ھ ۱۲۱۰ء تا ۶۰۷ھ ۱۲۱۱ء




۳۔ شمس الدین التمش

سنہ ۶۰۷ھ ۱۲۱۱ء تا ۶۳۳ھ ۱۲۳۶ء

۴۔ رکن الدین فیروز بن شمس الدین

سنہ ۶۳۳ھ ۱۲۳۶ء

۵۔ رضیہ سلطانہ سنہ ۶۳۴ھ ۱۲۳۶ تا سنہ ۶۳۷ھ ۱۲۳۹ء

۶۔ معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین

سنہ ۶۳۷ھ ۱۲۳۹ء تا ۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء

۷۔ علاؤ الدین مسعود شاہ بن رکن الدین فیروز سنہ ۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء تا سنہ ۶۴۴ھ ۱۲۴۶ء

۸۔ ناصر الدین محمود سنہ ۶۴۴ھ ۱۲۴۶ء تا سنہ ۶۶۴ھ ۱۲۶۶ء

۹۔ غیاث الدین بلبن

سنہ ۶۶۴ھ ۱۲۶۶ء تا ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء

۱۰۔ کیقباد (غیاث کا پوتا)

سنہ ۶۸۵ھ ۱۲۸۶ء تا سنہ ۶۸۷ھ ۱۲۸۸ء

غلامان خاندان کے ننگ اسلاف کیقباد کے ہاتھوں اس خانوادہ سے حکومت منتقل ہوکر خلجی سلاطین کے ہاتھوں میں آئی۔ گوالیار اور اجین تو غلامان دور ہی میں ختم ہو چکے تھے۔ خلجی حکمرانوں نے اپنی حکومت میں مزید وسعت دی اور گجرات و منتھبور جسلمیر اور دکن کو اپنی قلمرو میں داخل کیا۔ اپنی رعایا کی آسائش و آرام کے لیے نت نئے اصول وقوانین و قواعد جاری کیے اور خوشحالی کی راہیں بنائیں۔ اشیاء کی قیمتوں میں کمی کی اور حصول معاش کے ذرائع میں سہولتیں پیدا کیں۔ جرائم کے خاتمہ کے لیے نشہ آور اشیاء پر پابندی عائد کی۔ مورخین کا بیان ہے کہ خلجی دور ہی میں عربی ایرانی ترکی افغانی تاتاری اور ہندوستانیوں کے میل ملاپ سے اردو زبان کی داغ بیل پڑی شاہان خلجی کا زمانہ صرف ۳۳ سال رہا۔ جس میں تین حکمران ہوئے۔ اس خانوادہ کے زوال کے

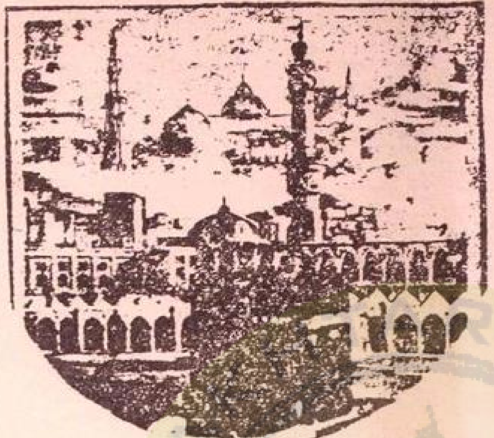
ساتھ ہی شاہان تغلق کے عروج کی تاریخ شروع ہوئی۔ خلجی حکمرانوں کے نام اور مدت حکومت ملاحظہ کریں۔

۱۔ جلال فیروز خلجی ۶۸۷ھ/۱۲۸۸ء تا ۶۹۵ھ/۱۲۹۵ء

۲۔ علاء الدین خلجی ۶۹۵ھ/۱۲۹۵ء تا ۷۱۶ھ/۱۳۱۶ء

۳۔ قطب الدین مبارک بن علاؤ الدین خلجی ۷۱۶ھ/۱۳۱۶ء تا ۷۲۱ھ/۱۳۲۱ء

خلجیوں کے زوال کے بعد ترکستان کے وہ رؤسا جو سندھ میں آبسے تھے اور حرب وضرب میں اپنی مثال آپ تھے۔ اور خلجی ودیگر ادوار میں ان کے سپاہیانہ کارناموں نے مسلمانوں کے قدم اس ملک میں مزید مستحکم کردیئے تھے۔ م انھوں نے حکومت قائم کی۔ اس حکومت کا بانی غیاث الدین تغلق تھا۔ یہ اپنے تدبر اور بہادری میں مشہور تھا۔ اس کے بیٹے سلطان محمد تغلق کو علوم دینیہ میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ بڑے جلال وجبروت کا حکمران ہوا ہے۔ اور اس خاندان کے تیسرے حکمران فیروز شاہ تغلق کے بارے میں تاریخ بتاتی ہے کہ اس نے رفاہ عام کے بہت سے کام کیے۔ اس خاندان میں آٹھ بادشاہ ہوئے ہیں اور ۹۳ سال تک ہندوستان پر ان کے ذریعہ امن و



امان انصاف وعدالت کا دور دورہ تھا۔ کسی غیر مسلم رعایا پر غلط نگاہ ڈالنے والے شہزادے کو بھی حکومت کی سزا سے کوئی بچا نہیں سکتا تھا۔ ان آٹھوں کے نام حسب ترتیب اس طرح ہیں۔

۱۔ غیاث الدین تغلق ۷۲۱ھ/۱۳۲۱ء تا ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء

۲۔ محمد تغلق ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء تا ۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء

۳۔ فیروز تغلق ۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء تا ۷۹۰ھ/۱۳۸۸ء

۴۔ غیاث الدین تغلق ثانی ۷۹۰ھ/۱۳۸۸ء تا ۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء

۵۔ ابوبکر تغلق بن ظفر خاں ۷۹۱ھ/۱۳۸۹ء تا ۷۹۲ھ/۱۳۹۰ء

۶۔ ناصر الدین محمد تغلق ۳۹۲ھ/۱۳۹۰ء تا ۷۹۶ء/۱۳۹۴ء

۷۔ سکندر تغلق بن ناصر الدین محمد ۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء

۸۔ ناصر الدین محمود تغلق بن ناصر الدین محمد ۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء تا ۸۱۵ھ/۱۴۱۳ء

آخری تغلق حکمران ناصر الدین محمود کے زمانہ میں ۸۰۱ء/۱۳۹۸ء سمر قند کے بادشاہ تیمور لنگ نے ایک لاکھ کے لشکر سے غارت گری کرتے اور لوٹ مار مچاتے ہوئے دہلی پر حملہ کیا اور اُسے اجاڑ دیا ربنا کر اور اپنی جگہ سید خضر خاں کو دہلی کا نائب قرار دے کر سمر قند واپس چلا گیا۔ سید خضر خاں نے ۸۱۵ھ/۱۴۱۳ء میں تغلق خاندان کا خاتمہ کر دیا اور اس کے ذریعہ سیدوں کی حکومت شروع ہوئی۔ جس میں چار حکمران ہوئے اور ۳۷ سال تک قائم رہی

۱۔ سید خضر خاں ۸۱۵ھ/۱۴۱۳ء تا ۸۲۴ھ/۱۴۲۱ء

۲۔ سید مبارک ۸۲۴ھ/۱۴۲۱ء تا ۸۳۷ھ/۱۴۳۳ء

۳۔ سید محمد ۸۳۷ھ/۱۴۳۳ء تا ۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء

۴۔ سید علاؤ الدین شاہ ۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء تا ۸۵۵ھ/۱۴۵۰ء

سیدوں کی ۳۷ سالہ حکومت کو لودھی خاندان کے غیور مرد بہلول لودھی نے ختم کرکے اپنی حکومت قائم کرلی جو ۷۶ سال تک رہی اور ابراہیم لودھی پر اس کا خاتمہ ہوا اس خاندان کے حکمرانوں کے نام اور مدت حکومت یہ ہے۔

۱۔ بہلول لودھی ۸۵۵ھ / ۱۴۵۰ء تا ۸۹۴ھ / ۱۴۸۸ء
۲۔ سکندر لودھی ۸۹۴ھ / ۱۴۸۸ء تا ۸۳۷ھ / ۱۴۳۳ء
۳۔ ابراہیم لودھی ۹۲۲ھ / ۱۵۱۶ء تا
۴۔ ۹۳۲ھ / ۱۵۲۶ء

لودھی خانوادہ کا دوسرا بادشاہ سکندر لودھی بڑا بیدار مغز اور جرائت مند تھا اس نے اپنے دور میں حکومت کی ساکھ کو مضبوط کیا مگر اس کے بعد ابراہیم لودھی اپنی ترشت مزاجی اور رعونت کے سبب اپنے ماتحتوں کو کنٹرول نہ کرسکا۔ بالآخر اس کے صوبیدار دولت خاں لودھی نے ہی کابل کے مغل حکمران ظہیر الدین محمد بابر کو ہندوستان پر حملہ کی دعوت دی پانی پت میں ابراہیم نے بابر سے شکست کھائی۔ اور بابر نے دہلی فتح کرکے مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔ بابر نے ۹۳۳ھ / ۱۵۲۶ء سے ۹۳۷ھ / ۱۵۳۰ء تک حکومت کی اس کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں تخت نشین ہوا۔ جس نے دس سال حکمرانی کی تھی کہ سوری خاندان کے بہادر شہ سوار شیر شاہ سوری نے قنوج کے مقام پر شکست دی اور حکومت لے لی۔ شیر شاہ سوری بڑا ہی مدبر، انصاف پسند اور رعایا پرور بادشاہ تھا۔ اس کے دور حکومت میں نقل وحمل کے لیے بڑے پیمانے پر سڑکیں بنائی گئیں جو اب تک موجود ہیں۔ اس ہر دلعزیز بادشاہ نے رعایا کے آرام کا خیال کرتے ہوئے بہت سے شفاخانے، کنویں، سرائیں، اور خانقاہ و مدارس کی تعمیر کی۔ پانچ سال کے دور اقتدار میں اس نے نہایت تیز رفتاری سے ملکی ترقی کے بڑے بڑے کام سرانجام دیئے۔ اس خاندان کے تین حکمران ہوئے ہیں۔

۱۔ شیر شاہ سوری ۹۴۷ھ / ۱۵۴۰ء تا ۹۵۲ھ / ۱۵۴۵ء
۲۔ سلیم شاہ سوری ۹۵۲ھ / ۱۵۴۵ء تا ۹۶۰ھ / ۱۵۵۳ء
۳۔ عادل شاہ سوری ۹۶۰ھ / ۱۵۵۳ء تا ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء

سوری خاندان کی حکومت محض ۱۵ سال قائم رہی۔ مگر اس مختصر عرصہ میں رفاہِ عام کے بہت سے کام ہوئے۔ ۹۶۲ھ میں نصیر الدین محمد ہمایوں نے دوبارہ سوریوں سے حکومت چھین لی۔ اور ہندوستان میں ایک نہایت مضبوط و مستحکم اور ہر دلعزیز حکومت کا دور شروع ہوا اور مغلوں نے اسے اپنا مولود و مدفن قرار دے کر اس کی آرائش و زیبائش کی اور متحدہ ہندوستان کا سب سے وسیع نقشہ مغل دور میں پہلی بار دنیا کی نظر میں آیا مغل بادشاہوں نے ہندوستان کے باشندوں پر اس لطف و مہربانی سے حکومت کی جس طرح ایک مہربان باپ اپنے وسیع خانوادہ کو پیار و محبت اور وقت ضرورت نصیحت و فضیحت کے ساتھ باندھے رکھتا ہے۔ ان کی حکومت تعصب و نفرت سے بے غبار تھی۔ ہر طبقہ کے لوگوں کو ان کی لیاقت اور قابلیت کے لحاظ سے اہم مناصب اور عہدے دیئے جاتے تھے۔ حکومت کے کلیدی عہدوں پر بڑے بڑے ہندو فائز کیے جاتے رہے اور اسی دور میں ہندوستان ایک نرالی اچھوتی تہذیب کا مولد بنا، جسے ہندوستانی تہذیب کہا جاتا ہے افسوس کہ آج اسی ہندوستانی تہذیب میں مسلم تہذیب کی چمک دمک محسوس کرکے روندنے کی کوششیں عام ہو رہی ہیں جو ایک عظیم الشان تہذیب کو پامال کرنے کی مرادف ہے مغلوں نے ۳۱۸ سال تک نہایت طولانہ حکومت کی اور اپنی حکومت ختم ہونے کے بعد بھی اسی کی مٹی میں دفن ہوئے۔ اس لیے کہ ہندوستان میں آباد ہوکر وہ خود ہندوستانی ہو گئے تھے۔ وہ ہندوستان میں اس طرح جذب ہو گئے تھے کہ ایک نہایت وسیع اور روشن تاریخ حکمرانی چھوڑنے کے بعد

وہ خود ملور ہند کی آغوش میں جذب ہوگئے۔ ظہیر الدین محمد بابر سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک اس خاندان میں ۱۵ حکمران ہوئے۔

۱۔ محمد ظہیر الدین بابر
سنہ ۹۳۳ھ / ۱۵۲۶ء تا سنہ ۹۳۷ھ / ۱۵۳۰ء

۲۔ نصیر الدین محمد ہمایوں
سنہ ۹۳۷ھ / ۱۵۳۶ء تا سنہ ۹۴۷ھ / ۱۵۴۶ء
پندرہ سال سوریوں کی حکومت کے
دوبارہ سنہ ۹۶۲ھ / ۱۵۵۴ء تا سنہ ۹۶۳ھ / ۱۵۵۵ء

۳۔ جلال الدین محمد اکبر
سنہ ۹۶۳ء / ۱۵۵۵ء تا سنہ ۱۰۱۴ء / ۱۶۰۵ء

۴۔ نور الدین محمد جہانگیر
سنہ ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء تا سنہ ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء

۵۔ شہاب الدین محمد شاہجہاں
سنہ ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ تا سنہ ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ء

۶۔ محیی الدین اورنگزیب عالمگیر
سنہ ۱۰۶۸ھ / ۱۶۵۸ تا سنہ ۱۱۱۸ھ / ۱۷۰۷ء

۷۔ معظم بن عالمگیر بہادر شاہ اول
سنہ ۱۱۱۸ء / ۱۷۰۷ تا سنہ ۱۱۲۳ھ / ۱۷۱۱ء

۸۔ معز الدین جہاندار شاہ بن معظم
سنہ ۱۱۱۸ھ / ۱۷۹۱ء تا سنہ ۱۱۲۴ھ / ۱۷۱۲ء

۹۔ فرخ سیر سنہ ۱۱۲۴ھ / ۱۷۱۲ تا سنہ ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸

۱۰۔ روشن اختر محمد شاہ
سنہ ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸ء تا سنہ ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ء

۱۱۔ احمد شاہ بن محمد شاہ
سنہ ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ء تا سنہ ۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۳ء

۱۲۔ عالمگیر ثانی بن جہاندار شاہ
سنہ ۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۳ء تا سنہ ۱۱۷۴ھ / ۱۷۶۱ء

۱۳۔ شاہ عالم ثانی بن عالمگیر ثانی
سنہ ۱۱۷۴ھ / ۱۷۶۱ء تا سنہ ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء

۱۴۔ معین الدین اکبر ثانی
سنہ ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء تا سنہ ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء

۱۵۔ بہادر شاہ ظفر بن اکبر ثانی
سنہ ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء تا سنہ ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء

شاہجہاں کے دور میں انگریز تاجر بن کر ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ اپنی عیاری مکاری سے انگریز بنگال پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ پھر شاہ عالم ثانی سے حکومت کے اختیارات لیے۔ معین الدین اکبر کو اپنا وظیفہ خوار بنایا۔ اور خاندان مغلیہ کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کو رنگون کے قید خانے میں جان دینے پر مجبور کیا اس طرح ہندوستان بھی مغلیہ سلطنت کا چراغ گل ہوگیا۔ باقی نام اللہ کا۔

ان بڑی بڑی سلطنتوں کے علاوہ مسلمانوں کی چند خود مختار ریاستیں بھی ہندوستان کی تاریخ میں علمی اور رفاعی کاموں کی بنیادوں پر ناقابل فراموش ہیں۔ تغلق حکمرانوں کے زوال پذیر ہونے کے بعد چند ریاستیں خود مختار ہوگئیں، اور ہر ایک نے خود اپنی حکومت کا اعلان کر دیا۔ جس میں ایک ریاست بنگال بھی تھی۔ اس حکومت کا بانی شمس الدین بھنگرہ تھا۔ یہ حکومت سنہ ۷۴۲ھ / ۱۳۳۸ء سے قائم ہوکر سنہ ۹۸۲ھ / ۱۵۳۵ تک قائم رہی۔ اسی طرح

اسی طرح جونپور میں مشرقی سلاطین کی حکومت سنہ ۹۵۷ھ / ۱۳۹۴ء سے ۹۸۲ھ / ۱۵۳۹ء تک قائم رہی۔ اس کا بانی خواجہ جہاں ملک اشرق تھا۔ شمالی ہند کی علمی اور دینی تاریخ میں اس کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اسی دور میں خطۂ پورب کو بغداد اور کوفہ کی ہمسری کا شرف حاصل ہوا۔ ولیم۔ ایل لینگز اپنی انسائیکلو پیڈیا میں لکھتا ہے۔

"اس سلطنت کا دوسرا بادشاہ ابراہیم مراقی (سنہ ۱۴۰۳ء تا سنہ ۱۴۳۶ء) بڑھا پڑھا لکھا اور علم وفن کا خاص مربی تھا۔

کشمیر میں شاہ مرزا (سنہ ۱۳۴۶ء تا سنہ ۱۳۳۹ء) نے اپنی حکومت کی بنیاد رکھی۔ جو نہایت شان کے ساتھ ڈھائی سو سال تک قائم رہی۔ شاہ مرزا یا (شاہ میر) ایک پراسرار درویش تھے۔ ان سے پہلے کے غیر مسلم حکمرانوں نے وہاں مالیہ کی شرح بہت بڑھا رکھی تھی۔ انھوں نے پیداوار کا صرف ۱/۲ حصہ مقرر کیا۔ اس خاندان میں کئی بیدار مغز حکمران پیدا ہوئے۔

مالوہ میں سلطان شہاب الدین غوری کے خاندان کے دلاور خاں نامی فرد نے اپنی خود مختار حکومت سنہ ۸۰۳ھ / ۱۳۹۲ء میں قائم کی جو سنہ ۹۴۳ھ / ۱۵۳۱ء تک قائم رہی پھر گجرات کی حکومت میں ضم کر لی گئی

شاہان مالوہ کے دم قدم سے اسلام کے علوم کو بہت فروغ ملا۔

# خبریں

## ادارۂ شرعیہ پٹنہ میں ملک العلماء فاضل بہاری کا عرس شریف

### جون میں ملک العلماء کی حیات وخدمات پر سیمینار منعقد کرنے کا فیصلہ

۱۷ر جنوری کو بعد نماز مغرب ادارۂ شرعیہ بہار کی عمارت میں ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین احمد قادری رضوی فاضل بہاری کا عرس شریف منایا گیا۔ ان کی حیات مبارکہ اور ان کے علمی کارناموں پر حضرت مولانا مفتی حسن رضا نوری اور مولانا زاہد حسین صاحب نے نہایت بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ اخیر میں سربراہ ادارہ علامہ ارشد القادری نے مجمع سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت ملک العلماء صوبۂ بہار کی ایک ایسی مسلم الثبوت شخصیت تھے کہ ان کی علمی جلالت، اور ان کے فضل وکمال کی برتری سے ان کا دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ایک عرصۂ دراز تک وہ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ کی مسند تدریس سے وابستہ رہے۔ اور اپنے حلقہ درس سے سیکڑوں باکمال علماء اُنھوں نے پیدا کیے حضرت موصوف امام اہل سنت علامہ شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے ارشد تلامذہ میں تھے علم توقیت اور فن ہیئت میں وہ اپنے اُستاد کے تنہا جانشین تھے اُنھوں نے اس فن میں اتنا کمال اور رسوخ پیدا کر لیا تھا کہ اپنے عہد میں پورے ملک کے اندر ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اس فن پر علم التوقیت کے نام سے ان کی ایک گراں بہا تصنیف بھی ہے جو نماز پنجگانہ اور افطار وسحر کے اوقات معلوم کرنے کے لیے آج سارے اہل اعلم کا ماخذ سمجھی جاتی ہے۔ علم حدیث میں صحیح البحاری کے نام سے ان کی ایک بلند پایہ تصنیف ہے جو سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ اپنی اس عجیب وغریب کتاب میں اُنھوں نے وہ ساری حدیثیں جمع کر دی ہیں جن سے حنفی مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ اپنی اس کتاب کے ذریعہ اُنھوں نے مہر نیم روز کی طرح اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ حنفی مذہب کی بنیاد قیاس پر نہیں بلکہ صحیح حدیثوں پر ہے۔

حضرت علامہ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ تاریخ اہل علم کی اس غفلت کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ کہ صوبۂ بہار کی اس نادر روزگار شخصیت پر اب تک کوئی علمی کام نہیں کیا گیا۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت ملک العلماء کے وہ سیکڑوں تلامذہ جو آج علم وفضل کے ماہ ونجوم کی طرح جگہ جگہ چمک رہے ہیں۔ ان کا اخلاقی فرض تھا کہ وہ اپنے استاد کے علمی کمالات اور ان کی بے مثال شخصیت کے محاسن سے دنیا کو روشناس کراتے۔

حضرت علامہ نے اپنی تقریر

ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ملک العلماء کے خرمن علم کے جو خوشہ نشین اور صحبت یافتہ علماء آج زندہ ہیں اگر یہ بھی دنیا سے اُٹھ گئے تو ماضی کا ایک ورثہ ضائع ہو جائے گا۔ اس لیے ادارۂ شرعیہ کی جانب سے میں اعلان کرتا ہوں کہ پٹنہ میں حضرت فاضل بہاری کی حیات و خدمات پر ایک سمینار منعقد کرنے کا ہم نے فیصلہ کیا ہے جس کا باضابطہ اعلان ہم جلد ہی کریں گے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ صوبۂ بہار کے اہلِ علم ہماری اس تحریک کا خیر مقدم کریں گے۔

## امام احمد رضا ہال کی تکمیل

احباب اہلسنت کے لیے یہ بات نوید مسرت سے کچھ کم نہیں کہ الجامعۃ الرضویہ پٹنہ کے زیر اہتمام زیر تعمیر احمد رضا ہال پایۂ تکمیل تک پہنچ گیا ہے۔

جامعہ کے اراکین نے یہ بھی طے کیا ہے کہ بھاگلپور، سہسرام سیتا مڑھی وغیرہ میں فسادات کے دوران جو بچے یتیم ہو گئے ہیں یا جو والدین (گارجین) مفلس و قلاش ہو گئے ہیں۔ ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت، قیام و طعام و دیگر اخراجات جامعہ برداشت کرنے کے لیے تیار ہے۔ قوم و ملت کے مخیّر حضرات کے تعاون کے بھروسہ پر یہ بارگراں اُٹھانے کے لیے ہمارے اراکین تیار ہیں لہٰذا ہمدردان ملت سے اپیل ہے کہ وہ ایسے بچوں کو الجامعۃ رضویہ پٹنہ پہونچا دیں تاکہ وہ آسانی کے ساتھ جامعہ پہنچ جائیں۔

المعلن:

(مولانا) محمد قمر الزماں نوری۔
صدر المدرسین الجامعۃ الرضویہ
مغلپورہ پٹنہ سیٹی ۸

## صوفی باصفا حضرت علامہ حافظ قاری عبد اللطیف کا انتقال

یہ خبر پوری دنیائے اہلسنت میں نہایت غم واندوہ کے ساتھ سنی جائے گی کہ بتاریخ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۸۹ء بہ شب اتوار بمقام سیکری ضلع مظفر نگر یوپی سیدنا حضور صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے خاتم الخلفاء بلبل صابری شیخ طریقت حضرت مولانا حافظ قاری عبد اللطیف صاحب نعیمی صابری اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف اپنے وقت کے درویش کامل، صوفی باصفا اور شریعت و طریقت کی بہت ساری خوبیوں کے حامل تھے۔ سیکڑوں علماء اور دسیوں ہزار عوام و خواص نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ اور آپ کے صاحبزادہ اکبر حضرت قاری لطف الرحمٰن صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور وطن مالوف قصبہ سیکری میں ہی مدفون ہوگئے۔

## تحفظ عظمت رسالت کانفرنس

سرزمین پپرا ماہم (متصل سعد اللہ نگر بازار ضلع گونڈہ، یوپی) پر الجامعۃ الحشمتیہ نور العلوم کے زیر اہتمام مورخہ ۲۸، ۲۹ فروری سنہ ۱۹۹۰ء بروز اتوار پیر، تحفظ عظمت رسالت کانفرنس پورے اسلامی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک و بیرون ملک کے سیکڑوں علمائے اہلسنت مشائخ طریقت مفتیان شریعت دانشوران ملت اور شعرائے اسلام کا مقدس نورانی قافلہ جلوہ افروز ہو رہا ہے۔

المعلن

اراکین تحفظ عظمت رسالت کانفرنس

# ادارہ شرعیہ بہار کی طرف سے مظلومین بھاگلپور کے درمیان سلائی کی پچاسی مشینیں تقسیم کی گئیں

۸ر جنوری کو عیدگاہ شاہ جنگی پیر بھاگلپور کے میدان میں مظلومین کے درمیان سلائی مشینیں تقسیم کرنے کے لیے ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت کے فرائض نامور عالم دین مفتی شاہ جہاں صاحب بھاگلپوری نے انجام دیئے۔

مشینوں کے لیے فساد زدہ علاقوں سے کئی سو درخواستیں موصول ہوئی تھیں۔ جن میں سے جانچ پڑتال کے بعد ایک سو پچاسی افراد کو صحیح مستحق قرار دیا گیا۔ جن کا ذریعہ معاش ٹیلرنگ کا پیشہ تھا اور وہ فساد میں ختم کر دیا گیا تھا۔

چونکہ امیدوار زیادہ تھے اس لیے پچاسی مشینیں قرعہ اندازی کے ذریعہ امیدواروں کے درمیان تقسیم کی گئیں۔ جن میں پچھتر ۷۵ مرد اور دس بیوہ عورتیں تھیں۔ علامہ ارشد القادری کی ہدایت کے مطابق قرعہ اندازی کا کام ادارہ کے ناظم جناب حاتم عالم خاں حبیبی کے ذریعہ عمل میں آیا۔ جبکہ اناؤنسر کا فریضہ کیمپ کے انچارج مولانا غلام رسول بلیاوی نے انجام دیا مشینوں کے ساتھ لوگوں کو ایک ایک قیمتی قینچی بھی دی گئی۔

پچاسی مشینوں میں سے پچیس مشینیں مولانا سراج ازہر اور مولانا اطہر حسین کے ذریعہ آل انڈیا تبلیغ سیرت بمبئی کی طرف سے موصول ہوئیں۔ جبکہ بیس ۲۰ مشینیں جمشید پور کے رئیس اعظم جناب طیب خاں صاحب کنٹراکٹر نے عنایت فرمائیں اس تقریب میں شہر اور دیہات کے تقریباً ایک ہزار افراد نے شرکت فرمائی۔ متعدد اخبارات کے نمائندے بھی شاہد کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

علامہ ارشد القادری کی خواہش کے مطابق قرعہ اندازی میں جن امیدواروں کے نام نہیں آئے انہیں جلد ہی مشینیں فراہم کی جائیں گی۔

المعلن:

غلام جیلانی۔ ناظم اشاعت ادارۂ شرعیہ بہار، سلطان گنج پٹنہ ۶

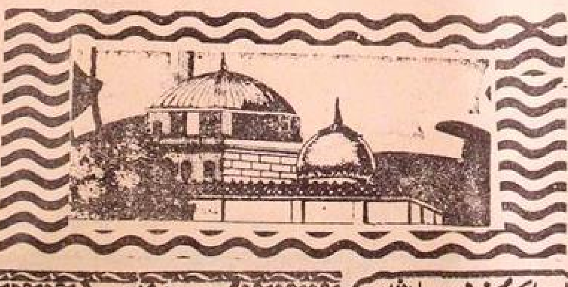
# جمال مصطفیٰ کانفرنس
## زیر اہتمام الجامعۃ الرضویہ

پٹنہ ۸ر

جملہ برادران اسلام و احباب اہلسنت کے لیے یہ خبر یقیناً مسرت بخش ہوگی کہ شہر عظیم آباد کی مرکزی درسگاہ الجامعۃ الرضویہ پٹنہ کے زیر اہتمام ساتویں سالانہ جمال مصطفےٰ کانفرنس حضور شیخ طریقت مفتی اعظم حضرت علامہ الشاہ اختر رضا خاں ازہری قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی سرپرستی میں آئندہ ۳ر مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہو رہی ہے۔ علماء کرام کے اسمائے گرامی کے لیے ماہنامہ "سنی دنیا" بریلی کا اگلا شمارہ ملاحظہ فرمائیے۔ کانفرنس سے چند روز قبل تفصیلی پوسٹر بھی شائع کیا جائے گا۔

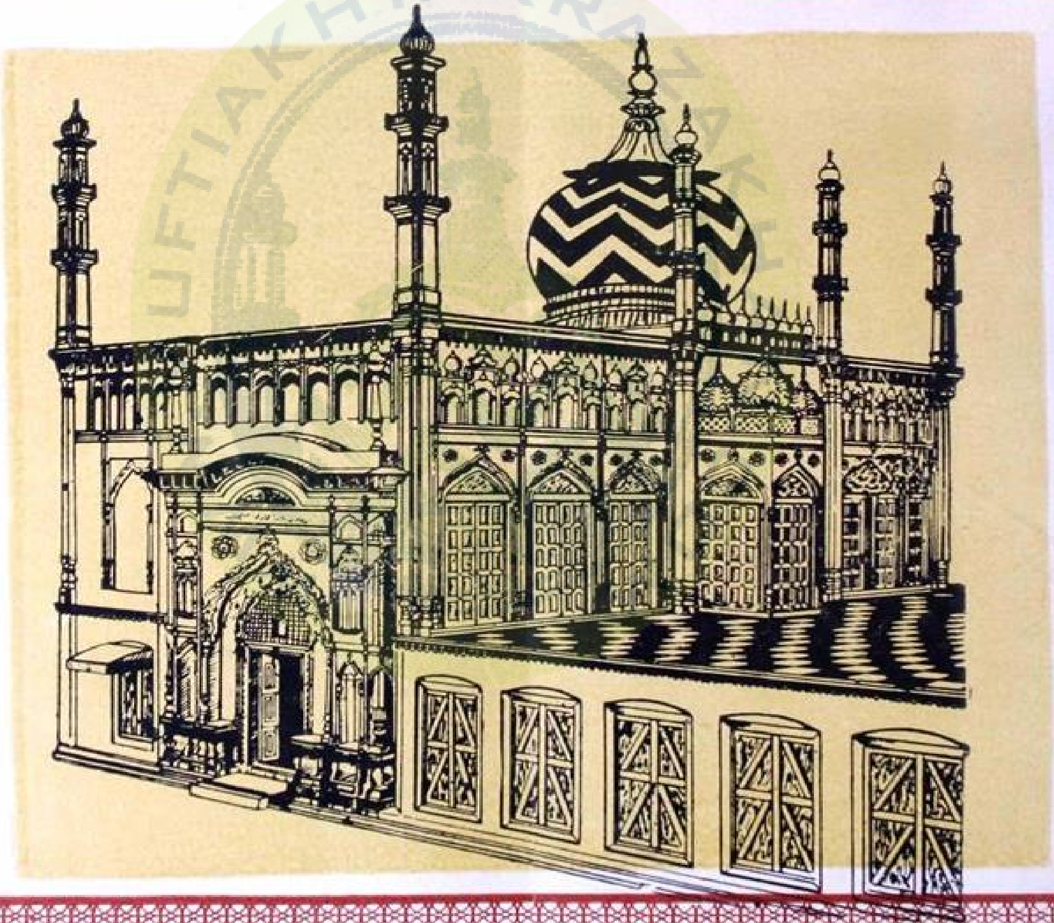
لہٰذا جملہ برادران اسلام سے گذارش ہے کہ ہر سال کی طرح امسال بھی کثیر تعداد میں شریک کانفرنس ہوکر ثواب دارین سے مالامال ہوں۔

المعلن: مولانا محمد قمر الزماں نوری صدر المدرسین الجامعۃ الرضویہ، مغلپورہ پٹنہ سیٹی نمبر ۸



ماہنامہ

# سنی دنیا



89

ونگراں:

مدیر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار : حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ
بظل عاطفت : حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمۃ

# ماہنامہ سُنّی دنیا بریلی شریف

جلد ۸ ـــــــ شمارہ ۸۸
مارچ ۱۹۹۰ء، مطابق، شعبان ۱۴۱۰ھ

ایڈیٹر
عبد النعیم عزیزی علیگ

## شرح خریداری

قیمت فی شمارہ ـــــــ
سالانہ ـــــــ ۵
غیر ممالک سے ـــــــ ۵۰
ـــــــ ۲۵۰

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر، بی، آر، ۱۵۷
رجسٹریشن نمبر
REGDNOX II7 (82)
VOL-3

فون ـــــــ
۲۱۶۶ ـــــــ



مقام اشاعت ـــــــ ۸۲، سوداگران رضا نگر بریلی شریف
مطبوعہ ـــــــ صائمہ آفسیٹ پریس خواجہ قطب بریلی شریف

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ،
منیجر سنی دنیا
۸۲، سوداگران رضا نگر پوسٹ بکس ۲۳۵
بریلی شریف (یوپی)

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں۔
منیجر

# بابِ سخن

عبد النعیم عزیزی

## اب ایک اور حملہ

مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے بزرگوں و مسلم بادشاہوں پر بھانت بھانت کے حملے ہو رہے ہیں۔ مسجدوں، قبرستانوں اور دوسرے اسلامی شعائر کی بے حرمتی اور ان پر غاصبانہ قبضہ اب ہندوستان میں ایک عام بات ہو کر رہ گئی ہے۔ حکومت نے کبھی اس طرح کی مذموم حرکت کرنے والوں سے سختی نہیں برتی اور نہ ہی انہیں سزائیں دیں اس لئے ان کی ہمتیں دن بدن بڑھتی ہی چلی جا رہی ہیں۔

بھارتی مسلمان بھی اس سلسلہ میں کوئی سخت قدم نہ اٹھا سکے لہٰذا فرقہ پرست عناصر کی رسی ڈھیلی ہوتی گئی، ابھی تو مسلمان بابری مسجد ہی کا رونا رو رہا ہے اور جانے کتنے مساجد و مقابر زد میں ہیں کہ ایک اور فتنہ کھڑا ہو گیا اور ہند کے راجہ حضرت خواجہ کی خانقاہ کو شیو مندر بتا کر حضرت غریب نواز کی شان میں گستاخی کا ایک نیا دروازہ کھولا گیا۔

اردو ہفت روزہ نئی دنیا دہلی کی اطلاع کے مطابق "پندرہ روزہ اخبار "پبلک ایشیا" دہلی نے ۱۶ ر تا ۳۱ ر جنوری سنہ ۹۰ء اشاعت میں ایک نہایت ہی زہریلا مضمون شائع کیا ہے اور اس مضمون میں اس اخبار کی مدیرہ پرتیما چترویدی نے اپنی خباثت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے ہند کے راجہ حضرت خواجہ خواجہ، خواجگاں آفتاب ہندوستان۔ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی درگاہ مقدس کو "شیو مندر" قرار دیا ہے اور مزید دریدہ دہنی و چڑیل پن کا ثبوت دیتے ہوئے سرکار غریب نواز کو معاذ اللہ عیاش و اوباش اور جوتشی لکھا ہے۔ علاوہ ان شیطانی کلمات کے ان پر اور بھی نہایت گھناونے الزامات عائد کئے ہیں۔ حضرت خواجہ۔ جن کے مزار پر آج بھی ہر سال ہزاروں ہند و حاضر ہوتے ہیں اور شہر اجمیر مقدس کے جانے کتنے دکاندار دکان کھولنے سے پہلے ان کی چوکھٹ چومکر تب اپنی دکانوں پر جاتے ہیں کیا یہ ہندو بھی حضرت غریب نواز کی شان میں اسی طرح کی گستاخی برداشت کر سکیں گے۔ کوئی بھی معقول اور سنجیدہ بھارتی اس طرح کی بکواسوں کو برداشت نہیں کر سکے گا۔

آج پورے ملک میں اس مدیرہ خبیثہ کی دریدہ دہنی اور بدسرشتی کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں۔ حکومت ہند کو چاہیئے کہ فوراً پبلک ایشیا کے اس شمارہ کو ضبط کر کے اس مدیرہ کو گرفتار کرے اور اس پر مقدمہ چلا کر اسے عبرتناک سزا دے۔ جس پریس میں یہ اخبار چھپتا ہے اس کے خلاف بھی کاروائی کر کے

اس میں تالا ڈلوا دے اور اس اخبار کا ڈکلیریشن ضبط کرے۔

مسلمانوں سے بھی یہ کہنا ہے کہ آخر ہم کب تک اسطرح کے ظلم وستم اور تذلیل و تحقیر برداشت کرتے رہیں گے اور ہماری غیرت سوتی رہے گی۔

ہر مسلمان۔ عالم یا غیر عالم۔ دولت مند یا غریب۔ ہر ایک کا یہ دینی و ملی فریضہ ہے کہ اس طرح کے حملہ کے خلاف نہ صرف یہ کہ احتجاج ہی کرے بلکہ اپنے اندر اتنی ہمت بھی پیدا کرے کہ آئندہ کوئی بھی اس طرح کی مذموم حرکت اور جارحانہ حملہ کی جرأت نہ کر سکے اور یہ کام صرف اسی وقت ممکن ہے جب مسلمان اپنے دین میں مکمل طور سے داخل ہو کر اپنے آپ کو حقیقی مسلمان بنالے گا۔ اس وقت اگر ان کی تعداد بہت کم بھی ہوگی تب بھی وہ کسی سے کسی محاذ پر شکست نہ کھا سکیں گے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے اپنے لوگ نمائشی امور اور بیجا نیتا گری چھوڑ کر اسلامی اصولوں آدرشوں اور فلسفوں پر عمل کریں۔ ہمارے علماء کی ذمہ داری سب سے زیادہ ہے کہ وہ ہر میدان میں مذہبی تعلیمی، سماجی، معاشی وسیاسی، مسلمانوں کی سچی رہنمائی کریں اور جھوٹی انا کا ڈرامہ نہ رچا کر۔ رضائے الٰہی و رضائے رسالت پناہی کی خاطر۔ غلبۂ اسلام اور قوم و ملت کی بھلائی کی خاطر عملی جدوجہد کریں آپسی اختلافات وچپقلشوں کو ختم کر کے خود بھی اتحاد و اتفاق کے بندھن میں بندھ جائیں اور قوم کو بھی اسی زنجیر محبت کا اسیر بنالیں۔

حضرت خواجہ اور ان جیسے ہمارے بزرگوں کے وجود سے ہندوستان پر رحمتوں کا سایہ ہے اور جو ان کی گستاخی کرے گا نہ وہ سرسبز رہے گا اور نہ ہی گستاخوں کے حمایتی وہ چاہے جتنی بڑی طاقت والے کیوں نہ ہوں۔ ہمارے ان بزرگوں نے اپنی زندگی میں کبھی غیرت اسلامی وانسانیت پر کوئی آنچ نہ آنے دیا اور نہ کبھی کسی مصلحت کو آڑے آنے دیا۔ انہوں نے ہمیشہ فتح و کامرانی کے دروازے کھولے ہیں کبھی ذلت وشکست کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا ہے۔ یہ زمین پر رہے تو آسمان بن کر رہے اور آج زیر زمین آرام فرما ہیں تب بھی ان کی نگاہیں لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم آج جب ان کے مزارات پر حاضر ہوتے ہیں تو ہمارا سینہ فخر سے پھول جاتا ہے تو کیا ہم ان کی توہین گوارا کر لیں گے۔

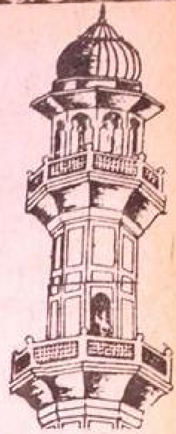
خدا ہم مسلمانوں کو اسلام و پیغمبر اسلام و اولیائے اسلام کی عزت وعظمت کی خاطر جینے اور مرنے کا حوصلہ عطا کرتے۔ آمین!

---

# کنز الایمان کا ہندی ترجمہ

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کے ہندی ترجمہ کی طباعت کا کام تیزی سے ہو رہا ہے جلد ہی ہدیہ و دیگر تفصیلات سے مطلع کیا جائے گا۔ اس ترجمہ کے خریدار صاحبان رابطہ قائم کریں۔

منیجر، ادارہ سُنّی دنیا ۸۲، سوداگران بریلی شریف



# کلامِ امام

اعلیٰحضرت امام احمد رضا
نور اللہ مرقدہٗ

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

بینواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریر دست
رہ گئیں جو پاکے جود لایزالی ہاتھ میں

جود شاہ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ
کیا عجب اڑکر جو آپ آئے پیالی ہاتھ میں

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

سایہ افگن سر پہ ہو پرچم الٰہی جھوم کر
جب لواء الحمد امت کا والی ہاتھ میں

ہر خط کف ہے یہاں اے دست بیضائے کلیم
موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں

دستگیر ہر دو عالم کر دیا سبطین کو!
اے میں قربان جان جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقف سنگ در جبیں روضہ کی جالی ہاتھ میں

کاش ہو جاؤں لب کوثر میں یوں وارفتہ ہوش
لیکر اس جان کرم کا ذیل عالی ہاتھ میں

آنکھ محو جلوۂ دیدار دل پر جوش وجد
لب پہ شکر بخشش ساقی پیالی ہاتھ میں

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا
لوٹ جاؤں پاکے وہ دامان عالی ہاتھ میں

# ضیائے قرآن

ادارہ

## کفر کیا ہے؟

کفر کے معنی چھپانا اور مٹانا ہے۔ اسی لئے جرم کی شرعی سزا کو کفارہ کہتے ہیں کہ وہ گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ ایک دوا کا نام کافور ہے۔ کہ وہ اپنی تیز خوشبو سے دوسری خوشبوؤں کو چھپا لیتا ہے۔

رب تعالٰے فرماتا ہے۔

اِنَّ تجتنِبوا کبائر مَاتنھون عنہُ نکفر عنکم سیاتِکُمُ و ندخلکُم مدخلًا کریمًا۔

اگر تم بڑے گناہوں سے بچو گے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ مٹا دیں گے اور تمکو اچھی جگہ میں داخل کریں گے۔

قرآن شریف میں یہ لفظ چند معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ناشکری، انکار، اسلام سے نکل جانا۔

رب تعالٰے فرماتا ہے۔

(۱) لئِنْ شکرتم لَازِیدَنَّکُمْ وَلئِنْ کفرتم اِنَّ عذابی لشدیدٌ ط۔

اگر تم شکر کروگے تو تم کو اور زیادہ دیں گے اور اگر تم ناشکری کروگے تو ہمارا عذاب سخت ہے۔

(۲) واشکرو لی ولَا تکفرون ہ

میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو۔

(۳) وفعلتَ فعلتکَ الّتی فعلت و انت مِنَ الکفرینَ ہ

"فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ تم نے اپنا وہ کام کیا جو کیا اور ناشکرے تھے۔"

ان آیات میں کفر بمعنیٰ ناشکری ہے۔ رب تعالٰے فرماتا ہے۔

(۱) "فمن یکفر بالطاغوتِ وَ یومِنْ باللہِ فقد استمسکَ بالعُروۃ الوثقیٰ۔"

"پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے، اس نے مضبوط گرہ پکڑ لی۔"

(۲) "یکفر بعضکم ببعضٍ وَیلعَنُ بعضکم بعضًا۔"

"اس دن تمہارے بعض بعض کا انکار کریں گے۔ اور بعض بعض پر لعنت کریں گے۔"

(۳) وَلوا کانوا بعبادتِھِمْ کافرینَ ہ

"یہ معبودان باطل ان کی عبادت کے انکاری ہو جائیں۔"

مندرجہ ذیل آیات میں کفر بمعنی انکار ہے نہ کہ اسلام سے پھر جانا۔

رب تعالٰے فرماتا ہے۔

(۱) قل یایھا الکفرون لا اعبُدُ مَا تعبدون ہ

"فرمادو کافرو میں تمہارے معبودوں کو نہیں پوجتا۔"

(۲) فبھتَ الّذی کفرَ۔

پس وہ کافر (نمرود) حیران رہ گیا۔

(۳) وَالکفرونَ ھم الظّلمُونَ ہ

"اور کافر لوگ ظالم ہیں۔"

(۴) لقد کفرالذینَ قالوا انّ اللہَ ھُوَالمسیحُ ابن مریَمَ (مائدہ)

وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا، اللہ عیسٰی ابن مریم ہیں۔

(۵) "لاتعتذروا قد کفرتم بَعد ایمانکم۔"

"بہانے نہ بناؤ۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے۔"

(۶) فمنِھُمْ مِن اٰمَنَ ومنھم مَنْ کَفَرَ۔

ان میں سے بعض ایمان لے آئے بعض کافر رہے۔

# بہارِ حدیث

ادارہ

## گداگری کی مذمت

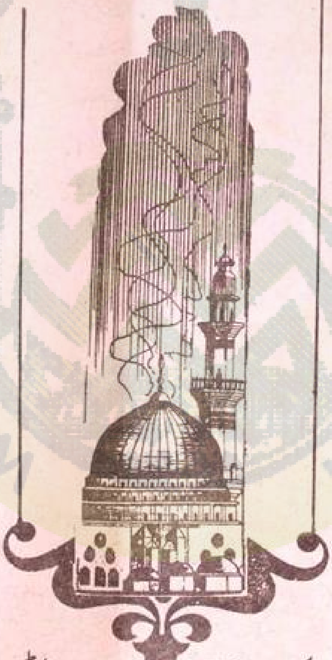
۱: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ آدمی ہمیشہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ منہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی یعنی نہایت بے آبرو ہو کر آئے گا۔

(بخاری۔ مسلم)

۲: حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنی رسّی لے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا پیٹھ پر لاد کر لائے اور ان کو بیچے اور اللہ تعالیٰ بھیک مانگنے کی بےعزتی سے اس کے چہرہ کو بچائے تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ لوگوں سے بھیک مانگے اور وہ اس کو دیں یا نہ دیں۔

(بخاری)

۳: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول



کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم ممبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ صدقہ کا اور بھیک مانگنے سے بچنے کا چرچا کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا۔

(بخاری۔ مسلم)

۴: حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ بھیک مانگنا ایک قسم کی چھیلن ہے کہ آدمی بھیک مانگ کر منہ کو نوچتا ہے تو جو چاہے اپنے منہ پر اس چھیلن کو خوب ظاہر کرے اور جو چاہے اس سے اپنا چہرہ بچائے رکھے۔ ہاں اگر آدمی حکومت والے سے اپنا حق مانگے یا ایسی بات میں سوال کرے کہ اس سے چارہ کار نہ ہو تو جائز ہے۔

(ابوداؤد۔ ترمذی)

۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ ایسا ہے کہ آگ کا ٹکڑا مانگتا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ بہت مانگے یا کم۔

(مسلم)

★

# کلامِ حسن

استاذِ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی قدس سرہٗ

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب
خوبرویوں میں نہیں تیرا جواب

حُسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

پوچھے جاتے ہیں عمل میں کیا کہوں
تم سکھا جاؤ مرے مولا جواب

میری حامی ہے تری شانِ کریم
پرسشِ روزِ قیامت کا جواب

ہے دعائیں سنگِ دشمن کا عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

پلتے ہیں ہم سے نکمے بے شمار
ہے کہیں اس آستانہ کا جواب

روزِ محشر ایک تیرا آسرا
سب سوالوں کا جواب لاجواب

کیا عمل تو نے کیے اس کا سوال
تیری رحمت چاہیے میرا جواب

پر تمہارے لطف آڑے آگئے
دیدیا محشر میں پرسش کا جواب

ہے حسنؔ محوِ جمالِ روئے دوست
اے نکیرین اس سے پھر لینا جواب

# کلامِ تاجدار

مفتی اعظم نوریؔ علیہ الرحمہ

ماہِ طیبہ نیرِ بطحا صلی اللہ علیک وسلم
تیرے دم سے عالم چمکا صلی اللہ علیک وسلم

تو ہے مظہرِ ربِ اجل ظل ہیں تیرے سارے مرسل
کون ہے ہم سر تیرا شاہا صلی اللہ علیک وسلم

تم ہو پیارے اصل ہماری سارا جہاں ہے فرع تمہاری
تم سب کی ماہیت گویا صلی اللہ علیک وسلم

تم ہو آقا معرّفِ حق کے جلوے ہو نورِ مطلق کے
تم ہو حجتِ ربِ بر اعد صلی اللہ علیک وسلم

تو ہے نائبِ ربِ اکبر پیارے ہر دم تیرے در پر
اہلِ حاجت کا ہے میلہ صلی اللہ علیک وسلم

ہر شے میں ہے تیرا جلوہ تجھ سے روشن دین و دنیا
بانٹا تو نے نور کا باڑا صلی اللہ علیک وسلم

ایماں تیری عظمت و الفت اور تصدیق و جزم نسبت
مومن وہ جس نے پایا صلی اللہ علیک وسلم

تیری ضیا سے عالم چمکا سبحان اللہ ماشاء اللہ
جلوۂ حق ہے جلوہ تیرا صلی اللہ علیک وسلم

تو چاہے وہ جو رب چاہے رب چاہے وہ تو چاہے
چاہا تیرا رب کا چاہا صلی اللہ علیک وسلم

حاضرِ در ہے نوریؔ مضطر آپ کا یہ موروثی ثنا گر
ابنِ رضا ہے خواہاں رضا کا صلی اللہ علیک وسلم

# بَابُ الاستفتاء

## مفتیٔ اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

۱۔ زید عالم ہے اور اپنے آپ کو سنی صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت کا کہتا ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ جو امام اہل سنت مجدد دین و ملت حضور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ میں اس پر عمل کرونگا چاہے قوم مسلم میرا ساتھ دیں یا نہ دیں میرے مدرسہ کے لیے امداد کریں یا نہ کریں۔ دوسری جگہ چلا جانا اور دوسری جگہ مدرسہ چلانا میں پسند کرتا ہوں۔ لیکن اعلیٰحضرت کے بتائے ہوئے مسئلہ پر عمل کرنا اور قوم کو خوش کرکے روپیہ حاصل کرنا عزت حاصل کرنا نہیں پسند کرتا یعنی بغیر چاند دیکھے یا بغیر ثبوت شرعی ملے عید الفطر کی نماز نہیں پڑھا سکتا نہ پڑھ سکتا ہوں۔

۲۔ اور بکر بوقت فعل کا مرتکب ہوگا۔ اسی وقت حکم شرع اس پر واقع ہوگا۔

بکر بھی اپنے آپ کو سُنی صحیح العقیدہ سرکار اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا ہی ماننے والا کہتا ہے اور اپنے آپ کو عالم بھی کہتا ہے۔ لیکن اس کا کہنا ہے کہ جب قوم مانے گی تو اس وقت میں سرکار اعلیٰحضرت کے قول پر عمل کروں گا۔ قوم میں اختلاف اور بدظنی پیدا کرنا قرآن کے فرمان الفتنۃ اکبر من القتل کے خلاف ہے اور حکم شرعی کسی شخص پر فوراً نہیں لگایا جا سکتا۔ اسے موقع دیکر سمجھایا جائے گا زید و بکر میں کون درست ہے اور ان دونوں کے لیے قوم کو کیا حکم ہے۔

۳۔ عمرو کا کہنا ہے کہ ایک نور اوپر اللہ بن گیا دوسرا نور نیچے محمد بن گیا۔ ایسا کہنے والا کیسا ہے اور اس شخص سے بیعت ہونا کیسا ہے اور جو لوگ بیعت ہو گئے وہ کیا کریں۔

المستفتی: نظام الدین مقام ولپوسٹ ڈیریا۔ ضلع پلامو (بہار)

**الجواب** ۷۸۶/۹۲، زید کا قول درست ہے شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کرنے میں فلاح و نجات ہے۔ بکر غلط کہتا ہے۔ شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کرنے میں کوئی فتنہ نہیں ہے۔ فتنہ یہی ہے کہ شریعت مطہرہ کی اتباع نہ کی جائے

**لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق**

اعلیٰحضرت قدس سرہ، نے جو چاند کے بارے میں فرمایا ہے وہی حکم شرع ہے۔ اس کے مطابق عمل لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ عمر کا قول غلط باطل ہے اور اللہ عزوجل کی شان میں بے ادبی ہے۔ وہ ذات عالی جسم و جسمانیت جہت و مکان سے پاک و منزہ ہے۔ اس کے لیے اوپر کا اثبات غلط و باطل ہے اور اللہ عزوجل بننے سے بھی پاک و منزہ ہے۔ یہ حادث کی شان ہے اور اللہ عزوجل حاجت سے پاک و منزہ ہے۔ وہ شخص توبہ کرے تجدید ایمان کرے بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ پھر کسی صالح پیر سے مرید ہو۔ ایسا شخص لائق پیر نہیں ہے۔ نہ اس سے مرید ہونا جائز نہ مرید رہنا روا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہٗ: قاضی عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ
مرکزی دارالافتا ۸۲ سوداگران
بریلی شریف (یوپی)

پہلی قسط

# النبی کا صحیح معنیٰ و مفہوم

از: ——— علامہ احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ

ابھی چند روز پہلے اسی رمضان شریف میں فیصل آباد سے ایک پمفلٹ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی بذریعہ ڈاک موصول ہوتی۔ اس پمفلٹ کا لکھنے والا کوئی شدید معاند معلوم ہوتا ہے، جسے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے انتہائی بغض ہے۔ وہ اعلیٰ حضرت کے معتقدین کو ملت بریلویہ سے تعبیر کرتا ہے۔

معاند مذکور نے مسئلہ علم غیب کے ضمن میں لکھا۔

(۱) اصطلاحی نبی کے معنیٰ غیب کی خبر دینے والے کے نہیں۔

(۲) اصطلاحی نبی نباء سے ماخوذ نہیں، بلکہ اصطلاحی نبی نبوۃ یا نباءۃ سے ماخوذ ہے۔ اس نے اپنی تائید میں ائمہ لغت کی جو عبارات نقل کیں۔ سب میں قطع و برید اور انتہائی خیانت سے کام لیا اور بعض مقامات پر اپنی جہالت کا بھی مظاہرہ کیا جس کی تفصیل قارئین کے سامنے آرہی ہے۔

پمفلٹ مذکور میں بروایت حاکم ایک اعرابی کا یہ واقعہ بھی نقل ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ نبی اللہ کہا۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں ہمزہ کے ساتھ نبیٔ اللہ نہیں، بلکہ بغیر ہمزہ کے نبی اللہ ہوں۔ معاند نے اس کے معنیٰ بیان کرنے میں انتہائی خیانت سے کام لیا اور اس بارے میں محدثین اور اہل لغت کے اقوال اور بالخصوص یہ قول کہ اعرابی کی یہ روایت صحیح نہیں۔ بلکہ ضعیف اور منقطع ہے، از روئے خیانت نقل نہیں کیا اور حاکم کے متساہل ہونے کو بھی نظر انداز کر دیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان سب حقائق کو دلائل کے ساتھ بیان کریں گے۔

اس معاند نے اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے ہمزہ کے ساتھ لفظ نبی کو لغتِ ردی بمعنی غیر فصیح قرار دیا۔

پھر مزید جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغیر ہمزہ لفظ نبی کو نبی بالہمزہ سے بلاغت کے اعتبار سے زیادہ بلیغ کہا جو صحیح نہیں، بلکہ بعض ائمہ کے کلام میں لفظ اجود کو نقصانِ جودت کے معنیٰ میں سمجھا اور ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیٔ کی فصاحت کے خلاف بطور استدلال کہا کہ قرآن مجید میں نبیٔ بلا ہمزہ آیا ہے اور یہ نہ دیکھا کہ ساتھ نبیٔ پورے قرآن میں حضرت امام نافع کی قرأۃ ہے

اور یہ قرآۃ ان سات قرار توں میں سے ہے جو سب متواتر ہیں اور ان کے متواتر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، جس کی تفصیل آرہی ہے۔

علاوہ ازیں اس معاند نے امام راغب اور صاحب روح المعانی پر بہتان باندھا کہ اعرابی کا منشار حضور پر کہانت کا الزام لگانا تھا۔ حضور نے یہ تنکیر فرماکر غیب ذاتی اور کہانت کے الزام سے اپنی بریت کا اعلان فرمادیا۔ اس عبارت میں انکار کی بجائے تنکیر کا لفظ معاند کی جہالت ہے اور اس مضمون کا امام راغب اور صاحب روح المعانی کی طرف منسوب کرنا، ان دونوں بزرگوں پر بہتان تراشی ہے۔ نہ امام راغب نے اعرابی کی روایت مذکور کا یہ مفہوم بیان کیا اور نہ صاحب روح المعانی نے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوسٰى کے تحت اس کہانت اور غیب ذاتی کا کوئی ذکر کیا۔

عباراتِ علماء میں اس معاند کی قطع و برید اور خیانت کے ساتھ اس کی جہالت کی تفصیل میں جانے سے پہلے نبی اور رسول کی تعریف علمائے متکلمین کی زبان سے سن لیجئے۔ اس کے بعد لفظ "غیب" اور لفظ "نبی" پر علماء مفسرین و محدثین اور ائمہ لغت کی عبارات ملاحظہ فرمائیے۔ معاند کی خیانت آپ کے سامنے بے نقاب ہو کر آجائے گی۔

(۱) نبی اور رسول کی تعریف کرتے ہوئے شرح عقائد نسفی میں علامہ تفتازانی نے فرمایا۔

هُوَ اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللهُ اِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيْغِ الْاَحْكَامِ۔

"نبی اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالٰے نے تبلیغ احکام کے لئے مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔"

احکام عملی ہوں جیسے عبادات معاملات وغیرہ۔ یا اعتقادی، مثلاً مرنے کے بعد اٹھنا، فرشتوں، جنت دوزخ پر یقین رکھنا وہ تمام امور جو لوگوں سے غائب ہیں، وہ سب غیب ہیں جن کی تبلیغ کے لئے نبی مبعوث ہوتا ہے اور ان سب امور غیبیہ کی انہیں خبر دیتا ہے۔ اس تعریف سے ظاہر ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی اور رسول کہتے ہیں۔ اب لفظِ غیب پر مفسرین کی عبارات ملاحظہ فرمائیے۔

(۲) امام نسفی نے "بالغیب" کے تحت فرمایا۔ "مَاغَابَ عَنْهُمْ مِمَّا اَنْبَأَهُمْ بِهِ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ اَمْرِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ وَالْحِسَابِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ۔" (مدارک ج ۱ صـ۲۱)

(یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو جس کی خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دی، مرنے کے بعد اٹھنا، حشر و نشر، حساب اور اس کے علاوہ)

(۳) امام قرطبی نے الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ میں لفظ غیب کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے فرمایا۔ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ الْقُرْاٰنُ وَمَا فِيْهِ مِنَ الْغُيُوْبِ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ الْغَيْبُ كُلُّ مَا اَخْبَرَ بِهِ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِمَّا لَا تَهْتَدِيْ اِلَيْهِ الْعُقُوْلُ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَالنَّشْرِ وَالصِّرَاطِ وَالْمِيْزَانِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ۔

"ایک قول یہ ہے کہ یہاں الغیب سے مراد قرآن اور اس کے غیوب ہیں۔ دوسرے علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی دی ہوئی غیب کی وہ سب خبریں مراد ہیں جو انسانی عقول سے بالاتر ہیں جیسے علاماتِ قیامت، عذاب قبر، حشر و نشر، پل صراط، میزان، جنت اور دوزخ۔"

تمام اقوال کے بعد ابن عطیہ کا محاکمہ نقل فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

وَهٰذِهِ الْاَقْوَالُ لَا تَتَعَارَضُ بَلْ يَقَعُ الْغَيْبُ عَلٰى جَمِيْعِهَا۔ (قرطبی ج ۱، صـ۱۶۳)

"یعنی ان تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ ان سب چیزوں کو غیب کہا جاتا ہے۔ (انتہٰی)

(۴) جلالین میں ہے۔ (بالغیب) بِمَا غَابَ عَنْهُمْ مِنَ الْبَعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ (جلالین صـ۲)

"یعنی غیب ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو، جیسے مرنے کے بعد اٹھنا اور جنت و دوزخ۔" (انتہیٰ)

(۵) بیضاوی میں یؤمنون بالغیب کے تحت ہے۔ والمراد بہ الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا یقتضیہ بداہۃ العقل۔ (بیضاوی ص۱)

یعنی غیب سے مراد ہر وہ پوشیدہ چیز ہے جو ادراک، حواس اور عقل سے بالاتر ہو۔ (انتہیٰ)

اس کے بعد لفظ غیب پر ہم ائمہ لغت کی عبارات نقل کرتے ہیں۔

(۶) لغت قرآن کے عظیم و جلیل امام شیخ ابو القاسم الحسین الراغب الاصفہانی "الغیب" کے تحت فرماتے ہیں۔ والغیب فی قولہ تعالٰی یؤمنون بالغیب ما یقع تحت الحواس ولا تقتضیہ بداہۃ العقول وانما یعلم بخبر الانبیاء انتہیٰ (مفردات ص۳۷۳)

یؤمنون بالغیب میں الغیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو حواس اور عقول سے بالاتر ہوں، انبیاء کی خبر کے بغیر ان کا علم حاصل نہ ہو سکے۔

(۷) لغت عرب کے امام الائمہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری اپنی شہرۂ آفاق تصنیف لسان العرب میں اور شارح قاموس امام لغت الامام محب الدین ابو الفیض سید محمد مرتضی الحسینی الواسطی الزبیدی الحنفی اپنی عظیم و جلیل تصنیف تاج العروس میں فرماتے ہیں۔ قال ابو اسحاق الزجاج فی قولہ تعالٰی یؤمنون بالغیب ای بما غاب عنہم، فاخبرہم بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من امر البعث والجنۃ والنار وکل ما غاب عنہم مما انبأہم بہ فہو غیب۔ (لسان العرب ج۱ ص۶۵۴) تاج العروس ج۱ ص۴۱۶)

"یؤمنون بالغیب کی تفسیر میں ابو اسحاق زجاج نے کہا، وہ ہر اس غیب پر ایمان لاتے ہیں جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں دی۔ مرنے کے بعد اٹھنے، جنت اور دوزخ کی اور ہر وہ چیز جو ان سے غائب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس کی انہیں خبر دی، وہ غیب ہے۔"

ائمہ تفسیر و ائمہ لغت کی ان تمام عبارات سے ثابت ہو گیا کہ غیب کی خبر دینے والے کو نبی و رسول کہتے ہیں۔

اب ہم لفظ النبی پر علماء مفسرین اور علماء لغت کی عبارات پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

(۸) الامام محی السنۃ علاء الدین علی بن محمد المعروف بالخازن ویقتلون النبیین کے تحت فرماتے ہیں۔ "النبی" معناہ المخبر من انباء ینبیء وقیل ہو بمعنی الرفیع ماخوذ من النبوۃ وہو المکان المرتفع انتہیٰ۔ (خازن ج۱، ص۵۳)

"یعنی "النبی" کے معنی ہیں (خبر دینے والا) یہ انبا ینبیء سے ماخوذ ہے اور کہا گیا کہ وہ الرفیع (المندرتبہ) کے معنی میں ہے۔ النبوۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی بلند جگہ کے ہیں (انتہیٰ)"

(۹) علامہ نسفی نے ویقتلون النبیین کے تحت فرمایا بالہمزۃ نافع وکذا بابہ۔ انتہیٰ (مدارک ج۱، ص۵۳)

(یعنی النبیئین ہمزہ کے ساتھ ہے اور یہ نافع کی قرأۃ ہے۔")

نافع نے لفظ النبی کو پورے قرآن کریم میں ہمزہ کے ساتھ پڑھا، خواہ، مفرد ہو یا جمع،

(۱۰) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کے تحت فرمایا۔ قرأ نافع بہمزۃ النبیئین والنبیء والانبیاء والنبوءۃ وترک القالون الہمزۃ فی الاحزاب للنبی ان اراد "و بیوت النبی الا" (الآیۃ) فی الوصل خاصۃ بناء علی اصلہ فی الہمزتین

المکسورتین واذا کان مھموزاً فمعناہ المخبر من انباء نبیٔ ونبأ ینبیٔ والباقون بترک الھمزۃ فحینئذٍ ترک الھمزۃ اما ان یکون للتخفیف لکثرۃ الاستعمال او یکون معناہ الرفیع من النبوۃ وھی المکان المرتفع۔ انتہٰی ۔ (تفسیر مظہری جلد ۷ ص ۳۲۶)

("امام نافع نے "النبیین" النبیٔ" الانبیاء" اور النبوءۃ کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا، ان کے شاگرد قالون نے سورۂ احزاب کی دو آیتوں "للنبیِ ان اراد" اور بیوت النبی الا" میں خاص حالت وصل میں ہمزہ ترک کردیا۔ اپنے اس قاعدہ کے مطابق کہ جب دو ہمزہ مکسورہ جمع ہو جائیں، تو پہلے کو "یا" سے بدل دیا جاتا ہے۔ چونکہ یہاں اس سے پہلے "یا" بھی اس لئے اسے "یا" میں مدغم کردیا۔ تو جب لفظ "نبی" مھموز یعنی ہمزہ کے ساتھ ہو تو اس کے معنیٰ "مخبر" ہیں۔ انبأ ینبیٔ نبأ ینبیٔ سے ماخوذ ہے اور ائمہ قراء نے ترکِ ہمزہ کے ساتھ پڑھا۔ اس وقت ترکِ ہمزہ کثرتِ استعمال کی وجہ سے تخفیف کے لئے ہوگا یا اس کے معنیٰ الرفیع (بلند مرتبہ) ہوں گے۔ نبوۃ سے ماخوذ ہوگا اور اس کے معنیٰ بلند مقام کے ہیں۔ انتہٰی)

(۱۱) امام قرطبی فرماتے ہیں وقرأ نافع "النبیئین" بالھمز حیث وقع فی القرآن الا فی موضعین فی سورۃ الاحزاب "ان وھبت نفسھا للنبیِ ان اراد ولا تدخلوا بیوت النبیِ الا ان یؤذن لکم" فانہ قرء بلا مد ولا ھمز وانما ترک ھمز ھذین لاجتماع ھذین مکسورتین وترک الھمزۃ فی جمیع ذالک الباقون۔ فاما من ھمز فھو عندہ من انباء اذا اخبر والاسم فاعلہ منبیٔ وقد جاء فی جمع نبیٔ نباءُ۔

وقال العباس بن مرداس السلمی یمدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

یا خاتم النباء انک مرسل\
بالحق کل ھدی السبیل ھداکا

ھذا معنی قراءۃ الھمز۔ واختلف القائلون بترک الھمز فمنھم من اشتق اشتقاق من ھمز ثم سھل الھمز ومنھم من قال ھو مشتق من نبا ینبو اذا ظھر فالنبی من النبوۃ وھو الارتفاع فمنزلۃ النبی رفیعۃ۔

اور امام نافع نے النبیئین ہمزہ کے ساتھ پڑھا۔ جہاں بھی قرآن میں یہ لفظ واقع ہوا۔ سوا دو جگہ کے سورۂ احزاب کی آیت "ان وھبت نفسھا للنبیِ ان اراد" اور لا تدخلوا بیوت النبیِ الا ان یؤذن لکم" انہوں نے ان دونوں آیتوں میں سے لفظ النبی مد اور ہمزہ کے بغیر پڑھا۔ جہاں ان کا ترکِ ہمزہ صرف اس لئے ہے کہ ان دونوں آیتوں میں دو ہمزہ مکسورہ جمع ہوئے۔ باقی قراء نے ترک ہمزہ کے ساتھ النبیون پڑھا جنہوں نے ہمزہ کے ساتھ پڑھا، ان کے نزدیک لفظ "نبی" انباء سے ماخوذ ہے۔ اس کا اسم فاعل "منبیٔ" ہے اور "نبی" کی جمع صرف انبیاء آتی ہے اور ہمزہ کے ساتھ نبی کی جمع نباء بھی آتی ہے۔ حضرت عباس مرداس سلمی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے کہا۔

یا خاتم النباء انک مرسل\
بالحق کل ھدی السبیل ھداکا

(یعنی اے خاتم النبیین بیشک آپ رسول برحق ہیں، راہِ نجات کی ہر ہدایت آپ کی ہدایت ہے۔)

یہ معنیٰ قرأۃ بالہمزہ کے ہیں اور ترکِ ہمزہ کے قائلین میں اختلاف ہے ۔ بعض نے اس کا اشتقاق ہمزہ سے مانا ۔ پھر ہمزہ کی تسہیل کردی اور بعض نے کہا نَبَا ینبُوْ سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ظَھَرَ ہیں اور بنی نبوۃ سے ماخوذ ہے نبوۃ کے معنیٰ ہیں "بلندی" لہذا نبی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے ۔

آگے چل کر فرمایا ۔ ویُروی ان رجلاً قَالَ للنبیِّ صلّی اللّٰہُ علیہِ وَسلَّمَ السَّلامُ علیکَ یا نبیءَ اللّٰہِ وَھمَزَ فقالَ النّبیُّ صلَّی اللّٰہُ علیہِ وَسلَّمَ لستُ بنبیءِ اللّٰہِ ۔ وَھمَزَ ولکنّی نبیُّ اللّٰہِ وَلَم یَھمِز قَالَ ابُوعلیٍّ ضعفُ سندُ ھٰذَا الحدیثِ وَمِمَّا یقوّی ضُعفَہٗ انہٗ علیہ السّلامُ قد انشدہٗ المادِحُ ، یَاخَاتَمَ النُّبَآءِ ............ وَلَمْ یُؤثرْ فی ذالکَ انکارٌ ۔

(مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے کہا ؛ السَّلامُ علیکَ یا نبیءَ اللّٰہِ اور لفظِ نبی کو ہمزہ سے ادا کیا ، تو نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا ۔ میں ہمزہ کے ساتھ نبیءُ اللہ نہیں ، بلکہ میں ہمزہ کے بغیر نبیُّ اللہ ہوں ۔ ابو علی نے کہا اس حدیث کی سند ضعیف ہے ۔ امام قرطبی نے فرمایا اس حدیث کے ضعیف ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضور کی مدح کرنے والے شاعر (صحابی) نے حضور کو مخاطب کرکے یَاخَاتَمَ النُّبَآءِ کہا ، (جبکہ نُبَآءُ صرف ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیءٌ کی جمع کے لئے آتا ہے) اور اس میں حضور کا انکار منقول نہیں ہوا ۔ انتہٰی (قرطبی ج ۱ ص ۴۳۱)

امام قرطبی کی اس عبارت سے لفظ نبیءٌ کے قرأۃ بالہمزہ اور انباء سے اس کے مشتق ہونے پر روشنی پڑنے کے علاوہ یہ بات بھی سامنے آگئی کہ وہ مخبر کے معنیٰ میں ہے اور لفظِ انبیاء ، نبی بالہمزہ اور بغیر ہمزہ دونوں کی جمع ہے اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ صحابی نے نبی کو مخاطب کرکے ہمزہ کے ساتھ "خاتم النبآء" کہا ہے ۔ اگر یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو ناپسند ہوتا تو فوراً انکار کر دیتے ۔ سب سے اہم بات جو امام قرطبی کی اس عبارت سے ثابت ہوئی یہ ہے کہ جس روایت میں رجل اعرابی کا حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ یا نبیءَ اللہ کہنا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا انکار فرمانا منقول ہے صحیح نہیں ، بلکہ ضعیف ہے اور اس کے ضعف کی دلیل حضرت عباس بن مرداس کا مذکورہ بالا شعر ہے ۔

مخفی نہ رہے کہ امام قرطبی کے مطابق اعرابی کی روایتِ مذکورہ کو دیگر علماء بالخصوص ائمہ لغت نے بھی امام حاکم کی تصحیح کے باوجود ضعیف قرار دیا ہے ، کیونکہ امام حاکم محدثین کے نزدیک تصحیح میں متساہل ہیں جیسا کہ ان شاء اللہ ائمہ لغت کی عبارات کے ضمن میں ہم اس پر دلائل قائم کریں گے ۔

معاند کی یہ انتہائی خیانت ہے کہ اس نے ائمہ لغت کی عبارات سے وہ حصہ نقل کیا جو اسے مفید مطلب نظر آیا ۔ حالانکہ وہ ہرگز اسے مفید نہیں ، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے ۔

(۱۲) امام اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف الشہیر بأبی حیان اپنی تفسیر البحر المحیط میں فرماتے ہیں ۔ وَقَرَأَ نافعٌ بھَمزِ النَّبیئینَ وَالنَّبیءَ وَالانبیَاءِ وَالنَّبُوءۃِ اِلَّا انَّ قالُونَ اَبْدَلَ وَاَدْغَمَ فی الاحزَابِ فی "وَھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ" وَفی لَا تَدخُلوا بُیُوتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَن یُؤذَنَ لَکُمْ" فی الوَصْلِ وَقَرَاءَ جُمھُورٌ بغیرِ ھَمْزٍ ۔ انتہٰی ۔
(البحر المحیط ج ۱ ص ۲۳۷)

(یعنی نافع نے النبیئین اور النبیءَ اور الانبیاء اور النبوءۃ سب کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا ۔ لیکن قالون نے سورۂ احزاب کی دو آیتوں "وَھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ" اور لَا تَدخُلوا بُیُوتَ النَّبِیِّ میں حالتِ وصل میں ابدال اور ادغام کیا اور جمہور نے بغیر ہمزہ کے پڑھا ۔ انتہٰی ۔)

حضرات محدثین اور ائمہ لغتِ حدیث نے بھی لفظِ نبی کو نباءٌ سے ماخوذ مانا ہے اور نبی کے معنیٰ مخبر عن اللہ اور

نبوۃ کے معنیٰ اطلاع علی الغیب لکھتے ہیں۔

(۱۳) محدثِ جلیل امام لغتِ حدیث علامہ الشیخ محمد طاہر صاحب مجمع بحار الانوار لفظِ نبی اللہ کے تحت فرماتے ہیں، هُوَ بِمَعنیٰ فاعلٌ مِنَ النَّبَاءِ الخَبَرِ لانّہٗ انباءٌ عن اللّٰہِ یجوزُ تخفیفُ همزتِهٖ وتحقیقُها۔

یعنی لفظِ نبی اللہ میں نبی فاعل کے معنیٰ میں ہے نَبَاءٌ سے ماخوذ ہے نَبَاءٌ خبر کو کہتے ہیں، کیونکہ نبی اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ سے خبر دی۔ لفظِ نبی کے ہمزہ کی تخفیف و تحقیق دونوں جائز ہیں۔ اس کے بعد فرمایا۔

وَقِیلَ هُوَ مشتقٌ مِنَ النَّبَاوۃِ وَهُوَ الشیئُ المرتفعُ وَمِنَ المَهمُوزِ شِعرُ ابن مِرداسٍ "یَا خَاتَمَ النُّبَآءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ"۔ انتہیٰ (مجمع بحار الانوار ج ۳، ص۳۲۹)

(یعنی بعض نے کہا نباوۃ سے مشتق ہے اور وہ شئے مرتفع ہے اور مہموز سے عباس بن مرداس کا یہ شعر ہے، یَا خَاتَمَ النُّبَآءِ اِنَّكَ مُرْسَلٌ (اے خاتم النبیین! بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں)

یہ پورا شعر ہم قرطبی کے حوالے سے نقل کر چکے، جس کو انہوں نے ایک اعرابی کے یا نبیَّ اللہ کہنے اور نبیءٌ بالہمزہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار کی روایت کے ضعیف ہونے کی تائید میں نقل کیا ہے۔ صاحبِ مجمع الانوار نے بھی نقل کر کے اس روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا، جس کی تائید مزید وضاحت کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ تاج العروس کی عبارات سے قارئین کے سامنے آرہی ہے۔

(۱۴) متکلمین نے بھی نبی اصلاحی کو نباءٌ سے مشتق مانا ہے۔ شرح مواقف میں ہے۔ "النبیُّ" واشتقاقهٗ مِنَ النَّباءِ فهُوَ حینئذٍ مَهمُوزٌ لکنّهٗ یُخفَّفُ وَیُدغَمُ وَهٰذَا المَعنیٰ حَاصِلٌ اشتَهَرَ بِهٰذَا الاسمِ لانبائِهٖ عَنِ اللّٰہِ تعالیٰ، وقیل النَّبِیُّ هُوَ مشتقٌ مِنَ النبوۃِ وَهُوَ الارتفاعُ۔ انتہیٰ (شرح مواقف ج ۸، ص۲۱۷)

(النبیُّ کا اشتقاق نبأ سے ہے، ایسی صورت میں وہ مہموز ہے، لیکن اسے مخفف اور مدغم کر دیا جاتا ہے اور یہ معنیٰ ہر اس مقدس انسان کے لئے حاصل ہیں جو نبی کے نام سے مشہور ہوا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے۔

اور کہا گیا کہ النبی، النبوۃ سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ہیں بلند ہونا۔ انتہیٰ۔)

(۱۵) شرح عقائد نسفی کے شارح علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ نبی کے اشتقاق میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد بطورِ محاکمہ شرح الشافیہ کی عبارت نقل کرتے ہوئے فرمایا: جَاءَ النَّبِیُّ مهموزاً فِی القراءاتِ السَّبعِ والثانی بِاَنَّ الحَدِیثَ غیرُ صَحِیحٍ وَاِن رَواہُ الحَاکِمُ لِاَنَّ فی سَنَدِهٖ حُمرَانَ مِنْ غلاۃِ الشیعۃِ وَلَو سُلِّمَ فَلَعَلَّ الاعرابِیَّ اَرَادَ اشتِقَاقَهٗ مِن نَبَاءَتُ الارضَ اِذا خرجتُ مِنها اِلَی الاُخرٰی۔ (نبراس ص۵)

یعنی لفظ "النبی" ہمزہ کے ساتھ قراءاتِ سبعہ میں سے ہے اور دوسرے یہ کہ اعرابی کی حدیث صحیح نہیں، اگرچہ اسے حاکم نے روایت کیا، کیونکہ اس کی سند میں حمران ہے، جو غلاۃ شیعہ سے ہے اور اگر بالفرض اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو اعرابی کے نبیَّ اللہ کہنے پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار اس لئے نہیں تھا کہ لفظ نبی مہموز نہیں بلکہ اعرابی نے عرب کے ایک محاورے "نباءتُ الارضَ" (میں ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکلا) سے اخذ کر کے خارج کے معنیٰ میں ہمزہ کے ساتھ حضور کو نبیءٌ کہا تھا، جس پر حضور نے انکار فرمایا۔ انتہیٰ)

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ نبیٌّ ہمزہ کے ساتھ نبأ سے ماخوذ ہے اور یہ قرأت سبعہ میں سے ہے اعرابی کی حدیث سے اس کے خلاف استدلال صحیح نہیں، کیونکہ وہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے خود غیر صحیح ہے۔

(۱۶) لغتِ قرآن کے امام علامہ راغب اصفہانی نبوۃ کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ النُّبُوَّۃُ سِفَارَۃٌ بَینَ اللّٰہِ وَبَینَ

ذوی العقول من عبادہٖ بازاحۃِ علّتھم فی امرِ معادھم ومعاشھم والنبیّ لکونہٖ منباءً بما تسکن الیہ العقول الذکیۃ وھو یصح ان یکون فعیلاً بمعنیٰ فاعلٍ لقولہٖ تعالیٰ نبیٔ عبادی وقل أؤنبئکم وان یکون بمعنی المفعول لقولہٖ نبأنی العلیم الخبیر۔ (مفردات ص۴۹۹)

(نبوۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے جو ان کے تمام دنیوی اور اخروی امور سے ہر قسم کی خرابی دور کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کی وجہ سے پاکیزہ عقول کو تسکین وطمانیت حاصل ہوتی ہے۔ لفظ نبی کا فَعِیْلٌ بمعنیٰ فاعلٌ ہونا بھی صحیح ہے جس کی دلیل یہ دو آیتیں ہیں "نبیٔ عبادی" (میرے بندوں کو خبر دیجئے) اور قل أؤنبئکم (فرما دیجئے کیا میں تمہیں خبر دوں؟) اور بمعنیٰ مفعول بھی ہوسکتا ہے جس کی دلیل "نبأنی العلیم الخبیر" ہے (یعنی علیم، خبیر نے مجھے خبر دی)

اس کے بعد فرماتے ہیں۔ وقال بعض العلماء ھو من النبوۃ ای الرفعۃ وسمی نبیًا لرفعۃ محلّہٖ عن سائر الناس المدلول علیہ۔ ورفعناہ مکانًا علیًا۔ فالنبی بغیر الھمز ابلغ من النبیٔ بالھمز لانہ لیس کل منبأٍ رفیع القدر والمحل۔

(بعض علماء نے کہا کہ لفظ نبی نبوۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ ہیں "رفعۃ" اور وہ نبی کے نام سے اس لئے موسوم ہوا کہ باقی سب لوگوں سے اس کا مقام بلند ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کا قول "ورفعناہ مکانًا علیًا" دلالت کرتا ہے، لہٰذا نبی بغیر ہمزہ کے ہمزہ کے ساتھ لفظ نبی سے ابلغ ہے۔ کیونکہ ہر مُنبِئ (خبر دینے والا) رفیع القدر والمحل نہیں ہوتا۔ انتہیٰ)

(مفردات ص۵۰)

یہاں زیادہ معنیٰ کی وجہ سے لفظ "ابلغ" استعمال ہوا ہے۔ بلاغت کے اعتبار سے نہیں، جیسا کہ معاند نے سمجھا، کیونکہ بلاغت کلمہ کی صفت نہیں، بلکہ کلام کی صفت ہے۔

(۱۷) دیکھئے قاضی بیضاوی نے الرحمٰن کو الرحیم سے محض زیادہ معنیٰ کی وجہ سے ابلغ کہا ہے۔ (بیضاوی ص۵)

اس کے بعد لفظ "النبی" کے ماخذ اشتقاق اور اس کے معنیٰ کی وضاحت کے لئے ہم ائمہ لغت عرب کی عبارات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱۸) امام لغت صاحب قاموس فرماتے ہیں۔ والنبیٔ المخبر عن اللہ تعالیٰ وترک الھمز المختار جمعہ انبیاءُ ونُبَآءُ وأنباء والنبیؤن والاسم النبوۃ۔ انتہیٰ

(القاموس المحیط ج ۱ ص۲۹)

(یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے کو "نبی" کہتے ہیں اور ہمزہ کا ترک مختار ہے اس کی جمع انبیاءُ ونبآءُ اور النبیئون اور اسم النبوءۃ ہے۔ انتہیٰ)

صاحب قاموس کے علاوہ بعض دیگر علماء اور ائمہ لغت نے بھی ترکِ ہمزہ کو مختار کہا ہے جس کے معنیٰ معاند نے غلط سمجھے ترک ہمزہ کا مختار ہونا محض کثرت استعمال میں تخفیف کی وجہ سے ہے، ورنہ تواتر قرأۃ کے اعتبار سے لفظ النبی بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں مختار ہیں، کیونکہ دونوں قرأتِ سبعہ متواترہ میں سے ہیں۔ جیسا کہ ائمہ مفسرین کی عبارات سے ہم ثابت کرچکے ہیں اور اس پر مزید کلام آگے بھی آرہا ہے۔

تنبیہ ضروری: قاضی بیضاوی نے مالکِ یوم الدین میں مالک کی قرأۃ پر ملِکِ کی قرأۃ کو ترجیح دیتے ہوئے: "وھو المختار" کہا۔ (باقی آئندہ)

# ہے زہرِ معاصی کا طیبہ ہی شِفاخانہ

# دار الشفاء

از: مفتی مظفر حسین داتا گنجوی

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

صدق اللہ العظیم ۔ (پ ۵ ع ۹)

دور رکھنا ہو تو پھر جذب اویسی دیدو — تا کہ مجھ کو بھی تو کچھ کیف جدائی مل جائے
میں یہ سمجھوں گا مجھے دولت کونین ملی — راہ طیبہ کی اگر آبلہ پائی مل جائے
بے واسطے سے ان کے خدا اگر عطا کرے — حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

**پیارے سامعین!** نہایت محبت وخلوص کے ساتھ چارہ ساز مسیحائے کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایک مرتبہ جھوم جھوم کر درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

آج کی نشست میں جس آیت کی تلاوت کا میں نے شرف حاصل کیا ہے وہ پانچویں پارہ سورہ نساء شریف کی آیت ہے جس کا رکوع انیسواں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں۔ پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔"

**معزز سامعین!** اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو توبہ کرنے اور اپنے گناہوں کے معاف کرانے کا طریقہ بتایا گیا ہے اور تعلیم دی ہے کہ مریض کو شفا کے لئے طبیب کے پاس جانا چاہیے اور وہ جو نسخہ دے اس کو استعمال کرنا چاہیے۔ یہاں پر معصیت کے مریضوں کو طبیب دوجہاں چارہ ساز مسیحائے کون ومکان صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دار الشفاء میں بھیجا جا رہا ہے جس دار الشفاء کا یہ حال ہے کہ بیمار آتے ہی تو کوئی صدیق اکبر بن کر تو کوئی فاروق اعظم بن تو کوئی ذوالنورین اور کوئی حیدر کرار اسد اللہ بن کر نکلتا ہے۔

سچ کہا کسی نے ع "ہے زہر معاصی کا طیبہ ہی شفاخانہ"

**پیارے مسلمانو!** تلاوت شدہ آیت کریمہ کے چند فائدے آپ کے سامنے ذکر کروں۔

(۱) اول تو یہ کہ حضور محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بارگاہ الٰہیہ کے وکیل مطلق با مختار عام ہیں۔ کیونکہ نافرمانی کر کے گناہ کرے مجرم تو ہم خدا تعالےٰ کے ٹھرے۔ مگر اب جائیں کہاں؛ حضور خواجہ بدر وحنین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں، جیسے جرم تو کیا حکومت کا مگر جائیں کہاں؛ وکیل مختار عدالت کے پاس۔ بغیر وکیل کے دنیاوی کچہری میں کچھ پوچھ کچھ نہیں اور عدالت الٰہیہ میں بغیر محبوب رب العلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ پوچھ کچھ نہیں۔ اسی لئے نماز میں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام نامی رسم گرامی ضرور آتا ہے۔

## تصور محبوب!

سامعین کرام جب نماز میں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نام نامی اسم گرامی آنے کا ذکر آگیا ہے تو یہاں پر بزرگان دین کا ایک مسئلہ یعنی مسلک ملاحظہ فرمایئے۔ وہ یہ ہے کہ جب تم نماز میں تشہد یعنی التحیات اور درود شریف پڑھو تو یونہی بے نیازی سے نہ پڑھو بلکہ نہایت ادب وخشوع کے ساتھ چنانچہ سعادۃ الدارین للنبھانی ص۱۲۱ میں ہے۔

باحربٍ وّخشوعٍ مستحضرًا صُوْرَتَہٗ الشَّرِیفۃ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

یعنی نہایت ادب وخشوع کے ساتھ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی صورت شریف تصور کر کے۔

تصور ہے نبی کا اور میں ہوں
خیالِ مصطفےٰ ہے اور میں ہوں

## حضرت غزالی کا ارشاد!

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ رحمت الباری بھی اپنی مبارک تصنیف احیاء العلوم کی جلد اوّل ص۹۲ میں لکھتے ہیں کہ

احضر فی قلبکَ النبی صلی اللّٰہ علیہ وَسَلَّمَ وشخصہٗ الکریمَ وَقُلْ السلامُ عَلَیْكَ ایھا النبی الخ

یعنی نمازی اپنے دل کے اندر نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور آپ کی بزرگ ذات کو حاضر جانو اور کہو اسلام علیکم ایہا النبی ورحمۃ وبرکاتہٗ۔

سبحان اللہ سبحان اللہ کیا پیاری بات بزرگان دین نے ارشاد فرمائی ہے۔ سچ ہے وہ نماز تمام ہی نہیں جنہیں حضور پرنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا تصور نہ ہو۔ وہ عبادت، عبادت ہی نہیں جس میں آپ کی مہک نہ ہو۔ پڑھتے درود شریف۔

صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم۔

اسی طرح سے شامی شریف ودر مختار میں ہے۔

## دوسرا فائدہ

دوسرے مذکورہ آیت سے یہ بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ حضور خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا باب عالی ہے۔ باب الٰہی ہے اگر سائل گداگر کو مانگتا ہے، تو وہ چھت یا مکان کے پیچھے ہو کر نہیں مانگتا ہے۔ بلکہ وہ دروازہ پر آکر بھیک مانگتا ہے۔ اسی طرح جب خدا تعالےٰ سے مانگنا ہو تو باب الٰہی۔ بارگاہ مصطفائی میں آکر مانگو جو کچھ خدا تعالےٰ کی بارگاہ سے ملے گا اسی دروازہ اور انہیں ہاتھوں سے ملے گا۔

## قاسم کائنات

محبوب خدا مطلوب الٰہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ایسا بے مثل وبے مثال دربار عالی ہے اور آپ ایسے سخی داتا ہیں کہ آپ کے ابر کرم سے سارا عالم سیراب ہو رہا ہے اور آپ کے جود وکرم بحر علم سے علم ومعرفت کے خزینے حاصل ہوتے ہیں۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قاسم کائنات ہیں۔ فتح ونصرت، علم ومعرفت رحمت ومغفرت، نعمت وبرکت غرضکہ کارخانہ الٰہی کی باگ دوڑ آپ ہی کے مقدس ہاتھوں میں ہے۔ بھکاری آتے ہیں اپنی جھولیا گوہر مراد سے ہر وقت ہر آن ہر شخص کے لئے کھلے ہیں۔ کیونکہ ناکہنا رحمت عالم کی عادت نہیں ہے۔ یہاں سائل کو نفی میں جواب نہیں ملتا ہے۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں ؎

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں　　اور "نا" کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین کا ایمان تھا کہ جو کچھ ملتا ہے یا ملے گا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے دربار باوقار سے۔ چنانچہ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالٰے عنہ ہی کے ایک واقعہ کو اٹھا کر دیکھ لیجئے مشکوٰۃ شریف ص۸۴ مطبوعہ کانپور میں ہے کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالٰے عنہ اکثر شب و روز حضور پر نور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم ہی کی غلامی میں رہا کرتے تھے ایک روز ان کے جذبۂ عقیدت پر آپ نے فرمایا سَلْ عَنِّیْ مَا شِئْتَ یعنی اے ربیعہ! تم جو چاہو مجھ سے مانگ لو۔

اللہ اکبر! ذرا غور تو کریئے یہ بات کون کہہ سکتا ہے! کہ تم جو چاہو مجھ سے مانگ لو۔ یقیناً یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جس کے قبضہ و اختیار میں سب کچھ ہے۔ کیونکہ جو کسی چیز کا مختار نہ ہو۔ بھلا وہ کس طرح دوسرے سے کہہ سکتا ہے کہ جو چاہو مجھ سے مانگ لو۔

حضرت ربیعہ نے سرکار کائنات کا ارشاد سنا۔ تو مالک کون و مکان صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں بے دھڑک عرض کر دیا۔ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ یعنی سرکار جنت میں بھی غلام آپ کی غلامی چاہتا ہے۔

ملاحظہ فرمایا۔ کہ حضرت ربیعہ نے آپ سے کیا چیز مانگی۔ کیا صرف جنت مانگی؟ نہیں نہیں۔ بلکہ بہشت اعلیٰ جنت الفردوس کا وہ محل مانگا ہے جو خدا تعالٰے نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے لیے مخصوص فرمایا ہے۔ کیونکہ حضرت ربیعہ تو آپ کی غلامی طلب کر رہے ہیں تو ظاہر بات ہے کہ جہاں آقائے اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوں گے وہیں پر غلامی جبھی تو حق غلامی ادا ہو سکتا ہے۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضرت ربیعہ اپنے آقا سے جان بوجھ کر جنت الفردوس مانگ رہے ہیں مگر مانگنے کا انداز تو ملاحظہ فرمائیے جو اس قدر خوبصورت و حسین ہے جس پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے۔ اسی کو ادب کہتے ہیں۔ تو بات کیا تھی کہ وہ صحابی تھے "وہابی" نہیں تھے۔ بے ادبی تو وہابیہ، دیوبندیہ۔ تبلیغیہ الیاسیہ کے وراثت میں آچکی ہے جیسا کہ ان کی تحریروں سے ظاہر ہے۔

## مقام غور ہے

مقام غور ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو کچھ بھی اختیار نہ ہوتا تو آپ صاف صاف فرما دیتے کہ اے ربیعہ! میری اتنی قدرت و طاقت کہاں ہے۔ (معاذ اللہ) کہ میں تجھے جنت اور وہ بھی جنت الفردوس عطا کر دوں۔ مگر قربان جائیے آپ کی شان اختیاری کے کہ آپ نے حضرت ربیعہ کو ڈانٹا نہیں۔ جھڑکا نہیں اور نہ اپنی تہذیبی کا اظہار کیا بلکہ اپنے کائنات گیر اختیار سے ارشاد فرمایا۔ "اَوَغَيْرَ ذٰلِكَ" یعنی اے ربیعہ! تیری منہ مانگی مراد تو پوری کر ہی دوں گا۔ بول! کیا اور بھی کچھ چاہتا ہے؟ کچھ اور تمنا رکھتا ہے؟ تو میں وہ بھی تیری پوری کر دوں۔ حضرت ربیعہ نے عرض کیا۔ هُوَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یعنی یا رسول اللہ۔ اس کے سوا اور کوئی میری تمنا نہیں ہے۔ میں تو صرف اور صرف جنت میں آپ کی غلامی چاہتا ہوں اور بس ؎

تجھ سے بڑھ کر نہیں کونین میں ہمت والے　　تو نے فردوس لٹایا ہے سخاوت والے

## حضرت شیخ کا ارشاد

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالٰے عنہ اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

" از اطلاق سوال کہ فرمودہ کہ سل بخواں تخصیص نکرد مطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اواست ہرچہ خواہد وہر کہ خواہد بہ پروردگار خود بدہد" (اشعۃ اللمعات)

یعنی حضور نے کسی خاص چیز کے مانگنے کو نہیں فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ کارخانہ الٰہیہ کی باگ ڈور حضور کے دست کرم میں ہے آپ جسے چاہتے ہیں جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ ؎

آتا ہے فقیروں پر انہیں پیار کچھ ایسا — خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

حضرت علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔

وَکُنْیَتُہٗ اَبُوالْقَاسِمِ لِاَنَّہٗ یَقْسِمُ الْجَنَّۃَ بَیْنَ اَھْلِھَا (مواہب لدنیہ ص۱۹۵) یعنی حضور کی کنیت ابوالقاسم اس لئے ہے کہ آپ قاسم جنت ہیں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت ربیعہ نے یہی عرض کیا کہ حضور آپ کی غلامی ہی بڑی چیز ہے اور اس بندۂ ادب کو کسی نعمت کی طلب نہیں ہے۔ حضرت ربیعہ کی اس حسن عقیدت واخلاص کو دیکھکر آپ نے صرف اتنا ارشاد فرمایا کہ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ (مشکوٰۃ ص۸۴) یعنی اے ربیعہ تم کثرت سے نماز پڑھکر اپنی ذات پر اعانت کرو کہ میں اپنے وعدہ کے مطابق جنت الفردوس کے مصطفائی محل میں اپنی خدمت کے لئے معین کر کے تجھے اپنی نوازش کی دولتوں سے مالا مال کر دوں۔ اور آخرت کی سلطنت کا ایک خاص تاجدار بنا دوں۔

حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔ (بخاری شریف ص۲۲۳)

دوسرے مقام پر سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ فَاِنِّیْ اَنَا اَبُوالْقَاسِمِ اَقْسِمُ بَیْنَکُمْ۔ (مسلم شریف) یعنی میں ابوالقاسم ہوں کہ تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

ان ارشادات سے صاف ظاہر ہوا سرکار صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تقسیم فرمانے والے ہیں۔ کیا تقسیم فرمانے والے ہیں؟ ہر ہر جو اللہ تعالےٰ عطا فرماتا ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اسی کو تقسیم فرماتے ہیں۔

لا وربِ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا — بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

## نظام قادر مطلق نظام کس کا ہے

از: ڈاکٹر محمد حسن بیت اللہ

تصرفات کا مالک غلام کس کا ہے — نظام قادر مطلق نظام کس کا ہے
ہے نام نور سحر کس کا حضرت آدم — خدا کے ساتھ سر عرش نام کس کا ہے
ہے سازِ نغمۂ نطقِ خدا، زباں کس کی — ہر اک کلام، خدا کا کلام کس کا ہے
تمام خوبیاں کس در پہ بامراد ہوئیں — ہر اک کمال اتم اور نام کس کا ہے
قدم قدم پہ جہاں تاب کس کا نقش قدم — امید افزا کرم گام گام کس کا ہے
ہے شایاں عرش الٰہی پہ بھی جلوس کسے — خدا کے بعد بلندی مقام کس کا ہے
بہارِ باغ ارم کس کی رہ گزر پہ نثار — حیات آفریں طرز خرام کس کا ہے

محیط ماسوا اللہ کس کی رحمت ہے
نوازشوں پہ کرم صبح و شام کس کا ہے

# آں حضور کی معجز بیانی

از الحاج عبد الرحمٰن انصاری، نیا گاؤں ضلع چھپرہ بہار

یوں تو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے معجزات دیئے گئے مگر ان میں ایک معجزہ بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ بہت کم لفظوں میں زیادہ معانی سمیٹ دیئے ہیں۔ ایک حدیث میں یہ ہے۔ "مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں جو اس سے قبل کسی کو عطا نہیں کیئے گئے" بحقیقۃ بھی یہی ہے کہ بعض اوقات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لفظوں میں سارے موضوع سخن کا حق ادا کر دیا ہے۔ ذیل میں ہم بطور نمونہ چند کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجلس امانت ہوتی ہے"۔ غور کیجئے کہ آنحضور نے کس طرح ان دو لفظوں میں سارے آداب گفتگو بتا دیئے ہیں۔ حدیث کا اشارہ یہ ہے کہ اگر ہم کسی محفل میں بیٹھے یا چند افراد سے محو گفتگو ہیں اور کسی نے کچھ بات کہی یا دوستوں نے آپس کی باتیں ایک دوسرے سے کیں تو اب اس محفل سے جب ہم فارغ ہوں تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اس محفل کی باتیں ایک دوسرے سے کہتے پھریں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم ایک بات اپنے دوست سے کہہ سکتے ہیں مگر وہی بات اپنے بھائی یا کسی اور سے نہیں کہہ پاتے، اگر ہمارا دوست ہماری باتیں ایسے لوگوں کو بتا دے جنہیں ہم پسند نہیں کرتے تو امانت میں خیانت ہوگی۔ ظاہر ہے ہم نے اس پر اعتماد کر کے اپنے دل کی بات کہی، اب اگر وہ لوگوں سے ہماری بات کہتا پھرے گا تو ہمارا اعتماد اس پر سے اٹھ جائے گا۔ اس حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے اور تاکید کی گئی ہے کہ مجالس میں جو باتیں ہوتی ہیں، سننے والے ان کے امین ہوتے ہیں ان کے لئے ہرگز یہ جائز نہیں کہ مجالس کی باتیں لوگوں کو سناتے پھریں۔

دوسری حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں۔ "رہو سہو اور کھاؤ پیو بھائیوں کی طرح مگر لین و دین، معاملات اجنبیوں کی طرح کرو"۔

اس مختصر حدیث میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلقات عامہ کا دفتر کھول کر رکھ دیا ہے۔ آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ دو جگری دوست آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ برسوں کی دوستی پل بھر میں ختم ہو جاتی ہے، ایک دوسرے سے شکایات ہو جاتی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بڑا لطیف اشارہ فرمایا ہے جس کی طرف عام طور پر ذہن نہیں جاتا ہے اور وہ ہے معاملہ کو صاف رکھنا۔ بسا اوقات ہوتا یہ ہے کہ ہم لین دین میں ٹال مٹول کرتے ہیں اور دوسرا فریق دوستی کے ناتے برداشت کرتا رہتا ہے، آخرکار وہ وقت آجاتا ہے جب معاملات ناقابل برداشت ہو کر دوستی ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر یہی معاملات اجنبیوں کی طرح کئے جائیں تو ادائیگی جلد ہوگی۔ شرائط پورے طور پر واضح ہوں گی۔ کسی پر بار نہ ہوگا اور تعلقات اچھے رہیں گے۔

حدیث ہمیں بتا رہی ہے کہ اگر رہنا سہنا، اٹھنا بیٹھنا ہو تو بھائیوں کی طرح اپنا رویہ رکھو اور ایک دوسرے کا حق ادا کرو۔ ایک دوسرے کی خدمت کرو مگر جب آپس میں لین دین یا کوئی کاروباری معاملہ ہو تو اجنبیوں کی طرح ساری بات طے کر و تاکہ نہ رو رعایت، نہ کسی پر احسان کا اظہار ہو۔ اکثر تعلقات معاملہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے خراب ہو جاتے ہیں۔ معاملات میں نرمی الگ بات ہے لیکن یہ اسی حد تک ہونی چاہئے جس حد تک برداشت کی جا سکے۔ عموماً قریبی رشتے دار ہونے کے ناتے، دوست یا پڑوسی ہونے کے ناتے ہم رعایت کے طلب گار ہوتے ہیں یا ادائیگی کی بات ہو تو اس طرح روا داری میں معاملہ خراب ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہی کام جب کسی اجنبی سے کرتے ہیں تو احتیاط کرتے ہیں۔ معاملہ صاف رکھتے ہیں، حالانکہ دوست اور رشتے دار اس سے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کا حق جلد ادا کر دیا جائے۔ حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ اگر تعلقات بہتر رکھنا ہیں تو ہر ایک کے ساتھ معاملہ صاف رکھو جیسے کہ وہ تمہارے لئے اجنبی ہیں۔ البتہ دیگر معاملات میں جس طرح اپنے سگے بھائی کے ساتھ ہم رعایت برتتے ہیں۔ اسی طرح اگر عام مسلمانوں کے ساتھ بھی معاشرت میں پیش آئیں تو بڑی اچھی بات ہے۔

"آدمی کے مسلمان ہونے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی چیزوں کو چھوڑ دے"۔ اس چھوٹی سی حدیث میں بھی ایک اہم اصول بتا دیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ کہا جاتا کہ فلاں کام اچھا نہیں، اسے مت کرو، فہرست گنوانے کی بجائے ایک اصول بتلا دیا گیا کہ مسلمان کو ہر اس کام سے بچنا چاہئے۔ جس کا نہ کوئی دنیوی فائدہ ہو نہ دینی فائدہ ہو۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو جو زندگی دی ہے وہ بڑی ہی قیمتی ہے۔ اس لئے مسلمان ہو کر بھی اگر کوئی شخص وقت ضائع کرتا ہے اور بیکار کاموں میں لگا رہتا ہے تو یہ واقعی بڑی بدنصیبی کی بات ہے۔ کافر کے لئے دنیا و آخرت میں کوئی فرق نہیں۔ مگر ایک مسلمان جانتا ہے کہ یہ دنیا اس کے لئے امتحان گاہ ہے اور طالب علم جب تک امتحان گاہ میں ہوتا ہے۔ اپنی تمام تر توجہ پرچۂ سوالات کو حل کرنے میں لگاتا ہے۔ وہ وقت ضائع نہیں کرتا۔ یعنی کاموں میں اپنے آپ کو نہیں تھکاتا۔ ایک بزرگ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بے کار بیٹھا ہے دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی کام نہیں ہے۔ فرمایا سبحان اللہ مومن بندہ اور بیکا بیٹھا ہے۔ اگر تو زبان سے خدا کی حمد و تسبیح بھی کرتا رہے تو تیری یہ زندگی قیمتی بن جائے گی۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

"ذکر اللہ میں جی لگے نہ لگے نبھائے جانا چاہیے کہ اللہ کا نام لیتے لیتے عادت پڑ جائے گی اور اس کے نام کی لذت محسوس ہونے لگے گی۔ جیسے کہ خطاط (کاتب) کا خط شروع شروع میں خراب ہوتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ اچھا ہونے لگتا ہے اچھا خط لکھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے بدخط ہو پھر محنت کی جائے تاکہ اچھا خط لکھنے لگے۔ اگر کوئی کاتب بُرے خط کے ڈر سے لکھنا چھوڑ دے تو وہ کبھی کاتب نہیں بن سکے گا۔ اسی طرح اللہ کے ذکر میں اگر جی نہ لگے تب بھی ذکر کرتا رہے اگر شروع کی کیفیات سے گھبرا کر چھوڑ دے گا تو اسے اللہ کا خاطر خواہ فائدہ نہ ہوگا۔

★

## انتظامی لحاظ سے حجاز اہلِ حجاز کا اور مذہبی لحاظ سے سارے عالمِ اسلام کا ہے!

# ابن مسعود کا وعدۂ فردا

هم مشرک نهیں مسلمان هیں اور حجاز سارے مسلمانوں کا هے۔ اس لئے حجاز میں نسلی و خاندانی نهیں بلکه شرعی و اسلامی حکومت قائم کی جائے۔!

## مفتی کفایت اللہ، مولانا شبیر عثمانی، سید سلیمان ندوی و مولانا محمد علی جوہر کی وضاحت و مطالبہ

یٰسین اختر مصباحی، نائب صدر کل ہند مسلم پرسنل لا کانفرنس،

ترکوں سے ایک شدید و طویل آویزش اور شریف حسین سے خوفناک جنگ کے بعد درعیہ (نجد) کے آل سعود سلطان عبدالعزیز کی قیادت میں اہل حجاز کی مرضی کے خلاف ۱۹۲۴ء میں مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ پر قابض ہو کر پورے علاقہ نجد و حجاز کے حکمراں بن گئے۔ ۸ جنوری ۱۹۲۶ء کو سلطان عبدالعزیز نے اپنی خاندانی حکومت و بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ اور ۱۹۳۲ء میں علاقہ نجد و حجاز کو المملكة العربية السعودية کا نام دیکر نیز سعودیت کو جزو مملکت بنا کر آل سعود و اہل نجد نے سارے عالم اسلام کے احتجاج و مطالبہ کو بے دردی کے ساتھ کچل ڈالا۔

اہل نجد کے غلو و تشدد کا ذکر کرتے ہوئے خلافت کمیٹی کے ارکان و قائدین کہتے ہیں — "ممکن ہے کہ سلطان عبدالعزیز حقیقۃً اپنے دین میں اس قدر غلو کرنے والے اور تشدد کے خواہاں ہوں جتنے کہ مشائخ نجد میں لیکن ملک گیری کے لئے جو آلہ ان کے پاس ہے یعنی قوم نجد اس کو ایک سے زیادہ سے یہی سکھایا گیا ہے کہ اس کے علاوہ سارے مسلمان مشرک ہیں —

(رپورٹ خلافت کمیٹی)

مسلمانان عالم کو مشرک سمجھنے کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔ "۳۱ مئی ۱۹۲۶ء کی ایک مجلس جس میں مصر، شام، فلسطین، سوڈان۔ جاوا، ہندوستان وغیرہ کے مشاہیر علماء تھے۔ سلطان عبدالعزیز کی تقریر سے اس مجلس کا آغاز ہوا۔ اور پھر تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا مولوی عبدالحکیم صاحب (جمعیۃ علماء ہند) نے اسلام کے دوسرے فرقوں کے ساتھ رواداری کی ضرورت ظاہر کی۔ اور اس کی شکایت کی کہ بعض اہل نجد دوسرے مسلمانوں کو ذرا ذرا سی بات پر کافر و مشرک کہہ بیٹھتے ہیں۔ مولانا کفایت اللہ — (جمعیۃ العلماء ہند) نے اس کی تائید میں تقریر کی۔ اس پر سلطان اور ابن بلیہد قاضی القضاۃ نے مشتعل ہو کر اس کا جواب دیا۔ اور افسوس ہے کہ ہندوستان کے اہل حدیث حضرات نے شور و شغب برپا کیا۔ اسی اثناء میں سید سلیمان صاحب ندوی نے کھڑے ہو کر اسلامی رواداری کے متعلق تقریر کی۔"

(رپورٹ خلافت کمیٹی)

خود مولانا اسعد مدنی صدر جمعیۃ العلماء ہند کے والد مولانا حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند حجاز میں کئی سال قیام پذیر رہنے کے بعد پورے یقین و اذعان اور مکمل تحقیق و تفتیش کے ساتھ اہل نجد و آل سعود کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ — "جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار کافر و مشرک ہیں ان سے

قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال وجائز بلکہ واجب ہے۔"

(ص ۴۳ ، الشہاب الثاقب مطبوعہ دیوبند)

ان کے عقائد کی ایک طویل فہرست دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔" یہ جملہ عقائد ان لوگوں پر بخوبی ظاہر وباہر ہیں جنہوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہکر ان سے ملاقات کی ہو ، یا کسی طرح ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو۔"

(ص ۶۶ ، الشہاب الثاقب مطبوعہ دیوبند)

اور اکابر علماء دیوبند مثلاً مولانا محمود حسن صدر المدرسین دار العلوم دیوبند ، مفتی عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند ، مولانا اشرف علی تھانوی ، مولانا محمد احمد بن مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند ، مولانا مسعود احمد بن مولانا رشید احمد گنگوہی اور مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ العلماء انہیں اہل نجد وشیوخ نجد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:۔" ہمارے نزدیک ان کا حکم باغیوں کا ہے۔"

(ص ۱۹ ، المہند علی المفند مرتبہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی مطبع قاسمی دیوبند ۱۹۲۶ء)

مسلمانوں کو کافر ومشرک سمجھنے ہی کی وجہ سے یہ آل سعود واہل نجد مقامات حج میں بھی مسلمانوں کی بے دریغ خونریزی کیا کرتے تھے۔ خود ترکی مسلمان حدود حرم میں داخل ہو کر بلکہ غلاف کعبہ پکڑ کر جان کی امان مانگا کرتے تھے لیکن بلا جھجک انہیں قتل کر دیا جاتا تھا۔ مصری مسلمانوں کے ساتھ پیش آیا ہوا یہ واقعہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔۔ محمل کا واقعہ جس میں اس محمل پر جو سلطان کی اجازت سے مصر سے آیا تھا اور جس کے ساتھ بینڈ سلطان کے کہنے سے جدہ ہی میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ صورت حال کو اور بھی نمایاں کر دیتا ہے۔ فوجی بگل پر نہ سلطان کو نہ علماء نجد کو کوئی اعتراض تھا۔ لیکن محمل کو صنم قرار دیا گیا۔ اور بگل کو مزامیر میں داخل سمجھا گیا۔ یہی بلکہ محمل اور مصری فوج اور اس کے افسروں پر منیٰ کے باہر پتھر برسائے گئے۔ حکومت سلطان کی جانب سے جو لوگ محمل کیساتھ تھے، ان کے منع کرنے کی پروانہ کی گئی ، اور سلطان کے بیٹوں اور خود ان کے باز رہنے سے نجدی باز نہ آئے۔ اور باوجود آیت کریمہ لا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج مسلمانوں کے ہاتھ سے مسلمانوں کا خون منحر منیٰ کے پاس بہا۔"

(رپورٹ خلافت کمیٹی)

اہل نجد کی شدت اس جنونی حد تک تھی کہ:۔" ہم کو معلوم ہوا کہ شہداء میں دو بنگالیوں کو سگریٹ پینے پر نجدیوں نے اس قدر مارا کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ اس حالت میں وہ مکہ مکرمہ لائے گئے اور حکومت ہند کی طرف سے جو اسپتال وہاں تھا اس میں ان بنگالیوں نے بے ہوشی ہی کی حالت میں جان دیدی۔"

(رپورٹ خلافت کمیٹی)

یہ واقعہ ان کی مغرورانہ حاکمیت کا آئینہ دار ہے۔" اور جب مولانا عبد الحلیم صاحب (رکن وفد جمعیۃ العلماء ہند) کو قاضی القضاۃ (عبد اللہ بن بلیہد) کے سامنے ایک کرسی رکھ کر بٹھایا گیا تو انہوں نے اسی درشتی ورعونت کے لہجے میں مولانا سے سوال کیا کہ عبادت کیا ہے؟ اس پر مولانا کفایت اللہ صاحب رئیس وفد جمعیۃ العلماء کو دخل دینا پڑا۔ مولانا نثار احمد جو جمعیۃ العلماء کے وفد کے رکن تھے مگر شریک وفد نہ ہو سکے۔ انہوں نے ہمیں اطلاع دی کہ عین مسجد حرام میں ایک مباحثہ کے دوران شیخ عبد اللہ بن بلیہد نے ان کو پنکھا پھینک کر مارا۔"

(رپورٹ خلافت کمیٹی)

تاریخی دستاویز سے یہ بات ثابت ہے کہ آل سعود وآل شیخ کے درمیان اپنی مخصوص تحریک کی نشر واشاعت کا ایک بڑا اہم معاہدہ ہوا تھا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن بھوپالی اسی سلسلے میں رقم طراز ہیں۔" "محمد بن سعود کو شیخ محمد بن عبد الوہاب نے یہ لالچ دی کہ وہ اسے بلاد نجد کا حکمراں بنا دے گا۔ یہ واقعہ ۱۵۶ء کا ہے اور محمد بن سعود کی شادی شیخ محمد بن عبد الوہاب کی لڑکی سے ہوئی۔"

(ص ۲۰۰ ، التاج المکلل مطبوعہ بمبئی)

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی نے ۱۹۶۰ء میں ممالک عربیہ کا سفر کیا تھا۔ جس کے تفصیلی حالات ان کے رفیق سفر محمد عاصم صاحب نے مرتب کئے ہیں۔ سعودی عرب کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے بڑے دینی مناصب آل شیخ (شیخ محمد بن عبد الوہاب کا خاندان) کے لئے مخصوص ہیں۔ اور دوسرے لوگ صرف اسی صورت میں کسی دینی منصب پر مقرر کئے جاتے ہیں جب کہ آل شیخ میں

کوئی آدمی موجود نہ ہو۔"

(ص ۹۹ سفر نامہ ارض قرآن)

اسطرح آل سعود آل شیخ اب بھی مشترکہ طور پر اسی معاہدہ کے تحت حکمراں ہیں۔ اور وہ اپنی طاقت وقوت کے زعم میں ہمیشہ من مانی اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جس کا ثبوت اس تحریر سے بھی ملتا ہے "ہم کو نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لجنۂ افتراحیہ اور مؤتمر اسلامی کی کارروائی دونوں میں نمائندگان نجد کا رویہ جو حکومت نجد کے اعلیٰ حکام اور نامزد ممبر تھے نہایت افسوس ناک تھا۔ جب کوئی ایسا اقتراح (تجویز) پیش کیا گیا جس کو ان کی حکومت نہیں چاہتی تھی تو انہوں نے اس کو خارج کرنے میں کسی ذریعہ کے استعمال کرنے میں چاہے وہ جائز ہو یا ناجائز کوئی عذر نہ کیا۔"

(رپورٹ خلافت کمیٹی)

عالم اسلام کا مطالبہ تھا کہ "مؤتمر (اسلامی) کا اجلاس ہر سال ہونا ضروری ہے اس واسطے کہ جیسا کہ ہم شروع میں کہہ چکے ہیں۔ مسلمانوں کے تمام اجتماع و مذہبی مشکلات اور خاص کر حجاز کے مسائل کے حل اور اتحاد عرب کا واحد ذریعہ مؤتمر (اسلامی) ہے۔"

(رپورٹ خلافت کمیٹی)

مگر افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ اور ایسا وہ کیوں ہونے دیتے کہ حجاز کے کسی بھی معاملے میں کوئی دخل دے؟ انہیں تو اپنی حکمرانی وشاہنشاہی سب سے عزیز تھی۔ عالم اسلام خوش ہو یا ناخوش اس کی انہیں کیا پرواہ تھی؟

حالانکہ ۲۷ مئی ۱۹۲۶ء کو خلافت کمیٹی وجمعیۃ العلماء ہند کے ارکان کی ابن سعود سے خصوصی ملاقات ہوئی۔ مولانا محمد علی جوہر مولانا شوکت علی، سید سلیمان ندوی مولانا شبیر احمد عثمانی، اور مفتی کفایت اللہ وغیرہم شریک ملاقات وگفتگو تھے۔ ان سب کی ترجمانی کرتے ہوئے۔ مولانا محمد علی صاحب نے (ابن سعود سے) کہا کہ دوسرا یہ کہ حجاز تمام مسلمانوں کا ہے اس لئے ہم یہاں اجنبی نہیں۔ اور حجاز کی خدمت کرنا ہمارا شعار ہوگا۔

(رپورٹ خلافت کمیٹی)

اور خود سلطان عبدالعزیز نے خلافت کمیٹی کے نمائندوں کو بذریعہ تار ۲ / نومبر ۱۹۲۴ء کو مکہ مکرمہ پہنچنے کی دعوت دی۔ اور مؤتمر اسلامی کے لئے ۸ / ربیع الآخر ۱۳۲۴ھ کو دعوت ابن سعود کے نام سے ایک دعوت نامہ جاری ہوا۔ جس کے دو نکات سلطان عبدالعزیز ہی کی زبان میں یہ ہیں۔

(۱) الحجاز للحجازیین من جهة الحکم۔ وللعالم الاسلامی من جهة الحقوق المقدسة التی له فی هذه البلاد۔

(۲) سیجری الاستفتاء التام باختیار حاکم الحجاز تحت اشراف مندوبی العالم الاسلامی۔

(رپورٹ خلافت کمیٹی)

(۱) ترجمہ: حکمرانی کے اعتبار سے حجاز اہل حجاز کا اور یہاں جو مقدس حقوق حاصل ہیں ان کے لحاظ سے سارے عالم اسلام کا ہے۔

(۲) ترجمہ حجاز کا حاکم منتخب کرنے کے لئے عالم اسلام کے نمائندوں کی نگرانی میں جنرل الکشن ہوگا۔

لیکن حالات کی ستم ظریفی یا ہماری شومئ قسمت ہی اسے سمجھئے کہ ابن سعود کا یہ حتمی وعدہ فریب محض اور وعدۂ فردا ہی ثابت ہوا۔ اور ان کے جانشین آج بھی اپنے آباؤ اجداد کے اسی نقش قدم پر چل رہے ہیں؛ حاکم حجاز کا انتخاب کس طرح ہوا ہوگا اور نجد (جس میں ریاض، دمام اور ظہران وغیرہ واقع ہیں) کے آل سعود حجاز (جس میں مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ طائف اور جدہ وغیرہ واقع ہیں) پر کس طرح مسلط ہوئے ہوں گے۔ اس کا واضح اظہار اس اعلان اختلاف سے ہوتا ہے۔ "مرکز خلافت کو (اپنے اجلاس ۱۹۲۶ء) افسوس کے ساتھ اس طرز عمل سے اپنا اختلاف ظاہر کرتی ہے جو حکومت حجاز کی تعیین واعلان کے لئے اختیار کیا گیا۔ کمیٹی کے نزدیک اس کا صحیح طریقہ وہی تھا جو خود سلطان موصوف نے اپنے بار بار کے اعلانات میں ظاہر کیا تھا۔ یعنی مجوزہ اسلامی مؤتمر منعقد ہو۔ اور وہ اہالی حجاز کے مشورہ کے بعد حکومت حجاز کا فیصلہ کرے۔"

(رپورٹ خلافت کمیٹی)

"ہماری رائے ہے کہ حجاز میں کسی قسم کی بادشاہت نہ قائم ہو۔ حکومت کسی خاص خاندان کے ساتھ ہرگز وابستہ نہ ہو۔ حکومت میں وراثت کا کوئی تعلق نہ ہو۔ حکومت مشوری وجمہوری ہو۔ اور صرف

ساکنانِ حجاز کو ارکانِ حکومت بنایا جائے۔"
(رپورٹ خلافت کمیٹی)

نہ معلوم کس طرح ساکنانِ حجاز کی بجائے ساکنانِ نجد ارکانِ حکومت بن گئے۔ اور آج ہندوستان کے متعدد دینی حلقوں سے وہ لوگ اسی شاہی حکومت کے ریالوں کی جھنکار میں اپنے آباء واجداد کی ان خدمات کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔ جس کے خلاف ان کی طویل فکری واخلاقی جنگ کے نقوش تاریخ کے سینے پر ثبت ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے صرف صاف یہ اعلان کر دیا تھا کہ "ہمارے نزدیک سلطانِ نجد کے وعدوں سے مسلمانانِ عالم کو نہ اطمینان ہو سکتا ہے نہ ان کو اطمینان ہونا چاہئے۔ یہ اطمینان اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ حجاز میں ایک حجازی جمہوری حکومت قائم ہو جائے۔
(رپورٹ خلافت کمیٹی)

"مملکت حجاز آج نجدی حکومت کے پنجہ سے آزاد نہیں لیکن اس کی وطنی خورش قومی ہوش اور دونوں سے زیادہ اس کا مذہبی میلان صاف گواہی دے رہا ہے کہ وہ موجودہ بادشاہِ حجاز سے ایک لمحہ کے لئے بھی وابستہ نہیں رہنا چاہتے ہیں ہر طبقہ کے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن ہم نے سوائے چند کے کسی کو بھی جو نجدی عقائد کا نہ تھا موجودہ حکومت سے خوش نہ پایا۔ ۔۔۔۔۔ ان کی نگاہیں ہندوستان پر لگی ہوئی ہیں کہ جس طرح اہل ہند نے اپنی پوری اخلاقی قوت شریف حسین اور امیر علی کے خلاف صرف کر دی تھی اسی طرح موجودہ طرز حکومت حجاز کے خلاف بھی وہ صرف کریں گے۔"
(رپورٹ خلافت کمیٹی)

موتمر سبجکٹ کمیٹی کے سامنے پیش کردہ نجدی تجویز سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت حجاز کو اہل حجاز کی رضامندی پر مطلق بھروسہ نہیں۔ اور وہ اہل حجاز کو اسی طرح مرعوب وخائف رکھنا چاہتی ہے جس طرح یورپ کی استعماری حکومتیں مشرقی محکوم قوموں کو مرعوب وخائف رکھتی ہیں۔"
(رپورٹ خلافت کمیٹی)

حجاز میں جمہوریت نہ صرف عین قرین مصلحت اور اعلیٰ مقاصد اسلامی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضروری بلکہ عملاً ممکن ہے۔ اور انتظام حجاز کے لئے روشن خیال ایماندار ذی اثر اسلام و وطن سے محبت کرنے والے اور لالچ ذاتی اغراض سے بالاتر حجازی یقیناً اس تعداد میں ضرور مل سکتے ہیں جتنے سلطان ابن سعود کو نجد و حجاز دونوں کے انتظام کے لئے نجد سے مل سکے۔"
(رپورٹ خلافت کمیٹی)

تسلسل وتواتر کے ساتھ اتنے وسیع تاریخی حقائق پیش کرنے کے بعد اب ہم اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ۔

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

# کامیابی کا راز اتباعِ شریعت

عبد الوحید نوری رائے پور

بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلدیں۔

(سورہ رعد پارہ ۱۳ رکنز الایمان)

آہ اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے
جنکا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

آج مسلم معاشرہ کی تیزی سے بگڑتی ہوئی جو صورت حال ہے اگر یہی روش رہی تو مستقبل قریب میں نہیں کہا جا سکتا کہ کیا ہوگا؟ صورت و سیرت۔ نام ولباس غور و فکر گفتار و کردار، رہن وسہن کھانا پینا، غم وخوشی، اخوت ومروت غرض جس طرف بھی نظر کیجئے دینی اصول روایات کے خلاف ہی نظر آئے گا۔ غیر اسلامی طور و طریقوں کی یہ آمیزش کہیں علم دین نہ ہونے کی وجہ سے۔ کہیں مالی فراوانی سے خدا ورسول کی نافرمانی کہیں علم دین ہوتے ہوئے بھی جہالت اپنا رنگ جماتے نظر آتی ہے۔ نہ اپنے نبی کی جیسی صورت بنانا اچھا لگے۔ نہ اسوۂ رسول پر چلنا نہ نبی کے بتائے ہوئے طریقہ سے پانی پینا اچھا لگے۔ نہ کھانا کھانا۔ مرد عورت دونوں کو نہ اپنا قومی لباس و نام اچھا لگے نہ بھائے۔ حد ہوگئی تقریبات میں کھڑے ہو کر وحشی طریقہ سے کھانا کھانے کا نام تہذیب دیا جا رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ نوجوان لڑکیوں نے لڑکوں کے دوش بدوش رقص کرنا بھی شروع کر دیا ہے۔ معاذ اللہ رب العلمین، اور یہ سبھی سنتے چلئے ولیمہ کی تقریب میں دولہا دولہن کو منظر عام میں بیٹھا کر مسلم وغیر مسلم سے ہاتھ ملانا عار نہیں سمجھا جا رہا اور اس طرح غیرت انسانی و اسلامی کا جنازہ نکالا جا رہا ہے،

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

اللہ تعالے جل مجدہ نے اپنی مہربانی سے مالی فراوانی بخش دی تو اسلامی قدروں کا خون ہونے لگا۔ پردہ ختم بے پردگی شروع اور اس بیحیائی وبے شرمی کا نام اسٹینڈرڈ رکھ لیا۔ کاش کہ یہ معلوم ہوتا کہ اللہ کے نزدیک مکرم وہ ہے جو متقی و پرہیزگار ہے۔ بے پردہ نکلنے والی عورت پر لعنت برستی ہے۔ بے پردہ گھومانے والا مرد دیوث کہلاتا ہے۔ پردہ عورت کی عصمت کا نگہبان ہوتا ہے بے پردہ گھومنے والی وگھومانے والا رسوا و بدنام ہوتا ہے۔ یاد رکھو یہود ونصاری اور ہنود کا چلن اختیار کرنے کا انجام دنیا وآخرت میں سوائے ذلت ورسوائی کے اور کچھ نہیں جو اظہر من الشمس ہے غور وفکر کا یہ عالم کہ۔ دماغی جسمانی۔ اور مالی۔ قوتیں صرف اپنے بجاہوئے کے خلاف ہی استعمال کیجا رہی ہے۔ وہ بھی بڑے فخر کے ساتھ "الامان والحفیظ۔"، عورتوں نے حضرت خاتون جنت۔ حضرت زینب۔ حضرت شہربانو۔ حضرت رابعہ بصریہ کا چلن چھوڑا اور مردوں نے اصحاب کرام واسلاف عظام کا راستہ۔ ایسی صورت حال کے پیش نظر کیا اس حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے۔؟

سب کچھ اور ہے تو جسکو خود سمجھتا ہے
زوال بندہ مومن کا بے زری سے نہیں
اگر ہم نے مسجدوں کو بھرا ہوتا اپنے سجدہ اخلاص سے دھرتی کو سجایا ہوتا اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی بارگاہ میں فریاد کی ہوتی تو جیل بھرنے کی نوبت نہ آتی ناانصافی شکوہ ظلم کی شکایت نہ کرتے ۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

مسلم معاشرے کی اس زبوں حالی کا سبب جہاں علم دین کا نہ ہونا ۔ جہالت کا ہونا ہیں (اور اس بارے میں صرف عوام کو ہی مورد الزام ٹھہرایا نہیں جا سکتا) وہیں ذمہ داروں کی غیر ذمہ داریاں و بے علیاں بھی ہیں وارث انبیاء کہلانے والوں کی اکثریت جنہیں مدرسہ میں علم و عمل کی دولت ملی ۔علمی و عملی قدروں کو پامال کرتے نظر آرہے ہیں ۔ برائی کرکے وبروں کا ساتھ دیکر اپنے دامن پہ لگے ہوئے بدنما داغ چھپانے کے لئے تاویلات کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ پند و نصائح چیخ و پکار صرف دوسروں کے لئے ہے شریعت مطہرہ کی پابندی کی تقریر و تحریر صرف عوام کے لئے افسوس رہبران ملت کے اعمال کا عالم نہ پوچھئے ، واقعات کربلا بیان کرتے وقت شہیدان کربلا کے قدم پر چلنے کی تلقین دین پر سب کچھ لٹا دینے و سر کٹا دینے کا درس الامان الحفیظ ۔ وصال سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد داخلی فتنہ مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی کے لئے اس لشکر اسلام کو جو مدینے کے باہر فروکش تھا اور جسے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا ۔ نہ روکنا اس کو اسی مہم پر بھیجنے کے جذبہ صادق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بیان کرنا مصلحت کا تقاضہ تو یہی تھا کہ لشکر اسلام روک لیا جاتا میں یہ کہتا ہوں کہ اگر مصلحت سے کام لیا جاتا تو یہ واقعی مصلحت دینی ہوتی مگر انہوں نے مصلحت سے کام نہ لیتے ہوئے جذبہ ایمانی و صادقہ سے کام لیا اور اللہ نے ہر دو محاذ پر فتح و نصرت عطا کی ۔ ذمہ دار حضرات تقریریں کرتے ہیں مگر اپنا خود کا حال یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرنے والوں اور حدود الٰہیہ کو توڑنے والے ذمہ دار لوگوں کا ساتھ بھی دیتے ہیں ان کی پشت پناہی کرتے ہیں ۔ اور نام مصلحت کا دیتے ہیں اور یہ محض اپنی مفاد پرستی و نفس پرستی کو چھپانے کے لئے جس پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا ۔

میں یہ نہیں پوچھتا کہ بتا یہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں تری رہبری کا سوال ہے

اے امت مسلمہ کے ذمہ دارو خدارا قول و فعل کا یہ تضاد ختم کرو صحیح طور پر وارث انبیاء رہنے کے مستحق بنو اور اپنی ذمہ داریاں سنبھالو تاکہ ایک صحت مند مسلم معاشرہ کی تکمیل و تعمیر ہو سکے اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امت پھر اعزاز و اکرام اور انعام خداوندی کی مستحق ہو سکے اور اپنا کھویا ہوا وقار بحال کر سکے ۔

★

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جسکو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

---

# نعت شریف

نظر جالنوی

زندگی کچھ نہیں عرفان کی نعمت کے بغیر
دلِ کوئی شئے نہیں سرکار کی الفت کے بغیر

ذاتِ احمد سے ہی اللہ کی پہچان ہوئی
علم، توحید کا کس کو تھا رسالت کے بغیر

جو ہے فرمان خدا کا، وہ ہے ارشادِ نبی
دین کی تکمیل نہیں ان کی اطاعت کے بغیر

شہِ لولاک کا اعزاز بلا آقا کو،
دو جہاں ہوتے کہاں شاہِ رسالت کے بغیر

عرش سے بھیجتا ہے ان پہ خدا خود بھی سلام
لطف آتا نہیں محبوب کی الفت کے بغیر

اے سفیرانِ حرم جانب طیبہ بھی چلو
فرض پورا نہیں سرکار کی قربت کے بغیر

حشر میں انبیاء سارے ہی نظر آئیں گے
فیصلہ ہوگا نہیں آپ کی رحمت کے بغیر

# سہسرام کے مسلمانوں سے سربراہ ادارۂ شرعیہ علامہ ارشد القادری کا خطاب

## باہمی اعتماد کی بحالی کے لئے مخلوط اجتماعات کی ضرورت پر زور

۲۰ دسمبر کو وزیر اعلیٰ بہار کی آمد کے موقع پر اگر علامہ سہسرام میں موجود نہ ہوتے تو فساد زدہ علاقوں میں دیکھنے کا انہیں موقعہ نہ ملتا۔ کیونکہ ڈی، ایم اور ایس پی نہیں چاہتے تھے کہ انہیں ان علاقوں میں جانے دیا جائے۔ لیکن علامہ کی موجودگی کی وجہ سے کسی کی کچھ نہیں چلی۔

سہسرام مسلم رابطہ کمیٹی کے نوجوانوں نے نہایت مستعدی کے ساتھ انہیں ایک ایک چیز دکھلائی۔ ترنم خاتون سے بھی ان کی ملاقات کرائی جو اپنی عزت بچانے کے لئے گود کے بچے کے ساتھ کوئیں میں کود گئی تھیں لیکن خدا نے اسے اور اس کے بچے کو بچا لیا اور اس نے رو رو کر اپنی بھری کہانی سنائی اور اس نے انہیں ایک میمورنڈم بھی دیا جس میں یہ مطالبہ تھا کہ ہمارے گھر کے نو افراد کہاں ہیں جن میں دو نوں جوان لڑکیاں بھی تھیں۔ اگر انہیں واپس نہ لایا جا سکے تو انہیں مردہ قرار دیا جائے اور ان کے وارث کو نو لاکھ روپے خوں بہا کے طور پر ادا کیا جائے۔ اس کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ ہم نے بلوائیوں میں سے چھ آدمیوں کو جو اس وقت جیل میں ہیں، ٹی، آئی پریڈ میں پہنچان لیا ہے۔ اس لئے اب میری جان خطرے میں ہے کیونکہ میں اس دردانگیز مقدمے میں تنہا عینی گواہ ہوں اس لئے میری جان کی حفاظت کی جائے۔

وزیر اعلیٰ کے معائنہ کے وقت یہ ثابت کرنے کے لئے کہ مسلمانوں نے بھی ہندوؤں پر ظلم کیا ہے۔ کچھ عورتوں نے وزیر اعلیٰ کو ایک مکان دکھلایا جس کے دروازے توڑ کر نکال لئے گئے تھے۔ لیکن مسلم رابطہ کمیٹی کے لوگوں نے وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ کرفی ضبطی کے موقعہ پہ پولیس کے ذریعہ عمل میں آیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے جب عورتوں سے پوچھا تو انہیں تصدیق کرنی پڑی۔ اور شرپسندوں کا سارا بھانڈا پھوٹ گیا۔ رات کو عشاء کے بعد سہسرام کے مسلمانوں کا ایک جلسۂ عام منعقد ہوا جسے حضرت علامہ نے خطاب کیا۔

اپنی تقریر میں حضرت علامہ نے مسلمانوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ بدر سے لیکر کربلا تک کلمۂ حق کے تحفظ کے لئے ہماری سرفروشیوں اور قربانیوں کی جو عظیم تاریخ ہے اسے نظر میں رکھئے تو آپ کا حوصلہ بلند ہو جائے گا۔ اور یہ یقین بھی دلوں میں تازہ ہو جائے گا کہ ظالم اپنی موت مر جاتا ہے اور مظلوم زندہ رہتا ہے۔ یزید مر گیا لیکن حسین آج بھی زندہ ہیں، فرعون کا نام لینے والا آج روئے زمین پر کوئی بھی نہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عقیدت مندوں سے سارا جہان آباد ہے۔ ابوجہل کا نام و نشان مٹ گیا لیکن میر حجاز کی بادشاہت کے جھنڈے زمین کے چپے چپے پر گڑے ہوئے ہیں آپ خدا اور اس کے رسول پر بھروسہ کرکے اپنے دلوں سے دہشت دور کریں اور خدا کی غیبی امداد کا سہارا لیں۔

حضرت علامہ نے سہسرام کے مسلمانوں کو خاص طور پر تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں کے ماحول میں جو کشیدگی اور بے اعتمادی ہے اسے دور کرنے کے لئے باہر سے لوگ نہیں آئیں گے۔ آپ ہی حضرات کو زائل شدہ اعتماد کی بحالی کے لئے سر جوڑ کر بیٹھنا ہے اور دلوں کے جوڑنے کا کام کرنا ہے۔ آپ اپنے پڑوسیوں کی طرف خود پیش قدمی کریں اور دلوں کو فتح کرنے کا جو طریقہ اسلام نے بتایا ہے اسے اپنے حسن اخلاق کے ذریعے عمل میں لائیں۔

حضرت علامہ کی تقریر کا بہت بڑا حصہ باہمی اعتماد و تنظیم پر مشتمل تھا۔ حضرت علامہ نے اس بات پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں کی بہت ساری تنظیموں پر مشتمل مسلم رابطہ کمیٹی کی تشکیل اور اس کی سرگرمیوں سے ہمیں

# ایڈیٹر کی ڈاک

ادیب شہیر محترمی عبدالنعیم عزیزی زیدت مکارمہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون عرض مشحون یہ ہے کہ آپ کی محنت وکاوش بذریعہ فوزمبین در رد حرکت زمین نظر نواز ہوئی، واقعی آپ نے یہ خدمت ناقابل فراموش خدمت انجام دی ہے۔ "امام احمد رضا فاضل بریلوی" کی ستر سالہ قدیم تصنیف کو نئے زیورات سے آراستہ کرکے منظر عام پر لانے کی کوشش آپ ہی کا حق تھا۔ امام احمد رضا نے نیوٹن اور البرٹ ایف پورٹا کے پیش کئے ہوئے ان کے بنیادی قانون کا رد فرمایا، اور قرآن کریم سے ثابت کیا کہ زمین ساکن ہے۔ اور سورج اور دوسرے سیارے زمین کے گردش میں مصروف ہیں نیوٹن کے نظریات، خیالات سے ساری دنیا واقف ہے۔ اور ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ امام احمد رضا کے تعاقبات وتنقیدات کا مطالعہ کریں، اور فوزمبین کی زیادہ سے زیادہ نشر واشاعت میں حصہ لیں، امام احمد رضا کے فلسفہ رد حرکت زمین کے سلسلہ میں پروفیسر ابرار حسین رقم طراز ہیں۔

"اعلیٰ حضرت کی ضرب دراصل نیوٹن کے نظریات پر ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تحریر کو سرسری نظر سے دیکھنا میرے خیال میں غیر سائنسی فعل ہے، خصوصاً اس فعل میں جب نامور سائنسداں بھی اس قسم کے نظریات آج بھی رکھتے ہیں"۔
(معارف رضا کراچی ص ۸۷، شمارہ نہم سنہ ۱۹۸۹ء ۱۴۰۹ھ)

فوزمبین پر آپ کا مقدمہ اور اصطلاحات بھی آپ کی اعلیٰ قابلیت وصلاحیت کا بین ثبوت ہیں، آج کل احقر تذکرۂ خلفائے مفتی اعظم کی ترتیب وتدوین میں مصروف ہے ورنہ اس سے قبل حقیر نامہ ارسال کرتا۔ احقر کی جانب سے حضور جانشین مفتی اعظم دامت برکاتہم القدسیہ کو سلام علیکم عرض کریں۔

خدا حافظ

شہاب الدین رضوی بہرائچی غفرلہ

۹ رجنوری سنہ ۱۹۹۰ء سنہ ۱۴۱۰ھ

---

امید ہو گئی ہے کہ یہاں کے مسلمان اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر اپنی بکھری ہوئی قوتوں کو یکجا کرنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت علامہ کی تقریر سے یہاں کے لوگوں میں ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی ہے آہستہ آہستہ اب مایوسیوں کا بادل چھٹ رہا ہے اور امید کی کرن پھوٹ رہی ہے۔

ملک الظفر سہسرامی
کنوینر سہسرام مسلم رابطہ کمیٹی۔

## رسولِ مجتبیٰ

ماہر القادری

رسولِ مجتبیٰ کہیئے، محمد مصطفےٰ کہیئے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیئے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہیئے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیئے

جب اُن کا ذکر ہو، دنیا سراپا گوش ہو جائے
جب اُن کا نام آئے مرحبا صلِ علیٰ کہیئے

محمد کی نبوت، دائرہ ہے نورِ وحدت کا
اسی کو ابتدا کہیئے، اسی کو انتہا کہیئے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے
مری آنکھوں کو ماہر! چشمۂ آب بقا کہیئے

# عبرت آموز سبق

-از قلم-

مظہر الحق رضوی (سیتامڑھی بہار)

ارشادات قطب الاقطاب غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ——— (بحوالہ فیوض یزدانی)

(١) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا محبوب خدا نے لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر شیطان کو لاغر بنا دو کیونکہ کلمہ طیبہ سے شیطان ایسا لاغر ہوتا ہے جیسے تم میں کوئی شخص اپنے اونٹ، گھوڑے پر بکثرت سوار ہونے اور بکثرت بوجھ ڈھونے سے لاغر بنا دیتا ہے۔

بھائیو لاالٰہ الا اللہ کے ضرب سے شیطان کو کمزور کر دو چونکہ لاالٰہ کو بہ نیت اخلاص سے پڑھا کرو، توحید انسان و جنات دونوں قسم کے شیطانوں کو جلا دیتی ہے کیونکہ وہ نار ہے شیطانوں کے لئے۔

(٢) آمد تو دنیا و آخرت کی بادشاہت چاہتا ہے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے بس اپنے نفس پر اور دوسروں پر حاکم و سردار بن جائے گا۔ میں تیرا خیر خواہ ہوں میری نصیحت مان لے۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں۔ مجھ کو سچا سمجھ لے جب تو جھوٹا بنے گا اور جھٹلائے گا تو تجھ سے جھوٹ بولا جائے گا اور تجھ کو بھی جھٹلایا جائے گا۔ اور جب تو سچا بنے گا اور سچا سمجھے گا اور تجھ سے سچ بولا جائے گا اور تجھ کو سچا جائے گا جیسا کرے گا ویسا ہی پھل ملے گا۔ اپنے دین کے مرض کی دوا مجھ سے لے لے اور اس کا استعمال کر یقیناً تندرستی حاصل ہوگی متقدمین کی یہ حالت تھی کہ وہ دین کے اور قلوب کے طبیبوں کی تلاش میں پورب اور پچھم کی طرف گشت لگایا کرتے تھے جب ان میں سے کوئی مل جاتا تو اپنے کی دین کی دوا اس سے تلاش کرتے تھے۔ اور تمہاری یہ حالت ہے کہ آج سب سے بعض کے قابل تمہارے نزدیک علماء فقہا و صلحاء کی ہے یہی وجہ ہے کہ آج تمہیں وہ روشنی نہیں ملتی جو سلف صالحین حاصل کر گئے۔

(٣) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب حق تعالےٰ اپنے بندوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی اچھی سمجھ عطا کرتا ہے اور اس کے نفس کے عیوب دکھلا دیتا ہے دین کے متعلق سمجھ نفس کی واقفیت کا سبب ہے جو اپنے پروردگار سے واقف ہو جاتا ہے وہ تمام چیزوں سے واقف ہو جاتا ہے۔ اسی سے اس کے لئے حق تعالےٰ کا غلام بننا اور دوسروں کی غلامی سے رہا ہونا صحیح ہوتا ہے جب تک حق تعالےٰ کو جملہ ماسوا پر اور اپنے دین کو اپنی خواہشات پر اور آخرت کو اپنی دنیا پر اور اپنے خالق کو مخلوق پر ترجیح نہ دے گا۔ نہ تیرے لئے فلاح ہے اور نہ نجات خواہش کو دین پر اور دنیا کو آخرت پر اور مخلوق کو خالق پر ترجیح دینے ہی میں تیری ہلاکت ہے اس پر عمل کر کہ حق تعالےٰ تجھ کو ہر حاجت کے لئے کافی ہو جائے گا۔

(٤) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

# نعت پاک

محمد صابر القادری
باڑادی
سیتامڑھی (بہار)



اجالا بزمِ ہستی میں کہیں پھیلا نہیں ہوتا
اگر ضوبار تیرا جلوۂ زیبا نہیں ہوتا

تری جلوہ نمائی کا اگر صدقہ نہیں ہوتا
تو جذبِ دید کا عالم کبھی پیدا نہیں ہوتا

قسم اللہ کی دونوں جہاں کے گوشے میں
جمال و حسن کا ترے کہاں چرچا نہیں ہوتا

سسکتی فصلِ راحت خشک رہتا شاخ کا آنچل
ترا ابرِ کرم جو ٹوٹ کے برسا نہیں ہوتا

سفینہ غرق ہو جاتا ضلالت کے سمندر میں
مکمل ناخدا بن کر جو تو آیا نہیں ہوتا

ترے احسان کا صدقہ ترے نعمات کا صدقہ
میرے صبر و سکون کا پیرہن میلا نہیں ہوتا

تری نغمہ سرائی کس طرح کرتا رضا جوئی
وفورِ عشق نے دل کو اکتایا نہیں ہوتا

تری انمول یادوں کا جو دل سے ہو گیا حامل
کسی عالم میں وہ پل بھر کبھی تنہا نہیں ہوتا

نگاہِ لطف کا ایسا پلایا جام اے ساقی
زمانے میں ترا صابر کبھی پیاسا نہیں ہوتا

سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص کو پسند ہو کہ سب سے زیادہ باعزت بنے تو اس پر لازم ہے کہ اللہ کا خوف حاصل کرے اور جس کو پسند ہو کہ سب سے زیادہ روز آور ہو تو اس کو لازم ہے کہ اپنے ہاتھ پر بھروسہ رکھے اور جس کو پسند ہو کہ سب سے زیادہ تونگر ہو تو اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ کی چیزوں سے زیادہ حق تعالےٰ کے ہاتھ کی چیزوں پر اعتماد رکھے جو شخص دُنیا و آخرت میں عزت چاہتا تو اس کو لازم ہے کہ حق تعالےٰ سے ڈر رکھے، چونکہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے بیشک تم خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہی ہے جو سب سے زیادہ ڈر خدا کا رکھتا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسی حالت سے سنوارا جس کو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مخلوق کا محبوب بننے کے لئے مشاتخانہ صورت بنائی اور مقابلہ کیا اللہ کے ساتھ ایسی حالت سے جسکو وہ مکروہ جانتا ہے تو وہ حق تعالےٰ سے ملے گا ایسی حالت سے کہ حق تعالےٰ اس بات پر غضب ناک ہوگا۔

★

حضرت غوث پاک
ولایت و قطبیت کے بلند
ترین مرتبہ پر فائز تھے!

# گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ڈاکٹر حافظ شیر زمان مصطفوی ۔ الہ آباد

امداد المشتاق صـ۱۱۸ پر مولانا تھانوی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے شیخ طریقت حضرت شاہ نور محمد جھنجھانوی کے رشتہ دار حج پر آئے اور حضرت حاجی صاحب سے ان سے شیخ علیہ الرحمہ کی قبر کو مرمت کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا جس مزار پر انوار سے میں نے فیض حاصل کیا ہو میرے نزدیک اس کی درستی اور اصلاح تو فرض ہے۔

کتاب مذکور کے صـ۱۱۷ پر لکھا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے فرمایا کہ جب میرے شیخ بیمار ہوئے اور وصیت کرنے لگے تو میں رونے لگا حضرت شیخ نے تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو ظاہر زندگی میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ اس کے بعد حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ میں نے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اٹھایا۔

امداد المشتاق صـ۵۹ پر لکھا ہے فرمایا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بصیغہ خطاب میں ہے بعض لوگ کلام کرتے ہیں (یعنی اعتراض کرتے ہیں) یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے "لہ الخلق والامر" عالم امر مقید بجہت وطریقت وقرب و بعد وغیرہ نہیں ہے پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔ یعنی ارواح زمان و مکان کی قید سے بالاتر ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں بلکہ ہر جگہ کہنا بھی صحیح نہیں جگہ کا نام ونشان نہیں ہے۔

صـ۵۸ پر فرمایا جیسے قیام میلاد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً کھڑا ہو جائے تو اس میں کیا خرابی ہے، جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سرور عالم وعالمیان روحی فداہ کے اسم گرامی کی تعظیم کی جائے تو کیا گناہ ہوا۔

مولانا رشید احمد گنگوہی امداد السلوک کے صـ۲۴ پر لکھا ہے کہ مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں ہے بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ہے جب اس بات کو راسخ کرنے مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں ہے بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ہے جب اس بات کو راسخ کرنے اور شیخ کو ہر وقت یاد رکھے تو روحانی تعلق پیدا ہو جائے گا اور ہر آن میں عجیب فائدہ حاصل کرے گا۔ تب مرید ہر وقت عقدکشائی میں شیخ کا محتاج ہوگا۔ اور شیخ کو دل میں حاضر کرکے جب زبان حال سے پوچھے گا تو یقیناً شیخ کی روح اللہ کے حکم سے اس کو بتلائے گی۔

یہ فتویٰ اکابرین دیوبند کا ہے ان کے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ہیں ان شیخ کے مرید وخلیفہ مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب امداد المشتاق میں یہ باتیں نقل کیا ہے۔

لیکن افسوس آج ان کے ماننے والے بلاوجہ ہم سے مباحثہ کرتے ہیں اور اپنے پیشوا کی بات نہیں مانتے۔

اقتباسات۔
مقام گنجشکر۔

مولف۔ مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری۔
ناشر۔ بزم اتحاد المسلمین لاہور (پاکستان)

## عرس امیر شریف

شہر نوساری ضلع بلساڑ میں سید معین الدین بابا کی جانب سے عاشق باللہ مفتی گجرات خواجہ قادری علامہ قاری حکیم سید امیر الدین بابا جیلانی حبیبی علیہ الرحمۃ والغفران کا عرس منایا جائے گا۔ ۲۹ رجب المرجب صبح قرآن خوانی بعد ظہر جلوس صندل نکلے گا۔ بعد نماز عصر صندل چادر گلپوشی ہوگی۔ بعد مغرب حلقۂ ذکر و تقسیم لنگر بعد نماز عشاء تقاریر علماء اہلسنت بعدہ موئے مبارک کی زیارت ۳۰ رجب المرجب کو صبح ختم قرآن خوانی ختم قادریہ ختم درود تاج میلاد شریف ذکر شریف شجرہ شریف سلام پڑھا جائے گا۔ بعدہٗ قل شریف، المعلن امیر الاولیاء عرس کمیٹی —

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# قضا نمازیں ادا کرنے کا طریقہ

**تنبیہ:** اذکار میں مشغولی سے پہلے اگر قضا نمازیں یا روزے ہوں ان کا ادا کر لینا جس قدر جلد ممکن ہو نہایت ضرور ہے، جس پر فرض باقی ہو اسکے نفل و اعمال مستحبہ کام نہیں دیتے بلکہ قبول نہیں ہوتے جب تک فرائض ادا نہ کرلے، قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں۔ معلوم نہیں کہ کس وقت موت آجائے کیا مشکل ہے ایک دن کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ (یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت اور ظہر کی چار رکعت اور عصر کی چار رکعت اور مغرب کی تین اور عشاء کی سات یعنی چار فرض تین وتر) ان نمازوں کو سوا طلوع و غروب و زوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کر سکتا ہے۔ اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی سب نمازیں ادا کرے پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء کی۔ یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں۔ زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد سے جلد ادا کرلے کاہلی نہ کرے کہ جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ نیت ان تمام نمازوں کی اس طرح ہو مثلاً سو بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلے جو فجر مجھ سے قضا ہوئی۔ ہر دفعہ یہی کہے یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلے ہے اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کے لئے صورت تخفیف اور جلد ادا ہونے کی یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے سُبْحٰنَ اللہِ کہے اگر ایک بار بھی کہہ لے گا تو فرض ادا ہو جائے گا۔ نیز تسبیحات رکوع و سجود میں صرف ایک ایک بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ لینا کافی ہے۔ تشہد (التحیات) کے بعد دونوں درود شریف کی جگہ "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ" وتروں میں بجائے دعائے قنوت رَبِّ اغْفِرْلِیْ کہنا کافی ہے۔ طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروب آفتاب سے بیس منٹ قبل نماز ادا کریں۔ ہر ایسا جس کے ذمہ نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔

(از افادات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

بقلم مولانا محمد احمد مصباحی

# مولانا بدر القادری

## خلیفہ ومجاز

## حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

نام :- محمد بدر عالم
عرف : بدر القادری
تخلص : بدرؔ
ولدیت :- حافظ محمد رمضان بن شیخ محمد اسحاق بن محمد حبیب ۔
پیدائش :- ۲۵ ر اکتوبر ۱۹۵۰ء ۔
مقام :- محلہ ملک پورہ (مرزا جاپور) قصبہ و پوسٹ گھوسی ۔ ضلع اعظم گڑھ ۔
ابتدائی تعلیم :- مدرسہ ناصر العلوم ملک پورہ اور مدرسہ خیریہ فیض عام گھوسی میں ہوئی ۔
تکمیل درس نظامیہ : دار العلوم اشرفیہ "مصباح العلوم" مبارک میں ہوئی ۔
تاریخ فراغت :- ۱۰ ر شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ ۔ ۲۳ ر اکتوبر ۱۹۶۹ء ۔

### قطعات تاریخ فراغت

آج دستارِ فضیلت بدرؔ کے سر پر بندھی
کیوں نہ اشرفیہ کا دنیا بھر میں روشن نام ہو

*

برقؔ تجھ کو فکر ہے تاریخ ہجری کی اگر
لکھ الٰہی بدر عالم خنجر اسلام ہو

*

برقؔ کے دل کی دعا بھی ہے یہ تاریخ عیسوی
بدر عالم ہو الٰہی روشنی بخش زمن

۱۹۶۹ء

### اساتذہ

- حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ ، بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ۔
- حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف صاحب بلیاوی علیہ الرحمہ ۔
- حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی مبارکپوری ۔
- حضرت علامہ مظفر حسن ظفر ادیبی مبارکپوری ۔
- حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اعظمی مبارک پوری ۔
- حضرت مولانا سید حامد اشرف صاحب کچھوچھوی ۔
- حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب مبارک پوری ۔
- حضرت مولانا شمس الحق گجہڑوی مرحوم

بیعت وخلافت :
شہزادۂ اعلیٰ حضرت قطب زمانہ حضرت مولانا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف ۔
بتاریخ ۲۳ ر جمادی الآخرہ ۱۳۹۹ھ ۔

### خدمات تدریس

(۱) دار العلوم غوثیہ ، ہبلی (کرناٹک) ۱۹۷۰ء

(۲) بحیثیت صدر مدرس : مدرسہ سید العلوم ، بہرائچ شریف ، (یوپی) ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء

(۳) بحیثیت صدر مدرس : مدرسہ ضیاء الاسلام ، مورانواں ضلع اناؤ (یوپی) ۱۹۷۳ء

### خطابت وامامت

(۱) جامع مسجد انکولا : ضلع کاروار ، (کرناٹک) ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۱ء ،

(۲) مسجد باغ فردوس، بھونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر) ۱۹۷۲ء۔

(۳) جامع مسجد خود و ٹمن، ضلع بلسار (گجرات) رمضان ۱۳۹۱ھ اکتوبر ۱۹۷۲ء

(۴) پنویل ضلع تھانہ (مہاراشٹر) ۱۹۷۱ء

## مبارکپور میں

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں شعبہ نشریات کے انچارج کی حیثیت سے یکشنبہ ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ء مطابق ۹ر جون ۱۹۷۴ء کو آئے۔

۷ر مئی ۱۹۷۴ء کو جناب علیم الدین بن صوفی علی رضا شہر اعظم گڑھ کی صاحبزادی سے نکاح ہوا۔

## قلمی خدمات

(۱) تذکرۂ غازی حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے حالات و واقعات پر مشتمل کتاب ۱۹۷۳ء میں لکھی۔

(۲) اشک خون، چند انقلابی نظموں کا مجموعہ ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا۔

(۳) **اشرفیہ کا ماضی اور حال،** تاریخ اشرفیہ پر پہلی کتاب فروری ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی۔

(۴) **ماہنامہ اشرفیہ** فروری ۱۹۷۶ء میں اپنی مساعی جمیلہ سے الجامعۃ الاشرفیہ کا علمی دینی ترجمان جاری کیا اور جب تک ہندوستان میں رہے اعلیٰ معیار پر جاری رکھا۔ اور اس کے مدیر مسئول رہے۔

(۵) **حافظ ملت نمبر**

اس سلسلہ کی آخری اور اہم کڑی ماہنامہ اشرفیہ کا پونے چھ سو صفحات پر مشتمل حافظ ملت نمبر ہے۔ جو پریس کے حوالہ کرنے کے بعد خود یورپ کے دورہ پر چلے گئے۔ یہ نمبر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اور تاریخ اشرفیہ پر اب تک سب سے ضخیم کتاب ہے۔

اشرفیہ کا ماضی اور حال، ماہنامہ اشرفیہ کی تاریخ اور حافظ ملت نمبر کو سامنے رکھ کر کہا جا سکتا ہے۔ کہ عزیزیات اور مصباحیات کا ذخیرہ فراہم کرنے میں مولانا سب سے اوّل ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا کی وقیع تر نثری تصنیف

**اسلام اور امن عالم**

۱۹۸۹ء میں طبع ہو کر منظر عام پر آئی ہے۔ یہ کتاب دراصل یورپ کے اسلام دشمن عناصر کی پھیلائی ہوئی عام بدگمانیوں کا زہر ختم کرنے کے لئے ایک قابل قدر، علمی اور تحقیقی تصنیف ہے، مولانا نے اس کتاب کے ذریعہ اہل یورپ کو چیلنج کیا ہے کہ اسلام کے سوا کوئی دوسرا نظام دنیا کو حقیقی امن و اطمینان کی دولت سے مالا مال نہیں کر سکتا۔

**اسلام اور تربیت اولاد**

بچوں کی اسلامی تربیت سے متعلق یہ ایک مختصر کتاب ہے۔ جس میں دنیا کے روز بروز بدلتے ہوئے ماحول میں اسلامی شاہین بچوں کی داشت و پرداخت کے اسلامی اصولوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

**الرحیل**

مولانا موصوف کی اسلامی انقلابی نظموں کا مجموعہ ہے، جسے "سُنی دنیا" کے اقبال کی آواز کہنا بجا ہوگا۔ ہمارے مسلم نوجوانوں کے لئے لاجواب قلمی تحفہ ہے۔

**بادۂ حجاز**

مولانا موصوف کی نعتوں اور قصائد کا مجموعہ ہے جسے مولانا کی اور تمام تصانیف کی طرح نہایت اہتمام سے طبع کیا گیا ہے۔ مولانا کی یہ تصانیف المجمع الاسلامی مبارک پور" جیسے علمی ادارہ نے شائع کی ہیں۔

**سفر ہالینڈ**

۷ر اگست ۱۹۷۷ء بریڈ فورڈ انگلینڈ میں ورلڈ اسلامک مشن کی دوسری عالمی کانفرنس کے موقع پر ارسال کردہ پیغام (مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ اکتوبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۵) دراصل مولانا کے سفر ہالینڈ کا سبب بنا۔ اس کانفرنس میں الجمعیۃ الاسلامیہ ہالینڈ کا وفد بھی شریک تھا۔ جس نے کانفرنس کے دوران علامہ قمر الزماں اعظمی سے مولانا کا تعارف حاصل کیا اور ہالینڈ آنے کی دعوت دی جس کے نتیجہ میں ۲ر جولائی ۱۹۷۸ء کو نیدرلینڈ اسلامک سوسائٹی امسٹرڈم میں انہوں نے مشیر دینیات کی

Neatherland
Islamic Society
Amsterdam

حیثیت سے ذمہ داری سنبھالی اور اس ملک

میں اشاعتِ اسلام اور تبلیغ دین کا کام شروع کیا۔

## وائس آف اسلام

جولائی ۱۹۸۰ء میں انٹرنیشنل سہ ماہی میگزین Voice of Islam انگلش۔ اردو نیدرلینڈ زبانوں میں جاری کیا۔ جو تنظیمی امور کے بعض اختلافات کے باعث جاری نہ رہ سکا۔ اس کا اردو ایڈیشن دو سال تک متواتر جاری رہا تا آنکہ تنظیم (NIS) نے خود ہی اسے بند کرنے کا فیصلہ کر دیا۔

مولانا میگزین کے اجراء تک مدیر مسئول کی جملہ ذمہ داریوں پر بحسن وخوبی کارفرما رہے اس دوران مولانا کے دو مذہبی رسالے شائع ہوئے۔

(۱) فلسفۂ قربانی:

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ قربانی کی حکمتوں پر مشتمل مؤثر رسالہ اس وقت تصنیف کیا گیا تھا۔ جب تنظیم (NIS) امسٹرڈم میں ایک عظیم اسلامک سینٹر کے پروگرام پر ہمہ جہت مصروفیت تھی۔

ہالینڈ میں کوئی مسجد شرعی اصول وضوابط کی رو سے موجود نہیں تھیں۔ اس سینٹر اور عظیم مسجد کا پروگرام شروع ہوتے ہی سب سے اہم کام مسجد کے لئے زمین کا حصول تھا۔ اس ملک میں عام طور پر زمینیں حکومت کی ہوتی ہیں۔ اور حکومت اہل حاجت کو، کسانوں اور تعمیراتی اداروں کو اور دیگر کمپنیوں کو کرایہ پر دیتی ہے۔ چنانچہ زمین کے مسئلہ پر کوششیں ہوئیں تو یہ مسئلہ پالیمنٹ تک گیا۔ اسلامی قانون میں مسجد کے لئے زمین وقف علی الدوام ہونی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں مولانا نے عالم اسلام کے عظیم مفتیوں سے فتاویٰ حاصل کئے اور اسلامی موقف کی بھرپور پیروی کی اور زمین کے حصول کی امیدیں روبہ روتکمیل ہو چکی تھیں۔ مگر ......

ادھر سعودی حکومت کویت اور دیگر ممالک عرب کی متواتر وعدہ خلافیوں کے بعد مولانا نے لیبیا کی عالمی تنظیم اسلامک کال سوسائٹی سے رابطہ قائم کر کے پندرہ ملین گلڈر کی رقم منظور کرا لی۔ اس رقم کی منظوری کے آثار کے ظاہر ہوتے ہی تنظیم کے اندر بددیانتی کے پنجے دراز ہونے لگے۔ اور یہ پروگرام بننے لگا کہ مولانا کو کسی طرح ملک سے نکلوا دیا جائے۔ مگر ملک ہالینڈ کے ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے مولانا کے قدر دانوں نے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا۔ اور نتیجہ عظیم اسلامک سینٹر کا یہ پروگرام خاک میں مل گیا۔

## طرابلس عالمی کانفرنس

۱۴ر اگست ۱۹۸۲ء کو دنیا بھر میں پھیلے ہوئے علماء اور دعاۃ کی عالمی کانفرنس میں مولانا نے شرکت کی اور اطراف عالم سے آنیوالے علماء ومفکرین سے ملاقات کی۔ عالمی سطح پر اسلام کی اشاعت کے پروگرام اور مسلمانوں کے درپیش مسائل کا قریب سے جائزہ لیا۔ اور یہ باحوصلہ وتازہ دم ہو کر واپس آئے اس کانفرنس کے دوران مولانا جن عظیم شخصیتوں سے متاثر ہوئے۔ ان میں شام کے مفتی اعظم شیخ احمد گفتارو اور یونان کے مفتی محمد احمد نیز اسلامک کال سوسائٹی کے ذمہ داروں سے مل کر آپ نے تنظیم (NIS) کے حالات پر گفتگو کی۔ اور منظور شدہ رقم منسوخ کرا دی۔ مولانا کے از خود اس عمل نے اس عالمی تنظیم کے ارباب حل وعقد کو مولانا کا گرویدہ بنا دیا۔

## تنظیموں کا قیام

مولانا کی مساعی سے ہالینڈ اور گردو نواح میں کئی اسلامی تنظیموں کو غذار زیست مل رہی ہے ہالینڈ کے علاوہ فرانس بلجیم اور جرمنی تک کے اہل تعلق مولانا سے دینی وعلمی استفادہ کرتے ہیں۔

## مالٹا کانفرنس

۱۰ر اکتوبر ۱۹۸۲ء کو مالٹا میں منعقدہ کانفرنس (ائمہ ودعاۃ کانفرنس) میں شرکت کی۔ جس میں امریکہ اور کناڈا اور تمام یورپین ممالک میں کام کرنے والے عظیم علماء اور مفکرین کا اجتماع ہوا۔ اور خطہ ہائے ارضی پر اسلام اور مسلمانوں کو درپیش مسائل پر غور وخوض کیا گیا۔

## لندن کانفرنس

ویمبلے میں اسلامک کال سوسائٹی کی جانب سے ائمہ اور دعاۃ کی ایک کانفرنس ۲۱ر اپریل ۱۹۸۳ء کو منعقد ہوئی جس میں خاص بات یہ تھی کہ اردو زبان بولنے والے علماء کو خاص نمائندگی نصیب ہوئی تھی۔ واضح رہے ۸۲ء کی طرابلس کانفرنس میں شرکت کے بعد مولانا نے انگلینڈ اور یورپ کے سنی علماء کو اس طرف بھی متوجہ کیا تھا کہ

ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ حضرات اس تنظیم سے وابستہ ہونے کی کوشش کریں اور اس کے طرق و مسائل پر بھی مشورے اور خطوط ارسال کئے تھے۔

بالخصوص قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کراچی، مولانا ارشد القادری انڈیا، مولانا سید سعادت علی ہالینڈ اور علامہ قمر الزماں اعظمی و مولانا شاہد رضا نعیمی انگلینڈ کو مولانا نے متوجہ کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔ بہر حال لندن کی یہ کانفرنس اردو اسپیکرس کے ہاتھ میں رہی۔ اور کئی لحاظ سے کامیاب رہی !!!

مولانا نے اسی کانفرنس کے دوران اسلامک کال سوسائٹی کے ارباب حل و عقد سے ملاقات کرکے امسٹرڈم کی نئی اسلامی تنظیم ( i C N ) کے لئے عمارتی ضرورت کی جانب متوجہ کیا جس کے نتیجہ میں ایک خطیر رقم موصول ہوئی۔ اس کانفرنس کے اختتام پر کال سوسائٹی کا ایک وفد انڈیا آنے والا تھا جس کی خبر ملتے ہی مولانا نے ہندوستان کے سنی حلقہ کو باخبر کیا — بالخصوص الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے ذمہ داروں کو اطلاع دی۔ مگر وفد ہندوستان آکر واپس بھی جا چکا لیکن اپنا کوئی نمائندہ اور کسی ادارہ کا ذمہ دار اس سے ملاقات نہ کر سکا۔

## ناروے کانفرنس

۱۳ر جولائی ۱۹۸۴ء کو ناروے کے دار السلطنت اوسلو میں جماعت اہلسنت کی جانب سے ایک سہ روزہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں مولانا نے شرکت کی اور "اسلام میں تربیت اولاد" کے عنوان پر مقالہ پیش کیا جو پسند کیا گیا۔

## قبول اسلام

اس دوران مولانا کے ہاتھ پر ڈھائی سو سے زائد غیر مسلم اسلام قبول کر چکے ہیں اور بہت سے لوگ تائب ہوکر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ اسلام و شریعت کی دعوت و تبلیغ کا یہ سلسلہ مولانا کی یومیہ مصروفیات میں داخل ہے۔ رب کریم روز افزوں ترقی و کامیابی سے نوازے۔

## اوقات الصلوٰۃ اور رویت ہلال

ہالینڈ اور دیگر ممالک یورپ کا حال ہمارے اسلام آشنا ممالک سے بہت مختلف ہے۔ وہاں کے مسلمان دینی احکام و مسائل سے عموماً نابلد اور بہت دور ہیں۔ ان سے شرعی احکام اور مذہبی پابندیاں تسلیم کرانا پھر ان پر عامل بنانا بڑا ہی صبر آزما مرحلہ ہے۔

مولانا کی اس ملک میں آمد سے پیشتر ہالینڈ، بلجیم وغیرہ کے لوگوں کے پاس اپنا کوئی مستقل اوقات الصلوٰۃ چارٹ نہیں تھا لوگ محکمۂ موسمیات کی اٹکل خبروں پر نمازیں گزارتے تھے۔ عام طور پر چارٹ میں صرف جماعت کے وقت ہی کو نماز کا وقت سمجھا جاتا تھا۔ زوال کے وقت کی بھی کوئی حقیقت ہے۔ اس سے کوئی واقف نہ تھا۔ وار دین علماء اس وجہ سے بھی کام کرنے سے گریز کرتے تھے کہ سال کے کئی مہینوں میں یہاں فقہ حنفی کے مطابق عشاء وقت آتا ہی نہیں مگر مولانا نے مسلمانوں کو صحیح اوقات الصلوٰۃ سے آگاہ کیا۔

اس سلسلہ میں تحقیق و تلاش کے دوران کافی دشواریاں بھی اٹھانی پڑیں۔ کچھ دنیا دار لوگ آڑے بھی آئے۔ مگر بحمداللہ ملک اور اطراف میں اسی پر اکثر لوگوں کا عمل ہے۔ یوں ہی رویت ہلال کا باقاعدہ شرعی طور پر اہتمام کیا۔ تاکہ لوگوں میں دین کی اہمیت راسخ ہو۔

اس سلسلہ میں یورپ میں بسے ہوئے، علماء کی بے احتیاطیاں حد سے متجاوز ہیں۔ بغیر کسی شرعی ثبوت کے بعض تو اتنے جری ہیں کہ اپنے ماننے والوں سے کہتے ہیں کہ میرے رسک RISK پر روزہ شروع کرو! میرے رسک پر کل عید کرو گویا اس کا میں ذمہ دار ہوں۔ بعض بہت محتاط ہیں تو ٹیلیفون کی خبر کو شہادت قرار دینے کے لئے کھینچ تان کر رہے ہیں۔ عزیمت پر کسی طور عمل کرنا بہت دشوار محسوس ہوتا ہے۔

مگر الحمدللہ کہ مولانا نے ہمیشہ چاند کے معاملے میں بھی اور مسائل شرعیہ کی طرح نہایت سختی سے عمل کرنے کی تحریک چلائی! اور لوگوں کو عمل پر آمادہ کیا۔ جو اس مذہب بیزار ماحول میں

# حافظِ ملّت اور الجامعۃ الاشرفیہ تحریک

عبد النعیم عزیزی، "مدیر سنی دنیا" بریلی شریف

## تقسیم ہند کے بعد

★ ملک میں اہل سنت و جماعت کے اندر تاریخ و ادب کا مذاق اور علمی و دینی تعلیم و تحقیق کی ایک نئی روایت کس نے قائم کی؟ ________________

★ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کے مسلک حق۔ مسلک اہل سنت کی نشر و اشاعت میں تیزی اور سرگرمی کس نے پیدا کی؟ اعلیحضرت امام احمد رضا کے کتب و رسائل کی طباعت و اشاعت نیز انہیں ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر لانے کا کام کس نے انجام دیا۔؟

★ چودہویں صدی ہجری کے مجدد۔ فاضل بریلوی امام احمد رضا نور اللہ مرقدہٗ کے تجدیدی، تبلیغی اور علمی کارناموں کو اجاگر کرنے۔ اعلیٰ حضرت اور ان کے علمی کارناموں پر تصنیفی، تحقیقی اشاعتی کام کرنے کی پہل کس نے کی؟ ________________

★ دینی تعلیم کو فروغ کس نے دیا اور طلباء اسلام و علمائے دین کو جدید تعلیم یافتہ پروفیسروں اور اسٹوڈنٹس کے سامنے ایک نئی جرأت و احساس اور وقار و طمانیت کے ساتھ کس نے لاکر کھڑا کر دیا۔

★ علوم جدیدہ سے علوم قدیمہ کے دل کی بھڑک کس نے نکالی۔ مغربیت کے سامنے مشرقیت کو سرخرو کس نے کیا۔ قدیم و جدید کو کس نے شیر و شکر کر دیا۔ (اسلامی دائرہ کار میں) ________________

★ مسلمانوں کے جمود میں رخنے کس نے پیدا کئے اور انہیں جہد و عمل کی راہ کس نے دکھائی۔

★ الجامعۃ الاشرفیہ نے۔ جو حضور حافظ ملت کے خوابوں کا حسین تاج اور پر عظمت منار ہے۔ ________________

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمان صرف میدان جنگ ہی نہیں ہارے تھے، علم و حکمت کا میدان بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ اس یوم شکست اور غلامیٔ فرنگ کا طوق گلے میں آنے سے لیکر غلامی سے رہائی آزادی کا گلے کا ہار بننے اور تقسیم ملک کے بعد ایک نئے ہندوستان کے وجود میں آنے تک کی نوّے سالہ

مدت کی داستان ۔زوال مسلم کی الیہ داستان ہے ۔ ایک عظیم ٹریجڈی

اور ایک دہائی کم پوری ایک صدی کی یہ تاریخ ۔ تاریخ مسلم کا ایک نہایت ہی سیاہ باب ہے جو عبرت انگیز بھی ہے اور حیرتناک بھی اور اس عبرت ناکی اور حیرت انگیزی میں غیروں سے زیادہ اپنوں کی شرانگیزی اور فتنہ پردازی کا دخل ہے ۔

اس طویل مدت میں ہندستان مختلف مذہبی عقائد و خیالات سیاسی اقتصادی، سماجی اور تعلیمی تحریکات و نظریات ۔ بھانت بھانت کے آدرشوں فلسفوں، سائنسی اصولوں، فرنگی زبان و تعلیم اور فیشن و تہذیب کی ایک آماجگاہ بن گیا تھا۔ ہر عقیدہ و خیال ۔ ہر تحریک و نظریہ ، ہر فلسفہ و آدرش ، ہر اصول و تھیوری ، ہر رسم و رواج اسلامی نظریات سے متصادم ، اسلام اور مسلمانوں کے درپئے آزار اور سب کے سب سم قاتل ۔

مگر ان سب کے مدمقابل ایک اور تحریک نے انگڑائی لی ۔ ایک خالص اسلامی تحریک ۔ سینہ و دل میں خوف الٰہی اور محبت رسالت پناہی کی جوت جگانے والی تحریک ۔ مسلمانوں کو قرآن و سنت سے جوڑنیوالی تحریک جس کے سالار کارواں تھے ۱۴ویں صدی ہجری کے مجدد ۔ مجدد دین و ملت ۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز ۔ جنہوں نے ہر غیر اسلامی عقیدہ تحریک کا دم توڑ کر حق و صداقت کا پرچم لہرا دیا ۔ دین کی تجدید کی سنت کا احیاء کیا اور جو خود ناموس رسالت کی تحریک بن گئے اور تقدیس انبیاء کا وہ چراغ روشن کیا کہ گھر گھر سے لے کر قلب و جگر اور فکر و نظر تک منور و تاباں ہو گئے ۔

امام احمد رضا نے پچاس ۵۰ سے زائد علوم و فنون (عقلی و نقلی ۔ قدیم و جدید) پر ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل لکھکر ہر باطل کا بھرپور رد کیا اور اسلام کی حقانیت واضح کر دی ۔ انہوں نے کفار و مشرکین اور ملحدین و مرتدین ہی کو نہیں ہر باطل خیال حتیٰ کہ باطل علم و کو بھی مسلمان بنانے کی مہم چھیڑ دی — فاضل بریلوی نے اسلام کے مسخ کردہ چہرے کو تازگی و سرخی دی اور مسلمانوں کے عقائد و ایمان کی حفاظت کی ۔

اعلیحضرت نے باطل کی سرکوبی کے لئے اپنے شہزادگان ، خلفاء و تلامذہ اور دوسرے علماء و مشائخ پر مشتمل ایک ٹیم ( Team ) بھی تیار کی اور بریلی سے لے کر مارہرہ و کچھوچھہ پیلی بھیت و گھوسی ۔ پٹنہ و جبلپور ۔ مرادآباد و میرٹھ لاہور و ہزارہ غرضکہ ہند کے طول و عرض میں دین خدا و عشق مصطفیٰ کی شمعیں جل اٹھیں اور کفر و ضلالت و بدعت و جہالت کی تاریکیاں کافور ہونے لگیں ۔

آج مخالفین و معاندین اور حاسدین امام احمد رضا کی اس تحریک اور ان کے پاکیزہ مشن و مسلک حق کو بریلی تحریک اور بریلوی مسلک کہہ کر مطعون کرتے ہیں اور اس مسلک کے ماننے والوں ۔ صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو بریلوی کہکر اپنی دانست میں انہیں غیر مسلم گردانتے ہیں ۔

بہر حال حق یہی ہے کہ بریلوی مسلک کوئی نیا یا غیر اسلامی مسلک و مذہب نہیں ہے بلکہ مذہب حق ۔ مذہب اہلسنت اسلام ہی ہے لہذا ہم یہ سکتے ہیں کہ بریلوی تحریک نے ۔ تحریک اقامت دین سے لے کر تحریک دیوبندو ندوہ ۔ تحریک قادیان و علیگڑھ حتیٰ کہ ہر باطل تحریک کو جامد و ساکت کر کے رکھدیا ۔

اعلیحضرت امام احمد رضا کے وصال (متوفی ۱۹۲۱ء) کے بعد جنم لینے والی جو دوسری اسلام اور مسلم دشمن مذہبی ، سیاسی ، سماجی ، اقتصادی اور تعلیمی تحریکیں اٹھیں یا عقائد و خیالات اور نظریات پروان چڑھے ان سب کا اعلیحضرت کی تیار کردہ ٹیم نے ڈٹ کر مقابلہ کیا ۔ اور مسلمانوں کو ان کے دام فریب میں پھنس کر ہلاکت و ضلالت کے غار میں گرنے سے بچائے رکھا ۔

اس میں شک نہیں کہ دفاعی جنگیں لڑی جا رہی تھیں ، حملے روکے اور مورچے توڑے جا رہے تھے لیکن ضرورت اس بات کی بھی تھی کہ بڑھکر وار بھی کیا جائے اور اسلام کا ایسا غلبہ اور مسلمانوں کا ایسا دبدبہ ظاہر ہو کہ باطل قوتیں حملہ تو حملہ تخریب اور گھس پیٹھ کی جرأت بھی نہ کر سکیں اور جیسا کہ فوجی تنظیم کا تقاضا

ہے کہ جنگی ہیڈ کوارٹر اور چھاونی کیلئے سپاہیوں کی بھرتی اور ان کی ٹریننگ

کا بندوبست ہو اور اسلحہ ساز کارخانے بھی قائم ہوں تاکہ ان کے لئے اسلحہ جات کی فراہمی ہوسکے جاسوسی شعبہ، اسپتال، راشننگ Rationing اور دوسرے ضروری شعبے جات بھی اس ہیڈ کوارٹر کے تحت قائم ہوں تاکہ کسی بھی وقت موقع آن پڑے تو حملۂ دشمن کا جواب بھی دیا جاسکے اور جہاں حملہ کرنا ناگزیر ہو وہاں بڑھ کر وار بھی کیا جاسکے۔

لہٰذا دین پر ہونے والے حملۂ باطل اور اپنے دین حق کی تبلیغ واشاعت غلبۂ اسلام اور انسانیت کے فلاح وبہبود کے لئے بھی ایک اسی طرح کے نظام کی تشکیل کی ضرورت تھی حالانکہ یہ نظام یا یہ دستور قوم مسلم کو رسول کونین — قائد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کو ہیڈ کوارٹر بنا کر پیش کر دیا تھا۔

ایک مسجد نبوی تھی اور اس کے مختلف روپ تھے اور اس کا ہر روپ کامل واکمل تھا۔ یہ بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہونے کے لئے عبادت گاہ بھی تھی اور بارگاہ مصطفےٰ میں دل جھکانے درس دینے والا تصوف کدہ بھی تھی — اور علم دین، قانون شریعت بلکہ سلیقۂ زندگی اور شعور بندگی کی تعلیم عطا کرنیوالی درسگاہ بھی تھی اور یہ کونسل ہاؤس، سیاسی اور جنگی ہیڈ کوارٹر بھی تھی رسول گرامی وقار محسن اعظم علیہ السلام نے کل کارخانے نہ لگا کر، مشین اور پرزے نہ ڈھال کر دل بنائے تھے اور دل بھی بنائے تھے۔ ایک پاکیزہ جماعت تیار کی تھی۔ افراد ڈھالے تھے شخصیت کی آرائش، انسانیت کی تعمیر قلب ونظر کی تطہیر کی تھی، کردار سازی کی تھی۔ اخلاق کا نکھار وسنوار اور ذہن وفکر کو مستیز کیا تھا۔ اور پھر شعور بندگی وسلیقۂ زندگی عطا کر کے اسلامی اسٹیٹ کے قیام کا طریقہ اور سیاست و ریاست کی تعلیم بھی عطا کی تھی۔

ہر دور میں مسلم قائدین و مصلحین نے اسی دستور، اسی آدرشی امی فلسفہ اور اسی نبوی طریقۂ کار پر عمل کر کے دنیوی اور اخروی کامیابی وکامرانی جہانگیری وجہانبانی اور سرخروئی وسرفرازی حاصل کی تھی اور جب جب مسلمان اس نظام سے ہٹے۔ رشتۂ سنت سے کٹے تو لٹے پٹے اور ذلیل وخوار ہوئے۔

امام احمد رضا نے بھی اسی نبوی دستور کو عام کیا تھا۔ قرآن وسنت سے رشتۂ مسلم کو استوار کیا تھا۔ بیداری قوم، وقار ملت اور سیاست وریاضت پر غلبہ پانے کا ایک نظریہ اور سماجی ومعاشی انقلاب کا ایک فارمولا Formula پیش کیا تھا۔

آج ہندوستان میں بھی اسی نظام کے قیام کی ضرورت تھی۔ لیکن اس بحرانی دور میں دفاع ہی سے مہلت نہ مل رہی تھی، کسی منصوبہ کی تکمیل یا کوئی تعمیر کیسے ہو پاتی۔

شہزادگان رضا حجۃ الاسلام ومفتی اعظم، محدث اعظم اور رئیس العلماء اور دوسرے علماء ومشائخ دل ونظر سنوار رہے تھے۔ ہاتھوں میں ہاتھ لیکر عقیدت والفت کے چراغ روشن کر رہے تھے۔ تحفظ وعقائد وایمان کے ساتھ تبلیغ دین و اصلاح قوم کے لئے اپنے جگر کا خون پانی کر رہے تھے۔ مسلک امام احمد رضا کی روشنی میں چلنے والے مدارس اور اس پر عمل پیرا خانقاہیں بھی محفوظ قلعوں کا رول ادا کر رہی تھیں۔ مگر ابھی وہ ادارہ یا ہیڈ کوارٹر قیام میں نہیں آپایا تھا۔ جہاں سے حافظ وقاری، امام ومولوی، عالم وفاضل خطیب ومقرر، مفتی وقاضی کے ساتھ ساتھ جدید علم ومعلومات سے بھرپور واقفیت رکھنے والے واعظین اور مختلف مذاہب پر گہری نظر رکھنے والے مناظرین، ادباء مصنفین، محققین، مترجمین، فن صحافت کے ماہرین، مدبرین ومفکرین اور مصلحین وقائدین بھی تیار کر کے مغرب کے طلسم کو توڑ سکیں اور ہر حال میں اسلام کی حقانیت اور اسلامی علوم وفنون کی صداقت ثابت کر سکیں اور ایسے افراد بھی تیار ہو کر نکلیں جو ٹکنالوجی، سائنس میڈیکل، انجنیرنگ، کامرس وغیرہ کے میدانوں میں بھی پہنچ کر قوم کی ترقی وبھلائی کا کام کر سکیں اور ایسے بڑے کام کے لئے ایک ایسے تعلیمی ادارہ کی ضرورت

تھی جو عصرِ نو کی یونی ورسٹیوں کی بدل ہو مگر نیچریت سے پاک ایک دینی اسلامی یونیورسٹی اور بلاشبہ ایسی یونیورسٹی (University) کا قیام ناگزیر تھا۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں ایک تقسیم شدہ نیا ہندوستان سیکولر ہندوستان یا بھارت وجود میں آیا جہاں مسلمان اقلیت میں آگیا تھا۔ اکثریتی طبقہ حکومت پر چھا گیا تھا، اور اس طبقہ کے فرقہ پرست عناصر اور فرقہ پرست جماعتیں کھل کر آنے لگی تھیں۔ ہندی کو راشٹریہ بھاشا یعنی قومی زبان کا درجہ دیدیا گیا تھا اردو رائڈہ درگاہ کر دی گئی تھی۔ عربی کو تو مسلمان ویسے بھی چھوڑے بیٹھا تھا حالانکہ دین سے رشتہ کو مکمل طور سے استوار رکھنے کے لئے خصوصاً مدارس کے لئے تو عربی زبان سے واقفیت بلکہ اس میں مہارت بہرحال ضروری تھی۔ اسکول کالجوں میں ہندی لازمی کر دی گئی تھی۔ ہمارے پوروج کے نام پر ویدک پیریڈ (Vedic Period) رامائنی اور مہابھارتی زمانوں کے دیوی دیوتاؤں، سادھو سنتوں اور راجاؤں یودھاؤں سے لے کر ۲۰ ویں صدی عیسوی کے مہاپرشوں کی جیون کتھائیں تو پڑھائی جارہی تھیں مگر کسی نبی یا ولی، عالم یا صوفی اور رہنما یا مصلح کی زندگی یا کارنامہ پر ایک صفحہ بھی کورس کی کتابوں میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اور مسلم اسٹوڈنٹ اپنے اسلاف حتی کہ اپنے نبی و رسول محسن انسانیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور اپنے پہلے کلمے سے بھی بےخبر ہوتا چلا جارہا تھا۔ فلسفہ وسائنس میں مہارت حاصل کرنے کے شوق میں اپنے عقیدہ کو برباد کر رہا تھا۔ ماڈرن مسلمان اور شیدائیانِ نیچر پر تو اب بھی انگریزیت کا بھوت سوار تھا انہیں دین وایمان سے کیا غرض اور قوم سے کیا ہمدردی۔ کل کے غدار، وہابیت کے علمبردار، آقائے فرنگ کے نمک خوار آج کے وفادار اور موجودہ حکومت کے وظیفہ خوار بن کر کرسی کی خاطر آیۃ الکرسی کو بھول چکے تھے اور قومی یکجہتی کے دھارے میں بہہ رہے تھے اور افراد قوم کو بھی آیۃ الکرسی سے رشتہ توڑ کر اسی دھارے میں بہنے کا خوشنما درس دے رہے تھے۔ قوم سے غداری اور دین بیزاری کا پاٹھ پڑھا رہے تھے۔

مسلمانوں کے لئے بڑی آفت تھی اور وہ سخت حیرانی و پریشانی میں مبتلا تھے۔ کہ وہ کون سا علم حاصل کریں۔ دین پر سختی سے قائم رہ کر دنیوی ترقی کیسے کریں۔ ان سماجی اقتصادی، سیاسی اور تعلیمی پوزیشن بحال کیسے ہو۔ حالانکہ دین فطرت اسلام نے کسی زبان یا فلسفہ وحکمت، ریاضی وسائنس میڈیکل وانجینرنگ سیاسیات و عمرانیات اور کامرس ومعاشیات کی تعلیم سے روکا نہیں ہے۔ قرآن تو ہر جائز علم کا سرچشمہ ہے۔ لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ تعلیم دین کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کیسے حاصل کرے۔ علی گڑھ اور ندوہ کی تعلیم سے صرف نیچریت اور منافقت کا ہی سبق مل سکا تھا۔ کہیں سے دنیوی تو مل گئی تھی۔ دنیا تو حاصل ہو گئی تھی مگر اصل سرمایہ، سرمایہ دین ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ کہیں سے عربی زبان وادب اور تعلیم دین تو ہاتھ آگیا تھا مگر عقیدہ کے غارت ہونے کے ساتھ ساتھ دینوی شعور بھی فنا ہو گیا تھا۔

مسلمانان اہل سنت کے ساتھ یہ بھی ایک مصیبت تھی کہ حکومت اور حکومتی اداروں میں ان کی رسائی نہیں تھی۔ بنام مسلم ملنے والی ہر مراعات سے فرزندان ندوہ و دیوبند فائدہ اٹھا رہے تھے۔ اوقاف، اردو اکیڈمیوں اردو انجمنوں، اقلیتی اداروں اور دیگر شعبوں پر بھی یہی قابض تھے۔ دینی تعلیمی بورڈ پر بھی، انہیں کا تسلط تھا آخر غربائے امت، مسلمانان اہلسنت کیا کرتے کدھر جاتے۔

مسئلہ کا حل موجود تھا۔ لیکن نگاہیں وہاں تک پہنچ نہیں رہی تھی یا دیگر مصروفیات جماعت کی عظیم شخصیتوں کو ادھر رخ کرنے کا موقع نہیں دے رہی تھیں۔

بہرحال ان تمام مسائل کا حل اعلیٰ حضرت ہی کی ٹیم (Team) اور انہیں کے سلسلہ سے اور وسیلے لا،

اعلیٰ حضرت کے خلفاء میں ایک تابناک شخصیت تھی ان کے ایک خلیفۂ اجل ان کے مظہر اتم اور رفیق دم قدم صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی گھوسوی اعظمی علیہ الرحمہ والرضوان کی جن کی فقاہت کو اعلیٰ حضرت نے بھی سراہا ہے اور جن کی تدریسی خدمات زمانہ پر روشن ہے یہ وہی صدر الشریعہ ہیں جنہوں نے زبان اردو میں بہار شریعت کی شکل میں اسلامی قانون کا انسائکلوپیڈیا۔ The Encyclopaedia of Islamic law & Jurisprudence عطا کیا ہے۔ اور شریعت کی بہاروں سے مسلمانوں کے عقیدہ وایمان کے گلزاروں کو عطر بیزی اور شادابی بخشی ہے۔

صدر الشریعہ شہر تدریس کے شہریار تھے اور اس شاہ بے تاج نے جانے کتنے تاجوران علم وفضل کو خلعتیں اور فرماں روائی عطا کی ہیں۔ علم وفضل کے اس جوہری نے جانے کتنے ہیروں کو تراش کر نئی آن بان دی ہے۔ اپنے وقت کے اس عظیم معلم نے کتنی شخصیتوں کو نکھارا سنوارا ہے اور ان کی کردار سازی کی ہے۔

اسی عظیم المرتبت فاضل ومعلم اور علم وحکمت کے جوہری کے تراشے ہوئے ہیروں اور اس کی سجائی ہوئی شخصیتوں میں ایک انمول ہیرا، ایک نایاب رتن اور ایک تاباں شخصیت کا نام ہے عبدالعزیز ـــــ استاذ العلماء جلالۃ العلم حضرت علامہ مولانا حافظ۔ محدث مرادآبادی ثم مبارکپوری۔ بانی وسربراہ الجامعۃ الاشرفیہ۔ جنہیں زمانہ حافظ ملت کے لقب وخطاب سے یاد کرتا۔ جانتا اور مانتا ہے۔

حافظِ ملت وہ خوش نصیب اور بیدار بخت انسان۔ مرد مسلمان ہیں جنہیں ہند کے راجہ حضرت خواجہ کے راجدھانی اجمیر اور امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا کے شہر مرکز اہل سُنت بریلی کی مقدس سرزمینوں پر شب و روز گزار کر دین مصطفےٰ کے اور ان کی معرفت حاصل کرنے کی سعادت ملی ہے اور جو ان دونوں بارگاہوں سے نوازے ہوئے اور اشرف ورضا کی نسبتوں سے جڑے ہوئے، علم وعمل، زہد وتقویٰ، اخلاق وکردار، حلم ومروت اور عزم واستقلال سے آراستہ وپیراستہ ۱۹۳۴ء میں حضرت صدر الشریعہ کے حکم پر شرقی اتر پردیش کی ایک گمنام بستی، مبارک پور کے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کے مسند ودرس وتدریس پر فائز ہوتے ہیں تو علم کے چراغ جل اٹھتے ہیں اور روشنی پھیلنے بڑھنے لگتی ہے۔

حافظ ملت۔ باغ فردوس کے گل بوٹوں کو ایک نئی رعنائی، البیلا رنگ اور مستانی نکہت عطا کرتے ہوئے سینوں کے عقیدہ کی جنتوں کو مہکا دیتے ہیں۔ بلکہ کائنات علم وفضل بھی معطر وشاداب ہو جاتی ہے۔ حافظ ملت کے خون جگر سے ویرانوں میں دین کے گلشن لہلہا اٹھتے ہیں۔

تقسیم ملک تک حافظ ملت ایسے ایسے نادر اور روگار علماء وفضلاء تیار کر کے ملک کے گوشے گوشے میں پھیلا دیتے ہیں کہ ان کے قدوم کی برکتوں سے بدمذہبیت کی لعنت ونحوست ہوا ہونے لگتی ہیں اور عقائد کفریہ وتحریکات باطلہ کے قدم اکھڑنے لگتے ہیں اور مبارکپور کی بستی گمنامی کی بستی سے نکل کر ناموری کی بلندی پر پہنچ جاتی ہے اور اب طالبان عالم دین مصطفےٰ کے قدم جب گھر سے نکلتے ہیں تو مبارک پور کی سمت بڑھنے لگتے ہیں۔

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ۱۹۴۷ء کے بعد کے ملکی حالات کا ذکر کیا گیا۔ کس قدر بحرانی دور تھا۔ لوگ دیوانوں کی طرح سرحد اس پار بھاگ رہے تھے۔ حضور حافظ ملت نے اس موقع پر اپنی سیاسی بصیرت کا بھی ثبوت دیا اور ترک وطن کر کے جانیوالوں کو مساجد ومدارس اور مزارات ومقابر اور ملک میں بقائے اسلام کی دہائی دیکر لوگوں کو غیرت دین دلا کر ترک وطن کرنے سے روکا اور انہیں کامیابی ملی اس پر موقع پرستوں اور چھچھورے سیاستدانوں نے انہیں مطعون بھی کیا لیکن یہ بے پروا اپنا کام کرتے رہے۔

شر پسندوں نے حضور حافظ ملت کو زنداں تک بھی بھجوایا مگر اس مرد

بیباک اور حق گو نے ربانی کی خاطر کسی بھی مصلحت کو آڑے نہ آنے دیا۔ حافظ ملت کی حق گوئی اور ان کے استقامت نے حکام و عوام اور غیر مسلموں کو بھی حیرت زدہ کر دیا۔ بالآخر انہیں باعزت رہائی ملی۔

دین و ملت کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے، غلبۂ اسلام اور علم دین و عشق مصطفیٰ کی اشاعت کے لئے انتھک محنت اور جدوجہد کرنے والے ملت کے محافظ و پاسبان کبھی چین سے نہیں بیٹھے۔ مسلمانوں کی تعلیمی اور معاشی پسماندگی و بدحالی دور کرنے کی خاطر منصوبے بناتے رہے انہیں مرض مسلم بھی معلوم تھا اور اسے دور کرنے کی دوا اور اس کا علاج بھی معلوم تھا مگر وہ نسخہ کے صحیح اور بروقت استعمال کے منتظر تھے وہ اپنا کام جاری کئے ہوئے تھے — مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت کا کام رضویت کے فروغ کا کام۔ وہ مچلتے ہوئے طوفانوں اور گرتی ہوئی بجلیوں کے ہجوم میں بھی چلتے رہے ان کے قدم بڑھتے ہی رہے۔ حفاظ، قرأ، ائمہ، مناظرین، واعظین، محدثین، مفسرین فقہاء اور مفتیان کرام نکالتے رہے۔ تازہ دماغوں اور روشن ذہنوں کی اپج ہوتی رہی۔ باطل سے ہر محاذ پر تبرو آزمائی کے لئے ٹرینڈ دینی فوجی میدانوں میں آتے رہے۔ سماجی، معاشی تعلیمی انقلابات کے دروازے کھلتے رہے

حافظ ملت علم و عمل سے آراستہ کرائے نوجوانوں کو بھی بریلی، کبھی کچھوچھہ، کبھی مارہرہ روحانی رشتوں میں استوار ہونے کے لئے بھیجتے رہے۔ مفتی اعظم کی بارگاہ سے ان کی تیار کردہ جماعت کو سند مریدی کے ساتھ ساتھ ضیاء و جلاء بھی ملتی رہی۔ جب لوگوں نے انہیں مجبور کیا تو یہ خود بھی آقائے بریلی کے نام پر ہاتھوں کو ہاتھ میں لے کر انہیں رشد و ہدایت اور تصوف کی منزل کا مسافر بناتے رہے — زندگیاں سنوارتے رہے۔ اعمال کے ساتھ ساتھ عقائد کو نکھارتے رہے۔

حافظ ملت نے زبان و قلم سے بھی خدمت دین کا فریضہ انجام دیا۔ جلسوں میں کانفرنسوں میں بھی حصہ لیتے رہے اور صفحات قرطاس پر بھی پیغام حق نقش کرتے رہے۔ المصباح الجدید کے ذریعہ قوم کو گمراہ فرقوں سے واقف کرا کر عقیدہ و ایمان کا تحفظ کیا ارشاد القرآن کی تصنیف کے ذریعہ مسلمانوں کو ارشاد ربانی کی تعمیل کر کے زندگی و بندگی کو کامیابی اور قبولیت کا راز بتایا۔ اور ہر حیرانی و پریشانی کے سد باب کا طریقہ سکھایا۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر فلاح دارین کا فارمولہ عطا کیا۔ معارف حدیث کی تصنیف فرما کر سنت نبوی کی پیروی کی دعوت دی اور عشق و معرفت کا درس حسین دیا۔

فتاویٰ رضویہ اور اعلیٰحضرت کی دیگر کتب و رسائل کی طباعت و اشاعت کے ساتھ ساتھ سنی علماء و مشائخ کی تصانیف کو بھی منظر عام پر لانے کا کام شروع ہو چکا تھا۔ علمی، تاریخی، فقہی تحقیق کا سلسلہ بھی چل نکلا تھا۔ بڑے کام تھے بڑا منصوبہ تھا۔ یونیورسٹی کی تعمیر آسان نہیں۔ اکیڈمی، دار الاشاعت دار التصنیف، لائبریری، دار الترجمہ — تبلیغی سنٹر، جانے کتنے شعبوں کے قیام کا مسئلہ تھا۔

بالآخر اس مرد خدا اور غیر تمند عاشق مصطفیٰ نے اپنی عمر کی آخری منزل میں پہنچکر منزل کو پا ہی لیا۔ لیکن تعمیر یونیورسٹی سے قبل اس معمار قوم و ملت نے اپنے گھر کی ایک شخصیت کی تعمیر کی اور یہ تعمیر یقیناً جامعہ سے قبل ضروری تھی۔ یہ تعمیر تھی حافظ ملت کی اپنے فرزند اکبر حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب موجودہ سربراہ الجامعۃ الاشرفیہ کی جنہیں دنیائے سنیت میں عزیز ملت کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضور عزیز ملت نے درجۂ مولوی اور انٹرمیڈیٹ (سائنس میں) پاس کرنے کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی سے بی، ایس، سی انجینیرنگ B.Sc. (in Engineering) میں فرسٹ کلاس ڈگری حاصل کی، چند سالوں تک بحیثیت انجینیر کل پرزے ڈھالتے اور مشینوں کی آزمائش کرتے رہے لیکن معمار قوم اور حافظ ملت کے بیٹے کو بھی اپنے والدِ

گرامی کی طرح انسانی اخلاق وعادات سنوارتے تھے ایک بڑی تعمیر کی نگرانی کرتی تھی اور اسے چلاتا تھا۔ لہٰذا اس مادی دور میں دنیوی دولت اور عہدہ افسری کو تج کر حافظ ملت نے بیٹے کو ایک عالم دین بنا دیا۔ ایک ایسا انجینئر جو انسانیت کی تعمیر کریگا۔ کتنی عظیم قربانی دی سرکار حافظِ ملت نے۔

اور پھر ۱۹۶۲ء میں ٹھیک اس سال کے سو سال بعد (کہ جس سال یعنی ۱۸۶۲ء میں سولہ سال ایک نوجوان فاضل، ایک مرد مجاہد اور عبد مصطفٰے۔ عبد المصطفٰے امام احمد رضا نے ناموس رسالت کی حفاظت اور عظمت انبیاء و اولیاء کی پاسبانی کی تحریک چھیڑی تھی اور علم قلم عشق کی طاقت پر باطل کے ایوان میں زلزلہ برپا کر دیا تھا۔ اور ہر سو عشق مصطفٰے کے چراغ جلنے لگے تھے) ایک نیاز کیش اعلیٰحضرت حافظِ ملت نے مبارک پور کی دھرتی پر علم و حکمت کے ایک حسین تاج کی بناء رکھی اور اس پر عظمت مناره، اس قلعہ مستحکم اور شہرستان علم و فن کی سنگ بنیاد تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفٰے رضا خاں علیہ الرحمہ اور دیگر علماء و مشائخ علیہ الرحمہ کے ہاتھوں رکھا گیا۔

آج الجامعۃ الاشرفیہ میلوں زمین پر پھیلا ہوا دور دور تک۔ ملکوں ملکوں۔ سات سمندروں پار علم و معرفت کی روشنی بکھیر رہا ہے۔ آج تشنگان علم سیراب ہونے کے لئے مبارک پور آرہے ہیں۔ آج الجامعۃ الاشرفیہ میں غلبۂ اسلام حملۂ باطل سے دفاع تعمیر انسانیت اور فلاح انسانی کا ہر ساز و سامان موجود ہے اور اس ہیڈ کوارٹر سے یہی خوبصورت کارنامے انجام دئے جا رہے ہیں۔ آج ہند کے طول و عرض پاک و بنگلہ دیش لنکا اور نیپال کی سرحدوں سے اس پار، ممالک عرب اور بحر ہند و بحیرۂ عرب سے بہت دور برطانیہ و ہالینڈ، امریکہ و افریقہ اور مورلینش وغیرہ میں اشرفیہ کے فارغین۔ حافظِ ملت کے ترتیب یافتہ اور ان کے فیوض و برکات سے مالامال مبلغین، مدرسین، واعظین، مناظرین صحافت و اشاعت کے ماہرین، ادباء مصنفین اور مفکرین و دانش وران خدمت دین، تبلیغ اسلام اور پیغام الٰہی و پیغام رسالت پناہی عام کرنے میں مصروف ہیں۔

الجامعۃ الاشرفیہ پیغام بریلی اور مسلک رضا کا ترجمان اور دین و سنیت کا پاسبان ہے۔ پیغام اسلام بریلی سے براڈ کاسٹ ہو رہا ہے اور مبارکپور ریڈیو بنکر گھر گھر شہر اسے پہنچا رہا ہے جو دریائے علم بریلی میں رواں ہے اس کا چشمہ اور اس کی نہریں مبارک پور میں بہہ رہی ہیں پیاسوں کی پیاس بجھائی جا رہی ہے اور کشف علم و عرفان کو سیراب کیا جا رہا ہے۔

الجامعۃ الاشرفیہ بلاشبہ ایک تحریک ہے۔ ایک اسلامی تحریک قرآنی علوم کے ترویج و اشاعت اور نشاۃ ثانیہ کی تحریک جس نے ہر کارنامۂ حق تحریک بریلی کے آئینہ میں انجام دیا ہے اور علی گڑھ و ندوہ تحریک کا جواب بنگیا ہے۔

الجامعۃ الاشرفیہ، ایک عظیم عربی، دینی اور اسلامی یونیورسٹی صرف چند وسیع و عریض عمارتوں اور اونچے اونچے گنبدوں اور مناروں پر مشتمل کسی عظیم الشان بلڈنگ کا نام نہیں ہے بلکہ امام احمد رضا کے مختلف علوم و فنون کے کھلاتے ہوتے گلہائے رنگارنگ کی نکہتوں کو سمیٹ کر بشکل عطر پیش کرنیوالے عطر ساز کارخانہ کا نام ہے۔ اسلامی علوم و فنون کے گہوارہ اور متعدد علماء و مشائخ کے منصوبوں کی تکمیل۔ حافظِ ملت کے خوابوں کی تعبیر اور فضاؤں میں بکھر جانے والے پیغامات جمیلہ وصفحات قرطاس پر نقش کئے جانے والے خیالات و افکار جلیلہ کی ایک مرئی شکل کا نام ہے جو ایک عظیم الشان عمارت، ایک عظیم یونیورسٹی کی شکل میں مبارکپور کی میلوں پھیلی ہوئی زمین پر کھڑا ہوا کفر و شرک ضلالت و جہالت کو للکارتا ہوا، مسلمانوں کو یہی پیغام دے رہا ہے ؎

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

زندہ رہنا ہے تو میر کارواں بنکر رہو
اس زمین کی پستیوں پر آسماں بنکر رہو

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یہ ہے کارنامہ حافظ ملت، الجامعۃ الاشرفیہ جس کے حسن پر تاج کا جمال قربان جس کی عظمت پر قطب کا جلال قربان اور جس کی رفعت کے سامنے کوہ ہمالیہ خود کو بونا محسوس کرتا ہے۔

دولت و ثروت اور کج کلاہی وفرمانروائی کے بل بوتے پر تاج محل اور قطب مینار کی تعمیر مشکل کام نہیں، تاج ایک شہنشاہ کی اپنی محبت کی بارگاہ اور قطب مینار ایک سلطان کی اپنی شوکت کا اظہار ہے مگر الجامعۃ الاشرفیہ جلال تقوی کا اظہار اور عشق رسالت پناہی کی یادگار ہے۔

اور آج اس کے معمار اپنی آرام گاہ بھی اسی جامعہ کے ایک خطۂ زمین پر بنی ہوئی نور کی برسات کر رہی ہے۔ آج یہ جامعہ مسجد نبوی کے حسین مناظر کا بنا ہوا ہے۔ یہاں مسجد بھی ہے۔ مدرسہ بھی اور خانقاہ بھی۔

آج ہم بلا مبالغہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تقسیم ہند کے بعد

○ ملک میں اہل سنت و جماعت کے اندر تاریخ و ادب کا مذاق اور علمی و دینی تعلیم و تحقیق کی ایک نئی روایت اشرفیہ نے قائم کی۔

○ اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کے مسالک حق، مسلک اہلسنت کی نشر و اشاعت میں تیزی اور گرمی اشرفیہ نے پیدا کی۔ اعلیحضرت امام احمد رضا کے کتب و رسائل کی طباعت و اشاعت نیز انہیں ترتیب جدید کے ساتھ منظر عام پر لانے کا کام اشرفیہ نے انجام دیا۔

○ ۱۴ ویں صدی ہجری کے مجدد۔ فاضل بریلوی امام احمد رضا نور اللہ مرقدہٗ کے تجدیدی تبلیغی اور علمی کارناموں کو اجاگر کرنے۔ اعلیحضرت اور ان کے علمی کارناموں پر تصنیفی تحقیقی اور اشاعتی کام کرنے کی پہل اشرفیہ نے کی۔

○ دینی تعلیم کو فروغ اشرفیہ نے دیا۔ طلبائے اسلام و علمائے دین کو جدید تعلیم یافتہ پروفیسروں اور اسٹوڈنٹس کے سامنے ایک نئی جرأت و احساس اور وقار و طمانیت کے ساتھ اشرفیہ نے لاکر کھڑا کر دیا۔

○ علوم جدیدہ سے علوم قدیمہ کے دل کی بھڑک اشرفیہ نے نکالی۔ مغربیت کے سامنے مشرقیت کو سرخرو اشرفیہ نے کیا۔ قدیم و جدید کو اسلامی دائرہ کار میں شیر و شکر اشرفیہ نے کیا۔

○ مسلمانوں کے جمود میں رخنے اشرفیہ نے پیدا کئے اور انہیں جہد و عمل کی راہ اشرفیہ نے دکھائی۔

○ نوٹ: اس مقالہ ترتیب میں مندرجہ ذیل کتب و رسائل سے استفادہ کیا گیا۔

(۱) تاریخ نجد و حجاز
علامہ عبد القیوم ہزاروی

(۲) تاریخ وہابیہ
علامہ محمد رمضان علی

(۳) حافظ ملت نمبر
ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

(۴) امام احمد رضا نمبر
المیزان

## قطعہ

حیات عید ابدی گر مرے سرکار ہو جائے
حصول آرزو سے دل یہ جلوہ زار ہو جائے
قسم ربِ جہاں کی عید ہو دراصل وہ میری
تمہارے مصحفِ رُخ کا اگر دیدار ہو جائے

محمد جابر القادری

# خواجہ غریب نواز اور اشاعت اسلام

مولانا
بدر القادری
اسلامک اکیڈمی
ہالینڈ

خواجۂ خواجگان حضور معین الدین چشتی سنجری رضی اللہ عنہ، کفرستانِ ہند میں اسلام کی شمع فروزاں کرنے والے ہیں۔ آپ سے پہلے اس خطہ میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لانے والے صوفیا میں شیخ اسماعیل محدث، شیخ صفی الدین گزرانی، شیخ حسین زنجانی، شیخ علی ہجویری، اور سلسلہ چشتیہ کے بزرگ خواجہ ابو محمد ابن ابی احمد چشتی کے اسماء گرامی آتے ہیں۔ مگر اس علاقہ کی روحانی سیادت خواجہ اجمیر کے لئے مقدر تھی۔

نام نامی اسم گرامی:۔
معین الدین حسن

مولد:۔ سجستان

والد ماجد کا نام:۔
غیاث الدین

نسب مبارک:۔
حسینی سید

بارہ سال کی عمر میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا ترکہ میں ایک باغ ملا، اسی کی نگہداشت کے دوران ابراہیم قلندر ایک بزرگ کا پس خوردہ منہ میں پڑا اور دل انوار الٰہی سے منور ہوگیا۔ دنیا کی محبت مردہ پڑ گئی۔ راہ حق میں نکل پڑے۔ سمرقند میں کلام اللہ حفظ کیا۔ اور دینی علوم حاصل کئے، عراق کا رخ کیا۔ جس کے ایک قصبہ ہارون میں ایک خدا رسیدہ بزرگ ان کے حصے کی نعمت سرمدی لئے منتظر تھے۔ حضرت شیخ المشائخ خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ ــــ ان سے شرف بیعت پایا ــــ مرشد کامل نے اپنے سلسلہ میں داخل فرمانے کے بعد چہرہ مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور مرید صادق کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

" ترا بخدا رسانیدم و مقبول حضرت او ست گردانیدم "

میں نے تجھے خدا تک پہونچا دیا اور حق تعالےٰ کا مقبول بنا دیا۔

حضرت خواجۂ اجمیری کا سلسلۂ طریقت چودہ واسطوں کے بعد سیدنا مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے ــــ حضرت سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ عنہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں کم و بیش بیس سال رہے مرشد کامل نے گوہر شب تاب کی تراش خراش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔۔۔ روحانیت کی اعلیٰ قدروں سے روشناس کرایا۔ خود اپنے ہمراہ اکناف عالم کے اولیاء اللہ اور شناوران راہ طریقت سے ملاقاتیں کرائیں ــــ تا آنکہ رحمۃ للعالمین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ و اہل محبتہٖ) کی بارگاہ رحمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ دربار رسول میں مرشدِ کامل نے مرید فاضل کو پیش کیا۔ تو آقاؤں کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد مبارک سے آواز آئی۔

"معین الدین مجھے پیارا ہے۔ میں نے اسے قبول کیا اور اپنا بنایا"

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی عنہ کو اپنے اس یگانۂ روزگار مرید پر ناز تھا۔ بے حد پیار فرماتے تھے۔ آپ کا فرمان ہے۔

"معین الدین خدا کا پیارا ہے اور مجھے اپنے اس مرید پر فخر ہے۔"

سیر وسیاحت دس سال تک آپ نے اپنے پیرومرشد کے ساتھ اکناف عالم کی سیر کی۔ پیرومرشد سے رخصت ہونے کے بعد بھی آپ نے سیر وسیاحت کا سلسلہ جاری رکھا ـــــ جن علاقوں کو آپ نے دوران سیاحت دیکھا۔ ان میں کے چند نام یہ ہیں۔

مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بغداد شریف جیل، ہمدان، تبریز، مہنہ، خرقان استدآباد، ہری، سبزادار، حصار بلخ، غزنیں، اصفہان، کرمان، بخارا ملتان،

بغداد شریف میں آپ نے سرکار غوث الثقلین قطب الدین محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں ستاون روز گزار کر ان سے فیوض وبرکات لئے (اور سید العارفین کی روایت کے مطابق آپ حضور غوثِ پاک کی خدمتِ عالیہ میں پانچ ماہ رہے) اسی طرح سنجان میں شیخ نجم الدین کبریٰ۔ اور بغداد ہی میں حضرت شیخ ضیاء الدین پیرومرشد حضرت شہاب الدین سہروردی۔ تبریز میں شیخ ابوسعید تبریزی اصفہان میں شیخ محمود اصفہانی، بلخ میں شیخ احمد حضرویہ، غزنین میں نظام الدین ابوالمؤید مرشد شیخ عبدالواحد غزنوی کی مجالس میں رہے اور ان تمام سے روحانی وعرفانی برکات کے خزانے سمیٹے۔ آپ نے اولیاء اللہ کے مزارات پر پہونچ کر مراقبے کئے۔ جن میں ہمدان مزار شیخ ابویوسف ہمدانی خرقان میں شیخ ابوالحسن خرقانی، ہرات میں شیخ عبداللہ انصاری اور ملتان میں شیخ علی ہجویری قدست اسراہم کے مزارات پر چلہ اور وہاں سے رخصت ہوتے وقت یہ شعر پڑھا۔

گنج بخش ہر دو عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

## اشاعت اسلام

ملک ہند میں اپنا تبلیغی مشن شروع کرنے سے پانچ سال تک ملتان میں رہ کر ہندوستان کی زبان سیکھی حضرت خواجۂ اجمیر جب حاضر بارگاہ رسالت ہوئے تو سیدالاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہندوستان جانے کی بشارت عطا فرمائی ـــــ دلیل العارفین میں اجمیر کے غائبانہ سفر روحانی کی جانب اشارہ ملتا ہے۔ کہ ایک مجلس میں فقراء مریدین کے سامنے آپ عارف کی صفتوں پر تقریر فرمارہے تھے۔ اس اثناء میں اشکبار ہوگئے ـــــ اور فرمایا میں اس مقام کا سفر کرتا ہوں جو میرا مدفن ہے۔ اس کے بعد سب کو رخصت کردیا۔ صرف خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔

بہرحال صحیح ترین اور مشہور روایت ہے کہ راجہ رائے پتھورا کے زمانے میں آپ اجمیر تشریف لائے۔ راجہ مقربین کو اپنے علاقہ میں مسلمان درویشوں کا آنا ناگوار ہوا۔ اور انہوں نے نت نئے حیلوں بہانوں اور اپنی شرارتوں سے انہیں تنگ کرنا شروع کردیا۔ تاکہ یہ لوگ اکتا کر چلے جائیں۔ مگر اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوئے۔ ہندو جوگیوں۔ اور جادوگروں کو ان کے پیچھے لگادیا۔ جن سے خواجہ صاحب کے بڑے بڑے معرکے ہوئے ـــــ ان معرکوں کی حیثیت گو اسلام اور کفر کے مقابلے کی تھی ـــــ قدرت خداوندی کو اس سرزمین پر اسلام کو فروغ بخشنا منظور تھا۔ اس لئے اپنے برگزیدہ بندوں کو مبلغ اسلام نہیں بلکہ چلتا پھرتا اسلام بناکر یہاں بھیج دیا تھا۔ تمام ہندو جوگیوں اور جادوگروں کو خواجہ صاحب کے مقابلے میں کھلی ہوئی شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ـــــ ہندو مذہبی رہنماؤں کا سردار جوگی جے پال نہ صرف یہ کہ آپ کے مقابلے میں ہار گیا۔ بلکہ اعتراف شکست کرکے دائرۂ اسلام میں داخل ہوا۔ آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اسے روحانی تعلیمات دیکر اپنی خلافت سے نوازا ـــــ حضرت خواجہ صاحب کی روحانی عظمتوں کے نئے نئے واقعات اجمیر کی سرزمین پر دیکھ دیکھ کر پتھورا کے لشکریوں میں سے لوگ جوق درجوق اسلام قبول کرنے لگے۔ راجہ اور اس کے ہم مذہب ایسے لوگوں کو اذیت دیتے تو وہ لوگ آپ کی خدمت میں

استغنا نہ لاتے۔ راجہ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد دیکھ کر اپنے اور اپنی حکومت کے لئے خطرہ کا احساس کیا۔ اور آپ کو اجمیر بدر کرنے کا حکم دیا۔ آپ کو جب یہ خبر ملی تو ـــــ تو آپ نے فرمایا۔

"میں نے اسے خود نکال دیا اور دوسروں کے حوالے کر دیا"۔

چنانچہ پتھورائے کی اس گستاخی کے بعد ہی ایک دن کی بات ہے خراسان بادشاہ شہاب الدین غوری نے خواب دیکھا خواجہ غریب نواب سامنے کھڑے ہوئے فرماتے ہیں۔ اللہ تعالے نے تمہیں ملک ہند کی بادشاہت دینے والا ہے تم اس کی جانب قدم بڑھاؤ۔ سلطان نے فوراً حملہ کی تیاری کی اور آپ کے فرمان کے بموجب فاتح وکامراں ہوئے اور وارث النبی کے فیضان روحانی سے یہ خطہ غلغلہ اسلام سے گونج اٹھا۔

دلیل العارفین کی دسویں مجلس میں ہم جس مکاشفہ کا ذکر کر آئے ہیں۔ اسمیں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت کے ہندوستان تشریف آوری پر لوگ اس کثرت سے داخل اسلام ہوئے کہ جس کا شمار نہیں حضور خواجۂ خواجگاں کی برکت سے ہندوستان میں مشرف باسلام ہونے والوں کے بارے میں مصنف خزینۃ الاصفیاء کا بیان ہے۔

"ہزار در ہزار از صغار و کبار بخدمت آں محبوب کردگار حاضر شدہ مشرف بہ شرف اسلام وارادت آں حضرت شدند"۔

"ہزار ہا ہزار چھوٹے بڑے اس محبوب خدا (خواجہ صاحب) کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرتے اور حضرت کے مرید ہوتے"۔

# عظمت اخلاق

سرکار غریب نواز، مدنی تاجدار صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے حقیقی نائب تھے آپ کے اخلاق وکردار کی عظمت اور بنی نوع انسان کی سچی ہی خواہی کے جذبات نے بھی لوگوں پر اثر کیا۔ روحانی کمالات میں ید طولیٰ کے ساتھ ساتھ خون کے پیاسوں کے ساتھ عضو و درگزر۔ اور عطا و بخشش آپ کی فطرت میں شامل تھا ایک بار ایک کسی کا آلۂ کار بن کر آپ کے قتل کے ارادے سے آیا ـــــ خنجر اس کی آستین میں تھا حضرت کو اس کے ارادے سے واقفیت ہوگئی۔ آپ کے باطنی نور نے اس کی بدنیتی آپ پر ظاہر کر دی پھر جب وہ آیا تو آپ نے اس کو بہت پیار سے بٹھایا ـــــ اور نہایت ملائمت سے کہا کہ جو ارادہ کر کے آئے ہو۔ اسے پورا کرو۔ وہ کانپ اٹھا۔ اور چھری سامنے رکھ کر معافی کا خواستگار ہوا۔ اور کہا میں حاضر ہوں آپ مجھے میری نیت بد کی سزا دیجئے۔ خواجہ غریب نواز نے فرمایا فقیروں کا شیوہ بدلہ لینا نہیں ہے۔ بلکہ ہم لوگوں سے تو کوئی بدی بھی کرتا ہے تو ہم اس سے نیکی سے پیش آتے ہیں۔ آپ نے اس کے حق میں دعا کے لئے دست مبارک اٹھایا ـــــ اور آپ کی توجہ سے وہ مقرب بارگاہ حق ہو گیا۔ اسے ۴۵ بار حج کی توفیق ملی۔ اور اس زمین مقدس پر انتقال پا کر دفن ہوا۔

آپ پڑوسی مسلمانوں کے جنازہ میں شرکت فرماتے۔ اور دفن کے بعد سب لوگ چلے جاتے تو دیر تک دعائے خیر فرماتے رہتے۔ دلیل العارفین میں ہے کہ ایک بار آپ حسب معمول ایک قبر پہ کھڑے تھے کہ چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا ـــــ پھر کچھ دیر کے بعد معمول پر آیا ـــــ حضرت خواجہ قطب الدین یہ حالات دیکھ رہے تھے وجہ پوچھی تو فرمایا قبر میں عذاب کے فرشتے آئے تھے ـــــ لیکن پھر رب تعالے کی رحمت ہوئی۔ اور قبر سے عذاب دور ہو گیا۔

# تاثیر نظر سلطان الہند

غریب نواز رضی اللہ عنہ ہندوستان میں نائب مصطفےٰ بن کر تشریف۔ ان کے اخلاق وکردار کا ہر گوشہ سنت محمدی کا آئینہ تھا، زبان کیا تھی حکم و توحید کی شمشیر براں۔ اور نگاہ تھی محبوب حقیقی کی جلوہ گاہ۔ ایک بار کی بات ہے۔ آپ ایک باغ میں حوض کے کنارے فروکش تھے ـــــ علاقہ کا تند خو، حکمران یادگار محمد نامی رافضی

ادھر آنکلا ۔ اجنبی صورت دیکھ کر ذہن میں کچھ تنفر سے بڑھا ۔ خواجہ غریب نواز نے اسے ایک نظر دیکھا تو مغلوب الحال ہوگیا ۔ ہوش حواس گم ہوگئے ۔ آپ نے پانی کے چھینٹے دیئے ـــــــ ہوش میں آیا تو اپنے اہل وعیال اور دوست احباب سمیت حضرت خواجہ کا گرویدہ ہوگیا رفض وشیعیت سے تائب ہو کر مرید ہوگیا اور اپنی ساری دولت نذر کو لایا ۔ آپ نے ایک پیسہ بھی نہیں لیا ۔ اور فرمایا ظلم و ستم سے حاصل کیا ہوا مال اس کے مالکوں کو دیدو ۔ اس نے ایسا ہی کیا ۔ پھر آپ کی صحبت میں رہ کر باطنی علوم کی تکمیل کرکے آپ کی خلافت سے سرفراز ہوا ۔

## دلوں پر حکمرانی

حضرت خواجہ غریب نواز سیر و سیاحت کے زمانے میں بھی اکثر روزہ سے رہا کرتے ۔ تیر کمان اور چقماق ساتھ رکھتے ـــــ شکار کرتے اور گوشت بھون کر افطار فرماتے ۔ حکیم ضیاء الدین نامی ایک شخص بلخ کی آبادی میں درویشوں اور فقراء کے کمالات روحانی کا منکر تھا اتفاق سے اس کی ملاقات خواجہ غریب نواز سے ہوئی ۔ آپ کلنگ کا شکار کرکے گوشت بھون رہے تھے ۔ حضرت غریب نواز پر اس کے باطنی مرض کا انکشاف ہوا ، آپ نے بھنے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا انہیں دیا ۔ انہوں نے وہ کھایا ـــــ کھانا تھا کہ ان کی حالت متغیر ہوگئی ـــــ دل کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم برپا ہوگیا ـــــ بیخودی کی کیفیت کچھ کم ہوئی ، تو حضرت کے قدموں پر گر کر زندگی بھر کے لئے غلامی اختیار کرلی اور مرید ہوگئے نہایت مشہور طبیب تھے ۔ فن طب کی تمام کتابیں دریا برد کردیں ـــــ اور درویش خدامست کی نگاہوں کے شکار ہوکر عمر بھر راہ طریقت میں بادیہ پیمائی کرتے رہے ۔

حضرت خواجہ غریب نواز ، عطائے رسول سے بہرہ ور تھے ۔ انہیں خود محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نائب اور اپنے روحانی کملات کا مظہر بنا کر ملک ہند میں مقرر فرمایا تھا ۔ اس لئے ان کے ومقدم سے اس سرزمین کفر پر اسلام کی تبلیغ واشاعت کا جتنا عظیم الشان کام ہوا لشکر وسپاہ ، اور تخت وتاج والوں سے اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوا ـــــ حضور خواجہ غریب نواز کے ذریعہ ہندوستان میں کتنے لوگوں نے کن کن ذرائع سے ، اور آپ کے کن کن کمالات وخصائل سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا ۔ گو تاریخ وسوانح کے صفحات پر ان کے واضح نشانات نہیں ملتے تاہم یہ باور کرنا ہوگا ۔ کہ ہندوستان جیسی کفر وشرک کی دھرتی پر توحید کی علمبرداری کی خدمات شہنشاہ چشت خواجہ غریب نواز آپ کے خلفاء اور اہل ارادت درویشوں نے انجام دی ہیں ـــــ کا فیضان ہے کہ پاکستان اور بنگلہ دیش نامی آزاد ریاستیں وجود میں آنے کے باوجود موجود ہندستان میں کم از کم بارہ کروڑ مسلمان موجود ہیں ۔ جن کی رگوں میں توحید کا لہو گردش کر رہا ہے ـــــ سطور بالا میں ذکر کیا گیا ہے کہ خود رائے پتھورا کی فوج میں سے لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے عوام کا اندازہ بھی اسی سے لگایا جا سکتا ہے ۔ آپ کی تبلیغ کا عمومی اثر تو پورے ملک پر ہوا مگر اجمیر راجستھان اور دہلی اطراف میں آپ سے بلا واسطہ لوگوں نے اسلام کی دولت پائی اور دوسرے خطوں میں آپ کے خلفاء ومسترشدین نے اسلام وانسانیت کی انمٹ خدمات انجام دیں ۔ جن کا ذکر آرہا ہے ۔ پروفیسر ٹی ، ڈبلیو ، آرنلڈ کی کتاب " پریچنگ آف اسلام " کے ترجمہ " دعوت اسلام " میں ہے ۔

" یہاں (اجمیر) پہونچنے کے بعد جس کو پہلے پہل آپ نے مسلمان کیا وہ راجہ کا ایک جوگی گرو تھا ۔ رفتہ رفتہ ان کے مریدوں کی ایک کثیر تعداد ان کے گرد جمع ہوگئی ۔ جنہوں نے ان کی تعلیم وتلقین سے بت پرستی چھوڑ کر اسلام اختیار کر لیا ۔ اب ایک مذہبی پیشوائی کی حیثیت سے آپ کی شہرت سب طرف پھیل گئی ۔ اور آپ کا شہرہ سن کر بہت سے ہندو لوگ اجمیر میں آئے اور آپ کی ترغیب سے مسلمان ہوگئے ۔ روایت ہے کہ جب آپ اجمیر جاتے ہوئے راستہ میں ، دہلی کے اندر ٹھہرے تھے ، تو وہاں آپ نے سات سو ہندؤں کو مسلمان کیا تھا "

خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ عرفان وحقیقت کی اس شمع فروزاں کا گزر جہان

جہاں سے ہو تا لوگ پروانہ وار نثار ہوتے اور ناقابل انکار حقائق کھلی آنکھوں سے دیکھ کر، کلمہ توحید کے اسیر ہو جاتے، ان کی تبلیغ کی اصل روح رضائے الٰہی اور انسانی برادری کی بے روگ اور بے لوث محبت تھی۔ وہ بنی آدم کو خود ساختہ بکھیڑوں سے چھڑا کر اس کے خالق تک پہونچانے کا درد رکھتے تھے ؎

ان کا جو کام ہے وہ اہل سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہونچے

حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز کا وصال ۶۲۷ھ میں ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے جلیل الشان خلفاء اور اہل ارادت نے ملک کے طول وعرض میں اشاعت اسلام کی بساط بچھائی۔ سید الاقطاب کے اندر حضرت کے خلفاء کی تعداد تیرہ بتائی گئی ہے مگر مصنف خزینۃ الاصفیاء کے بیان کے مطابق حضرت کے اکیس ۲۱ خلفاء ہیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی۔ (دہلی)

(۲) خواجہ فخر الدین فرزند ارجمند حضرت خواجہ صاحب (سرور شریف)

(۳) شیخ حمید الدین سوامی (ناگور شریف)

(۴) شیخ وجیہ الدین ” (ہرات)

(۵) خواجہ برہان الدین طرف بدر (اجمیر شریف)

(۶) شیخ احمد

(۷) شیخ محسن

(۸) خواجہ سلیمان غازی

(۹) شیخ شمس الدین

(۱۰) خواجہ حسن خیاط

(۱۱) عبداللہ (جن کا نام پہلے جوگی جے پال تھا) (اجمیر شریف)

(۱۲) شیخ صدر الدین کرمانی

(۱۳) بی بی حافظ جمال حبیبہ سعیدہ حضرت خواجہ (اجمیر شریف)

(۱۴) شیخ محمد ترک نارنولی (دہلی)

(۱۵) شیخ علی سنجری

(۱۶) خواجہ یادگار علی سبزواری

(۱۷) خواجہ عبداللہ بیابانی

(۱۸) شیخ متا

(۱۹) شیخ وحید

(۲۰) شیخ مسعود غازی

(واضح رہے کہ یہ حضرت سالار غازی بہرائچی کے علاوہ ہیں) (اجمیر شریف)

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے بعد آپ کے خلفاء نامدار کے ذریعہ اکناف ہند اشاعت اسلام اور دین حنیف کی تبلیغ کے نمایاں کام سرانجام پائے ان میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، شیخ حمید الدین ناگوری کے اسماء مبارکہ بدر منیر کی طرح درخشاں و تاباں ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ دور خطۂ ہند میں مسلم سلاطین کے قیام اقتدار کا دور تھا۔ شمشیر وسناں کے سائے میں مسلم سلاطین ایک طرف یہاں کے قدیم سیاسی نظام کی اصلاح کر رہے تھے۔ دوسری طرف مشائخ سلاسل بالخصوص حضرت خواجہ غریب نواز اور ان کے خلفاء دلوں کی سرزمین میں اپنے اخلاق و کردار۔ اور خدمت خلق کے ذریعہ اسلامی تعلیم کی شجرکاری کر رہے تھے۔ ان کی یہی خواہی اور جذبۂ ہمدردی نے قلوب کی تسخیر فرمائی اور لوگ جوق در جوق اسلام کے دامن میں آتے گئے۔

★

## عرس براہیمی سرکانہی شریف

مورخہ ۹، جنوری ۱۹۹۰ء کو قطب الارشاد حضرت الحاج الشاہ محمد ابراہیم قادری تیغی تاجدار سرکانہی شریف علیہ الرحمۃ کا عرس مقدس زیر صدارت حضرت مولانا حسن تیغی صاحب قبلہ صدر المدرسین مرکزی مدرسہ علیمیہ انوار العلوم سرکانہی شریف حسب روایات سابقہ نہایت تزک و احتشام سے منایا گیا۔ جس میں صدر الصدور حضرت مولانا تحسین رضا خاں صاحب بریلی شریف، حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمن رضوی بریلی شریف حضرت مولانا مختار احمد مصباحی دارپٹی و دیگر مشاہیر علماء اہلسنت و مشائخ عظام نے شرکت کی اور تاجدار سرکانہی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا۔

المعلن

محمد عنایت الدین کوثر قادری
ناظم نشر و اشاعت، خانقاہ آبادانیہ،
سرکانہی شریف

# علماء اہل سنت و جماعت اتر پردیش کے نام

## کھلا خط

حضرات! میں اس خط کے ذریعہ آپ کی توجہ اتر پردیش سنی سینٹرل بورڈ اوقاف کے طریقہ تشکیل (کانسٹی ٹیوشن) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

اتر پردیش مسلم اوقاف ایکٹ ۱۶ ۱۹۶۰ء ترمیم شدہ تا ۱۹۷۲ء میں اتر پردیش سنی سینٹرل بورڈ اوقاف کے کانسٹی ٹیوشن کی دفعہ نمبر ۱۱ کے تحت ایک فقرہ (iii) یہ بھی ہے "(iii) ایک ممبر جس کا انتخاب صوبائی جمعیۃ العلماء یوپی کی مجلس عاملہ کے ممبران کریں گے"، چنانچہ اب تک جتنے بھی بورڈ تشکیل دیے گئے ان سب میں دفعہ ۱۱ کے فقرہ (iii) کے تحت صوبائی جمعیۃ العلماء کا ایک ممبر لازمی طور پر رکھا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج اکثر آستانہ جات، مساجد مدارس اور دیگر اوقاف جمعیۃ العلماء ہی کے ارکان و متعلقین کے قبضہ و تصرف میں ہیں نیز وہی ان کے نگران اور منتظم ہیں۔ جس کے باعث اہل سنت و جماعت کے بعض مسلم بزرگانِ دین کی خانقاہیں، آستانے اور ان سے متعلق موقوفہ جائیدادیں تیزی کے ساتھ تباہ و برباد ہو رہی ہیں انہی کی بد انتظامی کی وجہ سے اعراس میں زائرین کو سخت دقتوں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ کس درجہ حیرت انگیز بات ہے کہ جو فاتحہ، نذر و نیاز، گاگر و چادر اور بزرگان دین کے عرسوں اور ان سے استمداد اور اعانت طلب کرنے کو شرک و بدعت سے تعبیر کرتے ہیں۔ انہی ذرائع سے وہ اپنا سامان تعیش فراہم کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ سنگین صورت حال جملہ علماء اہل سنت و جماعت، خانقاہوں و آستانوں کے سجادگان و مشائخ اور سنی مساجد، مدارس اور مقابر کے متولیان کے لئے نہ صرف یہ کہ لمحۂ فکریہ ہے بلکہ فوری توجہ و اقدام کی طالب ہے۔ اس سلسلہ میں سنی مدارس کے علماء و مدرسین مقررین واعظین، سجادگان و مشائخ اور مرکزی حیثیت کی حامل سنی تنظیموں کی طرف سے خطوط کے ذریعہ، وفود کی شکل میں اور میمورنڈم پیش کر کے حکومت اتر پردیش سے یہ مطالبہ ہونا چاہئے کہ "وہ سنٹرل بورڈ اوقاف کے طریقہ تشکیل سے متعلق دفعہ ۱۱ کے فقرہ (iii) میں ترمیم کر کے صوبائی جمعیۃ العلماء کی ممبر شپ کی قید ختم کرے اور ایک سنی عالم دین کو بورڈ میں بحیثیت ممبر نامزد کرنے کا اختیار صوبہ کے وزیر اوقاف کو دیا جائے۔ جو اپنے اس اختیار کا استعمال عمل میں لا کر کل ہند مسلم پرسنل لا کانفرنس، سنی جمعیۃ العلماء، جماعت رضائے مصطفٰے یا ورلڈ اسلامک کونسل جیسی نمائندہ سنی تنظیموں کے کسی رکن کو نامزد کر سکے۔

امید کہ میری یہ گذارش صدا بہ صحرا نہ ثابت ہوگی

الملتمس

مولانا حضور احمد منظری۔ امام و خطیب
جامع مسجد محلہ قاضی خیل۔
شاہجہاں پور۔ (یوپی)

# تاثرات بابت فوزمبین

ازپروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ایم۔ اے گولڈ میڈلسٹ)
(پی۔ ایچ۔ ڈی)
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ہاشم آباد ٹھٹھ (سندھ)
کوڈ نمبر ۷۳۱۵۰، فون نمبر ۶۷۸-۰۲۹-

محترم المقام مولانا عبد النعیم عزیزی صاحب
زید لطفکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔
الحمدللہ۔ فوزمبین کے دو نسخے موصول ہوگئے۔ نوازش و کرم کا ممنون ہوں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو اس خدمت جلیلہ کا صلہ عطا فرماتے۔ آمین! آپ نے یہ نہایت اہم علمی کام انجام دیا ہے۔
جزاءاللہ احسن الجزا۔
امام احمد رضا کانفرنس شیرٹن ہوٹل میں منعقد ہوئی اور نہایت کامیاب رہی اس موقع پر جو مطبوعات شائع ہوئیں ان کی ایک ایک کاپی حامل رقعہ ہذا برادرم مولانا جاوید اقبال مظہری کی اشاعت سے پیش کررہا ہوں۔
موصوف فقیر کے برادر طریقت اور مخصوصین میں سے ہیں۔
اس وقت عجلت میں یہ عریضہ پیش کررہا ہوں دعاؤں میں یاد رکھیں۔
حضرت علامہ ازہری صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں سلام پیش کریں۔

فقط والسلام

محمد مسعود احمد
عفی عنہ

## مبارک نعت

ڈاکٹر حبیب احمد
حامی



کرتے ہیں ملک خدمت سلطان مدینہ
اللہ غنی عظمت سلطان مدینہ

لاریب وہ خوش بخت ہے اس دارفنا میں
راس آئی جسے الفت سلطان مدینہ

شاہان اُولی الامر بھی اس در پہ جھکے ہیں
کیا شان ہے کیا سطوت سلطان مدینہ

ہیں آج بھی اس در پہ شہنشاہوں کے سرخم
حاصل ہے انہیں نسبت سلطان مدینہ

خود خالق اکبر کی پسندیدہ ہے صورت
بے مثل ہے کیا صورت سلطان مدینہ

پروازِ تخیل کی طلب ہے پرِ جبریل
لکھنے کے لئے مدحت سلطان مدینہ

جو دل سے فدا سیرت آقا پہ ہو حامی
وہ پائے نہ کیوں رحمت سلطان مدینہ

# تعارف و تبصرہ

(ادارہ)

(۱) فضائل وآداب وفاتحہ

(۲) فضائل وآداب دعا

(۳) ماں باپ کے حقوق

مندرجہ بالا تینوں کتابوں کے مرتب بھی حضرت مولانا نسیم بستوی صاحب ایڈیٹر ماہنامہ "فیض الرسول" براؤں شریف اور ناشر، نیوسلور بک ایجنسی بمبئی ہے۔ سائز ۳۰ × ۲۰ کتابیں مجلد ہیں۔ تینوں کے صفحات ایک ہیں، یعنی ۸۰ ۱۶/ کتابت وطباعت بھی صاف ستھری ہے۔ یہ دینی کتابیں ہیں

کتاب ۱ میں ایصال ثواب کا ثبوت بھی پیش کیا ہے۔ فاتحہ خوانی کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ عرس ونیاز وچادر کا بھی ثبوت ہے ارواح کے فیضان تصرفات پر بھی بحث کی گئی ہے اور فضیلت والے ۱۵ دنوں اور ۱۹ راتوں کا بھی ذکر ہے کتاب بہت ہی فائدہ مند اور عقیدہ وایمان کو تازگی دینے والی ہے۔

کتاب ۲ میں دعا کے آداب وفضائل پر بحث کی گئی ہے۔ مقبول دعاؤں اور مختلف پیغمبران اسلام کی دعاؤں کا بھی ذکر ہے۔ دعائیوں قبول نہیں ہوتی اور کیسے قبول ہوتی ہے۔ مختلف نمازوں کے بعد کی دعائیں کیا کیا ہیں بڑے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ظاہر ہے کیسی کتاب ہوگی۔ نافع ودافع اور ہر مسلمان کے پڑھنے کے لائق۔

کتاب ۳ میں موجودہ مسلم معاشرے کے لئے اس کتاب کی بڑی اہمیت ہے اور اسے ہر گھر میں ہونا چاہئے۔ اس میں اولاد کو ماں باپ کی عظمت سے آگاہ کرانے کے ساتھ (قرآن وحدیث کی روشنی میں) والدین کو اولاد کی تربیت وغیرہ سے بھی آگاہ کیا گیا ہے۔

(۴) پنجسورہ رضویہ (ہندی)

ہندی ترجمہ مولانا محمد علی فاروقی صاحب مدیر ماہنامہ "محسن ملت" (ہندی) رائے پور نے پنج سورہ کو ہندی میں پیش کرکے اچھا کام کیا ہے اس سے ہندی داں مسلم طبقہ ضرور فائدہ حاصل کرے گا۔ سورتیں اور آیات عربی میں ہیں۔ انہیں ہندی رسم الخط میں نہیں لکھا گیا ہے ایک کالم میں آیات ہیں دوسرے کالم میں ہندی ترجمہ یہ ترجمہ۔ اعلیٰحضرت کے ترجمۂ اردو (قرآن مقدس) کو فاروقی صاحب نے ہندی میں بدل دیا ہے۔

یہ کتاب۔ محسن ملت اکیڈمی رائے پور سے شائع کی گئی ہے۔

(۵) زلزلہ (ہندی)

علامہ ارشد القادری صاحب کی معرکتہ الآرا تصنیف زلزلہ جس نے ایوان دیوبند میں سچ مچ زلزلہ برپا کر دیا تھا۔ اسی کتاب کا ہندی ترجمہ جناب مولانا محمد علی فاروقی صاحب نے کیا ہے۔ ترجمہ آسان ہندی میں ہے اور اس کو ہندی میں پیش کرکے فاروقی صاحب نے نوجوانوں اور اسٹوڈنٹس کو سنیت کو سمجھنے اور دیوبندیت کے جھوٹ کو پرکھنے کا اچھا سامان کر دیا ہے۔

یہ بھی محسن ملت اکیڈمی۔ دارالقیامی رائے پور سے شائع کی گئی ہے اور قیمت ہے۔ ۲۰/ روپے۔

(۶) بابری مسجد ("تاریخ کے آئینہ میں) (ہندی) مرتبہ، مولانا محمد علی فاروقی رائے پوری صفحات ۳۲، صاف چھپائی۔ اسے محسن ملت ماہنامہ کا بابری مسجد نمبر کہہ سکتے ہیں۔

اس میں بابری مسجد کے سلسلہ میں فرقہ پرست عناصر کے جھوٹ کا پول بھی کھولا گیا ہے۔ اور تاریخی حوالوں سے اس کا مسجد ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

قیمت ۵/ روپے ہے۔

# پاکستانی کتب ورسائل پر تبصرہ

(۱) دی سیویر The Saviour

از عالی جناب پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب پرنسپل ڈگری کالج ٹھٹھ سندھ،

سیویر کے معنیٰ ہوتے ہیں۔ نجات دہندہ گناہوں سے بچانے والا۔ محافظ و پاسبان۔ راستہ دکھانے والا۔ وغیرہ وغیرہ یہ کتاب اس معنی کی بھرپور وضاحت بھی کرتا ہے دراصل یہ کتاب ڈاکٹر صاحب موصوف کی مقبول کتاب رہبر و رہنما جو پاکستان سے تین بار چھپ چکی ہے اور (اردو میں) انڈیا کے مختلف اشاعتی اداروں نے جسے شائع کیا ہے اس کا انگریزی ترجمہ ہے جس کے مترجم مشہور صحافی و ادیب جناب نگار عرفان صاحب ہیں۔ یہ کتاب امام احمد رضا فاضل بریلوی کے تجدیدی تبلیغی اور علمی کارناموں پر ادبی انداز میں لکھی گئی بہترین کتاب ہے۔ اور اب اس کے انگریزی ترجمہ نے اس کی افادیت کو اور بڑھا دیا ہے اور ہند و پاک سے باہر خصوصاً یوروپی و افریقی ممالک میں اور خود ایشاء کے دوسرے ملکوں حتیٰ کہ ممالک عرب میں بھی اردو سے ناواقف لوگ اور خاص طور سے نوجوان طبقہ اس کے مطالعہ سے ۱۴ ویں صدی کے مجدد ایک فاضل مصلح و مفکر اور اپنے علم و قلم سے طلسم باطل کے ساتھ ساتھ نغربیت کے طلسم کو توڑنے والے باطل شکن کی زندگی اور اس کے کارناموں سے واقف ہو کر صحیح اسلامی تحریک دین و سنیت کو بھی حقیقی طور سے سمجھیں گے اور فتنۂ نجد و دیوبند اور موجودہ نجدی حکومت کی ریشہ روایتوں کو بھی پرکھیں گے،

پروفیسر مسعود صاحب نے گذشتہ ۲۰، برسوں سے رضویت پر جو کام کیا ہے وہ کسی اور سے بلکہ کسی تنہا فرد ہی نہیں پوری ایک ٹیم اور ایک اکیڈمی سے بھی نہیں ہو سکا ہے اور رضویات پر کام کر کے پروفیسر صاحب صرف رضویوں ہی کے نہیں ہر صحیح العقیدہ سنی کے شکریہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں اور ایک طرح سے سب کے محسن بھی ہیں۔

نگار صاحب نے سلیس مگر پر کشش زبان میں ترجمہ کیا ہے وہ بھی لائق مبارکباد ہیں۔

باقی آئندہ

پیغمبر ان محبت ہے تکمیل عبادت ہے
سرکار کی زندگی کا ایک ایک لمحہ سنت ہے

جناب محمد عثمان عارف صاحب ایم، پی

## رحمت کے پیام



مولانا قمر شاہجہاپوری

پرچم حق لئے وہ ماہ تمام آتے ہیں
عرش سے رحمت باری کے سلام آتے ہیں

ہم جب آتے ہیں عقیدت کی ردا اوڑھے ہوئے
شور اٹھتا ہے محمد کے غلام آتے ہیں

آپ کے شہر کا دنیا میں نہیں کوئی جواب
آپ کے شہر سے رحمت کے پیام آتے ہیں

اولیا خلق سے غافل نہیں رہتے پل بھر
وقت پڑتا ہے تو بندوں کے یہ کام آتے ہیں

پر عطا کرتے ہیں جن کو وہ مدینے والے
وہ ہواؤں پہ باندازِ خرام آتے ہیں

ناز کرتا ہوں کہ اللہ نے بخشا ہے قمر
قلب وہ جس میں رسولوں کے امام آتے ہیں

# مراسلات

## عرس سرکار نمازی مظفر پور

یکم جنوری ۱۹۹۰ء دوشنبہ مبارکہ کو حضور الحاج الشاہ محمد نمازی قادری تیغی علیہ الرحمہ کا پہلا عرس مقدس زیر سرپرستی حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ حامد القادری صاحب قبلہ شرعی حدود میں منایا گیا۔

مرسلہ

محمد شمیم رضا مصباحی ، مظفر پور

## پیغام حق کانفرنس

ردولی شریف دارالعلوم مخدومیہ کا سالانہ جلسۂ دستار حفظ و قرأت پیغام حق کانفرنس کے نام سے ۲۸، فروری کو منایا جائے گا۔ جس کی صدارت مجاہد دوراں حضرت علامہ سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی فرمائیں گے۔ نظامت کے فرائض دارالعلوم مخدومیہ کے صدر مدرس حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب صدیقی انجام دیں گے۔

- شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی۔
- محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ۔
- خطیب مہاراشٹر حضرت علامہ ظہیر الدین صاحب قبلہ بمبئی۔
- مبلغ اسلام حضرت علامہ قمر الزماں صاحب قبلہ جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن اور دوسرے علماء و مشائخ شعراء اور قاریان قرآن حکیم کی شرکت متوقع ہے۔

دارالعلوم مخدومیہ سے امسال دس قاری کو روایت حفص کی سند دیجائے گی اور بالحدر حفظ قرآن حکیم مکمل کرنے والے ۱۵ حافظوں کو سند و دستار سے نوازا جائیگا۔

امیر الحسن قادری

خادم دارالعلوم ہذا

## خوش خبری

دارالعلوم مخدومیہ ردولی شریف میں حدر و تدویر میں قرآن پاک حفظ کرایا جاتا ہے۔ لہٰذا ماہ رمضان شریف میں جو حضرات حفاظ سے حدر میں قرآن پاک سننے کے خواہش مند ہوں وہ مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب صدیقی مدرس دارالعلوم مخدومیہ ردولی شریف ضلع بارہ بنکی۔ یو پی سے رابطہ قائم کریں۔

ان شاء المولیٰ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلاً کی روشنی میں صحیح قرآن پاک پڑھنے والے خوش الحان حفاظ کا معقول انتظام کیا جائے گا۔

قاری محمد امیر الحسن قادری

خادم دارالعلوم مخدومیہ ردولی شریف

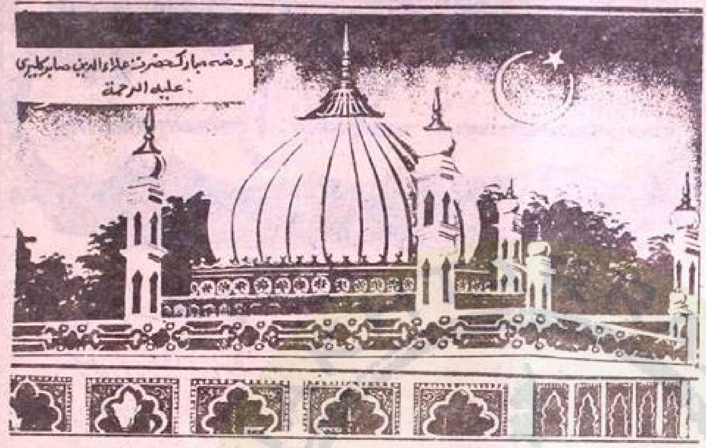
ضلع بارہ بنکی

### بالو بیشی کٹک اڑیسہ میں

## امام اہل سنت کانفرنس کا انعقاد

انجمن اہل سنت بالو بیشی کٹک اڑیسہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۴، جمادی الآخری ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۴، دسمبر ۱۹۸۹ء خلیفہ حضور مجاہد ملت حضرت علامہ سید عبدالقدوس صاحب مفتی اعظم اڑیسہ کی صدارت میں یک روزہ "امام اہل سنت کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں ملک کے گوشے گوشے سے مشاہیر علمائے اہل سنت اور شعرائے کرام نے شرکت فرمائی۔

نقیب اہل سنت سرور چلپی بھاگلپوری نے کانفرنس کا آغاز کر دیا۔ حضرت مولانا امان اللہ صاحب رضوی قادری پیر طریقت حضرت مولانا قاضی شمیم اشرف صاحب رضوی دربھنگوی، پیر طریقت غازی اڑیسہ حضرت علامہ مولا حبیب الرحمٰن صاحب نشاط رحمانی، حضرت مولانا مدثر حسین صاحب ، حضرت مولانا شمیم القادری، حضرت مولانا حافظ مزمل حسین صاحب

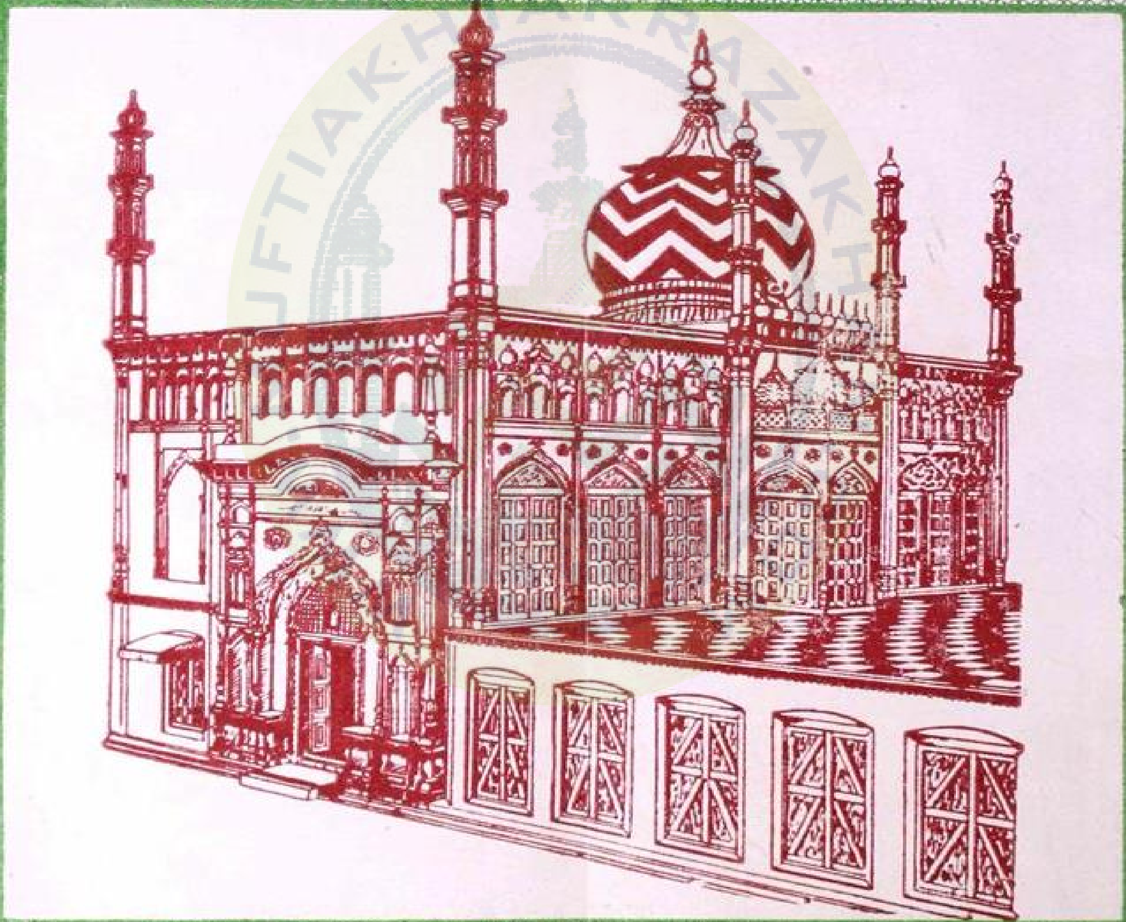



رضوی بعد علاوہ ازیں دیگر مقامی علمائے کرام نے ولولہ انگیز تقریر فرمائی اور شعرائے اسلام اختر پرواز ناظم کٹکی وغیرہ نے نعت مقدس اور منقبت کے اشعار مخصوص انداز میں پیش کئے۔ آخر میں حضور مفتی اعظم اڑیسہ کی پر مغز تقریر ہوئی اس کے بعد صلوٰۃ وسلام پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ بعدہٗ تقریباً ساڑھے تین بجے شب کو انجمن ہذا کے زیر اہتمام درسگاہ اہلسنت کا سنگ بنیاد حضور مفتی اعظم اڑیسہ کے دست مبارک سے رکھا گیا۔

منجانب۔ انجمن ھذا

ماہنامہ

# سنی دنیا



مالک ونگراں:

مدیر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار : حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
بظل عاطفت : حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

ماہنامہ **سنی دنیا** بریلی شریف

شمارہ ۸۹
جلد ۹
رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ
اپریل ۱۹۹۰ء

ایڈیٹر
عبد النعیم عزیزی علیگ

## شرح خریداری

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قیمت فی شمارہ ۵
سالانہ ۵۰
غیر ممالک سے ۲۵۰

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر، بی، آر، ۱۵۷

رجسٹریشن نمبر
REGDNOX 117 (82)
VOL-3

فون ۲۱۶۶ ۷



مقام اشاعت — ۸۲، سوداگران رضانگر بریلی شریف
مطبوعہ — سائرہ آفسیٹ پریس خواجہ قطب بریلی شریف

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ،
منیجر سنی دنیا
۸۲، سوداگران رضانگر پوسٹ بکس ۲۳۵
بریلی شریف (یوپی)

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھیں کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں۔
منیجر

# بابِ سخن

عبد النعیم عزیزی

اس خلائی دور میں ہر شے تیز رفتار ہو گئی ہے۔ شب و روز کی تو بات ہی کیا ماہ و سال کب بیتے پتہ ہی نہیں چلتا۔ وقت میں برکت ہی نہ رہ گئی۔ یہ سب قربِ قیامت کی نشانی ہے۔ اور میرے سرکار علیہ السّلام نے فرما ہی دیا ہے اس سلسلہ میں۔

اب دیکھتے دیکھتے رمضان آ ہی گیا۔ بڑا مبارک مہینہ۔ رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ۔ عبادتوں کا مہینہ۔ روح کی بالیدگی اور جسم کی تروتازگی کا مہینہ۔ لیکن اب اس ماہ مبارک کے آنے سے سب کو خوشی نہیں ہوتی چند ہی لوگوں کو خوشی ہوتی ہے۔ اکثر لوگ تو یہی چاہتے ہیں کہ یہ مہینہ آتے ہی نہ پائے۔ اور اگر آ ہی گیا ہے تو جلدی سے کھسکے، البتہ انہیں عید کو جلد بلانے بڑی تمنا رہتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کا ہر دن عید ہو اور ہر شب۔ شب برات کی خوشی یوں ہوتی ہے حلوا کھانے اور آتش بازی چھوڑنے کو ملتا ہے۔ البتہ اگر روزہ رکھنے کو یا نوافل پڑھنے اور قبرستان جانے کی بات بتائی جائے تو کان پر جوں نہیں رینگی۔ رمضان کا چاند دیکھنے کو بہت ہی کم لوگوں کو شوق رہتا ہے اور اکثر لوگ یہی جانتے ہیں کہ ۲۹ ر کا چاند نہ ہو تو بہتر ہے لیکن ۲۹ ر رمضان کو اگر ابر ہو جائے یا کہیں سے رویت کی شہادت نہ آئے تو "مفتی صاحبان کی ناک میں دم کر دیتے ہیں۔ چاہے چاند نکلا ہی نہ ہو، ان کی کوشش یہی رہتی ہے کہ شہادت مل جائے اور صبح کو عید کا اعلان کر دیا جائے۔

عید کی تیاری (سویوں اور رنگ برنگے کپڑوں اور جوتوں اور پھر اس روز عید میلا اور بعد عید ٹرنا میکو) بڑے زور شور سے کرتے ہیں لیکن روزہ چھوڑ کر۔ صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کی ادائیگی پر اتنی توجہ نہیں ہوتی۔ ویسے محصلین البتہ زکوٰۃ کی وصول کے لئے دل کے غول نکال لیتے ہیں اور ہر محصل کسی مکتب یا مدرسہ سے متعلق نہیں ہوتا۔ سب کے پاس جامعہ اور دارالعلوم کی رسیدیں ہوتی ہیں۔

مولائے کریم سب کو صحیح معنوں میں رمضان کا احترام کرنے، روزہ رکھنے عبادات کرنے، زکوٰۃ و صدقہ فطر نکالنے اور مستحقین ہی کو دینے کی توفیق دے۔

---

عید نہیں گذری کہ جھٹ سے بقر عید آ جاتی ہے۔ ٹور اور ٹراویس والے تو اس کا انتظار ہی کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ وہ بھی جو جانوروں کا سودا کرتے ہیں۔ اس سال کے بقر عید کی آمد کا تو ہمیں بھی شدت سے انتظار ہے۔ ویسے تو ہمیں ہر یادگاروں کا انتظار رہتا ہے لیکن اس سال ماہ ذی الحجہ کا انتظار اس لئے ہے کہ مرشد برحق نائب غوث اعظم حضور سیدنا مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفٰے رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمہ کا صد سالہ جشن منایا جائے گا۔ حضور مفتی اعظم کی پیدائش کا دن ۲۲، ذی الحجہ ہے۔

ملک کے چند بڑے شہروں سے اس طرح کی اطلاعات مل رہی ہیں کہ وہاں صد سالہ جشن مفتی اعظم بڑے دھوم دھام سے منایا جائے گا۔

رضا اکیڈمی بمبئی کا اعلان سب سے پہلے اور تقریباً ایک سال سے برابر نکل رہا ہے۔ ویسے بمبئی میں کچھ اور انجمنیں بھی اعلان جشن کر چکی ہیں۔

بریلی شریف سے بھی ایک بار اس جشن کے انعقاد ہوا تھا۔

ہمیں خوشی ہے کہ یہ جشن ترک و احتشام کے ساتھ منایا جائے اور جہاں جہاں ممکن ہو وہاں منایا جائے البتہ یہ ضروری ہے کہ ۲۲ ذی الحجہ تو ایک مرکزی جشن ضرور منایا جائے اور جو انجمن یا اکیڈمی اس جشن کی تیاری میں پہلے سے لگی ہوئی ہے اور انتظامات مکمل ہے وہی یہ جشن منائے تاکہ عالم اسلام ہی نہیں دوسری دنیاؤں میں بھی ہماری اجتماعیت اور ہمارے قائد و تاجدار مفتی اعظم کی عظمت کا بھرپور اظہار ہو اور لوگ سچائی کو دیکھیں اور سمجھیں۔ ہاں! الگ الگ کسی کے پروگرام کو ڈسٹرب کئے بغیر سبھی لوگ جشن منائیں بڑی اچھی بات ہے۔ اور خوشی کی بات ہے۔ لیکن۔ ایک بات اور عرض کرتا چلوں کہ دھوم دھام تو ہم کرتے ہی رہتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ مفتی اعظم کی عظمت، ان کے پیغامات و تعلیمات اور ان کے کارناموں کو دانشکدوں، جدید حلقوں، اور حلقہ مخالفین میں پہنچانے کے لئے صرف دھوم دھام سے ہی کام نہیں چلے گا اس کے لئے ان کی کتابوں ان کے فتاویٰ کو بھی عام کرنا ہوگا۔ ان کے چھوڑے ہوئے علمی خزانوں سے خود بھی مستفیض و مستفید ہونے اور دوسروں کو بھی فیض و فائدہ پہونچانے کے لئے بہت کچھ تحقیقی، تصنیفی و تالیفی کام کرنا ہوگا اور حضور مفتی اعظم کو صحیح عقیدت کا خراج پیش کرنے کے لئے ان کے راستہ پر چلنا ہوگا۔

— خدائے لم یزل ہم سب کو اپنے احسان یافتہ بندوں کے سچے راستہ پر چلائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

## حضور جانشین مفتی اعظم کی واپسی

جانشین مفتی اعظم حضور علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری مع فیملی زیارت بغداد و کربلا اور نجف اشرف و عمرہ سے شرفیاب ہو کر ۱۴ مارچ کو بریلی شریف تشریف لے آئے۔

عمرہ کے لئے حضور کے ساتھ ان کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادے حضرت مولوی عسجد رضا خاں صاحب بھی گئے ہوئے تھے۔ (ادارہ)

# کلامِ امام

از:۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا
تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
بڑھ چلی تیری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا
تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا
بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی
تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
وہ کہ اس در کا ہوا خلقِ خدا اس کی ہوئی
مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
رحمۃ للعالمین آفت میں ہوں کیسی کروں
میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
اللہ اللہ یہ علوِ خاصِ عبدیت رضاؔ

لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا
کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا
تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا
بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا
پاؤں جب طوفِ حرم میں تھک گئے سر پھر گیا
میرے مولیٰ میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا
جن سے اتنے کافروں کا دفعۃً منہ پھر گیا
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا
بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضاؔ اول گیا آخر گیا

# ضیائے قرآن

ادارہ

اور بیشک اسی کے گروہ سے ابراہیم ہے۔ جبکہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سے سلامت دل لے کر جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے فرمایا، تم کیا پوجتے ہو۔ کیا بہتان سے اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو تو تمہارا کیا گمان ہے۔ رب العالمین پر پھر اس نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں تو وہ اس سے پیٹھ دیکر پھر گئے پھر ان کے خداؤں کی طرف چھپ کر چلا تو کہا کیا تم نہیں کھاتے تمہیں کیا ہوا کہ نہیں بولتے تو لوگوں کی نظر بچا کر انہیں داہنے ہاتھ سے مارنے لگا۔ تو کافر اس کی جلدی کرتے آئے۔ فرمایا کیا اپنے ہاتھ کے تراشوں کو پوجتے ہو اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بولے اس کے لیے ایک عمارت چنو پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو تو انھوں نے اس پر داؤں چلنا چاہا۔ ہم نے انہیں نیچا دکھایا اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانیوالا ہوں۔ اب وہ مجھے راہ دے گا۔ الٰہی مجھ کو لائق اولاد دے تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی۔ ایک عقلمند لڑکے کی۔ پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا۔ میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔ اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہ اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے۔ خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا۔ اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔ نیکوں کو بیشک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچا لیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔ سلام ہو ابراہیم پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔ نیکوں کو بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور ہم نے اسے خوشخبری دی۔ اسحاق کی غیب کی خبر بتانے والا نبی ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں اور ہم نے برکت اُتاری اس پر اور اسحاق پر اور ان کی اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا۔

★

# بہار حدیث

ادارہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی "یا رسول اللہ! میری ایک بیوی بھی ہے جس سے مجھے بہت محبت ہے لیکن میرے والد اسے میرے لئے پسند نہیں کرتے اور مجبور کرتے ہیں کہ طلاق دیدوں" یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عبداللہ! تم اسس کو طلاق دیدو۔

(ترمذی — ابو داؤد)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تمہارے ماں باپ کہتے ہیں کہ اسکو طلاق دیدو تو والدین کی فرمانبرداری کا تقاضا یہی ہے کہ ماں باپ کا کہنا مانو اور اس کو طلاق دیدو۔

اس حدیث سے ماں باپ کی فرماں برداری کی اہمیت ظاہر ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی تعالے عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب کوئی نیک لڑکا اپنے والدین کی طرف محبت کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالے اس کے لئے ہر نظر کے بدلے میں حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔



صحابۂ کرام نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی روزانہ سو بار دیکھے تو کیا اس کو روزانہ سو حج کا ثواب ملے گا حضور نے فرمایا بیشک اللہ تعالے بزرگ و برتر ہے اس کو یہ بات کچھ مشکل نہیں۔

(بیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا — تین دعائیں بلاشک وعا اپنی اولاد پر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی بد دعا بلاشبہ قبول ہوتی ہے اولاد کو چاہئے کہ ماں باپ کی بد دعا سے ڈرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے ان کے دل کو صدمہ پہونچے بلکہ ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرے اور ان سے نیک دعائیں حاصل کرے۔

# کلامِ حسن ❀ کلامِ تاجدار

استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی قدس سرہٗ — مفتیِ اعظم ہند نوریؔ علیہ الرحمہ

سرِ صبحِ سعادت نے گریباں سے نکالا
ظلمت کو ملا عالمِ امکاں سے نکالا

پیدائشِ محبوب کی شادی میں خدا نے
مدت کے گرفتاروں کو زنداں سے نکالا

رحمت کا خزانہ پئے تقسیم گدا یاں
اللہ نے تہہ خانۂ پنہاں سے نکالا

خوشبو نے عنادل سے چھڑائے چمن و گل
جلوے نے پتنگوں کو شبستاں سے نکالا

ہے حسنِ گلوئے مہ بطحا سے یہ روشن
اب مہر نے سر ان کے گریباں سے نکالا

پردہ جو ترے جلوۂ رنگیں نے اٹھایا
صرصر کا عمل صحنِ گلستاں سے نکالا

اس ماہ نے جب مہر سے کی جلوہ نمائی
تاریکیوں کو شامِ غریباں سے نکالا

اے مہرِ کرم تیری تجلی کی ادا نے
ذروں کو بلائے شبِ ہجراں سے نکالا

صدقے ترے اے مردمکِ دیدۂ یعقوب
یوسف کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا

ہم ڈوبنے ہی کو تھے کہ آقا کی مدد نے
گرداب سے کھینچا ہمیں طوفاں سے نکالا

امت کے کلیجے کی خلش تم نے مٹائی
ٹوٹے ہوئے نشتر کو رگِ جاں سے نکالا

سکتا غمِ عقبیٰ کا حسنؔ اپنے جگر سے
امت نے خیالِ سرِ مژگاں سے نکالا

---

ہے عام کرم ان کا اپنے ہوں کہ ہوں اعدا
آتا ہی نہیں گویا سرکار کو لا کرنا

محروم گیا مایوس پھرا کوئی
دیکھا نہ سنا ان کا انکار روا کرنا

مایوس گیا کوئی محروم پھرا کوئی
دنیا کے سلاطین کو کب آیا عطا کرنا

دکھ درد کہیں کس سے یہ کام تو ہیں ان کے
فریاد سنا کرنا اور داد دیا کرنا

واللہ وہ سن لیں گے اور دل کی دوا دیں گے
بیکار نہ جائے گا فریاد و بکا کرنا

اعدا کو خدا والا جب تم نے بنا ڈالا
دشوار ہے تم پر کیا مجھ بد کا بھلا کرنا

سوکھی ہے مری کھیتی پڑ جائے بھرن تیری
اے ابرِ کرم اتنا تو بہرِ خدا کرنا

جو سوختہ ہیزم کو چاہو تو ہرا کر دو
مجھ سوختہ جاں کا بھی ، پیارے ہرا کرنا

طیبہ میں بلا لینا اور اپنا بنا لینا
قیدیِ غمِ فرقت کے سرکار رہا کرنا

ہم عرض کیے جائیں سرکار سنے جائیں
کیا دور کرم سے ہے دن ایسا شہا کرنا

سنگِ درِ سرور پہ رکھا ہوا ہو یہ سر
اے کاش ہو قسمت میں اس طرح قضا کرنا

کیوں نقشِ کفِ پا کو دل سے نہ لگائے وہ
ہے آئینۂ دل کی نوریؔ کو جلا کرنا

# باب الاستفتاء

## مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری

محترمی ومکرمی جناب مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں صاحب آداب و سلام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہاں خیریت ہے۔ خیریت جناب کی خداوند کریم سے نیک خواہاں ہوں گذارش یہ ہے کہ پہلے بھی کئی بار جناب کے بیان کردہ مسائل سے مستفید ہو چکا ہوں۔

۱۔ ہمارا کام دس پندرہ آدمیوں کی ٹیم پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہمارے کھانے پینے رہنے سہنے نہانے میں ہر قسم کا بندوبست ہمارے کیمپ میں ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے آشیانے سطح زمین پر مستقل نہیں ہیں۔ بلکہ پہیوں پر بنے ہوئے ہیں۔ جنہیں کارواں کہتے ہیں ہماری رہائش اور ڈیوٹی اس کیمپ میں مستقل ہوتی ہے۔ مگر عموماً دس پندرہ دن کے درمیان میں ہمیں کیمپ تقریباً ایک سو دو سو یا تین سو کلو میٹر دور منتقل کر کے دوسری جگہ لے جانا پڑتا ہے۔ اور یہ سفر ایک ہی دن میں مکمل ہو جاتا ہے۔ اور یہی صورت حال یعنی بار بار منتقل سال بھر قائم رہتی ہے۔ لہٰذا جناب سے گذارش ہے کہ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں آگاہ کریں کہ ہم نماز قصر پڑھیں یا پوری پڑھیں امید ہے جلد سے جلد آگاہ کریں گے۔ کیوں کہ ہماری ناقص معلومات کے مطابق اگر صحیح مسئلہ کے برعکس عمل کرتے رہیں گے اور گنہگار ہوں گے۔

۲۔ ہمارے لنگر خانہ کا انچارج ایک آدمی ہوتا ہے۔ پہلے جو آدمی ہمارے لنگر خانے کا انتظام کرتا تھا پولس کی مداخلت کی وجہ سے اُسے وطن واپس بھیج دیا گیا ہے۔ میں نے اُس کے پندرہ دن کے کھانے کے پیسے ادا کرنے تھے۔ مگر میرے پاس اس کا پتہ نہیں ہے۔ اس لیے آگاہ کریں کہ اس تک روپیہ پہنچانا ممکن نہیں۔ پھر ان کی ادائیگی کی کیا ترکیب کی جائے۔

۳۔ ہمارے ساتھ غیر مسلم بھی کام کرنے والے ہوتے ہیں۔ اگر ہم مسلمان آدمی اپنے کسی مرحوم عزیز و اقارب یا بزرگ ولی اللہ کے ایصال ثواب کے لیے دعا فاتحہ کا اہتمام کریں تو اس میں حاضری کے طور پر جو کھانے پینے کی چیزیں رکھی جائیں ان میں سے غیر مسلموں کو بھی دی جا سکتی ہیں یا نہیں۔ اُمید ہے اپنا قیمتی وقت صائع کر کے ان مسائل سے آگاہ کریں گے۔ اگر تحریر میں کوئی غلطی ہو تو معاف فرمائیں

المستفتی۔ شیرانی ٹیکنیک ٹائم نمبر ۱۷ کیر آف ای۔ سی۔ ای۔ بی۔ ڈی سی او۔ نارمل پوسٹ بکس نمبر ۸۱ مسقط اسٹیٹ۔ آف امان

الجواب ۷۸۶/۹۲
صورت مسئولہ میں اگر ایک مقام پر پندرہ یوم ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو آپ اس مقام پر آپ قصر نہیں کر سکتے ہیں بلکہ پوری ہی نماز ادا کریں کہ اب مسافرت ختم ہوگئی اور اگر پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہے تو قصر پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ اگر واقعی اس کا پتہ نہیں ہے تو اس کے روپیوں کو صدقہ کر دیں کسی غریب یتیم کو دیدیں مگر اگر وہ آجاتے یا ملجاتے یا پتہ معلوم ہوجائے تو اس کو وہ روپئے دینا ہوں گے اور یہ صدقہ آپ کی جانب سے ہوجاتے گا۔ لہٰذا یہ خیال کر کے صدقہ کریں کہ اگر وہ مل جائے گا تو اس کی رقم میں دیدوں گا۔ اس میں دونوں کو ثواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ غیر مسلموں کو نیاز کا کھانا نہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

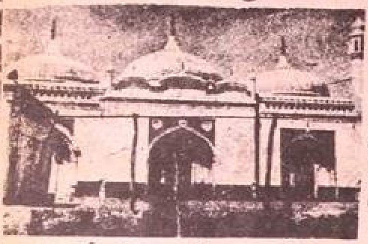
(نوٹ) اور اگر یہ صورت ہو کہ ارادہ دس روز ٹھہرنے کا تھا۔ آٹھ یوم بعد پھر دس روز ٹھہرنے کا ارادہ ہوگیا۔ تو بھی قصر ہی کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتا، بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ایک مسئلہ حسب ذیل میں۔
جواب مفصل عنایت کیا جاوے۔ مولائے تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائے۔
نماز مستحب چار رکعت میں اگر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھ کر درود ابراہیمی اور دعا سلام پھیرنے والی پڑھ کر کھڑا ہو جاوے اور ثنا پڑھ کر پھر دو رکعت جو باقی ہے پوری کرے تو نماز میں کوئی خلل تو نہیں آوے گا احقر ایسا ہی کرتا ہے۔ اور عرصہ سے ایسا ہی کرتا چلا آیا ہے۔

المستفتی: محمد اکبر میاں قادری
رضوی نوری کھیروی
دفال راجہ پور رنڈی
نیپال

الجواب ۷۸۶/۹۲
آپ کا فعل بہتر ہے کہ نوافل کے بعد قعدہ اولیٰ میں درود وغیرہ پڑھے۔ اور جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو پھر ثنا پڑھے درمختار میں ہے۔
لا یصلی علی النبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم فی القعدۃ الاولی الاربع قبل الظہر والجمعۃ لا یستفتح اذا قام الی الثالثۃ تنھا وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ ولو نذرا لان کل شفع صلاۃ۔



کیا فرماتے ہیں حضور مفتیانِ کرام مسئلہ ذیل میں۔
۱۔ زید کہتا ہے کہ اگر سر پر عمامہ نہ ہو تو سر پر ایک ہاتھ لمبا رومال باندھنے سے عمامہ کا مقصد پورا ہوجائے گا اور دلیل کے طور پر کہتا ہے کہ عرب میں لوگ سر پر اسی طرح لوگ رومال باندھتے ہیں۔
کیا زید نے صحیح کہا اگر نہیں تو شریعت مطہرہ کا زید کے بارے میں کیا حکم ہے۔ کیا یہ اسلام میں غلط باتوں کا پیدا کرنا نہیں ہے بہت جلد شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد قمر الدین اشرفی
اجمیری آرا مشین کھیونریا
پوسٹ گھر دھنپور
ضلع جھالاواڑ۔ راجستھان

الجواب ۷۸۶/۹۲
اگر اتنا لمبا رومال ہے کہ سر ڈھک جاتے اور ٹوپی کھلی نہ رہے تو وہ صافہ کے حکم میں ہے۔ یعنی اتنے پیچ آسکیں کہ وہ سر کو چھپالیں اور

چھوٹا اتنا ہے کہ جس سے صرف دو ایک پینچ آسکیں پٹنا مکروہ ہے۔ لہٰذا اگر اتنا چھوٹا ہے کہ صرف ایک ہی پینچ آسکے تو مکروہ ہے۔ ورنہ ضرور وہ صافہ کے حکم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دارالافتاء، بریلی شریف

قبلہ حضرت مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب السلام علیکم!

۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ اذان کے بعد جو صلاۃ پکاری جاتی ہے۔ اس پر زید نے اعتراض کرتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو سلام پڑھتے ہیں تو آپ علیک پڑھتے ہیں اور میں علیک پڑھتا ہوں بکر نے جواب دیا کہ سانس ٹوٹنے پر وہ بھی درست ہے۔ دیکھیے ہم اپنے پیارے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم آپ اپنی جانیں بھی قربان کر دیں تو کم ہے۔ اس پر زید نے یہ جواب دیا کہ جانیں تو سبھی دیتے ہیں کوئی کھٹڑی نہیں دیتا۔

۲۔ دوم یہ کہ بکر کے ہمراہ دو تین لوگ ملکر ختم خواجگان کا وظیفہ پڑھتے ہیں۔ زید نے کہا کہ آپ لوگ وظیفہ پڑھتے ہیں زید نے کہا کہ آپ لوگ وظیفہ پڑھتے جاتے ہیں کسی روز سر نیچے اور ٹانگیں اوپر نہ ہو جائیں۔ زید نے ہنستے ہوئے یہ جملہ کہا کتاب وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: نوری بک ڈپو
نالبند محلہ جبل پور م۔پ

## الجواب ۷۸۶/۹۲

۱۔ بکر نے صحیح جواب دیا اور خط کشیدہ لفظ کا کیا مطلب ہے معنی ومطلب لکھ کر جواب حاصل کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ ختم خواجگان کرنا جائز ہے اور اس کے بہت سے فائدے ہیں۔ زید نے خط کشیدہ جملہ کیوں اور کس وجہ سے کہا زید سے معلوم کر کے جواب حاصل کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اگر اس جملہ سے لوگوں کو خوف دلانا مقصود ہے تو یہ بات شرعاً قبیح ہے۔ اسے ترغیب وتحریص اور فضائل ذکر وثواب ذکر بیان کرنا چاہیے تھا نہ کہ ایسی بات کہنا کہ جس سے دل ذکر سے دور بھاگے واللہ تعالیٰ اعلم۔

دارالافتاء، بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں جو کہ عوام میں بہت کثرت سے چل رہے ہیں۔ آپ سے گذارش ہے کہ ان مسئلوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

۱۔ شیخ عبد القادر جیلانی نے کیا بارہ سال ڈوبی ہوئی بارات دریا سے نکال کر زندہ کر دی تھی کیا یہ صحیح ہے۔ اس کا آپ جواب تحریر فرمائیں۔

۲۔ ماہِ رجب میں کونڈے کا تیوہار بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ یہ سہی ہے۔ اور کیسے اور کہاں سے شروع ہوا قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

۳۔ شادی میں جو بینڈ باجہ ہوتا ہے۔ اس شادی میں شرکت کرنا یا کھانا کھانا کیسا ہے قرآن اور حدیث کی روشنی میں تحریر کریں۔

۴۔ آج کل جا بجا مزارات کے اعراس ہو رہے ہیں ان میں شرکت کرنا یا قوالوں کی قوالی سننا قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمایے۔

۵۔ مسجد میں سوئم کے چنے پڑھے جاتے ہیں۔ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اور آپس میں بانٹ کر کھا لیتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

۶۔ ہمارے محلہ میں ایک دو مسجدوں میں بعد نماز فجر اور عصر

میں نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

المستفتی۔ محمد حنیف محلہ محلہ تارین جلال نگر متصل شراب بھٹی معرفت سردار بالور شاہجہاںپور (یو۔پی)

الجواب $\frac{486}{92}$

۱۔ یہ روایت نظر سے نہ گزری۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ اس کی اصل ایصال ثواب ہے اور ایصال ثواب کرنا جائز ہے اور احادیث وفقہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا کونڈے جس میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نیاز ہوتی ہے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ گانا باجہ حرام وناجائز وگناہ ہے۔ حدیث میں ہے "امرنی ربی عزوجل بمحق المعازف" مجھے میرے رب نے گانا باجوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا ایسی جگہ شرکت بھی روا نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ مزامیر کے ساتھ قوالی ناجائز وحرام ہے اور اس میں پیسے بھی دینا جائز نہیں اور مزارات پر حاضری عرس میں جانا جائز ہے قوالی نہ سنے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ یہ بھی ایک ایصال ثواب کا طریقہ ہے جائز ہے اور چنے وغیرہ کھائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۔ مصافحہ کرنا مطلقاً جائز ہے۔ حدیث سے ثابت ہے اور بعد نماز فجر وعصر بھی مصافحہ کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں۔

فیس ممبر مل کر تین مہینے تک ہر ایک ممبر پانچ سو روپے




جمع کرتا ہے۔ جس کا نام کمیٹی رکھا ہے۔ یہ کمیٹی ہر مہینہ نیلام کرتی ہے۔ ممبران مذکور میں سے جس ممبر کو روپیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر ایک بولی لگاتا ہے۔ چنانچہ جس ممبر کی بولی سب سے زیادہ نقصان اُٹھاکر روپیہ لینا ہوتا ہے۔ اس کو روپیہ مل جاتا ہے اور نقصان کی رقم باقی سب ممبروں میں برابر تقسیم ہوجاتی ہے۔ روپیہ لینے والا شخص (نقصان اُٹھاکر لینے والا) مدت معینۃ تک ہر مہینہ روپیہ جمع کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ معہودہ مدت پوری ہوجاتی ہے۔ جو ممبر نقصان اُٹھاکر روپیہ نہیں لیتا۔ اس کو دوسروں کے نقصان کی رقم کا نفع تقسیم شدہ حصہ ملتا رہتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ میں شریعت کی رو سے کیا حکم ہے۔ کہ یہ تقسیم شدہ رقم سود ہوا یا نہیں۔ نیز یہ کمیٹی ڈالنا جائز ہے یا ناجائز

۲۔ کچھ لوگ ایک مدت کے لیے تجویز شدہ رقم جمع کرتے ہیں اور جتنے لوگ اس میں ممبر ہوتے ہیں ان کے ناموں کی پرچیاں ڈالی جاتی ہیں۔ جس ممبر کا نام نکل آتا ہے۔ اُس کو کل رقم مل جاتی ہے۔ جس سے ممبر اپنی ایک بڑی

ضرورت پوری کر لیتا ہے مدت معینہ تک ہر مہینہ پرچیاں ڈالی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ مدت معینہ ختم ہو جاتی ہے۔ کسی شخص کو کم یا زیادہ ملنے کا کوئی سوال نہیں لہٰذا شریعت کی رو سے یہ کمیٹی جائز ہے یا ناجائز ہے۔

۳۔ نماز فرض جمعہ میں امام دیر تک دعا مانگتے ہیں۔ جبکہ زید کہتا ہے کہ جس فرض نماز کے پیچھے سنت مؤکدہ ہو اس فرض نماز میں امام دعا میں اختصار کرے۔ اس مسئلے میں شریعت کا امام کے لیے کیا حکم ہے۔ مقتدی کیا کرے۔

۴۔ بعض لوگ حضرت معاویہ کو صحابی رسول ماننے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں حضرت ابوسفیان اور حضرت معاویہ کافر تھے۔ ان پر نصرانیت ظاہر تھی۔ حضرت معاویہ نے خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو گالیاں دیں اور امیر معاویہ نے مولیٰ علی مشکلکشا سے ناحق جنگ کی امیر معاویہ نے اپنے فاسق بیٹے یزید لعنت اللہ کو اپنی حیات میں اپنا جانشین (ولی عہد) بنا کر حکومت کا مالک بنایا جس سے دین اسلام کو ضعف پہنچا۔ (یہ تمام باتیں نیازی نام کے ایک شخص نے اپنی تصنیف کردہ کتاب میں تحریر کیں) لہٰذا ہم اہلسنت والجماعت کے لیے کیا حکم ہے ہم سب امیر معاویہ اور ابوسفیان وغیرہ کو کیا سمجھیں اور نیازی اور اس کے ماننے والوں کو کیا سمجھیں۔ مطلع فرما کر ثواب دارین سے مستفید ہوں۔

المستفتی: شوکت علی بیگ قادری رضوی معرفت محمد نعیم بیگ، کیرآف اروند بالسکا مکان نمبر ۳/ گلی نمبر ۲ آر۔ زیڈ تغلق آباد ایکشن سکانکا۔ نئی دلی نمبر ۱۹

## الجواب $\frac{۴۸۶}{۹۲}$

۱۔ یہ صورت جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ یہ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ ہاں بعد فرض نماز مختصر دعا مانگے۔ طویل دعا نہ مانگے اور اگر کسی وقت طویل کرلی تو شریک رہیں کہ دعا رخیر موضوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ حضرت معاویہ صحابیٔ رسول ہیں ان کو کافر کہنا کفر ہے۔ شخص مذکور پر توبہ فرض ہے۔ فوراً توبہ کرے اور تفصیل کے لیے امیر معاویہ نامی کتاب ملاحظہ کریں اور نیازی کی کتابیں دیکھنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دارالافتاء، بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ کے بارے میں کہ

بکر اور زید دونوں اہل سنت ہیں۔ بکر نے ۱۹۸۴ء میں میاں بیوی کے ساتھ حج کو گئے۔ واپس آنے کے بعد زید نے بکر سے پوچھا کہ آپ حج کو گئے تھے۔ مکہ شریف میں مسجد شریف میں امام کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھی بکر نے کہا ہاں۔ زید نے پوچھا مدینہ شریف میں مسجد نبوی میں امام کے پیچھے چالیس وقت متواتر با جماعت نماز پڑھی بکر نے کہا ہاں۔ زید نے کہا آپ ان اماموں کو کیا سمجھتے ہو۔ بکر نے کہا مسلمان، زید نے کہا دونوں امام کافر ہیں۔ بکر نے جواب دیا کہا مسلمان مسلمان مسلمان۔ اگر ہم کافر سمجھتے تو ہرگز ہرگز ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ان دونوں کے قول پر کس کے اوپر شریعت کا کیا حکم ہے۔ قرآن وحدیث سے مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی

شریف الدین انصاری ہنڈلوم کلاتھ اسٹور گنیاری روڈ رٹھ
ضلع سیدھی (ایم۔ پی)

الجواب: ۴۸۶/۹۲

دونوں جگہ کے امام نجدی خیالات کے ہیں۔ ان کے پیچھے اہل سنت وجماعت کی نہ ہوگی۔ اور بعض وقت کے نماز وہ لوگ وقت سے پہلے ادا کر لیتے ہیں۔ داڑھی حد شرع سے کم رکھتے ہیں اور بھی خلاف شرع امور کے مرتکب ہیں لہٰذا ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ اور جس نے جان بوجھ کر پڑھی وہ ملزم و گنہ گار ہے۔ توبہ کرے اور نماز دہرائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم)

وہ لوگ وہابی ہیں اور وہابیہ گمراہ بیدین ہیں بلکہ ان پر ان کے اقوال کفری کے سبب بکثرت علماء کے نزدیک حکم کفر ہے والبتہ انہیں مسلمان جاننا گمراہی و بیدینی ہے۔ بکر پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

۱۔ زید بسلسلہ تجارت اپنا شریک کار اپنی بالغ اولادوں سے کسی ایک کو ۱/۲ یا ۱/۳ کا بنا سکتا ہے کہ نہیں۔

۲۔ اگر بنا دیا ہے اس نے تو کیا اولاد مذکورہ بنائے ہوئے حصہ کا مالک بن سکتا ہے۔

۳۔ مذکورہ متعینہ حصہ کو اگر کل یا بعض والد یا اولاد سے لے لے تو حقوق العباد میں گرفتار ہوں گے یا نہیں۔

۴۔ گھریلو اخراجات کو جانبین میں سے کوئی ایک برداشت کرے گا یا مشترکہ دولت سے۔

۵۔ مشترکہ نفع [illegible] سے اگر کوئی چیز خریدی گئی تو جانبین میں سے ہر ایک حقدار ہوگا یا کوئی بھی ایک۔

دلائل عقلیہ ونقلیہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی
محبوب عالم ولد حاجی نبدے علی
۹۷/۲۹۹ بکن گنج۔ کانپور

الجواب ۴۸۶/۹۲

الملک الوہاب۔ شریک کار بنا سکتا ہے۔ مگر جو کوئی کمائی ہوگی وہ باپ کی ہوگی۔ بیٹا معین و مددگار قرار پائے گا ردالمحتار میں ہے

"فی القنیة الاب وابنه یکتسبان فی ضعة واحدة ولم یکن لهما شیٔ فالکسب کله للاب ان کان الابن فی عیاله لکونه معینا له الا تری لو غرس شجرة تکون للاب»
(حدیث)

اور اگر بیٹا علیحدہ رہتا ہے اور اس نے تجارت میں شرکت کے لیے رقم دی ہے تو وہ شریک قرار پائے گا۔ پھر بھی اگر باپ کو حاجت ہے تو وہ اپنی اولاد کے مال سے لے سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے "انت ومالك لابيك"، دوسروں کو اجازت کی ضرورت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ اگر باپ کے ساتھ رہتا ہے تو وہ معین و مددگار ہے اور باپ گھریلو اخراجات کا کفیل ہے اور اگر باپ سے علیحدہ ہے تو اپنے پاس سے کرے۔ مشترکہ دولت سے نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ اگر خاص اپنے لیے خریدی ہے تو وہ مالک ہے اور شریک کے حصہ کا وہ ضامن ہے اور شریک کے حصہ کا تاوان دے۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے

"وما اشتراه احدهم لنفسه یکون ویضمن حصة شرکائه من ثمنه اذا دفعه من المال المشترك"
(حدیث)

مگر یہ صورت اس میں ہے کہ شرکت صحیح ہو باپ بیٹے کی شرکت کی صورت اوپر مذکور ہوئی ہیں جس صورت میں شرکت درست ہو تو اسکا حکم یہ ہے اور شرکت درست نہ ہو تو یہ حکم نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہٗ

# مُقَدَّس نعت

جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہٗ

شمیم زلفِ نبی لا صبا مدینے سے
مریضِ ہجر کو لا کر سنگھا مدینے سے

یہ آرہی ہے مسلسل صدا مدینے سے
ہر ایک دکھ کی ملے گی دوا مدینے سے

مدینہ کہتا ہے ہم دم نہ جا مدینے سے
تجھے ہے عیشِ ابد کی صلا مدینے سے

نسیم ایسی چلے دلکشا مدینے سے
بہار و باغ بنے دل مرا مدینے سے

مریض ہجر کو چین آگیا مدینے میں
دل شکستہ کا درماں ہوا مدینے سے

مدینہ جانِ جہان و جناں ہے وہ سنلیں
جنہیں جنونِ جناں ہے چلا مدینے سے

بسا وہ خلد میں جو بس گیا مدینے میں
گیا وہ خلد سے جو چل دیا مدینے سے

لگا دو خود کو بہاروں میں خلد طیبہ کی
چلو ہمیشہ کی لو بقا مدینے سے

قضائے دہر کو گھیرا ہے جسکی موجوں نے
وہ سیلِ نورِ محمد چلا مدینے سے

جہان بھر کے سکھانے کو خسروی کے اصول
غبارِ خاک نشیناں اٹھا مدینے سے

ترے کرم کے بھروسے یہ عرض کرتا ہوں
نہ جائے گا ترا اختر رضا مدینے سے

دوسری و آخری قسط

# النبی کا صحیح معنیٰ و مفہوم

از: علامہ احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز

(۱۹) جبر پر محشی نے علامہ خفاجی سے نقل کرتے ہوئے لکھا "الاَولیٰ اَنْ لَا یُوصَفَ اَحَدُھُمَا بِالْمُخْتَارِ بِمَا یُوھِمُ اَنَّ الاُخْریٰ بخلافہٖ مَعَ اَنَّ الْقِرائَتَیْنِ مُتَوَاتِرَتَانِ"

یعنی بہتر یہ ہے کہ دونوں میں کسی ایک قرأۃ کو مختار نہ کہا جائے، کیونکہ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ دوسری قرأۃ مختار نہیں باوجود یکہ دونوں قرارتین متواترہ ہیں۔ (بیضاوی حاشیہ ۵ ص ۵)

(۲۰) شیخ زادہ نے بھی قاضی بیضاوی کے قول وھوالمختار پر کلام کرتے ہوئے لکھا کہ مصنف نے اپنی قرأۃ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کو مختار کہہ کر اسے ترجیح دی اور اسی طرح مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی قرأۃ والوں نے اپنی قرأۃ کو دوسری قرأۃ پر ترجیح دی۔ ایسی ترجیح جس سے دوسری قرأۃ کا ساقط ہونا ظاہر ہوتا ہے "وَھٰذَا غَیْرُ مَرْضِیٍّ لِاَنَّ کِلْتَیْھِمَا مُتَوَاتِرَۃٌ" یعنی یہ ناپسندیدہ ہے، اس لئے کہ دونوں قرارتیں متواتر ہیں۔

معلوم ہوا کہ دو متواتر قراتوں میں سے ایک قرأۃ کو اس طرح ترجیح دیتے ہوئے مختار کہنا کہ دوسری قرأۃ کا غیر مختار ہونا ظاہر ہوتا ہو یا اس کا وہم پیدا ہوتا ہو، پسندیدہ نہیں۔

معاند کی جسارت ملاحظہ فرمائیے کہ اس نے۔ نبیٔ۔ بِالْھَمْزَۃِ کی قرأۃ متواترہ کو فصاحت و بلاغت کے خلاف سمجھا۔ یہاں تک کہ نعوذ باللہ اسے لغت ردی قرار دے کر بالکل ہی ساقط کر دیا، جبکہ نبیٔ بالھمزہ اور بلا ہمزہ دونوں قرآتیں متواترہ ہیں۔"

ہمزہ کے ساتھ اَلنَّبِیْٔ امام نافع کی قرأۃ ہے جو قرأت سبعہ متواترہ سے ہے جیسا کہ ہم تفسیر قرطبی، تفسیر مدارک، تفسیر مظہری اور تفسیر بحر محیط کی عبارات سے ثابت کر چکے ہیں۔

(۲۱ - ۲۲) ائمۂ قرار سبعہ اور ان کی قرأت کا بیان اور یہ کہ امام نافع قرار سبعہ میں شامل ہیں اور اہل مدینہ نے ان کی قرأۃ کو اختیار کیا۔ نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ تفسیر اتقان جزء اول ص ۸۲ اور مناہل العرفان جزء اول ص ۴۰۹ میں مرقوم ہے

(۲۳) تفسیر اتقان جز اول ص ۸۳ میں یہ تصریح بھی موجود ہے۔ لِاَنَّ السَّبْعَ لَمْ یُخْتَلَفْ فِیْ تَوَاتُرِھَا "(یعنی قرارات سبعہ کے متواتر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔")

(۲۴ - ۲۵) لسان العرب جلد ۱، ص ۱۶۳ تاج العروس جلد ۱، ص ۱۲۲ میں ہے۔

وَقَالَ الْفَرَّاءُ النَّبِيُّ هُوَ مَنْ اَنْبَأَ عَنِ اللّٰهِ فَتُرِكَ هَمْزُهٗ، قَالَ وَاِنْ اُخِذَتْ مِنَ النُّبُوَّةِ، وَالنَّبَاوَةِ وَهِيَ الْاِرْتِفَاعُ اَيْ اَنَّهٗ اَشْرَفُ عَلٰى سَائِرِ الْخَلْقِ فَاَصْلُهٗ غَيْرُ الْهَمْزِ۔ (انتہیٰ)

(یعنی فراء نے کہا نبی وہ ہے جس نے اللہ کی طرف سے خبر دی، اس کا ہمزہ متروک ہوگیا۔ فراء نے کہا اگر لفظ نبی، نبوۃ، یا نباوۃ سے ماخوذ ہو جس کے معنیٰ ہیں بلند ہونا یعنی نبی باقی سب مخلوق پر بلند مرتبہ ہوگیا، تو اس تقدیر پر اس کی اصل ہمزہ کے بغیر ہے۔ انتہیٰ)

سیبویہ کے نزدیک بھی لفظِ نبی اصل میں مہموز اللام ہے۔

(۲۶) دیکھئے شرح شافیہ میں ہے۔

وَكَذَا النَّبِيُّ اَصْلُهٗ عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ الْهَمْزُ۔ (شرح شافیہ، جلد اول ص۲۱۲ طبع بیروت)

(نبی کی اصل سیبویہ کے نزدیک ہمزہ کے ساتھ ہے)

(۲۷) صاحب نبراس نے بھی فرمایا کہ سیبویہ اور دیگر محققین کا مذہب یہ ہے کہ نبی (بالہمزہ) مہموز اللام ہے۔ (نبراس ص۳)

سیبویہ کا ——— یہ مذہب مذکور کہ لفظِ نبی ماخذ نباءٌ ہے اور مہموز اللام ہے۔

(۲۸ - ۲۹) لسان العرب جلد اول ص۱۶۲، تاج العروس ۱، ص۱۲۱-۱۲۲ میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے۔ اسی وضاحت کے ضمن میں علامہ زبیدی نے فرمایا۔

"قَالَ سِيْبَوَيْهِ لَيْسَ اَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ اِلَّا وَيَقُوْلُ تَنَبَّاَ مُسَيْلِمَةُ بِالْهَمْزِ غَيْرَ اَنَّهُمْ تَرَكُوْا فِي النَّبِيِّ الْهَمْزَ۔"

(یعنی سیبویہ نے کہا کہ عرب کا ہر شخص "تَنَبَّاَ مُسَيْلِمَةُ" ہمزہ کے ساتھ کہتا ہے، بجز اس کے کہ انہوں نے "النبی" میں ہمزہ کو ترک کردیا ہے۔)

معاند نے تاج العروس سے سیبویہ کا مذہب نقل کرتے ہوئے انتہائی خیانت اور عبارت میں قطع و برید سے کام لیا۔

(۳۰) تاج العروس کی اصل عبارت یہ ہے۔

"وَقَالَ سِيْبَوَيْهِ الْهَمْزَةُ فِي النَّبِيءِ لُغَةٌ رَدِيَّةٌ يَعْنِيْ لِقِلَّةِ اسْتِعْمَالِهَا لَا لِاَنَّ الْقِيَاسَ يَمْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ۔ انتہیٰ" (تاج العروس ج ۱، ص۱۲۲)

یعنی سیبویہ نے کہا کہ لفظ نبیء میں ہمزہ لغتِ ردیہ ہے، یعنی اس کی قلتِ استعمال کی وجہ سے، نہ اس لئے کہ قیاس اس سے روکتا ہے۔

معاند نے لغتِ ردیہ کے بعد کی عبارت نقل نہیں کی اور از روئے خیانت اُسے چھوڑ دیا، کیونکہ لفظِ ردیہ کے معنیٰ پر اس سے روشنی پڑتی تھی۔

صاحب تاج العروس نے "یعنی لِقِلَّةِ استعمالہا" کہہ کر سیبویہ کی مراد ظاہر کی کہ صرف قلتِ استعمال کی بنا پر اسے لغت ردیہ کہا گیا ہے، یہ نہیں کہ قیاس اس سے روکتا ہو۔

(۳۱) لسان العرب میں بھی یہی عبارت بلفظہا مرقوم ہے (لسان العرب ج ۱، ص۱۶۲)

معاند کے ساتھ کی صفائی دیکھئے کہ دونوں کتابوں کی عبارت منقولہ نقل نہیں کی۔ صرف لغت ردیہ کا لفظ نقل کر دیا۔ محض یہ تاثر دینے کے لئے کہ ہمزہ کے ساتھ لفظ نبیءٌ ردی ہونے کی وجہ سے لغتِ قرآن نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح زجاج کے قول میں۔ وَالْاَجْوَدُ تَرْكُ الْهَمْزِ کے معنیٰ بھی یہ نہیں کہ ہمزہ کے ساتھ النَّبِيءُ جیّد نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ اجود محض کثیر الاستعمال ہونے کے معنیٰ میں ہے۔

سیبویہ اور زجاج دونوں کے قول کی مراد ظاہر ہے۔ سیبویہ نے ہمزہ کے ساتھ النبیٔ کو قلیل الاستعمال کہا اور زجاج نے بغیر ہمزہ کے لفظ نبیّ کو اجود کہہ کر کثیر الاستعمال قرار دیا جسے معاند نے اپنی جہالت سے جیّد کے خلاف سمجھا اور یہ نہ دیکھا کہ زجاج نے خود وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی کہ اہل مدینہ کی ایک جماعت نے ہمزہ کے ساتھ "النبیٔ" پڑھا اور پورے قرآن میں ان کی "قرأۃ النبیٔ" کے ہمزہ کے ساتھ ہے۔

(۳۲) علامہ زبیدی تاج العروس میں النبی کے ماتحت فرماتے ہیں۔

وَفِی النِّهَایَةِ نَبِیْلٌ بِمَعْنٰی فَاعِلٍ لِلْمُبَالَغَةِ مِنَ النَّبَاءِ الْخَبَرِ "لِاَنَّهٗ اَنْبَاءٌ عَنِ اللّٰهِ اَیْ اَخْبَرَ قَالَ وَیَجُوْزُ فِیْهِ تَحْقِیْقُ الْهَمْزِ وَتَخْفِیْفُهٗ یُقَالُ نبا ونبا۔ وانبَاءَ انتہیٰ۔ تاج العروس ج ص[۱]

(یعنی نہایہ میں ہے کہ نبیؑ۔ فَعِیلٌ کے وزن پر فَاعِلٌ کے معنیٰ میں ہے۔ مبالغہ کے لئے یہ نَبَأٌ سے ماخود ہے جس کے معنیٰ ہیں خبر، اس لئے کہ نبی نے، اللہ کی طرف سے خبر دی۔ صاحب نہایہ نے کہا کہ لفظ نبی میں ہمزہ کی تحقیق اور تخفیف دونوں جائز ہیں۔ محاورۂ عرب میں کہا جاتا ہے۔ نَبَاءَ، وَنَبَّاءَ، وَاَنْبَاءَ۔ یعنی اس نے خبر دی۔ انتہیٰ)

معاند کی ایک اور خیانت ملاحظہ فرمایئے۔ کنز العمال سے حدیث اعرابی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ اعرابی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کہا: "اے غیب داں"! حضور نے فرمایا "میں غیب داں نہیں، میں تو رفیع المنزلۃ ہوں"

کنز العمال اٹھا کر دیکھ لیجئے، اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ اعرابی نے حضور کو غیب داں کہا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں تو رفیع المنزلۃ ہوں۔ یہ وہی حدیث ہے جس کا ذکر بار بار آچکا ہے اور اعرابی نے یَاخَارِجُ مِنْ مِلَّةَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کے معنیٰ مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ نبیٔ اللہ کہا تھا۔ اسی معنیٰ کے مراد لینے کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ میں، ہمزہ کے ساتھ نبیٔ اللہ نہیں، بلکہ میں، ہمزہ کے بغیر نبی اللہ ہوں۔

اگر معاند نے طنزاً ایسا لکھا ہے، تب بھی واقعہ کے اعتبار سے یقیناً یہ بہتان ہے کیونکہ اس کا یہ لکھنا قطعاً خلافِ واقع ہے۔

معاند کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آج تک کسی بھی اہل حق نے نبی کا ترجمہ "غیب داں" کے لفظ سے نہیں کیا۔ نبی اس مقدس انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والا بلند مرتبہ ہو۔

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لفظِ نبی کا ترجمہ فرماتے ہوئے جہاں بھی غیب کی خبر دینے والا ارقام فرمایا۔ تو ان ہی مرادی معنیٰ کے لحاظ سے ہے اور ان معنیٰ کے پیشِ نظر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ صحیح ہے۔ اگرچہ ہم نے اپنے ترجمہ میں محض اختصار کے پیش نظر یہ ترجمہ نہیں لکھا، لیکن قرآن مجید میں جہاں بھی لفظِ نبی آیا۔ ہے۔ ہمارے نزدیک اس کے مرادی معنیٰ یہی ہیں جن کی صحت پر ہماری منقول عبارات اور ان کے علاوہ قرآنی آیات شاہد عادل ہیں۔

(۳۳) اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ۔ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرمارہے ہیں۔

(۳۴) اسی طرح تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْكَ۔ یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں، جو ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا۔

(۳۵) نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

میرے بندوں کو خبر دے دیجئے کہ میں ہی غفور رحیم ہوں۔

معاند نے ہماری یہ تمام عباراتِ منقولہ اور ان آیاتِ قرآنیہ کو نظر انداز کرکے کہہ دیا کہ اصطلاحی نبی نباءٌ سے ماخوذ نہیں

اور نبی اصطلاحی کے معنیٰ مخبر عن اللہ نہیں، بلکہ اس کے معنیٰ رفیع المنزلۃ ہیں اور یہ نہ سوچا کہ نبی کا رفیع المنزلۃ ہونا اور اس کا ایسا بلند مرتبہ والا ہونا کہ اس کے علاوہ اور کوئی انسان اس کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے۔ اسی امر پر مبنی ہے کہ وہ مبعوث من اللہ ہو کر مخبر عن اللہ ہے۔ اسی لحاظ سے نبی ایسا رفیع المنزلۃ ہے کہ کوئی غیر نبی اس کے مقام کو نہیں پا سکتا۔ ورنہ محض مرتبہ کے اعتبار سے بلند ہونا نبی کا خاصہ نہیں غیر نبی کے لئے بھی رفعتِ منزلت قرآن مجید سے ثابت ہے۔

(۳۶) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔

یعنی اللہ تعالیٰ تم میں سے مومنین کاملین اور اہل علم کے درجے بلند فرمائے گا۔ اور اس میں شک نہیں کہ مومنین کاملین اور اہل علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا و آخرت میں بلند درجے رکھتے ہیں۔ دیکھئے صالحین اور اولیائے کرام کے درجے عامۃ المسلمین سے بلند ہیں اور شہید سے بلند ہے۔ صدیقین کے مراتب اور درجات شہداء سے بھی بلند ہیں۔ اور رفعتِ منزلت ان سب کے لئے ثابت ہے، لیکن، نبی کی رفعتِ منزلت کو غیر نبی نہیں پا سکتا۔ اسی لئے ہم نے بار بار تنبیہ کی ہے کہ نبی کے مخبر عن اللہ اور رفیع المنزلۃ ہونے میں کوئی تعارض نہیں، بلکہ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

مگر افسوس کہ معاند نے نبی کے مخبر عن اللہ ہونے کی نفی کرتے ہوئے اسے صرف رفیع المنزلۃ قرار دے کر گویا اس کی رفعتِ منزلت کی بنیاد ہی کو ختم کر دیا۔

معاند نے نبی کے مخبر عن اللہ ہونے کی نفی بڑے شد و مد سے کی ہے اور اس نفی پر حدیث اعرابی کا سہارا لیا ہے اور اس حدیث کے بارے میں مستدرک سے امام حاکم کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔ " صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ" لیکن اپنے اس کلام میں ہر جگہ جہالت اور خیانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کے بارے میں ہم تفسیر قرطبی سے نقل کر چکے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ صاحبِ نبراس کی عبارت بھی ہم نے نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا اور "عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ" اسے صحیح لکھا، لیکن سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کے راویوں میں ایک راوی حمران ہے جو غلاۃ شیعہ سے ہے۔

(۳۷) علاوہ ازیں امام زبیدی صاحب تاج العروس نے اسی حدیثِ اعرابی کے بارے میں فرمایا۔

وَيَنْبَغِيْ اَنْ تَكُوْنَ رِوَايَةُ اِنْكَارِهٖ غَيْرَ صَحِيْحَةٍ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِاَنَّ بَعْضَ شُعَرَائِهٖ وَهُوَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ قَالَ يَا خَاتَمَ النُّبَآءِ وَلَمْ يَرِدْ عَنْهُ اِنْكَارُهٗ لِذٰلِكَ۔

یعنی مناسب یہ ہے کہ اعرابی کی حدیث جس میں نبی بالہمزہ کا انکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے، اسے غیر صحیح قرار دیا جائے، اس لئے کہ حضور کے شعراء میں سے عباس بن مرداس سلمی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا: يَا خَاتَمَ النُّبَآءِ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا انکار وارد نہیں ہوا۔ (جبکہ نُبَاءٌ نَبِيٌّ کی جمع نہیں، بلکہ نَبِیْءٌ بالہمزہ کی جمع ہے)

اس سے کچھ پہلے بھی امام زبیدی اس روایت کے بارے میں فرما چکے ہیں کہ

(۳۸) اس حدیث کے رواۃ میں حسین جعفی ہے جو شیخین کی شرط پر نہیں۔

وَلِهٰذَا اَضْعَفَهٗ جَمَاعَةٌ مِنْ قُرَّاءٍ وَالْمُحَدِّثِيْنَ وَلَهٗ طَرِيْقٌ اٰخَرُ مُنْقَطِعٌ" (انتہی)

(یعنی اسی لئے قراء و محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعف قرار دیا ہے۔ اس حدیث کا ایک دوسرا طریقہ

بھی ہے جو منقطع ہے۔ (تاج العروس جلد ۱، صہ۱۲۳)

رہا یہ امر کہ امام حاکم نے اس کو صحیح علیٰ شرط الشیخین کہا، تو یہ امام حاکم کا تساہل ہے۔

(۲۹) امام نووی تقریب میں فرماتے ہیں۔

"وَاعْتَنَى الْحَاكِمُ بِضَبْطِ الزَّائِدِ عَلَيْهِمَا وَهُوَ مُتَسَاهِلٌ"۔

یعنی امام حاکم نے مستدرک میں کوشش کی کہ وہ شرط شیخین پر زائد حدیثیں ضبط کریں اور وہ حدیث کی تصحیح میں متساہل ہیں

(۳۰) امام سیوطی نے اس کے تحت تدریب میں فرمایا۔

"قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ وَإِنَّمَا وَقَعَ لِلْحَاكِمِ التَّسَاهُلُ لِأَنَّهُ سَوَّدَ الْكِتَابَ لِيُنَقِّحَهُ فَأَعْجَلَتْهُ الْمَنِيَّةُ اھ"۔

یعنی شیخ الاسلام (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے کہا کہ حاکم کے تساہل کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب مستدرک کا مسودہ تیار کیا تاکہ اس کی تنقیح کریں، لیکن اس سے پہلے ہی ان کی موت واقع ہوگئی۔ (تدریب مع التقریب صہ۵۲)

معاند نے ان تمام عبارات و تصریحاتِ علماء کو نظر انداز کرکے اپنی جہالت اور خیانت کا مظاہرہ کیا "وَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكَى"

بالفرض حدیثِ اعرابی کو تسلیم بھی کرلیا جائے، تب بھی وہ معاند کا سہارا نہیں بنتی۔ اس لئے کہ ہم علماء کی عبارات نقل کرکے بار بار تنبیہ کرچکے ہیں کہ اعرابی کے یَا نَبِیْءَ اللّٰہ ہمزہ کے ساتھ کہنے پر اس لئے حضور نے انکار نہیں فرمایا کہ اس نے مخبر عن اللہ کے معنیٰ مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ نبی اللہ کہا تھا، بلکہ صرف اس بناء پر حضور نے انکار فرمایا۔ کہ اس نے یَا خَارِجُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ کے معنیٰ مراد لے کر حضور کو ہمزہ کے ساتھ یا نبی اللہ کہا تھا۔

بعض علماء نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ لفظ نبیء بالہمزہ لغتِ قریش سے نہ تھا۔

(۳۱) یہ محض توہم ہے۔ امام زبیدی تاج العروس میں فرماتے ہیں۔

"وَالَّذِيْ صَرَّحَ بِهِ الْجَوْهَرِيُّ وَالصَّاغَانِيُّ بِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنْكَرَهُ لِأَنَّهُ أَرَادَ يَا مَنْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَا لِكَوْنِهِ لَمْ يَكُنْ مِنْ لُغَتِهِ كَمَا تَوَهَّمُوْا وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ تَعَالَى لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا فَإِنَّهُمْ إِنَّمَا نُهُوْا عَنْ ذَالِكَ لِأَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا يَقْصِدُوْنَ اِسْتِعْمَالَهُ مِنَ الرُّعُوْنَةِ لَا مِنَ الرِّعَايَةِ قَالَهُ شَيْخُنَا اھ"

(یعنی حدیثِ اعرابی میں ہمزہ کے ساتھ نبی اللہ کہنے پر حضور کا انکار جوہری اور صاغانی کی تصریح کے مطابق صرف اس لئے تھا کہ اعرابی نے یَا مَنْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ مراد لے کر صرف "خَارِجٌ" کے معنیٰ میں حضور کو نبیءَ اللہ کہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا انکار اس بناء پر نہ تھا کہ نبی بالہمزہ حضور کی لغت میں نہیں تھا۔ جیساکہ لوگوں نے وہم کیا۔ اس تصریح کی تائید اللہ تعالیٰ کے قول لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا سے ہوتی ہے، کیونکہ رَاعِنَا کہنے کی نہی صرف اس وجہ سے تھی کہ یہود رعایت کی بجائے رعونت سے مشتق کر کے حضور کو رَاعِنَا کہتے تھے۔ یہ بات ہمارے شیخ نے فرمائی اھ) (تاج العروس ج ۱ صہ۱۳۲)

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ اگر حدیثِ اعرابی کو تسلیم بھی کرلیا جائے۔ تب بھی وہ معاند کا سہارا نہیں بنتی، کیونکہ جس معنیٰ پر حضور نے انکار فرمایا۔ ان معنیٰ میں لفظ نبی قرآن و حدیث میں مستعمل نہیں ہوا۔ آخر میں معاند کا یہ کہنا کہ جوہری نے اپنی صحاح میں نبی کو فعیل بمعنی مفعول نہ کہ بمعنیٰ فاعل فرماکر ہماری تائید فرمائی، عجیب مضحکہ خیز ہے۔

جب اس لفظ نبیء کو غیر جید غیر فصیح اور لغتِ ردی کہہ کر اسے ساقط کردیا۔ تو آپ جوہری کی عبارت سے اسے کیا فائدہ پہنچا جوہری نے فعیل بمعنیٰ مفعول ضرور کہا، لیکن بمعنیٰ فاعل کی نفی نہیں کی اور دیگر ائمہ لغت کی تصریحات ہم اس سے پہلے نقل کرچکے ہیں۔ کہ

انہوں نے بمعنیٰ فاعل بھی کہا جو معاند کے مسلک کی نفی صریح ہے۔

اس کے بعد ہم معاند کی ایک اور جہالت وخیانت کا پردہ بھی چاک کر دینا چاہیئے ہیں جس کا مظاہرہ اس نے ہمزہ کے ساتھ لفظ نبی کی نفی کی تائید میں کیا ہے کہتا ہے کہ قرآن مجید میں نبی بلا ہمزہ آیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بھی نبی بلا ہمزہ فرمایا۔ حدیث کی بحث تو ابھی تفصیل کے ساتھ قارئین کے سامنے آچکی ہے۔ رہا یہ امر کہ صحائف قرآنیہ میں نبی بلا ہمزہ آیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں صرف مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ آیا ہے مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ نہیں آیا۔ اسی طرح خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آیا ہے خَاتِمِ النَّبِيّٖنَ نہیں آیا، لیکن جب یہ ثابت ہوگیا کہ مَالِكِ اور مَلِكِ دونوں قرآتیں متواتر ہیں، نیز خَاتَم اور خَاتِم بھی ہر دو متواتر قرآتیں ہیں، تو اس کے بعد محض اس بنا پر کہ صحائفِ قرآنیہ میں صرف ایک قرآۃ لکھی ہے۔ دوسری متواتر قرآۃ کا انکار کسی اہل علم بلکہ عام مسلمان کے نزدیک بھی جہالت کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ نبی بالہمزہ اور بلا ہمزہ دونوں قرآتیں ہیں، ایسی صورت میں معاند کا لفظ نبی بلا ہمزہ کا انکار جہالت وخیانت نہیں تو کیا ہے۔

ہمارے اپنے مسلک کی تائید کے لئے اختصار کے ساتھ دلائل کا پیش کر دینا بھی کافی تھا، لیکن ائمہ مفسرین ومحدثین علماء لغت قرآن وحدیث ومتکلمین اور ائمہ لغت عرب کی ان تفصیل عبارات کو محض اس لئے نقل کیا گیا کہ معاند کی خیانت واضح ہو کر قارئین کے سامنے آجائے۔

ہماری منقولہ عبارات کو پڑھنے کے بعد قارئین کرام پر یہ حقیقت واضح ہوگئی ہوگی کہ ہر جگہ ہماری تائیدی عبارات پہلے مذکور ہیں جنہیں معاند نے از روئے خیانت نقل ہی نہیں کیا، صرف قولِ مؤخر کو اپنی تائید میں سمجھ کر نقل کر دیا جو فی الواقع اس کے مفید مطلب نہیں جیسا کہ ہم تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں۔

معاند نے اپنی ساری قوت اس غلط نظریہ کو ثابت کرنے میں صرف کر دی کہ اصطلاحی نبی نبأ سے ماخوذ نہیں اور اصطلاحی نبی کے معنیٰ خبر دینے والا نہیں، بلکہ اس کے معنیٰ صرف رفیع المنزلۃ ہیں۔

ہم نے دلائل کی روشنی میں ثابت کر دیا کہ لفظ "نبی" کے اصطلاحی معنیٰ مبعوث من اللہ ہو۔ مُخْبَرْ یا مُخْبِرْ عن اللّٰه" ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف سے خبر پانے والا یا خبر دینے والا۔ اور اس کا رفیع المنزلۃ ہونا اسی امر پر مبنی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر خبر پانا یا خبر دینا صرف نبی کی شان ہے، غیر نبی کا یہ مرتبہ نہیں۔ اسی لئے علماء نے لفظ نبی کے اصطلاحی معنیٰ خبر پانے یا خبر دینے والا تحریر کئے ہیں۔ جیسا کہ ہم تفصیلی عبارات ابھی نقل کر چکے ہیں۔

خلاصۃ الکلام کے طور پر ناظرین کرام معاند کے تینوں دعاوی ذہن نشین فرمالیں؛

(۱) ایک یہ کہ نبی۔ نبأ بمعنیٰ اخبر سے مشتق نہیں اور اس کے معنیٰ "خبر دینے والا" ہرگز نہیں بلکہ وہ نبوۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ میں "بلندی"، لہٰذا نبی کے معنیٰ ہیں بلند مرتبہ۔

(۲) یہ کہ لفظ "نبی" ہمزہ کے ساتھ قرآن مجید میں نہیں آیا۔

(۳) یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہمزہ کے ساتھ "نبیٔ اللہ" کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ہمزہ کے ساتھ "نبیٔ اللہ" نہیں، بلکہ ہمزہ کے بغیر "نبی اللہ" ہوں۔ ہم نے اس کے تینوں دعووں کو دلائل کے ساتھ رد کر دیا۔ اور ثابت کر دیا۔

(۱) یہ کہ لفظ "نبوۃ" خود "انباءٌ" سے ماخوذ ہے اور لفظ "نبی" کا ماخذ "نباءٌ" ہے اور نبی کے معنیٰ ہیں خبر دیا ہوا، اور "خبر دینے والا" اور اس کے بلند مرتبہ ہونا اسی لئے ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مُخْبَرْ اور مُخْبِرْ ہوتا ہے۔

۱۲:- اور ہم نے اچھی طرح واضح کردیا کہ قرآن مجید کی قرأتِ متواترہ میں ہمزہ کے ساتھ نبیٔ وارد ہے۔
۱۳:- ہم نے اس حقیقت کو بھی بے نقاب کردیا کہ اعرابی والی وہ روایت قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

اس کے بعد ہم وہابیوں، دیوبندیوں کے مقتدا اور امام ابن تیمیہ کی وہ عبارات نقل کرتے ہیں، جنہوں نے معاند کے ان دعوؤں کو ھباءً منثوراً کرکے رکھ دیا اور معاند کے لئے ذلت وخواری کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔ ملاحظہ فرمایئے۔ معاند کے امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

(۱) والنبوۃ مشتقۃ من الانباء والنبی فعیل وفعیل قد یکون بمعنی فاعل ای مُنبِئٌ و بمعنی مفعول ای مُنبَئٌ وھما ھنا متلازمان (کتاب النبوات، طبع بیروت ص۳۳۳)

اور "نُبُوَّۃ" "اِنباء" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خبر دینا اور "نبی" فعیل کے وزن پر ہے اور فعیل کبھی اسم فاعل کے معنیٰ میں آتا ہے، یعنی خبر دینے والا اور کبھی اسم مفعول کے معنیٰ میں یعنی خبر دیا ہوا" اور یہاں یہ دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ یعنی خبر دینے والا ہونے کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے خبر دیا ہوا ہو۔

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

(۲) "وَھو مِن النبَّاءِ واصلہ الھمزۃ وقد قرئ بہ وھی قراءۃ نافع یقراء النبیٔ لکن لکثیرۃ استعمالہ لینت ھمزۃ کما فعل مثل ذٰلک فی الذریۃ وفی البریۃ قیل ھو من النبوۃ وھو العلو فمعنی النبی المعلّٰی الرفیع المنزلۃ والتحقیق ان ھٰذا المعنیٰ داخل فی الاول فمن انباءہ اللہ وجعلہ منباءً عنہ فلا یکون الا رفیع القدر علیاً"۔ (کتاب النبواۃ ص۳۳۶)

"نبی" "نبأ" سے ماخوذ ہے، اس کی اصل ہمزہ کے ساتھ ہے اور ہمزہ کے ساتھ اسے پڑھا گیا ہے اور وہ نافع کی قرأۃ ہے جو اسے ہمزہ کے ساتھ نبیٔ پڑھتے ہیں، لیکن کثرتِ استعمال کی وجہ سے اس کے ہمزہ کو لین کے ساتھ یعنی "نبیٔ" کی بجائے "نبی" پڑھا گیا جیسے ذُرِّیَّۃ اور بَرِیَّہ کہ دونوں ہمزہ کی بجائے یا کے ساتھ پڑھے گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ لفظ نبی نبوۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ ہیں "بلندی" ایسی صورت میں نبی کے معنیٰ ہیں "اونچا اور بلند رتبہ"۔

"اور تحقیق یہ ہے کہ یہ معنیٰ پہلے معنیٰ میں داخل ہیں، کیونکہ جسے اللہ تعالےٰ نے خبر دی اور اسے اپنی طرف سے خبر دینے والا بنایا۔ وہ وہی ہوتا ہے جو بلند رتبہ اور اونچا ہو"۔ (کتاب النبوات، طبع بیروت ص۳۳۶)

(۳) پھر اعرابی کی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وَمَا روی عن النبی صلیَّ اللہ تعالےٰ علیہ والہ وسلمَ انہٗ قال انا نبیُّ اللہ ولست بنبی اللہ فمَا رأیت لہٗ اسناداً الا مسنداً وَلاَ مرسلا ولا رأیت فی شیئٍ مَن کتب الحدیث وَلا السیر المعروفۃ ومثل ھٰذا لا یعتمد علیہ"۔
(کتاب النبوات للامام ابن تیمیۃ طبع بیروت ص۳۳۶/ ۳۳۷)

اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ والہٖ وسلم سے جو یہ روایت کی گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ (میں ہمزہ کے ساتھ) نبیٔ اللہ نہیں، بلکہ (بغیر ہمزہ کے) نبی اللہ ہوں۔ میں نے اس کی کوئی اسناد نہیں دیکھی۔ نہ مسند اور نہ مرسل اور نہ میں نے کتبِ حدیث میں سے کسی کتاب میں یہ حدیث دیکھی اور نہ سیر معروفہ میں اس روایت کو میں نے دیکھا۔ اس جیسی روایت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

ناظرین کرام! یہی وہ ابن تیمیہ ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے: "کل حدیث لا یعرفہٗ ابن تیمیہ فھو لیس بحدیث"

یعنی جس حدیث کو ابنِ تیمیہ نہیں پہچانتے وہ حدیث نہیں آپ نے دیکھ لیا کہ معاند کے اسی امام ابن تیمیہ نے اس کے تینوں دعاوی کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں اور ان کا ابطال کر کے ہماری تصدیق و توثیق کر دی ۔ سچ ہے ۔" الحق یعلو ولا یعلیٰ فللہ الحجۃ البالغۃ "

اب اس بحث کے اختتام پر ہم معاند کے قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ۔

(۴۲) ایک فیصلہ کن عبارت پیش کر رہے ہیں ۔ آپ نے " تحذیر الناس " میں تحریر کیا ۔

" جیسے نبی کو نبی اس لئے کہتے ہیں کہ خبر دار کہنے والا ہوتا ہے ۔ صدیق کو صدیق اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی عقل بجز قول صادق قبول نہیں کرتی ۔ اھ" (تحذیر الناس، مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند ص۵-۶)

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

تحذیر الناس کی اس عبارت کے بعد بھی معاند کا یہ کہنا کہ " اصطلاحی نبی کے معنیٰ خبر دینے والا نہیں ، بلکہ اس کے معنیٰ رفیع المنزلۃ ہیں " اپنے قاسم العلوم والخیرات کی تکذیب نہیں تو کیا ہے ۔ الحمد للہ باقی مدرسہ دیوبند نے اس کا سب کیا دھرا خاک میں ملا کر رکھ دیا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

۲۴ ، رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ ............ ۱۴ ، جون ۱۹۸۵ء

# خواجہ غریب نواز اجمیری کی شان میں گستاخی

مولانا توصیف رضا خاں
بریلی شریف

سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی اجمیر شریف میں خواجہ غریب کا مہتمم بالشان عرس شریف کی تقاریب منعقد ہو رہی ہیں۔ آج ۶، رجب المرجب ۱۴۱۰ھ خواجہ غریب نواز کے قل شریف میں لاکھوں عقیدت مند حضرات نے شرکت کی جو دور دراز سفر کی صعوبتیں طے کر کے آئے ہوئے تھے۔ خواجہ غریب نواز کے کروڑوں عقیدت مند ہندوستان میں نہیں دنیا کے گوشہ گوشہ پر مذہب و ملت کے لوگ پھیلے ہوئے ہیں۔

لوگوں کے دلوں میں خواجہ غریب نواز کے لئے جذبات کا یہ طوفان اس لئے ٹھاٹھیں مارتا ہے کہ ان کا کردار ان کی جود و عطا ان کی کرامت ان کی بزرگی لوگوں کے لئے رہ نمائی کا سرچشمہ ہے اور لوگ ان کی شخصیت سے بے پناہ فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ خواجہ غریب نواز کی درگاہ ہندو مسلم اتحاد کا سرچشمہ ہے ہندوستان میں ایک ایسا واحد مرکز ہے جس کو ہندو مسلم دونوں اعتقاد اور محبت کے ساتھ مانتے ہیں اور خواجہ غریب نواز ہندو مسلم دونوں پر کرم فرماتے ہیں۔

اس برعکس دہلی سے شائع ہونے والا پندرہ روزہ پبلک ایشار ۱۶، سے ۳۱، جنوری ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں ہندی اور انگلش دونوں زبانوں میں شائع ہوتا۔ خواجہ غریب نواز کی شان میں بے باکانہ گستاخی اور لغو باتیں شائع کی ہیں جن کا کوئی سر پیر نہیں ہے۔ اس پندرہ روز جریدہ نے ہندی انگلش دونوں زبانوں میں خواجہ غریب نواز کے مزار شریف کو شیو کے لنگ کی جگہ پر بتایا ہے نیز عیاش و فحش حرکات کرنے والا بتایا ہے۔ انکی روحانی تصرفات کو تنتر منترا ور جادوگرے تشبیہ دی ہے۔ اور ہندو مسلم اتحاد کو تار تار کرنے والا بتایا ہے۔ اس گستاخ جریدے کی عبارت پڑھ کر خواجہ غریب نواز کے عقیدت مندوں میں کافی غم و غصہ کا اظہار پایا جاتا۔

میں نے خواجہ غریب نواز کے عرس میں آئے ہوئے علماء مشائخ وذی شعور حضرت سے جو قوم ملت کا درد اپنے سینے میں رکھتے ہیں فرداً فرداً ملاقات کی اور ان حضرات کے مشورہ جات اور اتفاق سے چند تجاویز مرتب کی میں جن کو میں ان حضرات کی اجازت سے آل انڈیا سُنّی جمیعۃ العلوام کے پلیٹ فارم سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

## تجاویز!

پندرہ روہ پبلک ایشا کے ہندی انگلش دونوں ڈیکلریشن ضبط کئے جائیں۔

اس کے ایڈیٹر پرنٹر پبلشر انل کما، شرما کو فوراً گرفتار کیا جائے۔

گستاخ خریدہ کے چھاپنے والے پریس رتنا آفسیٹ پریس واقع اوکھلا انڈسٹریل ایریا اوکھلا نئی دہلی میں فوراً تالہ لگایا جائے۔

ہندوستان کا ہر فرد اپنے غم و غصہ کا پرامن اظہار اس طرح کرے کہ ہندوستان کے PM اور وزیر داخلہ کو تار بھیجیں۔ "لیفٹینینٹ گورنر دھلی" جس میں یہ تینوں تجاویز ہوں

## نعت مبارکہ

جناب حلیم حاذق (ھوڑہ)

شعور جاگ اٹھا فکر و آگہی اتری
رسول پاک کے صدقہ میں زندگی اتری
خیال آیا تھا ماہ عرب کے جلوؤں کا
تمام رات مرے گھر میں چاندنی اتری
وہ شہر علم بھی، امی بھی، درس حدت بھی
اسی کے نام پہ معراج آگہی اتری
نمود صبح ہوئی نور کے جزیرے سے
سیاہ غاروں میں رحمت روشنی اتری
ہر ایک سمت تھے باطل خداؤں کے سجدے
وہ ایک دو جہاں وحدت کی بندگی اتری

## ایڈیٹر کی ڈاک

بخدمت
حضرت فاضل جلیل عالم باعمل مولانا عبدالنعیم عزیزی صاحب قبلہ
دامت برکاتہم النورانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جہاں سنی دنیا مرکز سنت شہر بریلی شہر محبت کا ترجمان ہے وہیں کروڑوں سینوں کی دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے آپ کا اداریہ بغور مطالعہ کر رہا تھا تو بخوبی احساس ہوا کہ جو آپ پر گذرتی رہی ہے ـــــــــــ

قلم و کاغذ اس کی عکاسی آپ کے کر دی ہے یہ ہماری ملت بے حسی ہے ہماری جماعت غیر اہم کاموں پر زیادہ اور اہم اور نہایت مفید کاموں پر بہت کم دھیان دے رہی ہے مثلاً علمائے اہل سنت کے لٹریچر کی اشاعت اور تصنیفات امام احمد رضا کی اشاعت کا کام مسلمانوں کا دل اور دماغ دونوں ہزار قسم کی خرابیوں کا آماجگاہ بنتے چکا ہے لنگر چادر گاگر کیچڑا نانت خطائی جلسے جلوس تقاریر پر لاکھوں خرچ کرنے والی قوم دس بیس روپیہ کے دینی کتابوں سے بھی گریز کرنے لگی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ تعلیم و دینی رجحان کی کمی۔

مگر آپ کیا مجاہد شخص کا ہے عوام پذیرائی کرے یا نہ کرے آپ اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہیں یہ جمود و تعطل ٹوٹ کر رہے گا اور انشاء اللہ اشاعتی تحریک کی بھرپور پذیرائی ہوگی وقت لگے گا انشاء اللہ تعالیٰ ایک ٹوٹی پھوٹی تحریر حاضر ہے اصلاح کر کے شائع کر دیں تو عنایت ہوگی۔

احمد حسین قادری

# احتجاج

حضرت مولانا توصیف رضا خاں بریلی شریف

اس وقت جبکہ پورا ملک نازک صورت حال سے گزر رہا ہے اور امن وامان کا شیرازہ منتشر ہونے والا ہے۔

کشمیر کے سلسلہ کو لے کر ہند پاک کشیدگی میں اضافہ ہو رہا ہے اور بابری مسجد رام جنم مندر کے تنازعہ کو لے کر وشو ہندو پرشید ملک میں فرقہ وارانہ آگ بھڑکانے کی کوششیں کرا رہی ہے اور قومی یکجہتی و فرقہ وارانہ رواداری کا جنازہ نکالنے پر لگی ہوئی ہے ایسے نازک دور میں کوئی معمولی سی اشتعال انگیزی بھی آگ میں گھی کا کام کرے گی اور ہندو مسلم کشیدگی کو فروغ دیگی۔ ان حالات سے پورا ملک واقف ہے مگر ایک ہندی رسالہ جان بوجھکر اشتعال انگیزی پھیلا رہا ہے اور ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی میں اضافہ کا سبب بن رہا ہے یہ رسالہ دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ اس کا پندرہ روزہ سلیک ایشار ہے۔ اس نے اپنے ۱۶ ،۳۱ جنوری ۹۰ء کے شمارے میں ایسی رپورٹ قلمبند کی ہے جو ہندو مسلم اتحاد کو پارہ پارہ کر دینے کے لئے کافی ہے۔

اس وقت جبکہ ہندو مسلم اتحاد کی علامت خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ پر لاکھوں ہندو اور مسلمان حاضری دے رہے ہیں اور لاکھوں عقیدت مندان خواجہ اپنی مرادیں مانگ رہے ہیں پبلک ایشیا رنے اس ہندو مسلم اتحاد و یکجہتی کی علامت پر فرقہ پرست ہونے کا ناجائز اور بے بنیاد الزام عائد کیا ہے۔ رسالہ کی ایڈیٹر پر تماچتر ویدی نے اپنے مضمون میں خواجہ معین الدین چشتی پر ایسی گھٹیا اور چھچھوری شکل میں توہین آمیز الزامات عائد کئے ہیں کہ پورے ملک کے عقیدت مندان خواجہ کے دلوں کو زبردست ٹھیس پہنچی ہے اور ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ پر تماچتر ویدی نے ان کو ایک حملہ آور جادوگر کہا ہے اور لکھا ہے کہ وہ جادو اور تنتر منتر (عملیات) کے زور پر لوگوں کو اپنے قابو میں کر لیتے تھے زبردستی ہندوؤں کو مسلمان بنائے تھے۔ اور مندروں کو مسمار کر کے مسجدیں تعمیر کرواتے تھے۔

اس مضمون میں انتہائی بیہودانہ اور گستاخانہ انداز اختیار کر کے خواجہ غریب نواز کی شان میں گالیاں بکی گئی ہیں اور انتہائی بھونڈے انداز میں بہتان تراشی کی گئی ہے۔ مضمون میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ جو بھی ہندو اسلام قبول نہیں کرتا اس کی لڑکیوں کو زبردستی اٹھوا کر جبراً مسلمان بناتے تھے۔ جبکہ یہ حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ ان کو جادوگر اور تنتر منتر کا علم جاننے والا کہا گیا ہے جبکہ خواجہ معین الدین چشتی کی وہ کرامتیں تھیں جو آج بھی زبان زد عام ہیں ان کی کرامتوں اور ان کی بزرگی کو دیکھ کر لوگ اسلام قبول کر لیتے تھے اور ان کے مرید بن جاتے تھے۔

مضمون میں آگے لکھا گیا ہے کہ اس وقت جہاں ان کی قبر شریف ہے وہاں پہلے شیو لنگ ہے۔ خواجہ غریب نواز نے زبردستی شنی دیو کے مندر پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ یہ سراسر بکواس ہے اور حقائق کو جھٹلانے کی کوشش ہے۔ نہ تو انہوں نے کسی مندر

پر قبضہ کیا اور نہ ہی کسی کو جبراً مسلمان بنایا کیونکہ ایسا اسلام میں جائز نہیں ہے اور ایک بزرگ شخصیت نیک طینت اور پاک بازوں سے ایسی توقعات رکھنا ان کی شان میں گستاخی ہے۔

اس مضمون میں اسی انداز میں مسلمانوں کے خلاف پروپگنڈہ کیا گیا ہے جس انداز میں وشوہندو پرشد کرتی ہے لکھا گیا ہے کہ آج بھی وہاں بھگوان مہادیو کی مورت قید ہے۔ یہ بالکل وشوہندو پرشد کے اس پروپگنڈے کی طرح ہے جیسا کہ ان لوگوں نے یہ کہہ کر ہندؤں کے جذبات مشتعل کیا تھا کہ بھگوان رام کو مسلمانوں نے سلاخوں میں قید کر دیا ہے۔

یہ مضمون اس وقت منظر عام پر آیا جب اجمیر شریف میں ہر سال کی اس سال بھی عرس پاک ہو رہا تھا اور لاکھوں عقیدت مند وہاں حاضری دے رہے تھے اس مضمون کی اشاعت سے ان عقیدت مندوں کو نہ صرف زبردست دھچکہ لگا ہے بلکہ ان میں غم و غصہ پھیل گیا ہے۔ سیکڑوں لوگوں سے ملاقات کر کے میں نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کی تو میں نے یہی دیکھا کہ خواجہ کے مریدوں اور عقیدت مندوں میں اس سے بڑی بے چینی پھیل گئی ہے لوگوں نے اس رسالہ کے خلاف اپنے غم و غصہ کا اظہار کر کے اس کی مذمت کی ہے۔

یہ مضمون اس وقت جبکہ ملک نازک دور سے گذر رہا ہے۔ یقیناً ہندو مسلم اتحاد کو پارہ پارہ کر دینے والا ہے۔ اور اتحاد و یکجہتی کا جنازہ نکال دینے والا ہے۔ ہم ملک کے لاکھوں عقیدت مندان خواجہ اور سنی جمیعۃ العوام کی جانب سے مرکزی حکومت وزیر اعظم۔ وزیر داخلہ اور دہلی کے لیفٹیننٹ گورنر جناب ارجن سنگھ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پندرہ روزہ پبلک ایشیاء کے ہندی اور انگریزی دونوں کا ڈکلریشن ضبط کیا جائے جس شمارے میں یہ فتنہ پرور مضمون شائع ہوا ہے اس کی تمام کاپیاں ضبط کر لی جائیں اس کے پرنٹر اور پبلشر مسٹر انیل کمار شرما کو فوراً گرفتار کیا جائے اور اس کی ایڈیٹر پرتما چترویدی کو بھی گرفتار کر کے ان پر ہتک عزت کا مقدمہ چلایا جائے۔

گستاخ جریدہ کو چھاپنے والے پریس۔ رتنا آفسیٹ پریس واقع اوکھلا انڈسٹریل انڈیا اوکھلا نئی دہلی میں تالا لگا دیا جائے۔

اگر حکومت نے اور لیفٹیننٹ گورنر نے ہمارے مطالبات کو تسلیم نہیں کیا تو ہم لاکھوں ہندوؤں اور مسلمانوں کو لے کر گورنر کی رہائش گاہ کے سامنے اور اس رسالہ کے آفس کے سامنے مظاہرہ کرینگے اور جیل بھریں گے۔

ہم ہندوستان کے عوام سے گذارش کرتے ہیں کہ اپنے غم و غصہ کا اظہار کرنے کے لئے وزیر اعظم وزیر داخلہ اور لیفٹیننٹ گورنر کے پاس ٹیلی گرام کریں اور ایڈیٹر پرنٹر پبلشر کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کریں۔ ٭

# جلسہ دستار فضیلت

## علماء ۔ حفاظ ۔ قراء

## مرکزی دار العلوم اہلسنت اشاعت الاسلام جامع مسجد جھریا دھنباد ۔ (بہار)

مورخہ ۱۱ر مارچ سنہ ۱۹۹۰ء بروز اتوار جلسہ دستار فضیلت ہر سال کی طرح اس سال بھی ہونے جا رہا ہے۔ جس میں ۱۵ر علماء، ۱۰ر حفاظ، ۷ر قراء کی دستار ہوگی۔ حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب اعظمی شیخ الحدیث اشرفیہ مبارکپور و حضرت علامہ مولانا سید رضوان الہدیٰ صاحب قادری پنڈ شریف و حضرت مولانا محمد جمال خاں قادری مہتمم نوادہ و شہزادہ اسلام قادری محمد اسرائیل صاحب اشرفیفی و جناب ابوالحسن قریشی نوری کلکتہ و دیگر علماء و شعراء تشریف لائیں گے۔

الداعی

محمد سلطان رضوی

دار العلوم اہل سنت جامع مسجد

جھریا ۔ دھنباد

(بہار)

# آزادی یا غلامی

علامہ بدر القادری، ہالینڈ

نئی نسل، اور تہذیب حاضر کی علامت، ایک نوعمر لڑکی اسکول کے ماحول سے ہی شرم وحیا عفت پاکدامنی کے باغی عناصر میں پل رہی ہے، گھر باہر، اخبارات و رسائل، ریڈیو ٹیلی ویژن، ہر طرف ایک تشنگی، ایک بھوک کا سماں دیکھ رہی ہے۔ نفسانیت کی بھوک، جنسی تشنگی کے الاؤ ہر طرف دہک رہے ہیں۔ ہر نگاہ ہر پیکر جھلس رہا ہے۔ جنسی میل ملاپ، کورس میں داخل ہے۔ نتیجتاً وقت سے پیشتر نابالغ کو بلوغ کو اور عصمت مآب کو، آبرو باختگی کا شکار ہونا پڑ رہا ہے۔

عورت آج بھی غلامی میں ہے اور آج کی غلامی ساتویں اور آٹھویں صدی کی غلامی سے زیادہ مہلک اور خطرناک ہے۔ اس دور کی ہر لڑکی اور ہر عورت اپنی تنگ زندگی میں بھی اپنی آغوش سے انسانی نسل کی خدمت کا جذبہ رکھتی تھی۔

اس کی گود معمار مستقبل کے لیے فراخ تھی۔ آج کی خاتون نفس وجنس کی جس غلامی سے دوچار ہے اس میں وہ اس درجہ محدود اور محصور ہو کر رہ گئی ہے کہ نئی پود کی تربیت نگہداشت کا عظیم مقصد بھول کر وہ اپنے لیے ہوائی جہاز کی ایئر ہوسٹس بحری جہاز کی خادمہ ہوٹلوں اور ریستورانوں میں مردوں کی تسکین نظر اور آسائش کا ذریعہ، دوکانوں اور آفسوں میں، سامان اور اشیاء تجارت سے پہلے صرف اپنا نمونۂ تبسم پیش کرنے کے لیے بٹھائی جاتی ہے۔

اخلاق باختہ ممالک میں ازدواجی زندگی ایک فرسودہ خیال سمجھا جانے لگا ہے۔ اس آزادروی پر کیا اس معاشرہ کی عورت خوش ہے؟ اسے سکون نصیب ہے؟

یہ سوال آپ کسی ایسی عورت سے کریں جس کی جوانی ڈھل چکی ہو اس تہذیب کے اصولوں کی رو سے اسے اب اوپر مندرجہ مقامات میں سے کہیں کوئی جگہ نہیں۔ کیونکہ وہ تمام سیٹیں، عورت کو عزت و وقار کی کرسی پر بٹھانے کی نیت سے نہیں ہیں بلکہ عورت کے حسن و شباب کی نمائش گاہ ہیں۔

اسلام عورت کو عفت و پاکدامنی کے ساتھ رکھ کر ازدواجی زندگی کی فطری راہ پر لگاتا ہے۔ وہ بچپن سے دوشیزگی تک اور اس وقت سے ضعیفی تک ایک باوقار منصب ومقام عطا فرماتا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں ماں باپ بچیوں کو خداشناسی کی تعلیم و تربیت دینا اور سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد

عقد مسنون کرنے کو اپنے لیے سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ اور ایسوں کے لیے خدا کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں اپنے ساتھ ہونے کی بشارت دی ہے۔

ازدواجی زندگی میں داخل ہونے کے بعد نکاح کا خدائی بندھن کتنا مبارک ہے جہاں زوجین کی باہمی محبت کو آیتٌ من آیت اللہ فرمایا گیا ہے۔ شوہر اور نسل انسانی کی خدمات کے صلہ میں عورت کو آخرت کے مدارج علیا کی خوشخبری موجود ہے۔ یہاں تک کہ مومنہ خاتون اگر بچے کی ولادت کے تکالیف کے سبب انتقال کر جائے تو وہ درجۂ شہادت حاصل کر لیتی ہے۔ اس فطری نظام زندگی کے احسن ثمرات اسی دنیا میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور ایسی خواتین کے بطن سے عالم ظاہر میں آنے والی اولادیں اپنی ماں کی خدمت ذریعۂ حصول جنت سمجھ کر کرتی ہیں اس لیے کہ ان کی نگاہ میں یہ فرمان بابرکت موجود ہے۔

الجنة تحت اقدام امھاتکم

جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

تہذیب نوجواب دے کہ سکون واطمینان عورت کو کسی ماحول میں نصیب ہے الغرض اور جنسی فریب کاری کے ماحول میں یا اسلامی نظام حیات کی بخشی ہوئی خاندانی مبارک بندشوں میں۔ "

آزادروی میں فکر و غم و افسوس کے آگے کچھ بھی نہیں
پابندیٔ حق میں تلخی ہے تکلیف ہے پھر آرام بھی ہے

# احمد رضا کی ہستی

**نسیم بستوی**

وہ رہبرِ شریعت — وہ مشعلِ طریقت
آئینۂ حقیقت — تصویر علم و حکمت
آوازِ حق پرستی
احمد رضا کی ہستی

لب پر حدیث و قرآں — سینے میں نورِ ایماں
دریائے علم و عرفاں — اسلام کا نگہباں
وہ پیشوا ہمارا
فکر و نظر کا تارا

عشق و وفا کا پیکر — مدحت نگار سرور
ہر دم رواں زباں پر — نعتِ حبیبِ داور
سرکار کا ثنا خواں
محبوبِ حق پہ قرباں

مشہور ذات اس کی — مقبول بات اس کی
روشن حیات اس کی — دن اس کا رات اس کی
اسلاف کی نشانی
مسلک کی زندگانی

اسلام کا پیامی — اہلسنن کا حامی
عشق و ادب میں جامی — وہ نامی و گرامی
پیغام اعلحضرت
تعمیر اہل سنت

# رمضان شریف اور ضرورت مسائل

ادارہ

رمضان شریف بڑا بر برکتوں والا مہینہ ہے جب رمضان آتا ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے جو اس کی بھلائی سے محروم رہا۔ وہ بیشک محروم ہے۔ جنت کے دروازے ریان سے وہی لوگ داخل ہوں گے روزے رکھتے ہیں روزہ ڈھال ہے اور دوزخ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے۔ رمضان کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْخَيْرِ وَالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى ٥

## روزہ اور اسکا وقت

صبح صادق سے غروب آفتاب تک قصدًا کھانے، پینے اور جماع سے باز رہنا روزہ ہے۔ عورت کے لئے حیض و نفاس سے پاک ہونا بھی اس کے روزہ کے لئے شرط۔ ان حالتوں میں قضا کرنا ہوگی۔ سفر شرعی، خوف ہلاک، نقصان عقل، اکراہِ شرعی اور ایسا بڑھاپا کہ روزہ رکھنے کی قدرت نہ ہو اور ایسا مرض کہ روزہ رکھنے سے بڑھ جائے۔ اور دیر سے اچھا ہونے کا ظن غالب ہو۔ ان حالتوں میں یہ رخصت ہے کہ روزہ نہ رکھے۔ پھر اگر قدرت ہو تو اس کی قضا بعد رمضان کرے یہی حکم اس حاملہ کا ہے جس کو اپنی جان یا حمل کے ضائع ہونے کا ظن غالب ہو اور ایسا بوڑھا جس کو روزہ رکھنے پر نہ اب قدرت ہے نہ آئندہ کبھی امید ہے وہ ہر روزہ کے بدلے فدیہ دے یعنی ہر روز دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلائے یا صدقۂ فطر کی مقدار اس کو اپنے فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی قدرت ہو جائے تو اس کا صدقہ فدیہ نفل ہو جائے گا۔ اور اس پر فرض ہوگا کہ وہ روزوں کی قضا رکھے۔

## سحری کھانا

مستحب و بابرکت ہے۔ سحری میں تاخیر مستحب ہے۔ مگر اتنی نہ ہو کہ صبح ہونے کا اندیشہ ہو جائے۔

## روزہ کی نیت

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذَا ٥

ترجمہ نیت کی میں نے آج کے دن اس رمضان کے فرض روزہ رکھنے کی اللہ تعالے کے واسطے۔

## مکروہات

بلا عذر کسی چیز کا چکھنا۔ چبانا۔ مکروہ ہے۔ اگر شوہر یا آقا بد مزاج ہو یا بچہ اتنا چھوٹا ہو کر چبا کر دیئے بغیر غذا نہیں کھا سکتا تو عورت نمک چکھ سکتی ہے اور غذا چبا کر بچے کو دے سکتی ہے۔ یہ مکروہ نہیں ہے۔ مگر حلق سے نیچے نہ اترے۔ عورت کا بوسہ لینا یا بدن چھونا مکروہ ہے۔ جب انزال ہونے یا جماع میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔ ہونٹ یا زبان چوسنا مطلقًا مکروہ ہے۔ مسواک کرنا سنت ہے۔ سرمہ لگانا، خوشبو سونگھنا سر یا بدن میں تیل لگانا مکروہ نہیں، بھول کر کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں،

جاتا۔

## افطار کی دعا

افطار کے وقت یہ دعا پڑھیں۔
اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ؕ

## تراویح

تراویح کا وقت عشا کے بعد سے طلوعِ سحر تک ہے اس کی ۲۰ رکعتیں ہر رات پڑھنا سنت مؤکدہ ہیں۔ مردوں کی جماعت سنت کفایہ ہے اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑتے ہیں تو گنہگار رہوں گے۔ اس میں ایک مرتبہ ختم قرآن سنت مؤکدہ ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد ۴ رکعت کی قدر بیٹھنا مستحب ہے اس حالت میں اختیار ہے کہ چپکا رہے یا کوئی ذکر کرے یا کوئی نماز پڑھے۔ یا یہ تسبیح پڑھے۔

سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ ؕ

## وتر

رمضان شریف میں وتر باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ اگر عشا تنہا پڑھے تو وتر بھی تنہا پڑھے اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی ہوں۔

## اعتکاف

مسجد میں اللہ تعالےٰ کے لئے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے بیسویں رمضان کے غروب آفتاب سے چاند ہونے تک اعتکاف میں رہنا چاہئیے یہ سنت کفایہ ہے۔ بغیر عذرِ شرعی معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے۔ ورنہ اعتکاف جاتا رہے گا۔

## شب قدر کے فضائل

نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا "شب قدر کو رمضان کے آخری دہے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ علما جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ شب قدر ماہ رمضان المبارک کی ۲۷ ویں رات ہے۔ اس رات عبادت کا ثواب ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ہے۔

شب قدر میں قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا۔ شب قدر غیر شب قدر کے ۳۰ ہزار دن اور تیس ہزار راتوں سے افضل ہے۔

## عبادت شب قدر

اس رات عبادت کے مختلف طریقے ہیں۔

عوام کی آسانی کے لئے چند نمازوں کے طریقے مندرج ہیں۔

۱:- دو رکعت نماز بہ نیت نفل ہر رکعت میں بعد الحمد شریف سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰا اور سورہ اخلاص بعدہٗ سلام ستر بار درود شریف پڑھے اور جائز دعا کرے ۲:- ۴ رکعت پڑھے بسورہ الحمد شریف کے بعد ہر رکعت میں تین بار سورہ انا انزلنا اور ۷ بار سورۂ اخلاص اس کی برکت سے اللہ عزوجل سکرات موت آسان کریگا اور عذاب قبر دور فرمائے گا۔

۳:- دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اِنَّآ اَنْزَلْنٰا ۷ مرتبہ اور سورۂ اخلاص ۷ مرتبہ بعد فراغت استغفار اور درود شریف۔ اس کی برکت سے نمازی اور اس کے والدین کو خدا بخش دیگا۔

۴:- قریب صبح صادق ۴ رکعت ایک سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰا ۳ مرتبہ سورۂ اخلاص ۵ مرتبہ۔ بعد ختم نماز سجدہ کرے اور سجدہ میں سبحان اللہ ۱۰۰ بار کہے۔ ہر جائز حاجت پوری ہو اور دعا قبول ہو۔

## زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ ارکان دین میں ایک رکن ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر خارج از اسلام ہوجاتا ہے۔ زکوٰۃ کے سلسلہ میں متعدد آیات اور احادیث موجود ہیں — زکوٰۃ مال کو بھی ستھرا بناتا ہے اور صاحب مال کو بھی۔ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے منکرین زکوٰۃ پر حکم جہاد دیا تھا اور ان سے قتال کیا تھا "خدا کی قسم میں اس سے جہاد کروں گا جو نماز و زکوٰۃ میں تفریق کریگا زکوٰۃ حق المال ہے۔ خدا کی قسم بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے۔ اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر ان سے جہاد کروں گا۔"

یہ فرمایا تھا اس وقت خلیفۂ اول رضی تعالےٰ عنہ نے جب منکرین زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرکے زکوٰۃ کی فرضیت اور اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ زکوٰۃ نکالنا ہر مسلمان پر فرض ہے جو صاحب نصاب ہو یعنی جس کے پاس ½۷ تولہ سونا یا ½۵۲ تولہ چاندی یا ان دونوں کے ملانے سے نصاب بن جائے۔ یا ان کی مالیت کے برابر رقم ہو۔ زکوٰۃ سید ہاشمی کو نہیں دیا جاسکتا اور نہ ان کو لینا حلال ہے اور نہ ان کو دینا حلال ہے۔ جو مستحق زکوٰۃ ہیں انہیں زکوٰۃ دیا جائے۔

## احکام عید الفطر

عید کے دن یہ امور مستحب ہیں حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، حسب استطاعت اچھے کپڑے پہننا، عیدگاہ جلد جانا، ایک راستہ سے جانا دوسرے سے آنا۔ نماز سے قبل صدقہ ادا کرنا طاق کھجوریں کھانا، (۱، ۳، ۵، وغیرہ) یا ان کے نہ ہونے پر کوئی میٹھی چیز کھانا، خوشی ظاہر کرنا، کثرت سے صدقہ دینا، آپس میں مبارک باد دینا بعد نماز گھر میں چار رکعت نماز نفل پڑھنا۔

## عید کی نماز کا وقت

سورج کے نکلنے کے ۲۰ منٹ بعد سے لیکر ضحوۂ کبریٰ تک ہے۔

## ترکیب نماز عید الفطر

نیت کی میں نے دو رکعت نماز واجب عید الفطر مع چھ تکبیروں کے واسطے اللہ تعالےٰ کے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، مقتدی یہ بھی کہے کہ پیچھے اس امام کے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر زیر ناف ہاتھ باندھے۔ اور ثناء پڑھ کر دو بار۔ تکبیر کہتا ہوا کانوں تک ہاتھ لے جائے اور چھوڑ دے۔ پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ اب امام قرأت کرے گا اور رکعت پوری کرے گا۔

دوسری رکعت میں پہلے امام قرأت کریگا۔ پھر تین بار کان تک ہاتھ لیجاکر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور نماز پوری کرے۔

نماز تمام کریں۔ نماز سے فارغ ہوکر امام دو خطبے پڑھے مقتدی خاموشی سے سنیں۔ سنت یہ ہے کہ خطیب پہلے خطبے کے شروع میں نو بار دوسرے کے شروع میں ۷ بار اور منبر سے اترنے کے پہلے ۱۴ بار اللہ اکبر کہے۔ خطبہ و دعا کے بعد عید ملیں مصافحہ و معانقہ کریں۔

## صدقۂ فطر

صدقۂ فطر مالک نصاب پر واجب ہے اپنے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے فی کس اس زمانہ کی تول سے ۲ کلو ۵۴ گرام جو صدقۂ فطر ادا کریں۔
یا اس رقم کو ادا کریں۔

## اعلانِ ملکیت

ماہنامہ "سُنی دنیا" سوداگران بریلی شریف

مدیر ________ عبدالنعیم عزیزی (علیگ)
قومیت ________ ہندوستانی
پتہ ________ ۸۲ سوداگران رضانگر، بریلی شریف
پبلشر ________ اختر رضا خاں ازہری
قومیت ________ ہندوستانی
پتہ ________ ۸۲ سوداگران، رضانگر بریلی شریف
پرنٹر ________ عبدالنعیم عزیزی
قومیت ________ ہندوستانی
پتہ ________ ۸۲ سوداگران رضانگر، بریلی شریف

مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و یقین کے مطابق صحیح ہیں

عبدالنعیم عزیزی

# قضائے عمری

## قضا نمازوں کے ادائیگی کی آسان ترکیب

مفتی محمد اشرف رضا قادری

ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت بالغ ہوتے ہی نماز پڑھنا فرض قطعی ہے۔ اگر کوئی شخص بالغ ہونے کے کئی سال بعد نمازی ہوا تو اس درمیان کی نمازیں جو قضا ہو چکی ہیں۔ اس کا ادا کرنا فرض ہے۔ مثلاً عبداللہ چودہ برس کی عمر میں بالغ ہوا اور جب اس کی عمر بیس سال کی ہوئی تو وہ نماز کا پابند ہوا تو اس کو چھ برس کی قضا نمازیں پڑھنی ہوں گی۔ جس مرد کو اپنے بالغ ہونے کی تاریخ وسال یاد نہ ہو تو وہ اپنے بلوغ کی مدت بارہ برس کی عمر سے قرار دے۔ کیونکہ فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ لڑکا بارہ برس کی عمر میں بالغ ہوتا ہے۔ اس حساب سے اپنی عمر سے بارہ برس وضع کر کے بقیہ سالوں کی قضا نمازیں ادا کرے۔ اور جس عورت کو اپنے بلوغ کی تاریخ وسال یاد نہ ہو وہ اپنے بلوغ کی مدت ۹ برس کی عمر سے قرار دے کر (اور ساتھ ہی ہر ماہ سے ایام حیض اور نفاس کے ایام بھی کم کر لے کہ ان دنوں کی نمازوں کی قضا عورتوں پر لازم نہیں ہے) اپنی قضا نمازوں کا حساب لگائے اور انہیں ادا کرے۔

★ ہر وہ آدمی جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں ان پر لازم ہے کہ جلد از جلد ادا کریں۔ نہ معلوم کس وقت موت آجائے۔ حاجت طبعی اور ضروری کام (کہ جن کے بغیر گذر نہیں) کے علاوہ بقیہ اوقات میں قضا نمازیں ضرور ادا کرے۔ یوں ہی نوافل یومیہ وسنّت غیر مؤکدات کی جگہ قضا ہی پڑھے۔ ایسے ہی بڑی راتوں میں نوافل کی جگہ قضا نمازیں ہی ادا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید رکھے کہ قضا کو قبول فرما کر نوافل کے ثواب سے بھی محروم نہ رکھے گا۔

★ ایک دن کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ یعنی فجر کے فرض کی دو رکعت ظہر کی چار رکعت فرض، عصر کی چار رکعت فرض، مغرب کی تین رکعت فرض، مغرب کی تین رکعت فرض، عشاء کی چار رکعت فرض اور وتر کی تین رکعت واجب۔ ان نمازوں کو سوائے طلوع وغروب اور زوال کے (کہ اس وقت سجدہ حرام ہے) ہر وقت ادا کر سکتا ہے۔ اور اختیار ہے کہ پہلے فجر کی نمازیں ادا کر لے، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشا یا سب نمازیں ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے اور ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائے۔ زیادہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ساری قضا نمازیں بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کر لے کاہلی نہ کرے۔ جب تک فرض ذمہ باقی رہتا ہے

کوئی نفل قبول نہیں کی جاتی۔

★ جب قضا نماز کی ادائیگی کے لیے کھڑا ہو تو اس وقت اس کی نیت کرنا ضروری ہے۔ مثلاً فجر کی نیت یوں کرے "میں نے سب میں پہلی فجر پڑھنے کی نیت کی جو مجھ سے قضا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر" اللہ اکبر۔ اسی طرح ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور وتر کی نیت کرے جن لوگوں کے ذمہ قضا نمازیں بہت زیادہ ہوں۔ ان کے لیے امام اہلسنت اعلیٰحضرت مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تخفیف کی چار صورتیں ارشاد فرمائی ہے۔ تاکہ وہ آسانی کے ساتھ اپنی قضا نمازیں ادا کر سکیں اور اس بار شرعی سے جلد اپنے آپ کو سبکدوش کرلیں کہ موت کا وقت معلوم نہیں۔

اول: فرض کی تیسری و چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ فقط سبحٰن اللہ تین مرتبہ کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ مگر یہاں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ سیدھے کھڑے ہو کر سبحان اللہ شروع کریں اور سبحان اللہ پورا کھڑے کھڑے کہہ رکوع کے لیے سر جھکائیں یہ تخفیف صرف فرض کی تیسری و چوتھی رکعت کے لیے ہے۔ وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورۃ دونوں ضرور پڑھی جائیں۔

دوم: تسبیحات رکوع و سجود میں صرف ایک ایک بار سبحٰن ربی العظیم سبحٰن ربی الاعلیٰ کہے۔ مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نمازوں میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب آدمی رکوع میں پہنچ جائے اس وقت سبحان کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح جب سجدوں میں پورا پہنچ جائے اس وقت تسبیح شروع کرے اور جب پوری تسبیح ختم کرلے تو سجدہ سے سر اٹھائے۔ بہت سے لوگ جو رکوع اور سجدہ میں آتے جاتے ہیں یہ تسبیح پڑھتے ہیں بہت غلطی کرتے ہیں۔

سوم: یہ کہ نماز فجر میں التحیات اور یونہی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور وتر میں پچھلی التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ کی جگہ صرف یہ درود شریف اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدٍ وّ آلہٖ پڑھ کر سلام پھیر دیں۔

چہارم: یہ کہ نماز وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ تین یا ایک بار رب اغفر لی کہے۔

(ماخوذ: فتاویٰ رضویہ)

## خوشیوں کے پیمانے

خورشید الاسلام انور

کتنی ہی بلندی پر رُتبے ہیں خدا جانے
در رفعنا لک ذکرک کے پیش ہیں نذرانے
آمد کی کرامت تھی یا رب کی مشیت تھی
آتشکدے سرد پڑے تھے سجدے میں تھے بتخانے
جب وادیٔ سینا سے گذرے ہیں مرے آقا
غم دور ہوئے ہر سو تھے خوشیوں کے پیمانے
ملکے کی فتح کیسے ہر دل پہ تھی سلطانی
جو شمع کے دشمن تھے وہ آج ہیں پروانے
یوسف سے حسیں پر جب انگشت زناں کٹتیں
دولہا ترے ناموں پہ سر دیتے ہیں دیوانے
قرآن مبیں بدلو یہ تم میں کہاں ہمت
فرمان الٰہی ہے مت سمجھو تم افسانے
نرغے میں پھنسا انور سرکار سہارا دو
ہر گام پہ خطرے ہیں اور راستے انجانے

# منقبت

ایم، اے حفیظ

مصطفیٰ پیارے کے پیارے سیدی احمد رضا
غوثِ اعظم کے دلارے سیدی احمد رضا

خواجۂ کُل خواجگاں خواجہ معین الدین بھی
درحقیقت ہیں تمہارے سیدی احمد رضا

اے مجدد اے محقق تو ہے واقف روز و شب
جس طرح ہم نے گذارے سیدی احمد رضا

ہم پھنسے منجدھار میں آقا سہارا دیجئے
ناؤ لگ جائے کنارے سیدی احمد رضا

غیب سے امداد پاتا ہے تمہارا ہر غلام
آفتوں میں جب پکارے سیدی احمد رضا

راہِ فردوسِ بریں ہم کو بھی مل جاتے اگر
دل سے ہو جائیں تمہارے سیدی احمد رضا

آپ کا ادنیٰ اشارہ کاش ہو جائے ادھر
کام بن جائیں ہمارے سیدی احمد رضا

نجدیت کو سکا تیرا سیف حیدر کی طرح
کاٹتا ہے بے پکارے سیدی احمد رضا

راہِ حق دکھلا رہے ہیں عالم اسلام کو
آپ کے علمی اشارے سیدی احمد رضا

قادری محراب سے جلوہ دکھا دو ہم غریب
بیٹھے ہیں دامن پسارے سیدی احمد رضا

دل تڑپتا ہے کہ ہو جائیں ہمیں بھی اب نصیب
ارضِ طیبہ کے نظارے سیدی احمد رضا

آپ کی نسبت سے صابر پاک اور خواجہ نظام
سنیوں کے ہیں سہارے سیدی احمد رضا

مفتیٔ اعظم میں دیکھا آپ کا عکسِ جمال
ارضِ مارہرہ کے پیارے سیدی احمد رضا

جس کے سر پر ہو حمایت کا تری پنجہ بھلا
کیا عدو اس کا بگاڑے سیدی احمد رضا

لاج اے کمتر حفیظ قادری کی اے شہا
ہاتھ میں ہے بس تمہارے سیدی احمد رضا

# سُنّی دُنیا

سید علی احمد سیوانی

ہے نقیبِ اہلسنت بالیقیں یہ سنی دنیا
سراپا ہے عشق و الفت بالیقیں "یہ سنی دنیا"

ماحیٔ بدعات ہے اور قاطع ظلمات فکر
ہے چراغِ دین و ملت بالیقیں "یہ سنی دنیا"

ابتدائے عمر سے ہمنشینوں تا ہنوز
ترجمانِ دینِ فطرت بالیقیں "یہ سنی دنیا"

اسکے ہر ہر ورق پر قربان ہیں اوراقِ گلے
ہے شمیم و عطر و نکہت بالیقیں "یہ سنی دنیا"

کیوں نہ ہم اسکی حفاظت زیست بھی کرتے رہیں
ہے نگہبانِ شریعت بالیقیں "یہ سنی دنیا"

کیوں نہ ہر سنی کا ہو اس سے معطر دماغ
ہے شمیمِ باغِ جنت بالیقیں "یہ سنی دنیا"

آرزوئے خلد ہے دل میں تو دو اسکو فروغ
ہے کلیدِ قفلِ جنت بالیقیں "یہ سنی دنیا"

رضویت کا شور ہر ہر گوش تک پہنچا دیا
سنیت کی ہے علامت بالیقیں "یہ سنی دنیا"

ہیں اڈیٹر اس کے قابل نام ہے عبدالنعیم
ہے خدا کی ایک نعمت بالیقیں "یہ سنی دنیا"

ہر طرف ہے روشنی ہر سمت جلووں کا نزول
ہے علی شمع شریعت بالیقیں "یہ سنی دنیا"

# اسلامی مہینے

مفتی مظفر احمد صاحب داتاگنجوی

الحمد للّٰہ العلی الاعلیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ المصطفیٰ ونبیہ المجتبیٰ ٥ وعلیٰ آلہ واصحابہ اولی الصدق والصفاۃ الیٰ یوم البعث ٥

اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم الحرام ہے۔ محرم اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں حرام کیا گیا۔ ایام جہالت میں اس ماہ میں قتل حرام تھا۔ اس لیے اس کا نام محرم رکھا گیا۔

خصوصیات: اسی ماہ محرم الحرام میں قوانین زکوٰۃ کی ترتیب ہوئی اور پہلا بیت المال قائم ہوا۔ اسی میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمام خلافت سنبھالی • یہی وہ ماہ ہے جس میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی • اسی ماہ محرم کی دسویں تاریخ یعنی یوم عاشورہ کو حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی • اور اسی تاریخ کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پہ لگی • اسی تاریخ کو حضرت ادریس علیہ السلام کو رفعت وبلندی عطا ہوئی۔ • اسی دسویں تاریخ کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نار نمرود گلزار بنائی گئی، اسی تاریخ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے کلام فرمایا اور توریت نازل ہوئی۔ اسی تاریخ کو حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کو مرض سے شفا ہوئی • اسی کو حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو ملک واپس ہوا • اسی کو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام ایک مدت کے بعد حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام سے ملے۔

اس ماہ میں قطب عالم سلطان العاشقین امیر کشور ولایت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسی ماہ کی ستائیس تاریخ سنہ ۱۳۳۴ھ حضرت علامہ مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی نے انتقال فرمایا۔ ونیز حضرت شاہ حفیظ اللہ داتاگنجوی علیہ الرحمہ نے۔

## شہادت عظمیٰ

اسی ماہ کی دسویں تاریخ عاشورہ کے دن سیدنا امام عالی مقام سرکار حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مع اپنے آل واولاد اعزار و اقربار اور اپنے رفقاء کے جام شہادت نوش فرمایا۔

سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت عظمیٰ کا واقعہ تاریخ اسلام میں ہمیشہ خون آلود حرفوں میں لکھا گیا اور اشکبار آنکھوں سے پڑھا گیا۔ لیکن اس دردانگیز واقعہ

اور نا تم خیر حادثہ کے اندر شریعت اسلامیہ کی بیشمار حکمتیں مضمر ہیں حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مبارک قربانی اپنی ذات کے لیے نہ تھی بلکہ اصلاح عقائد و اعمال کے لیے ایک عظیم الشان ایثار تھا۔ استقامت دین کی مثال اور اسلام پر نثار ہونے کا معیار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت سیدنا امام عالی مقام کا یہ جہاد مسلمانوں کے لیے دائمی اسوۂ حسنہ بن گیا اور آپ کی ذات گرامی ہدایت و نور کی مینارہ تسلیم کی جاتی ہے

نواسۂ رسول رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ اسلام اپنے گھر ہی میں یتیم ہونے جا رہا ہے اور اس پر فسق و فجور کا ابر غلیظ چھا رہا ہے انسان احکام شرعیہ کی پائمالی پر کمربستہ ہو رہا ہے تو آپ نے خدائے تعالیٰ کے دین کی اس مظلومیت پر احتجاج کیا اور ظلم و ستم، فسق و فجور کی طاقتوں کو للکار کر فرمایا۔ صراط مستقیم پر چلیے اقتدار نے جب یہ آواز سنی تو اس کی پیشانی پر بل آ گئے اور باطل پرستوں نے ظلم و ستم جہالت و سفاہت سے اس آواز کو دبانا چاہا۔ مگر شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اہل و عیال و مال و منال یہاں تک کہ اپنی جان کی قربانی منظور فرمائی مگر دین مصطفےٰ کی تباہی و بربادی کو منظور نہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے حق کی حمایت و نصرت کے لیے جان کی بازی لگا دی اہل و عیال کو راہِ حق میں شہید کر دیا مگر حق پر آنچ نہ آنے دی۔

مرحبا جرأت ابن حیدر
سر دیا بات نہیں جانے دی

بلاشبہ حضرت امام کی شہادت میں اسلام کی پوری تاریخ مستتر پوشیدہ ہے۔

زمین کربلا میں حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر ظلم و ستم کی بجلیاں گرائیں گئیں جبر و جارحیت کے پہاڑ توڑے گئے۔ لیکن حضرت امام و اہل بیت امام نے صبر و رضا کا جو امتحان دیا وہ محو حیرت لیے ہوئے ہے بلاشک و شبہ حضرت امام نے راہ حق میں وہ مصیبتیں اٹھائیں وہ وہ تکلیفیں سہیں جن کے تصور سے دل کانپنے لگتا ہے۔ آنکھوں میں اندھیرا آجاتا ہے۔ مگر یہی وہ فتح ہے جو سرکار امام نے سر دے کر حق کو عطا فرمائی۔ اور آنے والی نسلوں کے لیے اپنے خون سے مینارۂ نور روشن کر دیا حضور سلطان الاولیاء سیدی خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کو کس قدر خوبصورت الفاظ میں ادا کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے منقول ہے کہ میں نے ۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ کو دوپہر میں خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے معنبر اور ریش مقدس پریشان اور غبار آلود ہو رہے ہیں اور دست اقدس میں خون سے لبریز ایک شیشہ لیے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آقا یہ کیا ہے۔ فرمایا، حسین اور اس کے رفیقوں کا خون ہے۔ آج صبح سے اسے جمع کر رہا ہوں۔ یہ تھا شہادت امام کا اثر جسے تمام جن و انس تمام روئے زمین کائنات کے سردار محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کو اس قدر متاثر کیا۔

کسی نے سچ کہا ہے اور یہ واقعہ بھی ہے کہ ظلم و ستم کا انجام برا ہوتا ہے۔ ظلم کی شاخ کبھی نہیں پھلتی۔ شقاوتوں کا سر کبھی اونچا نہیں ہوتا۔ حق کی بے سر و سامانی پر دلیر ہونے والوں کو دیر یا سویر سزا ضرور ملتی ہے۔ باطل کے پرستار ذلت و نامرادی کی موت مرتے ہیں۔ چنانچہ واقعات بعد شہادت اس پر دال ہیں یہ تو دنیا کا انجام ہے جو چند

روزہ ہے۔ آخرت میں قاتلان اہل بیت کا جو انجام ہوگا۔ اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں قاتلان اہلبیت پر جو قہر الہٰی کی قیامت ٹوٹی وہ رہتی دنیا تک تازیانہ عبرت ہے۔ دنیا جانتی ہے جس نے بھی جو بے حرمتی کی وہ اپنی سزا کو پہنچا ایک ایک موذی کو سزا ملی ایک ایک گستاخ سے مواخذہ ہوا۔ دمشق سے کوفہ اور کربلا تک سارے ستم گر عذاب الہٰی میں مبتلا ہوئے۔ یہ واقعہ وقت کے ان سفاکوں کے لیے بھی تازیانہ عبرت ہے۔ جو اپنی طاقت کثرت اور قوت وطاقت کے غرور کے نشہ میں اہل حق کے جذبات سے کھیلتے رہتے ہیں۔ تو بجائے غم گساری وغمخواری کے خوشی کے چراغ جلاتے ہیں۔

یقین رکھنا چاہیئے کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔ خدا کی گرفت بڑی ہی سخت ہے وہ سحر جلد یا بدیر ضرور طلوع ہوگی۔ جب غرور کا نشہ اشک کے قطروں کے ساتھ بہہ جائے گا۔ خدائے تعالیٰ کے قہر کی تلوار ایک دن ضرور بے نیام ہوگی۔

وسعت عرصۂ عالم پہ نگاہیں ڈالو
شر پسندوں کیلئے موت سزا آج بھی ہے

(احوال کربلا مصنفہ علامہ مفتی مظفر احمد بدایونی)

## اسلامی سال کا دوسرا مہینہ
## صفر المظفر

اسلامی سال کا دوسرا مہینہ صفر المظفر ہے۔ لفظ صفر "صِفر" سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں خالی، ایام جاہلیت میں لوگ اس ماہ میں لڑائی کے لیے نکل کھڑے ہوتے تھے اور اپنی بستیاں خالی چھوڑ جاتے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ 'صفرہ' کے معنی زرد رنگ کے ہیں۔ اس دور میں یہ مہینہ خزاں کے موسم میں آتا تھا پتوں کے زرد ہونے سے استفادہ کیا گیا اور اس کا نام صفر پڑ گیا۔

عورتیں اسے تیرہ تیزی کا مہینہ کہتی ہیں۔

## خصوصیات

اس ماہ صفر المظفر میں غزوہ ابوا پیش آیا • اسی ماہ میں جنگ خیبر واقع ہوئی • اسی ماہ کی ستائیس تاریخ کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ نے ہجرت فرمائی • اسی ماہ میں حکومت دمشق کے مدینہ منورہ پر یلغار کی اور حادثہ حرّہ پیش آیا، جس میں بے شمار حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا • اسی میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو خلافت کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ اسی ماہ میں حضرت مجدد الف ثانی سیدی شیخ احمد سرہندی اور اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہما الرحمۃ نے داعی اجل کو لبیک کہا • اسی ماہ کی ۲۷ر تاریخ یوم چہارشنبہ بوقت طلوع آفتاب بمقام پلاؤں بدایوں شریف نور العارفین حضرت محبوب الہٰی نظام الدین اولیا بدایونی ثم دہلوی، کی ولادت باسعادت ہوئی۔

## حضرت محبوب الہٰی بدایونی

ہندوستان ہمیشہ ہی بزرگان دین کا گہوارہ رہا ہے۔ خصوصاً سرزمین ہند کا وہ خطہ جسے بدایوں شریف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے بے شمار اولیائے کرام وخاصان خدا کا مرکز ہے۔

سرزمین بدایوں شریف میں ایک ہی نام کے کئی بزرگ آرام فرما ہیں۔ جیسا کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہفت احمد در بدایوں خفتہ اند

اس سرزمین پر ساتویں صدی ہجری میں ایک آفتاب ہدایت طلوع ہوا جسے دنیا سلطان المشائخ محبوب الہٰی نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ کہتی ہے۔ اسی ماہ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے آپ کا نسب نامہ پدری ومادری سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

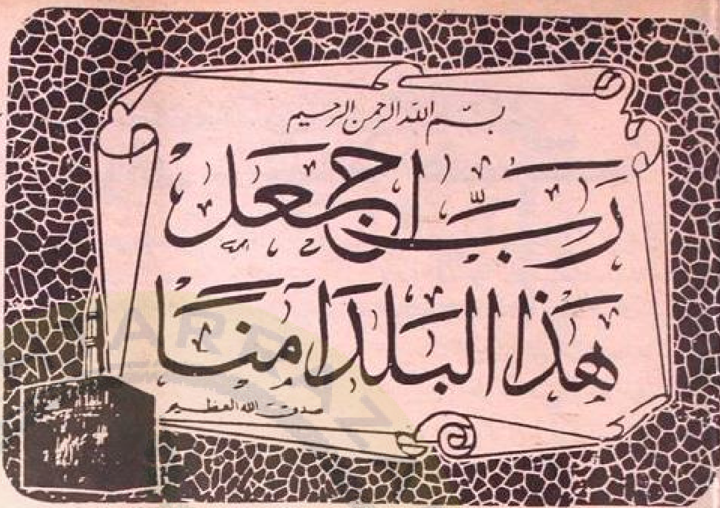
سے ملتا ہے۔ آپ کے اجداد کرام بخارہ کے باشندہ تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی قدوۃ الواصلین خواجہ سید احمد بخاری علیہ الرحمہ تھے جو صاحب ثروت ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے زبردست عالم بزرگ تھے۔ آپ کا مزار شریف بدایوں شریف میں کھیڑا نوادا انا ساگر تالاب کے پاس واقع ہے۔ جہاں عقیدت مندوں کی ایک بھیڑ لگی رہتی ہے

## حضرت مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمہ

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت شوال سنہ ۹۷۱ھ بمقام سرہند شریف ہوئی آپ کی کنیت ابوالبرکات اور لقب بدرالدین ہے۔ آپ نسبی سلسلہ میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتے ہیں اور روحانی سلسلہ میں حلقہ بگوش صدیقیت میں جلوہ فرما ہیں۔ عالم شیر خوارگی میں حضرت خواجہ کمال کیتھلی قدس سرہ نے عالم خواب میں حضور غوث پاک علیہ الرحمہ کے حسب الارشاد ان کا خرقہ جو آپ کے پاس امانت تھا۔ اسے لیکر حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے در دولت پر پہنچے اور اس کو آپ نے زیب تن فرمایا اور قادریت کی روحانی دولت سے مالامال کیا۔ آپ جب سن شعور کو پہونچے تو علوم ظاہری حاصل فرمائے۔ اور سترہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد سرہندی قدس سرہ سے سلسلہ چشتیہ عالیہ صابریہ میں بیعت کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اور خرقہ قادریہ سہروردیہ بھی عنایت ہوا۔ سنہ ۱۰۰۷ھ میں آپ والد ماجد کے انتقال کے بعد سرہند سے بہ ارادہ حج بیت اللہ شریف دہلی تشریف لائے۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور خرقۂ خلافت حاصل کی۔ آپ کے پیرومرشد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں شیخ احمد سرہندی ایسے آفتاب ہیں کہ ہمارے جیسے ہزاروں ستارے اس کی روشنی میں گم ہو گئے۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر حکم شیخ سے آپ پھر سرہند تشریف لائے۔ اور حق و صداقت کا پرچم بلند فرمایا۔ اور آپ نے اکبر اور جہانگیر کے غیر شرعی اور سنت نبوی کے خلاف طریقوں کی مخالفت میں محمدی قوت سے زبان و قوت سے جہاد فرمایا۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ مردانِ خدا باطل کے آگے سرنگوں نہیں ہوتے۔ آپ نے اپنے وصال کی خبر پہلے ہی سے دیدی تھی۔ وفات کے وقت آپ کے معمولات میں فرق نہ آیا۔ وفات کے روز آپ نے اٹھ کر وضو کیا۔ کھڑے ہو کر نماز تہجد ادا کی۔ پھر نماز فجر باجماعت ادا فرمائی۔ مراقبہ کی، اشراق ادا کی وظائف سے فارغ ہوئے۔ پھر طشت پیشاب کے واسطے منگایا مگر یہ کہکر واپس کر دیا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ میں پیشاب کے بعد پھر تازہ وضو کر سکوں۔ لوگوں نے آپ کو لٹایا۔ آپ اللہ اللہ کہتے عشق مصطفےٰ (علیہ التحیۃ والثناء) کو اپنے قلب کی زینت بنائے ہوئے ۲۸ صفر المظفر سنہ ۱۰۳۴ھ ۶۳ سال کی عمر شریف میں انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون

## اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال سنہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون سنہ ۱۸۵۶ء بریلی شریف میں ہوئی۔ آپ کے جد امجد نے آپ کا نام احمد رضا رکھا۔ آپ نے چار برس کی عمر میں جب کہ دوسرے بچے اپنے وجود سے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔ قرآن مجید ناظرہ ختم کر لیا۔ آپ نے ۱۴ شعبان المعظم سنہ ۱۲۸۶ھ میں علوم ظاہری کی تکمیل فرمائے اس کے بعد مجدد برکاتیت۔ امیر کشور ولایت حضور سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ




سے مارہرہ شریف جاکر بیعت ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد نے پہلی نظر میں سب کچھ عطا فرماکر درجۂ مجددیت پر فائز فرما دیا۔ اہل حرم نے آپ کو بڑے بڑے القاب سے نوازا ہے۔ اور بڑے بڑے علماء نے آپ کے سامنے سر نیاز خم کر دیئے ہیں مختلف علوم و فنون پر آپ کی بے شمار تصانیف ہیں۔ دنیائے اسلام آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہے۔ تقویٰ و طہارت اتباع سنت، پاکیزہ اخلاق، حسن سیرت سے آپ مزین تھے

آپ نے ۲۵ر صفر المظفر سنہ ۱۳۴۰ھ دو بج کر ۳۰ منٹ پر داعی اجل کو لبیک کہا ہے۔ آپ کا مزار شریف محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہے۔ اس تاریخ کو عرس مبارک ہوتا ہے۔

## اسلامی سال تیسرا مہینہ
## ربیع الاولیٰ

اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ربیع الاولیٰ ہے۔ ربیع بہار کا عربی نام ہے۔ جب یہ نام رکھا گیا تو موسم بہار کی قسمیں جھبگ رہی تھیں۔ اس موسم کی شادابیاں کم و بیش دو مہینے رہتی ہیں۔ اسی لیے پہلا مہینہ ربیع الاولیٰ اور دوسرا ربیع الآخر کہلایا۔ یہ مہینہ اسلامی سال کا درۃ التاج ہے کہ اسی ماہ کی تین تاریخ کو رحمت عالم نور مجسم حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اسی میں منصب رسالت عطا ہوا، اور اسی ماہ میں وہ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

### میلاد شریف

اسی ماہ ربیع الاولیٰ شریف کو ماہ میلاد شریف و بارہویں شریف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

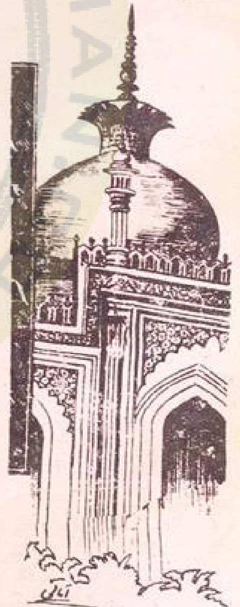
اسی ماہ ربیع الاولیٰ ۲۲ اپریل سنہ ۵۷۱ء کا زمانہ اور بہار کا موسم سہانا تھا۔ ہر شی پر حسن و شباب کے آثار نمایاں تھے۔ بارہویں شب کا چاند اپنی بھرپور آب و تاب دکھاکر افق مغرب میں چھپ چکا تھا۔ آسمان کے ستارے جھلملاکر خورشید خاور خبر دے رہے تھے۔

صبح کی پہلی کرن پھوٹ رہی تھی۔ ہوائیں معطر، فضائیں مست تھیں۔ آج کی صبح ہر سحر سے زیادہ دل آویز تھی۔ کونین کی ہر شے حسین نظر آرہی تھی۔ کائنات کا سارا حسن سمٹ کر مکۃ مکرمہ میں آگیا تھا۔ صلی علیٰ کے روح پرور نغمے فضا میں گونج رہے تھے۔ ساری کائنات وجد میں تھی رحمت کی گھٹائیں برس رہی تھیں۔ کرم کے چھینٹے پڑ رہے تھے۔ اسی عالم میں مقبول و مشہور

بارہ ربیع الاولیٰ کی نورانی صبح صادق کے وقت فرشتے کی دلکش آواز فضا میں گونجنے لگی۔ اے رسول خدا تشریف لائیے۔ اے اللہ کے

نبی تشریف لائے اے انبیاء و مرسلین کے سردار تشریف لائیے۔

غرضیکہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی ہر طرف سے صلاۃ وسلام کی آواز گونجیں۔ شجر وحجر نے سلامی دی۔ ستاروں نے زمین بوس ہوکر تسلیم کی۔ قیصر وکسریٰ کے چودہ کنگروں نے تعظیم کی۔ ابولہب جیسا شقی القلب شخص بھی بغیر متاثر ہوئے نہ رہ سکا۔ اس نے خوشی میں ثوبیہ لونڈی کو آزاد کردیا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں میلاد شریف کرتے ہیں:۔



امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں
قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں

# نذرانۂ عقیدت

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا — ہند تو ہند عرب میں ہوا شہرہ تیرا
نام اعلیٰ ہے ترا حضرت اعلیٰ تیرا — کام ادنیٰ ہے ترا اے شہ والا تیرا
کوئی کیا جانے بڑا کتنا ہے رتبہ تیرا — اصفیا چومنا چاہیں وہ ہے تلوا تیرا
کار تجدید ادا کرنا تھا خامہ تیرا — سر پہ باطل کے اُٹھا کرتا تھا تیغا تیرا
کتنا اونچا کیا اللہ نے رتبہ تیرا — غوث اعظم کو کیا آقا و مولیٰ تیرا
تیرے ان اچھوں نے کیا ہے بڑا اچھا تیرا — پھر بھلا کیا کوئی بدخواہ کریگا تیرا
نسبت آلِ رسول بھی عجب نسبت ہے — غوث تک لے گیا تجھکو یہ وسیلہ تیرا
عمر کا تیرہواں سن ماہِ دہم چار ہی دن — اتنی مدت میں ہوا علم کا چرچا تیرا
اس صدی کا تو مجدد تو زمانے کا امام — اہل حق چلتے ہیں جسپہ ہے وہ رشتہ تیرا
تجھ کو اللہ نے ہر فضل عطا فرمایا — کون سا علم نہیں جس میں نہیں حصہ تیرا
تجھ پہ ہے اک تنِ بے سایہ کا ایسا سایہ — پھیلتا جاتا ہے ہر سمت اُجالا تیرا
اس زمانے میں کوئی تجھ سا نہ دیکھا نہ سُنا — غوث اعظم کی کرامت ہی سراپا تیرا
ہر جگہ منظرِ اسلام نظر آتا ہے — تیرا گھر کوچۂ و بازار محلہ تیرا
تیری ہر بات ہے آئینہ حق و باطل — تیرے ہر کام میں ہے رنگ نرالا تیرا
فاضل ایسا کر دیا رب نے تجھے فضل کثیر — عالم ایسا کہ ہر عالم ہوا شیدا تیرا
ہر ورق تیرا شریعت کی دلیل روشن — ایک قانون مکمل ہے فتاویٰ تیرا
تیری تحریر پہ انگشت بدنداں تھا عرب — تیری تقریر تھی کہ قادری تیغہ تیرا
ترجمہ وہ کیا قرآن کا کنز الایمان — حشر تک جاری یہ فیضان رہیگا تیرا
تو نے عنوان یہ ایمان کا دنیا کو دیا — عشق سرکار دو عالم تھا وظیفہ تیرا
میں رضا کار رہا تیرا سفر ہو کہ حضر — نام ہر بار میں لیتا رہا آقا تیرا
کارنامہ تری تجدید کا اللہ اللہ — مسلک اہلِ سنن بن گیا رستہ تیرا
تو نے ایمان دیا تو نے جماعت دیدی — اہلسنت پہ ہے احسان یہ آقا تیرا
آج تک بھی ترے شاگرد کے شاگردوں سے — قصر باطل میں بلند ہوتا ہے نعرہ تیرا
مسلک حق کی ضمانت ہے ترا نام رضا — شانِ تحقیق ادا کر گیا خامہ تیرا

مصطفےٰ کا ترے خادم ترے حامدؔ کا غلام
خوشتر بندۂ دربار ہے تیرا تیرا

[illegible] رضوی

پہلی قسط

# ٹی وی ویڈیو کے مضر اثرات

## مولانا سلطان رضا بہرائچی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

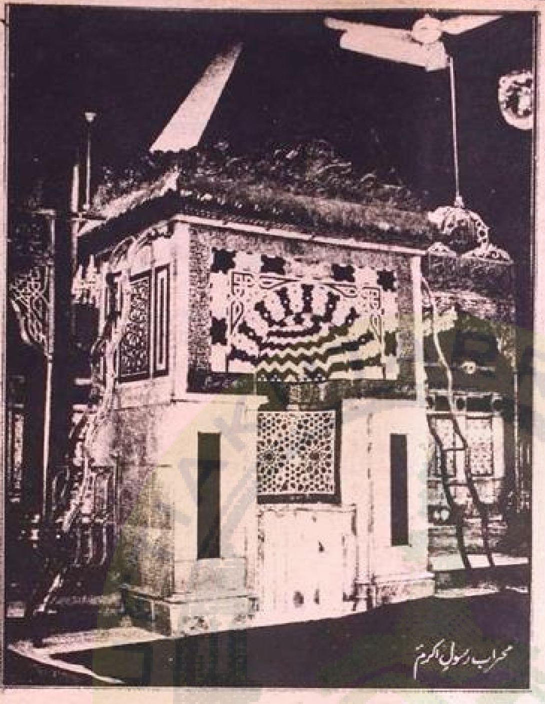
خونِ جگر سے لکھتا ہوں دردِ دل کی بات
شاید کہ رفتہ رفتہ لگے دلربا کے ہاتھ

موجودہ دور کے انسان آج ٹی۔ وی کو بہتر تصور کرتے ہیں۔ اپنی زندگی میں آج ٹی۔ وی کو ایک جزوِ لاینفک کی حیثیت دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے ترقیات کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔ ذہن کے بند دریچے وا ہوتے ہیں بلکہ صیقل ہیں وسعت آتی ہے۔ تہذیب و تمدن کی دنیا میں رونق و بہار آتی دکھائی دیتی ہے اور ایسا وہ اس لیے تصور کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک مغربی تہذیب و تمدن ہی اصل زندگی ہے۔ یہ فیشن اور جدت ہی انسان کا اولین مقصد ہے۔ ہر انسان کے سر میں صرف یہ نشہ سوار ہے کہ اکیسویں صدی میں چلیں اور نئی دنیا کی سیر کریں۔ ایسا سوچنے والے اگر صرف غیر مسلم ہی ہوتے تو کوئی بات نہیں۔ مگر افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو دائرہ اسلام میں رہ کر بھی اس قسم کا خیال رکھتے ہیں اور صرف خیالات ہی تک محدود نہیں بلکہ ان خیالات خبیثہ کو عملی روپ بھی دیتے ہیں۔



کیا مسلمانوں کا یہی طور طریقہ ہونا چاہیے؟ کیا مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں۔؟ آج سے چودہ سو سال قبل کے مسلمان ایسے ہی ہوا کرتے تھے نہیں ہرگز نہیں تو اے مسلمانوں جب تمہارے اسلاف نے ایسا نہیں کیا تو تم ایسا کیوں کر رہے ہو اے مسلمانوں تمہاری فطرت ایسی ہونی چاہیئے کہ جسے اسلام اچھا کہے وہ اچھا ہے اور جسے اسلام بُرا کہے وہ بُرا ہے۔

آیئے ہم بتائیں کہ اسلام ٹی۔ وی کو کیا سمجھتا ہے اور کتنی برائیوں کا مجموعہ ہے۔ وقت کے ایک عظیم مفکر ایڈیٹر ماہنامہ" دامن مصطفیٰ"
آج سے کتنی سال قبل اسی ماہنامہ" دامنِ



محراب رسول اکرم

مصطفٰی کے ایک شمارے میں یوں رقمطراز ہیں۔

"ٹیلی ویژن حقیقت میں چھوٹے سائز کا سینما ہے اور سینما حرام حرام حرام متعدد گناہوں اور کثیر حرام کا مجموعہ ہے۔

اس میں لہو ولعب ہے یہ ایک حرام ہوا۔

باجا ہوتا ہے یہ دوسرا حرام ہوا۔

شیطانی گانے ہوتے ہیں۔ یہ تیسرا حرام ہوا۔

جاندار کی تصاویر ہوتی ہیں۔ یہ چوتھا حرام ہوا۔

اور تصاویر بھی کس کی اور کسقدر بیہودہ اور فحش پھر مردوں ہی کی نہیں مردوں سے زیادہ عورتوں کی اور وہ بھی اپنے گھر کی عورتوں کی نہیں بلکہ غیر اور اجنبیہ عورتوں کی اور وہ بھی فاحشہ عورتوں کی یہ پانچواں حرام ہوا۔

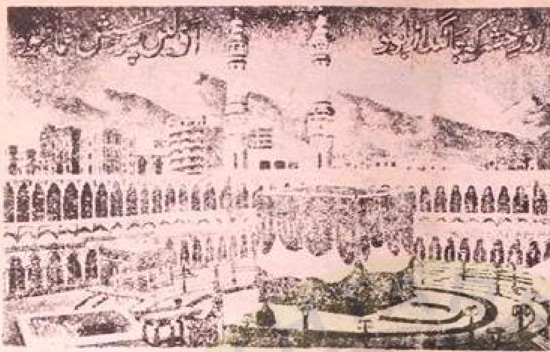
اور اس پر مزید یہ کہ عریانیت وبے حیائی کی لعنت پر مشتمل، یہ چھٹا حرام ہوا۔

اور اس پر ناجائز گانے اور وہ بھی ایسے کہ آدمی کو شیطان بنانیوالے یہ ساتواں حرام ہوا۔

اسی پر بس نہیں بلکہ نہ جانے کیا کیا اور اس کے علاوہ بہت سے خرافات اور حرام اس میں ہوتے ہیں اور یہ تمام چیزیں بلاشبہ ناجائز وحرام ہیں۔ اسی کا تو نام سینما ہے اور معاذاللہ اس گناہ کا ارتکاب بھی پیسہ دے کر خرچ کر کے یہ حرام در حرام لعنت در لعنت ہے۔

کچھ لوگ یہ بکواس کرتے پھرتے ہیں کہ سینما اور ٹیلی ویژن دیکھنے سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اگر کچھ فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے تو ان سے پوچھا جاتے کہ کیا یہ فائدہ بغیر سینما کے اور بغیر ٹی۔ وی کے حاصل نہیں ہوتا مانا کہ کچھ تاریخی باتیں اس کے ذریعہ معلوم ہوگئیں تو کیا اس سے زیادہ تاریخی کتابیں پڑھنے سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور کیا اس قسم کی معلومات حاصل کرنا ضروری ہے۔ جتنے باتوں کا علم حاصل کرنا صرف مباح ہے اور وہ جائز طریقے سے حاصل ہو سکتی ہے تو ان کے علم کو حاصل کرنے کے لیے پچاسوں گناہوں کا ارتکاب کہاں کی دینداری اور کیسی اسلام پرستی اور کتنی عقلمندی ہے۔

تھوڑی دیر کے لیے فرض کر لیا جاتے کہ چلو سینما اور ٹی۔ وی میں کچھ فائدہ بھی ہے جیسا کہ شراب وجُوا میں کچھ ظاہری فائدہ بھی ہے اور شراب و جُوا کے لیے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ ان کا نقصان ان کی خرابی اور ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے تو کیا سینما اور ٹی۔ وی جو سیکڑوں حراموں کا مجموعہ ہے۔ وہ حرام نہیں ہوگا؟ اور تھوڑے فائدے کی



بکواس سننے کے لائق رہے گی۔ ہرگز نہیں۔

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

معاذ اللہ! آج دنیا کو برباد کرنے والا، شرم و غیرت کو ختم کرنے والا دنیا کو پاگل بنانے والا، مرد و عورت بوڑھے نوجوان اور بچوں کو بہت سے گناہوں میں مبتلا کرنے والا۔ ڈاکو چور، بدمعاش بنانے والا ننانوے فی صد سبب یہی ملعون سینما ہے۔

حقیقت میں دیکھا جائے تو ٹیلی ویژن بھی ایک چھوٹا سینما ہے وہ تو کبھی کبھی یا چوبیس گھنٹے میں ایک مرتبہ دیکھا جاتا تھا اور یہ تو ہر روز بار بار، گھر گھر دیکھا جاتا ہے۔ جس گھر میں یہ لعنت ہوگی اس گھر کے لوگ اس گھر میں پلنے والے بچے کس قدر بے حیا، بے غیرت، بے باک، و بے ادب ہونگے خدا کی پناہ الامان الحفیظ۔

سینما کو اگر حرام و بے حیائی کے تعلیم کا ایک ملعون مدرسہ کہا جائے تو جس کا صدر مدرس شیطانِ لعین ہے تو بے جا نہ ہوگا اور اس بڑے مدرسہ کی ایک خبیث شاخ ٹی۔ وی ہے تو اب ٹی۔ وی کے بارے میں کسی مسلمان کو جس میں تھوڑی سی بھی غیرت ایمانی ہو یہ پوچھنے کی حاجت نہیں رہ جاتی ہے کہ کیا یہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

کلکم راع و کلکم
مسئول عن رعیتہ

یعنی ہر آدمی کسی نہ کسی چیز کا محافظ و نگراں ہے اس کے بارے میں اس سے سوال ہوگا۔ دیکھو باپ بچوں کا نگراں ہے۔ شوہر اپنی عورت کا نگراں ہے۔ اسی طرح ہر ذمہ دار اپنی ذمہ داری میں آنے والی چیز کا نگراں ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اپنی رعیت کی حفاظت کرے اور اس کو گناہ سے بچائے اور اپنے نفس اور اپنی ذات کی۔ اس کو بچانا تو ہر فرد پر فرض ہے جب ٹیلی ویژن گھر میں ہوگا تو پھر کیا گھر کا ذمہ دار اپنے بچوں کو اور گھر کے دوسرے لوگوں کو اور اپنے آپ کو گناہ سے بچا سکے گا۔ اور قرآن کی اس آیت پر عمل کر سکے گا؟

"اے ایمان والو اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔"

میں کہتا ہوں ہرگز نہیں کر سکے گا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آج کے مسلمان کو اگر ہدایت کرو اور اس کو اللہ کا خوف دلاؤ۔ اور ایسے حرام کاموں سے روکو تو بجائے سر تسلیم خم کرنے کے اور اکڑ جاتا ہے اور بعض اوقات تو لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اسی میں ان کا فائدہ ہے اور پھر غفلت میں کوئی انسان ہے تو اگر وہ غفلت دور کی جائے اس کو خواب غفلت سے بیدار کیا جائے اور کہا جائے کہ دیکھو تم خوابِ غفلت میں میٹھی نیند کے مزے لے رہے



# صدائے زخم دل

محمد عبدالقیوم، فرید پور بریلی

کنتم خیر امۃ قرآن نے ہم کو کہا
مل گئی ہے جب ہمیں نسبت رسول اللہ کی

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر

تم بہترین امت ہو تم لوگوں کے لیے ظاہر کیے گئے تاکہ اچھے باتوں کا حکم دو اور بری باتوں سے روکو۔

مگر — مقام عبرت وحیرت ہے کہ وہ مسلمان جو کل تک اپنی سطوت وجلال اور اپنی صولت لازوال پر نازاں تھے۔ جو اپنی عظمت ووقار کے پرکیف عالم میں وانتم الاعلون ان کنتم مومنین کے نعرے لگاتے تھے۔ جن کے وجد آفریں نغمات میں اللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین کی آواز بلند ہوتی تھی۔ جن کا یقین تھا کہ مرد مومن کی یہی قوت، طاغوتی طاقت کو دم زدن میں پامال کر سکتی ہے آج بھی ان کو اپنے خالق ذوالجلال کی قدرت پر بھروسہ اور اپنے رسول صاحب لولاک کی اعجاز نمائی پر اعتماد ہے۔ ان کے پیش نظر اپنے اسلاف کے وہ زریں کارنامے ہیں جن کے زیر اقتدار دنیا کے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا فضاؤں میں ایسی گونجی تھی جس کا اثر آج تک باقی ہے

آج بھی وہی کلمہ توحید ہے جس کی تبلیغ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ساری عمر طیبہ گذری حضور نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا کوئی لمحہ ایسا نہ تھا جو اسی پاکیزہ کلمہ کی تبلیغ میں نہ گزرا ہو۔

آپ نے اصحاب اطہار کی زندگیاں بھی تبلیغ توحید اور اسلام کی اشاعت میں گزری ہیں۔ اور اہل بیت کے محیر العقول کارنامے بقائے اسلام



کے سنہری عنوان ہیں۔

آہ ـــ! اے مسلمانو! آج تم نے اپنے اسلاف کے محیر العقول کارناموں سے غافل ہوگئے کہ تمہیں اپنی موروثی عظمتوں کا احساس تک نہ رہا۔ کمتری، بزدلی، بے بسی، بے کسی کے احساسات نے تمہیں بے جان ڈھانچہ بنا دیا ہے۔ آہ ـ آج تم اس ماحول میں ہو کہ تمہیں باطل کی رنگینیاں اپنی طرف دعوت دے رہی ہیں اور تمہارے وہ قدم جو استقامت کے جبل عظیم تھے ڈگمگا رہے ہیں۔

کہاں تک آہ۔ اے مسلم یہ تیری ذلت وخواری
خدارا اٹھ ذرا تو قوم کو دے تعلیم بیداری

آج تمہارے سامنے دنیا کی تمام باطل قوتیں اپنی اجتماعیت کے ساتھ آکھڑی ہیں۔ تمہیں اپنی تمام مضمر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے۔ آج نبی کریم کے اسوۂ حسنہ اور صحابۂ کرام و خلافت راشدہ کی تعلیم و تنظیم کو اپنا لائحہ بنانا تمہارے لیے از حد ضروری ہے۔

عہد رواں میں جو مسلمانوں پر پریشانیاں محیط ہیں اور جو مصائب منڈلا رہے ہیں ان کے دفاع کے لیے اولیاء اللہ کا ہمیشہ سے یہ نصب العین رہا ہے کہ وقت کے حالات کے مطابق اپنی حکمت عملی سے تبلیغ اسلام کر کے مسلمانوں کو ارتداد و شدہی کے فتنوں سے بچا کر سچا مسلمان بنا دیا۔

مسلمانو اپنے گرد و پیش کی فضاؤں پر نظر ڈالو۔ اور غور کرو اگر تم تبلیغ اسلام سے جھجکتے ہو تو یقین کر لو کہ کفر و الحاد کی بھیانک ظلمتیں تمہیں تاریکی کی دلدل میں پھنسا دیں گی۔ تمھارا جانبر ہونا دشوار ہو جائے گا۔ تمہاری بداعمالیوں اور غفلتوں کا واحد علاج یہ ہے کہ تم اپنی بقا اور اپنے ایمان کی سلامتی اپنے اسلام کی عظمت اور اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی حرمت و عزت برقرار رکھنے کے لیے تبلیغ اسلام کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لو۔

وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں
اٹھئے بس اب کہ لذت خواب سحر ہوگئی

ماضی کا تاریخی ریکارڈ بول رہا ہے کہ تبلیغ کرنے والوں کی ہلکی پھلکی اور مختصر گفتگو نے بڑے بڑے شہروں کا دل جیت لیا ہے۔ اقوام عالم کے قلوب فتح کر لیے اور علاقہ کے علاقہ کو ناموس مصطفیٰ کا محافظ بنا دیا اور آج اتنی کوششوں کے بعد بھی اسلام غیروں میں تو کیا خود اس کے حلقہ بگوش اور اس کی اتباع کے دعویداروں میں سمٹا ہوا نظر آرہا ہے مسلمان درگور و مسلمانی در کتاب کی تصویر کے دھندلکے صاف دکھائی دے رہے ہیں۔ مسلمان تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور روحانی اعتبار سے مفلس و نادار ـــ اسے چھوڑیئے کہ ہندوستان میں مسلمان مادی پستیوں اور روحانی گراوٹوں کی کس سطح پر ہیں۔ یہ دیکھئے کہ جہاں مسلمان اقتدار میں ہیں۔ جہاں ان کی فرمانروائی ہے اور جہاں قدرت کی عطا کردہ بے اندازہ دولتیں ہیں۔ کیا وہاں کے مسلمان رسوائیوں سے دوچار نہیں ہیں کیا مٹھی بھر مقہور اسرائیلی صبح و شام عربوں کو ذلیل و رسوا نہیں کرتے؟ پھر کیا جن کی عسکری صلاحیتوں کا دنیا کا خطبہ پڑھ رہی تھی ان کو میدان جنگ کی مسلسل شکست کے ذریعہ قدرت ان کی صلاحیتوں کا بھرم نہیں کھول رہی ہے؟ کیا عرب حکمرانوں کی جماعت سیاسی طور پر امریکہ، روس کی دست نگر نہیں ہے۔ پھر وہ لوگ جو حفاظت حرمین طیبین کے دعویدار ہیں۔ جن کے گرد و پیش کفر و شرک کا سایہ دور دور تک نظر نہیں آتا تھا۔ وہاں کی نئی نسلیں اسلام سے دور نہیں ہوتی جا رہی ہیں کیا نشہ اور شراب وہاں درآمد نہیں ہونے لگی۔؟ کیا جنسی جنون کی تسکین کے لیے دوسرے ممالک کا سفر نہیں کیا جا رہا ہے۔

کیا قیامت کہ اب فاقہ سواران عرب
پیروی کرتے ہیں کفار حدی خوانوں

اگر اخلاق کی پستی اور کردار کی گراوٹ ایک حقیقت اور خدا بیزاری کے مہلک مرض کا پھیلاؤ ایک سچائی ہے اور یقیناً ہے تو پھر کیا بات ہے کہ خدمات اسلام

# منقبت

سید مشتاق بریلوی

کیا ہے جو کچھ یزیدیوں نے وہ بات دل پہ چبھی ہوئی ہے
شہید اعظم کی وہ شہادت لگے ہے جیسے ابھی ہوئی ہے

جلا کے شمع وفا انھوں نے کیا ہے نانا کے دین کو روشن
انہی کی ضو ہے زمانے بھر میں وہ شمع اب تک جلی ہوئی ہے

زمانہ تاریک ہو تو جاتا اگر نہ ہوتے حسین رن میں
خدا نے رکھی ہے لاج ایسی کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

ہزاروں کوفی کھڑے تھے رن میں نہ کوئی ثابت قدم تھا انمیں
پڑی تھیں اسطرح انکی لاشیں کہ جیسے کھیتی کٹی ہوئی ہے

کوئی محمد ہے عون کوئی، کوئی ہے اکبر تو کوئی اصغر
یہ وہ ستارے ہیں کربلا کہ جن سے قسمت تری سجی ہوئی ہے

نہیں ہے خوف و خطر کسی کا ہیں جب حسین و حسن ہمارے
جہاں بھی دیکھو جدھر بھی دیکھو انہیں سے محفل سجی ہوئی ہے

اکیلا میں ہی نہیں ہوں انکا کروڑوں مشتاق اور بھی ہیں
روضہ دیکھے ہر اک جا کے لگن یہ سب کو لگی ہوئی ہے

کے تمام دعوے اسلامی یونیورسٹیوں کے قیام کے خیال اور جماعتوں کی امداد کے باوجود اسلام آج خود اپنے گھر میں اس طرح بے یار و مددگار ہو کر رہ گیا ہے۔

دعوت و تبلیغ کے دعوتے ہجوم میں ہندوستان کا حال بھی کچھ اس سے جداگانہ نہیں ہے عام زندگی یا غیر متعلق افراد سے قطع نظر وہ ارباب ارشاد اور بزرگان تحریک بھی بدترین عملی الحاد کے شکار ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ جو لوگ اقامت دین اور تجدید اسلام پر گھنٹوں بولتے ہوئے نہیں تھکتے وہ بھی سیاسی ہتھکنڈوں، سودی لین دین، مغربی تمدن، غیر شرعی زندگی کی برائیوں میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ ان حالات کے تحت کہنے کی اجازت دیجئے کہ دعوت و تبلیغ کی جتنی بھی کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان کی حیثیت ایسے قالب کی ہے جو روح سے یکسر خالی ہو۔ بلکہ کی جانے والی اشاعتی کاوشوں میں دانستہ یا نادانستہ وہ ایمان کش جراثیم بھی شامل ہیں جن کی شمولیت کے بعد شجر ایمان نہ تو سرسبز و شاداب رہ سکتا ہے اور نہ ثمردار۔

کاش پیش کرنے والے اسلام کی روح اس کی جان اس کی اصل کو اسی انداز سے پیش کرتے تو نتائج بالکل جداگانہ ہوتے۔ کیا قیامت ہے کہ اسلام اور اس کے متعلقات کے تعارف میں تو ساری انرجی صرف کر دی جائے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظمت واختیار ناموس و وقار کے تمام شواہد کو طاق نسیاں کے حوالے کر دیا جائے۔ نہیں سمجھ سکتا کہ ان حالات میں خوشگوار نتیجہ کس طرح بر آمد ہو سکتا ہے۔

اب خدا ہی مری کشتی کو بچائے تو بچے
ظلمتیں یاس کی ہیں شام ہے طوفانوں کی

حضرت

# ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

مولانا ابوالفرید رضوی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور پُرنور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام میں سب سے پہلا لقب عتیق ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک کل تریسٹھ سال کی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کل ۱۴۲ حدیثیں روایت کی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے (مردوں میں) اسلام قبول کیا۔ اور جنھوں نے سب سے پہلے قرآن جمع کیا اور جنھوں نے سب سے پہلے قرآن کا نام مصحف رکھا اور اس کی دلیل پیش کی۔ یہ وہ ہیں کہ سب سے پہلے خلیفہ انہیں کو کہا گیا۔

اہلسنت کا اجماع ہے کہ افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی پھر تمام عشرہ مبشرہ پھر باقی تمام اہل بدر پھر باقی اہل احد پھر باقی اہل بیعت پھر باقی صحابہ ہیں رضی اللہ عنہم۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہم سے افضل ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی وہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ رضی اللہ عنہ،

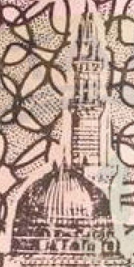
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ان سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں لوگوں کو فتویٰ کون دیتا تھا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ ان دونوں کے علاوہ علم میں زیادہ کوئی نہ تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان میں ہمارے وزیر جبرئیل و میکائیل ہیں اور زمین میں ہمارے وزیر ابوبکر اور عمر ہیں رضی اللہ عنہما۔

# نعتیں

## محمد دانش علی فریدی

مئے حبِ نبی سے ہیں فضائیں مشکبار اپنی
کرم جلوہ ملتفت اپنے ہوائیں کیف بار اپنی
نوازا ہے مسلسل رحمتوں نے یا رسول اللہ
یہ خوئے دلنوازی ہے ہمیشہ سازگار اپنی
جو ہے سرمستِ لطف انکا مثلی سے کیوں ڈھونڈے
مثالِ احمد مختار چشم انتظار اپنی
لرز جائے نہ عرش رب اعلیٰ سوز باطن سے
بسرعت بھیجدے یارب عطائیں بے شمار میں
بلند و بانگ دعوے بھول جائیں راکٹوں والے
تجلی گر دکھا جائیں کہیں رف رف سوار اپنی
امام اہلسنت آ گئے قسمت سجانے کو
تجلی کیوں لیے بیٹھے رہیں زیرِ مزار اپنی
یہ صد سالہ ہے جشن مفتی اعظم بریلی میں
دکھا دی مسلکِ رضوی نے شانِ افتخار اپنی
بشارت انتم الاعلون ہے ایمان والوں کو
بلندی سے نہ ہو کیوں قوم مسلم ہمکنار اپنی
بریلی میں جمع ہیں عاشقانِ مسلکِ رضوی
حضور آ کر بچشم خاص دیکھیں یہ بہار اپنی
بعرس اعلیٰ حضرت مجمع عشاق سے بولے
میں برساؤں گا رحمت ہے یہ امت جانثار اپنی
مزار اعلیٰحضرت سے نہ جائیں گے کبھی خالی
دکھا دے معجزہ شانِ کرم پروردگار اپنی
جو مہکا گلشن رضوی مدینہ سے صدا آئی
یہ اپنا ہی گلستان ہے یہ ہے فصلِ بہار اپنی
سرِ محفل نوازا رحمتوں نے آ کے اے دانش
مزین دولتوں سے ہے حیات خوشگوار اپنی



## قمر مصطفوی شمش آبادی

جس کو دامانِ محمد مصطفیٰ ملتا نہیں
رات دن سجدے کرے لیکن خدا ملتا نہیں
جسکے دل میں انکی یادوں کا نہو روشن چراغ
اس کا تو کونین میں جلتا دیا ملتا نہیں
ہاتھ میں جسکے نہو ان کی غلامی کی سند
خلد میں جانے کا اس کو راستہ ملتا نہیں
صادق و عادل امین و ہمنوا اور غمگسار
خلق کے پردے میں انکے خلق کا ملتا نہیں
گنبدِ خضرا کی ٹھنڈی چھاؤں کا منظر حسین
خلد کی رعنائیوں میں با خدا ملتا نہیں
عرش سے باہر رہے ہیں انبیاء سارے مگر
جز محمد کے کسی کا نقشِ پا ملتا نہیں
شان میں نازل ہوا جنکی کلام لا کلام
ان کی عظمت اور رفعت کا پتہ ملتا نہیں
جنکے تلوؤں کے نشاں میں آسمان در آسمان
سربلندی کا مگر پھر بھی سرا ملتا نہیں
چاند سا میں کیسے کہدوں انکو دیکھے ہیں تمام
حسن کی دنیا میں ان کے حسن کا ملتا نہیں
رحمت اللعالمیں ہے شان ان کی با خدا
بس خدا کے بعد ان سا دوسرا ملتا نہیں
تاج والوں میں مرا بھی پھر تو ہو جائے شمار
سر پہ رکھ لوں کیا کروں وہ کفشِ پا ملتا نہیں
رکھ لیا سینے میں پتھر نے نبی کا نقشِ پا
دل میں نجدی کے مگر نورِ خدا ملتا نہیں
مدح خواں ہوں مصطفیٰ کا اسلئے ہوں سرفراز
کیسے کہدوں نعت گوئی کا صلہ ملتا نہیں
قبر ہو یا حشر ہو ان کے عدو کو اے قمر
انکی مہکی مہکی زلفوں کا مزہ ملتا نہیں

# اسلام میں داڑھی کی اہمیت

محمد خورشید آنور، متعلم جامعہ اشرفیہ مبارکپور

آج کے اس سائنٹفک دور میں انسانی زندگی بظاہر ترقیوں کی معراج پر نظر آتی ہے لیکن دنیوی عروج وارتقا کے ساتھ ساتھ دینی انحطاط بھی روز روشن کی طرح واضح اور صاف جھلکتا دکھائی دیتا ہے جسے ہر ذی شعور، صاحب فراست، دور بین اور مذہبیات کی ادبی واقفیت رکھنے والا انسان بھی محسوس کر سکتا ہے غیروں کی روش اختیار کرنے ان کے جاری کردہ — مہلک جراثیم اور غیر اسلامی رسم ورواج کو اپنانے کی ایک مہلک وبا پھیل چکی ہے۔ اخلاق وکردار کی پستی اور شریعت سے بیزاری بڑھ رہی ہے۔ کاغذی پھولوں کی ظاہری چمک دمک اور مصنوعی خوشبو ہر کس وناکس کو تیزی سے اپنی جانب کھینچ رہی ہے۔ صورت حال اس قدر نازک ہو چکی ہے کہ تقریباً ہر شخص اس طوفان بلاخیز میں کسی نہ کسی رخ سے گرفتار نظر آتا ہے۔ جاہل طبقہ سے لیکر ارباب فکر ونظر تک سبھی اس کے زہریلے اثرات سے متاثر ہیں جس کی وجہ سے اسلامی قانون کی پاسداری کا جذبہ سرد ہوتا جارہا ہے غیروں کی روشن اور وضع قطع اختیار کرنے کو قابلِ فخر سمجھا جانے لگا ہے، ماحول نہایت پراگندہ اور پر فتن ہو چکا ہے حتی کہ اکثر وبیشتر حضرات کا یہ مزاج بن چکا ہے۔

ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے

لیکن قوم وملت کی تباہ حالی کو دیکھ کر ایک مسئلے کی جانب میں اپنے اسلامی بھائیوں کے ذہن وفکر کو مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ یہ مسئلہ اس دور کے ایک ایسے وبائی مرض کے متعلق ہے جو اپنے زہریلے اثرات کے ذریعے نوجوان طبقہ کو خصوصًا اور پوری ملت اسلامیہ کو عمومًا ہلاکت وبربادی کی جانب لے جا رہا ہے اور مشاہدات شاہد ہیں کہ بجائے ختم ہونے کے یہ بیماری بتدریج بڑھتی ہی جارہی ہے عوام کی بات تو جانے دیجئے ایسے قائد ورہنما اور زعمائے ملک وملت بھی اس بلا میں گرفتار ہیں جنہیں فخر ہے کہ مسلمانوں کی کشتی حیات کے صحیح ناخدا وہی ہیں اور اسلامی قوانین وضوابط کی پوری رعایت کرتے ہوئے وہی سفینہ زیست کو منزل مقصود کی جانب لے جانے والے ہیں۔

محترم قارئین! آپ حیران وپریشان نہ ہوں بلکہ اپنے اطراف وجوانب نگاہیں — دوڑائیں اور بنظر غائر دیکھنے کی زحمت فرمائیں تو فی الفور آپ میری باتوں سے متفق ہو جائیں گے کہ حضرات علماء کرام اور دینی مدارس سے متعلق چند قابل احترام افراد کے علاوہ کتنے لوگ ہیں جو داڑھی رکھتے ہیں اور وہ بھی شرعی داڑھی؟ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اپنے خوش نصیب افراد کی تعداد نہایت قلیل ہے جن کی داڑھی شریعت کی کسوٹی پر صحیح اترتی ہے۔

اسلام میں داڑھی کا مقام بہت اعلیٰ وارفع ہے کیونکہ احادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر اس کا تذکرہ اور اس کے احکام درج ہیں۔ بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"خالفوا المشركين اخفوا الشوارب واوفروا اللحى"

ترجمہ:۔ اے مسلمانو تم مشرکین کے طریقے کے برخلاف مونچھوں کو تراشو اور

داڑھی کو بڑھانے کا حکم دیا ہے۔

داڑھی رکھنے کے لئے اگر واضح اور صاف لفظوں میں احکام صادر نہ ہوتے تو بھی ہمیں بصد شوق داڑھی رکھنی چاہیئے تھی کیونکہ آدم علیہ السلام سے لیکر حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک جملہ انبیاء و مرسلین میں سے کسی ایک نبی کی سیرت مبارکہ میں بھی یہ خصلت نہیں ملتی کہ وہ داڑھی نہیں رکھتے تھے۔ خلفائے راشدین صحابہ کرام، تابعین، تبع، تابعین، ائمہ اربعہ، مجتہدین، مجددین اور اللہ کے نیک ومقرب بندوں کی سیرتوں کا مطالبہ کر جائیں مگر ایسی مثالیں نہیں لا سکتے کہ فلاں قابل تقلید شخصیت کی سیرت مبارکہ شرعی داڑھی سے خالی ہے۔

اسلام میں داڑھی کی کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ ایک شخص مسائل شرعیہ کا اچھی طرح جاننے والا، بہترین سند یافتہ عالم، عمدہ قاری، اونچے خاندان کا عمر دراز اور خوبصورت ہی کیوں نہ ہو اگر وہ داڑھی نہیں رکھتا یا خشخاشی داڑھی رکھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی کیونکہ داڑھی منڈانے یا ایک مشت سے کم رکھنے والا خواہ عام انسان دیہاتی اور ان پڑھ ہو یا میدان سیاست کا سپر فاسٹ کھلاڑی ہو، درس و تدریس کا بادشاہ ہو یا کسی خانقاہ کا مسند نشیں ہو وہ فاسق معلن ہو جاتا ہے جملہ مفتیان کرام کا اسی پر فتویٰ ہے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

"حلق کردن لحیہ حرام است و گذاشتن آن بقدر قبضہ واجب است"

ترجمہ: داڑھی کا مونڈنا حرام ہے اور داڑھی کا مٹھی بھر رکھنا واجب ہے۔

خداوند قدوس نے مردوں کو داڑھی دیکر انہیں عورتوں سے ممتاز فرمایا ہے لیکن ہم میں سے اکثر حضرات اس امتیازی شان کو روپے لگا کر مٹاتے اور بارگاہ خدا کے مجرم بنتے ہیں۔ فرمایا گیا ہے کہ چار شخصوں کی صبح و شام غضب خداوندی کے ساتھ ہوتی ہے جن میں سے ایک "زنانہ" یعنی داڑھی منڈانے والا بھی ہے۔ تعجب ہے قوم مسلم پر کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کو اپنا خطرناک دشمن اور اسلامی معاشرے کو تباہ و برباد کرنے والا حریف سمجھتے ہوئے بھی انہیں کی نقلیں اتارنے میں مصروف ہے اور سروں پر جوئیں تک نہیں رینگتی، یہ بھی خیال نہیں کہ وہ ہمارے دشمن اور ہمارے ایمان کے رہزن ہیں۔

اس ہمہ گیر وبائی مرض کی دو صورتیں دیکھنے کو ملتی ہیں تو یہ ہے کہ چہرہ بالکل صاف شفاف عورتوں کے مثل بنا دیا جائے جسے ہم عرف عام میں داڑھی منڈانا یا داڑھی چھلانا کہتے ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ بال تو ہوں مگر حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا گیا ہو جسے خشخاشی یا غیر شرعی داڑھی کہتے ہیں۔ ایسی داڑھی رکھنے والا معلوم ہوتا ہے کہ اسے شریعت کا متبع بن کر نہیں رکھتا بلکہ خود مختار بن کر رکھتا ہے کہ جیسی رکھنے میں اسے اچھی لگے اور اس کی طبیعت خوش ہو ویسی ہی رکھنا اس کا مسلک ہے۔ شریعت میں ایسی خود مختاری کا کوئی جواز نہیں بلکہ شریعت نے ہر ایک کے لئے ایک حد قائم کر دی ہے جس کے اندر ہی ہی ہمیں چلنا ہے اور اس سے تجاوز کرتے ہی کوئی دفعہ لاگو ہو جائے گی۔ وضع قطع، چال چلن، رہن سہن، رفتار و گفتار دوستی و دشمنی، پسند اور ناپسند غرض کہ زندگی کے ہر شعبے میں مسلمانوں کو شریعت کی حدوں کا پابند رہنا ہے جس حد تک کسی چیز کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے وہ بلا شبہ وہاں تک جائز و درست ہے جسے ناجائز کہہ دیا وہ چیز یقیناً ناجائز ہوگی اب کوئی طاقت اسے جائز نہیں کر سکتی ہے نہ تو اس میں خواہش نفس کا لحاظ کیا جائیگا اور نہ بے لگام عقلی گھوڑے دوڑائے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے عقلی گھوڑے دوڑا کر خواہش نفس کی پیروی کرنے کی کوششیں کیں حق و ہدایت سے ہٹتے چلے گئے۔

داڑھی نہ رکھنے والا خود تو غضب الہٰی کا مستحق ہوتا ہی ہے۔ دوسروں کے لئے بھی مصیبت بنتا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے مسلم سوسائٹی میں جرم کے دروازے کھلتے ہیں، بچوں کے کردار پر برا اثر پڑتا ہے اور دھیرے دھیرے ان کے قلب و جگر سے فرمانبرداری کے جذبات ختم ہونے لگتے ہیں غیر مسلموں کو اسلامی لارکا مذاق اڑانے اور غیر شرعی امور نافذ کرنے کا حوصلہ ملتا ہے،

معاشرے اور سوسائٹی کو معصیت و گمراہی کے دلدل سے بچانے اور غیر صحت مند ماحول سے محفوظ و مامون رکھنے کے لئے اسلامک لائنے کہا۔ داڑھی منڈانے یا خشخاشی رکھنے والا چونکہ فاسق معلن توبہ کرنے کے بجائے اسی پر قائم و دائم رہ کر عذاب الٰہی کا مستحق، معاشرے میں جرائم کی راہ ہموار کرنے والا، سنت رسول سے منہ موڑ کر خدا اور اس کے رسول کی ناراضگی مول لینے والا، خدا کی دی ہوئی اس امتیازی شان کو اپنے ہاتھوں سے مٹا کر اور اسلامی شکل و صورت کا جنازہ نکال کر غیر اسلامی صورت و ہیئت بنانے والا ہے اس لئے اس کی تعظیم نہ کی جائے، اسے سلام کرنے میں پہل کرنا مکروہ، اس کی گواہی غیر معتبر، اگر وہ امام ہے تو اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازیں مکروہ تحریمی ہونے کی وجہ سے واجب الاعادہ موئے زیرلب جسے ہندی میں بچی کہتے ہیں داخل ریش ہے اس لئے جو حکم داڑھی کا ہے وہی حکم موئے زیرلب کا بھی ہے۔ نائب مفتی اعظم ہند علامہ شریف الحق امجدی صاحب کی خدمت میں داڑھی اور بچی سے متعلق آئے ہوئے ایک فتویٰ کا جواب ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں۔

"داڑھی کا طول ایک مشت یعنی تھوڑی سے نیچے چار انگل ہے اس سے کم کرنا بالاتفاق حرام ہے کسی کے نزدیک حلال نہیں فتح القدیر و در مختار میں ہے "اما الاخذ (من اللحیۃ) وھی دون ذالک (ای القبضۃ) فلم یبحہ احد"

یعنی جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس میں سے کچھ لینا یہ کسی کے نزدیک حلال نہیں" بقلم مولانا معراج القادری فتویٰ ۳۴۴/۳۲ از رجسٹر افتاء نائب مفتی اعظم ہند مصدقہ نائب مفتی اعظم ہند ۲۷، ۱۲، ۱۴۰۹ھ" آگے چل کر ایک دوسرے سوال "زید امام ہے اور موئے زیر لب کٹواتا ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والا فاسق ہے یا نہیں" کے جواب میں رقمطراز ہیں۔

"یہ داخل ریش ہے تو اس قطع کے سبب زید فاسق معلن ہو گیا اسے امام بنانا جائز نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی جب اس کی خود اپنی نماز مکروہ تحریمی ہوگی، تو دوسروں یعنی مقتدیوں کی بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہوگی اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا بہتر بلکہ واجب جہ جائے کہ اس سے فسق ثابت ہو"

(مستفتی ظہیر الاسلام خان فتویٰ ۲۷۱/۳۴)
بقلم مولانا معراج القادری مصدقہ در رجسٹر افتاء نائب مفتی اعظم ہند علامہ شریف الحق امجدی ۲۷، ۱۲، ۱۴۱۵ھ

مندرجہ بالا تحریر سے قانون ساز پیغمبر برحق کا فرمان اور مفتیان کرام کے فتاوے آپ ملاحظہ فرمایا اب لگے ہاتھوں آئینے میں اپنی صورت و ہیئت کا دیدار کرتے ہوئے خود ہی حکم بن کر فیصلہ کیجئے کہ ہمارے اطوار و کردار سے رسول گرامی وقار کو فرحت و مسرت ملے گی یا ان کی دل شکنی ہوگی حبیب خدا خوش ہوں گے یا ناراض۔

اسلامک لا کی پاسداری کے جذبے سے سرشار ہو کر بہت سے غیرت مند مسلمانوں نے اپنی اپنی نوکریوں کو خیر باد کہہ دیا اور دنیوی عزت و جاہ کو ٹھوکر مار دی لیکن ایمانی جذبے کو دبانے کی کوشش نہیں کی کیوں کہ داڑھی محبت کی نشانی ہے۔ آئے دن اخبارات و رسائل میں یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ فلاں مرد مجاہد نے داڑھی رکھنے کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے اپنی ملازمت سے استعفا دیدیا لیکن سنت نبوی کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ کیا ایسے لوگ کھائے بغیر مر گئے؟ ہرگز نہیں واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ اطراف عالم میں ان کی جوانمردی کا ڈنکا بجا اور ان کے اعتقاد و ایمان میں مزید استحکام و پائیداری آئی۔

داڑھی رکھنے سے اگر ایسی جگہیں چھن جانے کا خطرہ ہو جہاں رہنا ہمارے لئے از روئے شرع جائز نہیں ہے تو ان جگہوں کو چھن جانے دیجئے اور اگر ان مقامات پر ہمارا حق ہے اور وہاں رہنا ضروری ہے تو یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ اپنی خوبصورت داڑھی دیکر اس جگہ کو حاصل کریں۔ جوانمردی اور عقلمندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ کوئی ایسا راستہ اور ایسا طریقۂ کار اپنایا جائے ہماری داڑھی پر بھی آنچ نہ آئے اور اس جگہ اپنا استحقاق ثابت کرتے ہوئے مقیم رہ سکیں۔

اسلام ہی وہ پیارا اور جامع

مذہب ہے جس نے زندگی کے ہر شعبے میں حدود و قیود اور احاطہ سازی فرما کر ہماری حفاظت فرمائی اور صراط مستقیم کی رہنمائی کے لئے سارے قوانین و ضوابط کھول کھول کر تفصیل سے بیان کردئے کہ اس پر عمل پیرا ہو کر ہم آسانی سے منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔

زمانہ شاہد ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے کمر بستہ ہو کر میدان علم و عمل میں قدم رکھا کامیابی قدم چومنے کے لئے دوڑ پڑی عزت و وقار نے خیر مقدم کیا اور تخت و تاج اپنی گود میں لینے کے لئے بیقرار نظر آیا ارشاد ربانی ہے۔

"وَلَا تَھِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ"۔

مسلمانو! کب تک خواب غفلت میں پڑے رہو گے؟ آؤ خواب غفلت سے بیدار ہو کر پھر میدان علم و عمل میں کود پڑیں نیا عزم اور بلند حوصلہ لیکر قدم بڑھائیں اور دشمنوں کو بتا دیں کہ مسلمان ایسی قوم ہے جس کا کردار عمل ہی شناختی کارڈ ہے یہ قوم جس دھرتی پر گئی اسے یہ بتانے کی ضرورت پیش نہ آئی کہ وہ مسلمان ہے بلکہ اس کے اخلاق و کردار عادات و اطوار، شکل و صورت، چال چلن، رہن سہن، رفتار و گفتار اور طرز معیشت خود ہی پکارتی رہی کہ یہ مسلمان ہے۔ غیور مسلمانو! غیروں کی روش چھوڑ دو اور اپنے آپ کو پہچانو یہی حالات کا تقاضہ اور یہی وقت کی پکار ہے۔

خدا ہم مسلمانوں کو صراط مستقیم پر گامزن فرمائے۔ (آمین)



# اعلان

لک الحمد یا اللہ والصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں محمد عزیز عالم بن عبدالقدوس صاحب، مقام و پوسٹ کما ضلع سیتامڑھی کا رہنے والا ہوں میں آج بتاریخ ۱۸ جون ۱۹۸۹ء کو خالصاً لوجہ اللہ بغیر کسی دباؤ یا لالچ کے خداوند عالم جل جلالہٗ بحمدہ الکریم کو سمیع و بصیر کو اور اس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر مانتے ہوئے صدق دل سے قاضی شریعت شیر نیپال حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی، شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ جنک پوردھام نیپال کے ہاتھوں پر دیوبندیت سے توبہ کرتا ہوں۔ چونکہ اکابر دیوبند اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں۔ قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں صریح گستاخی اور توہین کی ہیں۔

جس کی بنیاد پر علماء عرب و عجم ہند و سندھ بصرو شام میں مذکورہ بالا علماء دیوبند پر کفر کے فتاوے صادر فرماتے اور فرمایا۔ من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کے کافر اور معذب ہوتے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ میں اس کی بہ تہ دل سے تصدیق کرتا ہوں اور پورے انشراح صدر کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ فرقہ ہائے باطلہ خصوصاً فرقہ دیوبندیہ سے میرا کوئی رابطہ و تعلق نہ ہو گا چاہے وہ یہ کے خاندان کا ہی فرد کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالے سے دعا کرتا ہوں کہ مذہب اہلسنت مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان پر (جو غوث اعظم و سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا مسلک ہے) پر قائم رکھ اور چلنے کی توفیق بخشے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالے میں تحریری اور تقریری بیان اس لئے دے رہا ہوں تاکہ دوسرے لوگ بھی جو دانستہ یا نادانستہ دیوبندیوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں الگ ہو جائیں۔

محمد عزیز عالم، کماوی مقام کما ضلع سیتامڑھی (بہار)

محمد سعید، محمد عطاء الرحمٰن خاں
۱۴ ذی قعدہ

شائع کردہ:۔ مدرسہ نور العلوم رضا، چوک کما ضلع سیتامڑھی (بہار)

# مراسلات

## راہِ ہدایت اشتہار

آل انڈیا سُنی جمعیۃ العلماء دہلی کے شعبۂ نشر واشاعت نے آٹھ مسائل۔ اقامت، سلام، انگوٹھے چومنا، ایصال ثواب، نذر و نیاز، صلاۃ، اذانِ ثانی، مصافحہ پر مشتمل اشتہار بنام راہِ ہدایت شائع کیا ہے ضرورت مند حضرات "۵۰" پیسے کا ڈاک ٹکٹ بھیج کر مندرجہ ذیل پتوں سے مفت حاصل کریں۔

ملنے کے پتے:-

مسجد مصطفےٰ نیو ۸۰ ریلاٹ ویلکم سلیم پور دہلی ۵۳

مسجد نور النبی نزعیدگاہ جنتا کالونی ویلکم سلیم پور دہلی ۵۳

## الجامعۃ الرضویہ پٹنہ میں عرس حافظ ملت

گذشتہ دنوں مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۸۹ء بروز سنیچر الجامعۃ الرضویہ پٹنہ کے وسیع صحن میں جلالۃ العلم واستاذ العلماء حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ محدث مرادآبادی و بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور کا عرس سراپا قدس نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منایا گیا۔

عرس کا آغاز بعد نماز فجر قرآن خوانی سے ہوا۔ جس میں جامعہ کے طلبہ واساتذہ کے علاوہ شہر کے متعدد حضرات شامل تھے، بعدہٗ ۹ بجے دن میں نظم ونثر میں خراجِ عقیدت پیش کئے جانے کا روح پرور سلسلہ شروع ہوا۔ عزیزی حافظ محمد بدرالزماں سلمہٗ کی تلاوت قرآن کے بعد عزیزی مولوی منہاج الدین سلمہٗ متعلم جامعہ ہذا نے بارگاہِ رسالت میں نعتِ پاک پیش کی پھر عزیزی حافظ محمد نعیم الدین و مولوی رونق جاوید سلمہما متعلمین جامعہ ہذا نے حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں منقبتوں کے گلدستے پیش کئے۔

جلسہ کی صدارت حضرت مولانا محمد انصار الحق نوری صدر انتظامیہ کمیٹی جامعہ ہذا نے فرمائی جبکہ مقرر خصوصی کی حیثیت سے حضرت مولانا حافظ وقاری محمد قمرالزماں نوری نے حضور حافظ ملت کی حیات وخدمات پر مختصر مگر جامع انداز میں روشنی ڈالکر حاضرین کو آپ کی ذات سے روشناس کرایا۔

آخر میں صلاۃ وسلام کے بعد صدر جلسہ کے دعائیہ کلمات کے ساتھ جلسہ کے اختتام پر ان تمام تر تقریبات کا ثواب حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں نذر کیا گیا۔

رپورٹ

محمد نذیر القادری مصباحی

نائب صدر المدرسین الجامعۃ الرضویہ

"پٹنہ"

## دارالعلوم مظہر العلوم گرسہائے گنج کا جلسہ دستار فضیلت

دارالعلوم مظہر العلوم گرسہائے گنج ضلع فرخ آباد کے جلسۂ دستار فضیلت کے دونوں اجلاس (منعقدہ یکم و ۲ر مارچ) حسن خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئے، حضور جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری صاحب قبلہ کی عدم شرکت کا۔ بانیٔ دارالعلوم عالی جناب سیٹھ مظہر الدین صاحب اساتذہ مدرسہ وطلبہ کو بڑا احساس ہوا اور ان کی غیر موجودگی کی وجہ سے جلسہ کا وہ رنگ جو ان کی موجودگی میں قائم رہتا ہے دیکھنے میں آیا ہے۔

پہلے اجلاس میں۔ حافظ شریف بارہ بنکوی، مولانا عبدالنعیم عزیزی، مولانا صغیر احمد، قاری رضی اللہ اور مولانا منان رضا صاحبان نے تقریریں کیں۔

حیدر لاری، نسیم فرخ آبادی اور قمر سلیمانی صاحبان نے منظومات پیش کئے

دوسرے اجلاس میں، مولانا مختار احمد، مولانا صغیر احمد، مولانا قاری رضی اللہ مولانا حافظ عبید اللہ خاں، مولانا مظفر حسین کچھوچھوی صاحبان وغیرہ نے خطاب فرمایا۔

دونوں روز کے اجلاس کی صدارت حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کچھوچھوی نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض حضرت مولانا علی احمد سیوانی صاحب نے انجام دئے۔

۲۶ رحفاظ قرآ و علماء کی دستار بندی ہوئی الحاج سیٹھ مظہرالدین صاحب ایک مخیر اور دیندار مسلمان ہیں۔ یہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے مرید ہیں اور انہیں بریلی شریف سے بڑی عقیدت و محبت ہے، مدرسہ کا سارا خرچ اور جلسہ وغیرہ کے اخراجات یہ اپنے پاس سے کرتے ہیں۔ مولائے قدیر ان کے مال، عمر اور عمل میں برکت دے اور دارین کی برکتوں سے نوازے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

## نوری محفل

حضور مفتی اعظم علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کے لئے حاجی محمد عثمان صاحب کیلنڈر والے کے مکان واقع کامیکر اسٹریٹ بمبئی میں محفل کا انعقاد ہوا جس میں جانشین مفتی اعظم حضور علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔

## بھاگلپور میں ادارۂ شرعیہ کی کارگزاریوں کی تازہ رپورٹ

آج ۱۳ر جنوری کو ادارہ شرعیہ ریلیف کیمپ کے انچارج مولانا غلام رسول بلیاوی اور ادارہ کے سرپرے افسر دردی فاں پلاننگ کمیٹی میں شرکت کے لئے ادارے میں تشریف لائے۔ انہوں نے علامہ ارشد القادری کی خدمت میں بھاگلپور ریلیف سنٹر کی کارگزاریوں کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ!

(۱) آٹھ سال کا ایک بچہ جسے فساد کے دوران بی، ایس، ایف والوں نے بیہوشی کی حالت میں دھان کے کھیت سے اٹھا کر بھاگلپور کے جواہر لال اسپتال میں داخل کردیا تھا۔ اس کی طرف سے ڈاکٹروں نے اتنی بے توجہی برتی کہ زخموں پر ٹانکے تک نہیں لگائے۔ یہاں تک کہ سارے زخم سڑ گئے، سر پر گڑاسے کا جو گہرا زخم لگا تھا وہ بالکل ابلنے لگا اسی حالت میں ادارۂ شرعیہ ریلیف سنٹر کے لوگ اسے وہاں سے اٹھا کر کیمپ میں لے آئے۔ اب اس کا پرائیوٹ علاج ہو رہا ہے۔ دن بدن اس کی حالت سدھر رہی ہے۔ وہ بولنے سے قاصر ہے۔ اشارے سے بات کرتا ہے۔

(۲) ۳۰۰، وہ اجڑے ہوئے لوگ جن کے سارے وارثین شہید کر دیئے گئے انہیں بسانے کے لئے بھاگلپور میں پانچ بگھے زمین پر امام احمد رضا کالونی " کے نام سے دو سو گھروں کی ایک بستی بسانے کا کام ادارۂ شرعیہ کی سرپرستی میں شروع کر دیا گیا ہے زمین کی خریداری کی ذمہ داری انجمن تحفظ اہل سنت مدنپورہ بنارس نے قبول کرلی ہے جبکہ مکانات تعمیر کرانے کی پیشکش آل انڈیا سیرت بمبئی نے کی ہے مسلمانوں کی دیگر تنظیموں نے بھی اس کار خیر میں حصہ لیا تو اس کا دائرہ وسیع کیا جا سکتا ہے۔

(۳) ادارۂ شرعیہ ریلیف سنٹر کے رضا کاروں نے مختلف مقامات سے ایسے اٹھارہ یتیم بچے حاصل کئے ہیں جن کا کوئی سرپرست دنیا میں موجود نہیں ہے۔ وہ اس وقت ریلیف کی کفالت میں ہیں۔ ادارہ کی طرف سے ان کی تعلیم و تربیت اور پرورش و پرداخت کا معقول انتظام کیا جا رہا ہے۔

(۴) بہلم تھانہ کی چودہ بستیوں میں جو فساد سے بہت زیادہ متاثر ہیں وہاں ادارۂ شرعیہ کی طرف سے بیس ہزار نقد تین سو نئے کمبل ایک سو پچاس دریاں، تین گانٹھ نئے ملبوسات اسی ہفتے میں متاثرین کے درمیان تقسیم کئے گئے ہیں۔

(۵) بھاگلپور سنٹرل جیل میں مسلمان اسیروں کے درمیان تقسیم کرنے کے لئے ایک سو تیس لنگیاں، تیس لوٹے دو بورا چوڑا، چھ سو بیس نہانے کے صابن اسی ہفتے میں پہنچایا گیا ہے جبکہ کیمپ جیل میں چالیس لنگیاں، ایک بورا چوڑا آدھی بچی بچی گڑ اور مردوں کے نئے ملبوسات پہنچائے گئے ہیں۔

(۶) بھاگلپور کے دیہاتی علاقے شمبھو گنج، تارا پور، اور اشر گنج میں ادارۂ شرعیہ کی طرف سے تین سو پندرہ کمبل، لوٹے اور نئے ملبوسات متاثرین کے درمیان تقسیم کئے گئے ہیں مسجدوں کے لئے ۳۵ر دریاں، لوٹے بیس چٹائی اور بارہ جلد قرآن کریم وہاں پہنچائے گئے ہیں۔ ناگپور کے حاجی رمضان اینڈ سنس کی طرف دو سو دریاں ادارے کو موصول ہوئی تھیں۔

(۷) فساد کے دوران بھاگلپور شہر میں مسلمانوں کی جو دکانیں لوٹ کر جلا دی گئی تھیں اب ہندو مالکان، ان دکانوں سے ان مسلمانوں کو بے دخل کرنے کے لئے طرح طرح کے اقدام کر رہے ہیں۔ ایسی تمام دکانوں پر کرایہ داروں کا قبضہ بحال رکھنے کے لئے ادارہ

کی طرف سے قانونی کاروائیاں کی جارہی ہیں۔

جان عالم خاں حبیبی
(ناظم ادارہ)

## ایک کتاب مفت آپ کیلئے

ادارہ کے جانب سے طبع پہلی کتاب مفت "کعبۃ اللہ میں لہو کی بوندیں"، قیمت ۲۰ روپے آفسیٹ، گردپوش تین رنگ ضخامت دوسو۔

مصنف: الحاج عبدالرحمٰن انصاری

اردو لائبریری یا آپ پڑھنا چاہیں تو آپ ڈاک رجسٹریڈ محصول مبلغ آٹھ روپے کا ٹکٹ ادارہ کے نام بھیجکر طلب کیجئے

پتہ: ناظم فیض عام دارالمطالعہ رحمانیہ مقام شیخ ٹولہ ڈاکخانہ نیا گاؤں ضلع چھپرہ (بہار) پن ۸۴۱۲۱۷

## خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ میں عرس نوری
### عظیم پیمانے پر منعقد ہوا

"مارہرہ شریف کی مقدس دھرتی پر جو جلیل القدر ہستیاں محوِ استراحت ہیں ان پر خصوصی امتیاز اصحاب علم و فضل کے لئے رشکِ حد تک باعث کشش ہے کہ صاحب سبع سنابل حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ (متوفی ۱۰۱۷ھ) کے خلف اکبر حضرت سید میر عبدالجلیل قدس سرہٗ کے پوتے حضرت شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ سے لے کر موجودہ صاحب سجادہ حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی تک کے وہ سبھی مشائخ سلسلہ جنہیں اس خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی سجادہ نشینی کا شرف حاصل ہوا وہ ہندوستان بھر کے علماء و مشائخ کے درمیان علمی، دینی اور روحانی اعتبار سے نمایاں اور اپنے معاصرین کی صف میں سربلند اور باوقار نظر آتے ہیں۔"

(علامہ یٰسین اختر مصباحی، حجاز جدید نئی دہلی)

اسی سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے ایک بزرگ حضور خاتم الاکابر سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ کے یوم وصال ۱۱ رجب المرجب، مطابق ۸ فروری ۱۹۹۰ء بروز پیر ان کا ۸۲ واں سالانہ عرس شریف شہزادۂ سید العلماء، حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں صاحب برکاتی نوری کے

ادارہ سنی دنیا کو ایک بڑا صدمہ!!!

# چھوٹے عبدالوحید صاحب!!

ادارہ سُنی دنیا کے ایک رکن اور ماہنامہ سنی دنیا کے منیجر جناب عبدالوحید صاحب رضوی نوری مرید حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ۔ جو یہاں چھوٹے عبدالوحید صاحب کے نام سے جانے جاتے تھے وہ ایک مختصر علالت کے بعد ۶ مارچ ۱۹۹۰ء مطابق ۸ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ شب میں ۸ بجے ضلع اسپتال بریلی میں رحلت کر گئے۔ مرحوم کی عمر بمشکل تمام ۳۵، ۳۶ سال تھی ان کے پانچ چھوٹے بچے ہیں۔

مرحوم عبدالوحید صاحب تقریباً نو سال سے جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری مدظلہ کے یہاں کام کرتے تھے۔ مرحوم باشرع اور خوش مزاج نوجوان تھے۔ ان کے جنازہ کی نماز رضا مسجد کے موجودہ امام مولوی عبدالوحید صاحب نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں سیکڑوں افراد شریک تھے۔ سوم کی فاتحہ ۹ مارچ مطابق ۱۱ شعبان انجام پذیر ہوئی۔ حضور جانشین مفتی اعظم عمرہ کو گئے ہوئے ہیں۔ انہیں ٹیلی فون سے ان کی رحلت کی خبر دیدی گئی حضرت نے دعائے مغفرت کی ادارہ کی جانب سے مرحوم کے لئے ایصال ثواب کرایا گیا۔

مولائے قدیر مرحوم کے پسماندگان خصوصاً ان کی بیوہ اور ان کے ضعیف والد کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم،

عبدالنعیم عزیزی مدیر ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف۔

زیر اہتمام، ان کے عم مکرم، برکاتی نعمتوں کے قاسم، دینی روحانی اور علمی اقلیم کے تاجدار مشائخ سلسلۂ قادریہ کا برکاتیہ کے سچے وارث و جانشین، سرکار مارہرہ احسن العلماء حضرت علامہ مولانا، حافظ، قاری سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسین میاں قادری برکاتی نوری قاسمی، صاحب سجادۂ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کی باوقار سرپرستی میں اندرونِ درگاہِ شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ ملک و بیرون ملک سے آئے زائرین اور مقامی عقیدتمندوں کی کثیر تعداد کے علاوہ، ملک کے مشہور و معروف علماء و مشائخ قراء و حفاظ حضرات کی موجودگی میں صبح ۸ بجے قرآن خوانی سے تقریبات کا افتتاح ہو کر یہ سلسلہ ½۹ بجے تک جاری رہا۔ بعدہٗ وعظ، نعت و منقبت کی محفل جناب مولوی بشیر احمد قادری برکاتی صاحب کی نظامت میں شروع ہوئی۔ جناب والا نے جلسے کے افتتاح کے لیے جامعہ برکاتیہ سید العلوم کے کالج ناظم اعلیٰ جناب قاری صغیر احمد برکاتی کے فرزند، ننھے منے حافظ قاری محمد میاں برکاتی کو تلاوت کلام پاک کی دعوت دی، ان قرأت کو سامعین نے داد و تحسین اور دعاؤں سے خوب خوب نوازا ان کے اساتذۂ کرام محترم قاری عبدالوہاب صاحب اور محترم قاری محب علی خاں برکاتی صاحب نے فن قرأت کا بہترین مظاہرہ کر کے سامعین کو مسحور کیا قرأت کے دور کے بعد ناظم جلسہ نے یکے بعد دیگرے جناب حافظ محمد افضل برکاتی مارہروی حافظ نذیر احمد بیسلپوری، حضرت مناظر حسین بدایونی اور خدائے برکاتیت، ماسٹر مشتاق احمد برکاتی کانپوری نے نعتیں اور منقبتیں سنوا کر سامعین کے دلوں کو عشق رسول اور محبت و عقیدتِ اولیاء و کرام کی مزید حرارت بخشی۔

تقاریر کی پہلی کڑی تھے شاہ جامع مسجد شمسی بدایوں شریف کے امام و خطیب حضرت مولانا حافظ و قاری عبدالرسول قادری برکاتی صاحب، ان کی پر اثر تقریر کے بعد اناؤنسر نے سرکار نوری میاں علیہ الرحمہ اور نواسے، ان کی گدی کے سچے وارث جگر گوشۂ سید العلماء برکاتی وراثت کے امین، حضرتِ بابرکت سید شاہ آل رسول حسنین میاں قادری برکاتی (مہتمم عرس نوری و سجادہ نشین) خانقاہِ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے استدعا کی۔ حضرت نے اسٹیج پر جلوہ فرما ہو کر سب سے پہلے اپنے نعتیہ کلام کو، اپنے اعلیٰ حضرت رضا بریلوی قدس سرہٗ کی نقلی کرامت ہونے کا برملا اعلان فرماتے ہوئے اپنے نعتیہ کلام کو سنا کر عقیدتمندوں پر رقت طاری فرمادی۔ موصوف کے بعد ناظم جلسہ نے، نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشینِ مفتی اعظم ہند، شیخ طریقت علامہ اختر رضا خاں قادری برکاتی رضوی مدظلہٗ العالی سے درخواست کی، حضرت بابرکت نے انتہائی منکسر المزاجی کے ساتھ درگاہِ برکاتیہ کے ذرّے ذرّے کو غلامانہ خراج عقیدت پیش فرمانے والے تاثرات سے پر انتہائی علمی اور روح پرور تقریر سے سامعین کے قلوب کو منور فرمایا علامہ ازہری میاں صاحب کے بیان کے بعد نقیب جلسہ نے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ سرکار مارہرہ حضور سیدی احسن العلماء سے التجا کی۔ سرکار نے کرم فرما کر تشنگان معرفت کو برکاتی نعمتوں سے خوب خوب نوازا، سرکار مارہرہ کے عارفانہ بیان کے بعد صلوٰۃ و السلام اور پھر سرکارِ نوری میاں علیہ الرحمۃ و الرضوان کی مزار مقدس پر محفل قل شریف، شجرہ خوانی اور دعائے خاص پر عرس نوری کی یہ تقریب تمام ہوئی۔

عتیق احمد برکاتی
ناظم اعلیٰ بزم قاسمی برکاتی ---- مقیم حال — مارہرہ شریف
۸ ر فروری ۹۰ء

## اعتراز

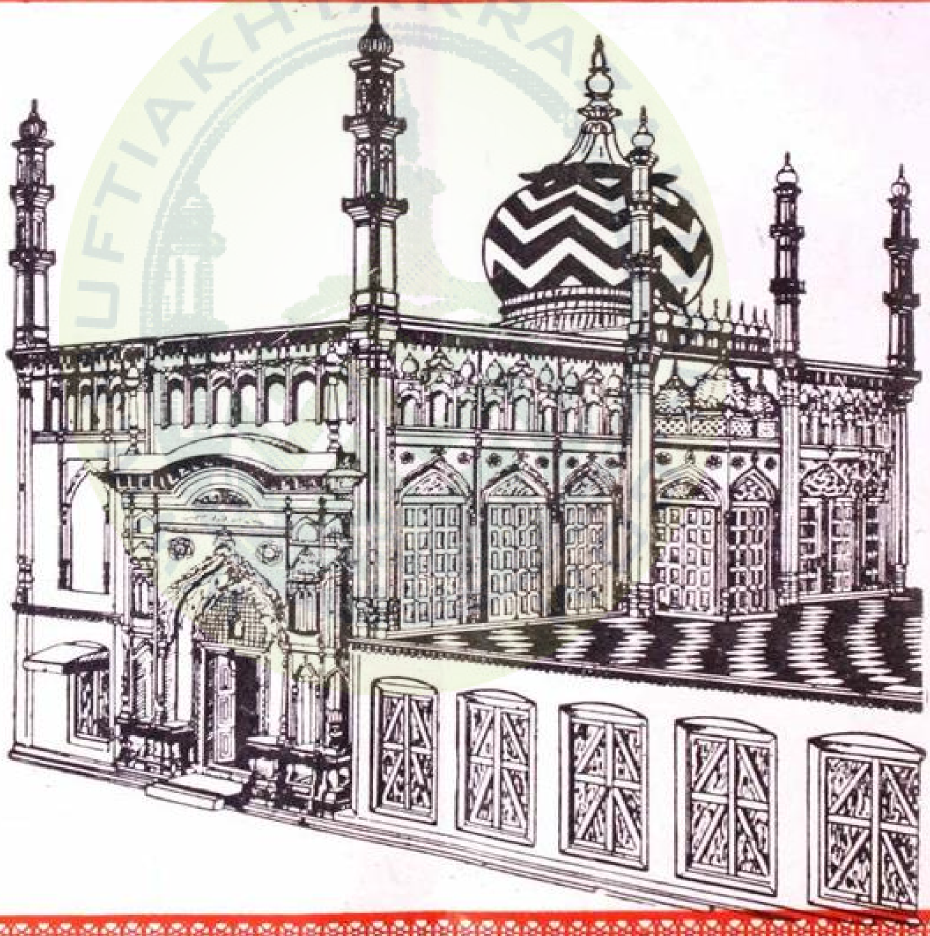
ماہنامہ سنی دنیا کے منیجر چھوٹے عبدالوحید صاحب نوری کی علالت اور پھر ان کے انتقال کی وجہ سے فروری کے شمارہ کی وی۔ پی ایجنٹوں تک نہ پہنچ سکی ادارہ اس کے لئے ایجنٹ صاحبان سے معذرت خواہ ہے۔

مارچ کا شمارہ تیار تھا مگر دفتری نظام (جو عبدالوحید صاحب۔ مرحوم کے وفات اور حضور علامہ ازہری صاحب کے عمرہ پروگرام کی وجہ سے گڑبڑ ہو گیا تھا) کی گڑبڑی کے سبب ممبران تک تاخیر سے پہنچا اس کے لئے بھی ادارہ معذرت خواہ ہے۔

مدیر
سنی دنیا بریلی شریف

# سنی دنیا

ماہنامہ



5/-

نگراں:

مدیر:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
بظل عاطفت: حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

# ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

جلد ۵ --- شمارہ ۹۰/۹۱
مئی، جون ۱۹۹۰ء، مطابق شوال، ذی قعدہ

ایڈیٹر
عبدالنعیم عزیزی علیگ

## شرح خریداری

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قیمت فی شمارہ ________ ۵
سالانہ ________ ۵۰
غیر ممالک سے ________ ۲۵۰

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر، بی، آر، ۱۵۷
رجسٹریشن نمبر
REGDNOX 117 (82)
VOL-3
فون ________ ۲۱۶۶ ۷



مقام اشاعت ____ ۸۲، سوداگران رضا نگر بریلی شریف
مطبوعہ ____ مائدہ آفسیٹ پریس خواجہ قطب بریلی شریف

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ،
منیجر سنی دنیا
۸۲، سوداگران رضا نگر پوسٹ بکس ۲۳۵
بریلی شریف (یوپی)

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں۔
منیجر

اداریہ

محمد ذوالفقار علی خاں (رامپوری)

# بابِ سخن

## ہندوستان میں مسلمان

اگر ایک طرف یہ حقیقت ہے کہ ہندوستانی مسلمان چودہ سو سال قبل کی عظیم الشان روایات کا حامل باطل قوتوں سے برسرپیکار، خدائے وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں سرتسلیم خم کرنے والا اور دیگر معبودانِ باطل سے گریز و بے اعتنائی کرنے والا ہے تو دوسری طرف یہ بھی واقعہ ہے کہ وہ ہندوستانی، حب الوطنی کا پیکر غداران وطن کا سخت ترین دشمن، اور وطنی مقاصد کا بے باک علم بردار ہے۔

مسلمانوں نے اپنی ان دونوں حیثیتوں کو اپنی شناخت و علامت کے درجہ میں رکھا ہے۔ جن میں سے کوئی بھی کبھی مفقود نہیں ہوئی۔ آج بھی وہ اپنے وطن عزیز (ہندوستان) میں بحیثیت فاتح جلوہ فگن ہو کر ہندوستان کو مضبوط و مستحکم بنانے کا عزم محکم رکھتا ہے۔ اس دور میں بھی حب الوطنی اور مسلمانیت کے مابین تضاد واقع نہیں ہوا۔ جب ملک کی تقسیم ہوئی۔ اور جمہوریت کا نفاذ ہوا ——— ہندوستان اور مسلمان تاریخ کے کسی دور میں دو متضاد عناصر اور آپس میں دو متصادم قوت بن کر نہیں ابھرے سچا مسلمان لازمی طور پر سچا پکا ہندوستانی بھی ہے۔ کیونکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو حب الوطن من الایمان (وطن کی محبت ایمان کا ایک اہم حصہ ہے) کی اسپرٹ دیتا ہے۔ اسلام مسلمانوں کو مفاہمت کرنا سکھاتا ہے اور ملک و ملت دشمن عناصر سے ترک موالات کا درس بھی دیتا ہے۔

اور دین میں کوئی جبر و اکراہ نہیں ہے۔ لا اکراہ فی الدین ———، اور تاریخ شاہد ہے کہ اس ارشاد ربانی کی تعمیل کرتے ہوئے مسلمانوں نے ایک ہزار سال تک وہ سب کچھ گوارہ کیا اور وہ باتیں بھی گوارہ کیں جو اسلام سے براہِ راست متصادم تھیں ——— اور ہندوستان میں وہ اسلامی کردار ادا کیا جو مقناطیس ثابت ہوا ——— اور اللہ والوں کا ایک مختصر سا گروہ اٹھا (جس کو قرآن یوں بیان کرتا ہے کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبتْ فئۃً کثیرۃً) لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں پھیل گیا۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

آج کا دور جمہوری دور ہے۔ لیکن مسلمانوں نے وہ جمہوریت بھی دیکھی ہے۔ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جمہوریت تھی ——— جہاں سے سید القوم خادمہم کی صدا

اکناف عالم میں بازگشت ہوئی جہاں سے گلیم پوشوں کی ایک جماعت اٹھی ـــــ اور بڑھی تو قیصر وکسریٰ کے تاج اتار کر خاک نشینان عرب کے قدموں میں ڈال دیئے۔ اور ان کی اکڑی ہوئی گردنوں کو سرنگوں کردیا ـــــ گاندھی جی نے اسلامی جمہوریت کو اقوام عالم کے لئے آئیڈیل ........ مثالی جمہوریت کہاہے۔ آج قوم مسلم نہ صرف اسی جمہوریت کی قائل ہے جو زیادہ سے زیادہ تعداد کی ـــــ فلاح و بہبودگی چاہتی ہو ـــــ بلکہ اس جمہوریت کی قائل ہے جو خدائے وحدہٗ لاشریک کو مرکز اقتدار مانتی ہو ـــــ اور زیادہ سے زیادہ تعداد کے بجائے رنگ و نسل، حسب و نسب اور ذات و پات کے تمام امتیازات کو مٹانا چاہتی ہو

اگر مسلمانوں کا مقصود حیات یہ ہو اور کردار بھی یہی ہو تو خداوند قدوس کے ـــــ نیک بندوں کو خلافت ارضی کی جو پیشینگوئی کی گئی ہے وہ کبھی بھی غلط نہیں ہوسکتی۔

مسلمان دنیا میں جائیداد کے حصول اور دنیاوی جاہ و جلال اور اقتدار کے حصول کے لئے پیدا نہیں ہوا ہے ـــــ بلکہ اس کی تخلیق کے کچھ اہم مقاصد ہیں ـــــ چودہ سوسال کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اسے کچھ اور دیا ہو یا نہ دیا ہو ایک لازوال جذبۂ ایثار ضرور دیا ہے۔ اسے کچھ اور اس جذبہ کی تسکین عرب، ایشا، چین، ترکستان، یورپ اور ہندوستان جیسے ممالک میں ہمیشہ ہوئی۔ اس جذبہ نے اسے اسپین میں مٹاڈالا۔ مگر یہ مٹ کر بھی دنیا کے کام آیا۔ کربلا کی تپتی ہوئی دھرتی پر بھی اسی جذبہ نے باطل کے سامنے نہ جھکنے پر مجبور کردیا۔ اور ہاتف غیبی نے اسے جلو میں لیکر آواز دی۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے  اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اس لئے آج ہندوستان میں مسلمانوں کو یہ طعنہ دینا کہ وہ تقسیم ملک کے بعد محض اپنے اسباب وذرائع اور سامانوں کی حفاظت کے لئے یہاں رہتے ہیں نہ صرف یہ کہ واقعہ کے خلاف ہے۔ بلکہ دروغ کو فروغ دینے کے مترادف ہے۔ مسلمان تاریخ ساز زندگی کے کسی دور میں کاروباری نہیں ہوا۔ اس نے بازاروں میں سودے بازی نہیں کی ـــــ اس نے سلطنتیں بخشی ہیں۔ اس نے ہندوستان میں بھی سلطنتیں قائم کیں اور یہاں کے راجاؤں کو بخش دیں۔ اس نے غلاموں کو تاج شاہی دے ڈالا۔ اور آج بھی تقسیم ملک کے بعد جو لوگ بھی اپنی بیش قیمت جائیدادیں چھوڑ گئے ہیں وہ اس کے لئے اتنے بے چین نہیں ہیں جتنے کہ دوسرے لوگ ـــــ ہندوستان میں مسلمان اس لئے نہیں رہتا کہ اسے اپنی جائیدادیں بچانی ہیں۔ بلکہ اس لئے رہتا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ اور بحیثیت مسلمان بھی اس کا منصبی فرض ہے کہ اپنے عزیز وطن کی حفاظت وصیانت کرے۔ اور بدخواہوں کے دست برد سے پاک وصاف رکھے مسلمانوں کو اس جدید دنیا کے نقشہ میں معانی وآثار، عزم و عمل کا رنگ بھرنا ہے ـــــ اور جب تک ـــــ یہ رنگ نہیں بھرا جائے گا۔ کتنی نسلیں چھوٹے چھوٹے مقاصد کو حاصل زندگی سمجھیں گی۔ جو عروج وارتقاء کے راستے میں آہنی دیوار ہے ـــــ انہیں عظیم اغراض ومقاصد کے لئے ہندوستان میں مسلمان مصروف ہے۔

# کلامِ رضا

از:- امامِ اہلسنت مولانا احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ

نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
حضورِ خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا

اگر گلوں کو خزاں نارسیدہ ہونا تھا
کنارِ خارِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا

حضور ان کے خلافِ ادب تھی بیتابی
مری امید تجھے آرمیدہ ہونا تھا

نظارہ خاکِ مدینہ کا اور تیری آنکھ
نہ اس قدر بھی قمر شوخ دیدہ ہونا تھا

کنارِ خاکِ مدینہ میں راحتیں ملتیں
دلِ حزیں تجھے اشکِ چکیدہ ہونا تھا

پناہِ دامنِ دشتِ حرم میں چین آتا
نہ صبرِ دل کو غزالِ رسیدہ ہونا تھا

یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں
عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہوتا تھا

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہِ کامل کو
سلامِ ابروئے شہ میں حمیدہ ہونا تھا

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ تھا وعدۂ ازلی
نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

نسیم کیوں نہ شمیم ان کی طیبہ سے لاتی
کہ صبحِ گل کو گریباں دریدہ ہونا تھا

ٹپکتا رنگِ جنوں عشقِ شہ میں ہر گل سے
رگِ بہار کو نشتر رسیدہ ہونا تھا

بجا تھا عرش پہ خاکِ مزارِ پاک کو ناز
کہ تجھ سا عرش نشیں آفریدہ ہونا تھا

گزرتے جان سے اک شور "یا حبیب" کے ساتھ
فغاں کو نالۂ حلق بریدہ ہونا تھا

مرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر
کوئی تو شہدِ شفاعت چشیدہ ہونا تھا

رضا دل کو بنانا تھا جلوہ گاہ حبیب
تو پیارے قیدِ خودی سے رہیدہ ہونا تھا

# ضیائے قرآن

ادارہ

اے محبوب ایک کتاب تمہاری طرف اتاری گئی تو تمہارا جی اسے نہ رُکے۔ اس لئے کہ تم اسے ڈر سناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت اے لوگو اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا اور اسے چھوڑ کر اور حاکموں کے پیچھے نہ جاؤ بہت ہی کم سمجھتے ہو اور کتنی ہی بستیاں ہم نے ہلاک کیں تو ان پر ہمارا عذاب رات میں آیا۔ جب وہ دوپہر کو سوتے تھے تو ان کے منہ سے کچھ نہ نکلا جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے کہ ہم ظالم تھے۔ تو بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے اور بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسول سے تو ضرور ہم ان کو بتا دیں گے۔ اپنے علم سے اور ہم کچھ غائب نہ تھے اور اس دن تول ضرور ہونی ہے تو جن کے پلے بھاری ہوئے وہی مراد کو پہنچے اور جن کے پلے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان گھاٹے میں ڈالی ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے اور بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جاؤ دیا اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بنائے بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ اور بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گرے مگر ابلیس یہ سجدہ والوں میں نہ ہوا۔ فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا بولا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا فرمایا تو یہاں سے اتر جا تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر غرور کرے نکل تو ہے ذلت والوں میں بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں فرمایا تجھے مہلت ہے۔ بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں گا۔ ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے داہنے اور ان کے بائیں سے اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہ پائے گا۔ فرمایا یہاں سے نکل جا رد کیا گیا راندہ ہوا۔ ضرور جو ان میں سے تیرے کہنے پر چلا میں تم سب سے جہنم بھردونگا۔ اور اے آدم تو اور تیرا جوڑا جنت میں رہو تو اس میں جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گئے پھر شیطان نے ان کے جی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے چھپی تھیں اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے والے اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں تو اتار لایا انہیں فریب سے پھر جب انہوں نے وہ پیڑ چکھا، ان پر ان کی شرم کی چیزیں کھل گئیں اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے اور انہیں ان کے رب نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے دونوں نے عرض کی اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے

* * ———

# بہار حدیث

(ادارہ)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مقدس بال سلے ہوئے تھے کسی جنگ میں ان کی ٹوپی سر سے گر پڑی۔ تو آپ نے اتنا زبردست حملہ کر دیا کہ بہت سے مجاہدین شہید ہو گئے۔ آپ کے لشکر والوں نے ایک ٹوپی کے لئے اتنے شدید حملہ کو پسند نہیں کیا۔ لوگوں کا طعنہ سن کر آپ نے فرمایا کہ میں نے ٹوپی کے لئے یہ حملہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ میرے اس حملہ کی یہ وجہ تھی کہ میری اس ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ مجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہ میں ان کی برکتوں سے کہیں محروم نہ ہو جاؤں۔ اور یہ کفار کے ہاتھوں میں نہ پہنچ جائیں۔ اس لئے میں نے اپنی جان پر کھیل کر اس ٹوپی کو اٹھا کر ہی دم لیا۔

(شفاء شریف جلد ۲ ص ۴۴)

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت قباث بن اشیم سے پوچھا کہ تم بڑے ہو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ انہوں نے کہا کہ بڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ مگر میری پیدائش حضور سے پہلے ہوئی ہے۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ باب ماجاء فی میلاد النبی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر کمالِ ادب اور آپ کی ہیبت سے برسوں دریافت نہیں کر سکتا تھا۔

(شفاء شریف ج ۲ ص ۳۲)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کے آداب و احترام کو حضرات صحابۂ کرام اپنے ایمان کی جان سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ چیزیں کہ جن کو آپ کی ذات والا سے کچھ تعلق و انتساب ہو ان کی تعظیم و توقیر کو بھی اپنے لئے لازم الایمان جانتے تھے۔ اسی طرح تابعین اور دوسرے سلف صالحین بھی آپ کے تبرکات کا بیحد احترام اور ان کا اعزاز و اکرام کرتے تھے۔ اس کی چند مثالیں ہم ذیل میں تحریر کرتے ہیں جو اہل ایمان کے لئے نہایت ہی عبرت خیز، و نصیحت آموز ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر جس جگہ آپ بیٹھتے تھے۔ خاص اس جگہ پر اپنا ہاتھ پھرا کر اپنے چہرے پر مسح کیا کرتے تھے۔

(شفاء شریف جلد ۲ ص ۴۴)

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ جو صحابی اور مسجد حرام کے مؤذن ہیں ان کے سر کے اگلے حصہ میں بالوں کا ایک جوڑا تھا۔ جب وہ زمین پر بیٹھتے اور اس جوڑے کو کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ ان بالوں کو منڈواتے کیوں نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں ان بالوں کو منڈوا نہیں سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ان بالوں کو اپنے دستِ مبارک سے مسح فرما دیا ہے۔

(شفاء شریف ج ۲ ص ۴۴)

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک صحابی نے یہ فرمایا تھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس بال ہے میں جب مر جاؤں تو تم اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے انکی وصیت کے مطابق ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا۔ اور وہ اسی حالت میں دفن ہوئے۔ (اصابہ ترجمہ انس بن مالک) ★

# کلامِ حسن

استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی قدس سرہٗ

یہ اکرام ہے مصطفےٰ پر خدا کا
کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفےٰ کا

یہ بیٹھا ہے سکہ تمہاری عطا کا
کبھی ہاتھ اٹھنے نہ پایا گدا کا

چمکتا ہوا چاند غارِ حرا کا
اُجالا ہوا برجِ عرشِ خدا کا

لحد میں عمل ہو نہ دیوِ بلا کا
جو تعویذ میں نقش ہو نقشِ پا کا

جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمہارا
جو بندہ تمہارا وہ بندہ خدا کا

مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے
کہ سر پر ہجومِ بلا ہے بلا کا

ترے زیرِ پا مسندِ ملکِ یزداں
ترے فرق پر تاجِ ملکِ خدا کا

سہارا دیا جب مرے ناخدا نے
ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رخ ہوا کا

کیا ایسا قادر قضا و قدر نے
کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا

اگر زیرِ دیوارِ سرکار بیٹھوں
مرے سر پہ سایہ ہو فضلِ خدا کا

ادب سے لیا تاجِ شاہی نے سر پر
یہ پایا ہے سرکار کے نقشِ پا کا

بھلا ہے حسنؔ کا جنابِ رضا سے
بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

# کلامِ تاجدار

مفتیٔ اعظم ہند نوریؔ علیہ الرحمہ

کھل جائیں چمن دل کے مٹ جائیں حزن دل کے
طیبہ سے صبا آ کے امداد ذرا کرنا

ہر داغ مٹا دینا اور دل کو شفا دینا
آئینہ بنا دینا ایسی تو جلا کرنا

سرور ہے وہی سرور اے سرورِ ہر سرور
ہے آپ کے قدموں پر سر جس کو فدا کرنا

شہرہ لبِ عیسیٰ کا جس بات میں ہے مولا
تم جانِ مسیحا ہو ٹھوکر سے ادا کرنا

تو جانِ مسیحا سے حالت مری جا کہنا
آنا تو کرم مجھ پر بادِ صبا کرنا

پردہ میں جو رہتے ہو پردہ ہے چلے آؤ
آنکھوں میں لبا کرنا تم دل میں رہا کرنا

اُف کیسی قیامت ہے یہ روزِ قیامت بھی
سورج ہے وہیں قائم بھولا ہے ڈھلا کرنا

اللہ ہمیں مولیٰ دامن کے تلے لے لو
ہم کیسی بلا میں ہیں ہاں ردِّ بلا کرنا

یہ ظلِ کرامت ہے ہم سایۂ رحمت ہے
یہ سایۂ رافت ہے دامن ذرا وا کرنا

اے ظلِ خدا سایہ ہے آج کہاں پایا
ہم سائے کو آتے ہیں تم سایۂ ذرا کرنا

لب تشنہ ہے گو ساقی تشنہ تری رویت ہے
رویت جو نہ ہو تیری تو جام کا کیا کرنا

کیوں نقشِ کفِ پا کو دل سے نہ لگائے وہ
ہے آئینۂ دل کی نوریؔ کو جلا کرنا

# باب الاستفتاء

مفتیٔ اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں۔

۱۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود وسلام بلند آواز سے بلکہ لاؤڈ اسپیکر میں گروپ بنا کر پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو کون سا سلام ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں۔ یہاں ہم لوگ جو پڑھتے ہیں۔ تو کچھ لوگ منع کرتے ہیں۔ یہ سلام بدعت کہتے ہیں اور حوالہ دیتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے عمل کرنے والوں کو مسجد سے نکال دیا تھا محض اس لیے نکالا تھا کہ بلند آواز سے درود وسلام پڑھتے تھے اور فرمایا کہ میں تمہیں بدعتی خیال کرتا ہوں۔ کیا یہ صحیح ہے اس کو سہی اور صاف صاف تحریر فرمائیں۔

۲۔ ہم لوگ نماز کے بعد اول امام کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں پھر دیگر حضرات کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد یہ عمل ہم لوگ کرتے ہیں اہل محلہ والے اس عمل پر اعتراض کرتے ہیں۔ مصافحہ ملاقات ہونے پر کیا جاتا ہے۔ شرع میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے ان اوقات کے اندر مصافحہ کی تخصیص ثابت ہو بلکہ یہ مصافحہ مکروہ بتاتے ہیں کیا یہ صحیح ہے۔

ہم لوگ یہاں پر اذان دیتے ہیں پھر تھوڑی دیر کے صلاۃ کہتے ہیں لوگ اس کو بھی منع کرتے ہیں اور حوالہ دیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مؤذن کو عشا کی نماز کے لیے کرتے دیکھا اور فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو۔ اور فرمایا کہ جو تو نے اذان دی تھی لوگوں کو بلانے کے لیے ناکافی تھی۔ کیا یہ صحیح ہے۔

۳۔ ہم لوگوں کے یہاں جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان پڑھتے ہیں لوگ اس کو بھی منع کرتے ہیں اور بدعت بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت مطہرہ میں سرے سے کوئی ثبوت ہی نہیں ہے۔ یہ خلاف سنت ہے اور حوالہ دیتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اور تابعین وتبع تابعین وغیرہ کو یہ بات کیوں سمجھ میں نہ آئی کہ اذان دعا ہے قبر پر یہ بھی ہونا چاہیے۔ جب یہ طریقہ ان کو سمجھ نہ آسکا اور ائمہ مجتہدین نے بھی اس کو نہ سمجھا تو کسی دوسرے کی سمجھ کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ جواب جلد سے جلد دینے کی مہربانی کریں۔

فرمایا۔

اتدری کیف رفعت لک ذکرک
جانتے ہو میں نے تمہارا ذکر تمہارے لیے کیونکر بلند فرمایا حضور نے عرض کی تو خوب جانتا ہے۔ فرمایا

جعلتک ذکرا من ذکر فمن ذکرک فقد ذکرنی۔

میں نے تمہیں اپنے ذکر میں ایک ذکر بنایا۔ تو میں نے تمہارا ذکر کیا اس لیے میرا ذکر کیا۔ لہٰذا مسجدوں میں نماز کے بعد صلاۃ وسلام پڑھنا قطعاً جائز ومستحسن ہے۔ ہاں جس وقت مسلمان نماز میں مشغول ہوں یا تلاوت کرتے ہوں یا رات میں سو رہے ہوں اس وقت اتنی بلند آواز سے نہ پڑھیں کہ انہیں تشویش ہو اور بددینوں اور بدمذہبوں کی باتوں پر دھیان نہ دیں وہ اللہ اور اس کے رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذکر خیر سے منع کرتے ہیں تو خود مجرم و گنہگار ہوں گے۔

۲۔ مصافحہ سنت اور نماز کے بعد بھی جائز ہے۔ اور سنت کو بدعت جاننا غلط و باطل ہے۔ صاحب درمختار نے نماز کے بعد مصافحہ کو جائز کہا ہے اور تخصیص وقت کے بعض علماء نے بدعت لکھا ہے جہاں بدعت لکھا ہے وہاں بدعت سے مراد بدعت مباحہ ہے جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور دوسروں نے بھی ذکر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ تثویب جائز ومستحسن ہے مختصراً وقایہ میں ہے

التثویب حسن فی کل صلاۃ

درمختار میں ہے۔ یثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل بما تعارفوا الخ

ان حضرات کے زمانے میں اس کی ضرورت نہ تھی۔ جب لوگوں میں سستی ہوئی اور جماعت میں غیر حاضری کرنے لگے تو علماء نے اس کے جواز کا حکم دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ یہ اذان بھی جائز ومستحسن ہے اور دلیل کے لیے رسالہ اذان قبر اور محققانہ فیصلہ کتب دیکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مخالفین کے اعتراضات دفع و باطل ہو جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

چودھری عطا محمد کی دختر سردار بی کا عقد نکاح چودھری غلام رسول ولد نذیر احمد سے ہوا۔ چند برس آپس میں میاں بیوی آباد رہے لیکن حالات زندگی قدرے ناگوار چلتے رہے۔ پھر ایک روز غلام رسول کی جانب سے اسٹامپ طلاق نامہ علم برادری کی مجلس میں پیش ہوا۔ غلام رسول سے دریافت کیا گیا کہ تم نے یہ طلاق نامہ اسٹامپ جاری کیا ہے۔ یا طلاق دی ہے۔ غلام رسول نے صاف انکار کیا۔ نیز اپنے انکار پر قسم صاف اٹھانے کے لیے بھی تیار ہو گیا۔ اس کے انکار کے بعد بیوی کے والد چودھری عطا محمد سے کہا گیا کہ تم اپنی بیٹی کی طلاق کی دستاویز پر دو عادل شرعی گواہ پیش کرو۔ اس نے ایک گواہ غیر عادل پیش کیا۔ پھر اس کو موقع مل گیا۔ عرصہ چند ماہ کے بعد دوبارہ مجلس قائم ہوئی۔ لیکن وہی سابق گواہ ایک ہی تھا جو شرعاً عادل بھی نہیں۔ نیز عطا محمد کا رشتہ میں داماد ہے۔ یعنی بیٹی کا شوہر۔

اس دوسری مجلس کے بعد شرعی دو گواہ طلاق کے نہ ملنے پر علمائے ملت نے طلاق نہ ہونے کا فیصلہ دیا۔ بعد ازاں پھر برادری نے فریقین کو سمجھا بجھا کر رشتہ داری نبھانے پر مجبور کیا۔ جس میں سردار بی کے شوہر غلام رسول نے ایک اقرار نامہ برادری کے روبرو پیش کر دیا۔ جس کی عبارت حرف

المستفتی: حاجی ابرار الحق
قصبہ بانگرمئو محلہ غلام مجتبیٰ
ضلع اناؤ

الجواب: ۷۸۶/۹۲

صلاۃ وسلام جائز و مستحسن ہے قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"

تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اے ایمان والو ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

اللّٰھُمَّ صلِّ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

روح البیان شریف میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں رخسارے خوشی سے سرخ ہوگئے اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم لوگ مجھے بشارت دو مبارکباد دو مجھ پر ایک آیت ایسی نازل ہوئی جو میرے لیے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ جل شانہ نے پہلے اپنا درود بھیجا پھر اپنے فرشتوں کا۔ اس قاعدہ کے لیے فرمایا ہے تاکہ مسلمانوں کو شوق و رغبت ہو اور وہ کثرت سے درود و سلام پڑھیں اور اس فعل مبارک کی عظمت ان کے دلوں پر جم جائے۔ لہٰذا درود و سلام کی کثرت مطلوب شرع ہے۔ بلکہ بعض حدیثوں میں کثرت کا حکم آیا ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو حکم الٰہی ہوا کہ اگر تمہیں میری نزدیکی مطلوب ہے تو (حضرت) محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اور ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک اور ستر ہزار فرشتے شام سے صبح تک اسی کام پر مقرر ہیں کہ آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہولے درود و سلام پڑھتے رہیں ایسے متبرک باعظمت فعل کی کثرت اگر مسلمان کریں تو ناجائز کہاں سے ہوگا۔ یہ سوال ہی غلط ہے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے کا دل ایمان کے نور سے خالی ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن مجھ سے وہ لوگ قریب ہوں گے جو کثرت سے مجھ پر درود بھیجتے ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر کوئی حاجت یا مشکل ہو اسے چاہیئے کہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھے کہ بے شک درود ہر قسم کے اندوہوں اور غموں اور سخت قسم کے رنجوں کو دور کرتا ہے اور روزی کو زیادہ کرتا ہے اور حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور جماعت کے ساتھ مسجد میں بلند آواز سے ذکر الٰہی اور ذکر رسالت بنا ہی جائز ہے اور درود و سلام کے لیے کوئی وقت کی قید نہیں ہے حکم مطلق ہے ہر وقت جائز ہے۔ نماز کے بعد بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(نوٹ) اور مسجد میں ذکر جہر جماعت کے ساتھ جائز و مستحب ہے۔ اس پر ہمارے اسلاف و خوالف کا اجماع ہے۔ رد المحتار میں ہے

"فی حاشیۃ الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قاری الخ"

اور صلاۃ و سلام حضور علیہ الصلاۃ کا کا ذکر ہے۔ اور حضور کا ذکر بھی فی الحقیقت ذکر الٰہی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رب عزوجل نے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کے نازل ہونے کے بعد کہ ہم نے بلند کیا تمہارا ذکر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کو خدمت اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیج کر ارشاد

بہ حرف نقل کی جاتی ہے۔

اقرار نامہ

"میں منکہ غلام رسول ولد نذیر احمد ساکن ڈھول ڈاکخانہ واسطہ تحصیل وضلع جموں حلفاً برادری کے سامنے لکھ دیتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آج مورخہ ۹؍۷؍۸۶ سے اپنی بیوی سماۃ سردار بی بی کو کسی قسم کی کوئی ناروا تکلیف ناجائز زدوکوب اور ناجائز سلوک نہیں کروں گا۔ نیز اور اس کے حقوق زوجیت کماحقہ ادا کرتا رہوں گا۔ اگر مذکورہ بالا تحریر کی میں خلاف ورزی یا عہد شکنی کروں تو میری جانب سے میری بیوی سردار بی بی کو طلاق تصور کی جائے۔

(دستخط غلام رسول ولد نذیر احمد شوہر سردار بی بی)

اس تحریر ادا کرنے کے بعد سردار بی کے والد چودھری عطا محمد نے برادری کے سامنے ایک اور زائد شرط پیش کی کہ میں اپنی بیٹی سردار بی بی کو اس شرط پر روانہ کرتا ہوں کہ میری بیٹی اور داماد غلام رسول کا دوبارہ تجدید نکاح کروا دو۔ چنانچہ برادری نے اس شرط کو قبول کرتے ہوئے دوبارہ نکاح مابین سردار بی بی اور غلام رسول دوبارہ کرا دیا۔

یہ تجدید نکاح کا فیصلہ کسی عالم دین کا نہ تھا۔ بعد ازاں سردار بی بی اپنے شوہر کے ہاں چند ماہ آباد رہی۔ لیکن آخر پھر حالات ناموافق ہوتے اور سردار بی بی اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ بعد ازاں فریقین کے اس اختلاف کی بنا پر پھر عام مسلم برادری کی مجلس قائم ہوئی جس میں چند علماء دین مستند بھی موجود تھے۔ بیوی کے والد چودھری عطا محمد کی جانب سے عذر پیش ہوا کہ میری لڑکی کو میرے داماد غلام رسول نے ناجائز تنگ کر کے اور مجبور کر کے نکال دیا ہے اس کے عذر پر سردار بی بی کو ناروا تکلیف دیکر یا تنگ کر کے نکالا ہے۔ جواباً غلام رسول نے کہا کہ اس نے نہ اپنی بیوی کو تنگ کیا ہے نہ تکلیف دی ہے نہ نکالا ہے۔ بلکہ وہ میرے ہاں رہنا نہیں چاہتی ان دونوں فریقین کے سوال وجواب سن کر علماء ملت نے اسی عام مجلس میں عام لوگوں سے دریافت کیا۔ مجلس تقریباً ایک سو افراد پر مشتمل تھی اور یہ مجلسی لوگ میاں بیوی کے والدین کے رشتہ داری کے لوگ اور برادری اور رشتہ دار لوگ تھے۔ کہ کوئی صاحب اگر یہ علم رکھتا ہو کہ سردار بی بی کے شوہر نے کوئی ناروا تکلیف یا ناجائز تکلیف دی ہے وہ اپنی سچائی اور ایمانداری سے اس مجلس میں بطور گواہ پیش ہو جائے۔ نیز سردار بی بی کے والد صاحب سے بھی کہا گیا کہ اگر آپ کے پاس معاملے کا کوئی گواہ ہو تو پیش کیا جائے۔ تقریباً ایک گھنٹہ مجلس میں انتظار کیا گیا۔ نہ کوئی صاحب بطور خود گواہ پیش ہوا اور نہ ہی سردار بی بی کے والد صاحب کوئی گواہ پیش کر سکے۔ آخر پوری مجلس اور علمائے امت نے فیصلہ دیا کہ سردار بی بی غلام رسول کی منکوحہ بیوی ہے۔ اب جب کہ ان کے آبادکاری اور اتفاق کی امید نہ رہی ان حالات کے پیش نظر آٹھویں دن طلاق کرانے کا فیصلہ کیا گیا۔ بدقسمتی سے ان فریقین کے درمیان اشتعال پیدا ہوا۔ عداوت کی آگ بھڑک اٹھی اور مقدمہ بازی شروع ہو چکی ہے۔

آج ۱۰؍۸؍۸۸ کو پھر برادری کی مجلس ایک عالم امت کی موجودگی میں قائم ہوئی۔ اس مجلس میں متفقہ فیصلہ لیا گیا کہ مندرجہ بالا حقائق علماء شریعت کو پیش کیے جائیں کہ وہ شرعی فیصلہ فرمائیں مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں

سردار بی بی کو طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں ہوئی۔ کیونکہ سردار بی بی کے والد عطا محمد یا کچھ ناخواندہ حضرات کے خیال میں سردار بی بی کو طلاق ہوچکی ہے۔ مقامی و علاقائی علماء دین اور عام مسلمان فریقین کے معاملہ کو تنازعہ اور اختلافی تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن غلام رسول کی طرف سے اپنی بیوی سردار بی بی کی طلاق تسلیم نہیں کرتے۔

(نوٹ) تحریر مندرجہ بالا فریقین نے سنکر تصدیق کی کہ تحریر مندرجہ بالا درست ہے فریقین کو اور عام مسلم برادری کو شرعی جواب قابل قبول ہوگا مگر فریق دختر کے والد کی جانب سے ایک مزید کارروائی کا مطالبہ ہوا کہ میری دختر کے شوہر اور والد کی جانب سے دو گواہ حلفًا کہدیں کہ لڑکی تنگی بھوک نہیں گئی بلکہ اپنی والدہ اور اپنی بہنوئی کے بہکانے سے میکے گئی ہے اس پر دو گواہ حلفًا پیش ہوگئے اور یہی گواہی دیدی جن الفاظ میں مانگی گئی تھی۔ البتہ دونوں گواہ شوہر کے حقیقی چچا ہیں جبکہ یہ معاملہ ابھی انہیں برادران کا ہے۔

فقط

(نوٹ ثانی) حضور قبلہ مفتی صاحب طویل سوال پر ناراضگی نہ فرمائی جائے۔ کیونکہ حالات شریعت کے معاملے میں سخت خراب ہوچکے ہیں اس لیے اجمالی سے گریز کرتے ہوئے تفصیلاً تحریر کرنا پڑا۔

المستفتی: مولینا ولی محمد رضوی کیراف گورنمنٹ اسکول پوسٹ جموں

**الجواب** $\frac{486}{92}$

صورت مسئولہ میں سردار بی بی غلام رسول کی زوجیت میں باقی ہے۔ وہ اس کے نکاح سے نہیں نکلی اقرار نامہ کا یہ جملہ کہ مذکورہ بالا تحریر کی خلاف ورزی یا عہد شکنی کروں تو میری جانب سے میری بیوی کو طلاق تصور کی جائے۔ ایفائے طلاق کے لیے نہیں ہے اور واقع میں اگر غلام رسول نے عہد شکنی کی بھی ہوتی تو جب بھی اس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوتی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

"لو قال دادہ انکارو کو انکار الا یقع الطلاق وان نوی کانہ قال ما نو ثیہ اجی اتکث طائق لا یقع الطلاق وان نوی"۔

اگر غلام رسول نے بیوی کو ستایا ہو تکلیف دی ہو جب بھی وقوع طلاق کا حکم نہیں ہے۔ دونوں پر لازم ہے کہ میل و محبت کے ساتھ رہیں اور سردار بی بی شوہر کی تابعداری کرے۔ شوہر کی اطاعت میں بھلائی ہے۔ اور غلام رسول بھی اس کا خیال رکھے اسے تکلیف نہ ہونے دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرکزی دار الافتاء بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔ ایک قصبہ میں ۵۰ گھر مسلمانوں کے ہیں نصف نصف ناچاقی کی وجہ سے الگ الگ ہیں امام و مدرسہ بھی الگ الگ ہیں۔ ایک فریق میں میت ہوجاتی ہے تو فریق ثانی میں سے کوئی شخص یا ان کے رشتہ دار میت میں چلے جاتے ہیں تو اس کے فریق والے ۵، ۵ روپے جرمانہ کرتے ہیں۔ ایسا کرنے والے مسلمانوں کے حق میں شریعت مطہرہ کیا حکم فرماتی ہے مفصل جواب سے نوازیں۔

المستفتی: اشرف خاں پٹھان ساکن ڈیکین ضلع مندسور (ایم۔ پی)

**الجواب** $\frac{486}{92}$ ۔ مالی جرمانہ ناجائز و حرام ہے اور اختلاف دین کے سبب ہے۔ مثلاً ایک جماعت سنیوں کی ہے اور دوسری شیعہ کی یا ایک سنیوں کی دوسری دیوبندیوں کی تو اس صورت

یں علیحدہ رہنا ہی لازم ہے اور
دونوں جماعت سنی مسلمانوں کی ہے
تو دنیوی رنجش کی بنا پر قطع تعلق
رکھنا روا نہیں ہے۔ وجہ اختلاف
دور کرکے مل جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں قادری
ازہری غفرلہٗ



# امام احمد رضا
## اہلِ بصیرت کی نظر میں

اقبال احمد قادری اختری

جس کا سکہ چلتا ہے وہی چمکتا ہے۔ بازارِ عالم کا یہی دستور ہے مگر! دستورِ عشق نرالا ہے۔ کھرے سکوں کی چمک اپنی جانب متوجہ کرکے ہی رہتی ہے، کتنے ہی پرانے ہو جائیں، پرانے نہیں ہوتے، ان کا حسن سدا بہار ہے۔ ہزار سال گزر جانے کے بعد بھی نکالیں جائیں تو عالیشان محلوں میں سجائے جاتے ہیں پھر ایک عالم ان کی دید کے لئے امنڈ پڑتا ہے۔

تو جب وہ چمکا، جس کو دبا دیا گیا تھا۔

کون؟

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی!

جس کا سرمایۂ حیات خوفِ خدا اور حُبِّ رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) تھا جس نے اپنے قلم سے جہاد کرکے بے کس مسلمانوں کو شرک و بدعت کے طوفان سے نکالا اور انہیں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا۔ جو کہ تقریباً ۵۵ علوم و فنون پر دسترس رکھتے ہوئے ہزار سے زائد کتب رقم کر گیا ہے، جب وہ چمکا، سب دیکھنے لگے۔ اور سب بولنے لگے، پھر کیا تھا جس کو دیکھو اسی کے گُن گا رہا تھا دیکھو، دیکھو، سنو سنو۔ اہل بصیرت کیا کہتے ہیں:۔

### پروفیسر ڈاکٹر عبد الواحد ہالے پوتا

(سابق چیرمین، اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد)

"اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کی ایک ایسی عبقری شخصیت ہیں جن کی علمی، فقہی بصیرت مسلّم ہے۔

ان کے کثیر التعداد کارنامے اس قابل ہیں کہ انہیں عالمی سطح پر پھیلایا جائے ان کا سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے علمی کمالات اور شیریں سخن اور بے مبالغہ کلام کے ذریعے مسلمانانِ ہند کے دلوں میں جذبہ حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجزن کیا۔ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی تصنیفات کا عمیق مطالعہ کیا جائے۔ جس نے قارئین کی علمی سطح نہ فقط بلند ہو گی بلکہ اس میں اس قدر وسعت نظری پیدا ہو گی جس کے طفیل امتِ مسلمہ میں باہمی اتفاق و اتحاد کی راہیں استوار ہوں گی۔"

(مجلّہ، امام احمد رضا کانفرنس، ۱۹۸۸ء ص ۱۲ مطبوعہ کراچی)

### پروفیسر ڈاکٹر جمیل جالبی

(چیرمین، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، سابق وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی)

"مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی ہجری کے بلند پایہ فقیہہ، متبحر عالم، سائنس دان، بہترین نعت گو، صاحبِ شریعت و صاحبِ طریقت بزرگ تھے ان کے علمی مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ تقریباً ۵۴ (چوّن) علوم و فنون پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور ان علوم میں سے ہر فن میں آپ نے کوئی نہ کوئی تصنیف یادگار ضرور چھوڑی ہے ان تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زائد بیان کی جاتی ہے آپ نے مشہور کتابوں پر بے شمار حواشی تحریر فرمائے ہیں۔ ان کی تصانیف میں قرآنِ حکیم کے ترجمہ کے علاوہ بارہ ہزار صفحات پر مشتمل "فتاویٰ رضویہ" ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے

"مسلم لیگ نے بعد میں جو دو قومی نظریہ پیش کیا۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ بہت پہلے اس کی طرف اشارہ کر چکے تھے۔"

(مجلہ، امام احمد رضا کانفرنس، ۱۹۸۶ء ص۔ ۲۴ مطبوعہ کراچی)

## پروفیسر ڈاکٹر این اے بلوچ

(ایڈوائزر ہجرہ کونسل۔ اسلام آباد سابق وائس چانسلر سندھ یونیورسٹی)

"پاکستان میں جذبۂ تعلیم و تعلّم اور ریسرچ کی تجدید و تنظیم نو کے لئے یہ ضروری ہے کہ حال اور ماضی دونوں ذرائع علم سے فیضِ روحانی اور رہبری حاصل کی جائے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی شاہ امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ نے آنے والی نسلوں کے لئے عقیدہ و علم، دونوں شعبوں میں ایک مثال قائم کی ہے"

(مجلہ، امام احمد رضا خاں کانفرنس ۱۹۸۸ء ص۔ ۱۲ مطبوعہ کراچی)

## پروفیسر مدد علی قادری

(صدر، ادارہ السنہ شرقیہ، سندھ یونیورسٹی جامشورو سندھ)

"حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں، قادری بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ایک مایۂ ناز عالمِ دین تھے۔ آپ نے ایک ایسے پرفتن اور پر صعوبت دور میں جو کہ مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا آزمائشی دور تھا۔ جو دینی سیاسی اور اصلاحی خدمات انجام دیں وہ آپ کا برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے۔ حضرت امام احمد رضا نہ صرف عظیم عالم دین، ایک عظیم مدبر، ایک عظیم سائنس داں ایک عظیم فلسفی تھے بلکہ آپ ایک عظیم عاشقِ رسول تھے۔ اس کا اعتراف نہ صرف علمائے عجم نے کیا بلکہ، عرب کے علمائ نے بھی کیا۔"

(ایضاً، ص۔ ۲۰)

## پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین احمد

(وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی)

"انہیں علمائ، مشائخ اور بالخصوص، علمائے حرمین شریفین نے اس صدی کا مجدّد قرار دیا۔ امام بریلوی کے فتاویٰ کی جہاں خصوصیات ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ جس زبان میں مستفسر نے سوال کیا، اسی زبان میں اس کو جواب دیا گیا۔ حتیٰ کہ منظوم استفتا کے جوابات بھی منظوم طریقہ ہی سے دیئے گئے۔ اس طرح ان کی مشہور کتاب "فتاویٰ رضویہ" میں عربی، فارسی اور اردو کے منثور اور منظوم فتوے موجود ہیں۔ میں نے متعدد فتاوے مطالعہ کئے بعض فتوے تو اعلیٰ ترین تحقیقی مقالات کہے جا سکتے ہیں جن میں بیک وقت ڈیڑھ ڈیڑھ سو ماخذ سے رجوع کیا گیا ہے۔"

(مجلہ، امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۸ء، ص ۱۹ مطبوعہ کراچی)

## پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں

(سابق صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی حیدرآباد سندھ)

"اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے دور کے بے مثل علمائ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے فضل و کمال، ذہانت و فطانت، طباعی و درّاکی کے سامنے بڑے بڑے علمائ و فضلائ، یونیورسٹیوں کے اساتذہ محققین و مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے، مختصر یہ کہ وہ کون سا علم ہے جو انہیں نہیں آتا تھا، وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے۔"

(ہفت روزہ افق، کراچی شمارہ ۲۲ تا ۲۸ جنوری ۱۹۷۹ء ص ۱۰)

## پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر

(ڈائریکٹر، ادارہ نصابیات و مرکز توسیع تعلیم، بلوچستان۔ کوئٹہ)

"عظیم عالم دین، ریاضی دان، فقیہہ اور بے مثال بزرگ اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں کی عظمت سے ایک زمانہ روشناس اور معترف ہے۔ ان کی قابل قدر، قابلِ احترام اور مجاہدانہ کاوشیں ہر فرد کو اکساتی ہیں کہ وہ بھی اعلیٰ حضرت کی تقلید کرے۔"

(مجلہ، امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۹ء ص ۲۱۔ مطبوعہ کراچی)

## پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(پرنسپل، گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹھٹھہ، سندھ)

"اردو زبان میں یوں تو قرآن پاک کے بہت سے ترجمے ہیں مگر نگاہ عشق و محبت سے کم ترجمے کئے گئے ہیں۔ ترجمۂ قرآن کے لئے علم و دانش ہی نہیں بلکہ عشق و محبت کی بھی ضرورت ہے۔ بہت سے ایسے نازک مقامات آتے ہیں کہ پاس ادب کے ساتھ وہاں سے گزر جانا کوئی آسان کام نہیں۔ مگر اعلیٰحضرت

ایسے مقامات سے نہایت آسان گزر گئے ہیں اور عشق و محبت کے طفیل پر کٹھن منزل آسان ہو گئی ہے۔ بلاشبہ اردو تراجم قرآن میں اس لحاظ سے آپ کا ترجمہ سب پر بھاری ہے۔"

"آپ (امام احمد رضا خاں) کی شخصیت اپنے عہد پر چھائی ہوئی ہے۔ نہ صرف علماء ہند بلکہ علماء حجاز بھی آپ کے تبحر علمی کے قائل و معترف تھے۔" (دیکھئے، امام احمد رضا خاں علمائے حجاز کی نظر میں) "اعلیٰ حضرت جیسا کثیر التصانیف بزرگ پاک و ہند میں شاید ہی کوئی پیدا ہوا ہو آپ کی تصانیف کی تعداد ایک اندازے کے مطابق چھ سو ہے جب کہ دوسرے اندازے کے مطابق مختلف علوم و فنون میں ہزار کے لگ بھگ ہے۔"

(پیغامات یوم رضا، طبع دوم ۱۹۷۱ء، ص ۳۶-۲۸ مطبوعہ لاہور)

## پروفیسر پریشان خٹک

(سابق چیئرمین، اکاڈمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد)

"امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت مسلمانان پاک و ہند کے لئے کسی تعارف کی محتاج نہیں ایسی نابغۂ روزگار ہستیاں روز روز نہیں پیدا ہوتیں۔ وہ اپنوں کے لئے مشعلِ راہ تھے اور طاغوتی طاقتوں کے لئے سدِّ راہ تھے۔ ان کے علم و فضل میں کسی کو شبہ نہیں۔"

"امام احمد رضا بریلوی نے برصغیر میں اسلامی فکر کے ارتقاء کی ایک اہم کڑی کو مکمل کرتے ہیں اور ان سے استفادہ کئے بغیر عہد حاضر میں اسلامی تعلیمات کی تفسیر و توجیہ کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔"

(مجلہ، امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۸ء، ص ۲۳ مطبوعہ کراچی)

## ریٹائرڈ جسٹس قدیر الدین احمد

(سابق گورنر، صوبہ سندھ)

جس قسم کی ذہانت طباعی، حافظہ، علم اور تبحر اعلیٰ حضرت کو حاصل تھا وہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ ایک نایاب چیز تھی۔"

"امام احمد رضا مقلد تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر کاربند تھے۔ لیکن آپ ایسے مقلد تھے جس کی تقلید کے دامن میں اجتہاد کی وسعتیں اپنی تمام گہرائیوں کے ساتھ سمٹ کر آگئی تھیں وہ مجدد تھے لیکن ایسے مجدد کہ آپ کے تجدد نے علم و فکر کے گوشوں تک صاحبان طلب کو پہنچایا جو رہنمائی کی نایابی کے باعث مجبور ہو کر بیٹھ گئے تھے صاحبان علم و فکر کو امام احمد رضا کے ان تجدیدی کارناموں کو منظر عام پر لانے اور پھیلانے کی ضرورت ہے تاکہ لوگ امام احمد رضا کے قریب آئیں، ان کو پہچانیں اور ان کے علم سے اکتساب فیض کریں۔"

(روزنامہ جنگ کراچی، ۸ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

## ریٹائرڈ جسٹس سید غوث علی شاہ

(سابق وزیر اعلیٰ، صوبہ سندھ)

"پچھلی دو صدیوں سے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک نابغۂ روزگار شخصیت تسلیم کی جاتی ہے۔ ان کے تبحر علمی تفقہ فی الدین، محققانہ آن اور مجتہدانہ شان کے اپنے اور غیر سبھی معترف نظر آتے ہیں۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کی زبان میں وہ اپنے وقت کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔"

"وہ سچے عاشق رسول تھے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ مسلمانوں کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کرنا ہے اور آج برصغیر پاک و ہند بلکہ سارے عالم اسلام میں انہی کی کاوشوں کا یہ فیض ہے کہ ہر مسلمان کا دل حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کیف سے سرشار اور سینہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہے۔ ان کا دوسرا عظیم کارنامہ برصغیر کے مسلمانوں کو متحد و متفق کرکے انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی کے خلاف ان کے جذبۂ حریت کا بیدار کرنا ہے مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ وہ دو قومی نظریہ کہ جس کی بنیاد پر مملکتِ خداداد پاکستان کا حصول ممکن ہوا، سب سے پہلے داعی تھے۔ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی میں مسلم لیگ کی تحریک پر قیام پاکستان کو سب سے زیادہ تقویت امام احمد رضا اور ان کے معتقدین علماء، مشائخ اور عوام کے بے لوث اور بھرپور تعاون سے پہنچی ہے جس کا اعتراف تاریخ پاکستان کے اوراق کرتے ہیں"

(مجلہ معارف رضا ۱۹۸۶ء، ص ۱۰ مطبوعہ کراچی)

## جسٹس نعیم الدین

(جج، سپریم کورٹ آف پاکستان، سابق چیف جسٹس عدالت عالیہ، سندھ)

"امام احمد رضا جیسے متبحر عالم کی تصانیف میری نظر میں روشنی کے چراغ ہیں جو اہل علم و بصیرت کے دل و دماغ کو تا دیر روشن

اور منور کرتی رہیں گی۔ جو جتنا ان کا مطالعہ کرے گا اتنی ہی زیادہ اس کو روشنی ملے گی۔ امام احمد رضا کا انداز تحریر اور طرز استدلال ہمیں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اور اس طرح قانون شریعت اور اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرے میں رہتے ہوئے آزادیٔ فکر کو فروغ دینے کا ذریعہ بنتا ہے۔"

(مجلہ، امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۹ء ص ۔ ۳۰ مطبوعہ کراچی)

## "ریٹائرڈ" جسٹس عبادت یار خاں

(جج، وفاقی شرعی عدالت پاکستان)

حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حجرہ میں بند کرکے محض چلہ کشی اور جھاڑ پھونک پر اکتفا نہ کیا بلکہ ان کی عقابی نگاہیں ہمہ وقت مسلمانوں کی تمام تحریکوں کا جائزہ لیتی رہیں اور جہاں انھوں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کے قدم غلط سمت اٹھ رہے ہیں، انہیں فوراً بلا خوف و خطر بیباکی سے ٹوکا "جب ترکِ موالات اور ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے اپنے دوش پر ہندو لیڈر کو مسجدوں کے منبروں تک لے آئے تھے تو انھوں نے "دو قومی نظریہ" کا نعرہ بلند کیا تھا اور بالآخر وہ بات جو انھوں نے ۱۹۲۱ء میں کہی تھی وہ تحریکِ پاکستان کی بنیاد بنی، وہی بات علامہ اقبال نے کہی اور وہی بات حضرت قائداعظم نے کہی۔ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ علم تفسیر و حدیث فقہ، منطق، نجوم، جفر، ریاضی، تاریخ اور شعر و شاعری میں ایک بلند پایہ استاد کا درجہ رکھتے تھے آپ کو اس کے علاوہ اردو، فارسی اور عربی پر یکساں عبور اور مہارت حاصل تھی۔"

"امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی فقیہانہ بصیرت کا قیمتی سرمایہ بارہ جلدوں میں چھپ کر "فتاویٰ رضویہ" کے نام سے اب محفوظ کر لیا گیا ہے اور فتاویٰ عالمگیری کے بعد فقہ حنفی میں اس کا بہت اونچا مقام ہے"

(بحوالہ ایضاً، ص ۲۸ - ۲۹)

## جسٹس سید شجاعت علی قادری

(سابق جج، وفاقی شرعی عدالت)

"اعلیٰ حضرت کی شخصیت علم و عمل کے اعتبار سے اتنی قد آور ہے کہ ہر صاحبِ علم ان پر قلم اٹھانے کو اپنے لئے سرمایۂ عزت اور وجہ افتخار جانتا ہے۔ اس ناچیز کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ اعلیٰ حضرت پر کچھ تحریری کام کیا ہے جہاں تک میرا مطالعہ ہے اعلیٰ حضرت تمام مسلمانوں کے بارے میں ہمیشہ حسن ظن رکھتے تھے اور تمام مسلمانوں کو مسلمان ہی سمجھتے تھے، اگر کسی سے تحریراً یا تقریراً کوتاہی ہو جاتی تھی تو اس کو بار بار رجوع الی الحق کی دعوت دیتے تھے یہی وہ طریقہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں کے فیض سے مستفیض فرمائے۔ آمین"

(ایضاً ص ۔ ۱۴)

## جنرل محمد ضیاء الحق "مرحوم"

(سابق صدرِ مملکت، اسلامی جمہوریہ پاکستان)

مولانا مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، برصغیر کی ایک ممتاز، معروف و منفرد شخصیت تھے جنھوں نے اپنی زندگی دینِ اسلام کے فروغ کے لئے وقف کر رکھی تھی انھوں نے اپنی گفتار، کردار اور بے شمار کتب کے ذریعے یہ فریضہ انجام دیا اور لاکھوں فرزندانِ توحید کے دلوں میں عشقِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شمعیں فروزاں کیں جو آج تک قریہ قریہ اور کوچے کوچے میں کرنیں بکھیر رہی ہیں، خاص کر ان کا سلام، "مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" بچے بچے کی زبان پر ہے۔ انھوں نے اپنی بے شمار تحریروں کے ذریعے جو گلہائے عقیدت نچھاور کئے ہیں ان کی خوشبو عشاقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشامِ جاں کو قیامت تک معطر کرتی رہے گی"

(مجلہ، امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۶ء، ص ۔ ۱۷ مطبوعہ)

## حکیم محمد سعید

(چیئرمین ہمدرد فاؤنڈیشن)

"گزشتہ صدی ہجری کے مشاہیر اور اکابر علماء میں حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامعیت اور علوم اسلامیہ میں گہری بصیرت کی وجہ سے خاص امتیاز رکھتے ہیں، وہ مفسر، مفتی، شارح، اور نکتہ رس محشی نیز متعدد اہم موضوعات پر کثیر در کثیر کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کے تفقہ کا اعتراف اس دور میں بھی کیا گیا اور آج بھی کیا جا رہا ہے۔ ان کا اخلاص اور ان کا جوشِ عمل سبق آموز ہے۔ ان کی علمی تحریروں کی گہرائی اسلاف کے علمی تبحر کی یاد دلاتی ہے۔"

(مجلہ، معارف رضا ۱۹۸۶ء، ص - ۱۳ مطبوعہ کراچی)

## ریٹائرڈ ائیر ایڈمرل ایم آئی ارشد

(سابق چیرمین، کراچی پورٹ ٹرسٹ، کراچی)

"آپ (امام احمد رضا) فرماتے تھے کہ عظمتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے دلوں میں اسلام کی اساس قائم ہے حضور کی عقیدت و تعظیم پر آنچ نہیں آنی چاہیئے ورنہ دین کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ علامہ اقبال نے حضور کی شان میں بے مثال نعتیہ اشعار لکھ کر مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کی تو حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نعت سے مسلم عوام کے دلوں کو محبتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمایا۔"

(معارف رضا ۱۹۸۴ء ص - ۳۱۵ مطبوعہ کراچی)

## حاجی محمد حنیف طیّب

(سابق وفاقی وزیر، پٹرولیم و قدرتی مسائل وزیر ہاؤسنگ تعمیرات پاکستان)

"امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور پُر نور آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحاب وسلم کا امّت محمّدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے لئے انعام ہیں اس انعام کی قدر کرنی چاہیئے۔ ان کے علمی، دینی اور روحانی ورثہ کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں اور خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کی ملّی ذمہ داری ہے اس لئے کہ پاکستان کی اسلامی ریاست کا وجود فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی اور سیاسی بصیرت کا مرہونِ منّت ہے۔"

(مجلہ، معارفِ رضا ۱۹۸۶ء ص - ۱۱ مطبوعہ کراچی)

## مقبول احمد خاں

(سابق وزیر مملکت برائے مذہبی امور واقلیتی امور، پاکستان)

"حضرت قادری الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ملّتِ اسلامیہ ان نجوم درخشاں میں سے ہیں جن سے لاکھوں افراد نے شبِ تار میں رہنمائی حاصل کی ہے۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا احسانِ عظیم ہے کہ انھوں نے عشقِ مصطفٰے کے دیپ جلائے جن سے نہ صرف عقائد کی اصلاح ہوئی بلکہ عقائد میں پختگی اور استحکام پیدا ہوا۔ لوگ مختلف تحریکوں کے دامِ تزویر سے بچے اور محبتِ رسول کی چار دیواری میں مامون و مصئون رہے۔" (ایضاً ص - ۱۲)

## میر نواز خاں مروت

(سابق وزیر مملکت برائے انصاف وپارلیمانی امور، پاکستان)

"اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ تمام عالم اسلام میں ایک منفرد مقام کے حامل ہیں۔ عرب ہو یا عجم ہر جگہ آپ کے علم و فضل، ذہانت و قابلیت کے چرچے ہیں۔ آپ کی فضیلت علمی کا یہ عالم ہے کہ آپ کے دوست دشمن سب ہی قدر کرتے ہیں۔ آپ کے دینی و علمی کارنامے "تاریخ اسلام" میں ایک ایک گراں قدر اضافہ ہیں۔"

(ایضاً ص - ۱۲)

## حاجی محمد سیف اللہ خاں

(سابق وفاقی وزیر، برائے مذہبی امور واقلیتی امور، پاکستان)

"اعلیٰ حضرت نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ دنیائے اسلام کے ان علمائے گرامی اور فضلائے اجلّہ میں سے تھے جو ملک و ملّت کا روحانی و علمی سرمایہ تھے"

(مجلہ، امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۴ء ص - ۲۰ مطبوعہ کراچی)

## عباس باوزیر

(سابق صوبائی وزیر محکمہ اوقاف، سندھ)

"اعلیٰ حضرت نہ صرف پاک وہند بلکہ اپنے عہد کے جلیل القدر عالم اور ایک نابغۂ روزگار شخصیت تھے۔ آپ کو مختلف فنون اور علوم میں اس قدر دسترس اور جامعیت حاصل تھی کہ اگر پوری تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو بہت کم ایسی ہستیاں ملیں گی، لیکن آپ کا عظیم کارنامہ مسلمانوں کو عظمتِ مصطفٰے اور مقام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے آشنا کرانا تھا۔" (ایضاً، ص - ۲۲)

## میر خلیل الرحمٰن

(ایڈیٹر انچیف، روزنامہ جنگ کراچی، لاہور پنڈی، کوئٹہ اور لندن)

امام احمد رضا جیسے علوم و فنون پر دسترس

رکھنے والے عالمِ دین کہیں صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی ساری زندگی اتباعِ سنت اور عشقِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوئی۔ وہ دینی اور دنیاوی علوم میں یکتا تھے، ان کے چھوڑے ہوئے علمی و فکری خزانے سے تشنگانِ علم فیضیاب ہو رہے ہیں۔ ساری دنیا بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں کروڑوں افراد اعلیٰ حضرت کے دائرہ اثر میں شامل ہیں ۔"

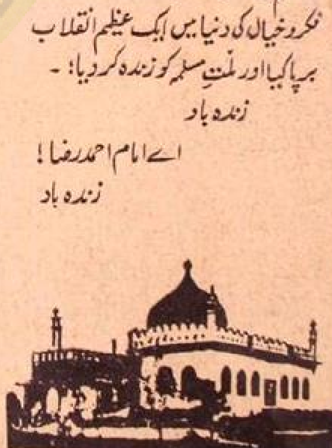
(مجلہ، امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۸ء، ص۔ ۱۸ مطبوعہ کراچی)

المختصر حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز کی زندگی سے لے کر آج تک علماء عرب و عجم، صوفیائے کرام مشائخ عظام، محققین و دانشور اور متعدد ہستیاں تسلسل و تواتر کے ساتھ ان کے علم و فضل کا اعتراف کر رہے ہیں، بیشک وہ عالمِ اسلام کے ایک عبقری تھے اور بے مثال شخصیت کے مالک، وملتِ اسلامیہ کی آبرو تھے، وہ علم و دانش کا سنگھار تھے، انھوں نے فکر و خیال کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا اور ملتِ مسلمہ کو زندہ کر دیا! -

زندہ باد

اے امام احمد رضا!

زندہ باد



# نعتیں

### ماہر القادری

رسولِ مجتبیٰ کہیے محمد مصطفیٰ کہیے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہیے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہیے

جبین و رخ محمد کے تجلی ہی تجلی ہیں
کہ شمس الضحیٰ کہیے کہ بدر الدجیٰ کہیے

جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش بن جائے
جب ان کا نام آئے مرحبا صلِ علیٰ کہیے

غبارِ راہِ طیبہ سرمۂ چشمِ بصیرت ہے
یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہیے

صداقت پر بنا رکھی گئی ہے دینِ فطرت کی
اسی تعمیر کو انسانیت کا ارتقا کہیے

مرے سرکار کے نقشِ قدم شمعِ ہدایت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستا کہیے

محمد کی نبوت دائرہ ہے جلوۂ حق کا
اسی کو ابتدا کہیے اسی کو انتہا کہیے

مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے
مری آنکھوں کو ماہرؔ چشمۂ آبِ بقا کہیے

---

کس نے پھر چھیڑ دیا قصۂ لیلائے حجاز
دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز

بھر کے دامن میں مرے اشکوں کی دعائیں لے جا
اے نسیمِ سحر اے بادِ [illegible] حجاز

بزمِ ہستی میں ہے ہنگامۂ محشر برپا
اب تو ہو خواب سے بیدار مسیحائے حجاز

[illegible] باقی نہ رہے کوئی سرور
[illegible] دل سے کھنچ بیٹھے ہیں مینائے حجاز

ولولہ یاد دعا مانگ وہ دن پھر آئے
دیکھیں ہم پھر وہی جلوے وہی صحرائے حجاز

کون سے خواب میں ہے کوئی ہے روحِ بلال
گونج اٹھے پھر تری تکبیر سے دنیائے حجاز

خاکِ یثرب کے ہر اک ذرے سے آتی ہے صدا
اخترِ خاک نشیں آ کہ ہے فرمائے حجاز

اختر

# حیات سنہائے عالی حجۃ الاسلام

۱۰ ــــ ھ ــــ ۱۴

تحقیق و ترتیب۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری، رضوی

ولادت بریلی شریف میں ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء

(مرشد المرشد) سید آل رسول مارہروی کا وصال ۱۲۹۶ھ ؍ ۱۸۷۹ء

جدامجد (مولانا نقی علی خان کا وصال ۱۲۹۷ھ ؍ ۱۸۸۰ء

تعلیم و تربیت کا آغاز ۱۳۰۰ھ ؍ ۱۸۸۳ء

شیخ محمد فضل حسین (ناناصاحب) کا رامپور میں وصال ۱۳۰۲ھ ؍ ۱۸۸۵ء

ولادت مولانا حسنین رضاخاں (چچازاد بھائی)

(رحلت ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء) ۱۳۱۰ھ ؍ ۱۸۹۲ء

برادر اصغر مفتی اعظم ہند شاہ مصطفےٰ رضاخاں)

کی ولادت (رحلت ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء) ۱۳۱۰ھ ؍ ۱۸۹۲ء

تکمیل فراغت ۱۳۱۱ھ ؍ ۱۸۹۴ء

مسند افتاء کی ذمہ داری ۱۳۱۲ھ ؍ ۱۸۹۵ء

اجلاس ندوۃ العلماء بریلی میں شرکت ۱۳۱۳ھ ؍ ۱۸۹۶ء

امام احمد رضا کی تصانیف پر تصدیقات کا آغاز ۱۳۱۵ھ ؍ ۱۸۹۸ء

الصارم الربانی رد قادیانی پر پہلی تصنیف ۱۳۱۵ھ ؍ ۱۸۹۸ء

جلسۂ دربار حق و ہدایت عظیم آباد پٹنہ میں شرکت امام

احمد رضا کی نیابت پوکھریرا ضلع مظفرپور ۱۳۱۸ھ ؍ ۱۹۰۰ء

بہار کا پہلا سفر ۱۳۱۸ھ ؍ ۱۹۰۰ء

حج و زیارت ۱۳۲۳ھ ؍ ۱۹۰۵ء

رمی قبل زوال کے عدم جواز پر مولانا سید اسمٰعیل

مکی محافظ کتب حرم سے مکہ میں گفتگو ۱۳۲۳ھ ؍ ۱۹۰۵ء

الدولۃ المکیہ کی تبیض و تمہید ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء

کفل الفقیہ الفاہم کی تمہید ۱۳۲۴ھ ؍ ۱۹۰۶ء

الاجازات المتینہ لعلماء مکۃ والمدینہ کی تمہید ۱۳۲۴ھ ؍ ۱۹۰۶ء

شیخ عبدالقادر طرابلسی کو امام احمد رضا کی موجودگی

میں لاجواب کردیا۔ ۱۳۲۴ھ ؍ ۱۹۰۶ء

شاہ ابوالحسین احمد نوری (پیرو مرشد) کا وصال

(ولادت ۱۲۵۵ھ - ۱۸۳۹ء) ۱۳۲۴ھ ؍ ۱۹۰۶ء

مولانا محمد ابراہیم رضاخان جیلانی میاں (صاحبزادۂ

اکبر) کی ولادت (رحلت ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء) ۱۳۲۵ھ ؍ ۱۹۰۷ء

استاذ زمن حضرت حسن رضاخاں بریلوی (عم محترم)

کا وصال (ولادت ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۸ء) ۱۳۲۶ھ ؍ ۱۹۰۸ء

دارالعلوم منظر اسلام کا اہتمام و انصرام ۱۳۲۶ھ ؍ ۱۹۰۸ء

سند مسند جانشینی ۱۳۳۳ھ ؍ ۱۹۱۵ء

مولانا حماد رضاخاں نعمانی میاں (صاحبزادۂ اصغر)

کی ولادت (رحلت ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۶ء) ۱۳۳۴ھ ؍ ۱۹۱۶ء

حضرت محدث سورتی مولانا وصی احمد کی نماز جنازہ

میں امامت (ولادت ۱۲۵۲ھ ۱۸۳۶ء) ۱۳۳۴ھ ؍ ۱۹۱۶ء

اجمیر مقدس کی حاضری ۱۳۳۷ھ ؍ ۱۹۱۹ء

عیدگاہ کلاں جبل پور میں خطاب عام ۱۳۳۷ھ ؍ ۱۹۱۹ء

مفتی برہان الحق کے جلسۂ دستار فضیلت میں

| | | |
|---|---|---|
| شرکت جلسۂ جمیعۃ العلماء بریلی میں ابو الکلام آزاد سے توبہ کا مطالبہ | | مطابق |
| | ۱۳۳۹ھ ″ | ۱۹۲۱ء |
| تحریکِ خلافت کے زمانے میں عیدگاہ بریلی میں نمازِ عید کی امامت۔ | ۱۳۳۹ھ ″ | ۱۹۲۱ء |
| امام احمد رضا والد ماجد کا وصال اور نمازِ جنازہ کی امامت | ۱۳۴۰ھ ″ | ۱۹۲۱ء |
| خرقۂ خلافت وجانشینی کی تقریب | ۱۳۴۰ھ ″ | ۱۹۲۱ء |
| جامعہ نعمانیہ لاہور میں ورودِ مسعود | ۱۳۴۱ھ ″ | ۱۹۲۳ء |
| تحریکِ شدھی کی پوری مزاحمت | ۱۳۴۲ھ ″ | ۱۹۲۳ء |
| صدارت مجلس استقبالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد، | ۱۳۴۳ھ ″ | ۱۹۲۵ء |
| حزب الاحناف لاہور کے پہلے جلسہ میں شرکت | ۱۳۴۴ھ ″ | ۱۹۲۶ء |
| مولانا سردار احمد کی آپ کی خدمت میں لاہور میں پہلی حاضری۔ | ۱۳۴۴ھ ″ | ۱۹۲۶ء |
| نجدیوں کے مذمت کے جلسہ کی بریلی میں صدارت | ۱۳۴۴ھ ″ | ۱۹۲۶ء |
| فرنگی محل لکھنؤ میں نزول | ۱۳۴۴ھ ″ | ۱۹۲۶ء |
| شاہزادۂ اکبر جیلانی میاں کی دستارِ فضیلت اور نیابت وخلافت کا اعلان | ۱۳۴۴ھ ″ | ۱۹۲۶ء |
| خانقاہِ قادریہ نوریہ رضویہ بریلی کی تاریخ بنیاد خانقاہ قادریہ مبارکہ ۱۳۴۵ھ | ۱۳۴۵ھ ″ | ۱۹۲۷ء |
| جیلانی میاں صاجزادۂ اکبر کی شادی خانہ آبادی | ۱۳۴۷ھ ″ | ۱۹۲۸ء |
| مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن کو دھامنگر اڑیسہ میں تمام سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت | ۱۳۵۰ھ ″ | ۱۹۳۲ء |
| جے پور اور میرٹھ کا سفر | ۱۳۵۱ھ ″ | ۱۹۳۲ء |
| آخری فیصلہ کن مناظرہ لاہور کی صدارت | ۱۳۵۲ھ ″ | ۱۹۳۳ء |
| علامہ اقبال سے لاہور میں ملاقات دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں تشریف آوری | ۱۳۵۲ھ ″ | ۱۹۳۴ء |
| مولانا ریحان رضا خان رحمانی میاں (نبیرۂ اکبر) کی ولادت (رحلت ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء) | ۱۳۵۲ھ ″ | ۱۹۳۴ء |
| یوم مسجد شہید گنج کے جلسہ وجلوس لاہور میں شرکت لاہور (مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب | ۱۳۵۴ھ ″ | ۱۹۳۵ء |

| | | |
|---|---|---|
| الوری کے چہلم میں شرکت) | ۱۳۵۴ھ مطابق | ۱۹۳۵ء |
| نعمانی میاں (صاجزادۂ اصغر) کی شادی خانہ آبادی | ۱۳۵۷ھ ″ | ۱۹۳۸ء |
| خانقاہِ عالیہ قادریہ نوریہ رضویہ کی تعمیر کا آغاز | ۱۳۵۷ھ ″ | ۱۹۳۸ء |
| نبیرۂ اکبر رحمانی میاں کو ماذون و مجاز فرمایا | ۱۳۵۷ھ ″ | ۱۹۳۸ء |
| اودے پور مارواڑ کا سفر | ۱۳۵۷ھ ″ | ۱۹۳۹ء |
| علالت کا آغاز | ۱۳۵۷ھ ″ | ۱۹۳۹ء |
| مدپورہ بنارس کا سفر | ۱۳۵۹ھ ″ | ۱۹۴۰ء |
| جودھپور کا سفر | ۱۳۶۱ھ ″ | ۱۹۴۲ء |
| وصال پر ملال انا للہ وانا الیہ راجعون | ۱۳۶۲ھ ″ | ۱۹۴۳ء |
| آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد میں محدث اعظم ہند کا تعزیتی قرارداد | ۱۳۶۵ھ ″ | ۱۹۴۶ء |
| مولانا شاہ عبدالسلام جبلپوری (رفیق سبق) کا وصال (ولادت ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء) | ۱۳۷۲ھ ″ | ۱۹۵۲ء |
| مولانا الحاج تقدس علی خاں (فرزند نسبتی وسابق مہتمم منظر اسلام کا وصال (ولادت ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء) | ۱۴۰۷ھ ″ | ۱۹۸۷ء |

## نعتِ مبارکہ

از: حلیم حاذق (ہوڑہ)

شعورِ جاگ اٹھا فکر وآگہی اتری ○ رسول پاک کے صدقہ میں زندگی اتری
خیال آیا تھا ماہِ عرب کے جلووں کا ○ تمام رات مرے گھر میں چاندنی اتری
وہ شہرِ علم بھی امی بھی درس وحدت بھی ○ اسی کے نام پر معراج آگہی اتری
نمود صبح ہوئی نور کے جزیرے سے ○ سیاہ غاروں میں رحمت کی روشنی اتری
ہر ایک سمت تھے باطل خداؤں کے میلے ○ وہ ایک در جہاں وحدت کی بندگی اتری

# ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی آمد

از۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا بدر القادری، اسلامک اکیڈمی، ہالینڈ،

سرزمین ہند پر اسلام اور مسلمانوں کی آمد، عام طور پر، مشہور اسلامی سپہ سالار، حضرت محمد بن قاسم ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کے وقت سے خیال کی جاتی ہے جب انھوں نے حجاج بن یوسف کے حکم سے ۹۳ھ/۷۱۱ء میں سندھ کے قزاقوں کے ہاتھ گرفتار ہو جانے والی مسلم خواتین کی دادرسی کرتے ہوئے، اس علاقہ میں قدم رکھا۔ اور راجہ داہر کو شکست دے کر اسلامی حکومت قائم کی۔ اور بعض مورخین تو ہندوستان میں باقاعدہ سلاطین غزنی کی وسیع ترین مسلم حکومت کے قیام سے مسلمانوں کی آمد کو شمار کرتے ہیں جو ۳۶۶ھ/۹۷۷ء تا ۵۸۲ھ/۱۱۸۶ء تک رہی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سرزمین ہند پر مسلمانوں کے قدم اس سے بہت پہلے پہنچ چکے تھے۔۔۔۔۔۔ موجودہ مورخین میں جناب قاضی اطہر مبارکپوری نے اس موضوع کے نئے نئے گوشے اجاگر کئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ خلافت فاروقی کے ابتدائی دور میں حضرت عثمان ابن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے، جو بحرین کے والی تھے، اپنے بھائی حکم بن ابی العاص ثقفی کو تھانہ اور بھڑوچ کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ مورخ موصوف نے فتوح البلدان ص:۔ ۴۲ معجم البلدان ج ۲ ص:۔ ۴۸۱ جمہرۃ انساب العرب ص: ۲۶۶۔ اور تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص: ۱۲۴ کے قیمتی اشتہارات سے ان ثقفی بزرگوں کے ذریعہ۔ سندان، تھانہ اور بھڑوچ پر ۱۵ھ عرب و بحار و ہندستان میں اسلام کا آثار ثابت کیا ہے۔

خدائے حکیم

قدیر نے اپنے آخری رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کرنے کے لئے سرزمین عرب کا انتخاب فرمایا۔ قوم عرب نہایت جفاکش، باہمت، جری، بہادر، تاجر، اور سیاح تھی۔۔ اسلام کے آفاقی پیغام کی ذمہ داریاں اور قرآن عظیم کی حیات آفرین تعلیمات نے ان کے فطری جوہر کو اور جلا دی۔ پھر تو خشک زمین کی پشت۔ اور سطح سمندر کو روندتے ہوئے تمام دنیا کے گوشوں تک پہنچنا ان کا معمول بن گیا تجارت ان کا پیشہ تھا۔ اور تبلیغ و جہاد ان کا فریضہ۔۔۔۔۔ عربوں نے دنیا کے بڑے بڑے ملکوں سے سمندری راستوں کے ذریعہ روابط قائم کر رکھے تھے

ہندوستان کے ساتھ ان کی وابستگی بحر ہند کے ذریعہ تھی۔ ایران کا ایک حصہ، دریائی راستوں ہی کے ذریعہ ان سے ملتا تھا۔ حبش کا سفر عرب تجار سمندری راہوں سے کرتے تھے مصنوعات لانے کے لئے عربوں کے جہاز بحر ہند پار کر کے بحر چین کا سفر کیا کرتے تھے۔۔۔۔ اور وہاں کے مال لا کر ہندوستان کی مختلف بندرگاہوں پر اتارتے تھے اور بحر روم طے کر کے روم تک کے علاقوں میں پہنچاتے تھے۔ اس لئے وہ شام سے بحر روم کا بحری سفر کیا کرتے تھے۔ بحرین یمامہ، عمان، عمان حضرموت یمن یہ سب عرب کے سرسبز و شاداب ساحل تھے۔ جہاں سے چل کر عربی بیڑے ایک طرف بحر ظلمات تک اور دوسری طرف بحر ہند اور بحر چین تک پہنچتے تھے۔

بصرہ اور سیراف سے بحر ہند کے جزیروں میں ہوتے ہوئے حدود چین تک عربوں کی جہاز رانی صدیوں تک اس کثرت سے ہوتی رہی کہ ان کے بعض جزائر میں اہل عرب کی مستقل آبادیاں قائم ہو گئی تھیں۔۔۔۔ مالدیپ سے جاوا اور سماٹرا اور اس کے آگے فلپائن تک اسلام کی اشاعت

و تبلیغ کے پودے عرب تاجروں ہی نے لگائے عرب تاجر ہندوستان کے جن بندرگاہوں سے گزرتے تھے۔ ان کا حال، عربوں کی جہازرانی میں اس طرح لکھتے ہیں :-

"وہ خلیج فارس کے ساحل سے ہو کر خشبات آتے تھے۔ پھر بلوچستان کے بندرگاہ نیبز میں داخل ہوتے تھے۔ پھر سندھ کے بندرگاہ ٹھٹھہ میں، پھر گجرات اور کاٹھیاواڑ کے بندرگاہوں میں سے تھانہ، کھمبایت، سوبارہ چیمور، بھروچ، بھاڑبھوت گندھار، گھوگھا اور بعد کو سورت میں پھر مدراس کے علاقہ میں ملیبار، کاردمنڈل، راس کماری کولم، منگلور، چالیات، پنڈارانی چنداپور، ہنور، دہ پٹن، کالی کٹ مدراس سے ہو کر خلیج بنگال میں داخل ہوتے تھے" ؎۱

دور فاروقی میں حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی مہمات کچھ زیادہ نتیجہ خیز نہیں تھیں۔ عربوں کی تجارتی نقل و حرکت۔ اور بحری راہوں سے ان کی متواتر آمد و رفت ——— اور تجارتی سفروں کی معلومات کے سہارے ہندوستان میں جگہ جگہ ان کی آبادکاری گویا پہلی صدی ہجری کے اندر ہی ہو گئی تھی۔ جن میں رفتہ رفتہ اضافہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ بعض علاقوں میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ عرب تجار بازار ہندوستان کی رونق عربوں کی بحری معلومات، اور سمندری راستوں سے انکی تجارت کے بارے میں انگریز مورخ پروفیسر آرنلڈ، مسعودی کے حوالے سے اپنی کتاب دی پریچنگ آف اسلام میں لکھتا ہے۔

"اس زمانے (نویں صدی عیسوی کے بعد) میں سندھ ہند اور دنیا کے باقی ملکوں کی باہمی تجارت کا سلسلہ عرب تاجروں ہی کے دم سے قائم تھا۔ وہ چین اور لنکا کی پیداوار سندھ کی بندرگاہوں میں لائے تھے۔ اور وہاں سے براہ ملتان ترکستان اور خراسان میں لے جاتے تھے" ؎۱

عرب تجار ہندوستان کے تمام جنوبی سواحل سے اپنے کاروبار کرتے تھے ——— اور اسی آمد و رفت نے ان نے دین اور پیغام کو ان علاقوں کے لوگوں تک پہنچایا۔ ہندوستان باسیوں کو ان تاجروں کے ذریعہ دور دراز ممالک کی اشیاء بھی میسر آئی تھیں ——— اور ان کے پختہ کردار ——— عہد و پیمان پر مر مٹنے کی عادت۔ انسانی اخوت و مساوات اور سب سے بڑھ کر ——— ہر حال میں خدائے ذوالجلال کا خوف اور تقویٰ۔ عبادت و ریاضت، اور ساری زندگی ——— ہندوستانیوں کے لئے ان کی درآمدات سے زیادہ عجیب تھیں ——— جنہوں نے عوام و خواص سب پر اثر ڈالا۔ اور ہندوستانی راجاؤں اور باشندوں نے ان کے قدموں کو اپنی سرزمین کے لئے باعث برکت سمجھ کر انہیں گلے سے لگایا۔ پروفیسر آرنلڈ لکھتا ہے۔

دسویں اور بارہویں صدی عیسوی کے عربی جغرافیہ نگاروں (اصطخری اور ابن حوقل وغیرہ) نے ساحل ہند اور اندرون ملک کے بہت سے ایسے شہروں کے نام لکھے ہیں جہاں مسلمانوں نے اپنی مسجدیں بنا رکھی تھیں ——— اور وہ مقامی راجاؤں کی حفاظت اور سرپرستی میں رہتے تھے اور ان راجاؤں نے ان کو ان کی شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دے رکھی تھی" ؎۲

گجرات اور سندھ یہ دونوں علاقے عرب تاجروں کے مرکز تھے۔ مسعودی کے دور ہند کے زمانے (۳۰۳ھ) میں گجرات کے بندرگاہ چیمور میں دس ہزار عرب نژاد مخلوط النسل آباد تھے۔ اسی طرح کھمبایت میں ان کی آبادی تھی۔ بھڑوچ میں نیل کی تجارت کے لئے قیام کرتے تھے مدراس کی چٹائیاں لے جا کر مصر میں فروخت کیا کرتے تھے ؎۳

گویا سطح سمندر ان کے قدموں تلے ہوتی اور وہ اپنے بلند عزائم اور اپنی ایمانی و قرآنی مشعل کے سہارے بلاخوف و خطر اس میں اپنے سفینے دوڑاتے رہے وہ جہاں جاتے اپنے اخلاق و آئین کی روشنی ساتھ لے جاتے ہندوستان جیسے متنوع ملک میں ان کے ذریعہ توحید و رسالت کا تعارف ہوا ——— ان کے پختہ کردار اور ان ہی ہمدردی کے اسلامی قوانین ——— اور روئے زمین پر فروغ پاتی ہوئی اسلامی تہذیب نے اہل ہند کو بھی اس جانب متوجہ کیا ——— ہزاروں قلوب میں ایمانی شمعیں جگمگا اٹھیں۔ اور زمین کا یہ گوشہ بھی مسلمانوں سے معمور ہو گیا ——— ★

# مینڈک اور چھپکلی کا دلچسپ مکالمہ

(ڈاکٹر شیر زماں مصطفوی، اسماعیل پور کٹرا۔ الہ آباد)

مینڈک چھپکلی سے مخاطب ہو کر
ارے بڑی بی کہاں جا رہی ہو۔ نبی کی دشمنی سے فرصت ہی کہ نہیں۔ چھپکلی۔ ذرا تمیز سے بات کرنا تو بہت نبی کا چاہنے والا ہے۔

مینڈک۔۔ الحمد للہ بیشک میں نبی کا چاہنے والا ہوں تیری دشمنی تو عیاں ہے ترے گھمنڈ ہی نے تجھے کھایا ہے۔

چھپکلی۔ کب میں نے نبی سے دشمنی کی ہے جس کی بنا پر طعنہ دے رہے ہو۔

مینڈک۔ ارے بڑی بی تم اتنی جلدی بھول گئی جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نمرودیوں نے آگ میں ڈالا تھا تو تمہارے پاس کرنی کرتوت تو کچھ نہ تھی مگر آگ پھونک رہی تھی کر اور پھر ٹکے شرم نہیں آتی گناہ کرنے کے بعد کوئی بھول بھی جاتا ہے۔

چھپکلی۔ یہ تو وقت کی بات تھی اب اب تو میں ایسا نہیں کرتی۔

مینڈک۔ وقت کی بات ہی پر تو تیرے اوپر فتوی لگا ہے کہ ایک وار میں جو تجھے چوٹ کرے سو نیکی پائے۔ اللہ تعالے نے تو خود اپنے پیارے خلیل کی حفاظت فرمائی یا نار کونی بردوسلاما علی ابراہیم لیکن تو نے اپنا کینہ پن ظاہر کر دیا۔

چھپکلی۔ کچھ بھی کہو زبان سے زبان ہارتی نہیں تم سے اچھی زندگی گذر کرتی ہوں گھر باہر ہر جگہ کی آب و ہوا لیتی ہوں، ایک تم ہو ہر وقت پانی میں گھسے رہتے ہو۔

مینڈک۔ شرم کر بے حیائی کی باتیں نہ کر تجھ سے لوگ نفرت کرتے ہیں کھانا دودھ وغیرہ میں تیرا حملہ ہو جائے تو اے اللہ کے بندے کھانا مناسب نہ سمجھیں بلکہ پھینک دیں کنویں میں گر جائے یا گر کر تیرا دم نکل جائے تو مولوی صاحب پانی نکالنے کا حکم صادر کریں یہ بھی کوئی زندگی ہے۔

چھپکلی۔ تیرا جھوٹا تو لوگ پسند کرتے ہیں زبان درازی کے علاوہ کچھ نہیں۔

مینڈک۔ میں کنوئیں رہتا ہوں آرام سے زندگی گذارتا ہوں مجھے وہیں اللہ تعالے رزق دیتا ہے وہیں پاخانہ پیشاب بھی کرتا ہوں لوگ شوق سے پانی پیتے ہیں مولوی صاحب میرے لئے کوئی حکم نہیں دیتے۔ تو اپنے گریباں میں منہ ڈال کر دیکھ زبان خود چلاتی ہے الزام دوسروں پر لگاتی ہے نہ دنیا میں تیرا ٹھکانہ ہے نہ عقبیٰ میں یہ سزا ہے نبی کی عظمت پر حملہ کرنے کا۔

چھپکلی۔ جس کے منہ میں چاول ہوتے ہیں وہ چبا کر بولا کرتا ہے۔ یہ غلطی کیا خدا معاف نہ کرے گا۔

مینڈک۔ نبی کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی توبہ قبول نہیں حدیث سنلے،
الکافر بسبب نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ مطلقا ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر،
جو کسی نبی کے گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توجہ قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

اور اب اللہ کا حکم بھی سن لے اِنَّ الّذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا، بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا میں اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا

ہے۔

چھپکلی۔ ہائے اب کیا کروں اللہ نے اتنا بڑا عذاب نازل کر دیا ہے۔ میں تو حیوان ہوں انسانوں کو مجھ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

مینڈک۔ بیشک جس کو بھی اپنی ہڈیوں و بوٹیوں کو جہنم کے بھڑکتی ہوئی آگ سے بچانا ہو وہ نبی و رسول کی زرہ برابر توہین نہ ہونے دیں۔ حالانکہ تیری ناچیز پھونک سے آگ پر کوئی اثر پڑنے کو نہیں اور نہ ہی میرے چند قطرے پانی سے آگ بجھ سکتی تھی۔ لیکن صرف محبت و عداوت کی پہچان ہوگئی اور ثابت ہوگیا کہ کس سے محبت ہے کس سے عداوت ہے ہر بات کے ثابت ہونے پر ہی فتویٰ لاگو ہوتا ہے۔

افسوس..... افسوس..... افسوس

# چاندا ترا

بدر القادری (ہالینڈ)

یہ کہتے ہیں تھا شور، گھر آمنہ کے    چلو دیکھنے چاندا ترا ہوا ہے
فلک بن گیا آج ہاشم کا آنگن    بوقتِ سحر نور بکھرا ہوا ہے
حرم میں بتوں کی پرستش نہ ہوگی    اب انساں بنے گا نہ راہب نہ جوگی
دھلی دھول ہر رطب و یابس کی رُخ سے    براہیم کا دین نکھرا ہوا ہے
فدایان دیں غازیان حجازی    لگاتے ہیں اپنے دل وجاں کی بازی
ہیں خیرالوریٰ ان کی محفل کی رونق    رفع دل سے ہر خوف و خطرہ ہوا ہے
وہ ہاتھوں میں قرآن لے کر کے آئے    وہ ایمان و ایقان لے کر کے آئے
ہوا سر بلند آج حق فضلِ حق سے    مفاسد کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے
گئے دن مظالم کے آرام آیا    گلستاں میں وہ رشکِ گلفام آیا
ہر ایک سو ہے کیف و مسرت کا عالم    مقدر کا رخسار نکھرا ہوا ہے
رؤف رحیم ہیں اوصاف عالی    شفاعت کی کاندھوں پہ کملی ہے کالی
نویدِ فترضیٰ ملا ان کو رب سے    ہر عاصی سے کافور خطرہ ہوا ہے
فضائیں منور، ہوائیں معطر    لنڈھائیں ملک خلد کے عطر و عنبر
ہیں روح الامیں با ادب آتے جاتے    مدینہ تو صد رشکِ سدرہ ہوا ہے
ہے تنفیذِ احکام رب مصطفےٰ سے    ملا دیتے ہیں عبد کو وہ خدا سے
زبانِ نبی بدر ہے کلکِ قدرت
سندان کے ہونٹوں کا فقرہ ہوا ہے

مرحومہ حبیبہ خاتون کا

# فاتحہ چہلم

مرحومہ حبیبہ خاتون ــــــ انتقال ۴ر جنوری ۹۰ء فاتحہ چہلم ۱۲ر فروری کو ہوا۔ احباب مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

محمد ابو الکلام، سند ھوشکاری (بہار)
مولوی محمد حسین نوری ــــ (ویشال)

## مولانا ارشاد حسین رامپوری

# ایک تحقیقی مطالعہ اور تعارفی تجزیہ

مولانا مبارک حسین مصباحی (رامپوری)

دار المطالعہ میں اس وقت میرے پیش نظر دانش کدہ علم و ادب مرکز فکر و فن سرزمین رامپور کی عبقری شخصیت پر حیات و خدمات، نظریات تعلیمات پر مشتمل ایک تازہ ترین تصنیف ہے۔ مولانا ارشاد حسین صاحب کی عظیم ذات علم و دانش کی بزموں میں کسی تعارف و تبصرہ کی طلبگار نہیں۔ تیرہویں صدی ہجری کے آخیر دہائیوں میں افق رام پور سے طلوع ہونے والا فکر و فن اور علم و فضل کا یہ نیر تاباں اور درخشندہ ستارہ اس آب و تاب کے ساتھ جگمگایا کہ اس کی زبان و قلم اور حکمت و فن کی نورانی کرنوں سے ہر طبقے نے اکتساب فیض اور طلب نور کیا۔ ایوان قرطاس و قلم ہو یا میدان خطابت، مسند تدریس ہو یا دار الافتاء، اصلاحی تحریکیں ہوں یا معرکہ مناظرہ ہر جگہ ان کی عظمت و سربلندی کے نقوش دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ پتھروں نے ہیروں کی جگہ لے لی اور ہیروں کی تابناکیاں جو ظلمت کی نذر ہو گئیں

کتنے گوہر کھو گئے اس رونق بازار میں
کتنے پتھر بک گئے لعل گہر کے نام سے

زیر تبصرہ کتاب کے حرف آغاز میں علامہ محمد احمد مصباحی کے حساس قلم نے جو دعوتِ فکر و عمل دی ہے۔ اس کا ایک پیراگراف پڑھیے اور سر دھنیے۔

"دور ماضی کی یہ تابناک شخصیتیں اعتداد زمانہ کی تہوں میں دبتی جا رہی ہیں اور ابنائے عصر کی تغافل کیشیاں اس پہ مستزاد ہیں۔ جبکہ عصر حاضر کی بڑھتی ہوئی ظلمتیں دور کرنے کے لئے ان ہی قندیلوں کی ضرورت ہے جس سے کل ان فضاؤں میں ہمہ گیر اجالا تھا۔ وہ نہیں مگر ان کی زندگیوں کے تابندہ نقوش، ان کے علم و فضل، ان کے اخلاق و محاسن اور ان کی تعلیمات و ہدایات آج بھی مینارہ رشد و ہدایت کا کام سر انجام دے سکتی ہیں۔ لیکن انہیں پوشیدہ اوراق، منتشر صفحات اور دست بردِ زمانہ کی آغوش سے نکال کر نئی جلوہ گاہوں میں ضیا باری کا موقع فراہم کرنا ہوگا۔ ان کے لئے محنت و کاوش، تلاش جستجو، بحث و تحقیق، تحریر و ترتیب اور نشر و اشاعت کے صبر آزما مراحل کا سامنا کرنا ہوگا جس کے جذبات ایک زندہ قوم میں بیدار رہنا حیاتِ ملی کی بقا کے لئے از حد ضروری ہے۔"

اپنی تاریخ کو جو قوم بھلا دیتی ہے
صفحۂ دہر سے وہ خود کو مٹا دیتی ہے

اس کتاب کے مصنف علامہ سید شاہد علی رضوی ہیں جو ہماری جماعت کے مذہبی، علمی، اور تبلیغی تاریخ کے پرعزم اسکالر ہیں۔ قدرت نے انہیں علمی گہرائیوں، فکری بصیرت حساس دل عصر شناس ذہن اور حسن کارکردگی کی بے پناہ صلاحیتوں کا مرقع بنا دیا ہے۔ ان کی علمی استعداد حسن عمل اور کثرت اشغال نے دیکھنے والوں کو

انگشت بدندان کر دیا ہے ۔ دارالعلوم کے اہتمام وانتظام، علمی وعوامی مسائل کا حل، درس وتدریس اور تقریر و تبلیغ کے ہجوم میں قرطاس وقلم کا شغف حیرت انگیز ہے ۔ خدا سے دعا ہے کہ کشت زار علم وفن پر ان کے قلم کی بارش ہوتی رہے ۔

تعارفی تمہید کے بعد اب ہم زیر نظر کتاب کے مشتملات پر تبصرہ کرتے ہیں ۔ حضرت مصنف نے مولانا ارشاد حسین صاحب کی مقدس زندگی کے درج ذیل حیات آفریں رخ پیش کئے ہیں حیات ۔ نذرانہ اہل دانش، اعتراف حقیقت ، مکتوب ، تعلیمات ، اس حسن ترتیب کے پرتو رجلوؤں سے مصنف کتاب کی تحقیقی صلاحیتوں ، کمال جستجو اور وسعت مطالعہ پر بھرپور روشنی پڑتی ہے آیئے اس کمال شوق کے ہمراہ تبصرہ کی مدہم شعاؤں میں ان دلکش عنوانات کے خدوخال کی ایک جھلک ملاحظہ کر لیجیے ۔

**حیات ۔:** اس عنوان کے ذیل میں معنون کتاب مولانا ارشاد حسین صاحب کی پروقار آفاقی ، اور ہمہ گیر زندگی کے متعدد پہلوؤں سے نقاب کشائی کی ہے ۔ بلکہ کمال جستجو کے نتیجہ میں فراہم شدہ مواد کی روشنی میں صبح ولادت سے شام وصال تک کی حیرت انگیز داستان سفر بھرپور حسن وخوبی اور سلیقہ مندی سے بیان کی گئی ہے ۔ شوق نظر کی تسکین کے لئے اس چمن زار حیات کی ایک طائرانہ سیر آپ بھی کر لیجئے ۔

ولادت ، نسب ، حلیہ ، اخلاق تعلیم ، تاثیر صحبت ، بیعت وخلافت حج وزیارت ، حاجی صاحب کی پیشین گوئی ، رام پور تشریف آوری ، حفظ قرآن کریم ، صبر وتوکل ، نواب کلب علی خاں کو والہانہ عقیدت ومحبت ، فیض رسانی اور دستگیری ، ارشاد العلوم ۔ تدریس ، انتاب قبولیت حق کا جذبہ فراواں خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را ۔ وعظ وتقریر ۔ فن سپاہ گیری تصلب فی الدین اور فرق باطلہ ، وصال ، اولاد امجاد ، تلامذہ خلفاء ، تصانیف ، تقاریظ ۔

**نذرانہ اہل دانش ۔:** اس عنوان کے ذیل میں ارباب علم ودانش کی زبان وقلم کے نذرانے اور گہر ہائے عقیدت میں جس میں دین وملت اور علم وادب کی پرشکوہ شخصیت مولینا ارشاد حسین صاحب سے متاثر ہو کر پیش کیا گیا ہے گل خلوص عقیدت کے ان اوراق کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موصوف کے علم وادراک عقل و فکر اور حکمت ودانائی کی چوکھٹ پر

ان کے عہد کے بڑے بڑے ارباب علم وفضل اور اصحاب فکروفن اپنی جبین عقیدت ونیازمندی کی سرخمیدگی کو اپنا اخلاقی فرض اور سرمایہ افتخار تصور کرتے تھے عقیدت کیشوں کے ہجوم سے چند نذرانے آپ کے دیدہ ودل کی تسکین کے لئے پیش ہیں پڑھئے اور علم وفضل کے اس قصر عظیم کی سربلندیوں کے جلوؤں سے نگاہوں کو خیرہ کیجئے ۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری کا تذکرہ بڑے ادب واحترام سے کیا ہے ۔ بطور نمونہ (کفل الفقیہ الفاہم) کی عبارت پیش ہے ۔

مولانا ارشاد حسین مجددی حافظ کلام ربانی ، محدث ، مفسر ، فقیہ ، دور اندیش ، مدبر غرض کے ظاہری وباطنی کوئی ایسا کمال نہیں ہے جو آپ کی ذات میں موجود نہ ہو ۔

**اعتراف حقیقت ۔:** اس عنوان کے ذیل میں ان مخالف افکار وعقائد کے حامل ارباب دانش کے قلبی اعترافات ہیں ۔ جو اس تاجدار علم وفضل کی عظمتوں کے اعتراف وتاثر کے نتیجہ میں زبان وقلم کی راہوں سے لوح و قرطاس میں اتر آئے ہیں ۔ الفضل ما شھدت بہ الاعداء کے پیش

نظر نذرانہ اہل دانش کے ذیل میں ابھرنے والے شبہات کا ازالہ بھی ہوگیا۔ کہ فضل و کمال کے اس قصرِ عظیم کی دہلیز پر یہ سارے نذرانے اشتراکِ مسلک اور عقیدت محض کی دین نہیں۔ بلکہ اعتراف حقائق کی سچی تصویریں ہیں۔

صرف ایک عبارت پڑھ لیجئے۔ سید سلیمان ندوی حیات شبلی میں رقم طراز ہیں۔

"شبلی کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کی وسعت نظر، اصابت رائے اور مجتہدانہ ژرف نگاہی کا اعتراف ہمیشہ رہا اور اکثر بر سبیل تذکرہ ان کے کمال، فہم و ادراک اور تفقہ کے واقعات بیان فرماتے۔" بلکہ فتاوی ارشادیہ دیکھئے تو عیاں ہوگا کہ بعض اہم مسائل میں شبلی نعمانی مولینا ارشاد حسین رام پوری سے استفادہ کرتے اور مولانا افادہ فرماتے ہوئے بھی نظر آرہے ہیں"

## تعلیمات

اس ذیل میں مولینا ارشاد حسین صاحب کی تعلیمات ہیں یہ در اصل تحقیق و تدقیق فکر و بصیرت کے گنجینہ فتاوی ارشادیہ کا خوبصورت انتخاب ہے۔ اس مقام پر کوئی بھی قاری مصنف کی ژرف نگاہی دور بینی اور حسن انتخاب کی صلاحیتوں کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ موصوف نے ذخیرۂ تعلیمات سے تنگئ صفحات کے پیش نظر بالات بزم دانش کی ضیافت کے لئے صرف ان ہی گہر پاروں کا انتخاب کیا ہے جو عصر حاضر کی ضرورت، افکار و عقائد کی اصلاح، علمی گہرائی، فکری بصیرت سے موجزن ہیں اور جن میں معاشرہ کے سلگتے مسائل کا حل ہے۔

## مکتوبات

اس ذیل میں حضرت کے مکتوبات ہیں کسی کی زندگی کے ظاہر و باطن اور فضل و کمال کی سچی تصویریں دیکھنا ہوں تو اس کے مکتوبات کا مطالعہ کیجئے۔ موصوف کے یہ مکتوبات نجی زندگی سے وابستہ ہونے کے باوجود علم کی جلالت شان اور عشق رسالت کی دریوزہ گری سے لبریز نظر آتے ہیں۔

---

# اقوال عارفانہ

محمد اسرائیل رضوی
گلاب پور کٹیا، مہوتری نیپال

- دنیا کی ہر لذت فانی ہے اس لئے ابدی راحتوں کو تلاش کرو۔
- مال کو وہی شخص عزیز سمجھتا ہے جسے اللہ تعالی ذلیل و خوار کرنا چاہتا ہے۔
- جس شخص کے کلام میں حکمت نہیں وہ سراسر آفت ہے۔
- جو شخص خدا کو پہچان لیتا ہے وہ اسے دوست رکھتا ہے اور جس نے دنیا کو پہچانا اس نے اسے اپنا دشمن بنا لیا۔
- جو شخص عالم ہے لیکن عمل کی سعادت سے محروم ہے وہ اس شخص کے مانند ہے جس کے پاس عمدہ ہتھیار ہوں لیکن وہ ان کا استعمال نہ جانتا ہو۔
- اگر تم حق و صداقت کا خیال رکھتے ہو تو ہر شخص تمہارا احترام کرے گا۔
- رات کو سوتے وقت اپنے دن بھر کے کاموں پر تنقید کرو۔
- جو سوچ و فکر میں خاموشی اختیار نہیں کرتا ہے وہ غفلت و شہوت میں مبتلا ہے۔
- جو خدا کو پہچان لیتا ہے تو صرف خدا سے ڈرتا ہے اور کسی سے نہیں ڈرتا۔
- ہدایت کا سب سے پہلا مستحق تمہارا نفس ہے۔
- بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ توکل یہ ہے کہ حصول معاش کی کوشش اور تدبیر نہ کریں یہ خیال جاہلوں کا ہے۔
- تین شخصوں کی غیبت کا گناہ نہیں۔ (۱) لالچی کا (۲) فاسق کا (۳) ظالم امام کا۔
- ظاہر اور باطن کا آپس میں برخلاف ہونا نفاق کی جڑ ہے۔
- جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں مومن ہوں تو وہ بے شک مومن ہے۔
- دوسروں کے اعمال پر احتساب کرنے سے پہلے اپنے اعمال کا احتساب کرو۔
- جو گناہ عبرت نہیں رکھتا وہ کھیل اور لذت میں مبتلا ہے۔

از: محمد عیسیٰ رضوی
"نوریا - بلی بھیت"




# پتھر کے آنسو

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے۔ کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

بزم گیتی میں مختلف طبیعتوں کے انسان بستے ہیں۔ ہر ایک کی طبیعت دوسرے سے جداگانہ ہوتی ہے۔ اور ہر شخص ذہن ودماغ فکر وشعور، صلاحیت واستعداد کے اعتبار سے اپنے مزاج کے اندر کوئی نیا روپ ضرور رکھتا ہے۔ جس کی بناء پر اس سے اسی چیز کا صدور ہوتا ہے۔ جو اس کے اندر ہوتا ہے جیساکہ مقولہ مشہور ہے۔ "الاناء یترشح بما فیہ" آج سے کئی سال پہلے علامہ سیّد مدنی میاں صاحب مدظلہ نے بعض شرطوں کے ساتھ ویڈیو کیسٹ بنانے اور ٹی وی دیکھنے کو جائز قرار دیا تھا۔ اس کے رد میں متعدد علمائے کرام نے مقالے اور مضامین لکھے۔ امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ نے ٹی وی کی تحقیق، سے اس فتویٰ کا بہترین رد فرمایا۔ جس سے لاجواب ہو کر علامہ مدنی میاں صاحب کے کچھ معتقدین نے پوسٹروں اور رسالوں کے ذریعے حضرت خواجہ صاحب اور ٹی وی کی تحقیق کے مرتب حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب مدظلہما کی تکفیر کی اور پورے ملک میں اسے شہرت دی۔ تو حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب، "حرف آخر" لکھکر ان کی شرارتوں کا پردہ فاش فرمایا۔ ٹی وی کی تحقیق۔ اور حرف آخر۔ کے مندرجات سے عاجز آکر ان حضرات نے توبہ ورجوع کی بجائے دوسرے ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کئے۔ جس کی ایک کڑی ابھی حال ہی میں ماہنامہ "المسعود" بہرائچ کے دسمبر وجنوری ۱۹۸۹ء۹۰ء کے شمارے میں سید دستگیر اشرف صاحب کچھوچھوی کے مضمون کی صورت میں دیکھنے کو ملی۔ جس کی سرخی ہے۔ لہو کے رنگ۔ اس مضمون میں اصل حقائق سے اعراض کرکے انہوں نے علامہ مدنی میاں صاحب کی ہمنوائی میں رضویت پر افتراء وبہتان تراشی کی ہے۔ اور تحقیر کرتے ہوئے جگہ جگہ۔ رضوی بھائیو ــــ ننگے رضویت تم رضویوں کا جملہ استعمال کیا ہے۔ وغیر ذالک۔ الحمدللہ۔ ہم عقیدت میں اندھے نہیں ہوئے ہیں بلکہ ہمارے آقائے روحانی نے ہماری رگ وپے میں یہ بات بٹھادی ہے کہ حق کے خلاف کوئی آواز سنو تو اس آواز کو دبادو۔ اور اگر حقانیت کے خلاف کوئی اپنے تخیلات کو حقیقت کا نام دے کر سربازار حق کو نیلام کرنے کی کوشش کرے تو تم نیلام ہونے نہ دو بلکہ ان کی دنیائے خیالات کی تعمیرات منہدم اور نیست ونابود کردو۔ امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب رضوی اور حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی نے اسی کے مطابق عمل کیا۔ مگر سیّد دستگیر اشرف صاحب لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب تکفیر المسلمین کا جرم تو آپ کے سر تھا ہی آپ کے ہمنواؤں نے آپ کو انتشار بین المسلمین کا بھی مجرم بنادیا۔" تکفیر المسلمین کا غوغا جن کے فتویٰ کی بناء پر مچایا جارہا تھا انہیں کے

قلم سے حقائق پر مبنی ایک ایسا بھی فتوی شائع ہوا کہ جس کو دیکھ کر آپ بھی کہتے ہوں گے ؎

ہم کہیں گے نہ رہے ذلت وخواری کی قسم

اور یہ فتوی تبصرہ کے ساتھ ماہنامہ، "اعلیٰحضرت" بریلی شریف و ماہنامہ رضائے مصطفےٰ رچھا سے چھپ چکا ہے۔ اور اسی تکفیری عوغا پر حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی کی کتاب ۔ حرف آخر ۔ شائع ہو کر مقبول خاص وعام ہوگئی — پھر یہ جسارت کرنا کیا معنی رکھتا ہے کہ جناب مطیع الرحمٰن صاحب اپنی کم فہمی اور فقدان بصارت کا رونا رو ئیے، جبکہ آپ حضرات سے "ٹی وی کی تحقیق" اور حرف آخر، دونوں کتابوں کا صحیح وحق جواب نہیں بن پڑا تو طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنے میں شب وروز کو ایک کئے ہوئے ہیں، اس کے باوجود امام علم وفن کی "ٹی وی کی تحقیق" اور حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی، "حرف آخر" کی حقانیت میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ وہ اس قدر مسکت جواب ہیں کہ حلقۂ ارادت کے علاوہ گھر کے افراد میں بھی آج تک جن کی وجہ سے سکوت وخاموشی کی فضا طاری ہے۔ بتائیے پھر اس بے بنیاد دعوی کا کیا علاج ہو گا کہ۔ "کیا آپ حضرات نے سمجھ لیا ہے کہ سلسلۂ اشرفیہ میں کوئی قلمکار نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو بہت بڑی بھول ہے۔ مریدوں کا حلقہ تو چھوڑیئے صرف خانوادۂ اشرفیہ میں ایسے ایسے قلمکار ہیں کہ اگر یہ قلم اٹھائیں تو اچھے اچھے قلم کے ذہنی پیکار نظر آئیں گے"

بلکہ حضرت امام علم وفن اور حضرت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ کی "ٹی وی کی تحقیق" اور "حرف آخر" کا اگر کوئی جواب نہیں تھا تو ایمان کامل کا تقاضا یہ تھا کہ ان کو بلاچون وچرا تسلیم کر لیتے اور اپنا رجوع نامہ شائع کر دیتے۔ نہ کہ "پدرم سلطان بود" کا وظیفہ پڑھتے۔ اور حقانیت کا لبادہ اوڑھ لیتے۔ جیسا کہ غبار راہ سمنان مولانا عبدالہادی صاحب اشرفی کے مضمون سے ہم کو پتہ چلا اور جو آپ کے لئے نشتر ثابت ہوا۔ ورنہ ہمیں کیا معلوم کہ اندرون خانہ کیا ہو رہا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ، گھر کا بھید ہی لنکا ڈھائے، یہ ان کی دریدہ دہنی نہیں بلکہ حق پرستی اور حق کی طرف داری اور وفاداری کا بین ثبوت ہے۔ مگر اس کو سید دستگیر اشرف نے محرر پرفتن۔ فتین شخص۔ اور کمین وغیرہ سے یاد کیا ہے۔ کیا یہ گالی نہیں ہے؟

کیا آپ نے گالی گلوج ہی کے ماحول میں پرورش پائی ہے؟

ہمارے آقا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سے ہم کو یہ سبق ملتا ہے کہ انہوں نے غیروں کی گالیاں برداشت کیں ہیں مگر کبھی اپنی زبان کو ان مغلظات سے ملوث نہیں فرمایا اس لئے ان کے ماننے والے بھی گالیوں کی بوچھار کو بخیراف کئے برداشت کریں گے مگر اپنی زبان کو آپ کی طرح آلودہ نہ کریں گے۔ ہمارے بزرگوں نے جہاں احترام سادات کا درس دیا ہے وہیں ناحق کو ناحق اور باطل کو باطل کہنے کا بھی سبق دیا ہے ۔

### د شعر

کانٹے پسٹ نہ جائیں کہیں دست ناز سے
پھولوں سے کھیلنے کا ارادہ نہ کیجئے

امام علم وفن کی کتاب "ٹی وی کی تحقیق" مسئلہ ٹی وی کے عدم جواز پر آخری کیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ حضرت علامہ مدنی میاں صاحب نے بھی خواجہ صاحب قبلہ کے حضور کو بارگاہ علم و دانش تسلیم کیا ہے تو جو ان کی بارگاہ کا خوشہ چیں ہوگا وہ بھی اس لائق ضرور ہو گا کہ شیخ الاسلام بھی ان کی عظمت وصلاحیت اور علمی بصارت وبصیرت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے مگر جھوٹی شہرت کی طلب میں دستگیر اشرف صاحب نے کیا لکھ مارا۔ وہ لکھتے ہیں کہ جناب مطیع الرحمٰن صاحب اپنی کم فہمی اور فقدان بصارت کا رونا رو دیجئے حضرت شیخ الاسلام کی تالیف لطیف اتنا تر نوالہ نہیں ہے کہ آپ کے بچکانہ حلقوم سے نیچے اتر جائے آپ جیسوں کو شیخ الاسلام کی عبارتوں میں کیڑے نکالنے کے لئے شیخ الاسلام کے حضور مدتوں عاجزانہ حاضر ہونا پڑے گا تاکہ ان کی بارگاہ کی خوشہ چینی سے عبادت فہمی کا شعور مل جائے" اور حال یہ ہے کہ جب علامہ سید مدنی میاں صاحب کی کتاب "ویڈیو ٹی وی کا شرعی استعمال" کا حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب رضوی نے مطالعہ کرنا شروع کیا تو کتاب میں اغلاط کے بھرمار نظر آئے۔ علامہ مدنی میاں صاحب نے جگہ جگہ ایسی ایسی ٹھوکریں کھائیں ہیں جو سب پر عیاں ہیں۔ کہ عکس اور عکسی کے درمیان خط امتیاز ہی نہیں

کھینچ لے۔ اور جب امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب وحضرت علامہ مطیع الرحمن صاحب جواب لکھنے بیٹھے تو کتاب کے تار و پود بکھیر کے رکھ دیئے۔ اور اس کی فصیل پر اس طرح کاری ضرب لگایا کہ ان کا اب تک سنبھلنا مشکل ہو گیا ہے۔

تو کیا اعتبار ہو گا ان اوراق کی سیاہی کا جنکی بنا رہی بے بنیاد اور خود ساختہ اصولوں پر ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس استفتار کے جواب کے لئے جو ٹی وی کے متعلق تھا کسی بارگاہ علم و دانش میں حاضری کا شرف حاصل کرتے تاکہ ایسا سلیقہ آتا جوانمنٹ ہو سکا ہے اور ہمارے دیگر غلطیوں سے محفوظ ہو جاتے مگر آپ کو تو اپنی دیوار کھڑی کرنی تھی تو ہوا یہ کہ وہ اس طرح زمیں بوس ہو گئی گویا جس کا کبھی وجود بھی نہیں تھا۔ یہ حقیقت کی نقاب کشائی ہے۔ ورنہ اس کو افترار کا نام دے کر عوام کو فریب دینا عقل سلیم اور ذہن فہیم کے قطعاً منافی و مخالف ہے۔ ان بزرگوں نے جن دلائل و شواہد سے ٹی وی کے مسئلے کی تحقیق کی ہے ان کا تعلق فنون سے ہے۔ نہ کہ فیروز اللغات، جامع اللغات اور منتخبات اللغات وغیرہ سے ــــ اور ایسا بھی نہیں ہوا کہ عقلی گھوڑے کو بے باگ چھوڑ دیا ہو جن کی منزل کا دور تک بھی پتہ نہیں۔ بلکہ جا بجا اسلامیات کے حوالے سے مزین کر دیا ہے۔ اور ہم یہ کہنے میں بھی حق کے طرفدار ہوں گے کہ ہم کسی کی ذات سے نفرت وعداوت نہیں رکھتے جس کو نسبت کی شرافت حاصل ہے۔ بلکہ ان کی اس بات سے ضرور اختلاف ہو گا جس سے دین پر کوئی آنچ یا دھبہ آئے۔ اور عوام فضائے مکدر میں انتشار کا شکار ہو جائے اس سلسلے میں وہ واقعہ آپ کو بھی یاد ہو گا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے باغ فدک کی میراث کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی نسبی شرافت کو ترجیح نہیں دی بلکہ مسئلے کی حقانیت کو واضح کرنے کے بعد فرمایا کہ نبی کا ترکہ کسی کی میراث نہیں ہوتا بلکہ امت کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔ تو پھر ایسا نہیں ہوا کہ حضرت فاطمہ خاتون جنت نے نسبت کا سہارا لیکر حق میراث پانے کا دعویٰ کیا ہو بلکہ ان کے سامنے حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظاہر ہو جانے کے بعد اس کو تسلیم کر لینا ہی سعادت و شرافت سمجھا۔ نبی کی لخت جگر اس بات کو اچھی طرح جانتی تھیں کہ اگر شریعت پر ہم نے ہی عمل نہیں کیا جس کے چشمے ہمارے گھر سے پھوٹتے ہیں تو پھر کون ہو گا جو اس پر عمل کر کے آنیوالی نسلوں کے لئے جلی نقوش قدم چھوڑے گا یہ درس عبرت ہے ان کی اولاد کے لئے۔ کاش! انہیں بھی نصیب ہوتا۔ غرور انسان کو کہاں سے کہاں تک پہونچا دیتا ہے مگر اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ غرور نسبت مسائل شرعیہ کا شیرازہ منتشر کر دے اور اس کا احساس بھی نہ ہو۔

اخیر میں میری گذارش ہے کہ اگر آزادی ذہن و فکر اور عصبیت کا حتمی نظریہ قائم نہ کر لئے ہوں تو غور کریں۔ اور دیکھیں کہ جس مسئلہ کو اب تک انانیت کی روشنی میں دیکھ رہے تھے اسی کا پس منظر بدل کر اگر اس طرح دیکھیں کہ جس کی بنیاد اختراعی اصولوں اور خود ساختہ باتوں پر تھی۔ امام علم وفن اور حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب نے اس کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور جن کی تحقیق نے سب کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور یہ تحقیق دنداں شکن جواب ثابت ہوئی۔

اگر عدل وانصاف کا دامن دستگیر اشرف صاحب کے ہاتھ سے بالکل ہی نہ چھوٹ گیا ہو تو وہ ضرور محسوس کریں گے کہ علامہ سید مدنی میاں صاحب کے اس فتویٰ بلکہ ان کے حوارییں کی طرف سے تکفیری غوغا سے پہلے مسلمانوں میں اس مسئلہ کے تعلق سے کسی طرح کا انتشار تھا نہیں ــــ اس لئے انتشار بین المسلمین کے مرتکب امام علم وفن یا حضرت مفتی مطیع الرحمن صاحب مدظلہما نہیں بلکہ خود علامہ سید مدنی میاں صاحب اور ان کے حوارییں ہی اس کے مرتکب ہوئے ہیں۔

ایک بات اور عرض کر دوں کہ دستگیر صاحب کو، ٹی وی کی تحقیق، اور حرف آخر پر رونا تو آیا لیکن علامہ سید مدنی میاں صاحب نے امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن پر جو اعتراضات کیئے تھے جن کا جواب بھی

مولانا نوشاد عالم صاحب حنفی نے دیا ہے

وہ نظر نہیں آیا۔ دستگیر صاحب کو روتے
ہی کا شوق تھا تو۔ ٹی وی کی تحقیق۔ اور

حرف آخر۔ کی بجائے اس پر رونا چاہیئے
تھا ===

# خوشتر طرازِ سہرا

۱ ۹ ۶ ۸ ۹

سہرا کے یہ چند اشعار حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل نے اپنے صاحبزادے **قادری غلام محمد حسین رضا انور عزیزی بلند طالع محمد میاں خوشتر ہمراہ نیک خصال شبانہ کی محفل مبارک شادی خانہ آبادی** کے یادگار موقع پر بعنوان **خوش تر طرازِ سہرا** بروقت ارشاد فرمائے،

رخ محمد پہ سج رہا ہے وہ خوشتر و خوشگوار سہرا
نہ بن سکے گلشنِ جہاں بین جواب اس کا ہزار سہرا

رخ محمد میاں پہ کیا کھل رہا ہے باغ و بہار سہرا
چمن کی رعنائیوں میں سمٹا دکھا رہا ہے نکھار سہرا

کراچی کی شام کا یہ منظر، یہ صبح لاہور روح پرور
یہی لئے سج رہا ہے کتنا متاعِ لیل و نہار سہرا

بدست فرزانہ و صمیزہ، ہر ایک غنچہ بصد قرینہ،
پرو دیا جیسے گیا نگینہ، بنا ہے کیا شاندار سہرا

متاعِ خوشتر تمہیں مبارک۔ محمد انور تمہیں مبارک
شبانہ، روز و سحر مبارک، مبارک ہو شاہکار سہرا

محمد مصطفےٰ کا صدقہ بنا محمد ہے ایسا دولہا
کہ ہو رہا ہے بلائیں لیتا قدم قدم پر نثار سہرا

یہ سعد سعود اسعد احمد، سعودہ سعودہ و سعیدہ
یہ بھائی ماموں چچا کے سر دیکھیں تھا انہیں انتظار سہرا

کلی سے گل، گل سے تا بہ گلچیں یہ مرحلے ہیں عجیب و رنگین
بنا ہے پھر مدتوں میں جا کر کہیں گلے کا یہ ہار سہرا

یہ بہر مادر سے کوئی پوچھے کہ گذرے دن زندگی کے کیسے
ہرا بھرا تو رہے ہمیشہ کہ تجھ میں ہے ماں کا پیار سہرا

ہیں دستِ گلچیں کا معترف ہوں مگر یہ سچ دیکھ بتا رہا ہے
کسی کے ہاتھوں سنور سنور کر بنا ہے پھر شاندار سہرا

تری نرالی یہ شان بھی ہے عجیب یہ داستان بھی ہے
سوائے گل کے نہیں تجھ میں چمن کا کوئی بھی خار سہرا

نوید اہل سخن کو دیدو، یہ مژدۂ نو دمن کو دے دو
زبانِ غالب میں پڑھ رہا ہوں لکھا ہے خوشتر نے یار سہرا

خدا کا اور مصطفےٰ کا غوث الوریٰ کا احمد رضا کا خوشتر
ہے نام لیوا اعلیٰ المراتب یہی ہے اپنا شعار سہرا

# الجامعۃ الاشرفیہ میں حافظِ ملت سیمنار

## سرگزشت اور عزائم

مبارک حسین مصباحی (رامپوری)

امسال ۲۱، ربیع الآخر ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۱، نومبر ۱۹۸۹ء کو عالم اسلام کی مرکزی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں ادارہ تحقیقات حافظ ملت کا قیام عمل میں آیا۔ جسے جہانِ اہل خرد میں بڑی قدر اور حوصلہ افزا نگاہوں سے دیکھا گیا۔ اس کا پہلا عملی اقدام اور ابتدائی کارکردگی ۲۸، دسمبر کی فکر دوش حسین شب میں حافظ سیمنار کا انعقاد ہے سیمنار کی شرکت کے لئے ادارہ نے ملک اور بیرون ملک کے تقریباً سو ارباب تحریر و قلم اور اہل دین و دانش کو مدعو کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں خاصی تعداد میں قلم کاروں کے حوصلہ افزا خطوط اور تہنیت نامے موصول ہوئے۔ اور اپنی علمی فکری اور انتہائی معلوماتی نگارشات سے بھی نوازا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

ادارہ اپنے تمام کرم فرما اور محسن حضرات کا ممنون اور شکر گزار ہے اور مستقبل میں بھی اپنے دیگر عزائم کی تکمیل کے لئے بھی ان کی فکری و قلمی معاونت کا امیدوار۔

جن اہل قلم، اہل علم اور دانشور حضرات تک ہمارا یہ پیغام نہیں پہنچا ہے یا اطلاع کے باوجود ہجوم کار کے باعث اپنے قرطاس و قلم کا رخ اس طرف نہیں کیا ہے۔ ان سے ایک بار پھر سابقہ گزارش کی یاددہانی کے طور پر عرض ہے۔ کہ حافظ ملت کی آفاقی اور عبقری شخصیت پر اپنے فکر و قلم کو حرکت میں لاکر کسی بھی پسندیدہ عنوان پر مقالات و مضامین ارسال فرمائیں تاکہ ہم حافظ ملت پر شائع ہونے والی ضخیم دستاویز میں آپ کے گران قدر رشحات قلم شامل کر سکیں۔ یہ ایک تو اس عظیم محسن کے حق کا تقاضا ہے دوسرے قوم و ملت کو صالح فکر و عمل سے آراستہ کرنے کا خوبصورت ذریعہ بھی۔ اب ذیل میں حافظ ملت سیمنار کی اجمالی سرگزشت ملاحظہ فرمائیے۔

۲۸، دسمبر ۱۹۸۹ء کو بعد نماز عشاء جامعہ اشرفیہ کے وسیع ہال میں حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی کی عبقری شخصیت پر تاریخ ساز سیمنار منعقد ہوا۔ سرپرستی حضرت عزیز ملت علامہ عبدالحفیظ صاحب قبلہ نے فرمائی، نظامت کے فرائض ملک کے دل عزیز اناؤنسر مولانا علی احمد مصباحی صاحب سیوانی نے انجام دیئے۔

تلاوت کلام ربانی اور نغمۂ نعت کے بعد سیمنار کی اہمیت، ضرورت اور مقصدیت پر ادبی فکری لب و لہجہ میں پہلا خطاب علامہ محمد احمد صاحب مصباحی نے فرمایا۔ پھر سیمنار کے صدر حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ نے نے اپنے جامع خطبہ صدارت میں حافظ ملت کی جامعیت کو بڑی قوت و متانت کے ساتھ ثابت فرمایا — پھر ملک کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے اہل دین و دانش اور ارباب تحریر و قلم نے حافظ ملت کی شخصیت کے اہم گوشوں (اخلاق، کردار، نظریہ تعلیم، تعمیر انسانیت، خدمت دین، خدمت خلق اور شعور قلم وغیرہ) پر اپنے فکر انگیز تحقیقی مقالات پیش کئے۔ مقالوں پر نقد و نظر، گفت و شنید اور دلچسپ علمی مذاکرہ کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔ ذیل میں تسکین قلب و نظر کے لئے ان دانشوروں اور قلم کاروں کے اسماء پڑھ لیجئے جنہوں نے اپنے تحریر و قلم

اور فکر و شعور کی جولانیوں سے سیمنار کے نقشوں میں رنگ و نور بھرا۔

حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی۔ علامہ محمد احمد صاحب مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ۔ مولانا لیسین اختر صاحب مصباحی ایڈیٹر حجاز جدید دہلی۔ علامہ عبداللہ خاں صاحب مصباحی جمداشاہی۔ مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ۔ مولانا رضوان صاحب مصباحی، مولانا اسلم بستوی صاحب مصباحی مولانا عبدالمنان کلیمی صاحب مصباحی مولانا نصراللہ صاحب مصباحی مولانا عبدالنعیم عزیزی ایم اے ایڈیٹر سنی دنیا بریلی شریف مولانا غلام محمد صاحب مصباحی بلرامپور۔ مولانا شمس الہدیٰ صاحب مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مولانا معراج احمد صاحب مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مولانا عبدالغفار صاحب مصباحی۔ قاری عبدالحکیم صاحب مصباحی الحاج عبدالحکیم صاحب بنارس جناب سید ولی الدین صاحب ایڈیٹر نور مصطفےٰ پٹنہ۔ مولانا زاہد علی سلامی صاحب مصباحی شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ، مولانا ایاز احمد صاحب مصباحی جبپور۔ مولانا اختر کمال صاحب مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مولانا غلام نبی صاحب مصباحی۔ ماسٹر آفتاب صاحب عزیزی استاذ جامعہ اشرفیہ، جناب حکیم محمد یوسف صاحب ناظم دفتر تعلیمات جامعہ اشرفیہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب شرر مصباحی مولانا محمد علی صاحب مصباحی کرناٹک۔ الحاج محمد حسین صاحب مبارکپور۔ مولانا رفیق عالم صاحب مصباحی بھوجپور مرادآباد۔

ان کے علاوہ الحاج الجامعۃ الاشرفیہ کے باذوق اور بالغ نظر ۲۳، طلبہ نے بھی اپنے مقالے پیش کئے اور حافظ ملت کی خدمات اور اہم کارناموں پر روشنی ڈالی۔ آخر میں محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب مصباحی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ ایک مختصر مگر انتہائی معلوماتی تقریر فرمائی۔ جس میں حافظ ملت کی کردار سازی اور جلالت علمی پر روشنی ڈالی۔ عزیز ملت حضرت سربراہ اعلیٰ صاحب نے منتظمین اور طلبہ کی ہمت افزائی فرماتے ہوئے دعائیہ کلمات سے نوازا اور شرکا کا شکریہ ادا کیا ½ ۲ بجے شب صلوٰۃ وسلام پر سیمنار کا اختتام ہوا۔

★

# مدارس اسلامیہ اور تعلیمی انحطاط

مرغوب حسن قادری اعظمی

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جسے سائنسٹفک دور کہا جاتا ہے انسانوں نے بہت سی ترقیاں کر لی ہیں کالج سے لیکر یونیورسٹیوں تک مختلف نئے قسم کے نصاب اور تعلیم کے نئے نئے ڈھنگ اور زاویئے مرتب کئے جاتے ہیں مگر پھر بھی باصلاحیت حضرات مفقود ہوتے جا رہے ہیں جہانتک سند کی بات ہے اگر محض سند حاصل کر لینا ہی کامیابی کی دلیل ہے تو اس دور میں اس کی کمی نہیں ہے بلکہ بہار اور یوپی کے ملحق مدارس میں دیکھا جائے تو جہاں مولوی سے لیکر فاضل دینیات و معقولات و ادب اور منشی کامل وغیرہ تک کی سندیں ارزاں ہیں پر بہار میں وسطانیہ سے لیکر فاضل و کامل اور بی ایڈ وغیرہ کی سندیں آسانی سے دستیاب ہیں۔ مگر پھر بھی دن بدن اعلیٰ تو دور رہے متوسطات تک کی تعلیم دینے والے بھی اب کم مل پا رہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے یہ ایک سوال ہے۔ جہاں ڈگریوں کے بل بوتے پر تعلیم کا زوال ہے وہیں پر یہ سندیں اب اچھے اور درس نظامیہ میں باصلاحیت بچوں کو بھی اپنے مقصد سے ہٹا کر آزاد راستوں پر لیجا رہی ہیں (بہار) حق کا مشاہدہ کرنا ہو تو دور نہیں صرف آپ بہار کے موجودہ نظام کو دیکھ لیجئے۔ دو سال پیشتر مجھے چھپرہ رہنے کا اتفاق ہوا تھا وہاں امتحان کے زمانے میں میں نے دلدوز منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بہت سے اسکولی بچے جن کا دور کا بھی واسطہ عربی و فارسی سے نہیں ہے یا بہت سے میلادی مقررین اور حفاظ جنہوں نے فارسی کی پہلی بھی نہیں پڑھی ہے وہ مولوی عالم اور فوقانیہ کا امتحان دیر ہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ کہ آسانی سے مکمل پرچے امتحان گاہ سے باہر ہو جا رہے ہیں باہر بیٹھے ہوئے جان کاران سوالات کا جواب لکھکر آسانی سے بھیج رہے ہیں اس طرح کاپی میں جواب لکھ دیا گیا۔ جو اس پر بھی ناکام رہے انہوں نے کچھ کھلا پلا اور گھوس اور رشوت دیکر اپنا ریزلٹ صحیح کرا لیا۔ اس طرح جب امتحانات ہوں اور اس طرح جب آسانی سے سندیں دستیاب ہوں گی۔ تو پھر صلاحیت کا سوال ہی کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح جو باصلاحیت ہیں ان کا معیار بھی بے وزن ہو جاتا ہے۔

(یوپی) میں بھی بعض جگہ اور خاص کر الحاق شدہ مدرسوں میں یہ منظر دیکھنے میں آیا کرتا ہے کہ مدرسین کی تعداد تو زیادہ ہے مگر قابل و باصلاحیت اور مخلص مدرس دس میں دو تین عدد ملیں گے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اکثر کا تقرر الہ آباد بورڈ کے لحاظ سے سندوں کو دیکھ کر کر لیا جاتا ہے۔ جس سے نظام الاسباق کی سختی آدیئال رہنے کے باوجود بھی بے نور رہتی ہے۔ اگرچہ بہار کے مقابلے میں یوپی بہرحال ابھی بہت غنیمت ہے کہ جو کچھ بھی رہی سہی علمی بو باس پائی جا رہی ہے وہ یوپی ہی کی بعض مخصوص

درسگاہوں کی مرہون منت ہے۔ اس سلسلے میں اس سے پہلے بھی کئی بار سوچا کہ کچھ لکھا جائے تاکہ اہل فکر و نظر اس پر غور کرنے کی کوشش کریں مگر میرے پیش نظر اس وقت ماہنامہ حجاز دلی کے دسمبر ۸۹ء و جنوری ۹۰ء کے دو پرچے ہیں دسمبر کے پرچے میں فاضل گرامی حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی استاذ اشرفیہ کا مضمون بعنوان "اسلامی درسگاہوں کے اسباب زوال اور ان کا اعلان" اور جنوری کے پرچے میں مخلص گرامی حضرت مولانا محمد احمد صاحب بصیر وی شیخ الادب جامعہ اشرفیہ کا مضمون بعنوان "مدارس اسلامیہ کا تعلیمی معیار انحطاط کے اسباب و علل اور ان کا علاج" ہے جبکہ اسی کے مطابق شوال ۱۴۰۳ھ کا ایک مضمون محترم جناب سید عصمت پاشا صاحب کا بعنوان "اہلسنت کے خوابوں کی تعبیر" نوائے حبیب کلکتہ کا بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ اول الذکر دونوں حضرات نے اسباب زوال کی نشاندہی مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے۔

(۱) سرمائے کی کمی (۲) انتظامیہ کے اختلافات اور ان کی گروہ بندی (۳) تعلیم کی طرف سے اساتذہ کی بے التفاتی یا صرف تنخواہ کی حد تک لگاؤ۔ (۴) قابل و شفیق اساتذہ کی کمی (۵) اساتذہ کی قلت اور بعض بعض جماعتوں میں طلباء کا ہجوم (۶) مدارس کا غیر تعلیمی ماحول۔

(۷) طلبا کی تن آسانی، عیش پسندی، محنت سے گریز اور تقریر سے حد درجہ دلچسپی۔ (۸) سخت امتحان سے غفلت اور نقل و چوری یا ڈھیل یا تعاون (۹) کتابوں کی نافراہمی (۱۰) نصاب تعلیم و نظام درس کی خامیاں وغیرہ وغیرہ (مولینا محمد نظام الدین صاحب)

(۱) مدرسین کی بے اعتنائی یا نااہلی اور اس سے انتظامیہ کی غفلت (۲) طلباء کی صالح تربیت کا فقدان یا کمی ۳ نظام امتحان کی بیقاعدگی (۴) ترقی درجات اور داخلہ کی بے ضابطگی (۵) مقدار تعلم کی کمی اور اکثر مسائل فن سے طلباء کی بے خبری۔ (۶) غیر تعلیمی امور میں طلباء اور مدرسین کی مشغولیت۔ (۷) لائبریری سسٹم اور دار المطالعہ کا فقدان یا کمی وغیرہ وغیرہ (مولینا محمد احمد صاحب)

مندرجہ بالا اشارے حق ہیں لیکن ان میں اساتذہ کی قلت اور بعض بعض جماعتوں میں طلباء کا ہجوم (۲) طلبہ کی تن آسانی، عیش پرستی محنت سے گریز اور تقریر سے حد درجہ دلچسپی (۳) مدرسین کی بے اعتنائی اور اس سے انتظامیہ کی غفلت اور سب سے بڑھکر ایک چیز انتظامیہ کی خود ستائی مدرسین کی انتظامیہ کے سامنے چاپلوسی یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔ انتظامیہ کے اختلافات تو اکثر جگہوں پر پائے جاتے ہیں جنہیں اکثر جگہوں پر میں نے دیکھا کہ عہدے کی ہوس، نام و نمود اور مدرسین کا حلقہ بگوش رہنا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث ہے جسے ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اناسا من امتی سیتفقھون فی الدین ویقرؤن القرآن ویقولون ناتی الامراء فنصیب من دنیاھم ونعتزلھم بدیننا ولا یکون ذالک کما لا یجتنی من القتاد الا الشوک کذالک لا یجتنی من قربھم الا قال محمد بن صباح کانہ یعنی الخطایاہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں کچھ لوگ علم دین سیکھیں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس جاکر ان کی دنیا لے آئیں اور اپنا دین بچالیں۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا۔ جیسا کہ ببول کے درخت سے کانٹے ہی چنے جا سکتے ہیں۔ فرمایا محمد بن صباح نے کہ کانٹے سے مراد گناہ ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب العلم ص۳۷)

حالانکہ علم دین کو اگر علماء صحیح طور پر استعمال کریں اور اسی کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیں تو ہر دور میں وہ قوم کے لئے واجب الاطاعت رہیں گے۔ مگر یہ بیماری کثرت سے اب نئی نسل کے علماء میں پیدا ہوتی جا رہی ہے کہ

کہ وہ اپنے ظاہری ترک بھڑک اور اپنی چرب زبانی سے عوام کو بھی مغالطہ میں ڈالتے ہیں اور بزعم خویش یہ بھی گمان کرتے ہیں۔ کہ بہت کامیاب ہیں۔ اور دین کے صحیح رہبر ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں۔

لوان اهل العلم صانوا العلم ووضعوه عند اهله لسادوا به اهل زمانهم ولكنهم بذلوه لاهل الدنيا لينالوا به من دنياهم فهانوا عليهم سمعت نبيكم صلى الله عليه وسلم يقول من جعل الهموم هما واحدا هم آخرته كفاه الله هم دنياهم ه اگر علم والے اپنے علم کو ان کے اہل پر پیش کرتے تو اپنے زمانے والوں کے سردار ہوتے لیکن انہوں نے علم دنیا داروں کیلئے خرچ کیا جس سے وہ ہلکے ہوگئے۔ میں نے تمہارے نبی کو فرماتے سنا کہ جو تمام غموں کو ایک آخرت کا غم بنالے تو اللہ اسے دنیا کے غموں سے کافی ہوگا (مشکوٰۃ شریف ص۳۷)

لیکن اکثر مدرسین اس کو نہیں سوچتے۔ ایک اور بات جو مدارس اسلامیہ کے ماحول کو پراگندہ کرتی ہے وہ خلوص و محبت کا فقدان ہے ہمارے بزرگوں میں جو خلوص وللہیت تھی وہ رفتہ رفتہ مفقود ہوتی جارہی ہے۔ اگر کہیں پر مدرسین کا اچھا خاصا اسٹاف ہے تو ان میں سے اکثر کے دل میں یہ بات ہے کہ میری استعداد اچھی ہے میں سب سے اونچا ہوں۔ طلبہ مجھ سے زیادہ مانوس رہتے ہیں حالانکہ اس کے برعکس نظر آتا ہے۔ اگر ہر مدرس آپس میں حسب مراتب ایک دوسرے کی عزت وحرمت کا خیال رکھے تو شریر اور فتنہ انگیز طلبہ خود اپنی موت آپ مرجائیں اور انہیں اس کی ہمت ہی نہ پڑے کہ ہم طلباء کے درمیان کوئی غلط اثر ڈال کر مدرسین کو بے وزن اور رسوا کریں اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض مدرسین کی شہ پاکر طلباء کا مزاج اور بھی اونچا ہو جاتا ہے، پھر تعلیم وتعلم کا جو حال ہوگا وہ آپ پر عیاں ہے۔

## سرمائے کی کمی

رہ گئی بات سرمایہ کی کمی کی تو ہر جگہ ایسا نہیں ہے اگر کہیں کمی ہے تو اسکو اسی حد تک رکھا جائے کیا ضرورت ہے کہ جیسے بھی ہو کھینچ تان کر انہیں مشکوٰۃ اور دورۂ حدیث ہی تک لیجایا جائے وہاں ابتدائی عربی یا زیادہ سے زیادہ متوسطات ہی تک تعلیم کا بندوبست کرکے دوسرے معیاری اداروں میں بھیجدیا جائے۔ مذکورہ صورت میں نہ تو عمدہ تعلیم ہوسکتی ہے، نہ طلباء کیلئے عمدہ غذا اور مناسب رہائش کا انتظام ہوسکتا ہے۔ جو طلبہ مطبخ کے مرہون منت ہوتے ہیں انکی صحت دیکھئے ان کی ذہنیت دیکھئے مجھے یاد آرہا ہے دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کا وہ روح پرور منظر جبکہ جامعہ اشرفیہ کے سنگ بنیاد ۱۹۷۲ء کے موقع پر دارالعلوم کے ہال میں اساطین امت کی ایک اہم میٹنگ ہوئی تھی، اکابرین اسلام کے مابین شمس العلماء حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب قبلہ جونپوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا کہ نظام عبدالملک کے دور میں جامعہ نظامیہ کے اندر ہر ہفتے میں طلبہ کو ایک روز لحوم طیور (چڑیوں کا گوشت) ملتا تھا، مگر اب قاعدے سے دال روٹی بھی نہیں مل پاتی ہے، سچ فرمایا تھا حضرت شمس العلماء نے کاش انتظامیہ طلباء مدرسین کی غذا کا بھی خیال رکھتی۔ اس کے علاوہ طلباء کو جو آزادی مل گئی ہے وہ یہ کہ بعض اداروں میں سند اور دستار عام ہے جسکو سمجھ میں آیا دو ایک ہفتہ پہلے پہونچ گئے اور جلسۂ دستار فضیلت میں ان کے سروں پر بھی دستار لپیٹ دی گئی، جس سے کافیہ اور ہدایۃ النحو کے طلبا تک نے فائدہ اٹھالیا ہے اس لئے اب اس کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں کہ ایک یا دو نصاب عالیہ اور نظامیہ بنا کر کسی مرکز کے ذریعہ ہر جگہ بھیجدیئے جائیں، جن کو جو عہدہ نظر آئے اسکی روشنی میں اس نصاب کو اپنے یہاں جاری رکھے، دکھ رہ گیا تو اس نصاب پر عمل پیرا ہونے سے اور دوسری خامیاں خود روز بروز دور ہوتی جائیں گی۔

ع :۔ کہیں سے آب بقائے دوام لاساقی۔

اور دستار دیتے وقت مرکزی ادارے اس کا بھرپور خیال رکھیں، کہ جسکو دستار دی جارہی ہے وہ کس لائق ہے۔ بعض جگہ انتظامیہ کے لوگ

اچھے بھی نظر آئے ان کے دل میں جذبہ بھی ہے، کہ مال و دولت کو جائز جگہوں پر عمدہ انداز میں خرچ کریں نگران کے اداروں میں حادثات ہوتے رہے، پے در پے بدنامیاں ہوتی رہیں، جن سے وہ لوگ مایوس ہو کر بیٹھ گئے، کہ اب دینی اداروں میں رہ کیا گیا ہے، نتیجہ یہ کہ ان مدرسین کی غلط روی سے جن کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے، کام ہونے کے باوجود بھی کام رک گئے، ایسے لوگوں کے لئے سوائے اس کے اور کیا کیا جا سکتا ہے کہ ایسی جگہوں پر پورا اسٹاف بدل دیں۔ چاپلوس اور مفاد پرست مدرسین کو ہٹا کر اچھا اور نیا اسٹاف رکھیں اور ساتھ ہی ساتھ تجربہ کار نگراں کا بھی انتظام کریں۔

وما توفیقی الا باللہ

## نعت شریف

از ڈاکٹر سید مظفر [illegible]

پشت پر مہر نبوت کا نگینہ دیکھا
دونوں عالم کے مقدر کا خزینہ دیکھا

جب بھی نظروں نے مری سوئے مدینہ دیکھا
جام لبریز چھلکتا ہوا مینا دیکھا

چشم باطن کی رسائی کا نہ پوچھو عالم
دل میں کعبہ تو نگاہوں میں مدینہ دیکھا

نام آقا کا لیا ناؤ کنارے پہونچی
بحر طوفاں میں بھی محفوظ سفینہ دیکھا

دہر میں نورِ الٰہی کی کرن جب پھوٹی
ظلمتِ کفر کے ماتھے پہ پسینہ دیکھا

کتنی بیدار ہے قسمت مرے ارمانوں کی
درپہ احمد کے درِ خلد کا زینہ دیکھا

مانگتا جتنا ہوں اس سے بھی سوا دیتے ہیں
میں نے ایسا نہ کسی کا بھی خزینہ دیکھا

رشک کرتے ہیں قمر باغ ارم کے غنچے
مشک سے بڑھکے محمد کا پسینہ دیکھا

# مطالعہ کی میز پر

مبارک حسین مصباحی، (رامپوری)

زیر تبصرہ قصائد اقلیم شعر و ادب کے شہنشاہ کی فکروں کا گرانقدر نتیجہ ہیں۔ جنہیں آج سے ایک سو تیر برس پہلے ۱۳۰۷ھ میں صفحۂ قرطاس پر نقش کیا تھا مگر منظر عام پر امسال ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۹ء میں پہلی بار ابھر کر سامنے آئے ہیں — دراصل دوسرے قصیدے کے چند ابتدائی اشعار کے علاوہ سے بیشتر اہل علم آشنا بھی نہ تھے۔

قصائد کا نام سنتے ہی یکلخت ذہنوں میں یہ تصور ابھر گیا ہوگا کہ عام شعرا کی طرح ان قصائد کا سبب بھی امراء و سلاطین کے انعام و اکرام کا تسلسل اور نوازشات کا سیل رواں ہوگا — مگر کچھ دیر کے لئے اس روایتی قصیدہ نگاری کو بھول جائیے۔ ہم جس شاعر کا ذکر جمیل چھیڑا ہے اس کی شعر و شاعری کی دنیائے جمیل عام شاعروں سے مختلف ہے وہ تو یہ کہتا ہے —

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

اس کی زبان و قلم اور عشق و محبت کے نذرانے نور رسول اور عاشقان رسول کے لئے وقف تھے — علامہ فضل رسول بدایونی کی شان میں یہ قصائد بھی اسی مقدس جذبہ کا فیضان ہیں ان قصائد میں ۳۱۲ اشعار بھی اسی لئے رکھے گئے ہیں کہ اس کے محبوب کے دیوانے اصحاب بدر ۳۱۲ تھے — علامہ بدایونی اپنے وقت کے عظیم عارف و عالم اور مسلک حق کے بیباک ترجمان و مجاہد تھے۔ جس پر ان کی تصانیف تحقیق الفتوی، سیف الجبار، المعتقد وغیرہ شاہد ہیں۔ خانوادہ برکاتی سے تعلق کے علاوہ، ان کی یہ عظیم دینی و ملی خدمات بھی اعلیٰ حضرت کے قصیدہ کی بنیاد ہیں۔

قصائد کی صوری و معنوی خوبیوں کی ترجمانی تو بیان سے باہر ہے۔ مختصر میں اتنا سمجھ لیجئے ان میں جزالت و انسجام بھی ہے اور برجستگی و روانی بھی۔ عربی تراکیب کی خوبصورت بندش بھی اور مناسب و برمحل الفاظ کا استعمال بھی، تشبیہات و استعارات بھی ہیں اور صنائع و بدائع بھی —

بلاشبہ یہ قصائد علوم و فنون کے بحر بیکراں سے نکلی ہوئی دو جوئے کہکشاں ہیں۔ اس بحر زخار سے کتنے لعل و جواہر سیل رواں کا سہارا لے کر ان نہروں میں آئے ہوں گے۔ اسے غوّاص افکار و ادب اور عربی شعر و شاعری کے ماہرین ہی بتا سکیں گے ذیل میں فصحائے عرب کا ایک تاثر پیش کر رہا ہوں ممکن ہے کچھ مقصد کی وضاحت ہو جائے —

شیخ اجل علامہ ضیاء الدین مدنی نے مولانا احسان الحق (گوجران والا) سے فرماتے ہے ایک مرتبہ مصر کے فاضل ترین علمائے کرام کے اجتماع میں۔ میں نے اعلیٰ حضرت کا عربی قصیدہ پڑھا (یہ قصیدہ اس مجموعہ کے دوسرے قصیدہ کے ابتدائی اشعار تھے) تو انہوں نے بیک زبان کہا یہ قصیدہ کسی فصیح اللسان عربی النسل عالم دین کا لکھا ہوا ہے میں نے بتایا کہ اس قصیدے کے لکھنے والے مولانا احمد رضا بریلوی ہیں۔ جو عربی نہیں بلکہ عجمی ہیں۔ علمائے مصر حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے کہ وہ عجمی ہو کر عربی میں اتنے ماہر ہیں۔ (ص ۹۵، ۹۶۔ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں)

اس ایڈیشن میں اعلیٰ حضرت کے قلمی نسخے کا عکس لیا گیا ہے جو نہایت ہی عمدہ اور صاف ہے جس کی وجہ سے آپ کے فکر و خیال اور الفاظ و معانی کی طرح رسم الخط بھی مشتاق کے فرح و سرور کا سبب بنے گا — مزید براں بین السطور و حواشی بھی امام موصوف کے ہی اشہب قلم کا فیضان ہیں۔ جو لغات کا حل، مشترک کی تعیین اور معانی کی توضیح و تشریح اور دیگر فوائد پر مشتمل ہیں —

ابتدا میں ۹ صفحہ پر مشتمل علامہ محمد احمد مصباحی کی تقدیم ہے جو دراصل فصیح اور سہل عربی میں امام احمد رضا کی حیات و خدمات کا انتہائی جامع اور فکر انگیز تعارف ہے شعر و ادب کا پر اجمالی گفتگو کی گئی ہے عربی شاعری کا اگر تفصیلی جائزہ پیش کیا جاتا تو قصائد کی مناسبت سے کچھ زیادہ ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوتا۔ نیز تبصرہ قصائد بھی علامہ مصباحی صاحب ہی کی نئی دنیائے فن اور جستجو کا حیرت انگیز کارنامہ ہیں —

# ہندوستان نے اسلام کا خیر مقدم کیا

مولانا بدر القادری، اسلامک اکیڈمی، ہالینڈ

ہندوستان میں مسلمانوں کی تاریخ دنیا بھر کی اسلامی تاریخوں سے کچھ الگ ہے۔ صحرائے عرب سے نکلنے کے بعد مجاہدین اسلام نے دنیا کے جن خطوں کا رخ کیا یا تاجروں کے ذریعہ اسلام کی روشنی جہاں تک پہونچی ان میں کچھ علاقے تو ایسے ہیں جو کلی طور پر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے جیسے شام اور ایران وغیرہ اسباب و علل تلاش کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اسلام اپنی زندگی بخش تعلیمات اور انسانیت نواز قوانین کے لحاظ سے اتنا بھرپور اور مؤثر ہے کہ دنیا کے جن خطوں میں تہذیب و تمدن صرف موہوم روایات پر قائم تھے یا یوں کہیئے کہ ظلم و عدوان نے تہذیب کی کوئی اساس باقی ہی نہ رکھی تھی اور وہاں کے انسان حیوانوں سے بدتر زندگی گزار رہے تھے اسلام وہاں پہونچا تو کلی طور پر چھا گیا اور قرآنی کے سائے میں تھکے ہارے انسانوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اپنے معاشرتی نظام سے کچلے ہوئے لوگوں نے اسلام کو اپنے لئے رحمت سمجھا۔ اسلام کی ہندوستان میں آمد کے بعد بہت سے بیدار ذہن لوگوں کو اسے بہتر سمجھنے کے مواقع ملے اور انہوں نے بخوشی اسے قبول کیا۔ ہندوستان کی تاریخ کو اسلام اور مسلمانوں کی یہاں آمد سے قبل ٹٹولئے تو ملے گا کہ گپت خاندان کے بعد یہ ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گیا تھا اور ان رجواڑوں کی باہمی جنگیں برابر جاری رہتی تھیں۔ ہندوستان کی زمین و آسمان پر ایسی کئی صدیاں بیت گئیں کہ یہاں کے باشندوں کو کوئی متحدہ ریاست بنانے کا خیال تک نہ آیا

مسلمان جب اس ملک میں داخل ہوئے تو ان کے ساتھ ان کی بے لوث توحید، مثالی اخلاق، نایاب رواداری مساوات، برابری اور سادہ و بے تکلف زندگی کے اثرات ہندوستان پہونچے۔ یہ سچ ہے کہ ہندوستان میں بڑے بڑے رشی منی، یوگی اور ودوان موجود تھے مگر معاشرے میں ذات پات، اونچ نیچ چھوت چھات برہمن اور میں زمین و آسمان جیسا فرق موجود تھا مسلمانوں کی آمد سے عام باشندوں کے سامنے دو مختلف تہذیبیں آئیں اور بہت سے لوگوں نے اسلام کو اپنا لیا

جنوبی ہند میں اسلام کے منظم جرنیل محمد بن قاسم وہاں کے باشندوں کی پکار پر داخل ہوا۔ جب وہاں کے راجہ کا ظلم و ستم سر سے اونچا ہو گیا تھا اس وقت محمد بن قاسم وہاں ان کا مشکل کشا بن کر آیا اس کے ذریعہ اسلامی عدل و مساوات انصاف و رواداری اور انسانی ہمدردی کا ایک نیا باب ہندوستان کے باشندوں پر کھلا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے یہ وہی محمد بن قاسم ہے کہ امیر المومنین کے حکم سے جب یہ واپس ہونے لگا تو ہند و اہل محبت نے آنسوؤں

می کی جھڑی اور نالہ وشیون سے اسے الوداع کہا اور اس کی عقیدت میں اس کا بت بنا کر نصب کر لیا تھا۔ عرب تاجروں کے ذریعہ مالا بار وغیرہ خطوں میں اسلام اس سے پہلے متعارف ہو چکا تھا اور بکور کے لوگ انہی ذرائع سے اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے تھے۔ ملا بار کے ایک راجہ چیرمین پیرو ملی نے عرب تاجروں کے ذریعہ ہی اسلام کی روشنی پائی تھی جس کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ امور سلطنت کو نظر انداز کر کے حج کرنے روانہ ہوا تھا

اسی طرح تاجر مبلغین اسلام کے ذریعہ کلاڈمی کے مہاراجہ تک اسلام کا نور پہونچا اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا ان راجاؤں اور ان والیان ریاست کو بھلا کس طاقت، قوت یا حرص اور لالچ نے اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا؟ یہ محض اسلامی تعلیمات کا اثر تھا کہ ہندوستان کے باشندوں نے اسلام کو گلے سے لگایا

(دی انڈین ہیری ٹیج ص۹۲ ہمایوں کبیر)

اس طرح رفتہ رفتہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور اس زمین پر توحید کی آواز گونجنے لگی مسلمانوں نے چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی قائم کیں اور جنگیں بھی کیں اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مسلمانوں کی تمام جنگیں خالص اسلامی بنیادوں پر ہوئیں۔ بلکہ بعض اوقات یہ آپس میں بھی ٹکرائے اور کشت و خون کیا۔ مگر اجتماعی لحاظ سے ہندوستان کی تعمیر و ترقی میں گپت خاندان کے بعد مسلمانوں نے جو کارنامے انجام دیئے انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ ہندوستان تہذیب و تمدن کا جو گہوارہ ہے وہ تہذیب نہ تو راجہ گپت کے دور کی تہذیب ہے اور نہ ہی کسی اور دور کی یہ تہذیب مسلمانوں اور ہندوؤں کے ملاپ سے وجود میں آئی ہے

## مسلمان اور ہندوستانی تہذیب کی تعمیر

آج کل کے مورخین ہند مسلمانوں کو ہندوستان کی تہذیب کے معمار تصور نہیں کرتے حالانکہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں مسلمانوں کی تہذیبی بو باس اور بنیادی آمیزش کو جھٹلانا انصاف و دیانت کے خلاف ہے اس موقع پر اپنا مدعا ہم پروفیسر ہمایوں کبیر کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں " نصاب میں ہندوستان کی جو تاریخ پڑھائی جاتی ہے اس میں ہندو مسلمان کے اختلاف کو زندہ رکھا ہے انہوں نے ایک دوسرے کو کس طرح متاثر کیا وہ یا تو بھلا دیا گیا ہے یا نظر انداز کر دیا جاتا ہے یہ تو پڑھایا جاتا ہے کہ خاندانی حکومتوں کا عروج و زوال کس طرح ہوا، کیسے کیسے حملے آور یہاں آئے انہوں نے کیسی خون ریزی اور غارت گری کی مگر اس کا ذکر مشکل سے آتا ہے کہ ہندو مسلمان کی وجہ سے کون کون سے معاشرتی اور ثقافتی ادارے ابھرے اور معاشرت کی نئی تشکیل کس طرح ہوئی عام ہندو یہی خیال کرتے ہیں کہ قدیم ہندوستان میں جو تمدن پیدا ہوا وہی ہندوستان کا اصل تمدن ہے پھر مسلمان اس غلط فہمی اور شبہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ صدیوں یہاں رہے اور ان کی وجہ سے جو انسانی ترقی ہوئی اگر اس کو تسلیم نہیں کیا جاتا ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ہندوستانی تمدن ہندوؤں کا تمدن ہے جس سے وہ بالکل اجنبی ہیں، ہندو مسلمان کے میل ملاپ سے جو ہندوستانی کلچر پیدا ہوا اس کا صحیح تجزیہ اب تک نہیں ہو سکا۔ اسی لئے ہندو مسلمان ایک دوسرے کو شبہ، نفرت اور حقارت سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں گویا گذشتہ آٹھ نو برس سے زیادہ کی مدت میں ہندوستان کی ترقی ملیا میٹ ہوتی رہی اس مایوسانہ طرز فکر سے فرقہ وارانہ تلخی پیدا ہوتی ہے اور یہی جھگڑے کی جڑ بنی ہوئی ہے "

(دی انڈین ہیری ٹیج ص۴۰)

انگریزوں کی طرح مسلمانوں نے ہندوستان کو ذخیرہ اندوزی کے لئے استعمال نہیں کیا اور نہ ہی یورپین اقوام کی طرح نو آبادیات کو دولت فراہم کرنے کے روندا۔ بلکہ ہندوستان بھی مسلمانوں کی ہزار سالہ تاریخ ہے جس میں قدم قدم پر نظر آتا ہے کہ مسلمانوں نے اسے اپنا وطن اپنی زمین اور اپنا علاقہ سمجھ کر یہاں بود و باش کی اور اس کی تعمیر و ترقی

اسے بنانے سنوارنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ قومی اقتصادیات کے اہم ترین ستونوں میں مسلمانوں کا وافر حصہ ہے۔ شمالی ہند میں ہزار سال تک مسلمان بڑی قوت بن کر رہے اس دوران انہوں نے اقتصاد سیاست اور تاریخ کا انمول ذخیرہ مرتب کیا جس کی بنیادوں پر علم دوستی، میل محبت، اتحاد و اتفاق ہمدردی و انسیت کے جذبات کو فروغ ہوا۔ پروفیسر ہمایوں کبیر لکھتے ہیں۔

" وہ ہندوستانی زندگی میں ضرور گھل مل گئے لیکن انہوں نے اپنی انفرادیت کو باقی رکھا۔ انہوں نے ہندوستانی زندگی کو بہت کچھ دیا لیکن اپنی ان خصوصیات کو باقی رکھا جن سے وہ صاف طور پر پہچانے جاتے ہیں وہ ہندوستانی زندگی کے ضروری جزو بن کر رہے لیکن اسی کے ساتھ اپنی واضح حیثیت بھی برقرار رکھی اور یہ بات ایسی ہے کہ جس کی مثال کہیں دوسری جگہ نہیں ملے گی

ہندوستان نے ان تمام بیرونی قوموں کو جو مختلف اوقات میں اپنے ساتھ بیرونی تہذیب بھی لائے، اپنے معاشرتی اور مذہبی ڈھانچہ سے مدغم کرتا رہا، مسلمان دوسرے ملکوں میں گئے تو ان کو اپنی اسلامی ثقافت سے اپنے میں جذب کرلیا۔ لیکن ہندوستان ہی ایسا مستثنیٰ ملک ہے جہاں اسلام کو ہندوستان اپنے میں ضم نہ کرسکا اور نہ اسلام ہندوستان کو اپنے میں مدغم کرسکا۔"

## ہندوستانی خطوں میں عربوں کی حکمرانی

**فاتح ہند حضرت محمد بن قاسم کے ہاتھوں** سندھ کی تسخیر سے، ہندوستان میں مسلمانوں کی قابلِ ذکر تاریخ کی ابتداء ہوئی۔ سندھ کی فتوحات اور ان کے زمانۂ قیام (۹۶ھ) تک اس علاقہ میں اسلام کا نشانہ تعارف ہوا۔ اس نوجوان امیر نے اپنے پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ اس سرزمین کے لوگوں پر ایسے گہرے نقوش چھوڑے کہ اس موت پر ہندوستانیوں کا دل خون کے آنسو رویا ——— قدرداں ہندو رعایا نے اپنے طریقہ کے مطابق اس کی شاندار یادگار قائم کی۔

اہلِ ہند محمد بن قاسم کی موت پر بہت روئے اور انھوں نے کیرج (ایک مقام) میں ان کا مجسمہ بنا کر یادگار قائم کی۔[1]

آگے چل کر تیسری صدی ہجری میں جہاں عظیم اسلامی فتوحات ہو رہی تھیں، وہیں عالمِ اسلام میں نت نئے فتنوں اور ہنگاموں کے دروازے بھی کھل رہے تھے۔ مشرق سے مغرب تک پورے عالمِ اسلام میں الگ الگ حکومتیں قائم ہو رہی تھیں۔ علاقوں کے حکام خودمختاری کا اعلان کر رہے تھے۔ عباسی خلفاء برائے نام خلیفہ تھے۔ ان کی بالآخر خلافت محدود حلقوں تک رہ گئی تھی۔

اس وقت قدیم ہندوستان کے نقشے پر پانچ خودمختار مسلمانوں کی ریاستیں موجود تھیں جہاں بنو عباس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔

ان حکومتوں کے ماتحت لوگ نہایت آرام و سکون کی زندگی بسر کرتے تھے۔ معاشرے کی برائیاں دھل گئی تھیں ——— سب کے ساتھ انصاف و عدل کا برتاؤ ہوتا تھا۔ ان سے پہلے حکمرانوں کے دور میں رعایا پر جو ظلم و زیادتیاں ہوتی تھیں، لوگ ان سے نجات پاکر مطمئن تھے۔

**ایک بدظنی :۔** مغربی مؤرخین کے لئے یہ نہایت حیرت ناک بات ہے کہ سیاسی لحاظ سے مسلمانوں میں سخت

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱۔ | دولت ماہانیہ | سنجان (ہند) | از ۱۹۸ھ تا ۲۲۷ھ | مدت حکومت تقریباً ۳۰ سال |
| ۲۔ | دولت ہباریہ | منصورہ (سندھ) | ″ ۲۴۷ھ تا ۴۱۶ھ | ″ ″ ۱۷۰ ″ |
| ۳۔ | دولت سامیہ | ملتان (پنجاب) | ″ ۲۸۰ھ تا ۳۶۰ھ | ″ ″ ۷۵ سال |
| ۴۔ | دولتِ معدانیہ | تیز (مکران) | ″ ۳۴۰ھ ۴۷۱ھ | ″ ″ ۱۳۰ ″ |
| ۵۔ | دولت متغلبہ | قصدار (طوران) | ″ ۳۴۰ھ ۴۷۱ھ | ۱۳۰ سال |

کشاکش ہونے کے بعد باوجود اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کے کاموں میں برابر ترقی ہوتی رہی ——— ان مورخین اور مستشرقین کا یہ مزعومہ ہے کہ اسلام حکومت اور سیاست کی طاقت سے ترقی پذیر ہوا۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ مسلمانوں نے فتوحات کیں اور ممالک زیرنگیں کئے مگر ان کے سیاسی اقتدار نے کبھی جبراً مسلمان بنانے کی راہ اختیار نہیں کی۔[1]

دعوت اسلام کا اول طالب علم بھی اس حقیقت سے واقف ہے کہ جہاں لوگوں تک اسلام کا پیغام پہونچانا۔ اور اسلام کی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرانا بہت بڑا کار ثواب ہے۔ وہیں دوسری طرف قبولیت اسلام کے لئے کسی پر جبر و اکراہ، اور زبردستی کرنا اصول قرآن کے منافی ہے۔ کیونکہ رب تعالے فرماتا ہے۔

" اکراہ فی الدین"

"دین میں کوئی زبردستی نہیں"

اور تبلیغ واشاعت اسلام میں زبردستی جب رب تعالے کو ناپسند ہے، تو ایسا ناپسندیدہ کام کرکے کوئی اسلامی مبلغ اجر و ثواب کا مستحق کیسے بن سکتا ہے۔

لہٰذا ایسے عبث کام کا الزام سلاطین اسلام اور مسلم حکمرانوں پر لگانا اسلام دشمن عناصر کی اپج ہے۔ جن کا نہ تو کوئی تاریخی ثبوت ہے نہ عقلی اس بات کے مزید ثبوت ہم آئندہ سطور میں پیش کریں گے ـــــــ فی الحال قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں۔

مسیحی مورخ (پروفیسر ٹی، ڈبلیو، آرنلڈ) نہایت کرب اور تکلیف سے اس بات کا ذکر کرتا ہے۔ کہ نویں صدی عیسوی کے نصف ثانی میں خلافت بغداد متعدد مشکلات میں مبتلا ہوئی تھی اور بہت دور دراز علاقے خود سر ہو کر باغی بھی ہو گئے تھے ــــــ وغیرہ وغیرہ

" لیکن اپنے سیاسی انحطاط کے زمانے میں بھی اسلام تبلیغی میدان میں فتوحات حاصل رہا۔ چنانچہ مورخ بلاذری نے حسب ذیل قصہ عیسفان کے راجہ کے قبول اسلام کے متعلق لکھا ہے۔ بقول بلاذری عیسفان کشمیر ملتان اور کابل کے درمیان واقع تھا۔ یہاں کے باشندے ایک بت کو پوجتے تھے اور انہوں نے اس کے لئے ایک مندر تعمیر کر رکھا تھا۔ اتفاقاً راجہ کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ راجہ نے مندر کے پروہتوں سے درخواست کی کہ وہ اپنے دیوتا کے حضور میں اس کے بیٹے کی شفایابی کے لئے دعا کریں۔ وہ پروہت کچھ عرصے کے لئے چلے گئے۔ اور پھر واپس آکر انہوں نے راجہ سے کہا کہ ہم نے اپنے دیوتا سے دعا کی ہے۔ اور اس نے ہماری دعا کو قبول کر لیا ہے۔ لیکن کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ راجہ کا بیٹا مر گیا۔ اس پر راجہ بہت برہم ہوا۔۔۔۔۔ بالآخر اس نے مسلمان تاجروں کی ایک جماعت کو بلا کر ان کے سامنے حکم پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا"

یہ اسلام کی صداقت، اور اس کے دین صادق کی صاف شفاف تعلیمات کی برکتیں تھیں کہ سیاسی انتشار اور حکومتی کمزوریوں کے باوجود یہ شجر رحمت پھیلتا پھولتا، ترقی کرتا رہا۔ مسلمانوں کی مرکزی حکومتوں کی کمزوری کے دور میں بھی اسلام کی اشاعت و قبولیت کا دائرہ وسیع ہوتا رہا۔

## مقدسی بشاری کا بیان

احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم" مشہور عرب سیاح مقدسی (ابو عبداللہ محمد شہاب الدین مقدسی البشاری) کی تصنیف ہے جو چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) کی مسلم دنیا کے حالات پر روشنی ڈالتی۔ اس عرب سیاح نے اس دور کی مسلم دنیا کی سیاحت کرکے وہاں کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ مقدسی ہندوستان بھی آئے تھے۔ اور انہوں نے اس سندھ کے چھ حصوں مکران، طوران سندھ، ویہند قنوج اور ملتان کا تذکرہ کیا ہے۔ مگر سیاح موصوف کی تحریروں سے اس دور کی اسلامی تبلیغی خدمات پر کوئی خاص روشنی نہیں پڑتی۔ منصورہ (صدر مقام سندھ) کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ سندھ کا صدر مقام رقبہ میں دمشق کے برابر ہے عمارتیں مٹی اور لکڑی کی ہیں۔ لیکن جامع مسجد پتھر اور اینٹ کی ہے ـــ کافی بڑی عمارت ہے۔ عمان (صحلہ) کی جامع مسجد کی طرح اس کے ستون ساگون کے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ باشندے خوش سلیقہ، بامروت ذہین ہوشیار مخیر خلیق اور نرم خو ہیں شعائر اسلام کے خوب پابند ہیں علم کا خوب چرچا ہے ۔۔۔۔۔۔ ہندو چھائے ہوئے ہیں۔ شہر بیرونی حصے اجاڑ ہیں۔ اکابر اور بڑے لوگوں کی بھی کمی ہے۔

قنوج کے ذکر میں ہے کہ، جامع مسجد بیرونی آبادی (دربض) میں ہے۔ دریا شہر سے ہو کر گزرتا ہے۔ شہر میں عالم اور داعیان و اکابر موجود ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد فاروق لکھتے ہیں

کہ مقدسی نے جب قنوج کا سفر کیا ہے اس وقت قنوج گرجارا پرتیار سلاطین کے ماتحت تھا اس خاندان کی حکومت کرنال سے بہار اور کاٹھیاوار سے شمالی بنگال تک وسیع تھی۔ اور اس وقت وہاں سلطان راجیال حکومت کرتا تھا۔

ابن رستہ (تیسری صدی ہجری مطابق نویں صدی عیسوی) رقم طراز ہے کہ عرب تجارت کے لئے قنوج جاتے ہیں یہاں کا سلطان ان کی آؤ بھگت کرتا اور سامان خریدتا ہے نیز یہ کہ اس کی عملداری میں چوری ڈکیتی نہیں ہوتی۔

مقدسی ملتان کے ذکر میں لکھتا ہے۔

"یہاں جسم فروشی نہیں ہوتی نہ شراب پی جاتی ہے۔ جو ایسا کرتا پکڑا جائے اسے قتل کردیا جاتا ہے یا حد لگائی جاتی ہے۔ دوکاندار جھوٹ نہیں بولتے نہ دھوکہ دیتے ہیں نہ ڈنڈی مارتے ہیں نہ کم ناپتے ہیں ضرورت و آرام کی چیزیں فراواں ہیں تجارت ترقی پر ہے خوشحال کے آثار نمایاں ہیں پانی سے بھرپور ایک نہر کا چالن استعمال ہوتا ہے۔ یہاں کے بادشاہ منصف ہیں۔ بازاروں میں عورتیں نہیں نظر آئیں گی نہ کوئی مرد کسی عورت سے برملا باتیں کرتا دیکھا جائے گا۔ پانی خوشگوار ہے اور زندگی پرلطف باشندے جو بیشتر عرب نسل کے ہیں پردیسیوں کی آؤ بھگت کرتے ہیں۔"

* * *

# کھٹکتے جملے

عطا محمد رضوی بد متعلم الجامعۃ الاشرفیہ (مبارکپور)

| | | |
|---|---|---|
| تین چیزیں | ہر ایک کی جدا جدا ہوتی ہیں | صورت، سیرت، قسمت، |
| " | کسی کا انتظار نہیں کرتیں | وقت، موت، گاہک، |
| " | انسان کی زندگی میں ایکبار ملتی ہیں | والدین، حسن، جوانی، |
| " | بھائی کو بھائی کا دشمن بنادیتی ہیں | زن، زر، زمین، |
| " | پردہ چاہتی ہیں | کھانا، دولت، عورت، |
| " | یاد رکھنا ضروری ہیں | سچائی، فرائض، موت، |
| " | انسان کو ذلیل کردیتی ہیں۔ | چوری، چغلی، جھوٹ، |
| " | اصل مقصد سے روکتی ہیں | بدچلنی، غصہ، طمع، |
| " | ہر ایک کو پیاری ہوتی ہیں۔ | عورت، دولت، اولاد، |
| " | کوئی دوسرا چرا نہیں سکتا | عقل، علم، ہنر، |
| " | نکل کر واپس نہیں آتیں | تیر کمان سے، بات زبان سے، روح جسم سے |
| تین آدمی | غم میں مبتلا رہتے ہیں | حاسد، کاہل، وہمی، |
| " | اپنی عادت پر مجبور ہیں۔ | سچائی سچ پر، سخی سخاوت پر، ظالم ظلم پر |
| " | وقت پر پہچانے جاتے ہیں۔ | صابر صبر پہ، سچائی پسند سچائی پہ، دوست ضرورت پہ، |

### رأس المحدثین و رئیس المتکلمین

# علامہ سید شاہ سلیمان اشرف

## بہاری

رضاء الحق مصباحی

تاریخ کے سینے میں کچھ ایسی بھی شخصیتیں جنم لیتی ہیں جو قضا و قدر کے سپرد تو ہو جاتی ہیں مگر تا قیامت مخلوق خدا ان کے نقوش قدم کو اپنا مشعل راہ اور منارۂ حیات تصور کرتی ہے۔ ان کے وجود تو وجود حقیقی کو لبیک کہہ دیتا ہے مگر ان کے کارنامے اور خدمات کو تاریخ اپنے سینے میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیتی ہے ـــــ

انہی نادر روزگار شخصیتوں میں علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات بھی ہے۔ آپ بہار کے ضلع پٹنہ محلہ میر اداد میں ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۹ء میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام مولانا حکیم سید محمد عبداللہ (قدس سرہ) ہے ـــــ

ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد مدرسہ حنفیہ جونپور میں استاذ العلماء علامہ ہدایت اللہ رام پوری، جونپوری (استاذ حضرت صدر الشریعہ) سے علوم کی تحصیل کی [1] طریقت کے اعتبار استاذ الاساتذہ مولانا یار محمد بندیالوی، (قدس سرہ) سے بھی استفادہ کیا [2]

طریقت کے اعتبار سے آپ چشتی، نظامی، فخری، سلیمانی تھے (آپ کے مرشد کا نام معلوم نہ ہو سکا) موجودہ صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی [3] ـــــ

۲۰-۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۲ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامک اسٹڈیز کے چیرمین مقرر ہوئے [4]

آپ کا سینہ علم و معرفت کا گنجینہ تھا۔ خدائے بلا کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ جس کا اندازہ آپ کے واقعۂ تقرر کی تفصیل سے ہوتا ہے۔ جس کو جناب حافظ غلام غوث، (نبیرۂ مولانا ہدایت اللہ خاں جونپوری) نے ایک مضمون میں بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:

"ایم۔ اے، اور کالج علی گڑھ میں دینیات کے لکچرار کی ضرورت تھی۔ مولانا کو اطلاع دی گئی اور انٹرویو میں معجزہ پر مقالہ لکھنے کی فرمائش کی گئی اور ساتھ ہی کہا گیا کہ اگر کتابوں کی ضرورت ہو تو حبیب گنج تشریف لے جائیں۔ مولانا نے فرمایا۔" بحمد اللہ مجھے کتابوں کی ضرورت نہیں ہے صرف کاغذ اور قلم دوات مہیا کر دیا جائے" چنانچہ نماز عشاء کے بعد صبح کی نماز تک ایک ہی مجلس میں بائیس فل اسکیپ صفحات بر مدلل مضمون قلمبند کر دیا جسے پسند کیا گیا۔ پھر نماز جمعہ کے بعد "توحید" پر خطاب کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے گھنٹے تک اس موضوع پر تقریر فرمائی جسے سن کر پرستان توحید جھوم گئے۔ اس تقریر میں دینیات کمیٹی کے تمام اراکین نواب، وقار الملک، مشتاق حسین اور مولانا حبیب الرحمٰن شروانی موجود تھے۔ اسی دن پچاس روپیہ مشاہرہ پر آپ کا تقرر کر دیا گیا آپ نے تاحیات بڑے جاہ و جلال کے ساتھ فرائض منصبی کو ادا کیا ہے [5]

ایں کمال بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

زور کا قلم پتہ النور اور الرشاد جیسی شاہکار تصنیفوں سے چلتا ہے۔ زبان شستہ، سلیس اور وضوح فہم کی حامل، عبارتیں دلیل و براہان کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی اور ہر سطر آپ کے علمی سطوت و ایمانی جرأت کی شاہد نظر آتی ہے ـــــ آپ کی یہ دونوں تصنیفیں در حقیقت

آج کے سیاسی لیڈروں کے لئے منارۂ ہدایت اور مشعل راہ ہیں ـــــ جب آپ نے ان دونوں تصنیفوں کے ذریعہ ملک کے سیاسی لیڈروں کا شرعی نقطۂ نظر سے محاسبہ کیا تو مخالفتوں کی آندھیاں چلنے لگیں، تحریر و تقریر کے ذریعہ آپ کے خلاف پروپیگنڈے کئے گئے۔ مگر آپ اپنی جگہ کوہ گراں بنے رہے اور مخالفتوں کے طوفاں و معاندین کی طعن و تشنیع کی پرواہ کئے بغیر اعلاء کلمۂ حق میں مصروف رہے۔ جب کہ عوام تو عوام خواص بھی اس سیلاب کی زد میں آگئے تھے۔ اور سب یہ سمجھ رہے تھے کہ کانگریس اور جمعیۃ العلما کے لیڈر جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سو فیصد صحیح و درست ہے۔ مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا، حالات بدلے۔ لوگوں کے احساسات میں بھی تبدیلی آئی اور اب لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اس عہد افراتفری و سراسیمگی میں علمائے اہلسنت نے جو کچھ کہا تھا وہی واقعہ اور حقیقت تھا ـــــ چنانچہ پروفیسر رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں:۔

"سیلاب گزر گیا۔ جو کچھ ہونے والا تھا وہ بھی ہوا۔ لیکن مرحوم (مولانا سلیمان اشرف) نے اس عہد سراسیمگی میں جو کچھ لکھ دیا تھا بعد میں معلوم ہوا کہ حقیقت وہی تھی۔ اس کا ایک ایک حرف صحیح تھا۔ آج تک اسکی سچائی اپنی جگہ پر قائم ہے۔ سارے علماء سیلاب کی زد میں آچکے تھے۔ صرف مرحوم اپنی جگہ پر قائم تھے"[۶]

جرأت و بے باکی آپ کی طبیعت میں قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔ اظہار رائے میں کسی کے جاہ و اقتدار سے مرعوب ہونا تو آپ نے سیکھا ہی نہیں تھا ـــــ بڑے بڑے اہل علم و فضل کے سامنے بھی آپ نہایت بے باک اور نڈر تھے ـــــ پروفیسر رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں:۔

"مرحوم میں اپنے استاد ہی کا جبروت و طنطنہ تھا۔ ان کی شفقت میں بھی جبروت کارفرما تھا۔ میں نے مرحوم کو جھجک کر یا گول مول باتیں کرتے کبھی نہ پایا"[۷]

الرشاد اور النور کے علاوہ اور بھی متعدد تصنیفیں کیں جو اپنی نظیر آپ ہیں۔ جملہ علوم میں کامل مہارت ہونے کے ساتھ ہونے کے ساتھ فارسی و عربی میں کمال دسترس تھی فارسی شعر و ادب کی تاریخ "بہر الانہار" جیسی بے مثال تصنیف کی جسے عربی فارسی اور اردو کے محقق و ادیب مولانا حبیب الرحمٰن شروانی نے شبلی کی شعر العجم سے بہتر کہا ـــــ حج کے موضوع پر المج تالیف کی جسے مولانا شروانی نے حج کے موضوع پر سب سے بہتر قرار دیا ـــــ عربی زبان کی برتری اور فوقیت پر نہایت وقیع کتاب المبین لکھی۔ جسے اہل علم نے بے حد سراہا ـــــ مشہور مستشرق مسٹر براؤن نے اُسے دیکھ کر کہا:۔

"مولانا نے اس عظیم موضوع پر اردو میں یہ کتاب لکھ کر ستم کیا۔ عربی یا انگریزی میں ہوتی تو کتاب کا وزن اور وقار بڑھ جاتا ـــــ"[۸]

ڈاکٹر اقبال کے پاس آپ نے المبین کا ایک نسخہ بھجوایا تھا۔ اتفاقاً کچھ دن بعد علی گڑھ آئے تو دوران ملاقات اس کتاب کی اسی طرح تعریف کی:ـــــ

"مولانا آپ نے عربی زبان کے بعض ایسے پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے جن کی طرف پہلے کبھی میرا ذہن منتقل نہیں ہوا تھا"[۹]

اہل سنت پر آپ کا بھاری اور عظیم احسان ہے کہ آپ نے مجاہد جلیل استاذ الاساتذہ موجد منطق و فلسفہ علامہ فضل حق خیرآبادی کی بے نظیر تصنیف "امتناع النظیر" (جس کو علامہ نے زبان فارسی مولوی حیدر علی رامپوری کے اقوال کی تردید میں تحریر فرمائی تھی۔ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل پیدا ہونے کو ممتنع بالذات ثابت کیا گیا ہے) کو پہلی دفعہ اپنی شبانہ روز مساعی و جد و جہد سے تمہید و تحقیق تحشیہ کے ساتھ شائع فرماکر علمی دنیا میں متعارف کرایا ہے ـــــ کتاب کے سرورق کا عنوان ہے۔ رسالۃ امتناع النظیر مفضل حق الخیرآبادی علیہ رحمۃ الباری فی تردید مولوی حیدر علی رامپوری مولدًا والٹونکی مسکنًا [illegible] بتحشیہ:۔ رأس المحدثین و رئیس المتکلمین مولانا سید شاہ سلیمان اشرف القادری الچشتی ـــــ

مفتی سید نجم الحسن رضوی لکھتے ہیں: ـــــ

"مولانا سید سلیمان اشرف صاحب کو مدت دراز سے اس کتاب کے دیکھنے کی تمنا تھی بالآخر ان کو یہ نسخہ اپنے استاد حضرت العلامہ ہدایت اللہ خاں صاحب سے حاصل ہوا۔ یہ مسودہ خود مصنف کتاب علامہ خیرآبادی کے قلم کا لکھا ہوا تھا۔ استاد محترم نے ان کو اس کی طباعت کی بھی اجازت دے دی اس کے بعد موصوف نے استاذ العلماء مولانا برکات احمد ٹونکی اور مولانا عبدالمقتدر بدایونی کے نسخوں سے مقابلہ کرکے دوسرے فضلاء عصر کی بہت تصحیح اور اپنی شب و روز سہ سالہ کاوش و تصحیح کے بعد ایک خطیر رقم صرف کرکے اس کی طباعت و اشاعت

کا فرض انجام دیا۔ اس کتاب میں مفید حاشیہ کے ساتھ قصیدہ کا حل لغات بھی موجود ہے۔ ۲۰ راگست ۱۹۰۸ء کو جادو پریس جونپور میں اس کی طباعت عمل میں آئی" ۱۰؎

خطابت کی دنیا میں بھی آپ کی ایک حیثیت تھی۔ کرسی خطابت پر جلوہ افروز ہوتے تو عالمانہ جاہ و جلال ٹپکتا۔ بولتے تو ایسے جیسے ابوالہول کی آواز اہرام مصر سے ٹکرا رہی ہے یا ایک بحر زخار موجزن ہے۔ سارا مجمع دم بخود ہمہ تن گوش، سرمستی و جنون عشق میں جھومتا جاتا اور ارباب علم و دانش حیرت سے منہ تکتے رہتے۔ رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں:۔

"جونپور میں سیرت رسول کا جلسہ تھا۔ مرحوم (مولانا سید سلیمان اشرف) کی تقریر ہو رہی تھی۔ جلسہ کیا ایک جم غفیر تھا۔ مرحوم اپنے مخصوص والہانہ جوش و وارفتگی کے ساتھ تقریر کر رہے تھے حاضرین کی خاموشی کا یہ عالم تھا کہ سارا مجمع ایک ہی متنفس تھا۔ اتنے میں دور سے ایک بوڑھا، پستہ قد، منحنی شخص جھکا ہوا انبوہ کو چیرتا ہوا بڑھتا نظر آیا۔ جس شخص کے پاس سے گزرتا ہے۔ وہ خوف و عقیدت سے سمٹ کر تعظیم دیتا ہے۔ دیکھتے دیکھتے پلیٹ فارم پہنچ گیا۔ مرحوم کو سینہ سے لگا کر پیشانی کا بوسہ دیا اور واپس چلا گیا۔ یہ مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب جبروت جونپوری مرحوم کے استاد اور جونپوری میں اس وقت علم و ہنر کے چشم و چراغ تھے" ۱۱؎

آپ نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں فرائض تدریس انجام دیا۔ اور ہزارہا افراد آپ کے بحر علم سے سرشار ہوئے۔ چند مشاہیر تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

۱؎ مبلغ اسلام مولانا ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری بانی المرکز الاسلامی کراچی

۲؎ پروفیسر رشید احمد صدیقی مولف گنجہائے گرانمایہ علی گڑھ

۳؎ ڈاکٹر عابد علی مہتمم بیت القرآن پنجاب پبلک لائبریری لاہور (م ۲۵ اپریل ۱۹۷۶ء)

۴؎ ڈاکٹر برہان احمد لاہور ۱۲؎

۵ ربیع الاول ۲۵ اپریل (۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء) میں آپ کا وصال ہوا ۱۳؎ سرزمین علی گڑھ ہی پر دفن ہوئے۔



## نعت پاک

محمد نور الہدیٰ خاں مصباحی

مرتب کیا پوچھنا ہے سید ابرار کا
عرش اعظم پہ ہے تلوا احمد مختار کا

کب گھٹانے سے گھٹے گا مرتبہ سرکار کا
جب خدا خود مدح خواں ہے احمد مختار کا

ٹھوکریں کھائیں گے جس دم حشر کے میدان میں
اس گھڑی ہوگا سہارا آپ ہی غم خوار کا

حامل وحی الٰہی لے اجازت آپ سے
یہ ادب ہے یا نبی بس آپ کے دربار کا

رک گئے سدرہ پہ جا کر طائر سدرہ مگر
اس سے آگے بھی ہے رتبہ اس شہ ابرار کا

لو لگائے بیٹھے ہر دم یہی عاصی فتح
بالیقین ہوگا بلاوا اس شہ ابرار کا

# ٹی وی ویڈیو کے مضر اثرات

مولانا سلطان رضا بہرائچی

دوسری اور آخری قسط

ہو مگر شیطان تمہارے ایمان کو چرانے کی گھات میں ہے۔ لہٰذا بیدار ہو جاؤ اٹھ جاؤ ہوشیار ہو جاؤ۔ اور اپنے ایمان کی حفاظت کرو تو کیا یہ گالی ہے، مگر اس پر بجائے عمل کے یہ انسان لڑنے پر آمادہ ہے۔ کیا خوب فرمایا ہے۔ اعلیٰحضرت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ عنہ نے سے

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

اور آگے فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ

آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کوئی گالی ہے

اے عزیزو! ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو کہ جو ٹی۔ وی اتنے حرام اور گناہوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے استعمال سے گھر میں کیا کیا نہ ہوگا۔ یہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس گھر کا ماحول بگڑ چکا ہے جس میں ٹی۔ وی چلتا ہے۔ لڑکے ہوں خواہ لڑکیاں بوڑھے ہوں خواہ جوان، مرد ہوں خواہ عورتیں، سب بگڑتے جا رہے ہیں۔ آنکھوں کی روشنیاں کم ہوتی جا رہی ہیں۔ تعلیم و تعلم میں کمی ہو رہی ہے اور لوگ علم و ہنر سے دور ہو رہے ہیں اور دنیاوی خبیث خرافات سے قریب ہو رہے ہیں اس کے باوجود آج لوگ نہیں سمجھ رہے ہیں کہ ٹی۔ وی کیا چیز ہے کیا عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں۔ غیرت و حمیت کہاں سو گئی ہے۔ کیا اس سے سمجھ میں نہیں آتا ہے اگر کچھ بھی نہیں۔ مگر پھر بھی ٹی۔ وی آلۂ لہو و لعب ہے اور لہو و لعب حرام ہے۔ تو کیا ٹی۔ وی کے دیکھنے سے اس آیت کریمہ پر عمل ہو سکتا ہے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر کیوں نہیں ٹی۔ وی کو اپنے گھروں سے نکالتے ہو، کیوں اس لعنت کو اپنے سر پر سوار کئے ہوئے ہو۔ اس کو فوراً ترک کرنا فرض ہے اور اس سے باز آنا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے

## ٹی وی ہے کیا بلا؟

ٹی۔ وی اور ویڈیو آج ہندوستان میں اس قدر عام ہیں کہ محتاج بیان نہیں۔ ہر شہر میں ہر گھر میں اور ہر قصبہ و دیہات میں پھیل چکے ہیں لوگ ان کو کس لیے استعمال کر رہے ہیں۔ اس میں ہزاروں روپیہ خرچ کرنے کا مقصد کیا ہے۔ روز روشن سے کہیں زیادہ واضح ہے کہ ٹی۔ وی کے استعمال کا مقصد فلم بینی کرکٹ میچ اور فحش ناچ گانا دیکھنا اور سننا ہے۔ اس کی ایجاد سے قبل لوگ خاص

مقصد اور خاص ارادہ کرکے فلم دیکھنے جاتے تھے اور تین گھنٹے اپنا وقت برباد کرتے تھے۔ مگر آج سائنس نے ہر گھر میں سینما موجود کر دیا ہے۔ رقص و سرور کی محفلیں دہلی میں منعقد ہیں۔ کرکٹ میچ دور دراز ملکوں میں ہو رہی ہیں اور لوگ اسے گھر بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ فقط سوئچ آن کرنے کی دیر ہے جس گھر میں ٹی۔ وی ہے اس میں مرد عورت محرم و نامحرم باپ بیٹے بھائی بہن کا کوئی امتیاز نہیں۔ لڑکیاں وہی لباس زیب تن کر رہی ہیں جو اسکرین پر ہیروئن کے بدن پر دیکھ رہی ہیں وہ شرعی ہیں یا غیر شرعی اس سے کوئی مطلب نہیں۔

مسلمانو! ہوش میں آؤ۔ زمانے کی چالیں سمجھو یہ ٹی۔ وی کے پردے پر کھیل کود کے بہانے سے فلمیں نہیں۔ اسلام کے خلاف ایک منظم سازش ہے پردے پر کھیل کود تماشہ ہے۔ اس پردے میں اسلام کو مٹانے کا منظم پلان ہے۔ ہمارے نرم و نازک کلیوں سے اسلامی تہذیب کو چھین کر ان کے دلوں میں مشرکانہ رسوم کافرانہ تہذیب اور بت پرستی کے نقوش کو نصب کرنا ہے جیسا کہ عام مسلمان جو بدقسمتی سے ٹی۔ وی کے بدترین مرض میں مبتلا ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بھجن، کیرتن، کالی ماں کی پوجا ہنومان پرستی، رام لیلا اور پوجا پاٹ کے طور و طریقہ انداز و چلن ٹی۔ وی کی عام بیماریاں ہیں۔

سوچیے للہ سوچیے یہ عریانیت یہ بے حیائی یہ پوجا پاٹ یہ غیر مسلم تہذیب کیا ہماری نئی نسل کے سینوں سے اسلامی نقوش مٹانے کی سازش نہیں۔ یہ مسلمانوں کے لیے دنیائے کفر کا ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہمیں صبر و استقلال کے ساتھ اس چیلنج کا مقابلہ کرنا ہے تبھی ہم اس فتنہ سے موجودہ نسل کو اور اس کے اسلام کو بچا سکتے ہیں۔

مسلمانو! کبھی تم نے اس پر غور کیا کہ یہ معاشرہ آنے والی نسلوں میں کیا گل بوٹے کھلائے گا؟ نہیں۔ خدارا انصاف سے بتاؤ؟ کیا تمہیں خدا کے سامنے نہیں جانا ہے۔ کیا قبر کی اندھیری کوٹھری میں نہیں جانا ہے اگر تمہاری یہی بے حسی اور غفلت شعاری رہی تو کان کھول کر سن لو وہ دن دور نہیں جہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔



اور ہر انسان کو خواہ عالم ہو یا فاضل مفتی ہو یا خواہ محقق، مدرس کہ مدرس ہو خواہ مقرر، امام ہو یا قاضی ہر ایک کو اپنے کیے کا حساب و کتاب دینا ہوگا۔ پھر سوچ لو کہ کیا ہوگا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ٹی۔ وی اور وڈیو سے معاشرے میں خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں اور لوگ لہو و لعب تفریح طبع کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اس طور پر ٹی۔ وی استعمال کرنے میں سب شریک ہیں۔ لڑکے، لڑکیاں مرد عورت، جوان بوڑھے کسی میں کوئی امتیاز نہیں اگر اس سے ان کو منع کیا جائے تو کہتے ہیں کہ دنیا ترقی کر رہی ہے اور سائنس کی ایجادات سے مستفیض ہو ہو کر آگے بڑھ رہی ہے اور آپ ہمیں پیچھے رہنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

ٹی۔ وی اور وڈیو اس زمانے کے وہ عظیم فتنہ ہیں جن کی مخالفت کرنا ہر صاحب عقل و دانش پر لازم و ضروری ہے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ چند بزرگوں کے علاوہ سب علمائے کرام خاموش نظر آ رہے ہیں۔ اگر ان سے معلوم کیا جائے کہ صاحب آپ اس بارے میں کیوں نہیں بولتے اپنا بیان اس کے رد میں کیوں نہیں دیتے تو فرماتے ہیں کہ وہ بے ہی حرام و ناجائز اب

اس کو کیا کہا جائے۔ اب اس کے بارے میں کیا بیان کیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے وہ حرام ہے وہ علمائے کرام جانتے ہیں۔ مگر عوام الناس تو اس سے بالکل بے پرواہ ہیں وہ اس کو بُرا تو سمجھتے ہیں مگر شرعی نقطۂ نگاہ سے جو اس پر حکم ہے اور اس کے دیکھنے والوں پر جو شریعت کی جانب سے حکم لاگو ہوتا ہے وہ تو نہیں معلوم لہٰذا اس وقت ضروری اور لازم ہے کہ تمام علمائے کرام اس کو اپنا فرض منصبی سمجھ کر اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ اس کی حرمت بیان کریں اور اس کے جو مضر اثرات ہیں ان کو عوام کے سامنے پیش کریں۔ ورنہ اے ذوالاحترام علمائے کرام سن لو کہ آپ حضرات کی خاموشی سے قوم گمراہی کے دلدل میں پھنس جائے گی پھر کبھی نکلنے کی نہیں اور آپ حضرات پر بالکل یہ حدیث پاک صادق آئے گی۔

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شئی ومن سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اوزارهم شئی۔

(مشکوٰۃ شریف)

یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر ہے۔ بغیر اس کے لیے اس کا اجر ہے۔ اور اس پر عمل کرنے والوں کے اجروں میں سے کچھ کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں بُرا طریقہ نکالا تو اس پر اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے بغیر اس کے کہ اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

یہ یاد رہے کہ یہ اس طرح ذوالاحترام علماء کی خاموشی اس فتنۂ عظیم کے جواز کی غمازی کر رہی ہے۔ اور عوام الناس اس خاموشی سے ناجائز فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور اس کو ہلکا سمجھ کر استعمال کر رہے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

"اصل مدعا برسرِ مطلب"

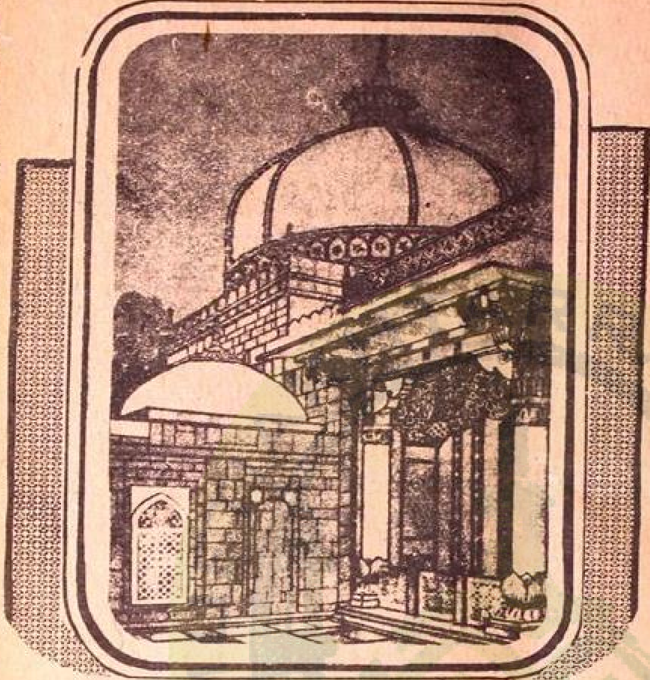
مسلمانو! ٹی۔ وی کے مذکورہ بالا مضر اثرات ہیں جو بالکل صاف اور واضح ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ جس میں کسی بھی قسم کا کوئی شک و شبہ کیا جائے۔ ٹی۔ وی دیکھنے والے خود اگر سینے پر ہاتھ رکھ کر متانت وسنجیدگی سے غور کریں گے۔ تو اس کا جواب انشاء اللہ یہی ہوگا کہ ٹھیک اس سے سماج میں برائیاں پھیل رہی ہیں اور اخلاق گراوٹ مغربی تہذیب وتمدن کو بڑھاوا مل رہا ہے۔ جھوٹے عشق ومحبت کی بہتات ہو رہی ہے۔ یہ کیوں ہے۔ اس لیے کہ یہ ٹیلی ویژن ہر مرد وعورت کو محبت کے دلپذیر جملوں کی ترغیب دے رہا ہے۔

ان باتوں کے باوجود بھی اگر کوئی شرعی استعمال کی رٹ لگائے تو ہم اس کے بارے میں صرف یہ سمجھیں گے کہ وہ اپنے زمانے کے لوگوں کے مزاج کو اور ان کے معاشرے اور نظریہ کو نہیں پہچانتا ہے۔ اور جو اپنے دور کے لوگوں کو نہ پہچان سکے کہ وہ کیا چاہتے ہیں تو اس آدمی کو فتویٰ ہی دینا جائز نہیں شامی میں ہے۔

من لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل فی الفتیاء

## ٹی وی اور ویڈیو کی حرمت قرآن سے

اے مسلمانو! سنو ہر چیز کا جواز عدم جواز کا تعلق اس کی اصل وضع



سے ہے۔ اگر اس کی وضع کسی جائز کام کے لیے ہے تو جائز اور اگر ناجائز کام کے لیے وہ شئی وضع ہوتی ہے تو ناجائز ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ ٹیلی ویژن اور وڈیو وضع کے اعتبار سے بعینہٖ سینما کا حکم رکھتے ہیں۔ سینما بھی تعیش و وقت گزاری تماشہ بینی، لہو ولعب کا سامان ہے اور ٹیلی ویژن پر وڈیو سے بھی یہی فوائد خبیثہ اور نقائص رذیلہ حاصل ہوتے ہیں کہ لوگ اس کو لہو ولعب ہی کے واسطے لگاتے اور گھر میں رکھتے ہیں۔

اب دیکھو کہ لہو ولعب کو اللہ تعالیٰ قہار و جبار کیا فرما رہا ہے۔ دیکھو سورۂ لقمان۔

ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللّٰہ بغیر علم و یتخذ ھا ھزوًا اولئک لھم عذاب مھین

اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنا لیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے (پ۲۱ سورہ لقمان)

ترجمہ: (کنزالایمان)

اب ذرا صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ مفتی الشاہ سید نعیم الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر لہو و لعب کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں آپ لہو ولعب کی تعریف میں یوں رقم طراز ہیں۔

لہو یعنی کھیل ہر اس باطل کو کہتے ہیں جو آدمی کو نیکی سے اور کام کی باتوں سے غفلت میں ڈالے"

لہو کی یہ تعریف پڑھیے پھر ٹی۔ وی کے بارے میں آپ خود فیصلہ کیجئے کہ جائز ہے یا ناجائز؟ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ دیکھو پارہ نمبر ۲۷ سورہ الحدید، اللہ تعالیٰ قہار و جبار ارشاد فرماتا ہے۔

اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب و لھو

جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا اور پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔

(ترجمہ رضویہ)

اس آیت کریمہ کے تحت صدر الافاضل فخر الاماثل ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے لیے جو دنیا کا طالب ہو اور زندگی لہو ولعب میں گزارے اور وہ آخرت کی پرواہ نہ کرے ایسا حال کافر کا ہوتا ہے

ان ارشادات ربانی اور آیات قرآنی کو پڑھیے اور سینما اور ٹیلی ویژن اور ویڈیو پر غور کرتے جایئے۔ سینے پر ہاتھ رکھ کر بہ نظر عمیق دیکھیے اور سوچیے کہ اس ملعون فعل میں گرفتار ہونے والے لوگ کیا دین کی طرف جا رہے ہیں۔ یا راہِ حق سے دور ہو رہے ہیں۔ ہرگز ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ ٹی وی ویڈیو دیکھنے والے دین سے قریب ہو رہے ہیں تو خدارا انصاف کرو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ ہرگز جائز نہیں ناجائز و حرام بدانجام ہے۔

لہٰذا اے مسلمانو! اگر تم اپنی فلاح و بہبودی چاہتے ہو اگر تم سچے اور پکے مسلمان بننا چاہتے ہو تو اس ملعون وحرام فعل سے دور ہو جاؤ۔ توبہ کرو ورنہ وہ دن دور نہیں جہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا اور خدائے قہار و جبار کے سامنے تمہیں جانا ہوگا پھر کیا ہوگا۔

سنو! تمہیں ندامت و شرمندگی دیکھنا پڑے گی۔ اور پھر کفِ افسوس ملنے کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا

لہٰذا اب موقع ہے توبہ کرو اور اتباع رسول کرو۔

آج لے اُنکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

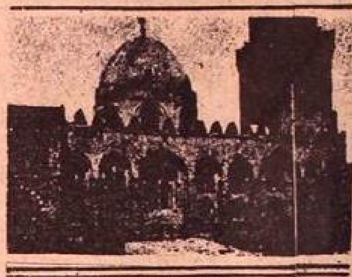
# ٹی وی اور ویڈیو کی حرمت احادیث سے

یہ بات تو روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے کہ ٹی۔ وی اور ویڈیو پر تصویر ہی نظر آتی ہے اور جو صورت نظر آتی ہے وہ تصویر ہی ہوتی ہے۔ اس کی تحقیق کی یہاں گنجائش نہیں اگر تحقیق دیکھنی ہو تو فقیہ اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ الاقدس جانشین اعلیٰ حضرت کی تحقیق حق ٹی وی ویڈیو کا آپریشن ملاحظہ فرمائیں اور اگر زیادہ تحقیق دیکھنی ہے تو "ٹی وی کی تحقیق" مصنف محقق اعظم حضرت علامہ حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب مدظلہ الاقدس ملاحظہ فرمائیں یہ تو اسی بحر کی ننھی سی لہر اور اسی سمندر کا قطرہ ہے۔

تو یہ بات جب ثابت ہوگئی کہ وہ تصویر ہے تو پھر اب آپ تصویر سازی کی حرمت پر جو احادیث کریمہ وارد ہیں چند ایک یہاں ملاحظہ فرمایئے



عن قاسم بن محمد بن عن عائشہ زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہا اخبرتہ انہا اشتریت نمرقۃ فیہا تصاویر فلما راٰہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قام علی الباب فلم یدخل فعرفت فی وجہہ الکراہیۃ قالت یا رسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت؟ قال ما بال ہذہ النمرقۃ فقالت اشتریتہا لتعقد علیہا و توسدہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اصحاب ہذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ ویقال لہم احیوا ما خلقتم وقال ان البیت



قاہرہ کا ایک مدرسہ

الذی فیہ الصور لا تدخل الملائکۃ

حضرت عائشہ زوجہ نبی کریم علیہ السلام نے بتایا کہ انھوں نے ایک گدا خریدا جس میں تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہ داخل ہوئے میں نے آپ کے چہرۂ انور پر کراہت کے آثار دیکھ لئے عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ میں اللہ اور رسول کی جانب تائب ہوتی ہوں مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے فرمایا اس گدے کا کیا حال ہے عرض کی کہ میں نے اس کو آپ کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لیے خریدا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے روز سخت عذاب دیا جائیگا۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ جو چیز تم نے بنائی ہے اس میں روح ڈالو اور فرمایا کہ وہ گھر جس میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے نہیں داخل ہوتے۔

عن سالم عن ابیہ قال وعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل فراث علیہ حتی اشتد علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلقیہ فشکا الیہ ما وجد فقال لہ انا لا ندخل بیتا فیہ صورۃ او کلب

(بخاری شریف)

حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا۔ لیکن ان کے آنے میں دیر ہو گئی تو یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گزری چنانچہ آپ باہر تشریف لائے اور بوقت ملاقات ان سے شکایت کی تو وقت مقررہ پر کیوں نہ آئے۔ حضرت جبرئیل آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یضاھون بخلق اللہ تعالیٰ

(مشکوٰۃ شریف)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن ان کو ہوگا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی طرح بناتے ہیں۔

ان احادیث مقدسہ اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صاف ثابت ہوا کہ تصویر بنانا رکھنا دیکھنا حرام و ناجائز ہے اور ٹی وی پر جو نظر آتا ہے وہ تصویر ہے وہ بھی بے حیا فاحشہ اجنبیہ عورتوں کی مردوں کی بہت کم وہ بھی چلتی پھرتی، بولتی بات کرتی، ڈانس کرتی، مجرے مارتی تو دیگر تصویریں جو بولتی نہیں چلتی پھرتی نہیں حرام



ہیں ان کا بنانا حرام ہے۔ ان کا گھر میں رکھنا حرام ہے۔ مشابہت تخلق اللہ کی وجہ سے تو پھر جو تصویر بولتی ہو اور جو مجرے مارتی ہو جو ڈانس کرتی ہو جو چلتی پھرتی ہو جو بات کرتی ہو جو عشق و محبت کے گانے گاتی ہو وہ تو بدرجہ اتم مشابہت تخلق اللہ ہے اور جب اس سے زیادہ اللہ کی مصنوعات سے یہ مشابہ ہے تو یہ بدرجۂ اولیٰ حرام ہوئی۔ محقق الاطلاق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تصویر اس لیے حرام ہے کہ وہ مشابہ تخلق اللہ ہے۔ دیکھو اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۵۹۲ میں حدیث مذکورہ بالا کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

آن کسانے اند کہ مشابہت تخلق اللہ بہ پیدائش خدائے تعالیٰ یعنی مصوراں کہ پیکرے می سازند چنانکہ حق تعالیٰ صورتے رامی آفرینند لہٰذا عذاب می کنند ایشاں را کہ جان نیز دمی بخشند۔

(ترجمہ) یعنی اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو مخلوق خدا کے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ یعنی مصور لوگ کہ جو تصویر بناتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کسی صورت کو پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا اسی وجہ سے ان لوگوں کو عذاب دیا جائے گا کہ جب تم نے بنایا تو جان کیوں نہیں ڈالتے۔

(اشعۃ اللمعات)

اے مسلمانو! اس سے معلوم ہوا کہ جو تصاویر ٹی وی پر آتی ہیں وہ ہر طریقہ سے ناجائز و حرام ہیں اور جب اصل چیز حرام ہے تو اس کی فرع یعنی ٹی۔وی، ویڈیو کا دیکھنا ٹی۔وی کا گھر میں رکھنا حرام حرام حرام ہے۔

لہٰذا اس کو ہرگز ہرگز نہ دیکھو اس سے بچو اور اگر نہیں بچو گے تو تمہارا حشر وہ ہوگا جو قرآن کریم نے بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یوم لا ینفع الظلمین معذرتھم ولھم اللعنۃ ولھم سوء الدار

جس دن ظالموں کو ان کے بہانے کچھ کام نہ دیں گے اور ان کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر۔

اے مسلمانو! اسی ملعون سینما کے ذریعہ لوگ سیکھ کر سارے برائیاں کر رہے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ لوگ ٹی وی دیکھنے کے چکر میں نمازیں چھوڑ رہے ہیں اور شرابیں پی رہے ہیں۔ جوا کھیل رہے ہیں گویا یہ شیطان کی جگہ کام کر رہا ہے اور مسلمانو! تم یہ سمجھتے ہو کہ ترقی ہو رہی ہے۔ ارے یہ ترقی نہیں ہے بلکہ یہ جہنم کا راستہ ہے جس

فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کو اگر تم نے نہیں چھوڑا تو جہنم کی سزا ملے گی۔ جہاں سخت عذاب ہوگا۔

سنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون

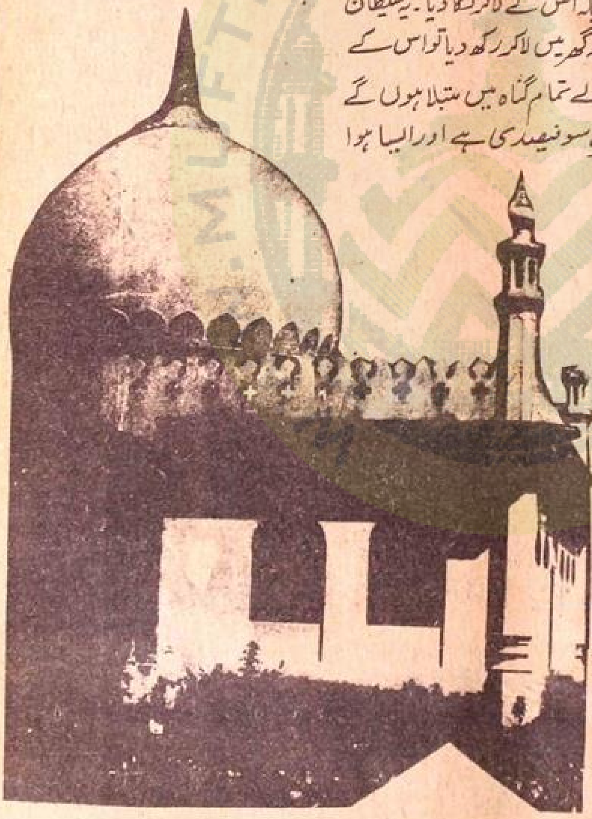
یعنی شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آؤ گے۔

# ٹی وی کی حرمت کتب فقہ سے

یہ بات بھی واضح ہونا چاہیے کہ کسی بھی مفتی کو یا عالم کو ایسے موقع پر خاموش نہیں رہنا چاہیے بلکہ ایسی حالت میں وہ علماء و مقررین جو ایک ایک رات کے دس دس ہزار روپے اور پانچ پانچ ہزار روپے لے کر جلسوں میں جاتے ہیں۔ انہیں فی سبیل اللہ تقریریں کرنا چاہئیں اور اپنے مریدوں پر زور دے کر اس ملعون ٹی وی اور وڈیو کو گھر سے نکلوانا چاہیے۔ اس موقع پر اگر وہ پیشہ ور مقرر اپنی اس حرکت سے باز نہ آئے اور قوم کو ہدایت کا راستہ نہ بتایا تو پھر ان سے سخت بازپرس ہوگی۔

اب دیکھئے کہ جائز مناظر بقول

شخصے ٹی وی اور وڈیو پر جائز ہیں تو ان مناظر کی نمائش کے لیے ضروری و لازم ہوگا کہ ٹی وی وڈیو گھر میں لایا جائے بغیر اس کو لائے ہوئے تو دیکھنا بعید از قیاس ہے۔ اور جب وہ شیطان کا مدرسہ گھر میں موجود ہوگا تو کیا اس بات کی کوئی بھی شخص گارنٹی لے گا کہ وہ لوگ فقط اس پر حضرت مدنی میاں صاحب یا حضرت ہاشمی میاں صاحب یا ان جیسے دیگر بزرگوں کی تقریریں سنیں گے اور ہرگز ہرگز اس پر مغلِ اعظم جیسی پکچر نہیں دیکھیں گے یا اور دیگر ننگی فلمیں اور ناچ گانے باجے تماشے سے عوام الناس گریز کریں گے۔ ہرگز ہرگز اس بات کی ضمانت کوئی نہیں لے سکتا۔ تو اب اگر کوئی شخص ٹی وی کو اور وڈیو کو صرف اور صرف حضرت مدنی میاں صاحب کی تقریر ہی سننے کے لیے لایا۔ مگر اب جبکہ اس نے لاکر لگا دیا۔ یہ شیطان کا مدرسہ گھر میں لاکر رکھ دیا تو اس کے گھر والے تمام گناہ میں مبتلا ہوں گے یہ خطرہ سو فیصدی ہے اور ایسا ہوا بھی کہ جب ابھی کچھ دنوں پہلے اسی ملعون ٹی۔ وی پر راماین اور اس کا ڈرامہ دکھایا جاتا تھا تو مسلمانوں میں جن کے گھر میں ٹی وی موجود تھا۔ بچے بوڑھے جوان ہر ایک نے دیکھا اور بچے اسی ڈرامے کو دیکھ کر اس کی نقل کرتے پھرتے تھے۔ اب ذرا غور کیجئے کہ جب ان پر راماین اور رمہابھارت جیسے مشرکانہ رسومات دکھائے گئے اس پر پوجا ہوئی اور وہ گھر میں موجود تھا

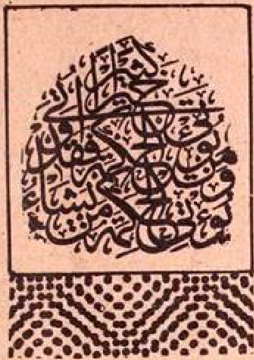


تو انصاف کرو مسلمانوں کہ تمہارے گھروں میں پوجا ہوتی کہ نہیں اور جب گھر میں پوجا ہوئی۔ تو مشرکانہ رسومات اس پر پوری طرح ادا کیے گئے، اور تم اس کو دیکھتے رہے اور اپنے بچوں کو اپنے گھر والوں کو منع نہیں کیا تو کیا یہ اس سے رضا مندی نہیں ہے اور اگر رضا مندی سے جس نے بھی اس ملعون ناٹک وکفری خباثت کو رضا مندی سے دیکھا تو کیا وہ مسلمان رہا؟ کیا اس کا نکاح باقی رہا؟ اے مسلمانو تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کیوں نہیں سمجھتے کیوں شیطان کے بہکانے میں آرہے ہو۔ تم کیوں اپنے اسلاف کی زندگی کو نہیں دیکھتے۔ تم کیوں نہیں قرآن عظیم و فرمان رسول کریم پر عمل پیرا ہوتے۔ اب بھی وقت ہے۔

نہ مانوگے تو مٹ جاؤگے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کے پاس اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ گھر کے وہ افراد جن کا مذہبی شعور ابھی پختہ نہیں ہے۔ وہ گھر کا ٹیلی ویژن ناجائز تصویروں کی نمائش کے لیے استعمال نہیں کریں گے؟ ممکن ہے بہت سخت قسم کے مذہبی گھرانوں میں اس گناہ سے اجتناب کیا جائے۔ لیکن کھیل کود لہو ولعب اور شہوت انگیز مناظر کے لیے انسان کی طبیعت میں جو کشش ہے اس کے پیش نظر اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اکثر گھرانے نظر کی معصیت میں ضرور مبتلا ہوں گے اور نظر کی یہ معصیت کتنی طرح کے معاصی کا سبب بن جائے گی۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ اخباروں اور رسالوں میں بیان بھی آئے۔ فاعوذ باللّٰہ من ذالک

اب جب یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ وڈیو اور ٹی۔ وی سو فیصد گناہوں کی طرف اور فعل حرام کی طرف لیجانے



والے اور برائی کی طرف کھینچنے والے ہیں تو بالکل بات صاف ہو گئی کہ جو چیز بھی اگرچہ وہ جائز ہی کیوں نہ ہو حرام میں مبتلا کرنے والی ہے تو وہ بھی حرام ہے۔ فقہ کا مسلم کلیہ ہے کہ الشئی المفضی الی الحرام فھو حرام جو چیز حرام کی طرف کھینچنے والی ہے وہ بھی حرام ہے۔

آخر میں ناچیز ردالمحتار کی عبارت اپنے لیے دلیل میں لاتا ہے کہ وہاں تحریر ہے۔

لما کان الغالب فی ھذہ الامر من قصدہ اللھو لا التقوی علی الطاعۃ منعو من ذالک اصلا

اور جب غالب گمان ہو کہ لہو کی طرف بڑھیں گے اور اس سے نہیں بچ سکیں گے تو ان کو اس چیز سے بالکل منع کردو۔

اب قارئین کرام خود فیصلہ



کریں کہ یہ ٹی وی اور وڈیو کیوں گھر میں لوگ لگاتے ہیں؟ فقط لہو و لعب کیلئے۔ تو صرف نظر اس بات سے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں، وہ تو بعد کی بات ہے پہلے اس کا گھر میں رکھنا ہی جائز نہیں اور یہی تو فقیہہ اعظم جانشین اعلیحضرت حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری مدظلہٗ الاقدس نے فرمایا۔ آپ یوں رقمطراز ہیں

"لہٰذا قطع نظر اس سے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے کہ نہیں اس کے ناجائز ہونے کے لیے یہی ایک وجہ کافی ہے اور علماء کرام کا یہ دات مستمر ہے کہ غلبۂ فساد و لہو و لعب کے وقت مطلقاً ممانعت فرماتے ہیں۔ اور شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ اغلب کا اعتبار فرماتی ہے اور حکم باعتبار اغلب اس کا ہوتا ہے اور نادر ساقط الاعتبار ہوتا ہے۔

اب ہر طریقے سے مدعا ثابت ہوگیا اور حق واضح ہوگیا کہ ٹی وی اور وڈیو ناجائز و حرام بد انجام ہے اس کو گھر میں رکھنا بھی ناجائز اور اس کا دیکھنا بھی ناجائز و حرام ہے۔

صد شکر کہ مختار ہوں مجبور نہیں
رکھتا ہوں زباں ذہن میں معذور نہیں


روضۂ پاک تاج العارفین حضرت بابا نظامی
کچھوچھہ شریف ... ضلع ... یوپی

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ٹی وی دیکھنا اور وڈیو کیسٹ تیار کرنا بہر حال حرام ہے۔ اس بات پر ہندوستان کے علماء اور مفتیان کرام متفق الخیال ہیں تا آنکہ جن جن علماء نے اس کے فتویٰ جواز پر تصدیقیں فرمائیں انھوں نے تصدیق سے رجوع فرمالیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**

## شعلہ بھی اٹھا ہوا دھواں بھی

کہیں شعلہ کہیں اٹھتا دھواں ہے
وطن اپنا بنے یا آتش فشاں ہے
جلا کر خاک کر ڈالا ہے ظالم
نہیں بستی کا اب کوئی نشاں ہے
جلاتا ہے جو خود گھر کو ہمارے
وہی حفظ دامن کا پاسباں ہے
جواں مردی ہے بے شک شان مومن
نہیں دہشت تری شایان شان ہے
یہ سمجھو پست ہمت ظالمو! تم
ہمارا حوصلہ اب تک جواں ہے
مسلمانو! ذرا سوچو کبھی تو!
جو تھا محکوم اب وہ حکمراں ہے
نہ لے اب امتحاں یارب تو اس کا
ترا راحتؔ بہت ہی ناتواں ہے

راحتؔ بھاگلپوری

# تعارف و تبصرہ

(ادارہ)

نام کتاب "امتیازِ حق"
مصنف: "راجہ غلام محمد"
ادارہ اشاعت" المجمع الاسلامی مبارکپور،
صفحات مع ضمیمہ ۲۸۰ /
قیمت ۱۵/-
طبع چہارم

"امتیازِ حق" نے انگریز سامراجیت کے خلاف برپا کیئے گئے جہاد کی تاریخ میں "سید احمد رائے بریلوی اور مولوی محمد اسماعیل دہلوی" کے کارناموں کا دوسرا رخ بے نقاب کر دیا ہے۔ جس سے اب تک ہم ناآشنا تھے۔ میرا تعلق شخصی طور پر تاریخ کے ان طلبہ کے زمرے سے ہے، جو اس فن کو ایک بے غبار شفاف آئینہ تصور کرتے ہیں۔ اب تک مذکورہ بالا دونوں مرحومین کی حیات اور ان کی جدوجہد کا جو تعارف ہم تک پہونچا تھا۔ نہیں بلکہ یوں کہیئے کہ تمام اردو و فارسی داں دنیا سے گزر کر عالم عربی تک کفار و مشرکین، نصاریٰ اور سکھ قوموں سے جہادِ عظیم کرنے والوں میں جو نام تاریخ کا زرین باب قرار دیئے جاتے تھے۔ اور ماوشما کیا بڑے بڑوں کے ذہن و افکار پر۔ قرون اولیٰ کے بعد پہلی بار برِّ صغیر میں جن ذوات کے توسط سے حقیقی اسلام رائج ہو رہا تھا۔ وَا اَسَفُ! اس کتاب کے مندرجات نے ان لوگوں کی اقلعی کھول کر رکھ دی ہے۔

جہاں مصنف کتاب نے ہم کو ایک جہانِ نو دریافت تک پہونچایا ہے اور ناقابلِ انکار دلائل سے ثابت کیا ہے کہ (۱) سید احمد رائے بریلوی اور مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے بہ تحریک انگریزوں کی حمایت میں شروع کی۔

(۲) ان کے ہاتھوں سے اہلسنت مسلمان مارے گئے۔ اور یہ خود نجدیت ووہابیت کے باعث مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔

(۳) جن لوگوں نے انگریزی حمایت میں تقریریں کیں ان کا مجاہد حریت علامہ فضل حق خیرآبادی جیسے شیرِ ژیاں سے کیا مقابلہ۔ ؟

(۴) یہ بعد کے لوگوں کا غلو۔ اور افتراع ہے۔ جنہوں نے سید احمد رائے بریلوی اور اسماعیل دہلوی کو جہاد آزادیٔ ہند کا پیشرو بنا ڈالا۔

(۵) اس کتاب کے مطالعہ نے یہ بھی ثابت کیا کہ منصوبہ بند معتقدین پر انصاف کی حکمرانی نہ ہو تو وہ تاریخ لکھتے نہیں تاریخ گھڑتے ہیں۔ مگر راجہ غلام محمد صاحب سے ہم اتنا اور عرض کریں گے کہ ۔۔۔ محترمی! سوا سو صفحے کی یہ آپ کی کتاب جہاں اسلامیان ہند کی دو صد سالہ تاریخ کو پھر سے کھنگالنے کی دعوت دیتی ہے۔ وہیں تاریخ کے قلمکاروں پر طلبہ کے اعتماد کو مجروح بھی کرتی ہے۔ کیونکہ ہم "امتیازِ حق" کے صفحات الٹتے رہے۔ اور بہت بڑی بڑی شخصیات کے تراشیدہ بتوں کے خدوخال موم کی مانند پگھل پگھل کر ڈھیر ہوتے رہے۔ گویا ع:۔ روشنی بڑھتی گئی اور تیرگی گھٹتی گئی۔ سنا تھا محبت اندھی ہوتی ہے۔ مگر تاریخ نگاری کی وادی میں ایسے لوگوں کا کیا کام جو کنبہ پروری اور حسنِ عقیدت کی رنگ آمیزی سے رائی کو پہاڑ بنا دیں۔ اور وہ مجاہدینِ اسلام اور ابطالِ جلیل جنہوں نے اس رزمگاہ میں سر پہ کفن سجا کر خالص "سربلندیٔ اسلام" کے لیے اپنا تن من دھن اور اولاد وطن کل قربان کر دیا انکی شان گھٹا دیں۔ یہ تاریخ کی خدمت نہیں بلکہ تاریخ کے ساتھ خیانت ہے۔ ایسی قلمی خیانتوں کا انسداد ہونا چاہیئے۔ تاکہ یہ فن من گھڑت

افسانوں کا مجموعہ نہ بن جائے "امتیازِ حق" اس رخ پر سفر کا اولین بھرپور قدم ہے۔ خدا کرے ارباب تحقیق کا قافلہ اس طرف جادہ پیما ہو۔

"اسلامک اکیڈمی ہالینڈ" کے ارکان امتیازِ حق جیسی کتاب کی تصنیف پر محترم جناب راجہ غلام محمد صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور انکے قلمی جہاد کی ترقی کے لئے دعاگو ہیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

——— بدر القادری

نام کتاب :۔ جانِ جاناں ۔ مصنف ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد

ناشر :۔ انٹرنیشنل پبلی کیشنز حیدر آباد سندھ پاکستان

سائز :۔ ۲۲×۲۶/۱۶ صفحات ۲۴۰

قیمت :۔ ...۔۵۰

کتابت وطباعت :۔ صاف ستھری۔ خوبصورت کاغذ۔ نفیس۔ کتابت مجلد ہے ٹائٹل کور سہ رنگا.... ایسا لگتا ہے جیسے کشمیر کی گلپوش وادیوں میں سے کوئی وادی آکر کھڑی ہو گئی ہے

زیرِ نظر کتاب حضور سید عالم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد ان کی آمد پر اظہارِ مسرت اور جشن برپا کرنے اور ان کے عادت واطوار پر مشتمل ہے۔ کتاب کا نام جانِ جاناں بہت خوب ہے بے شک وہ جانِ جاناں ہیں بلکہ جانِ جہاناں ہیں۔ وہی اصل تکوین عالم اور رحمت پر عالم ہیں وہ نور مجسم ہیں۔ خالق کائنات ۔ اللہ، نور السموٰت والارض نے جنہیں اپنے نور سے خلق کر کے سارے عالم کو ان کے نور سے منور و معمور کیا۔

اس محبوب اعظم خدا کی آمد آمد سے قبل بھی ان کی آمد کی خوشخبری سنانے والوں نے سنائی، ان کی تعریف و توصیف کی اور ان کی مدح و ثنا کرنے والے ان کی ستائش کرتے رہے۔ لکھنے والے لکھتے رہے، کہنے والے کہتے رہے اور لباسِ بشری میں اس نورِ مجسم کی آمد پر زمین و آسمان، کہکشانوں کے جہان جن و انسان شجر و حجر بحر و بر، دشت و کوہ و سمندر.... ہر شے نے لالہ کیا خوشیاں منانے، جشن برپا کرنے، نعتیں لکھنے اور کہنے کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ جو ہمیشہ جاری رہے گا۔

پروفیسر مسعود احمد صاحب بھی بیدارِ بخت اور سعادت مند ثناخوانانِ مصطفےٰ اور غلامانِ مجتبےٰ میں ایک خوش نصیب مدح سرا ہیں جنھوں نے کونین کے سرور علیہ السلام کو علم و قلم، زبان و بیان عقیدت و وفا اور الفت و محبت کا خراج پیش کیا ہے۔ نذرِ غلامی اور سلامی پیش کی ہے اور بہت ہی خوبصورت، محتاط و با ادب، رواں دواں انداز میں پیش کی ہے۔ ہر بات دلیل و تحقیق کے آیئنہ میں کہی ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کا علم اور ان کا مطالعہ بڑا وسیع ہے۔ انھوں نے اس کتاب کی تصنیف کے سلسلہ میں سینکڑوں کتب و رسائل و جرائد کا مطالعہ کر کے انہیں بطور حوالہ پیش بھی کیا ہے۔

یقیناً ڈاکٹر صاحب کا یہ ایک قابلِ قدر کارنامہ ہے اور جیسا کہ انھوں نے "حرفِ آغاز" میں اعلان کیا ہے کہ اس کا ترجمہ دنیا کی متعدد زبانوں میں کیا جائے گا اس پر عمل ہونا چاہیئے۔ بلاشبہ یہ کتاب تاریک رات کے مسافروں کے لئے ایک روشن منارہ ثابت ہوگی۔

آخر میں دو غلطیوں کی نشاندہی بھی کر رہا ہوں جو غالباً نگاہ چوک جانے کی وجہ سے ہو گئی ہیں ان میں پر حضرت سعدی علیہ الرحمہ کے نام کے ساتھ حرف رح لکھا ہوا ہے اور اس طرح لکھنے کو اعلیٰ حضرت نے منع فرمایا ہے سرکار اقدس کے نام کے ساتھ جس طرح ص، صلعم وغیرہ ناجائز ہیں بلکہ پورا درود لکھنا چاہیئے اس طرح بزرگانِ دین کے لئے رضہ یا رح لگانا بھی ناجائز ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورا لکھنا چاہیئے۔

(۲) ص۵ پر "انتساب" میں ایک جگہ ہے معصوم شہیدوں کے نام۔ معصوم صرف نبی و رسول اور فرشتے ہیں۔ شہدا میں انبیاء اور اولیا سبھی ہیں لہٰذا معصوم لکھنا بھی یہاں ناجائز ہے ہاں اگر یہ تحقیق ہوتی کہ صرف شہید نبیوں ہی کے لئے معصوم لفظ کا استعمال ہوا ہے تو البتہ درست تھا مگر یہاں عمومیت ہے تحقیق نہیں اس لئے یہ ناجائز ہے۔

درخواست ہے کہ آئندہ اڈیشن میں آپ کی تصیح کر لی جائے۔

# خبریں اور اعلانات

## اعلان

شمع رسالت کے پروانوں ......

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ...... یہ جان کر آپ کو بے حد مسرت ہوگی کہ سالہا سال کی ایمان افروز تمناؤں اور بے شمار فقیروز مندد عاؤں کے بعد رحمت الٰہی ہماری طرف متوجہ ہوئی کہ جامعہ غوثیہ رضویہ صابریہ کا انعقاد کیا گیا۔ دردمندان اہلسنت کے پرجوش تعاون سے ماہ اپریل ۱۹۸۷ء میں علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی کی سرپرستی میں نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ سنگ بنیاد رکھا گیا جس کا تعمیری نقشہ دو منزلہ عمارت باون ۵۲ کمروں اور ایک صابری جامع مسجد پر مشتمل ہے لیکن فی الحال چھ کمرے معہ برآمدہ مکمل اور چار کمرے اور صابری جامع مسجد کی بنیاد مکمل ہو چکی ہے اور اور جامعہ میں تعلیم جاری ہے جس میں ابتدائی وحفظ وقرآت کے مقامی وبیرونی ایکسو ۱۲۵ پچیس طلباء وطالبات اور تین ۳ اساتذہ تعلیم میں مصروف ہیں، چونکہ ابتدا ہے اس لئے آٹھ ۸ بیرونی طلباء اور تین اساتذہ کے تمام اخراجات آپ حضرات کے تعاون ہی سے پورے ہو سکتے ہیں اور سہارنپور کی سرزمین پر اہلسنت کے عظیم الشان ادارہ کے قیام کی اہمیت اہل حق سے پوشیدہ نہیں ہے اس لئے اب ہم اہلسنت کے علماء مشائخ وخطباء و اساتذ وائمہ مساجد وغرباء وسرمایہ داروں وجماعتی کارکنوں و پرجوش نوجوانوں سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ سہارنپور کے جامعہ غوثیہ صابریہ رضویہ کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے اور جامعہ کی تعمیر کے لیے رقوم اور عمارتی سامانوں سے مدد فرما کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں جامعہ کی مجلس انتظامیہ نے یہ بھی طے کیا ہے کہ جو حوصلہ مند حضرات ایک کمرہ کی تعمیر کا مکمل خرچہ برداشت فرمائیں گے۔ تو اس کمرے پر ان کے نام کی تختی نصب کردی جائے گی

آپ کے خیر خواہ

اراکین انجمن غلامان اولیاء کرام (رجسٹرڈ)

سہارنپور — یوپی۔

**ترسیل زر کا پتہ**

حکیم سید محمد احمد خلیلی القادری مہتمم جامعہ غوثیہ صابریہ، رضویہ قادری منزل محلہ شاہ ولایت نخاسہ بازار۔ سہارنپور۔ فون ۸۶ ۵۷

(۲) حکیم سید محمد احمد خاندانی مطب خان عالم پورہ سہارنپور (یوپی)

## اعلان ——:

شہر سیتامڑھی محلہ مرغاچک میں تاریخ ساز دوروزہ رسول اعظم کانفرنس وصد سالہ جشن ولادت حضور سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان۔

جملہ برادران اہلسنت والجماعت میں عموماً و حلقہ ارباب علم و دانش وعلماء اہلسنت میں خصوصاً یہ اعلان پرمسرت خوشی کے کان سے سنا جائے گا کہ دارالعلوم قادریہ غوثیہ محلہ مرغاچک سیتامڑھی کے زیر اہتمام تاریخ ساز دوزہ عظیم الشان رسول اعظم کانفرنس صد سالہ جشن ولادت سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ۱۹ ر ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۷، ۱۸ مارچ ۱۹۹۰ء میں منعقد ہوا جسمیں ملک کے مایہ ناز علماء خطباء وشعراء تشریف لائے۔

اور انہوں نہایت ہی پر مغز تقریر فرما کر لوگوں کو محظوظ فرمایا۔

المعلن :-

محمد اسلام القادری، صدر المدرس
دار العلوم قادریہ غوثیہ محلہ مرغیاچک سیتا مڑھی — بہار۔

## خواجہ غریب نواز
## کی شان میں گستاخی مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت

"دل آزاری کے جرم میں پبلک ایشیاء کے ایڈیٹر پرناچترویدی کو فوراً گرفتار کر کے مقدمہ چلایا جائے"

"مرکزی حکومت سے ادارۂ شرعیہ بہار کا پرزور مطالبہ"

۳۱ رجنوری کی شام کو ادارۂ شرعیہ بہار کا ہنگامہ خیز اجلاس زیر صدارت علامہ ارشد القادری منعقد ہوا۔ علامہ موصوف نے اپنی افتتاحی تقریر میں حاضرین کو بتایا کہ ہفتہ وار نئی دنیا کے اطلاع کے مطابق پبلک ایشیا کے نام سے ایک پندرہ روزہ اخبار دہلی سے نکلتا ہے جس کی ایڈیٹر پرناچترویدی نام کی ایک شرپسند اور بدسرشت عورت ہے۔

اس نے ۱۶ تا ۳۱ رجنوری کی اشاعت میں خواجہ غریب نواز کی درگاہ مقدس کو شیو کا مندر قرار دیا ہے اور اشتعال انگیزی، دل آزاری اور بدزبانی کی انتہا یہ ہے کہ اس بدطینت عورت نے اپنے مضمون میں خواجہ غریب نواز کی مقدس ذات پر اتنا ناپاک حملہ کیا ہے کہ مسلمان تو مسلمان کوئی سنجیدہ ہندو بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ اس خبیث النفس عورت نے اپنے ناپاک قلم سے خواجہ غریب نواز کو معاذ اللہ عیاش اور جوتشی لکھا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ان کے خلاف اور بھی بہت سے بیہودہ الزامات لگائے ہیں

علامہ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضور خواجہ غریب نواز ایک ہزار سال سے ہندوستان کے سینے میں دھڑک رہے ہیں۔ اس طویل مدت میں وہ بلا تفریق مذہب و ملت ہر قوم کے مرکز عقیدت اور سارے دکھیوں کے کارساز و مسیحا کی طرح جانے اور مانے گئے۔ سلاطین اسلام سے لیکر برطانوی دور حکومت تک ہر عہد کے فرماں رواؤں نے ان کی عظمت کا اعتراف کیا یہاں تک کہ آزاد ہندوستان کے سربراہوں نے بھی ان کے آستانے پر اپنی عقیدت کی گردنیں خم کیں۔ بلکہ ہندوستان کے علاوہ بیرون دنیا کی باعظمت شخصیتوں نے بھی ان کے دربار میں نیازمندانہ حاضری دی۔ لیکن ایک ہزار سال کی لمبی مدت میں ہندوستان کی یہ پہلی بد دماغ اور شقی القلب عورت ہے جس نے خواجہ غریب نواز کی شان میں گستاخی کر کے اس ملک کے وقار کو مجروح کیا ہے۔

حضرت علامہ کی تقریر کے بعد باہر سے تشریف لائے مہمان مولانا عبد الحفیظ صدیقی نے ایک تجویز پیش کی جس میں اس ناپاک اقدام کی مذمت کرتے ہوئے حکومت ہند سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پبلک ایشیا کے اس شمارے کو ضبط کیا جائے اور اس کے ایڈیٹر کو گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلایا جائے۔ اور اسے عبرت انگیز سزا دی جائے تاکہ آئندہ پھر کوئی بدبخت اس طرح کی گستاخی کی جرأت نہ کر سکے۔ اس تجویز کو سارے مجمع نے باتفاق آرا منظور کیا۔ اس کے ساتھ یہ تجویز بھی منظور کی گئی کہ پورے ملک کے مسلمان اپنے اپنے طور پر اجتماعی تجاویز وزیر اعظم اور وزیر داخلہ حکومت ہند کو ارسال کریں۔

غلام جیلانی
ناظم نشر و اشاعت ادارۂ شرعیہ بہار پٹنہ

## بھاگلپور کا فساد ایک نظر میں

"ادارۂ شرعیہ ریلیف سنٹر بھاگلپور کے کارپردازوں کی بلند ہمت اور جانباز ٹیم نے لگاتار تین مہینے تک گاؤں گاؤں اور محلے محلے کا پوری جانفشانی اور دیانتداری کے ساتھ سروے کرنے کے بعد پچاس صفحات پر جو رپورٹ مرتب کی ہے ذیل میں اس کا گوشوارہ ملاحظہ فرمائیے"

(ارشد القادری)

(۱) بھاگلپور شہر میں چودہ محلے پورے کے پورے تباہ کر دیئے گئے لوٹے گئے اور جلائے گئے باقی متعدد محلے جزوی طور پر متاثر ہوئے

(۲) شہر میں مسلمانوں کی ۱۳۷۰ دکانیں لوٹی گئیں اور جلائی گئیں۔

(۳) دیہات کے خطے میں ۲۰۴۲ بستیاں لوٹی گئیں اور جلا کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل

کردی گئیں۔

شہر اور دیہاتوں کے ایک لاکھ پانچ ہزار افراد فسادسے متاثر ہوئے۔

(۵) پینتیس ۳۵ ہزار افراد بے گھر کئے گئے۔ ان کے مکانات لوٹے گئے اور جلائے گئے۔

(۶) چھ ہزار مکانات جلائے گئے اور جلنے کے ڈھیر میں تبدیل کر دیئے گئے۔

(۷) تین ہزار مکانات صرف لوٹے گئے جلائے نہیں گئے۔

(۸) آٹھ سو ۸۹۱ کا نوے دکانیں لوٹی گئیں اور جلائی گئیں۔

(۹) تین ہزار لوم لوٹے گئے یا جلا دیئے گئے۔

(۱۰) اب تک کی تحقیقات کے مطابق آٹھ سو ۸۷۶ چھہتر مسلمان مرد عورت اور بچے شہید کئے گئے۔

(۱۱) اب تک کی تحقیقات کے مطابق ایک سو ۱۰۶ چھ افراد لاپتہ ہیں۔

(۱۲) زخمیوں کی تعداد دو سو ۲۷۰ ستر ہے۔

(۱۳) بیالیس مسجدیں شہید کی گئیں۔ اور مسجدوں کا سارا سامان لوٹ لیا گیا — قرآن کے اوراق جلا دیئے گئے۔

(۱۴) دس مزارات ڈھا دیئے گئے۔

(۱۵) چھ امام باڑے منہدم کر دیئے گئے۔

(۱۶) نو ۹ دینی درسگاہوں کی عمارتیں مسمار کر دی گئیں، کتابیں جلا دی گئیں اور دیگر سامان لوٹ گیا۔

(۱۷) اس فساد میں صرف بیالیس غیر مسلم ہلاک ہوئے۔

(۱۸) غیر مسلموں کے صرف دو سو مکانات کو نقصان پہنچا۔

(۱۹) کل اکیس سو افراد گرفتار کئے گئے۔ جن میں مسلمانوں کی تعداد بارہ سو ۱۲ سے زائد ہے۔ مجموعی طور پر اب تک ضمانت پر رہا ہونے والوں کی تعداد ۱۵۳ ہے جن میں مسلمانوں کی تعداد صرف چند ہے۔

غلام جیلانی

ناظم نشر و اشاعت ادارہ (پٹنہ)

## جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ادبرا ضلع۔ سون بھدر۔ انجمن غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گیارہواں شاندار جلسہ و جلوس حسب دستور امسال بھی بڑے ہی جوش و خروش کے ساتھ ماہ ربیع الاول شریف کے ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، اکتوبر ۱۹۸۹ء کو اسلامیہ جونیر ہائی اسکول کے وسیع میدان میں زیر صدارت سجادہ نشین حضور امین شریعت حضرت علامہ مولانا حافظ الحاج محمود احمد صاحب قبلہ رفاقتی القادری مدظلہ العالیہ القدسیہ صدر ادارہ شرعیہ بہار کے منعقد ہوا۔ نعتیہ مشاعرہ جس میں شہنشاہ ترنم قاری محمد اسرائیل صاحب اثر فیضی۔ مداح رسول محبوب فیضی ثابت روہتاسوی۔ عاشق رسول شاہد فیضی۔ دیوانۂ غوث اخلاق مرزاپوری۔ دیوانۂ مصطفےٰ ریاض بہاروی۔ شیر رفاقت حافظ محمد مسلم کے علاوہ مقامی و بیرونی شعراء کرام — عندلیبانِ خوشنوا نے بارگاہِ رسول پاک میں خراج عقیدت پیش کر کے نوید نعمت کی سماں بندی کی ربیع الاول شریف کو مدعو شدہ علمائے کرام میں بحیثیت نیپال حضرت مولانا متی جلیش محمد صدیقی برکاتی اور قمر الاسلام حضرت علامہ قمر رضا خاں صاحب قبلہ قادری رضوی بریلی شریف اور حضرت مولانا انصار الحق صاحب رضوی کی پرجوش کیف آور ایمانی وحقانی تقاریر ہوئیں۔ دور دور سے آئے ہوئے محبان رسول پاک کے قلوب منور مجلی ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاول شریف کو معمول کے مطابق ۲ بجے دن میں جامع مسجد ادبرا سے شاندار جلوس سیلاب رواں کی طرح امنڈتے ہوئے روانہ ہوا۔ جو ۱۰-۱۲ کلیو میٹر کا گشت کرتے ہوئے نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت کی گونج میں اسلامیہ جونیر ہائی اسکول کے وسیع میدان میں واپس آیا۔ جس کی قیادت عالیجناب غیاث الدین خاں صاحب رفاقتی القادری جنرل سکریٹری کانگریس آئی ضلع سون بھدر۔ اور جناب رحمت علی رفاقت القادری صدر انتظامیہ کمیٹی ادبرا اور زیر نگرانی جناب مسعود عالم صدیقی رفاقتی القادری جنرل سکریٹری انجمن ہذا کر رہے تھے۔

بعد نماز عشاء علمائے کرام کی پر زور تقریریں شروع ہوئیں مسلمانان ادبرا اور دور دراز سے آئے ہوئے عاشقان رسول کی نگاہیں مرکز اہلسنت حضرت علامہ توصیف رضا خاں صاحب قبلہ بریلی

شریف کو بڑی بے قراری سے تلاش کر رہی تھیں

آخر میں صدر جلسہ نے اپنی نورانی وعرفانی پرنور تقریر سے لوگوں کے قلب و جگر کو منور و مجلی اس کے بعد صلوٰۃ وسلام پر جلسے کا اختتام ہوا۔

مسعود عالم صدیقی
رفاقتی القادری
جنرل سکریٹری، انجمن غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ادبرا۔ ضلع سون بھدر (یوپی)

## مطبوعات ادارۂ قادریہ اعظم گڑھ

شاہ الحاج افضال اللہ صاحب قادری کی

### کتابیں

**تذکرۂ مخدوم اشرف سمنانی**

شجرۂ خاندانی، شجرۂ سلسلۂ عالیہ ہندوستان کا سفر، بنگال کی کھاڑیوں سے گذر، حضرت علاء الحق گنج نبات پنڈوی سے ملاقات وبیعت، چھ سال تک خانقاہ میں قیام واکتساب فیض کئی ہزار غیر مسلموں کا مشرف باسلام ہونا اور ہزاروں مسلمانوں کا مشرف بہ بیعت ہونا۔ کچھوچھہ شریف میں تشریف آوری اور آپ کی کرامتوں کا ظہور، وصال کے احوال، وغیرہ۔ جسے پڑھ کر آپ اپنے کو حضرت مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ کی مجلس میں پائیں گے۔ صفحات ۳۲، ہدیہ ——— ۲/

**تذکرۂ حضرت رحیم بخش مجذوب**

شیخ الاسلام حضرت مولانا قاضی غایت حسین عباسی چریاکوٹی (علیہ الرحمہ) کے خلیفۂ اجل حضرت شاہ رحیم بخش قادری آبادانی غازی پوری (علیہ الرحمہ، مدفون نیا باغ بنارس) کی حیات وکرامات صفحات ۳۲، قیمت ——— ۲/-

**گلزار عرفان**

وجد آفریں نعتوں اور عارفانہ غزلوں کا مجموعہ۔ پڑھے جانے والے کلاموں کا حسین گلدستہ ہے۔ صفحات ۸۰، قیمت ——— ۴/-

**گلزار رحمت**

یہ کتاب گلزار عرفان کا حصہ دوم ہے۔ اس میں صرف اردو نعتیں اور نظمیں ہیں۔ یہ بھی ایک اچھا مجموعۂ کلام ہے۔ صفحات ۶۴۔ ہدیہ ——— ۴/-

**تضمین بر لاکھوں سلام،**

از حسان پاکستان حضرت مولانا اختر الحامدی صاحب صفحات ——— ۴۸ قیمت ——— ۳/-

تمام کتب کم از کم ایک ایک سو لینے پر تاجرین کتب، اور مسلمانوں میں مفت تقسیم کروانے اہل خیر حضرات کو نصف رعایت دی جائے گی۔

رابطہ کا پتہ:-
منیجر ادارۂ قادریہ دار العلوم قادریہ چریاکوٹ (اعظم گڑھ) مئو ۲۷۶۱۲۹،

## جشن معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

"انجمن اجملیہ دائرہ شاہ اجمل الہ آباد کے سالانہ نعتیہ شاعری کی روداد"

بسلسلۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم؛ انجمن اجملیہ دائرہ شاہ اجمل الہ آباد کا سالانہ نعتیہ مشاعرہ ۲۹ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۹۹۰ء بروز دوشنبہ بعد نماز عشاء زیر سرپرستی حضرت مولانا سید شاہ محمد افضل اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل اپنی دیرینہ روایت کے مطابق شمالی ہند کے اہم ادبی ومذہبی مرکز دائرہ شاہ اجمل الہ آباد میں انعقاد پذیر ہوا۔ مشاعرہ کی صدارت اردو کے مشہور ومعروف شاعر ڈاکٹر طفیل احمد مدنی شعبۂ عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی نے فرمائی۔ نظامت کے فرائض جناب سید محمد اکمل اجملی نائب سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل نے ادا کئے۔ مشاعرہ کا آغاز جناب سید محمد اکمل اجملی نائب سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل نے مشہور ومعروف آیت معراج سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ کی تلاوت سے کیا۔ نائب سجادہ نشین موصوف نے اسی آیت کو اپنا عنوان بناتے ہوئے واقعہ معراج پر روشنی ڈالی حضرت موصوف کی تقریر کے بعد شعرائے کرام نے اپنی اپنی نعت کے نذرانے پیش کئے۔ جن شعرائے کرام کو ان کے جن اشعار پر داد وتحسین سے نوازا گیا ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) جناب ڈاکٹر طفیل مدنی۔

آسان سایہ ہے ہماری ہو گر تلاش
مل جائیں گے ہم اپنے پیمبر کے آس پاس

●

منظر کشی جمال سے اس کی زبان سے
جو کچھ بھی دیکھ آئے ہیں اس گھر کے آس پاس

(۲) جناب شبنم نقوی

الٰہی اس کا سراپا کہاں تلاش کروں
جو گونجتا ہے مرے ذہن میں صدا کی طرح

•

ہر ایک مرحلۂ علم و آگہی کی قسم
وہ دوش وقت پہ کام آیا ہے ردا کی طرح

(۳) جناب مظہر نسیم

ہو نہ ہو عشق نے بھیجا ہے سلام اخلاص
حسن ہے مائل پرواز معراج کی رات

•

لمحہ لمحہ زندگی کا کیف ساماں ہوگیا
جب بھی راہ زندگی میں یاد آئے مصطفٰے

(۴) جناب فخر ردولوی

حشمت و جاہ و جلال زندگی کیا ہے
روضۂ محبوب حق ہے جلوہ گاہ زندگی

•

وہ تو کہئے مل گیا دامان محبوب خدا
ورنہ ہم تھے باعث توہین زندگی

(۵) جناب اقبال دانش

از زمیں تا فلک جس کے ہیں نقش پا
ایک ایسا بھی مجھے رہنما مل گیا

•

کلمہ نبی کے اذن سے جب سنگ نے پڑھا
بوجہل کچھ نہ کہہ سکا پتھر کے سامنے

(۶) جناب اکمل اجملی

بیٹھے رف رف پہ چلے عرش معلی کی طرف
بڑھے کعبہ سے گئے مسجد اقصیٰ کی طرف

•

قدم ناز اٹھے منزل سدرہ کی طرف
ہاں بڑھے بارگہہ اقدس و اعلیٰ کی طرف

•

بولے جبریل مدد کیجئے پر جلتے ہیں!
آپ آگے کی طرف جائیے ہم چلتے ہیں

(۷) جناب احترام اسلام۔

کسی دن بھی چمک سکتا ہے میرے بخت کا تارا
مجھے اکثر دیار مصطفٰے کے خواب آتے ہیں

•

نہ چھوٹے دامن گم گشتگی اب بھی تو بد بختی
نقوش پائے احمد جادۂ منزل دکھاتے ہیں

(۸) جناب شریف الہ آبادی۔

کفر کا جب اندھیرا بڑھا بڑھا ہر طرف
آئے ماہ مبیں روشنی لے کے لئے!!

•

روح کعبہ سے جو حاصل دو جہاں
بزم عالم بھی ہے اسی کے سائے

(۹) جناب تنویر سامان۔

•

کس کو عطا ہوا عروج فرش سے لیکر عرش تک
صدیوں کے کس نے راستے طے کئے اک رات میں

(۱۰) جناب کمیل رضوی۔

کہ جن کو عرش اعظم پر بلایا حق تعالیٰ نے
ہماری ناخدائی کے لئے وہ ناخدا آئے

•

پر جبریل جل جاتے جو بڑھتے اک قدم آگے
کہ آگے حکم تھا آئے تو محبوب خدا آئے

(۱۱) جناب تنویر سید۔

اک ایسی رات بھی تاریخ میں ملی ہم کو
کیا ہے جبکہ خدا نے بھی اہتمام حبیب

•

نماز روزہ کی عظمت کا اعتراف تو ہے
مگر قبول نہیں ہے بغیر نام حبیب

(۱۲) جناب کاوش الہ آبادی

سورج کے تیر حشر میں چبھنے لگیں گے جب
ہم بھی پناہ ڈھونڈھیں گے رحمت کی ڈھال میں

•

محفوظ تھا وہ غار میں مختار کائنات
دشمن الجھ کے رہ گیا مکڑی کے جال میں

(۱۳) جناب احمد الہ آبادی

شاہ امم کا مجھ کو سہارا ہے ہر گھڑی
کوئی ملال ہے نہ غم روزگار ہے

•

دنیا قصیدہ خواں ہے نبی کے جمال کی
مداح ان کے حسن کا پروردگار ہے

(۱۴) جعفر حسن اجملی۔

منزل قوسین میں کیا کیا ہوئے راز و نیاز
بس خدا ہی جانے اور جانیں محمد مصطفٰے

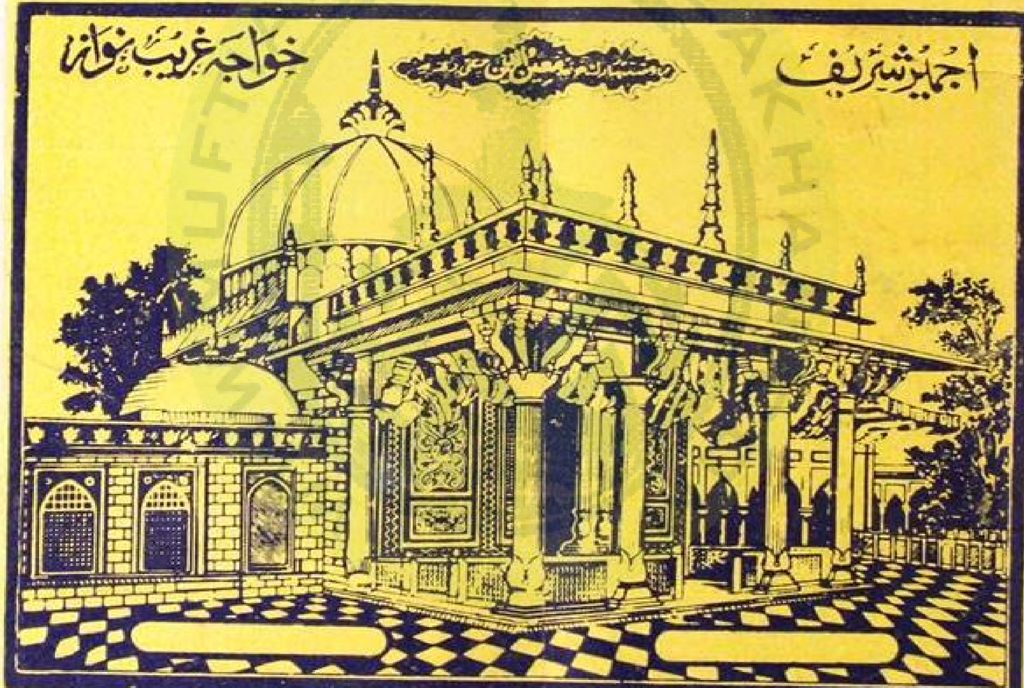
ارمان غازی پور
سکریٹری انجمن اجملیہ دائرہ شاہ اجمل،
(الہ آباد)

مضامین وغیرہ صرف
# مدیر
ہی کے نام سے روانہ فرمائیے

ماہنامہ سنی دنیا کے لئے مضامین منظومات یا مراسلات وغیرہ صرف مدیر ہی کے نام ارسال کریں۔ کسی اور کے نام روانہ کئے گئے مضامین نہ چھپنے پر ادارہ ذمہ دار نہیں ہے۔
مدیر سنی دنیا

# سنی دنیا

ماہنامہ




5/-

مالک ونگراں:

مدیر:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار : حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

بظل عاطفت : حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

# ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

شمارہ ۹۲

جلد ۹

جولائی ۱۹۹۰ء، ---، ذی الحجہ، محرم

ایڈیٹر

عبد النعیم عزیزی علیگ

## شرح خریداری

قیمت فی شمارہ ـــــ ۵

سالانہ ـــــ ۵۰

غیر ممالک سے ـــــ ۲۵۰

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر، بی، آر، ۱۵۷

رجسٹریشن نمبر

REGDNOX 117 (82)

VOL-3

فون ـــــ ۷۲۱۶۶

## ایڈیٹوریل بورڈ

(۱) ـــــ حضرت علامہ علی احمد سیوانی،

(۲) ـــــ حضرت علامہ شبیہ القادری "،

تزئین کار ـــــ برق الماسی بریلوی

## مقام اشاعت

ـــــ ۸۲، سوداگران رضا نگر بریلی شریف

مطبوعہ ـــــ سائرہ آفسیٹ پریس خواجہ قطب بریلی شریف

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ،

منیجر سنی دنیا

۸۲، سوداگران رضا نگر پوسٹ بکس ۲۳۵

بریلی شریف (یوپی)

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں۔

منیجر

اداریہ

محمد ذوالفقار علی خان (رامپوری)

# بابِ سخن

## عصرِ حاضر میں تحریر و تصنیف کا اجمالی تجربہ

عصرِ حاضر میں تحریر و تصنیف کی ضرورت و اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا تقریر کے ذریعہ محض خطباء اور مقررین الفاظ کا رس کانوں میں گھول سکتے ہیں اور ایک زوال پذیر تحریک اور جذبات و اشتعال چند دقیقہ کے لئے پیدا کرسکتے ہیں لیکن اس کا کوئی معتد بہ فائدہ اور دور تک نظر نہیں آتا آج کے دور انحطاط اور تنزیر عالم میں یہ مشاہدہ کیا جارہا ہے کہ لوگ بے دریغ مال صرف کرکے ایک سیمنار اور اجتماعی اجلاس قائم کرلیتے ہیں لیکن اس کے ذریعہ اپنے مقصود سے ہم کنار نہیں ہو پاتے ہیں اور وہ لائف اور حیات کے لیے کوئی کامیاب اور عقدہ کشا تحریک عمل میں نہیں لا پاتے۔ ہم جب اپنے تحریک تحریر و تصنیف وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کیونکہ محرر اپنی تحریر اور حرکت قلم کے ذریعہ زمانہ میں نت نئے پیدا ہونے والے حوادث کا سد باب کرتا ہے اور عصری تقاضوں کے لحاظ سے ضرورت کو پورا کرتا ہے۔

نبی پاک سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مقدس کے کلمات و حروف کو ضبط تحریر اور قید قلم میں لانے کے لیے کاتبانِ وحی کی ایک عظیم جماعت کو تیار فرمایا۔ تاکہ یہ قرآن صرف عہد نبوی اور دورِ صحابہ تک محدود نہ رہ جائے اور منکرین و پرستانِ باطل کل لسان طعن دراز نہ کریں کہ قرآن محرف اور ترمیم و تبدیل کا ایک مثالی نمونہ ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کے حفظ و امان کا وعدہ فرمایا۔

"لا تبدیل لکلماتِ اللہ" "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون"

"کہ اللہ کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں اور نہ اس میں کوئی تبدیل ہے اس کو ہم نے اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

اس کو گرفت تحریر میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن نبی پاک علیہ السلام نے اس کو ضبط تحریر میں لانے کے لیے کاتبانِ وحی کو مقرر فرمایا اور امت مسلمہ کو یہ تعلیم بخشی کہ تحریک ملت کو فروغ دینے اور ارتقائی شاہراہوں پر گامزن کرنے کے لیے صرف تقریر ہی مفید اور کارآمد نہیں اس کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھنا غیروں کے لئے نفع بخش نہیں بلکہ کسی بھی ملک دیکھے ـــــ اور مذہبی مشن کو فروغ دینے کے لیے تحریری سرگرمیوں کی شدید ترین ضرورت ہے اس لیے جب ہم اپنے اسلاف اور صحابہ و تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حیات طیبہ اور

ادوار مبارکہ پر غائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں تو قید واالعلم بالتحریر کا مثالی نمونہ بقعہ نور بن کر نظر افروز ہوتا ہے اور تحریر و تصنیف کی اہمیتوں کا حتمی اور قطعی ایقان دلاتا ہے۔

دور حاضر کی طرح تحریک ملت کو فروغ دینے کے لئے اسباب و ذرائع اور جدید آلات کی فراہمی نہ تھی پھر بھی اس پر سعی پیہم اور جہد مسلسل رہی کیونکہ روز مرہ پیش آنے والے حوادث و واقعات میں بہت ایسے پیچیدہ مسائل اور احکام و قضایا ہوتے ہیں جو عقدۂ لاینحل ہوتے ہیں ـــ ماخذ شرع میں امت مسلمہ اور دیگر قوموں اور نسلوں کی فلاح یابی اور زندگی گذارنے کا ایک نظام محکم اور دستور العمل موجود ہے لیکن ہر کس و ناکس اس کے فہم و ادراک پر قادر نہیں اسی لیے ہر دور اور زمانہ میں امت کی فلاح و بہبود اور صلاح و کامرانی اور دیگر قوموں کے نفع کی خاطر تحریری سرگرمیوں کو وجود بخشا اور اس کی کامیابی ظفریابی کے لیے جہد مسلسل جاری رکھی آج کے اس افلاس زدہ دور شکستہ ماحول میں جبکہ ہر چہار جانب سے دین اسلام کی بیخ کنی کے لئے یلغار باطل زوروں پر ہے گوناگوں تحریکیں تحریری شکلوں میں نمودار ہوتی ہیں اور قوموں کی ہلاکت اور گمرہی کے لیے مکر و فریب کے دام کو پھیلایا جا رہا ہے اس کے لئے انہوں نے ایک دارالتصنیف قائم کیا جس کے اندر مصنفین اور محررین کی خاصی تعداد تیار کی جاتی ہے اور انہیں تحریر و تصنیف کی تربیت دی جاتی ہے اور تالیف کو گوناگوں خوبیوں سے مزین و آراستہ کیا جا رہا ہے مستقبل میں پیدا ہونے والے حوادث و واقعات کا مقابلہ کرنے اور ان کا دندان شکن جواب دینے کے لیے انکی حیات کے لیے نشیب و فراز کو آراستہ کیا جاتا ہے ماضی کے گم شدہ اوراق کی یاد ہانی کی جاتی ہے۔ ہلاکت سوز جراثیم ریختہ کرنے اور فساد آمیز کشت تخم کے لیے ان کی زندگی مشکل گھڑیوں اور کٹھن ساعتوں میں سہولتیں اور آسانیاں فراہم کی جاتی ہیں ان کو افلاس مایہ اور بے بضاعتی کا احساس ہونے نہیں دیا جاتا، مالی تعاون اور ممکنہ کوششوں کے ذریعہ ان کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی کی جاتی ہے غرضیکہ ان کے نشو و نما اور ان کی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے تمام تر سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں اب وہ مستقبل میں ایک عظیم مصنف اور محرر بن کر افق عالم پر طلوع ہوتا ہے اور اپنے باطل عقائد اور فاسد خیالات کی نشر و اشاعت کے ذریعہ سفاکانہ حملے کرتا ہے اور اسلامی قوموں کو دین اسلام اور جادۂ حق سے برگشتہ کرنے کے درپے ہوتا وہ اپنی اس تحریک میں ہی سلیم الفکر اور ذکی الطبع نوع انسانی اسلام کے لئے جاں بلب ہونے تک سرگرم عمل رہتا ہے اور اپنی اس تحریک کو کامیاب بنانے میں لگا دیتا ہے۔ آج ہم میں یہ دور تک مفقود ہے کیونکہ جب ہم داخل ہند اسلامی درسگاہوں اور دینی ادب کدوں پر عمیق نظر اور امعان فکر کرتے ہیں تو طالبان علم اور جویان فن کے لئے یہ اسباب و ذرائع فراہم نہیں اور نہ اس کی طرف زرق نگاہی ہے یہاں تک ہے اور ہے تو بہت کم کیونکہ بعض فطین المزاج اس کی طرف سبقت و مبادرت کرتے ہیں لیکن انہیں خلوص و للہیت اور اخلاق و ایثار کا جذبہ بے کراں دینے والا نہیں ملتا ہے نہیں سے ہمارے زوال تغیر و انحطاط اور زبوں حالی و خستگی کا پتہ چلتا ہے جو ہمارے لیے ایک عظیم المیہ اور صف ماتم کناں ہے کیونکہ اس تیرہ دور اور اس انقلاب پذیر ماحول میں ہر طرف سے کالی گھٹائیں چھائی ہوئی اور اپنے فکر و فن کا گیسو سنوار رہی ہیں اور ہم اس سے تغافل شعاری برت رہے ہیں اور اپنے اثاثہ کو اپنے ہاتھوں سے کھوئے دے رہے ہیں جو ہمارا سرمایۂ افتخار رہے اس پر حملے کئے جا رہے ہیں اور پسبت و ہیچ کرنے کے لئے ہر طرح کی کوششیں جاری ہیں ہندو بیرون اقلیم

ہند سے تحریری سرگرمیوں کے ذریعہ عربی یا انگلش، اردو وغیرہ دیگر قوموں زبانوں میں فکر باطل اور خیال فاسد کو عام کیا جاتا اور خرافات آمیز لٹریچروں، جرائد و رسائل اور منتھلیوں کو مختلف زبانوں میں نشر کیا جا رہا ہے اس کے ذریعہ ذہن کی وسعتوں کو منضبط، فکر کی جولانگاہ کو تیرہ اور قوت ومداکہ کو پسماند، کیا جا رہا ہے۔ آج اگر عالم اسلامی میں تحریر و تصنیف کی افادیت اور تالیف کی اہمیت کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور دینی درسگاہوں اور اسلامی دانشکدوں میں ایک دار التصنیف کا قیام عمل میں لایا جائے اور تحریری و تصنیفی صلاحیتوں سے ہمکنار ہونے کے لیے ماہر اور شفیق اساتذہ کی رہنمائی اور دیگر ممکنہ سہولتوں کی فراہمی دے کر شعور قلم بیدار کیا جائے تو ساری باطل قوتیں مفلوج اور پاش پاش ہو سکتی ہیں ان کی ہلاکت خیز تحریکیں اور فساد آمیز حرکتیں زبوں و شکستہ ہو سکتی ہیں اس کے لئے ایک ایسا منصوبہ عمل میں لایا جائے جس کے ذریعہ تحریر و تصنیف کا فقدان کم ہو اور قلمی افادات کی کمیاتی فراوان اور بیش در بیش ہو اور معاشرہ قومی میں پیدا شدہ اضطرابات و حوادث کا خاتمہ اور سد باب ہو فکر و ادراک اور شعور و آگہی کے بعد انکشاف کو جلا اور تابانی ملے معاشرہ اسلامی خوشگوار اور ایک روشن کدہ معلوم ہو ۔۔۔ مجھے افسوس تو اس بات کا ہے کہ آج مدارس اسلامیہ میں رہ کر سند فراغت بآسانی و سہولت حاصل کر لیا جاتا ہے فضیلت کا اعزاز دے دیا جاتا ہے۔ جشن تاج پوشی کی رسم کی ادائے گی ہو جاتی ہے فاضل ڈگری ہاتھوں میں ہوتی ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ فاضل فضول سے مشتق ہے یا اس کا مبدا اشتقاق فضیلت ہے کہنے کو تو فضیلت ہی ماخذ اشتقاق ہے لیکن جب عملی کیفیت پر نظر ڈالی جاتی ہے تو اس کی ضد اوز رپورٹ کا علم ہوتا ہے فاضل کا ماخذ اشتقاق فضول ہی بنتا ہے اور نتیجہ فضیلت صفر رہتا ہے ایک مقالہ اور مضمون لکھنے کو دے دیا جائے تو قلم کو حرکت دینا کوہ گراں معلوم ہوتا ہے خود لکھنے کے بجائے دوسروں کا سہارا ڈھونڈھا جاتا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اسلامی درسگاہوں میں تحریر و تصنیف پر زور نہیں دیا جاتا اس کی طرف طلبہ کے ذہن و فکر کو مبذول نہیں کرایا جاتا اس کے لئے کوئی دستور اساسی اور نظام و ضابطہ تبدیل میں نہیں محض تحصیل زر کا خیال ہے میرا جہاں تک اپنا ذاتی اور پرسنل مشاہدہ ہے وہ یہ کہ غبی، شرپسند، اہل ثروت اور بد اخلاق طلبہ کا داخلہ زیادہ لیا جاتا ہے اور ذہین و فطین طلبہ کا داخلہ عموماً کم ہوتا ہے جن میں کچھ ایسے گوہر نایاب اور در مکنون ہوتے ہیں جو اخلاقی خوبیوں اور دیگر آداب سے مزین ہوتے ہیں لیکن غربت و افلاس دامن گیر ہے ان کا کوئی پرسان حال بہت کم ہی ملتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا نظم و نسق ہے اور نہ کوئی ایسی صورت نظر آتی ہے جو ان کے لئے ممد و معاون ہو ایسی صورت میں انحطاط فزوں ہوتا جا رہا ہے اس کی اصلاح اور سد باب وقت کی ایک اہم ضرورت ہے جو کسی صائب الفکر اور مستقیم الطبع پر مخفی نہیں ہمیں اپنے ماضی کے اوراق کا جائزہ لینا چاہیے اور اپنے اکابر فضلاء و محققین اور مجتہدین کی زندگی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے لانا چاہیئے اس پر غور و فکر کر کے ایک عقدہ کشا تدبیر عمل میں لانی تھی تاکہ یہ تحریکیں سربلند ہوں پرچم اسلام سرنگوں نہ ہو۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایک انگریزی طالب علم جو مغربی تہذیب کا خوگر ہوتا ہے اور وضع قطع یورپ کا شیفتہ گرویدہ ہوتا ہے اس کو اپنے آداب سے بہت کم ہی روشناس کرایا جاتا ہے کیونکہ وہ انگریزی تعلیم کی تحصیل میں مصروف رہتا ہے۔ وہ ایم۔ اے۔ بی ایڈ وغیرہ کی ڈگریاں لیکر اپنے تربیت گاہ کو داغ مفارقت

دیتے ہوئے خیر آباد کہتا ہے اس خستہ اور بام دور کو عقیدتوں کے گلہائے رنگارنگ نچھاور کرتے ہوئے شگفتہ روئی اور سرور خاطر لے کر نکلتا ہے وہ اپنے ماضی کے گم شدہ اوراق کو ضبط ادراک اور قید فکر میں لیئے ہوتا ہے مستقبل اور حال سبھی کی خبر رکھتا ہے قلم میں حرکت کی تاب بھی رکھتا ہے وہ اپنے فکر و فن اور جدید تخیلات کا اظہار انشاء جدید طرز و طریقہ پر استوار قلم کرتا ہے معاشرہ میں اس کی پذیرائی۔ خواہ کسی بھی جہت سے ہو ـــ ہے اس کو قابل اعتنا اور لائق التفات شمار کیا جاتا ہے یہ بہت ہی افسوسناک اور صدمہ خیز ہے جو ختم ہونے کو نہیں کیونکہ جنہیں فاضل کی ڈگری حاصل ہو فضیلت کا تاج زریں سر پر رکھا گیا ہو۔ گوناگوں علوم نافعہ پر خامہ فرسائی کرائی گئی ہو وہ فضول رہیں اور کسی بھی حیثیت سے اس کا حصہ نہ ملے وہ محدود فکر ہو کر رہ جائے ذہنی وسعتیں حاصل نہ ہوں یہ ہماری کوتاہیوں اور مدارس اسلامیہ میں زیر درس کتابوں پر زور نہ دینے اور اس سے حاصل شدہ تحریری و تصنیفی تمرین سے دور رہنے کا ثمرہ و نتیجہ ہے جو عالم میں عیاں و آشکارا ہے یہ تمام ترخامیاں اور کوتاہیاں اس وقت باعث الم رہیں گی جبتک کہ دارالتصنیف کا قیام عمل میں لاکر تصنیف و تالیف کی تمرین اور مزید برآں توجہ وعنایت نہ دی جائے۔ ساتھ ہی اس کی آسانیاں اور سہولتیں بھی فراہم ہوں ذہن ودماغ کسی فکری قید و بندیں نہ ہو اسباب و ذرائع کی فراہمی اور پوری پوری ان کی رہنمائی بھی ہو اس کے لیے ارکان ادارہ اور اساتذہ کی توجہ وعنایات درکار ہیں ساتھ ہی تشنگان بادۂ علم وفن کے لئے ازبس لازم و ضروری ہے کہ اساتذہ کی ہدایات اور رہنمائیوں کو ملحوظ خاطر رکھیں اور اس پر سعی پیہم اور عمل جاوداں وحدت و یگانگت کو شیوہ عمل اور لائحہ فطرت بنائیں گر یہ ساری چیزیں کسی طالب علم و فن میں کارفرما ہیں اور ذوق و شوق بھی حد درجہ ہے تو معاشرہ میں اس کی پذیرائی ہو گی اور وہ شہسوار سمند تحریر کہلائے گا اور ملت کے فرائض کی انجام دہی کا بیڑا اٹھائے گا اس پر آشوب دور اور تیرہ عالم میں اس امر کی شدید ترین ضرورت ہے کہ کاسبان علم اور جویان فن اس کی طرف جد و جہد اور سبقت و مبادرت کریں یہ وقت کی اہم ضرورت ہے اور عصری تقاضا ہے۔

# کنز الایمان کا ہندی ترجمہ

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کے ہندی ترجمہ کی طباعت کا کام تیزی سے ہو رہا ہے جلدی ہدیہ و دیگر تفصیلات سے مطلع کیا جائے گا۔ اس ترجمہ کے خریدار صاحبان رابطہ قائم کریں۔

منیجر، ادارہ سُنّی دنیا ۸۲، سوداگران بریلی شریف

# کلامِ امام

از:- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

شورِ مہ نو سنکر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں ترے صدقے مے دے رمضاں آیا

اس گل کے سوا ہر پھول با گوش گراں آیا
دیکھے ہی گی اے بلبل جب وقتِ فغاں آیا

جب بام تجلی پر وہ نیّرِ جاں آیا
سر تھا جو گرا جھک کر دل تھا جو تپاں آیا

جنت کو حرم سمجھا آتے تو یہاں آیا
اب تک کے ہر ایک کا منہ کہتا ہوں کہاں آیا

طیبہ کے سوا سب باغ پامالِ فناں ہونگے
دیکھو گے چمن والو جب عہدِ خزاں آیا

سر اور وہ سنگ در آنکھ اور وہ بزم نور
ظالم کو وطن کا دھیان آیا تو کہاں آیا

کچھ نعت کے طبقے کا عالم ہی نرالا ہے
سکتہ میں پڑی ہے عقل چکر میں گماں آیا

جلتی تھی زمیں کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی
لو وہ قدِ بے سایہ اب سایہ کناں آیا

طیبہ سے ہم آتے ہیں کہئے تو جناں والو
کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا

لے طوق الم سے اب آزاد ہولے قمری
چٹھی لیے بخشش کی وہ سروِ رواں آیا

نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ برے کامو
دیکھو مرے پلّہ پر وہ اچھے میاں آیا

بدکار رضا خوش ہو بدکام بھلے ہوں گے
وہ اچھے میاں پیارا اچھوں کا میاں آیا

# ضیائے قرآن

ادارہ

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ

اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امان والا کردے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچائے میرے رب بیشک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں اے ہمارے رب تو جانتا ہے جو کچھ چھپاتے اور ظاہر کرتے اور اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں اور نہ آسمان میں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے بوڑھاپے میں اسماعیل اور اسحٰق دیئے بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور ہماری دعا سن لے اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا اور ہرگز اللہ کو بے خبر جاننا ظالموں کے کام سے انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لئے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ بے تحاشہ دوڑتے نکلیں گے اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ ان کی پلک ان کی طرف لوٹتی نہیں اور ان کے دلوں میں کچھ سکت نہ ہوگی اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے رب اب تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے کہ تیرا بلانا مانیں اور رسولوں کی غلامی کریں تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا نہیں اور تم ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنا برا کیا تھا۔ اور تم پر خوب کھل گیا ہم نے ان کے ساتھ کیسا کیا اور ہم نے تمہیں مثالیں دے کر بتا دیا اور بیشک وہ اپنا سا داؤں چلے اور ان کا داؤں اللہ کے قابو میں ہے اور ان کا داؤں کچھ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑ ٹل جائیں تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کریگا بیشک اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا آسمان اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے اور اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے ان کے کرتے رال کے ہوں گے اور ان کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی اس لئے کہ اللہ ہر جان کو اس کی کمائی کا بدلہ دے اللہ کو حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی یہ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور اس لئے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں ★

# بہار حدیث

ادارہ

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد یقیناً بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اور بدترین چیز دین کی بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مسلم)

یہ کلام حضور نے وعظ میں خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا اسی لئے فرمایا اَمَّا بَعْدُ حدیث کے معنیٰ مطلقاً بات اور کلام ہے لہٰذا اس معنیٰ سے قرآن بھی حدیث ہے اور لوگوں کے کلام بھی مگر اصطلاح میں صرف حضور کے فرمان اور کلام کو حدیث کہا جاتاہے یہاں لغوی معنیٰ میں ہے۔ اللہ کا کلام تمام کلاموں میں ایسا ہی ہے جیسے خود پروردگار اپنی مخلوق پر ھُدیٰ کے معنیٰ ہیں اچھی خصلت حضور کی ہر سیرت اچھی ہے کیونکہ رب کی طرف سے ہے۔ ہمارے کام اور کلام نفسانی اور شیطانی بھی ہوتے ہیں حضور کا ہر قول و فعل رحمانی ہے اسی لئے حضور کے کسی فعل پر اعتراض کفر ہے کہ وہ رب پر اعتراض ہے لوگوں نے آپ کے ایک نکاح پر اعتراض کیا تو رب نے فرمایا۔ زَوَّجْنٰکَھَا ہم نے تمہارا نکاح کرایا۔۔۔۔

مُحْدَثٌ کے معنیٰ ہیں جدید اور نو پید چیز یہاں وہ عقائد یا برے اعمال مراد ہیں جو حضور کی وفات کے بعد دین میں پیدا کئے جائیں لغوی معنیٰ ہیں نئی چیز رب فرماتاہے۔ اللہ بدیع السموٰات وَالارض اصطلاح میں اس کے تین معنیٰ ہیں (۱) نئے عقیدے اسے اعتقادی کہتے ہیں۔ (۲) وہ نئے اعمال جو قرآن وحدیث کے خلاف ہوں اور حضور کے بعد ایجاد ہوں (۳) ہر نیا عمل جو حضور کے بعد ایجاد ہوا پہلے دو معنیٰ سے ہر بدعت بری ہے۔ کوئی اچھی نہیں تیسرے معنیٰ کے لحاظ سے بعض بدعتیں اچھی ہیں بعض نہیں یہاں تک بدعت کے پہلے معنیٰ مراد ہے۔ یعنی برے عقیدے کیونکہ حضور نے اسے ضلالت یعنی گمراہی فرمایا گمراہی عقیدے سے ہوتی ہے عمل سے نہیں بے نمازی گنہگار ہے گمراہ نہیں اور رب کو جھوٹا یا حضور کو اپنی مثل بشر سمجھنا حضور سے علم غیب کی نفی کرنا اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننا حضور کے علم کو بشر چوپاؤں سے تشبیہ دینا صحابہ کرام پر طعن وتشنیع کرنا بدعقیدگی اور گمراہی ہے اور اگر دوسرے معنیٰ مراد ہوں تب بھی یہ حدیث اپنے اطلاق پر ہے کسی قید لگانے کی ضرورت نہیں اور اگر تیسرے معنیٰ مراد ہوں یعنی نیا کام اور یہ حدیث عام مخصوص البعض ہے کیونکہ یہ بدعت دو قسم کی ہے بدعت حسنہ اور سیئہ یہاں بدعت سیئہ مراد ہے بدعت حسنہ کے لیے کتاب العلم کی وہ حدیث ہے جو آگے آرہی ہے من سن فی الاسلام سُنَّۃً حَسَنَۃً الحدیث یعنی جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے وہ بڑے ثواب کا مستحق ہے بدعت حسنہ کبھی جائز کبھی واجب کبھی فرض ہوتی ہے

# کلامِ حسن ✿ کلامِ تاجدار

استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسن بریلوی قدس سرہ

یہ لذت پابوس کہ پتھر نے جگر میں
نقش قدم سید ابرار بنایا
خدام تو بندے ہیں ترے خلق حسن نے
بیمار کے تجھے بدخواہ کا غمخوار بنایا
بے پردہ وہ جب خاک نشینوں میں نکل آیا
ہر ذرہ کو خورشید پر انوار نظر آیا
اے ماہ عرب مہر عجم میں ترے صدقے
ظلمت نے مرے دن کو شب تار بنایا
للہ کرم میرے بھی ویرانۂ دل پر
صحرا کو ترے حسن نے گلزار بنایا
اللہ تعالیٰ بھی ہوا اس کا طرفدار
سرکار تمہیں جس نے طرفدار بنایا
گلزار جناں تیرے لیے حق نے بنائے
اپنے لیے تیرا گل رخسار بنایا
بے یار و مددگار جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تجھے یار و مددگار بنایا
ہر بات بداعمالیوں سے میں نے بگاڑی
اور تم نے مری بگڑی کو ہر بار بنایا
انکے گہر دنداں کا وہ صدقہ تھا کہ جس نے
ہر قطرۂ نیساں گہر شہوار بنایا
اس جلوۂ رنگیں کا تصدق تھا کہ جس نے
فردوس کے ہر تختہ کو گلزار بنایا
اس چہرۂ پرنور کی وہ بھیک تھی جس نے
مہر و مہ و انجم کو پر انوار بنایا
انکے لب رنگیں کی نچھاور تھی وہ جس نے
پتھر میں حسن لعل پر انوار بنایا

مفتی اعظم ہند نوری علیہ الرحمۃ

مقبول دعا کرنا منظور ثنا کرنا
مدحت کا صلہ دینا مقبول ثنا کرنا
دل ذکر شریف ان کا ہر صبح و مسا کرنا
دن رات جپا کرنا ہر آن رٹا کرنا
سینہ پہ قدم رکھنا دل شاد مرا کرنا
درد دل مضطر کی سرکار دوا کرنا
سنسار بھکاری ہے جگ داتا دیا کرنا
ہے کام تمہارا ہی سرکار عطا کرنا
کب آپ کے کوچے میں منگتا کو صدا کرنا
خود بھیک لیے تم کو منگتا کو ندا کرنا
دن رات ہے طیبہ میں دولت کا لٹا کرنا
منگتا کی دوا کرنا منگتا کا بھلا کرنا
ہم عین جفا ہی ہیں ہم کو تو جفا کرنا
اور تم تو کرم ہم پر اے جان وفا کرنا
دن رات خطاؤں پر ہم کو ہے خطا کرنا
اور تم کو عطاؤں پر ہر دم ہے عطا کرنا
ہم آپ ہی اپنے پر کرتے ہیں ستم حد بھر
اور ان کو کرم ہم پر ہے حد سے سوا کرنا
ہے آٹھ پہر جاری لنگر مرے داتا کا
ہر آن ہے سرکاری باڑے کا لٹا کرنا
محروم نہیں جس سے مخلوق میں کوئی بھی
وہ فیض انہیں دینا وہ جود و سخا کرنا
کیوں نقش کف پا کو دل سے لگاتے ہو وہ
ہے آئینۂ دل کی نوریؔ کی جلا کرنا

# باب الاستفتاء

قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری

● کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں۔

۱۔ آپ نے فرمایا تکفیر کرنا فرض ہے۔ یعنی زبان سے کافر کہنا فرض ہے یہ کیوں؟ قرآن و سنت یا اجماع امت سے کوئی ثبوت تحریر فرمائیے۔

ایک زمانے میں علمائے کرام نے چند اشخاص پر کفر ثابت کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ علمائے کرام اس فتویٰ سے عوام کو یہ ترغیب دلاتے ہیں کہ ایسے کفر کا ارتکاب تم ہرگز مت کرنا اس صورت میں عوام پر یہ لازم ہوا کہ وہ علمائے کرام کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے کفر سے اجتناب کریں۔ یہاں طلب العلم فریضۃ والی حدیث کی ضمن میں آپ عوام کے لیے ایسا علم حاصل کرکے عمل کرنے کو فرض قرار دیتے تو یہ قرینِ قیاس بات تھی۔ مگر آپ نے ان اشخاص کو جن پر فتویٰ ہے مُہ نہیں اور محض ان کو ہی کافر کہنے کو فرض قرار دیا ہے۔ آج زمانہ ہوا وہ افراد دنیا سے جا چکے ہیں۔ فرش زمین پر ان کا کوئی نشان باقی نہیں رہا پھر بھی ان مردوں کو کافر کہنا فرض کیسے ہو سکتا ہے۔ رہا من شك فی عذابه وکفره فقد کفر کا مطلب۔ تو اس کا حاصل یہ نہیں ہے کہ علماء نے زید کو کافر کہا تو سب مسلمان اس کو کافر کہیں اور نسلاً بعد نسلاً مُہ نہیں کافر کہلوانے کا انتظام کیا جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زید کے لیے رائے قائم کرنا چاہے کہ وہ مسلمان ہے یا کافر ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے زید کو کافر کہے۔ پھر اگر اس کو فتویٰ میں شک ہوگا تو کافر نہیں کہے گا۔ لہٰذا وہ بھی زید کی طرح کافر ہوا۔ لیکن دوسرا شخص جو زید کے متعلق رائے قائم نہیں کرنا چاہتا۔ مگر فتویٰ کو یقین کے ساتھ صحیح تصور کرتا ہے تو پھر وہ کافر کیسے ہوا۔

۲۔ مولانا اختر رضا خاں نے الجواب صحیح کرکے لکھا ہے۔

بعد اطلاع دیوبندیوں کو کافر کہے اور دریافت کرنے پر کافر بتائے حضرت یہاں فرد کی نہیں گروہ کی تکفیر کی بات ہے دیوبندی

یعنی دیوبند کا رہنے والا یا دیوبند کا پڑھا ہوا یا علمائے دیوبند سے استفادہ حاصل کرنے والا دریں صورت آپ کے فتویٰ سے ہر قسم کا دیوبندی کافر ہوا۔ اگر کوئی سنّی دیوبند کا رہنے والا ہو تو وہ بھی کافر ہے۔ فرمائیے اب آپ اپنے اس فتویٰ کو صحیح ثابت کرنے میں کیا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ کیا احتمال کفر کی بنا پر کسی کو کافر کہہ سکتے ہیں۔ کیا دیوبندیوں کو کافر کہنا احتمال کفر کی بنا پر نہیں ہے۔

المستفتی

رفیق ترساموی فارسی ٹیچر ایم ای ایس۔ ہائی اسکول ٹڑودہ گجرات

## الجواب $\frac{۷۸۶}{۹۲}$

جس پر علمائے کرام نے حکم کفر لگایا تو اب ہر مسلمان پر فرض کہ بعد علم اسے کافر جانے اور جب ان علمائے دیوبند پر علمائے حرمین نے حکم کفر لگایا تو اب انہیں ہر مسلمان بعد علم کافر کہے کہ مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر۔ یہ ضروریاتِ دین سے ہے اور کافر کو کافر کہنا اور مسلمان کو مسلمان بتانا عند الحاجۃ لازم وضروری ہے جس پر آدمی کے مسلمان ہونے اور احکام اسلام جاری ہونے کا مدار ہے۔ جیسے اقرار شہادتین زبان سے عند الناس مسلم ہونے کے لیے شرط ہے۔ شفا شریف امام قاضی عیاض میں ہے۔

مکفر من لم یکفر من دان بکلمۃ غیر الاسلام

اور علمائے حرمین نے فرمایا کہ

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

کہ جس نے کفریات پر مطلع ہو جائے تو اب اس کے کفر و عذاب میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ اور یہ کون سی بات ہے کہ اس کا کفری کلمہ تسلیم کیا جائے اور قائل کو کافر کہنے سے سکوت کیا جائے۔ پھر یہ جماعت ایسی گمراہ کن جماعت ہے کہ اس کے اقوال سے ہر مسلمان کو آگاہ کرنا اور بتانا فرض ہے کہ یہ ایسی جماعت ہے کہ جس نے اللہ رسول جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں اور اب بھی یہ مشن جاری ہے اور ان کے کفری اقوال برابر شائع ہوتے ہیں جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں ان اقوال سے توبہ نہ کیا تو اب انہیں کافر ہی کہا جائے گا۔ اور اب جس مسلمان کو ان کے کفری اقوال معلوم ہیں تو اس پر فرض ہے وہ علماء کے حکم پر عمل کرے۔ ہاں جانتے ہوئے اگر نہ کرے گا اور انہیں کافر نہ کہے گا تو وہ ضرور اسی کفر کی رسی میں گرفتار ہوگا۔ اور یہ کہنا کہ ان کو مرے ہوئے زمانہ ہوگیا اب کیوں ایسا کیا جائے تو ان لوگوں کے کفریات مٹ نہ گئے وہ مر گئے لیکن ان کے متبعین ان کا کام کر رہے ہیں اور اب ان کے عقیدوں کا اظہار ان کے مدرسوں میں باقی ہے اور ان کا مشن ان کی درسیات کر رہی ہیں اور ان کا ہم عقیدہ بنانے میں کوشاں ہیں تو اب جو لوگ جانتے ہوئے ان کی پیروی کریں گے۔ ان پر بھی کفر کا حکم ہے اور ایسی جماعت سے ایسے عقیدے والوں کے بارے میں

ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ

حدیث شریف میں ہے۔

ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

اور اب جب بتعیین ہوجائے تو بعد علم علمائے فتویٰ پر عمل لازم ہے اور مذکورہ حدیث کا یہ مطلب نہیں جو آپ نے لکھ مارا۔ اور اس کا مطلب علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ یعنی علم دین حاصل کرنا نہ کہ مذکورہ لوگوں کے متعلق علم حاصل کرنا جاننا فرض ہے۔ ہاں ان کے متبعین ان کے بارے میں کہیں تو ان کے بارے میں کہیں تو اس کی تحقیق ضروری ہے اور بعد تحقیق اس پر حکم لگانا

یا ماننا ضروری ہے اور کف لسان نہ کیا جائے گا۔ ہاں اگر کسی کے بارے میں تحقیق نہ ہو یا اسے علم نہ ہو سو اس پر حکم نہیں ہے۔ اور دیوبندی سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ہم عقیدہ ہوں۔ ان کے پیرو ہوں۔ اب علماء کی اصطلاح میں دیوبندی اس جماعت کے پیروکار کو کہا جاتا ہے اور اگر کوئی دیوبند کا رہنے والا ہے مگر وہ سنی صحیح العقیدہ ہے تو وہ علماء کی اصطلاح میں اس جماعت کا پیروکار نہیں ہے اور اسے کافر نہ کہا جائے گا اور اگر ان کا ماننے والا ہو خواہ کسی شہر کا ہو تو اسے اصطلاح کی بناء پر دیوبندی کہا جاتا ہے جیسے وہابی کہا جاتا ہے کہ جو لوگ اس جماعت کے پیروکار ہیں نہ اس کی اولاد نسلی کے سبب وہابی کہا جاتا ہے۔ دیوبندی اور سنی یعنی بریلوی میں اس اعتقاد کو مدنظر رکھ کر کہا جاتا ہے۔ اگر آپ کو ان لوگوں کے بارے میں شک ہے تو ظاہر کریں اور وجہ لکھیں کہ کیوں اس جماعت کے لوگوں کو کافر نہ کہا جائے گا اور آپ کا ایسی جماعت کے بارے میں کیا خیال ہے۔ واللہ الہادی وھو تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

١۔ وہ کون سا شخص ہے جس پر نماز فرض ہے وضو فرض نہیں ہے نہ تیمم۔

٢۔ وضو کرنا کب سنت ہے کب فرض ہے کب واجب ہے۔

٣۔ وہ کون سا پانی ہے۔ جو پاک ہے مگر وضو جائز نہیں۔

٤۔ وہ کون سی صورت ہے فرض کی چاروں رکعتوں میں قرأت فرض ہے

٥۔ کس شخص کو وتر میں دعائے قنوت پڑھنا منع ہے۔

٦۔ دو رکعت جمعہ کی نماز پڑھ کر چار رکعت نماز ظہر کی جماعت سے ادا کرتے ہیں کیا دوبارہ تکبیر کہنا چاہیے یا نہیں۔

المستفتی

مولانا شجاع الدین۔ منکرہ فزیا پوسٹ

(نوٹ اس قسم کے سوالات نہ کیا کریں۔ چیستان کے لیے فقہی پہیلیاں دیکھیں۔

## الجواب ٧٨٦/٩٢

١۔ جو باوضو ہو اور دوسری صورت یہ ہے کہ جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کہنیوں اور ٹخنوں کے اوپر تک کٹے ہوں اور چہرہ زخمی ہو۔ کذا فی نور الایضاح واللہ تعالیٰ اعلم

٢۔ محدث کو ہر قسم کی نماز۔ نماز جنازہ، سجدہ تلاوت اور مس قرآن کے لیے وضو فرض ہے۔ اگرچہ ایک ہی آیت چھونا ہو نور الایضاح میں ہے الاوّل فرض علی المحدث للصلوٰۃ ولو کانت نفلا ولصلوٰۃ الجنازۃ وسجدۃ التلاوۃ ومس القرآن ولو اٰیۃ۔

طواف کعبہ معظمہ کے لیے وضو واجب ہے۔ کذا فی مراقی الفلاح اور غسل جنابت سے پہلے جنب کو کھانے پینے اور سونے کے لیے اذان، اقامت، خطبہ وعیدین۔ روضہ مبارکہ کی زیارت، وقوف عرفہ اور سعی کے لیے وضو سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

٣۔ ماء مستعمل ہے کہ طاہر ہے مطہر نہیں ہے۔ مشائخ کرام نے فرمایا اور طاہر غیر طہور عندا صحابنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ تعالیٰ عنہ

٤۔ دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد امام کا وضو ٹوٹ گیا۔ اس نے ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جس کی دو رکعتیں چھوٹ گئیں تھیں اور اشارہ کیا کہ میں پہلی دو رکعتوں میں قرأت بھول گیا تھا۔ تو اس صورت میں

خلیفہ پر چاروں رکعتوں میں قرائت فرض ہے۔ شامی میں ہے

قد تقرض القرآن فی جمیع رکعات الفرض الرباعی کما لو استخلف مسبوقا برکتین واشار له انه لم یقرء فی الاولین۔

۵۔ جو شخص وتر کی جماعت میں تیسری رکعت میں شامل ہوا اسے دعائے قنوت پڑھنا منع ہے۔ عالمگیری میں ہے

اذا ادرکه فی الرکعة الثالثة فی الرکوع ولم یقنت فیها یقنی کذا فی المحیط

واللہ تعالےٰ اعلم

●

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید، عمر اور بکر ایک جگہ تینوں بیٹھے تھے۔ زید نے کہا ٹی۔ وی دیکھنا ناجائز و حرام ہے بالخصوص راماین اور مہابھارت کو نہایت شوق سے دیکھنا کفر ہے۔ بکر نے جو بظاہر با شرع پرہیزگار مسلمان ہے اور پنجوقتہ نمازی ہے مخاطب کر کے کہا کیوں مولانا یہ صحیح ہے۔ بکر نے کہا کہ کہنے والے کے لیے حرام و کفر ہے۔ اگر کسی کو راماین و مہابھارت میں ہی خدا نظر آتا ہے۔ تو وہ کیوں نہ دیکھے آج آپ لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ جب سمجھ میں آجائے گی تو آپ بھی دیکھیں گے یا دیکھئے گا۔ نیز اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رام اور کرشن رسول ہو سکتے ہیں تو سکوت اختیار کرنا چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رام اور کرشن رسول نہیں ہو سکتے تو سکوت اختیار کرنی چاہیے۔ یعنی کسی صورت میں اقرار یا انکار نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اتنے پیغمبروں کو جتنے دنیا میں آئے ہم نہیں جانتے۔ اس لیے یہ دونوں انہیں پیغمبروں میں سے ہو سکتے ہیں۔

المستفتی

رضا بکڈپو۔ بس اسٹینڈ بازار استنبول ۱۳-۱۷

**الجواب** $\frac{۷۸۶}{۹۲}$

ٹی۔ وی دیکھنا ناجائز و حرام ہے اور راماین وغیرہ کے پروگراموں سے شوق و رغبت و تعلق ہونا رضا بالکفر ہے جو ضرور کفر ہے اور بکر کا قول غلط و باطل ہے اور اس پر توبہ لازم ہے۔ نبوت و رسالت میں اوہام و تخمین کو دخل نہیں اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

اللہ و رسول نے جن کو تفصیلاً نبی بتایا ہم ان پر تفصیلاً ایمان لائے اور باقی تمام انبیاء اللہ پر اجمالاً لکل امۃ رسول اسے مستلزم نہیں کہ ہر رسول کو ہم جانیں نہ جانیں تو خواہ مخواہ اندھے کی لاٹھی کی طرح کاہے کو ٹٹولیں۔ شاید یہ شاید یہ ہو ہمارے لیے یہ کہنا کافی آمنا باللہ و رسلہ، ہزاروں اُمتوں کا ہمیں نام و پتہ معلوم نہیں۔ قرآن مجید نے خود فرمایا وقرونا بین ذلك کثیرا

اور قرآن و حدیث میں ان کا ذکر تک نہیں نہ کوئی اشارہ ہے بلکہ ان کے نفس وجود پر ہندوؤں کی کتابوں یا تواتر کے علاوہ اور کوئی دلیل نہیں اور ہندوؤں کا بیان ہمارے لیے حجت نہیں ہے۔ اور اگر اسے دلیل و حجت تسلیم کرتا ہے تو پھر اسی سے اس کا فسق و فجور لہو و لعب بلکہ کفر تک ثابت ہوتا ہے۔ تو ان کی نبوت کہاں سے ثابت ہوگی اور ہمیں سکوت کی بھی ضرورت نہیں

واللہ تعالیٰ اعلم۔

●

کیا فرماتے ہیں علمائے دین

وشرع متین اس مسئلہ میں کہ مصیبت کے وقت بزرگانِ دین کو پکارنا اوران کی منت ماننا اس کا پورا کرنا کیسا ہے اور اگر کوئی منت مان کر پورا نہ کرے یا مرجاتے یا مرگیا تو اس سے منت کا حساب و کتاب ہوگا کیا اُسے اس کا معاوضہ دینا ہوگا۔

۲۔ کچھ لوگ امام باڑہ پر جاکر جو شہر اور قصبہ میں بنا ہوتا ہے وہاں جاتے ہیں امام عالی مقام کا فاتحہ پڑھتے ہیں منت مانتے ہیں کہ یا امام عالی مقام میرا فلاں کام ہوجاتے گا تو میں چاندی کا چراغ جلاؤں گا یا چنڈوا (چنڈوا اُسے کہتے ہیں جو ایک گڈھا کھدا رہتا ہے اسی کپڑے سے چھپایا جاتا ہے) چڑھاؤں گا امام باڑے کی حقیقت کیا ہے اور وہاں منت ماننا کیسا ہے۔ اس سوال کا جواب مفصل اور سلیس اردو میں قرآن وحدیث وفقہ سے عنایت فرمائیں۔

۳۔ ساتھ میں جو پرچہ جارہا ہے یہ ہر سال اسی طرح اردو اور ہندی میں نکلتا ہے کہ فلاں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہیں وہ کہہ رہے تھے۔ اس کو چھپوا کر تقسیم کرو تو فائدہ ہوگا ورنہ نقصان پہنچے گا۔ بہت خرابی آئے گی۔ اسی واسطے حضرت کی خدمت میں بھی روانہ کیا ہے کہ اس کی حقیقت کیا اور اس سال والا تو ایک دم نیا ہے چونکہ اس کے ساتھ اسم اعظم بھی چھپا ہے۔

المستفتی

محمد شمشاد خاں رضوی مقام و پوسٹ مکران گنج ضلع رہتاس

## الجواب ۴۸۶/۸۶

۱۔ منت ماننا جائز ہے اور اولیائے کرام کے توسل سے دین ودنیا کی مشکلیں حل ہوجاتی ہیں اور توسل کا ثبوت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اگر منت شرعی ہے تو ضرور اس کا پورا کرنا ضروری ہے نہ کرتے پر اس کا مطالبہ اس کے سر باقی رہے گا۔ وارثین اس کام کو کریں تفصیل و توسل کے لیے الاستمداد وغیرہ ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ شرعًا امام باڑہ وغیرہ کچھ نہیں۔ نہ وہاں فاتحہ پڑھنے جائے۔ اپنے گھر پر نیاز وغیرہ دلائیں اور نہ مروجہ تعزیہ داری جائز بلکہ تمام بدعات وخرافات پر مشتمل ہے۔ تفصیل وغیرہ رسالہ تعزیہ داری میں ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ اسم اعظم شریف ایک دعا ہے اور اس کے ورد سے دین ودنیا کی برکتیں حاصل ہوتی ہیں اس کا پڑھنا جائز ہے اور دوسرا پرچہ چھپوانا بنایا اور خواب دیکھا ہے کہ ایسا ہوگا ویسا ہوگا یہ صحیح نہیں اور ایسے خواب پرچے برسوں سے چھپتے ہیں۔ وہ بے اصل ہیں۔ اس پر عمل و یقین کرنا صحیح نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں۔

۱۔ زید کی بیوی ہندہ دو سال سے میکے میں تھی اس دو سال کے اندر زید اور ہندہ میں ملاقات نہیں ہوئی دو سال کے بعد ہندہ زید کے گھر آئی۔ اس کے بعد بتاریخ ۳۱ر مئی ۱۹۸۸ء مطابق ۱۴ر شوال ۱۴۰۸ھ فصل تاریخ ۳ر پہلا جیٹھ ۱۳۹۵ فصلی کو زید کے گھر آئی۔ اس کے بعد بتاریخ ایک دسمبر ۱۹۸۸ء مطابق ۲۰ر ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ = ۱۸ اگہن ۱۳۹۵ زید کی بیوی ہندہ کو بچہ تولد ہوا۔ بیوی ہندہ کا کہنا ہے کہ بچہ میرے شوہر زید کا ہے اور زید کا کہنا ہے کہ اتنے کم وقت کا پیدا شدہ بچہ جائز ہے یا ناجائز۔ بچہ بالکل چھوٹا ہے اور گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ لڑکی کی سیرت بالکل




اچھی ہے۔ کبھی اس میں کوئی برائی نہیں پائی گئی ہے۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

۲۔ زید صاحب ایمان ہے وہ راج مستری ہے۔ زید مندر میں راج مستری کا کام کرتا ہے مزدوری پر یہ کام کرنا جائز ہے یا ناجائز اور مزدوری کیسی ہے۔ اس کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔

۳۔ مرے ہوئے جانور کو بیچنا کیسا ہے۔ اس کی قیمت لینا جائز ہے یا ناجائز۔

۴۔ دینار کیا شے ہے اور ایک دینار کا وزن کتنا ہوتا ہے۔ اور ایک دینار کی قیمت اس وقت کتنی ہوگی۔ صاف تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی
محمد علاؤالدین شاہ پور پوسٹ شرٹیہہ وایا چھترپور۔ پلاؤں

## الجواب ۷۸۶/۹۲

۱۔ حمل کی اقل مدت چھ ماہ ہے اور اکثر مدت دو سال ہے۔ اور صورت مسئولہ میں چونکہ یہ بچہ چھ مہینے کے اندر پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا بلاشبہ زید ہی کا ہے۔ زید اُسے اپنا بچہ تسلیم کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ مندر وغیرہ میں کام نہ کریں مندر کے لیے عمارت بنانا اور اجرت لی تو جائز ہے۔ مگر اس سے بچنا چاہیئے

۳۔ ناجائز ہے اور ان کی قیمت بھی روا نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ دینار ساڑھے چار ماشے کا سونے کا سکہ تھا۔ ساڑھے چار ماشے سونے کی جو قیمت ہو وہی دینار کی قیمت ہوگی
واللہ تعالیٰ اعلم۔

●

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

۱۔ رمضان المبارک میں سورۃ فیل سے سورہ الناس تک دس سورۃ میں دس رکعت پڑھیں اور الفیل سے الناس تک پھر دس سورت میں دس رکعت پڑھ کر بیس رکعت پوری کریں۔ یا پھر اس کا کون سا طریقہ ہے۔

۲۔ سورہ الفیل سے سورۂ اخلاص تک آٹھ رکعت پھر الفیل سے القریش دو سورۃ پڑھ کر دس رکعت اور پھر سورۃ الفلق اور سورۃ الناس سے ۱۲ اور پھر الماعون سے الناس تک آٹھ رکعت پڑھ کر دس رکعت پوری کر کے بیس رکعت پڑھیں۔ ان دونوں طریقوں میں کون سا طریقہ حنفی اور صحیح ہے۔ یا اور کس طریقے سے پڑھنے میں قرآن کی ترتیب درست رہے گی۔ اور نماز ہو جائے گی اور اگر نماز نہیں ہوگی تو کون سے طریقے سے پڑھے۔

ایک امام صاحب تقریباً تیس سال سے طریقہ نمبر ۲ سے تراویح پڑھا رہے ہیں۔ اور اگر نماز نہیں ہوگی تو اس باجماعت نماز کے بارے میں کیا حکم ہے۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں

المستفتی

مستری عبد السلام انصاری
محلہ شاہجہانپور

## الجواب ۷۸۶/۹۲

۱۔ سورہ فیل سے آخر تک تکرار کا طریقہ بہتر ہے کہ اس میں رکعات کی گنتی یاد رکھنی نہیں پڑتی اور اس میں کوئی بھول بھی نہ ہوگی۔ اور دوسرا طریقہ بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

●

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں کیا فرماتے ہیں۔

۱۔ فقہی پہیلیاں۔ تقدیم محقق دوراں حضرت علامہ ارشد القادری صاحب تصنیف فقیہہ عصر مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی (ص ۱۰۷) پر لکھتے ہیں۔ اگر چار رکعت کی نماز میں مقیم۔ نے ایک رکعت ہو جانے کے بعد مسافر امام کی اقتدار کی تو اس صورت میں اُسے بغیر سہو کے چار بار التحیات پڑھنا پڑے گا۔ ایک بار امام کے ساتھ پھر ان دونوں رکعتوں پر کہ جسے وہ بغیر قرأت پڑھے گا اور چوتھی بار آخری رکعت میں۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۹۵۔ اگر یہ صحیح ہے تو مقیم امام کے پیچھے بھی ایسا ہی ہوگا یا نہیں مہربانی کر کے جواب عطا ہو۔

المستفتی

شمشاد احمد صاحب بدارتھ پور
بریلی

## الجواب ۷۸۶/۹۲

مقیم امام کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور ایک رکعت بھری پڑھ کر قعدہ کرے کہ دو رکعت پر قعدہ واجب ہے۔ پھر ایک بھری اور ایک خالی پڑھ کر قعدہ کرے اور سلام پھیرے تو تین قعدہ اسے کرنا ہوں گے

●

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق مغلظہ دی پھر بعد طلاق ہندہ اپنے میکے چلی آئی۔ کچھ دن بعد زید اور اس کے والدین ہندہ کو بہلا پھسلا کر ہندہ کو اپنے گھر لے آئے۔ جب ہزاروں وچاریوں کو معلوم ہوا تو سب نے اعتراض کیا اور زید کا حقہ پانی بند کر دیا۔ اس بات سے عاجز آ کر بعد عدت کے زید نے حلالہ کی نیت سے ہندہ کا نکاح اپنے چھوٹے بھائی بکر کے ساتھ کرنے پر تیار ہوا۔ جس کے لیے ایک مولانا صاحب بلائے گئے۔ بوقت نکاح مولانا صاحب مذکور نے جب بکر کو دیکھا تو وہ نابالغ معلوم ہوا۔ جس پر بکر کے والد عمرو نیز ایک مولوی صاحب جو بکر کے استاد بھی ہیں دونوں نے گواہی دی کہ بکر ۱۵ سال کا ہے اور بالغ ہے۔ محفل نکاح میں اور بہت سے سربرآوردہ اشخاص بھی موجود تھے کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا اور یہ نکاح ہو گیا۔ چند دن کے بعد بکر نے طلاق دینے کے پندرہ بیس دن کے بعد ہی زید نے ہندہ سے اپنا نکاح کر لیا اور آج تک میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں۔ دریافت طلب امور نمبروار درج ذیل ہیں۔

۱۔ مطلقہ عورت کی عدت کہاں گذاری جائے۔

۲۔ کیا ہندہ کی عدت زید کے گھر جہاں ہندہ کے درمیان پردے اور مکان نیز رہنے سہنے میں کوئی لحاظ نہ ہو بے پردہ دونوں ایک ہی مکان میں ایک دوسرے کے

سامنے رہتے ہوں عدت گزاری جاسکتی ہے

۳۔ کیا بکر جو دیکھنے میں نابالغ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن بکر کے والد عمرو اور استاد کی گواہی دینے کی وجہ سے حلالہ کی نیت سے ہندہ کا نکاح بکر سے درست ہوا۔

۴۔ کیا بکر کے طلاق کے بعد بغیر عدت پوری کیے زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح کرنا درست ہوا یا نہیں۔ مہربانی کرکے مکمل جواب سے نوازیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی

محمد ڈاکٹر گلزار احمد، ساکن شاہ پور سکلاں۔ ضلع بہرائچ

## الجواب ۷۸۶/۹۲

۱۔ صورت مسئولہ میں ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ ہوگیا اور جب بکر پندرہ سال کا ہے تو وہ بالغ ہے اور اگر پندرہ سال کا نہ تھا۔ مگر بلوغ کے قریب یعنی مراہق تھا کہ اس کی عمر والے جماع کرتے ہیں اس نے وطی کی اور بعد بلوغ طلاق دی۔ ہندہ پر عدت گزارنی واجب تھی۔ صورت مسئولہ میں عدت کے اندر زید نے ہندہ سے نکاح کیا تو نکاح نہ ہوا۔ دونوں پر علیحدگی فرض ہے۔ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں اور توبہ کریں۔ بعد عدت پھر سے ہندہ زید سے نکاح کرسکتی ہے۔ اور عدت شوہر کے گھر گذارنی لازم اور زید سے پردہ فرض ہے۔ بے پردہ دونوں آمنے سامنے ہوں گے تو گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

# اقوالِ زریں

محمد افضال احمد رضوی پیشش گڑھ

متعلم جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

۱۔ حق بہترین راستہ اور بہتر بہتر رہنما ہے،

۲۔ خوف الٰہی سعادت مندی خصلت اور پرہیزگاری متقیوں کا لباس ہے

۳۔ بخیل لوگ بدن کو اور سخی نفس اور دل کو فوائد سے باز رکھتے ہیں۔

۴۔ جہالت آخرت کو برباد کرتی ہے اور خود پسندی نعمتوں کی زیادتی کو روکتی ہے،

۵۔ غرور نہایت موذی ساتھی ہے اور حرص پرستی ایک پوشیدہ بیماری ہے،

۶۔ یادِ الٰہی نور و ہدایت ہے اور خدا فراموشی تاریکی و گمراہی ہے،

۷۔ توکل بہترین عمل اور نہایت قوی امید ہے،

۸۔ ایثار نیک بندوں کی عادت اور غلہ روکنا بدکاروں کی عادت ہے

۹۔ ایمان حسد بیزار رہتا ہے اور غم بدن کو گرا دیتا ہے ظلم کرنے والا عذاب کا منتظر اور مظلوم ثواب کا امیدوار ہے عمل نہایت نیک سرمایہ ہے اور پاک کھیتی ہے،

۱۰۔ طاعت نہایت مضبوط اور . اور قناعت ہمیشہ رہنے والی عزت ہے،

۱۱۔ حرص بدبختیوں کی علامت ہے قناعت متقیوں کی نشانی ہے،

۱۲۔ مال غنیمت میں خیانت اور کینہ سے نیکیاں ضائع ہوتی ہے اور عہد شکنی گناہوں کو بڑھا دیتی ہے،

# خواجہ صاحب سے خصوصی ملاقات

از قلم

محمد یاد علی - (پورنوی)

امام علم و فن حضرت خواجہ ملت کی مایۂ ناز تصنیف "ٹی - وی کی تحقیق" منظر عام پر آتے ہی ٹی - وی کا کھولتا ہوا مسئلہ ایک دم سرد پڑ گیا۔ لیکن اس کی اشاعت کے پانچویں مہینہ سے پھر ایک نیا ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس بات کی خوب خوب تشہیر کی گئی کہ حضرت مفتی شریف الحق صاحب نے "ٹی - وی کی تحقیق" کی ایک عبارت کے پیش نظر حضرت خواجہ صاحب پر کفر کا فتویٰ صادر فرما دیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اس ہنگامہ کو ایسا رنگ دیدیا کہ ملک کے کونے کونے میں ایک کہرام سا مچ گیا۔ خلیل اطہر رامپوری نے اس کی تشہیر کے لئے پوسٹر شائع کیا۔ اور مولانا ہاشمی میاں صاحب نے جابجا خصوصاً محدث اعظم ہند کے عرس میں اپنی تقریروں میں اس کی بھرپور اشاعت کی تا آنکہ آخر میں ماہنامہ قاری میں "کھلا خط" کے عنوان سے اس ہنگامہ کو مزید ہوا دی۔ الغرض دن گذرتے گئے فضا تپتی گئی۔ تا آنکہ دوسری جانب سے بھی تردیدی پوسٹر نکالا گیا اور دونوں جانب سے مضامین لکھے گئے بالآخر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کی تصنیف "ٹی - وی کی تحقیق اور تکفیری غوغا پر حرفِ آخر" منظر عام پر آگئی ملک کے اطراف و اکناف میں ہلچل مچ گئی۔ اور خود میں بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

"ٹی - وی کی تحقیق" کی افادیت، قوتِ استدلال اور مصنف کے علم و آگہی و رفعت شان سے اس کفری ہنگامہ کو میل کھاتے نہ دیکھ کر دل میں عجب خلجان پیدا ہوا۔ اور صحیح صورتحال معلوم کرنے کیلئے دل میں اشتیاق پیدا ہوا۔ کہ میں بذات خود ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے انٹرویو لوں۔ اور اس طرح درمیانِ کلام میں اس اہم معاملہ کو بھی ان کی خدمت میں پیش کر کے صحیح حالات معلوم کروں ــــ اسی نیک جذبہ کو لے کر میں عرس رضوی کے بعد ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ حضرتِ موصوف نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال فرمایا اور توقع سے کہیں زیادہ مجھ حقیر کی پذیرائی فرمائی۔ موقع نکال کر ہم نے اپنی آمد کا مدعا پیش کیا۔ حضرت نے اپنے حالات سے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا میں اپنے الفاظ میں صفحۂ قرطاس پر اتار رہا ہوں۔

میرا پہلا سوال کئی چیزوں پر مشتمل تھا حضرت نے ان سب کا جو جواب عنایت فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

ضلع پورنیہ صوبہ بہار کے ایک معزز خاندان جو جملہ سلاسلِ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، اور سہروردیہ کے سرچشمۂ فیض و برکات حضرت خواجہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبی انتساب کے پیش نظر خواجہ خاندان کہلاتا ہیں۔ اسی خاندان کے ایک باوقار گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت علامہ محمد زین الدین صاحب علیہ الرحمۃ جو اپنے ضلع کے مقتدر علماء میں

شمار کئے جاتے تھے۔ آپ کا تاریخی نام مظفر حسینی رکھا۔ جس سے آپ کی سن ولادت ۱۳۵۱ھ نکلتی ہے لیکن عرف میں آپ کا نام خواجہ مظفر حسین ہی زبان زد رہا۔ گویا تاریخی نام کے جزو آخیر اور انتساب جد کے پیش نظر بطور تلمیح آپ حسنی اور حسینی دونوں ہوئے ڈھائی سال کی عمر میں آپ اپنی ماں کی مامتا سے محروم ہوگئے۔ اور آپ کی پرورش خود آپکے والد ماجد نے فرمائی۔ اس طرح والد ماجد نے بیک وقت والدین کا پیار عطا کیا۔ چار سال چار ماہ چار دن کی عمر پوری ہوتے ہی والد ماجد نے رسم تسمیہ خوانی ادا کی اور پھر ابتدا سے لیکر شرح جامی تک خود ہی تعلیم فرمائی۔ آپ کا گھرانہ چونکہ دیوبندیوں کی ظاہر داری کے دام میں پھنسا ہوا تھا اور آپکے والد زبردست عالم تھے لیکن ان کی نظر میں دیوبندی اور بریلوی کا باہمی اختلاف پورے طور پر کھل کر سامنے نہیں آیا تھا۔

بایں ہمہ عملاً دیوبندیوں کے ساتھ تھے۔ تاآنکہ اپنے بڑے لڑکے اور بھتیجے کو دیوبند اور سہارنپور میں تعلیم دلوائی۔ اور اپنے دیگر تلامذہ کو بھی دیوبند اور سہارنپور ہی بھیجتے رہے اس لئے حضرت امام علم و فن کو بھی برائے تعلیم دیوبند بھیجنا طے ہوا۔ لیکن موصوف کی کم سنی اور دیگر عوارض و عوائق کی وجہ سے یہ ارادہ فی الحال ملتوی کر دیا گیا۔ اور قدرت خداوندی سے موصوف کا داخلہ بحر العلوم لطیفی کٹیہار میں ہوگیا۔ جس میں فاضل بہار حضرت ملک العلماء حضرت علامہ محمد سلیمان صاحب بھاگلپوری اور حضرت علامہ محمد یوسف صاحب پٹنوی علم و فن کے گہر لٹا رہے تھے۔ اساتذہ کی طرف نگاہی نے کچھ دنوں میں موصوف میں بھرپور توانائی عطا کردی۔ یہاں تک کہ ۱۵/۱۶ سال کی عمر میں آپ نے ضلع پورنیہ ہی میں ہزاروں دیوبندی عوام کے جھرمٹ میں ضلع کے دیوبندی اکابر سے مناظرہ کرکے سکتے میں ڈالدیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد علاقہ کے پیر طریقت مولوی عبد المبین ملا ٹولہ جونپور کو ان کے مریدین کے ہجوم میں بحث کرکے نہ صرف خاموش بلکہ ہکا بکا کر دیا۔ ان حالات کے پیش نظر موصوف کے والد ماجد حضرت علامہ محمد زین الدین صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے ہونہار لڑکے کا سنجیدگی سے جائزہ لیا۔ اور پھر عادلانہ انداز میں بحث و مباحثہ کے ساتھ ساتھ فریقین کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ وقت بھی آگیا۔ کہ ان کے والد ماجد دیوبندی نظریات سے بیزاری و برائت کا اظہار کرکے مسلک اہلسنت میں نہ صرف شامل بلکہ علم بردار ہوگئے اور غوث العالم سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کرلی۔ اسی واقعہ سے پورے علاقہ میں طوفان برپا ہوگیا۔ اور ہر جگہ یہی چرچا شروع ہوگیا کہ بڑے مولانا صاحب نے اپنے فرزند کی محبت میں مذہب تبدیل کر دیا۔ لیکن دونوں باپ بیٹے کی حسن تدبیر اور مواعظ حسنہ سے نہ صرف یہ کہ طوفان تھم گیا بلکہ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجًا کی تفسیر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگی۔ لوگ دیوبندیت سے بیزار ہوکر اہلسنت کے پرچم تلے آنے لگے۔ اس کامیابی اور فتح مبین کے وقت امام علم و فن کی عمر صرف ۱۸ سال تھی اب منقولات کے منتہی کتابیں ہدایہ آخرین اور احادیث کی سنن کتابیں زیر درس تھیں۔ کہ اچانک حضرت ملک العلماء کی طبیعت ناساز ہوگئی اور تعلیمی سلسلہ رک گیا۔ حضرت امام علم و فن بحر العلوم لطیفی کٹیہار سے منتقل ہوکر سنیت کی راجدھانی بریلی شریف پہونچ گئے۔ یہاں ایک سال جم کر معقولات کی تعلیم حاصل کی اور عمر کی ۱۹ ویں سال میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوکر وہیں دار العلوم مظہر اسلام میں معقولات کے مدرس ہوگئے۔ ۲۰ ویں سال کے ۱۲ ربیع الاول شریف کو سنیت کی راجدھانی کے تخت نشیں حضرت غوث العالم سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم ہند کی غلامی کا شرف حاصل کیا۔ اسی سال آپ کی عم زادی آپ کے نکاح میں آئی۔ اور رشتہ میں

مرشد برحق سید نا سرکار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ نے اپنے کرم سے خلافت سے نوازا وللہ الحمد۔

میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ کیا آپ کو مناظرہ اور مباحثہ سے بھی کبھی دلچسپی رہی امام علم وفن نے مسکرا کر ایک نظر میری طرف ڈالی اور فرمایا۔ اپنے فراغت کے دور اول میں مناظرہ اور مباحثہ میرے دل کا محبوب مشغلہ تھا تا آنکہ بطور تمرین سید نا حضور محدث اعظم ہند کے فرمان کے مطابق خود ان سے علم غیب کے مسئلہ پر اور بحکم قائم المحدثین حضرت خلیل احمد صاحب امروہی خود ان سے مسئلہ امکان کذب پر بھی طبع آزمائی کا موقع ملا۔ بحکم سید نا حضور مفتی اعظم علیہ الرحمتہ کئی جگہ مناظرہ کیلئے بھی جانا ہوا۔ جن میں چند مقامات یہ ہیں۔ دھام پور بجنور، ٹکرالہ بدایوں، ہلدوانی نینی تال اور خاص بریلی شہر میں نواب ضمیر احمد صاحب کی کوٹھی پر شیعہ مجتہد سے اور زکاتی محلہ میں مودودی جماعت سے مناظرہ کیا۔ بفضلہ تعالیٰ چھوٹی سی نشست میں بھرپور کامیابی حاصل کی ـــــ اسی اثنا میں حضرت مخدوم صابر کلیری کی زیارت کے موقع پر سہارنپور اور دیوبند بھی پہونچے سہارنپور کے علماء نے اپنے یہاں کے دس بیس ہونہار طلباء کو اچھی طرح ٹریننگ دیکر سو ڈیڑھ سو طلباء کی معیت میں برائے مناظرہ میرے پاس بھیجا۔ بحمدہٖ تعالیٰ صرف دو گھنٹے میں ہم نے سب کو خاموش کر دیا۔ اور سب اپنا سا منھ لیکر رہ گئے۔

میں نے امام علم وفن سے تیسرا سوال کیا کہ آپ کو کن کن فن سے دلچسپی ہے ذرا اس کی تفصیل عنایت ہو۔ حضرت موصوف کے مصحف رخ پر بھرپور تمانت کے آثار ظاہر ہوئے اور پھر آپ کے ہونٹ ہلنے لگے۔ آپ نے فرمایا غوث اعظم کے صدقے دَرسگاہ نظامیہ کے موجودہ تمام مروجہ فنون مثلاً صرف و نحو، معانی وبیان، فقہ و اصول، اور تفسیر وحدیث وغیرہ کے علاوہ ہیئت وہندسہ، توقیت ومساحت جبر ومقابلہ، مناظرہ ومرایا، ارثما طیقی، لوگارثم علم مثلث اور عمل بالخطائین وغیرہ سے بھی بحمدہٖ تعالےٰ کافی دلچسپی ہے۔

چوتھا سوال موصوف سے ہم نے یہ کیا کہ کیا آپ کو علم جفر سے بھی کوئی واسطہ رہا۔ آپ کا ایک مضمون ”اعلیحضرت اور علم جفر“ ایک پاکستانی رسالہ میں پڑھنے کو ملا جس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اس علم سے بھی ضرور کچھ نہ کچھ واسطہ رہا ہے۔ سوال سنتے ہی موصوف پہلو پر پہلو بدلنے لگے لیکن میرے اصرار پر بند کلی شگفتہ ہوگئی آپ نے فرمایا جی ہاں اس فن سے متعلق اعلیحضرت کے کچھ رسائل مجھے ملے اور میں نے ان کا مطالعہ شروع کیا۔ رفتہ رفتہ مجھ پر اس کے قواعد کا انکشاف ہوا۔ اعلیحضرت نے اپنے ایک رسالہ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی تصنیف ”الدر المکنون“ اور حضرت سلیم الواعظ مصری کی کتاب ”الکواکب الدریہ“ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ بحمدہٖ تعالےٰ مجھے ان دونوں کتابوں کے مطالعہ کا بھی موقع ملا۔ اس طرح کئی کتابوں کی مدد سے حجابات اٹھ گئے۔ البتہ علم جفر سے باقاعدہ فائدہ حاصل کرنے کیلئے کچھ شرائط ہیں۔ ہم نے ان شرطوں کو ابھی تک پورا نہیں کیا اس لئے ہم اس سے استفادہ بھی نہیں کرتے۔ صرف دو بار محب محترم سید انور چشتی کے اصرار پر بطور طبع آزمائی اس کا استعمال کیا ایک سید صاحب کے ایک نجی کام کے لئے جو بحمدہٖ تعالیٰ صحیح صحیح ثابت ہوا۔ اور دوسری بار بابری مسجد کی بازیابی کے متعلق جس میں جواب نکلا۔ کہ غیر مسلمین کے ہاتھوں سے اس کی خلاصی بہت متعذر رہے۔

پانچواں سوال حضرت سے ہم نے کیا کہ آپ کے قلمی یادگاریں کیا کیا ہیں ان کی نشاندہی فرمائیں۔

امام علم وفن نے نہایت سادگی کے ساتھ یہ جواب دیا کہ میری قلمی خدمت زیادہ نہیں ہے۔ البتہ

مندرجہ مقالات اور کتابوں کا تذکرہ فرمایا۔

(۱) مقالہ "لاؤڈ اسپیکر کی آواز اصلی یا نقلی۔

(۲) مقالہ "لاؤڈ اسپیکر اور نماز۔

(۳) "ٹی۔وی اور ویڈیو کی تصویر اصلی یا فرضی" کے عنوان پر پانچ مقالے

(۴) " اعلیحضرت او علم جفر۔

(۵) " اعلیحضرت اور جبر و مقابلہ۔

(۶) " اعلیحضرت اور علم تکسیر"

(۷) " لوگارثم کی حقیقت "

(۸) " الہلال "۔

(۹) " شب قدر کے فضائل "۔

(۱۰) " دیوبندی تابوت میں آخری کیل"

(غیر مطبوعہ)

(۱۱) " ٹی۔ وی کی تحقیق "

رفتہ رفتہ بات اب یہاں پہونچ چکی تھی جس کے لئے ہم نے یہ سفر کیا تھا۔ اس لئے بہت ہی حسین انداز میں دورانِ گفتگو ہم نے امام علم وفن سے وقت کے اس اہم مسئلہ کے بارے میں سوال کرنا چاہا۔ لیکن بر وقت چائے ناشتہ آنے کی وجہ سے تھوڑی دیر سلسلۂ کلام منقطع ہوگیا۔

چائے نوشی سے فارغ ہوتے ہی ہم نے گفتگو کا اس طرح آغاز کیا۔

جی ہاں آپ کی تصنیف "ٹی وی کی تحقیق" آجکل ہر موقع پر زیر بحث آجاتی ہے۔ جہاں کہیں لوگ اس کتاب کے بارے میں یہ کہتے ہیں، کہ یہ کتاب اپنے موضوع میں دلائل و براھین کے اعتبار سے نہایت ہی ٹھوس اور بے نظیر ہے۔ وہیں کچھ لوگ یہ بھی پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ اس کتاب کے پیش نظر اس کے مصنّف پر شرعًا حکم کفر عائد ہوتا ہے اور ثبوت میں خلیل اطہر رامپوری کی جانب سے شائع شدہ پوسٹر اور ماہنامہ قاری میں اشاعت پذیر حضرت ہاشمی میاں کے خط میں مذکور حضرت مفتی شریف الحق صاحب کے فتوی کا حوالہ دیتے ہیں۔

حضرت امام علم وفن نے سنجیدگی سے ہماری بات سماعت فرمائی اور نہایت ہی متانت سے اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ آپ نے جس طرح ان باتوں کا تذکرہ فرمایا اسی طرح اس سے پیشتر ہمارے محبین اور مخلصین نے بھی تذکرہ فرمایا تھا۔ ہم نے ان لوگوں کو جو جواب دیا ہے وہی جواب میں آپ کی خدمت میں بھی دہراتا ہوں حضرت امام علم وفن نے فرمایا۔ کہ حضرت مفتی شریف الحق صاحب نے سوال کے مطابق حکم کفر اس شخص کے بارے میں صادر فرمایا ہے۔ جس نے فی الواقع شریعت مطہرہ کے بالمقابل نئی شریعت کی داغ بیل ڈالی ہے۔ یہ بندہ ناچیز چونکہ کسی بھی شریعت کی داغ بیل نہیں ڈالی ہے بلکہ موافق شرع "ٹی وی کی تحقیق کی"۔ اور اس کا شرعی حکم بیان کیا ہے۔ اس لئے یہ حکم کفر مجھ سے قطعًا متعلق نہیں۔ رہی خود "ٹی۔ وی کی تحقیق" کے آخری سطور تو اس کے متعلق خود مفتی شریف الحق صاحب قبلہ نے جن کے فتوی کی آڑ میں یہ لوگ کفر کا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ خود ہی اپنا واضح اور صریح بیان دیدیا۔ کہ "ٹی۔ وی کی تحقیق کے آخری صفحہ کے آخری سطور کے لحاظ سے خیرالاذکیا خواجہ مظفر حسین پر کسی بھی طرح حکم کفر درست نہیں "۔

غالبًا ان حضرات نے یہ تو سنا ہی ہوگا کہ "من چہ گویم وصف آں عالی جناب" نیست پیغمبر ولے دارد کتاب "

اسی طرح یہ بھی سنا ہوگا کہ،

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند
آرے آرے می کنم با خلق ما را کار نیست

اور یہ بھی ضرور سنا ہوگا کہ۔

مثنوی، معنوی، مولوی
ہست قرآں در زباں پہلوی

کسی منظوم فارسی کتاب کو قرآن سمجھ ماننا یقینًا کفر ہے۔ لیکن اس کے باوجود شعر بالا میں ایسا کہنا کفر نہیں، بت پرستی یقینًا کفر ہے لیکن اس کے باوجود یہ کہنا کہ "خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند" قطعًا کفر نہیں یہی نہیں بلکہ حضرت محمد ایوب صاحب دارالافتاء مراد آباد، مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب دارالافتاء بریلی شریف اور مفتی عزیز احسن صاحب دارالافتاء منظر اسلام نے بھی اپنی بالمشافہ گفتگو

میں یہی فرمایا۔ بلکہ حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی جب خود بدایوں تشریف لائے تو انہوں نے بھی بعینہٖ یہی بات فرمائی۔ حضرت علامہ حافظ محمد ہاشم صاحب کے متعلق بھی مجھے باوثوق ذریعہ سے یہ خبر ملی کہ وہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ اور جب اس موضوع پر علامہ مطیع الرحمٰن صاحب کی تصنیف "حرفِ آخر" کو حضرت علامہ مفتی جلال الدین صاحب امجدی براؤں شریف نے ملاحظ فرمایا۔ تو انہوں نے ایک مکتوب میں اس کتاب کے ایک ایک حرف کی تصدیق کردی۔ آپ ان باتوں کی تفصیل کے لیے "رضی، وی کی تحقیق اور کفری غوغا پر حرفِ آخر" ملاحظ فرمائیں۔

سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے امام علم وفن نے ارشاد فرمایا۔ کہ اب یہ کفر کا پروپیگنڈہ کرنیوالے بتائیں۔ کہ یہ حکم کفر ہم پر کیسے عائد ہوتا ہے اور کس طرح ہم سے توبہ البتہ خلیل اطہر رامپوری کے مطالبے کے لئے پوسٹر اور کھلا خط شائع کئے جا رہے ہیں۔ البتہ خلیل اطہر رامپوری، مولانا محمد ہاشمی اور ان حضرات کے دوسرے شرکار کار نے ہم پر یہ کفر کا فتویٰ ضرور دیا۔ لیکن ذرا سوچئے کہ جن کو استفتار کرنے کا بھی سلیقہ نہ ہو۔ اور کسی مفتی کے فتویٰ سمجھنے کی تمیز اور صلاحیت نہ ہو ان کے —— ذرا سوچئے۔ ذرا دیکھئے —— ذرا سمجھئے کا کیا اعتبار۔ جو لوگ ان لوگوں کی طرح کورے ہیں وہی ان لوگوں کی ذرا سنئے پر کان دھر سکتے ہیں —— حضرت امام علم وفن کے چہرے پر اس وقت بلا کی سنجیدگی لوٹ رہی تھی اور آپ نہایت ہی حلم کے ساتھ ارشاد فرماتے رہے —— اور جب یہ حکم ہمارے لئے نہیں تو خود پوسٹر اور کھلا خط کے نافذ کردہ ضابطے کے پیشِ نظر یہ کفری حکم ان ہی لوگوں طرف عود کر گیا۔ اس لئے خود ان حضرات پر بحکم خویش و بقلم خود توبہ، تجدیدِ ایمان، تجدیدِ بیعت اور تجدیدِ نکاح ضروری ہوا —— آپ نے فرمایا۔ بالغرض اگر "ٹی۔ وی کی تحقیق" کی کسی عبارت میں کفری پہلو کا شبہ تھا تو مدنی میاں نہ سہی خود ہاشمی میاں جو ہمارے شاگرد ہیں ان کو چاہیے تھا کہ وہ پہلے مجھے آگاہ کرتے۔ مگر اس طرح انہیں حقِ شاگردی پورا ہوتا محسوس نہیں ہوا۔ اس لئے حقِ شاگردی پورا کرنے کیلئے انہوں نے جا بجا ہمارے کفر پر تقریریں کیں۔ اور آخر میں کھلا خط لکھ کر اس پر مہر ثبت کر دیا۔ یہ بیچارے کیا جانے کہ حضرتِ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان نے بار بار اکابر دیوبند کو پہلے ان کی کفری عبارت پر متنبہ کیا جاتا آنکہ ایک روایت کے مطابق ۱۳ رسال توبہ کا مطالبہ کرتے رہے جب ان لوگوں نے توبہ نہیں کی تو پھر ان کے خلاف فتویٰ صادر کر کے علماء کی تصدیقیں حاصل کیں اور پھر ان کی اشاعت کرائی گئی —— یہ نہیں تو کم از کم فتویٰ حاصل کرنے کے بعد ہی مجھے بذریعہ خط آگاہ کرتے مگر افسوس کہ ان لوگوں نے ایسا بھی نہیں کیا بلکہ یکا یک دھماکہ خیز پوسٹر چھاپ کر پورے ہندوستان میں پھیلا دیا۔ یہی نہیں بلکہ اپنی تقریروں اور جلسہ جلوس اور عرسوں کے محافل میں بھی یہ پٹاخہ چھوڑا گیا۔ اب آپ خود ہی بتائیے حق کی تلقین کا طریقہ ہے کیا۔

ادعوا الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ میں اسی کی تعلیم دی گئی ہے۔ ھیہات ھیہات

حضرت امام علم وفن نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے اطلاع کئے بغیر ہی دارالافتار سے فتویٰ حاصل کر کے تشہیر کرنا منظور تھا۔ تو پھر واقعی ہماری کتاب کو مدنظر رکھتے ہوئے یوں سوال کرتے —— اور پھر جو جواب آتا اس کی ہر ممکنہ طور پر تشہیر کرتے رہتے۔

کیا فرماتے ہیں علمار دین مسئلہ ذیل میں کہ زید سنی صحیح العقیدہ عالم ہے۔ ٹی۔ وی کی صورتوں کو جائز قرار دینے کیلئے آئینہ میں نظر آنے والی صورتوں کو مقیس علیہ اور ان

صورتوں کی محسوس ہونے والی حرکت وغیر قرار کو ـــ اور کبھی ان صورتوں کے فنا اور عدم بقا کو ـــ اور کبھی ان صورتوں کے عدم انطباع کو جواز کے لئے علت جامعہ ٹھہرایا ـــ اور اس کے برعکس جمود و بقا ـــ اور قرار و انطباع کو حرمت کی علت قرار دیا ـــ عمر نے اس کا رد لکھتے ہوئے بتایا کہ آئینہ کی صورتیں چونکہ فی نفسہٖ معدوم و متوہم ہیں اس لئے ان کو مقیس علیہ قرار دینا خلاف اصول شرع ہے۔ اور یہ بھی بتایا کہ آئینے کی صورتوں میں محسوس ہونے والے اوصاف حرکت وغیر قرار فنا اور عدم انطباع جو فی نفسہٖ معدوم و متوہم ہیں اس لئے ان کو علت جامعہ قرار دینا بھی خلاف اصولِ شرع ہے ـــ اور یہ بھی لکھا کہ اصول شرع میں اس کی صراحت موجود ہے کہ علت جامعہ کا ملائم اور موثرہ ہونا ضروری ہے اور یہ اوصاف چونکہ ملائمہ اور موثرہ نہیں۔ اس لئے اسکو علت جامعہ ماننا بھی خلاف اصولِ شرع ہے ـــ اور یہ بھی کہا کہ زید نے ان مذکورہ باتوں میں اصولِ شرع کا خیال کئے بغیر ہی غیر شرعی قیاس جاری کرکے ٹی۔ وی کی صورتوں کے لئے حکم حلت ثابت کیا ہے ـــ ساتھ عمر نے اس کے اس قیاس اور طرز استدلال کو کتب شرع سے باطل قرار دیکر یہ بھی الزام دیا۔ کہ پھر اس قیاس کی رو سے دنیا کی تمام مباح المشاہدہ چیزیں حرام ہوجائیں گی۔

قران، حدیث، فقہ اور تفسیر کی کتابوں میں انطباع ہے اسی طرح دنیا کی تمام نظر آنے والی چیزوں کا حرام ہوگا۔ اور معاذاللہ دنیا کے تمام مؤمنین بشمول جملہ علماء، فقہاء، صلحاء، افتاد، اقطاب، افراد، اغواث، ائمہ مجتہدین، خلفاء راشدین، شہداء و صدیقین تاآنکہ انبیاء و مرسلین بھی مرتکب حرام ہو جائیں گے۔ آخر میں عمر نے زید کے اس طرزِ استدلال۔ اور قیاس فاسد اور غلط نظریہ کی تشنیع کے لئے انہیں الزام دیتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ ان کے دا علیحضرت، ارشادات کی روشنی میں بلکہ خود زید ہی کی تحریروں سے یہ ثابت کر دیا کہ ٹی۔ وی کی تصویریں اس کے اسکرین پر منطبع ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ حقیقی تصویریں ہیں۔ جن کا حرام ہونا احادیثِ متواترہ اور اجماع سے ثابت ہے۔ زید نے حرکت و عدم قرار اور زوال و فنا کو علت مان مان کر آئینہ کی صورتوں پر قیاس کیا ہے۔ اور ان کے جواز کا فتوٰی دیکر محض تحکم و جزاف سے کام لیا ہے۔ اور حکم شرعی نافذ کرنے میں جرأت بیجا کی ہے۔ بلکہ شریعت مطہرہ کے بالمقابل ایک نئی شریعت کی داغ بیل ڈالی ہے، اس الزام دہی کے جواز میں عمر کا یہ کہنا ہے کہ یہ علمائے کرام خصوصاً امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان اور صدر الشریعہ کے کلام سے ماخوذ و مقتبس ہے کہ ان حضرات نے بھی خلاف شرع فتوٰی دینے والوں پر اس قسم کا الزام دیا ہے۔ تفصیل کے لیے "حرفِ آخر" ملاحظ فرمائیں۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں زید اور عمر ہر دونوں از روئے شرع کیا حکم عائد ہوتا ہے، کیا ایسا قیاس کرکے حکم شرعی نافذ کرنے کی وجہ سے ان پر شرعاً کوئی حکم عائد ہوتا ہے۔ یا نہیں اور زید کو ایسا الزام دینے کی وجہ سے عمر پر شرعاً کوئی حائد ہوتا ہے یا نہیں۔

بیّنوا توجروا

حضرتِ امام علم و فن نے فرمایا کہ اسی سوال کو اگر دار الافتاء بھیجتے اور اس کا جو بھی حکم آتا ہم دونوں کے لئے وہ حکم واجب العمل ہوتا ہے لیکن اس طرح صحیح سوال کرنے کی صورت میں ان لوگوں کا مدعی کبھی بھی حاصل نہ ہوتا اس لئے سر جوڑ کر واقعہ سے الگ تھلگ استفتاء گڑھا گیا۔ اور پھر جواب حاصل کرنے کے بعد ـــ ذرا سنئے۔ ـــ کا عنوان بڑھا کر اس کی غلط تذنیب کی گئی تاکہ اپنی علمی خامیوں کو اس کفری غوغا میں چھپا کر اپنا وقار

بحال رکھا جائے۔ امام علم وفن نے بہت سنجیدگی سے یہ بھی فرمایا کہ در اصل ان لوگوں نے اس مسئلہ کو فتح و نصرت اور شکست و ہزیمت کا مسئلہ بنا دیا ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں یہ مسئلہ ایک اعتبار سے ایک جدید مسئلہ ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ فتوی دینے میں خطا واقع ہوا اور یہ کوئی عار کی بات نہیں تھی

حضرت امام علم وفن نے آخر میں یہ بھی فرمایا کہ حضرت علامہ سید مدنی میاں صاحب ماشاء اللہ شیخ الاسلام ہیں اور خدا رکھے نئے وقائع اور حوادث میں مجتہد بھی۔ اس لئے اس پیش کردہ استفتاء کا وہی جواب عنایت کریں میں آپ کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ وہ اس استفتاء کے جواب میں ہم پر حکم کفر عائد کر دیں گے۔ تو میں مدنی میاں صاحب کی خواہش کے مطابق توبہ کے وہ تمام طریقہ کار اپناؤں گا جو وہ فرمائیں گے۔

اس ناچیز قلم کش کا خیال ہے کہ اس طوفان کے روک تھام کیلئے یہ ایک بہترین طریقہ ہے اس حضرت شیخ الاسلام صاحب کو ضرور اس استفتاء کی طرف توجہ فرما کر جواب سے لوگوں کو مطلع کرنا چاہئے۔ تاکہ لوگ حضرتِ امام علم وفن سے اس کے وعدے کے مطابق فتوی کے حکم پر عمل کرنے کا مطالبہ کر سکیں

میں نے چلتے چلتے حضرت امام علم وفن سے یہ بھی سوال کیا کہ آپ کے خلاف پوسٹر چھپا "کھلا خط" کی اشاعت ہوئی اخباروں اور رسالوں میں مضمون لکھے گئے۔ لیکن آپ نے ابتک اپنا بیان جاری نہیں فرمایا۔ حضرت موصوف نے نہایت ہی شگفتہ بیانی کیساتھ ارشاد فرمایا۔ بھلا آپ ہی سوچئے کہ جب مفتی شریف الحق صاحب کا فتوی ہم سے متعلق ہی نہیں اور ہمارے خلاف لکھنے والے حضرات یہی لوگ تھے مثلاً ہاشمی میاں، خلیل اطہر، غلام سید اشرف اور علیم اشرف وغیرہ جنکا نہ علماء میں شمار اور نہ پڑھے لکھے لوگوں میں ان کا دیلو ہم کیوں ان کو جواب دینے لگیں۔ ہمارے لئے یہی طریقہ کار بہتر تھا۔ جسکی تلقین قرانِ پاک نے فرمائی ہے کہ۔ اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما جواب جاہلاں باشد خموشی۔ البتہ پڑھے لکھے اور سنجیدہ قسم کے لوگ تو خود ہی حالات سمجھ رہے ہیں تو وہ کیوں لکھنے لگیں۔

آخر میں ہم نے حضرت والا سے ایک آخری سوال کیا کہ اگر آپ کی کتاب "ٹی۔ وی کی تحقیق" کے جواب میں کوئی کتاب لکھی گئی تو کیا آپ پھر اس کا جواب لکھیں گے موصوف نے نہایت ہی اعتماد کے ساتھ فرمایا کہ ٹی۔ وی کی صورتیں مبینہ طور پر تصویر ثابت ہو چکی ہیں۔ اس لئے اب کوئی دوسری کتاب کا آنا سعیٔ لاحاصل ہے۔ مجوزین نے قیاس فاسد سے اس کو عکس ثابت مان کر جائز قرار دیا تھا۔ ہم نے ان کے قیاس کا فساد و بطلان اظہر من الشمس کر دیا ہے۔ اس لئے اگر پھر کوئی ایسی کتاب منظر عام پر آئی تو اپنے اندر فقط بکواس رکھتی ہے۔ تو اس کا جواب دینا کسی بھی دانشور کے لئے ضروری نہیں ہے۔ ؎

## سب سے افضل

- سب سے افضل نام "اللہ تعالیٰ" ہے
- سب سے افضل رسول "محمد رسول اللہ" ہیں
- سب سے افضل کتاب "قرآن مجید" ہے
- سب سے افضل مذہب "اسلام" ہے
- سب سے افضل قوم "مسلمان" ہے
- سب سے افضل امت "امت محمدیہ" ہے
- سب سے افضل عبادت "نماز" ہے
- سب سے افضل عمارت "خانۂ کعبہ" ہے
- سب سے افضل شہر "مدینہ طیبہ" ہے
- سب سے افضل دعوت "اذان" ہے
- سب سے افضل زبان "عربی" ہے
- سب سے افضل خلیفہ "ابو بکر صدیق" ہیں
- سب سے افضل بیویاں "امہات المومنین" ہیں
- سب سے افضل بیٹا "حضرت اسماعیل" ہیں
- سب سے افضل بیٹی "فاطمہ زہرا" ہیں
- سب سے افضل داماد "حضرت علی" ہیں
- سب سے افضل نواسے "حسن و حسین" ہیں

مرسلہ: فوزیہ کریم۔ محلہ پیلی کوٹھی جہان آباد

# سانحۂ مکہ کی تحقیقات

## مشترکہ اسلامی کمیشن آخری حل

از: یٰسین اختر مصباحی ؛ نائب صدر کل ہند مسلم پرسنل لاء کانفرنس۔

سانحۂ مکۂ مکرمہ سارے عالم کی قلبی و روحانی کرب و اذیت کا باعث ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں مسلمان جس کرب و بےچینی کا شکار ہیں۔ وہ باطل بر حق اور ایک فطری چیز ہے۔ تقدس حفاظت کا بےقرار جذبہ ملت اسلامیہ کی بیداری اور اس کی غیرت و حمیتِ دینی کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ لیکن مشرق غرب میں ایران و سعودیہ کی حمایت و مخالفت کا جو طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اسے حکمتِ عملی کے ذریعہ پرسکون بنا کر تعمیری رخ دینا سارے علماء و دانشوران اسلام کا سب سے اہم اور اولین فریضہ ہے۔

اور ایسے عالم رستاخیز میں باہم دست و گریباں ہونے سے بہتر ہے کہ ایران و سعودی عرب مشترکہ طور پر عالمِ اسلام کے چند منتخب علماء و دانشوروں پر مشتمل ایک انکوائری کمیشن بٹھادیں جو اس پورے حادثہ کی ایماندارانہ و دیانتدارانہ تحقیق و تفتیش کر کے اپنی رپورٹ مسلمانانِ عالم کے سامنے پیش کرے کہ کون کس حد تک خطاوار ہے۔ اور باہمی تصادم و کشمکش سے بچنے کی آئندہ کیا تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں۔ ساتھ ہی مذہبی نقطۂ نظر سے وہ کمیشن اس کا بھی فیصلہ کرے کہ:۔

(۱) اللہ اکبر۔ رہبر و رہنما مصطفیٰ مصطفیٰ۔ لا شرقیہ لا غربیہ اسلامیہ اسلامیہ۔ ایہا المسلمون اتحدوا اتحدوا۔ مرگ بر مستکبرینِ عالم کا عام حالات میں کہنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر عام حالات میں جائز ہے تو ایام حج میں کس حکم شریعت اسلامیہ کے تحت یہ کلمات ناجائز ہوں گے؟

(۳) عام حالات نیز ایام حج میں کہنا جائز ہے تو انہیں تقدس حرم کے خلاف کس طرح کہا جا سکتا ہے؟ ان کا مفہوم اور اصل روح ناجائز یا غلط ہے یا بعض حالات میں بلند اور اجتماعی آواز کی کرختگی وغیرہ سنجیدگی کی وجہ سے انھیں ناجائز یا غلط یا غیر مناسب کہا جائے گا؟ اگر ایسا ہے تو کیا انفرادی یا اجتماعی طور پر پرسکون و پروقار آواز میں بھی انھیں زبان سے کہنے میں کوئی شرعی حرج ہے؟

(۴) کیا ایسے کلمات کہنے کی وجہ سے حجاج کرام کی عبادت و ریاضت و ذکر و فکر اور ان کی تسبیح و تہلیل میں کچھ فرق پڑتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پانچ چھ سال سے اب تک کتنے حجاج کرام اپنے ملک واپس ہونے کے بعد اپنی حکومتوں کے ذریعہ شکایات کر چکے ہیں؟ اور ان کی شکایات کس حد تک مبنی بر حقیقت ہیں؟

(۵) دنیا بھر سے آئے ہوئے لاکھوں حجاج کرام کو ان سے کوئی اختلاف ہے یا صرف سعودی حکومت اپنے مخصوص ملکی حالات کے تحت انھیں ناجائز یا غلط یا نامناسب سمجھتی ہے؟ اگر حجاج کرام کو ان سے اختلاف ہے اور ان کے درمیان کسی انتشار و اختلاف کا اندیشہ ہے تو ان کلمات میں سے کس کس پر پابندی عائد کئے جانے کے کیا مناسب اور شرعی طریقے ہو سکتے ہیں؟ بصورت دیگر محض اپنی خواہش پر سعودی حکومت کو ان جائز کلمات پر پابندی عائد کئے جانے کے کیا مناسب اور شرعی طریقے ہو سکتے ہیں؟

(۶) اس سال ایرانی و سعودی ذمہ داریاں کی ملاقات و گفتگو کے بعد کچھ نعرے، اس کے اوقات اور راستے طے ہوئے تھے جیسا کہ اخبارات کی رپورٹوں سے ظاہر ہے۔ تو کیا سعودی حکام سے گفتگو کر لینے کے بعد ناجائز یا غلط یا نامناسب بات جائز یا صحیح یا مناسب ہو جاتی ہے؟

(۷) بالفرض ان کلمات کا نعرہ کی شکل میں اجتماعی طور پر زبان سے ادا کرنا جائز ہے تو کیا محض اس جرم میں ایام حج میں یا اس سے پہلے یا بعد میں کسی حاجی یا عام دنوں میں کسی مسلمان کا حدودِ حرم میں قتل جائز ہے؟

(۸) نمبر (۱) میں ذکر کردہ کلمات کے علاوہ اگر کچھ ایسے نعرے بھی لگائے جاتے ہیں جو غیر اسلامی ہیں تو ان کی بھی نشاندہی کر دی جائے تاکہ مسلمان ایام حج میں خصوصاً اور عام حالات میں بھی ان سے دور رہیں۔

حالات کا غیر جانبدارانہ جائزہ لے کر اب عالمِ اسلام کو اس کی کوشش کرنی چاہیئے کہ اس موتمر عالمِ اسلامی کی تشکیلِ جدید کیجائے جو مفتی امین الحسینی مفتیٔ فلسطین و مولانا محمد علی جوہر وغیرہما کی کوششوں سے سلطان عبدالعزیز بن سعود نے قائم کی تھی۔ اور ۱۹۲۵ء ۱۹۲۶ء میں مکہ مکرمہ کے اندر اس کے کئی اجلاس ہوئے بھی، مگر بعد میں حکمتِ عملی کے ذریعہ اسے بے اثر کر کے ملک بدر کر دیا گیا اور سعودیت کو حجازیت پر غالب کرنے کی وہ ساری تدابیر اختیار کی گئیں جو ایام جاہلیت کی مذموم یادگار ہیں۔

اس موتمر عالمِ اسلامی کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ وہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی طرح سعود نواز علماء و شیوخ پر مشتمل نہ ہو بلکہ اس کے اندر سارے مسالکِ اسلام کی صحیح اور مکمل نمائندگی ہو اور حج و زیارت سے متعلق کسی بھی متنازعہ مسئلہ کے حل کے لئے مسلمانانِ عالم کی طرح سعودی حکومت بھی اسی کی طرف رجوع کرے۔ اور اس کے فیصلوں کی پابندی کرتی رہے۔

حکومتِ ایران سے ہماری اپیل ہے کہ وہ اپنے مقاصد و عزائم میں مخلص ہے تو ایام حج میں ہرگز کوئی ایسا نعرہ نہ لگائے جس پر حجاج کرام کو کسی طرح کا اعتراض ہو یا جس سے امنِ عالم میں فرق پڑے۔ ساتھ ہی آیت اللہ خمینی کی تصاویر کا استعمال بالکل بند کر دے اور اس حقیقت کو ہمیشہ ذہن نشین رکھے کہ دنیا کے کسی حصے میں کسی ہنگامہ آرائی کے ذریعہ عالمِ اسلام ایرانی سیاست اور خمینی قیادت کو کبھی قبول نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس کے سارے اقدامات اس کی روشنی میں ہونے چاہیئں۔

جن نعروں سے علماء اسلام حجاج زائرین ایران یا کسی بھی حاجی کو منع کر دیں۔ اس پر ہرگز اصرار نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں! ممنوعہ نعروں کو اگر حجاج و علماء ایران اپنے طور پر جائز سمجھیں تو مکہ مکرمہ کی بجائے تہران میں پوری آزادی کے ساتھ لگائیں۔ اور اس نئے نعرہ کا بھی اضافہ کر لیں: لا سعودیہ لا ایرانیہ اسلامیہ اسلامیہ!

اور سعودی حکومت سے ہماری گذارش ہے کہ وہ اپنے ضمیر کی صداقت کے ساتھ اس تلخ حقیقت کا جائزہ لے کہ اگر ایرانی نعروں کے اندر سیاسی عزائم پوشیدہ ہیں تو سعودی روک ٹوک کے پس پردہ بھی سیاست ہی کی جلوہ گری ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سعودی و حجازی عوام اس آزادئ نعرہ کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگیں۔ اور رفتہ رفتہ ان گونگی زبانوں میں بھی قوتِ گویائی پیدا ہونے لگے۔ جنھیں طاقت اور حکمتِ عملی کے ذریعہ تقریباً اسی سال پہلے ہی کاٹ کر صحرائے نجد میں پھینک دیا گیا — ایسی صورت میں پوری جرأت و دیانت کے ساتھ سعودی حکومت کو اس کا اعلان کر دینا چاہیئے کہ ان نعروں سے مذہب پر کوئی آنچ نہیں آتی۔ البتہ ہماری سیاسی بنیادی متزلزل ہوتی جا رہی ہیں اس لئے حجاج کرام ایسے نعروں سے پرہیز کریں — اس اعلان کے بعد یہ طے کیا جا سکتا ہے کہ ایام حج میں سعودی سیاست کی حفاظت کی کس حد تک شرعی گنجائش ہے؟

بہرحال! ایران و سعودی عرب دونوں حکومتوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ حرمین طیبین کو اپنی سیاست کا اکھاڑہ نہ بنائیں اور مکہ مکرمہ کے اس سانحہ اور اس کے ان نتائج پر اعتدال و سنجیدگی اور حقیقت کے ساتھ غور کریں جن سے عالمِ اسلام دوچار ہو سکتا ہے۔ اور صیہونی طاقت جس کا فائدہ اٹھا کر اس کے سینے میں خنجر گھونپ سکتی ہے۔

یہ سانحہ عظمیٰ جہاں مخالفینِ اسلام کے لئے نشانہ طنز و تضحیک ہے وہیں حامیانِ اسلام

کے لئے کھلا ہوا درسِ عبرت ہے کہ وہ اپنے اختلافات کا جلد از جلد تصفیہ کرنے کی کوشش کریں، ورنہ ان کے خون سے آج جس طرح حرم کی شاہراہ میں سُرخ ہوئی ہیں کل اسی طرح ان کے لہو کی چھینٹوں سے حرم کے در و دیوار بھی لالہ زار ہو سکتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کسی ایسے روزِ بد سے مسلمانِ عالم کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

٭

## ادارۂ شرعیہ فیض آباد کے تاریخ ساز اجلاس میں مقالات منظری "رسمِ اجراء"

۱۸ر مارچ ۱۹۹۰ء۔ ادارہ شرعیہ ٹانڈہ فیض آباد کا تاریخ ساز جلسہ انعقاد پذیر ہوا جس میں حضرت علامہ مولانا ادریس صاحب بستوی صاحب اور حضرت مولانا عظمت اللہ صاحب سلطان نوری نے تقریر فرمائی جناب صبور ٹانڈوی۔ سرور ٹانڈوی اور لطیف الرحمن ٹانڈوی نے بارگاہ رسالت میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ اس عظیم الشان جلسے میں ادارۂ شرعیہ کے جنرل سکریٹری اور ملک کے مایۂ ناز عالم دین وقلمکار علامہ حضور احمد منظری صاحب کی تازہ ترین تصنیف "مقالات منظری" کی رسم اجراء مفکر ملت حضرت علامہ محمد ادریس صاحب بستوی کے ہاتھوں عمل میں آئی۔

مرسلہ۔ قسمت سکہ پوری

## نعتِ پاک

قمر مصطفوی شمس آبادی

ہم پر بھی نگاہ لطف وکرم شاہنشہ بطحا ہوجائے
بیتاب نگاہیں کب سے ہیں دیدار تمہارا ہوجائے

سرکارِ دو عالم ختم رسل اے کاش کہ ایسا ہوجائے
ہو گنبدِ خضرا پیش نظر اور ختم فسانہ ہوجائے

نعلینِ مقدس سر کی قسم مل جائیں جو سر پر رکھنے کو
کونین کے چپے چپے پر پھر راج ہمارا ہوجائے

ہیں جلوہ نگاہوں سے آقا دیکھوں تو تمہارا یوں دیکھوں
آنکھیں تو تجسس ہی میں رہیں دیدار تمہارا ہوجائے

جب چاہیں بدل دیں فطرت کو جب چاہیں بدل دیں قسمت کو
ہر قطرہ سمندر ہوجائے ہر ذرہ ہمالہ ہوجائے

اتنی سی گذارش ہے آقا ہوجائے نگاہِ لطف وکرم
دنیا بھی ہماری ہوجائے عقبیٰ بھی ہمارا ہوجائے

اے جذبۂ دل لے چل طیبہ انبار بہت ہے عصیاں کا
فردوس بریں میں جانے کا کچھ اپنا بھی ذریعہ ہوجائے

فرقت میں نبی کے میرے خدا اتنا تو اثر کردے اس میں
جو اشک بھی ٹپکے آنکھوں سے وہ رشک ثریا ہوجائے

بس اتنی تمنا ہے میرے اب اس کے اور کچھ بھی نہیں
دل کعبہ ہمارا ہوجائے اور سینہ مدینہ ہوجائے

اس موت کو اپنی موت نہیں معراج بقا کی سمجھوں گا
جب جان لبوں پر ہو میری دیدار تمہارا ہوجائے

جو نام محمد صل علیٰ طوفاں میں لے دل سے قمر
منجدھار میں رستہ مل جائے طوفان کنارہ ہوجائے

احادیثِ نبویہ اور

# قربانی

از: محمد شہاب الدین رضوی (بھرائچی)

قربانی شعائر اسلام میں سے ہے شریعت مطہرہ میں اس کی بڑی تاکید ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ"

اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کئے تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے۔ حدیث کریم میں حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دسویں ذی الحجہ میں انسان کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں۔ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالےٰ نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قربانی میں ہمارے لیے کتنا ثواب ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔

قربانی اس مسلمان پر واجب ہے۔ جس پر صدقہ فطر واجب ہے یہاں مالک نصاب ہونا یا مالدار ہونے سے مراد یہ نہیں ہے جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جو شخص دو سو درہم یا چالیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دو سو درہم ہو وہ غنی ہے اور اس پر قربانی واجب ہے قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے، قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں اونٹ، گائے اور بکری بھینس گائے میں شمار ہے۔ نر اور مادہ خصی کی قربانی ہوسکتی ہے، بھیڑ اور دنبہ بکری میں داخل ہیں، ان کی بھی قربانی ہوسکتی ہے، وحشی جانور مثلاً ہرن اور نیل گائے کی قربانی نہیں ہوسکتی

## قربانی کے جانور کی عمریں

اونٹ پانچ سال، گائے دو سال، بکری ایک سال، دنبہ بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

عید اضحیٰ تمام احکام میں عید الفطر کی طرح ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے۔ اس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھا لیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے۔ اور عید اضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارہویں تک بلا کراہت مؤخر کرسکتے ہیں — بارہویں کے بعد پھر نہیں ہوسکتی اور بلا عذر دسویں کے بعد مکروہ ہے۔ قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن ترشوائے، نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے۔ اور تین بار افضل، اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔

دو رکعت واجب عید اضحیٰ کی نیت کرکے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے، پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اب امام اعوذ اور تسمیہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے پھر رکوع وسجود وغیرہ کرے، دوسری رکعت میں الحمد و سورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لیجا کر اللہ اکبر کہے۔ اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور نماز پوری کرے۔

# اسلام مظلوم اہلِ ہند کا

## نجات دہندہ بن کر آیا

مولانا بدر القادری
اسلامک اکیڈمی ہالینڈ۔

### اسلام نجات دہندہ بنکر آیا

بے چینی، مضطرب اور بدحال بھارت باسیوں کے لئے اسلام اور مسلمان اطمینان وسکون آرام وراحت کا پیغام بن کر گئے مجاہدوں اور غازیوں نے اپنی شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھا کر۔ اور علماء ومفکرین نے نور علم سے ذہن ودماغ کو جگمگا کر اور اولیاء اللہ، بزرگان دین نے دلوں کی دنیا بسا کر ہندوستان اور ہندوستانیوں کو جیت لیا۔ اسلام نفرتوں کی بھری دنیا میں سچے پیار اور حقیقی محبت کا وہ نغمہ ہے جو قلوب کے ساز سے ابھرتا ہے اور ذہن کی دنیا کو مولا کا متوالا بنا چلا ئے جاتا ہے اسلام ایمان ووقار، عزت وناموس کا مذہب ہے۔ وہ اپنے پیرؤں کو قصر مذلت سے اٹھا کر سطح وجاہت پر لا کھڑا کرتا ہے۔ ہندوستان میں ذات پات، نیچ اونچ، چھوت چھات جیسی درجنوں لعنتوں میں مبتلا بنی آدم کو اسلام نے آزاد کرایا۔ ان کی بیڑیاں کاٹ ڈالیں اور حقیقی آزادی کی فضا میں لا کھڑا کیا۔۔ مسیحی پادری لافرائے اپنی کتاب انسانیت اور عیسائیت میں لکھتا ہے کہ اسلام کی مثبت تعلیم نے بہت سے ایسے لوگوں کو اپنی طرف" مسلمان خدا کی ذات پر کامل اور مستحکم یقین رکھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک صداقت اور حقانیت ایک مضبوط حقیقت ہے۔ لہذا جب یہ اسلامی عقیدہ ہندوستان میں "ہمہ اوست" جیسے ہندؤں کے مبہم مسئلے کے ساتھ متصادم ہوا۔ تو اس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ اسلام اس معرکہ میں نہ صرف غالب ہوا۔ بلکہ شمالی ہند کی زندگی اور اس کے انداز فکر کے لئے باعث تقویت ثابت ہوا۔ اور اس نے بہت سے لوگوں میں ایک نئی جان ڈال دی "

پروفیسر آرنلڈ لکھتا ہے۔

" شمالی پنجاب کے پہاڑی اضلاع میں گکھڑوں کی ایک وحشی قوم آباد تھی۔ بارہویں صدی کے آخری دور میں سلطان محمد غوری کی تبلیغی مساعی سے انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کا سردار کسی وجہ سے سلطان کی قید میں آگیا تھا۔ وہاں اسے مسلمانوں کے عادات واخلاق دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور قیدیوں کے ساتھ خود مسلمان حکمرانوں کا کیا رویہ ہوتا ہے اس چیز کو اس نے سلطان محمد غوری کے کردار میں دیکھا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ سلطان نے اسے گکھڑ قوم کا سردار ہی رکھا اور اسے اپنی قوم کی طرف لوٹا دیا۔ اس کی تبلیغ سے اس کی قوم اسلام لے آئی " ؎

### اسلام میں انہوں نے پناہ لی۔

ملک کے بعض علاقوں میں نیچ

ذاتوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ آدم و حوا کی اولاد ہوتے ہوئے انہیں جانوروں اور چوپایوں سے بدتر زندگی گزارنے پر، خود انہی میں کے اعلیٰ کہلانے والوں نے مجبور کر رکھا تھا۔ اسلام نے نیچ اونچ کے اس جاہلانہ فرق کو عملاً مٹا دیا۔ تو ان ذلیل ملیچھوں کو اسلام اپنے لئے عزت و عظمت کا گہوارہ نظر آیا۔ اس لئے انہوں نے اسلام کے دامن میں پناہ لے لی۔ خود ہمارے اودھ کے قدیم حالات زبوں پر روشنی ڈالتے ہوئے صوبہ اودھ کے گزیٹیر میں لکھا ہے۔

"ان قوموں کی بدحالی اس ذلت و خواری اسفل السافلین کی حد تک پہنچ چکی ہے ان میں سے اکثر لوگ جو شمالی اضلاع میں رہتے ہیں۔ عملی طور پر غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان میں اتنی ہمت نہیں کہ انگریزی عدالتوں میں جا کر اس کے خلاف فریاد کریں۔ وہ اور ان کی اولاد نسلاً بعد نسل دوسروں کے قبضے میں اس طرح چلی آتی ہے۔ جیسے کوئی خرید کردہ مال ہو۔ وہ اپنے برہمن اور چھتری مالکوں کے لئے ہل جوتتے ہیں جو اپنی اونچی ذات کے غرور میں ہل کو اپنے ہاتھ سے تک نہیں چھوتے۔ وہ گاؤں سے دور الگ جگہوں میں سوروں کے باڑوں کے پاس رہتے ہیں اور سوروں سے بھی زیادہ ناپاک سمجھے جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ فاقہ کش کے قریب رہتے ہیں۔ ان کے بدن نحیف نزار، رنگت سیاہ اور صورتیں بدہیئت ہیں۔ اور چہرے پہ بے وفائی کے آثار نمایاں ہیں۔ ان کی نفرت انگیز اور ناپاک عادات سے ان کی بدنصیبی اور بدقسمتی ظاہر ہے۔ جس نے ان کو ذلت خواری کے اس درجہ پر پہنچا دیا ہے جہاں وہ انسان ہو کر بھی حیوانوں اور جانوروں سے بھی بدتر شمار ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ ترقی کرنے کے قابل ہیں۔"

اسی طرح بنگال کے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے سر ولیم ہنٹر لکھتے ہیں

"ان مفلس لوگوں کے لئے، جن میں ماہی گیر، شکاری، سمندری ڈاکو اور نیچ ذات کے کاشت کار شامل تھے، اسلام ایک نعمت عظمیٰ تھی جو ان پر عرش بریں سے اتری، اسلام حکمراں قوم کا مذہب تھا اور اس کے پرجوش مبلغ خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا مژدہ لے کر ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے، جس کو سب لوگ حقیر و ذلیل سمجھتے تھے۔ اور جس کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ قبول اسلام کی ابتدائی رسم سے ان کے لئے ارتداد ناممکن ہو جاتا تھا۔ اور نومسلم اور اس کی اولاد ہمیشہ کے لئے مومن صادق بن جاتے تھے اس طرح اسلام ہندستان کے سب سے زیادہ سرسبز و شاداب صوبے پر مضبوطی سے قائم ہو گیا جو ایک انتہائی گنجان اور روز افزوں آبادی کی پرورش کے قابل تھا۔ جبراً اسلام کا کبھی ذکر کہیں نہیں آیا۔ لیکن جنوبی بنگالی میں اسلام کو جو مستقل اور پائیدار کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کا سبب جبر و اکراہ نہیں ہے اس مذہب میں لوگوں کے لئے کشش تھی۔ اور اس کو بیشتر ماننے والے غریب اور نادار طبقے سے ملے اسلام نے ان کو خدا کی ذات کا ایک اعلیٰ تصور دیا۔ انسانی اخوت اور مساوات کے ایک اشرف تخیل سے آشنا کرایا۔ بنگال میں نیچ ذاتوں کے لاکھوں آدمی صدیوں سے ہندو سماج کے رحم و کرم پر ذلت و خواری کے دن کاٹ رہے تھے۔ لیکن اسلام نے ان کے لئے ایک نئے معاشرے میں داخل ہونے کا راستہ کھول دیا۔"

پروفیسر آرنلڈ نے خود تجزیہ کیا ہے۔

"ہندستان کے...... مسلمانوں میں سے اکثر لوگ نومسلم ہیں یا نومسلموں کی اولاد ہیں جن کے مسلمان کرنے میں کسی طرح کے جبر و تشدد سے کام نہیں لیا گیا۔ بلکہ ان لوگوں نے اسلام کے پرامن مبلغوں کی محض تعلیم و تلقین سے اسلام قبول کیا تھا۔"

ہندوستان میں غیر مسلموں کے قبول اسلام کی وجوہات عدیدہ میں سے ایک وہ بھی ہو سکتی ہے جس کی جانب رچرڈ ٹمپل نے اپنی کتاب "۱۸۸۰ء کا ہندوستان" میں اشارہ کیا ہے اس کا خیال ہے کہ ہندوستان کے مسلم بادشاہوں کے درباروں میں مزید اعزاز و اکرام حاصل کرنے کی خواہش نے بھی بہت سے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا۔ پریچنگ آف اسلام کے مصنف نے سر ٹمپل کی بیان کردہ وجہ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

اسلام قبول کرنے کی سب سے بڑی ترغیب اور تحریص اس وقت ہوئی جب لوگوں کی بت پرستی مسلم درباروں میں اعزاز پانے کے راستے میں حائل ہوئی۔

مسٹر ٹمپل کے بیان سے یہ ذہن ملتا ہے۔ ہندوستان کے مسلم حکمراں کے دربار میں غیر مسلموں کو عہدے اور اعزاز نہیں ملتے تھے۔ مسٹر آرنلڈ نے بھی بعض جگہ ایسا تاثر دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ حقیقت امر اس کے برخلاف ہے۔ مسلم حکمرانوں نے ہر دور میں بلا امتیاز مذہب و ملت ہندوستان میں صلاحیت کے مطابق عہدے مناصب اور اعزاز دیئے ہیں جس کا بین ثبوت خود پریچنگ آف اسلام (مترجمہ) ص ۲۵۹ پر مذکور اورنگ زیب کے واقعہ میں موجود ہے کہ اس نے خزانہ شاہی کی ذمہ داری پر ایک غیر مسلم کو متعین کیا تھا۔ حالانکہ ہندوؤں کے ساتھ مسامحت اور رواداری کا سلوک ہوتا تھا۔ اور یہ رواداری اکبر جیسے وسیع الخیال بادشاہ کے عہد میں حد کمال کو پہنچ گئی تھی۔ اگرچہ ہندو مندروں کے شاہی اوقاف کا احترام کیا جاتا تھا۔

## مالابار میں اسلام

علاقہ مالابار میں اسلام کس طرح آیا اس کی تاریخ، دسویں صدی ہجری کے ایک جید عالم دین شیخ زین الدین معبری بن عبدالعزیز نے اپنی تحفۃ المجاہدین میں لکھی ہے۔

"اس ملک میں سب سے پہلے جن لوگوں نے اسلام کی تبلیغ کی وہ زائرین کی ایک جماعت تھی جو لنکا کی طرف حضرت آدم علیہ السلام کے نشان قدم کی زیارت کے لئے جا رہی تھی جب وہ کرنگ نور میں پہنچے تو وہاں کے راجہ نے ان کو بلا بھیجا۔ اس جماعت کے سربراہ کا نام شیخ شرف بن مالک تھا۔ ان کے ہمراہ ان کے بھائی مالک بن دینار اور بھتیجے مالک بن حبیب بھی تھے۔ شرف بن مالک نے اس موقع کو غنیمت جانا اور راجہ کے سامنے اسلام کی تعلیم اور رسالت محمدی کی دعوت پیش کر دی۔ خداوند کریم نے رسول اللہ کی سچی تعلیم راجہ کے دل میں اتار دی اور وہ ان پر ایمان لے آیا۔ راجہ نے شیخ اور ان کے ساتھیوں سے کہا کہ جب آپ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے نشان قدم کی زیارت سے واپس آئے تو راجہ ان کے ساتھ خاموشی سے جہاز پر سوار ہو کر، جو ساحل عرب کی طرف جا رہا تھا روانہ ہو گیا۔ وہ بلاد عرب میں کچھ عرصہ ٹھہرا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وطن واپس پہنچ کر، مسجدیں تعمیر کرے اور دین اسلام پھیلائے لیکن جب وہ واپسی کے لئے تیاری کر رہا تھا تو اچانک بیمار ہو گیا اور انتقال کر گیا۔ لیکن اس نے مرنے سے پہلے اپنے رفیقوں کو تاکیداً وصیت کی اس نے مالابار میں تبلیغ اسلام کے جس کام کا قصد کر رکھا ہے، اس کو ترک نہ کریں۔ اس کام میں امداد دینے کی غرض سے راجہ نے ان کو اپنے نائبوں کے نام چند خطوط دیئے اور ان سے کہا کہ میرے انتقال کی خبر ابھی ان لوگوں سے پوشیدہ رکھی جائے۔

شیخ شرف بن مالک اور ان کے ہمراہی یہ خطوط لے کر کرنگ نور کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ان کی راجہ کے نائب کے سامنے پیش کیا۔ نائب نے ان سب پر بہت مہربانی سے پیش آیا کی اور اس نے ان کو ایک قطع زمین دی۔ جس پر انہوں نے ایک مسجد تعمیر کی۔ مالک بن دینار نے وہاں آباد ہونے کا فیصلہ کیا اور مالک بن حبیب تبلیغی دورے پر روانہ ہوئے۔ وہ اپنے بیوی بچوں اور کچھ اسباب کے ساتھ شہر کولم کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ایک مسجد بنوائی۔ پھر مورخ ممدوح نے سات دیگر مقامات کا ذکر کیا ہے جہاں انہوں نے مسجدیں بنائی۔ اور پھر خود کرنگ نور لوٹ آئے۔ اس کے بعد وہ ان تمام مقامات پر پھر گئے اور اپنی تمام تیار کردہ مساجد میں نمازیں ادا کیں۔"

دی پریچنگ آف اسلام کا مصنف لکھتا ہے۔

"موپلہ قوم کے یہاں ایک روایت مشہور ہے کہ جنوبی عرب کے ساحل پر شہر ظفار میں ایک ہندو راجہ کی قبر ہے۔ اور اس پر یہ کتبہ لکھا ہوا ہے عبدالرحمٰن السامری جو ۲۱۲ھ میں وارد ہوا اور ۲۱۶ھ میں انتقال کر گیا۔

اسی کتاب میں ہے۔

"کالیکٹ کا راجہ زمورن، عرب تاجروں کا بڑا سرپرست تھا۔ اس کے متعلق کہ

جاتا ہے کہ وہ قبول اسلام کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ تاکہ اسے جنگی جہازوں کے لئے آدمی مل سکیں۔ جن پر اس کی عظمت و طاقت کا انحصار تھا۔ لہذا اس نے حکم دے دیا تھا کہ اس کی مملکت میں ماہی گیروں کے ہر گھرانے میں سے ایک یا دو لڑکوں کی تربیت۔ اسلامی طریق پر کی جائے۔"

ہندوستان کے جنوبی خطے میں اسلام اسلام کے وسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے راقم طراز ہے۔

"جنوبی ہند کی ایک مسلمان قوم راوتن ہے۔ جو تامل زبان بولتی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے چند اسلامی مبلغین کی تلقین سے اسلام قبول کیا ہے۔ جن کی قبروں کا وہ آج تک احترام کرتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور سید نثار شاہ (۹۶۹ء ۱۰۳۹) ہیں جنہوں نے دیار عرب، ایران اور شمالی ہند میں طویل سفر کرنے کے بعد آخر کار ترچنا پلی میں سکونت اختیار کرلی۔ اور اپنی عمر کے آخری سال وہیں عبادت اور اعمال صالحہ میں گزار دیئے۔ ان کے ذریعہ بہت سے ہندوں نے اسلام کی دولت پائی — مسلمانوں نے ان کے نام کی نسبت سے ترچنا پلی کا نام نثار نگر رکھ دیا تھا ان کی قبر وہاں آج بھی زیارت گاہ خاص و عام ہے۔"

صرف جنوبی علاقہ ہند ہی نہیں بلکہ ملک کے اکثر حصوں اور دنیا کے بیشتر خطوں میں بھی اسلام کی مضبوط اشاعت گوشہ نشین بزرگوں۔ درویشوں اور اولیا ماللہ کے ذریعہ ہوئی، دعوت اسلام میں ہے۔

"سید ابراہیم شہید نامی بزرگ کی قبر ارقدی میں ہے جن کے بارے میں ہدایت ہے کہ وہ ایک جنگجو مجاہد تھے، جو پانڈین کی مملکت پر بارہ سال حکمراں رہے۔ پھر شہید کر دیئے گئے" ان کے دور میں بھی اسلام کو ترقی ملی۔ لوگ ان سے اب بھی بہت عقیدت رکھتے ہیں۔"

اس کتاب میں ہے۔

جن بزرگان دین کے ذریعہ شمالی ہند میں اسلام کی اشاعت زیادہ ہوئی ان میں نہایت مشہور و معروف حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری کا ہے جو مانک پور میں پیدا ہوئے۔ اور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ عبادت و مجاہدہ۔ اور تبلیغ دین میں صرف کیا۔ اور عمر کا آخری زمانہ ناگور میں گزار۔ جہاں ان کے منہ بولے فرزند کی اولاد اب تک موجود ہے۔"

ڈاکٹر آرنلڈ نے خود اقرار کیا ہے کہ ہندوستان کے ملیچھوں کو اسلام نے لاچاری کے غار سے نکالا ہے۔

"جنوبی ہند میں تیان (جو ہندستان کی ترقی پذیر قوموں میں شمار ہوتے ہیں) اور مکون (جو ماہی گیر ہیں) اور چیروں (جو کاشتکار ہیں) اور دوسری نیچ ذاتوں کے لوگ وقتاً فوقتاً اسلام اسلام قبول کرتے رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوں کی ذات پات کی رو سے یہ لوگ ملیچھ ہیں اس لئے بے بس اور مجبور ہیں۔ لیکن قبول اسلام ان کو لاچاری سے نجات دلاتا ہے۔"

## اہل کلیسا کی تشویش

سیکنڈ ڈیفنیل

مشنری کانفرنس منعقدہ کلکتہ (۱۸۸۲ء ۱۸۸۳ء) میں جنوب ہند کے بعض علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافے کو نہایت اندیشہ کی علامت کے طور پر پیش کیا گیا۔ رپورٹ تیار کرنے والے یقیناً انگریزی چرچ کے لوگ ہی تھے۔

لکھا ہے۔

"جنوبی ہند کے مغربی ساحل پر پنچ ذاتوں کے مسلمان ہونے سے، ماپلا قوم کے مسلمانوں کی تعداد اس قدر بڑھ رہی ہے کہ چند سالوں میں مغربی ساحل کی تمام ادنیٰ قوموں کا مسلمان ہو جانا عین ممکن ہے۔"

ہندوستان میں غیر مسلموں کے قبول اسلام کی وجوہات عدیدہ میں سے ایک وہ بھی ہو سکتی ہے جس کی جانب چیرد ٹمیل نے اپنی کتاب "۱۸۸۰ء کا ہندستان" میں اشارہ کیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہندوستان کے مسلم بادشاہوں کے درباروں میں مزید اعزاز و اکرام حاصل کرنے کی خواہشات نے بھی بہت سے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا — پریچنگ آف اسلام کے مصنف نے مسٹر ٹمیل کی بیان کردہ وجہ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"اسلام قبول کرنے کی سب سے

بڑی ترغیب اور تحریص اس وقت ہوئی جب لوگوں کی بت پرستی مسلم درباروں کے اندر اعزاز پانے کے راستے میں حائل ہوئی۔ مسٹر ٹیل کے یہ ذہن ملتا ہے۔ ہندوستان کے مسلم حکمرانوں کے دربار میں غیر مسلموں کو عہدے اور اعزاز نہیں ملتے تھے۔ مسٹر آرنلڈ نے بھی بعض جگہ ایسا ہی تاثر دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ حقیقت امر اس کے برخلاف ہے۔ مسلم حکمرانوں نے ہر دور میں امتیاز مذہب و ملت ہندوستان میں — صلاحیت کے مطابق عہدے مناصب اور اعزاز دیئے ہیں جس کا بین ثبوت خود پر بجنگ آف اسلام (مترجمہ) ص ۷۵۹ پر مذکورہ اورنگ زیب کے واقعہ میں — موجود ہے کہ اس نے خزانہ شاہی کی ذمہ داری پر ایک غیر مسلم کو متعین کیا تھا۔ حالانکہ ہندؤں کے ساتھ مساحمت اور رواداری کا سلوک ہوتا تھا۔ اور یہ رواداری جیسے وسیع الخیال بادشاہ کے عہد میں حد کمال کو پہونچ گئی تھی۔ اگرچہ ہندوستانیوں کے شاہی اوقات کا احترام کیا جاتا تھا

★ ———

وہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

# کھڑکی مسجد

حکیم محمد ادریس خاں قادری بریلوی)

موضع کھڑکی بستی چراغ دہلی سے نصف میل بسمت مغرب دہلی میں واقع ہے یہ۔ مسجد فیروز شاہ تعلق نے ۷۸۶ھ میں اپنے وزیر خان جہاں تلنگی کی نگرانی میں بنوائی تھی فیروز شاہ نے اپنے دور میں چالیس مسجدیں چھوٹی اور سات مسجدیں بڑی بنوائیں چھوٹی مسجدیں ایسی جس میں ایک ہزار سے دو ہزار تک نمازی نماز پڑھ سکیں اور بڑی ایسی جس میں ۲۵ ہزار سے ۵۰ ہزار تک نمازی آسکیں بنوائیں۔ کھڑکی کی مسجد تین منزل واقع ہے ایک حصہ یا پہلی منزل بشکل تہ خانہ ہے اس کی اونچائی پندرہ فٹ ہے پہلی منزل کوڑے سے پٹ چکی ہے دوسری منزل بائیس فٹ اونچی ہے اور صحیح سالم ہے اس کے بیچ کے حجروں میں اندھیرا ہے کہ بجز روشنی کے کچھ نظر نہیں آتا تیسری منزل سب صحیح سالم ہے اور روشن ہے اس پر اکیاسی گنبد ہیں اور ہر گنبد چار ستونوں پر ٹکا ہوا ہے مسجد میں دس گز لانبے دس گز چوڑے چار صحن ہیں مسجد کیا ہے ستونوں اور گنبدوں کی دنیا آباد ہے اس مسجد میں بیک وقت چالیس ہزار آدمی آسکتے ہیں اس مسجد میں ایک خوبی اب بھی موجود ہے کہ امام کی آواز ساری مسجد میں گونجتی ہے ساری مسجد کے لئے کافی ہے بگر کی ضرورت نہیں امتداد زمانہ سے مسجد کا رنگ روپ بگڑ گیا ہے مسجد کالی کلوٹی نظر آتی ہے فیروز شاہ تعلق کے بعد شاید اس پر چونہ کاری تو کبھی ہوئی نہیں۔ محمد شاہ رنگیلے کے دور میں افراتفری میں گنوار ں نے مسجد میں سکونت اختیار کر لی تھی اس میں ان کے مویشی اور مویشیوں کا چارہ چری بھوسہ بھی بھرا ہوا تھا۔ اس میں آگ لگ گئی۔ اس سے مسجد کے کئی گنبد گر گئے دیہاتی بدستور مسجد میں آباد رہے ۱۸۵۷ء میں جب عنان حکومت انگریزوں کی تحویل میں آگئی اور ملک میں پورا تسلط ہو جانے پر انگریزوں نے محکمہ آثار قدیمہ قائم کیا تو مسجد سے ایک سو چونتیس فرد و زن اور ان کے ایک سو ستر مویشی نکالے گئے محکمہ آثار قدیمہ نے مسجد کے چاروں طرف بن گھڑے پتھروں کی ایک فصیل بنوادی جس سے مسجد کی شکل خندق کے اندر ہو گئی تاکہ انسان آسانی سے مسجد کے اندر نہ جاسکے اور مویشی کے جانے کی قطعی روک ہو گئی دور رواں میں عرصہ چار سال کا ہو کہ مسجد آثار قدیمہ کی سرپرستی سے واگزار ہو چکی ہے اب پانچوں وقت نماز ہوتی ہے۔

# حضور مفتی اعظم ہند کی شخصیت



از: محمد اسلم رضوی (فیض آبادی)

شہزادۂ اعلیحضرت حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفےٰ رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کی شخصیت مسلم الثبوت ہے۔ آپ اس باپ کے بیٹے ہیں۔ جسے دنیائے اسلام مجدّد دین وملت اعلیحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام نامی اسم گرامی سے جانتی اور پہنچانتی ہے۔ اور خوب یہ کہ مانتی بھی ہے اعلیحضرت کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دین واسلام کی تبلیغ اور عبادت الٰہی میں گذرا۔ اعلیحضرت نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ ہی کی دین ہے۔

اللہ و رسول کی شانِ عالی میں گستاخیاں کی جارہی تھیں۔ لوگوں کے دلوں سے عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چھیننے کی ناپاک کوششیں کی جارہی تھیں تو ایسے عالم میں اعلیحضرت ہی کی ذاتِ گرامی تھی جس نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور سنیت کو لٹنے سے بچایا۔ سنیت کا علم صرف ہندوستان ہی میں نہیں۔ بلکہ ساری دنیا میں لہرایا۔ اور مذہب حقہ اور سنیت کی بقا کے لئے ہر ممکن کوششیں کیں۔ اور ہماری صحیح طور پر رہنمائی فرمائی۔ کہ مذہب حق کون ہے۔ اور اسکی پہنچان کیا ہے اعلیحضرت نے ہماری رہنمائی کے لئے تقریبًا ایک ہزار کتابوں سے بھی زائد کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ جو مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہیں جنکے مطالعہ سے ہر خاص وعام فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اور تاقیامت ہوتے رہے گے۔ آپ (حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ) اس ذاتِ گرامی کے فرزند ارجمند ہیں۔

اعلیحضرت نے جس طرح بطور یادگار اپنے افعال وکردار اور تالیفات وتصنیفات چھوڑی ہیں۔ اسی طرح اپنے فرزندِ ارجمند حضور مفتی اعظم ہند کو اپنا جانشین اور خلیفہ بنا کر دنیائے سنیت کیلئے عظیم رہنما بھی چھوڑا ہے۔ جس طرح اعلیحضرت نے اپنی زندگی دین واسلام کیلئے وقف فرمادی تھی۔ اسی طرح حضور مفتی اعظم ہند نے بھی اپنی زندگی دین واسلام کیلئے وقف کردی تھی جسطرح اعلیحضرت شریعت وطریقت کے پابند تھے۔ اسی طرح حضور مفتی اعظم ہند بھی تاعمر پابند شریعت و طریقت رہے۔

جس طرح اعلیحضرت نے سفر وحضر میں کبھی نماز نہیں ترک کی۔ اسی طرح مفتی اعظم ہند بھی سفر وحضر میں پابند نماز رہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ دورانِ سفر اپنے مریدین ومتعلقین کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ٹرین سیٹی پہ سیٹی دے رہی تھی۔ لیکن حضور مفتی

اعظم ہند نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ نماز ادا فرماتے رہے، سلام پھیرنے کے بعد مریدین نے عرض کیا حضور ٹرین تو چلی گئی اب کیا ہوگا۔ حضور مفتی اعظم ہند نے بڑا ہی پیارا جواب دیا۔ ایسا جواب جو ایک اللہ والا دیا کرتا ہے۔ فرماتے ہیں سنتیں پڑھو ٹرین آرہی ہے۔ گئی ہوئی ٹرین نہ جانے کتنی دور چلی گئی تھی۔ پھر الٹے واپس آئی، حضور مفتی اعظم ہند مع مریدین و متعلقین جب نماز سے فارغ ہو کر ٹرین پر سوار ہوتے ہیں تب کہیں جاکے ٹرین آگے بڑھی ہے تمام مسافرین و ڈرائیور و گارڈ حیران رہ گئے۔

یہ واقعہ صرف ایک ہی بار نہیں پیش آیا بلکہ بہت مرتبہ گئی ہوئی ٹرین حضور مفتی اعظم کے لئے واپس آتی ہے۔

اپنا ایک دلچسپ واقعہ میں سناؤں میں ایک مرتبہ بنارس جارہا تھا۔ کھیتا سرائے۔ جونپور اسٹیشن پر ٹرین رکی۔ ادھر سے ٹرین آنیوالی تھی میں ڈبہ سے باہر نکل کر لگی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں کچھ بڑے بھیا لوگ آگئے (جو داد کا کرتا، نانی کا پاجامہ پہنے ہوئے تھے، اور کہا کہ چلئے نماز پڑھ لیں میں نے کہا کہ آپ لوگ جائیے پڑھئے میں تنہا پڑھلونگا۔ ان لوگوں نے کہا کہ امامت آپ فرمائیں گے۔ ہم لوگ آپ کے پیچھے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ لیں گے، میں نے کہا کہ میں آپ لوگوں کی امامت نہیں کرونگا، اور میں نے وضو بنایا اور نماز سے فارغ ہوگیا، اور ان لوگوں کا منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا، کوئی وضو بنا رہا ہے، استنجا کر رہا ہے۔

ضروریات سے فارغ ہو کر جماعت قائم کرلی۔ ایک صاحب امام بقیہ مقتدی بن کر کھڑے ہوگئے۔ ابھی رکوع ہی میں گئے تھے کہ ٹرین نے سیٹی دی تو گھوم گھوم کر ٹرین کی طرف دیکھنے لگے۔ اور سب کو خطرہ لاحق ہوگیا کہ ٹرین چلی جائے گی۔ سجدے میں گئے ٹرین نے اپنی تیسری سیٹی پوری کرلی۔ امام صاحب نے فوراً مصلیٰ اور سامان کندھے پر رکھا اور کہا کہ زور سے چلو ٹرین کھل گئی سبھوں نے نماز پوری کئے بغیر یعنی امام صاحب کے نماز توڑ نے کے بعد سب نمازیں توڑ کر ٹرین پر سوار ہو گئے۔ میں نے کہا۔ نادانوں نماز پڑھتے ہو۔ تو ذہن ٹرین کی طرف لگا کر کے۔ ٹرین کا تم انتظار کرتے ہو۔ نماز اس طرح پڑھو۔ جس طرح ہمارے مفتی اعظم ہند پڑھا کرتے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند ٹرین کا انتظار نہیں کرتے تھے

۔ بلکہ ٹرین ان کا انتظار کرتی تھی۔

جس طرح اعلیحضرت ماہر علوم و فنون تھے۔ فتوی نویسی میں یکتائے روزگار تھے۔ اسی طرح حضور مفتی اعظم ہند بھی ماہر علوم و فنون ہونے کے علاوہ فتوی نویسی میں یکتائے روزگار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا لقب حضور مفتی اعظم ہند پڑا۔ آپ کے فتاوی کو دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے۔ کہ آپ کتنے ذی علم اور صاحب فہم اور دور اندیش تھے۔

آپ کا وہ فتوی جو عکس تصویر کے بارے میں ہے۔ قابل دید و لائق صد آفریں ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند سے سوال کیا گیا کہ حضور عکس جواز کے بابت مصری عالم نے فتوی دیا ہے۔ اس کے متعلق آپ کی رائے عالی کیا ہے۔

اس پر مفتی اعظم ہند نے جو جواب ارشاد فرمایا۔ اس سے آپ کی شان فقاہت ٹپکتی ہے۔ اس سے آپ کی علمی بصیرت ٹپکتی ہے۔ ارشاد فرمایا۔ اگر آئینہ یا پانی میں عکس اسی طرح جم جاتا کہ اسے اٹھا کر رکھ سکتے تو وہ بھی حرام ہو جاتا۔

اس طرح نسبندی کے عدم جواز پر مفتی اعظم ہند کا فتوی سارے عالموں کے فتووں پر حاوی و بھاری تھا۔ بہت سے علماء نے جواز کا فتوی دے دیا تھا۔ لیکن حضور مفتی اعظم ہند اپنی جگہ پر اٹل رہے۔ چنانچہ حکومت کی جانب سے بھیجا ہوا۔ ایک کارندہ

مفتی اعظم ہند کی خدمت میں حاضر ہوا حضور مفتی اعظم ہند بستر علالت پر تشریف فرما تھے۔ خادم نے خبر دی حضور۔ حکومت کی جانب سے بھیجا ہوا ایک شخص آپ سے بات کرنا چاہتا ہے، حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا۔ یہاں پردہ کرو۔ تاکہ اس کی مکروہ صورت سامنے نہ پڑے۔ حسب حکم پردہ کر دیا گیا۔ کرسی لگا دی گئی۔ حکومت کی طرف سے آئے ہوئے شخص کو بلایا گیا ــــ وہ آیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ حضور مفتی اعظم ہند نے دریافت فرمایا کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا کہ حضور تمام لوگوں نے اپنا اپنا فتویٰ واپس لے لیا ہے، آپ بھی اپنا فتویٰ واپس لے لیں، اس لئے کہ آپ کا فتویٰ تمام فتووں پر بھاری ہے،

مفتی اعظم ہند میں اٹھنے کی سکت نہیں تھی۔ مارے جلال کے اٹھ کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ بریلی کا فتویٰ بدلا نہیں کرتا۔ بدلنا ہوگا۔ تو حکومت خود بدل جائے گی

کچھ دنوں کے بعد الکشن ہوا کانگریس کی حکومت بدل گئی (یعنی کہ اندرا گاندھی اس وقت حکومت کر رہی تھیں)

جنتا دل کی حکومت قائم ہو گئی دوبارہ الکشن کے بعد پھر اندرا گاندھی کی حکومت آئی،

المختصر یہ کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ایک عالم دین و مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ تو ایک اللہ کے برگزیدہ بندے اور ولی بھی تھے۔ مستجاب الدعوات بھی تھے جو کہہ دیتے تھے وہ ہو جایا کرتا تھا افسوس کہ آج مفتی اعظم ہند ہم میں نہ رہے۔ مگر ان کی یادیں آج بھی ہمارے دلوں میں موجود ہیں۔ ان کا کرم اور احسان آج بھی ہم پر ہے۔ راقم السطور نے چند سطر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کی بارگاہ میں بطور خراج عقیدت پیش کی ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی پر روشنی ڈالنے کیلئے دفتر بھی ناکافی ہے، مولیٰ تعالیٰ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی مزار مقدس پر رحمتوں کے پھول برسائے، آمین

شعر

ابر باراں تیری مرقد پہ گہر باری کرے۔
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

## قول مناسب

قبر کو بوسہ دینا راجح مذہب میں منع ہے اور اسی طرح جھک کر سلام کرنا بھی۔ بلکہ انہیں میں سے کوئی چیز شرک و کفر نہیں ہو سکتی۔ یہ گمراہ وہابیوں کا مبالغہ ہے۔

اعلیٰ حضرت

## اقوالِ زریں

حافظ محمد امیر خان (بریلوی)

(۱) کینہ اور دلوں میں کھوٹ رکھنا دلوں کی بیماری، اور حسد تمام عیبوں کا سرچشمہ ہے۔

(۲) دشمن کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اس کی مخالفت کی شدت و تیزی اور عداوت کی، تلوار کی دھار کند کر دیتا ہے، خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ عناد اور دشمنی کی آگ بجھا دیتا ہے،

(۳) ظلم بھائی چارگی کا رشتہ بگاڑ دیتا ہے اور وفائے عہد صفائی کا عنوان ہے اور لوگوں کا بھید ظاہر کرنے اور مال میں خیانت کرنے والا دونوں گناہ میں برابر ہے،

(۴) سخاوت تمام خوبیوں کا خزانہ اور بخل تمام برائیوں کی بنیاد ہے،

(۵) انصاف پرستی اچھے لوگوں کی خصلت اور حیا پاک دامنی کی رفیق ہے،

(۶) مال نفسانی خواہشوں کا مادہ جڑ اور دنیا آفتوں اور بلاؤں کا گھر ہے،

(۷) عقل مند آدمی کمال طلب کرتا ہے اور نادان آدمی مال ڈھونڈتا ہے،

(۸) نفسانی خواہش شیطان کا جال اور پھندے ہیں،

گردشِ ایام

# سید سلیمان ندوی کی مدح سرائی

سعید جیلانی

آج مورخہ ۲ مئی ۱۹۹۰ء کو کانپور سے نکلنے والے روزنامہ میں سید سلیمان ندوی کی مدح سرائی میں پورا اداریہ لکھا گیا ہے اور قوم کو یہ باور کرایا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے بڑے ہمدرد، خیرخواہ مایۂ ناز مصنف، انشاء پرداز، شعلہ بیان مقرر اور کیا کیا تھے، اپنوں سے محبت کرنا، اپنوں سے پیار کرنا، اپنوں کی مدح سرائی کرنا، اپنوں کو کلیجے سے لگانا، اپنوں پر شفقت کرنا، اپنوں کے قدم چومنا یہ دنیا کل بھی کر رہی تھی اور آج بھی کر رہی ہے اور کرنا بھی چاہئے، اس سے ہمیں نہ تو انکار ہے اور نہ ہی اس حقیقت سے راہ فرار اختیار کی جا سکتی ہے لیکن ہیں حقیقت سے قطع نظر، ہماری نظر اس پر بھی رہنی چاہئے کہ فلاں شخص مسلمان ہے یا منافق؟ فلاں شخص کا دل محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہے یا درپردہ، عبداللہ ابن ابی اور ذوالخویصرہ جیسے مشاہیر منافقین سے ہمدردی اور ان کے کار کی تبلیغ کر رہا ہے ہم نے جناب ندوی صاحب کو پڑھا ہے۔ ان کے علم ان کی مضمون نگاری سے ہم متاثر بھی ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ آنکھ بند کر کے ان کی تمام تحریروں کو من وعن حلق سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اتار لیا جائے۔ خواہ بعض تحریروں کی بدبو سے آنتیں باہر نکل پڑیں اور ہمیشہ کے لئے ایمان واسلام سے محروم مرحوم ہو جائیں۔

ہمارے سامنے سرِ دست ندوی صاحب کی کتاب "خطبات مدراس" ہے جو دہلی سے ناز پبلشنگ ہاؤس نے شائع کی ہے۔ اس کا صفحہ ۹۷ نکالیئے تو کلیجہ پھاڑ دینے والی تحریر سامنے ہے۔ محترم عالم ماکان ومایکون صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر جلیے سپردِ قلم فرمائے ہیں اور آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کی ایک لائن لگا کر تعارف کرایا ہے اس میں لکھتے لکھتے نہیں معلوم ندوی صاحب کے قلم کا کنکشن زمانۂ ماضی کے کسی منافق سے ہو گیا۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جروا ہا لکھ دیا۔ قرآن عظیم کے مطالعے سے ہم پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس بارگاہِ گرامی میں زور سے بولنے پر اعمال کو ملیامیٹ کر دینے کی وارننگ دی گئی ہے، حجرے مبارک میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہو جائیں تو آواز دینے کی اجازت نہیں۔ اور جن لوگوں نے ایسا کیا خداوند عالم کو جلال آیا، اور ان لوگوں کو

بے عقل فرمایا گیا۔ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا لفظ بولنے کی اجازت نہیں ہے، جس لفظ سے دشمن توہین کا پہلو نکالنے میں کامیاب ہو جائے آپ قرآن کریم میں سورۂ حجرات نکال لیجئے دیکھئے کیسے درسِ پرور آداب سکھائے گئے ہیں جس کی زمانۂ ماضی میں مثال نہیں ملتی انوکھے اور نرالے قوانین مالکِ بے نیاز نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان فرمائے۔ قرآن کریم کے ایمان افروز قوانین کو سامنے رکھنے کے بعد ندوی صاحب کی اس تحریر کا کیا جواز ہے فرماتے ہیں۔

اگر تم یتیم ہو تو عبداللہ
اور آمنہ کے جگر گوشہ
کو مت بھولو، اگر بچہ ہو
تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے
بچے کو دیکھو۔ اگر تم جوان
ہو تو مکہ کے ایک چرواہے
کی سیرت پڑھو۔
خطباتِ مدراس ص۹۷

وہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم جنھیں خداوند قدوس نے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا جو پوری دنیا کے لئے امن وامان کا پیغام لے کر تشریف لائے۔ وہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم جنھوں نے پیدائش سے لیکر سفرِ آخرت کی آخری منزلوں تک اپنی امت کی بھلائی چاہی اس کے لیئے روتے رہے پاؤں مبارک ورم کر آئے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا جہاں خداوند عالم سے اپنی امت کی بھلائی کی بات نہ فرمائی ہو۔ محترم قارئین! آپ پورا قرآن عظیم پڑھ جایئے کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لیکر نہیں پکارا جہاں دیکھئے خطابات، ٹائیٹل اور ڈگریوں کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں۔ خدا رحمت و نور کی بارش فرمائے، ہمارے اسلاف کرام پر جنھوں نے ایک اشاریہ یہ بھی دیا کہ خداوند عالم نے قرآن عظیم میں جہاں جس آیت کریمہ میں اپنے کسی پیغمبر و رسول کو عبد فرمایا وہاں اسی جگہ ان کے اسم مبارک کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اور جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا تو نام نہیں لیا اور عبد فرما کر بات آگے بڑھا دی گئی۔ جب پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت کا یہ عالم ہے۔ کہ کوئی پیغمبر و رسول اس منزل میں نہیں ہے۔ تو حقیقت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اسی عظمت والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ندوی پہلوان بہادر صاحب مکہ کا چرواہا لکھ رہے ہیں۔ معاذ اللہ

ہماری اپنی معلومات میں اب رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو چرواہا لکھنے اور کہنے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔ سب سے پہلے دور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہودیوں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو چرواہا کہنا شروع کیا تھا جس کے جواب میں قرآن عظیم میں آیتِ کریمہ نازل ہو گئی لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا۔ سورہ بقرآیت نمبر ۱۰۴ دیکھ لیجئے۔ اس کے بعد صدیاں بیت گئیں۔ اور جب چودھویں صدی آئی تو اس صدی میں ابوالاعلیٰ مودودی نے پیغمبروں کو اَن پڑھ۔ بادیہ نشین، اسرائیلی چرواہا لکھا۔

اور تیسری شخصیت ندوی صاحب کی ہے۔ جن کی مثال اوپر دی گئی ہے۔ لیجئے لگے ہاتھوں مودودی صاحب کی تحریریں ملاحظہ فرما لیجئے پڑھ لیجئے، چاٹ لیجئے، چوم لیجئے یا لات مار دیجئے یہ آپ کی صوابدید پر ہے۔ اپنا اپنا حوصلہ ہے اپنا اپنا مزاج ہے، اس میں آپ آزاد ہیں۔ لیکن یہ نہ بھولئے کہ قیامت آئے گی حساب وکتاب دینا ہے۔ اور خداوند قدوس کی بارگاہ میں حاضری دینی ہے، اب آپ وہاں کیا لے کر جا رہے ہیں چیک کر لیجئے، اعمال نامہ درست

کر لیجئے، ورنہ آپ جانیں آپکا کام چودھویں صدی کے بے مثال لیڈر صاحب فرماتے ہیں،

پھر اسرائیلی چرواہے کو دیکھئے جس سے وادی مقدس طویٰ میں بلا کر باتیں کی گئیں وہ بھی عام چرواہوں کی طرح۔

جماعت اسلامی کا شششی محل ص۱۵۴

بحوالہ تفہیمات ص۲۴۱

یاد رہے مندرجہ بالا اشارہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے۔ جن کا سب سے زیادہ تذکرہ قرآن عظیم میں ملتا ہے اور قرآن کریم نے جنکی کی عظمت و بزرگی کے خطبے پڑھے ہیں۔ لیکن افسوس جماعت اسلامی کے ڈیڈی انھیں چرواہے کا خطاب دے رہے ہیں۔

جماعت اسلامی کے بابا جان نے ارشاد فرمایا کہ۔

صحرائے عرب کا یہ اَن پڑھ بادیہ نشین جو چودہ سو برس پہلے اس تاریک دور میں پیدا ہوا تھا دراصل دور جدید کا بانی اور تمام دنیا کا لیڈر ہے۔

تفہیمات ص۲۱۰

اس پیراگراف میں اَن پڑھ اور بادیہ نشین کا اشارہ محبوب خدا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مودودی صاحب نے اپنے قلم سے عظمتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے کیسے خوبصورت انداز میں حملے کئے ہیں کاش مودودی صاحب نے علامہ شفیق جونپوری کو پڑھ لیا ہوتا۔ ڈاکٹر اقبال کو پڑھا ہوتا حضرت شفیق جونپوری فرماتے ہیں

سگِ طیبہ کے قدم چومنے کسطرح شفیق
میری یہ تمنا تو ہے بے ادبی

ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں

بہ مصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی اوست

علامہ جامی فرماتے ہیں

بر آستانت کمینہ جامی مجال ماندن ندید زاں رد
بہ کنج فرقت نشستہ محزوں بلوئے محنت گرفتہ ما را

اور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں
اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم

ان روح پرور اشعار کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد مودودی صاحب کی تحریروں پر تھوکنے کو بھی دل نہیں چاہتا کہ یہ ہمارے تھوک کی توہین ہو گی۔ آخر میں ہماری دعا کہ مالک بے نیاز ہم کو ایمان و اسلام کی سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے اور ایمان پر خاتمہ فرما۔ بطفیل نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم۔

## آہ! خلیفہ شیر بیشہ سنت

ڈاکٹر شبیر زماں انصاری اسمٰعیل پور

بابو پوروہ کانپور کی مشہور شخصیت الحاج مولوی حافظ قاری فضل الرحمن صاحب انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بابو پوروہ میں رہ کر تقریباً ۴۰ سال اسلام وسنیت کی خدمات انجام دیں مسلک اعلیٰ حضرت کا پرچم لہرایا سب سے پہلے بابو پوروہ میں حضرت شیر بیشہ سنت آپ کی کوششوں سے تشریف لائے موصوف حضرت شیر بیشہ سنت کے مرید و خلیفہ تھے متعدد شاگردوں میں راقم الحروف کے علاوہ مولانا حافظ ریاض احمد صاحب حافظ رقیب حسین حافظ اکبر علی حافظ جان محمد وغیرہم ہیں ان سب میں عظیم خدمتِ دین مولانا ریاض احمد صاحب خطیب نئی مسجد بابو پوروہ دے رہے ہیں انتقال کی خبر بابو پوروہ کی ساری مسجدوں سے نشر ہونے لگی بارش کے باوجود کثیر مجمع نے حافظ صاحب قبلہ کو سپرد خاک کیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جنات الفردوس عطا فرمائے اور گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

مدرسہ نور السلام اسمٰعیل پور میں حضرت کے ایصال و ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوئی۔

تحریکِ پاکستان اور تحریکِ ختم نبوت کے عظیم مجاہد

# حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں قادری علیہ الرحمہ

اقبال احمد قادری اختری ۔

حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علیخاں قادری رحمۃ اللہ علیہ یادگار سلف، افتخارِ خلف، مظہر فیضِ رضا ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف میں پیدا ہوئے، شہنشاہِ سخن استاذِ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا تاریخی نام تقدس علیخاں رکھا۔ آپ علیہ الرحمۃ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادۂ عالیہ کے چشم و چراغ تھے۔ کیونکہ آپ کے پردادا حضرت مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رضا فاضل و محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا تھے۔ آپ نے اپنے دور کے شہرۂ آفاق مدرسہ عالیہ رام پور اور دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف میں تعلیم حاصل کی اور یہیں سے فاضل، درسِ نظامی کی سند حاصل کی۔ آپ نے اپنے دور کے جن اکابر علمائے کرام و مشائخِ عظام سے اکتسابِ فیض کیا۔ ان میں امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ اور مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ شامل ہیں تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ علیہ الرحمۃ دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف میں مدرس ہوگئے آپ نے جب درس و تدریس کا آغاز کیا تو تاریخی مادّہ "تدریسِ تقدس علی" نکالا گیا۔ آپ دارالعلوم منظرِ اسلام میں مہتمم اور نائب مہتمم بھی رہے۔ آپ علم و تقویٰ کے پیکر تھے۔ طبیعت میں درویشی و سادگی اور عجز و انکساری حد درجہ موجود تھی آپ نے اپنی پوری زندگی علومِ دینی کی درس و تدریس میں بسر فرمادی، آپ کی علمی شخصیت کے لئے یہی ایک امر کافی ہے کہ آپ گذشتہ اور موجودہ صدی کے مجددِ برحق امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے تلمیذ رشید اور خلیفۂ اجل ہونے کے ساتھ ساتھ نسبی لحاظ سے بھی مجدّدِ دین کے نواسے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کی علمی و بزرگی اس سے بھی واضح ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے فرزندِ اکبر امام حجۃ الاسلام قدس سرہٗ سے شرفِ دامادی بھی آپ کو حاصل تھا۔ آپ دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف میں درس و تدریس فرمانے کے بعد ۱۳۶۷ھ / ۱۹۹۰ء میں پاکستان تشریف لے آئے، شروع شروع آپ کا قیام کراچی میں رہا۔ بعدہٗ آپ پیر جو گوٹھ (خیرپور سندھ) چلے گئے، ۱۹۵۲ء میں پیر جو گوٹھ میں جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا تو آپ اس کے پہلے شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور تاحیات اسی منصب پر فائز رہے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے تقریباً

ساٹھ سال تک اس عالم کو اپنے علم کی روشنی سے منور کیا اور ساٹھ سال تک درس و تدریس فرما کر ایک عالم کو سیراب کیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ جس نے اتنے طویل عرصے تک دین کی خدمت کی اس نے دنیا و آخرت میں سب کچھ پا لیا اور ایک ایسا باغ لگا دیا کہ جو ہمیشہ ہمیشہ ہرا بھرا رہے گا اور اس سے ایک عالم مستفید ہوگا۔

حضرتِ علامہ مفتی تقدس علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان حصول کے لئے چلنے والی تمام تحریک میں حصہ لیا جن میں آل انڈیا سنی کانفرنس مسلم لیگ، تحریکِ پاکستان، تحریکِ ختمِ نبوت، تحریک نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ قابلِ ذکر ہیں اس کے علاوہ ۱۶، ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۷۸ء کو ہونے والی کل پاکستان سنی کانفرنس" (منعقدہ ملتان شریف) کے پہلے اجلاس کی آپ نے صدارت فرمائی، یہ کانفرنس اپنی نوعیت کی واحد کانفرنس تھی جس کی پاکستان میں مثال نہیں ملتی، عوام اہلسنت کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جس نے دیکھا حیرت میں پڑ گیا۔ آپ تاحیات سیاسی طور پر جمعیت علمائے پاکستان سے منسلک رہے، آپ علیہ الرحمۃ ایک بلند پایۂ مفسر، محدث، فقیہ اور مترجم تھے آپ نے سنہ ۱۳۹۶ھ / سنہ ۱۹۷۶ء میں نابغۂ دوراں، مفکرِ اسلام امام حجۃ الاسلام علامہ محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہورِ زمانہ تصنیف "مکاشفۃ القلوب" کا ترجمہ اردو میں فرمایا جس کو دیکھ کر بخوبی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ عربی زبان پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ اردو ادب کے بھی مزاج شناس تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ شہرت و ناموری اور صلہ و ستائش سے بے نیاز دین کی خدمت کے جذبہ سے سرشار تھے، سادہ گفتار و لباس شگفتہ مزاج، محبت نواز، طالب علم دوست، سراپا اخلاص اور ناجانے کن کن خوبیوں کے مالک تھے جو کوئی بھی آپ کی صحبت میں بیٹھتا تو وہ بھی کبھی نہ اکتاتا، اَلحمدُ لِلّٰہ راقم کو یہ شرف حاصل ہے آپ علیہ الرحمۃ کی کئی مرتبہ دست بوسی کا شرف ملا اور آپ کی صحبت میسّر آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے رحمت کی بارش شروع ہوگئی۔

آپ علیہ الرحمۃ کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ ایک عظیم عاشقِ رسول "صلی اللہ علیہ وسلم" تھے۔ آپ نے سنہ ۱۳۶۸ھ / سنہ ۱۹۴۹ء میں ہندوستان سے پہلا حج کیا پھر سنہ ۱۳۸۹ھ / سنہ ۱۹۶۹ء میں پاکستان سے دوسرا حج فرمایا اور سنہ ۱۳۹۲ھ / سنہ ۱۹۷۲ء میں تیسرا حج کیا اور وصال سے قبل پندرہ سال سے وصال تک زیارت و عمرہ کا ہر سال شرف حاصل کرتے رہے۔

سنہ ۱۹۸۸ء میں ۲۱ فروری بروز اتوار کو (پیر جو گوٹھ میر پور خاص سندھ میں) کچھ طبیعت علیل ہوئی آپ نے فرمایا کہ آج کراچی جانا ہے۔ چنانچہ آپ رات کو بذریعہ ٹرین کراچی روانہ ہوگئے۔ اور صبح سات بجے کراچی پہنچ گئے۔ احباب نے جب آپ کی طبیعت علیل پائی تو فوراً اسپتال گئے مگر کون تھا کہ محب کے بلانے پر محبوب کو جانے سے روکتا۔ تقریباً گیارہ بجکر پینتالیس ۴۵ منٹ تک آپ کے حواس درست رہے۔ آپ نے مدینے شریف کی کھجور تناول فرمائی اور آبِ زمزم نوش فرمایا پھر فرمایا کہ یٰسین شریف کا ورد کریں اور خود بھی یٰسین شریف کی تلاوت کرنے لگے یٰسین شریف کا ورد ختم ہوا تو کلمہ طیبہ پڑھا۔ اور تقریباً بارہ بجکر دس منٹ پر بروز پیر شریف ۳ رجب المرجب سنہ ۱۴۰۸ھ بمطابق ۲۲ فروری سنہ ۱۹۸۸ء کو آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ"

آپ کی اولادِ امجاد آپ کے وصال شریف سے پہلے ہی اس دنیا کو خیرآباد کہہ چکی تھی۔

راقم کی خوش نصیبی کہ آپ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا بھی شرف حاصل ہوا اور آپ کے جسدِ مبارک کے ساتھ کراچی سے پیر جو گوٹھ (میر پور

خاص سندھ) تک جانے کی سعادت بھی ملی - آپ علیہ الرحمۃ کی نمازِ جنازہ کراچی کی جامع مسجد آرام باغ کے وسیع میدان میں بعد نمازِ مغرب حضرت علامہ مفتی وقار الدین صاحب مدّ ظلہ کی امامت میں ادا کی - جس میں کراچی کے علماء و مشائخ کی بڑی تعداد کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام اہلسنت اور شہریوں نے شرکت کی -

آپ علیہ الرحمۃ کی وصیت کے مطابق تدفین کے لئے آپ کے جسدِ مبارک کو کراچی سے پیر جو گوٹھ لے جایا گیا - ۲۳ر فروری کو صبح بوقت فجر ہم لوگ پیر جو گوٹھ پہنچے (جہاں حضرت نے اپنی زندگی کے ۳۶ برس گذارے تھے) پیر جو گوٹھ پہنچتے ہی صفِ ماتم بچھ گئی، آنکھیں اشکبار، دل فگار، شہر میں تمام کاروبار بند ہوگیا، لوگ زیارت و نمازِ جنازہ کیلئے اُمنڈ پڑے، حضرت علامہ مفتی محمد عبد الرحیم سکندری زید مجدہ نے تقریباً ۹½ بجے صبح پیر جو گوٹھ میں نمازِ جنازہ دوبارہ پڑھائی جس میں ہزاروں بلکہ تمام اہلیان پیر جو گوٹھ نے شرکت کی سارا پیر جو گوٹھ اشک بار تھا ہزاروں علما و مشائخ، تلامذہ و مریدین اور عقیدت مندوں کی موجودگی میں صلوٰۃ وسلام کی گونج میں آپ کو آخری آرام گاہ تک لایا گیا - اور قصیدہ بردہ شریف کی گونج میں قبر انور میں اتارا گیا - امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لحدِ مبارک کی طرح آپ کی لحد شریف کو بھی قدِ آدم گہرا بنایا گیا تھا -

# الجامعۃ القادریہ

(مجوزہ عربی یونیورسٹی)

## میں دو روزہ عظیم الشان کانفرنس

بسلسلہ جشن صد سالہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ

شہر بریلی شریف سے چالیس کلو میٹر جانب شمال رچھا اسٹیشن سے متصل نینی تال روڈ کے کنارے اہلسنت کی عظیم الشان دینی درسگاہ الجامعۃ القادریہ (مجوزہ عربی یونیورسٹی) کے وسیع و عریض میدان میں ۱۵، ۱۶ر شوال ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۱، ۱۲ر مئی بروز جمعہ ہفتہ ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی - جس میں ملک و ملت کے مشاہیر علمائے کرام خطبائے اسلام اور شعرائے عظام تشریف لائے - بعض حضرات کے اسماء یہ ہیں -

فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ بریلی شریف، شہزادہ ریحان ملت حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ بریلی شریف، خطیب ہندوستان حضرت مولانا الحاج عبید اللہ خاں اعظمی ایم - پی بلبل بنگال حضرت مولانا قمر الدین صاحب ہزاری باغ (بہار) مقرر شعلہ بیان حضرت مولانا قاری رضی اللہ صاحب (دیوریا) مقرر خوش بیان حضرت مولانا محمد حسین صاحب ابو الحقانی - (بہار) خطیب اہلسنت حضرت مولانا انیس القادری صاحب، کلکتہ شاعر اسلام جناب ظفر صاحب (بنارسی)

کانفرنس کا پروگرام فجر کی اذان تک چلا - صلاۃ وسلام پر اختتام پذیر ہوا

مرسلہ، محمد حنیف خاں رضوی

صدر مدرس جامعہ قادریہ، رچھا اسٹیشن - بریلی شریف

شیخ الشیوخ ابو حفص

# حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حکیم محمد ادریس خاں (قادری)

چھٹی صدی ہجری کے نامور ولی اللہ شیخ الاسلام امام المسلمین قدوۃ المشائخ شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماہ شعبان ۵۳۹ھ زنجان کے مضافات ایک گمنام قصبہ سہرورد میں پیدا ہوئے۔ یہ گمنام قصبہ آپ کے چچا حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر اور آپ کی وجہ سے دنیا کے کونے کونے میں مشہور و معروف ہو گیا۔ سلسلۂ نسب ۱۶ واسطوں سے خلیفۃ الرسول اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے آپ کی بھی بعینہ وہی مثال ہے۔ جو محی الدین ابن عربی اندلس کی ہے، حضرت شیخ شہاب الدین صاحبزادے تو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ اگرچہ پیدا خواجہ محمد کے مشکوئے معلیٰ میں ہوئے ہیں۔

آپ کے مناقب فضائل اس قدر کتابوں میں مذکور ہیں جنکا احصار ممکن نہیں ہے۔ آپ قبلہ اہل بصیرت ممتاز بعشق ربوبیت۔ مطلع انوار۔ منبع اسرار۔ دلیل طریقت ترجمان الحقیقت جامع علوم ظاہری و باطنی۔ کاشف رموز صوری و معنوی۔ قدوۃ الواصلین استاذ زمانہ۔ عمدۃ السالکین، فرید آوانہ اور شیخ شیوخ وقت و قطب زماں و غوث دوراں اور بڑے عامل و عالم و فاضل و کامل و متبع سنت اور کرامات و مقامات میں شان اعلیٰ اور مقامات رفیع رکھتے تھے۔ آپ کے والدین کو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حضور سے خاص عقیدت تھی۔ دربار غوثیہ کے حاضر باش تھے ایک روز وقت باراحت دیکھ کر عرض کیا حضور زوجہ بانجھ ہے، گھر بے چراغ ہے، ایک فرزند کی درخواست ہے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائیے کہ مولیٰ تعالیٰ ایک فرزند عطا فرمائے۔

سرکار غوث پاک نے بشارت فرزند کی دی۔ زن عقیمہ کے آثار حمل نمودار ہوا بعد انقضائے حمل کے ایک دختر پیدا ہوئی۔ اگرچہ اس دختر کی سب گھر والوں کو بہت خوشی ہوئی۔ آپ کے والد ماجد خواجہ محمد اس دختر نیک اختر کو لیکر بارگاہ غوث الاعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کی خدمت اقدس میں پیش ہوئے اور عرض کیا کہ حضور نے بشارت مجھ کو فرزند ارجمند کی دی تھی، مگر یہ تو دختر پیدا ہوئی ہے۔ سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نظر کرم سے دیکھا اور ستر عورت کھول کر ارشاد فرمایا یہ دختر نہیں فرزند عالی قدر ہے ہم نے اس کا نام شہاب الدین عمر رکھا یہ شیخ شیوخ العالم ہوگا عمر اس کی طویل ہوگی موئے ابرو اس کے دراز ہونگے۔ چھاتیاں اسکی لمبی اور گداز ہوں گی۔

جب تعلیم کے لائق ہوئے تو آپ کے والدین آپ کو لیکر بغداد آ گئے اور حضرت ابو نجیب سہروردی کے سپرد کیا آپ کے زیر نگرانی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا اور بہت تھوڑے عرصہ میں جمیع علوم و فنون تفسیر حدیث و فقہ اور دوسرے علوم دینیہ میں تجربہ حاصل کیا۔ لیکن علم الکلام، فلسفہ، منطق وغیرہ سے لگاؤ سب سے زیادہ تھا۔ ایک روز آپ کے چچا شیخ ابو نجیب سہروردی آپکو اپنے ہمراہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور لے گئے۔ اور عرض کیا اس فرزند کو علم الکلام سے بڑا لگاؤ ہے ہر چند منع کرتا ہوں۔ مگر بعض نہیں آتا یہ سن کر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ شہاب الدین سے دریافت کیا کہ صاحبزادہ علم الکلام سے کون کون سی کتابیں مطالعہ کی ہیں یہ فرما کر اپنا دست اقدس شیخ شہاب الدین کے سینہ پر پھیرا تو اسی دم علم الکلام کے تمام مباحث اور کتابوں کے نام تک آپ کے ذہن سے محو ہو گئے۔ اور آپ جواب نہ دے سکے اسی وقت آپ نے فرمایا ہم علم الکلام کو تمہارے سینے سے محو کر دیا اور اس کے عوض معرفت حق سے تمہارے سینہ کو معمور کر دیا۔ اور ارشاد فرمایا۔ یا عمر آخر المشہورین بالعراق اے عمر تم عراق کے آخری مشہور انسان ہو۔

آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر سہروردی کے ہیں اور نیز بھی شیوخ زمانہ سے اخذ فیض کیا۔ آپ کو صحبت محبوب سبحانی غوث صمدانی محی الدین عبد القادر جیلانی کی ملتی رہیں آپ صحبت کی برکت سے بہرہ تام اور فوائد عظیم کو پہونچے مدت تک ساتھ ابدال و اوتاد کے جزیرہ عبادان جنگل و صحرا میں رہے، اکثر حضرت خضر علیہ السلام بھی آپ کے پاس آتے رموز باطن و اسرار طریقت سے بہرہ مند فرماتے رہے۔

آپ کے بارے میں جیسا کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا جب بلوغ کو پہونچے تو چھاتیاں آپ کی اتنی دراز تھیں کہ انکو آپ کاندھوں پر ڈال لیتے تھے اور موئے ابرو کو سر پر ڈالے رہتے تھے اور بعد غوث اعظم کے عراق میں سوائے شیخ شہاب الدین سہروردی کے اتنا بڑا اعظیم کوئی اور بزرگ نہیں گزرا ۵۶۲ھ میں سیدنا غوث اعظم نے وصال فرمایا اور دنیا کی روحانی سیادت پر آپ کے مرشد حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی فائز ہوئے اور ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ۵۶۳ھ کو آپ کے مرشد بھی رحمت حق سے جا ملے۔ اور آپ کے بعد بغداد کی مسند رشد و سیادت پر حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی متمکن ہوئے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بندگان خدا کو آپ سے فیض پہونچا نہ صرف بغداد و عرب و مصر و شام فلسطین بلکہ دنیا کے اور روئے زمین کے کونے کونے میں آپ کا فیض احیاء دین پہونچا اس دور کے فلسطین بڑے بڑے علماء فضلاء صلحاء صوفیہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ آپکے وعظ میں خلق کثیر آنے لگی اور قبولیت نامہ آپ کو حاصل ہوئی۔ ہر خاص و عام آپکے فیض و برکت سے مستفیض ہوئے امراء و سلاطین بھی آپ کی بہت وقعت کرتے تھے آپ کو غایت درجہ کا استغراق رہتا تھا۔ آپ کو دیکھ کر حضرت خواجہ نجم الدین کبرا فرماتے کہ جو نعمت بشر کے واسطے ممکن ہے۔ حق تعالی نے بالکل عطا فرمائی سوائے ذوق سماع کے۔ اور استغراق کا یہ عالم تھا کہ جب حالت استغراق میں ہوتے اپنے اور پرائے کی کچھ خبر نہ ہوتی۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ شیخ اوحدین کرمانی قدس سرہ آپکی ملاقات کو تشریف لائے جب رات ہوئی حضرت شیخ کرمانی نے سماع کی خواہش کی آپ نے باوجود انکار سماع کے قوالوں کو بلوایا مجلس

ترتیب دیکر ایک گوشے میں چلے گئے اور یادِ الٰہی میں مستغرق ہوگئے۔ جب صبح ہوئی تو خادمِ خانقاہ نے عرض کیا تمام رات قوالوں نے گایا صوفیوں نے سنا ان کے واسطے نہاری ہونا چاہیئے آپ کو غایت مشغولی کے سبب اس قدر شعور و شغف کی خبر نہ ہوئی آپ کے مرید نجم الدین تفلیسی چلہ میں بیٹھے کہتے ہیں کہ چلہ کے آخیر روز مجھ کو مشاہدہ ہوا کہ حضرت شیخ پہاڑ پر بیٹھے صاع بھر بھر کر جواہرات لوگوں کو تقسیم فرما رہے ہیں۔ جب جواہرات کم ہوجاتے ہیں پھر یکایک بڑھ جاتے ہیں اور ڈھیر بدستور ہوجاتا ہے خلوت سے نکل کر میں آپکی خدمت بابرکت میں پہونچا قبل اسکے کہ میں جواہرات کے ڈھیر کے متعلق کچھ دریافت کرلوں آپ نے ارشاد فرمایا تم نے جو مشاہدہ کیا وہ ٹھیک ہے یہ سب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظرِ کرم ہے کہ آپ نے بفیوض علم الکلام کے مجھے یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے نقل ہے کہ آپنے بہت حج کئے تھے اور ہر سال حج کو جایا کرتے تھے اور عربی زبان میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے (پروردگار تو ہمارے عیوب دیکھنے کی ہم کو بصیرت دے کہ اپنے عیوب دیکھا کریں اور ایک لمحہ کو بھی ہمارے نفسوں پر مت چھوڑ اور ہمارے دشمنوں پر ہماری مدد فرما اور ہمکو ہمارے دشمنوں پر اور ہم قیامت کی فضیحت سے بچا بے شک تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا)

آپ نے اپنی ساری عمر مجاہدہ و ریاضت و تقویٰ و طہارت زھد و عبادت میں بسر فرمائی۔ اور اعلیٰ درجہ کے متبع شریعت و تابع سنت تھے اور باوجودیکہ ثروت ظاہری اس درجہ کی رکھتے تھے۔ کہ آپکے یہاں چوپاؤں اور کتوں کے گلے میں بھی طوق مرصع زریں پڑے رہتے تھے۔ اور بہت املاک و باغ اور فتوح کا تو کچھ حساب نہ تھا مگر بخشش و عطا کا دریا ہر وقت موجزن رہتا تھا۔ اور آپ صرف نان جویں بے نمک کے اور کچھ تناول نہ فرماتے اور سخاوت دریا دلی اس درجہ کی تھی جو فتوح آتی رہتی خرچ فرمادیتے۔ جب آپ کے وصال کا وقت قریب پہونچا آپ کے صاحبزادہ عماد نامی جنکی عمر اس وقت بیس سال کی تھی اسکا حال آپ کے برعکس تھا خادم خانقاہ سے خزانہ کی کنجیاں طلب کیں۔ خادم نے کہا یہ وقت ارتحال شیخ ہے۔ تمہیں یہ زیبا نہیں اس نے محبت کی آمادہ بفساد ہوا آپ حالتِ نزع میں تھے۔۔ آپ نے آنکھیں کھولدیں۔ اور فرمایا چابیاں دے دو عماد نے چابیاں پاکر فوراً خزانہ کھولا تو اس میں چند درم نکلے جو حضرت شیخ کی تجہیز و تکفین میں ہوگئے۔

وصال آپ کا یکم محرم ۶۳۲ھ بعہد خلافت المستفر اللہ عباسی میں ہوا اور خواجہ جنید بغدادی کے مقبرہ میں بغداد شریف میں آپ کو دفن کیا گیا

قطعہ تاریخ وصال و ولادت ر

آں کہ شیخ الشیوخ عالم بود
عمدہ اولیائے اعظم بود
مظہر خاص خالق کونین
ہادی پیر مرشد ثقلین ــ
عمدۃ الواصلین شہاب الدین
قدوۃ الکاملین شہاب الدین
درۃ التاج اولیائے جہاں
راحت القلب اصفیائے جہاں
سال مولود او بداں بقیس
اکمل اولیاء شہاب الدین
ماہ عاشورہ و دوازدہم
بود کاں قطب شد بچرخ نہم
شد رقم سال نقل آں والا
زیب دادہ بجنت الاعلیٰ
جمعہ غرۂ محرم ۔۔۔ بود
کہ بخلدش زدہر نقل نمود
سال نقلش بگفت ارض و سما
ساکن اوج جنت والا
مدفن شیخ ہست در بغداد
رحمتِ ایزدی نثارش باد

تصنیفاتِ حضرتِ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی۔

جذب القلوب، رشفتہ النصائح اعلام الہدیٰ، اعلام التقیٰ، بہجتہ الاسرار سیرت مقدسہ غوث پاک، عوارف المعارف

**خلفاء** آپ کے مریدین کی تعداد اتنی جیسے آسمان کے تارے آپ کے خلفاء کی بھی کثیر تعداد ہے۔ آپ کے خلفاء نے خلائق کو وصول الی اللہ کی طرف بلایا خود بھی عبادت میں مصروف رہے۔

(۱) حضرت نجیب الدین برنخش، عراق
(۲) حضرت قاضی حمید الدین ناگوری مزار دھلی،
(۳) حضرت بہاء الدین زکریا، ملتان
(۴) حضرت جلال الدین تبریزی پنڈوہ بنگال،
(۵) حضرت خواجہ ضیاء الدین رومی دھلی،
(۶) حضرت شیخ نور الدین غزنوی دھلی
(۷) حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، شیراز،
(۸) حضرت شیخ یحیٰی
(۹) حضرت شیخ شرف الدین محمود، تستر،
(۱۰) حضرت خواجہ محمد ترکمان، دھلی
(۱۱) حضرت شیخ مجید الدین گنوری بدایوں (یو پی)
(۱۲) حضرت مخدوم سید شرف الدین امروہہ، یو پی

**کرامات** جس طرح سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات حد حصر سے باہر ہیں اسی طرح آپ کے مناقب و فضائل اور کرامات کا احاطہ کرنا ناممکن ہے چند بطور اختصار یہ ہیں

کرامات، ایک مرتبہ کثرت بارش سے دریائے دجلہ میں طغیانی آگئی پانی شہر کے اندر پہونچ گیا بہت سے مکانات مسمار ہو گئے لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فریاد کی آپ نے اپنے حجرہ سے درّہ منگوا کر خادم کو دیا اور فرمایا کہ یہ درّہ لے جا کر دجلہ پر مار اور یہ کہہ دینا یہ درّہ شیخ شہاب عمر سہروردی کا ہے آگے نہ آ لوٹ جا خادم نے حکم کی تعمیل کی دریا پر جیسے درّہ پڑا تھا دریا پیچھے ہٹتا تھا یہاں تک کہ دریا اپنی جگہ پہونچ گیا۔

**کرامت!** خوارزم کا بادشاہ ایک لشکر جرار لیکر بغداد پر حملہ کرنے کے ارادے سے چلا آپ خوارزم شاہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے اس کو اس کے ارادہ سے باز رکھنا چاہا بہت پند و نصیحت فرمائی مگر وہ قتل و غارت گری پر تلا ہوا تھا باز نہ آیا اور مثل آندھی کے چلا آتا تھا آپ نے اس کے پاس سے کوچ کر کے اس کے لئے دعا بد فرمائی کہ اس کے لشکر پر بغیر موسم کے بیس روز تک مسلسل اولہ برسے اور اس کو بے نیل و مرام سخت نقصان اٹھا کر لوٹنا پڑا۔ افسوس کہ ضخامت میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے اتنے ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

**بڑی کرامت!** حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی بڑی کرامت سلسلہ عالیہ سہروردیہ ہے جس کے لاکھوں نام لیوا بفضلہٖ تعالیٰ آج بھی موجود ہیں۔ دوسری زندہ کرامت! آپ کی گرانمایہ تصنیف عوارف المعارف ہے جسکو آپ نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں تصنیف فرمایا۔ ہر گاہ کہ آپ کو اس میں کوئی مشکل پیش آتی تو طواف خانہ کعبہ کرتے اور وہ مشکل حل ہو جاتی عوارف آج بھی گم کردہ راہ حضرات کے لئے دلیل راہ ہے کیا ہی بد باطن شقی القلب شخص ہو اس کے مطالعہ سے ضرور فیضیاب ہوگا بڑے بڑے اولیائے عظام حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج و حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء و خواجہ نصیر الدین چراغ دھلوی و خواجہ بندہ نواز گیسو دراز جیسے اجلہ ولی اللہ اپنے مریدین کو عوارف کا درس دیا کرتے تھے عوارف میں ایک ہی روح جلوہ فرما ہے۔ کہ بندے کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے جوڑ دیا جائے۔ آپ نے جس عنوان کو شروع کیا اس پر نص قرآنی اور احادیث نبوی کو اس خوش اسلوبی سے پیش کیا کہ دل گرویدہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے آپ نے اصح دلیل سے یہ ثابت کیا ہے کہ طریقت شریعت

سے الگ کوئی چیز نہیں ہے اور نہ شریعت اور طریقت میں مابین کوئی تعرض نہیں بلکہ طریقت نام ہے۔ کامل اتباع شریعت کا اور حدود شرعیہ میں رہ کر کامل تصفیۂ باطن اور تذکیۂ نفس سے طریقت میں قدم رکھا جا سکتا ہے یہ ایک ایسا اتصال ہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ عوارف ہندو پاک میں طبع بھی ہوتی رہتی ہے ۱۹۶۷ء مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی سے نہایت صحت صفائی سے طبع ہو چکی ہے۔ اور بمبئی کے کتب فروشوں سے مل جاتی ہے ٭



# کیا بمبئی سنیوں کا مرکزی شہر ہے

اے ایچ قادری

عروس البلاد بمبئی کی نیرنگیاں اور، خصوصیات اگر لکھا جائے تو ایک دفتر درکار ہے۔ یہاں ہم سنیوں کا ایک طائرانہ جائزہ پیش کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں۔

سب سے زیادہ اردو میڈیم اسکول اسی شہر میں پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان بھر کے دینی مدارس کے سفرا ماہِ رمضان المبارک میں تشریف لاتے ہیں۔ اور حسب توقع امداد و تعاون مالی حاصل کرتے ہیں کیوں کہ یہاں کے مسلمانوں کا مزاج علماء کا بنایا ہوا ہے اس لئے دینی مدارس کے فروغ و استحکام میں ایک مثالی رول ادا کرتے ہیں۔ ہندوستان بھر کے شاہیر علماء کا کیمپ اتر تا رہتا ہے بالخصوص ماہ محرم کی مجالس نہایت تزک و احتشام کے ساتھ سجائی جاتی ہیں اور اسی طرح بارھویں شریف، گیارھویں شریف، رجبی شریف کا بھی اہتمام ہوتا ہے آل انڈیا سُنّی جمیعتہ العلماء، آل انڈیا تبلیغ سیرت رضا اکیڈمی' ادارۂ شرعیہ وغیرہ کے فعال ادارے اسی بین الاقوامی شہر میں قائم ہیں کرلا میں دار العلوم محبوب سبحانی، لور پریل میں دار العلوم محمدیہ بائکلہ میں امام احمد رضا کے نام سے منسوب دار العلوم امام احمد رضا، تلابہ بمبئی میں دار العلوم حنیفہ، ممبرا میں دار العلوم غریب نواز اور جوگیشوری، باندرہ میں بھی حال ہی میں دینی مدارس کا قیام ہوا ہے جہاں ہماری قوم کے نونہال اپنی علمی و روحانی تشنگی بجھاتے ہیں۔ ہندوستان بھر کے مشہور خطیب اور واعظین کے بیانات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ مزارات اولیاء بھی روحانی فیض کا ذکر بنے ہوئے ہیں کلیان میں رضا لائبریری کلیان' اور بھیونڈی میں رضوی کتاب گھر اہلسنت کے لٹریچر کی اشاعت میں نمایاں کام انجام دے رہے ہیں بھیونڈی میں دار العلوم دیوان شاہ دار العلوم امجدیہ اہلسنت کا وجود مسعود یقیناً باعث صد فخر سرور ہے۔

البتہ دینی کتابوں کی اشاعت اور تقسیم کا کوئی ادارہ یہاں نہیں ہے ویسے رضا اکیڈمی کی پیش رفت کو سراہا جانے کے قابل ہے۔ یہاں سے ایک ماہنامہ غوث الوریٰ کی اشاعت کا اجراء کرلا بمبئی کی سرزمین سے ہوا مگر جماعتی بےحسی کا شکار ہو گیا البتہ بھیونڈی سے ماہنامہ المیزان نے امام احمد رضا نمبر کی اشاعت کرکے ایک تاریخ ساز کارنامہ انجام دیا نذر و نیاز لنگر کھچڑے اعراس کی بھرمار اور بڑی دھوم کرتی ہے یوم رضا، یوم مفتی آعظم، جلوس غوثیہ وغیرہ کا اہتمام بالشان سنیوں کی خوش عقیدگی کا بیّن ثبوت ہیں۔

یہاں کی مساجد میں اسیّ فی صد سُنّی امام ہے ائمہ مساجد کے وجود مسعود سے ہر محلہ میں بڑی باغ و بہار ہے اور دینی چہل پہل بنی رہتی ہے کیوں کہ ہر مسجد مکتب بھی ہوتا ہے روزنامہ اردو ٹائمز اور انقلاب شائع ہو رہا ہے۔ جو سیاسی قیادت کا کام انجام دیتا رہتا ہے۔ ماہم شریف کی بڑی درگاہ پر علماء کی اکثریت کے ساتھ حاضری ہوتی رہتی ہے مزارات اولیاء پر ہر قوم کے مرد عورت بھیڑ لگائے رہتے ہیں مگر مسلمان عورتوں کا اژدھام قابلِ تشویش ہے۔

مجاور حضرات نے قبروں کی تجارت کا ایک منظم جال بچھا رکھا ہے اس سے پڑھا لکھا طبقہ کراہیت محسوس کرتا ہے عموماً سبھی کو برا لگتا ہے۔ مگر کریں کیا حکومت ہم سے چھین لی گئی اب تو دینی مدارس اور مزاراتِ اولیاء اور مساجد کا انتظام بھی علماء کی دسترس سے باہر کی بات ہے جن جماعتوں بیٹیوں پر علماء کا غلبہ ہے وہاں گروہ بندی اور

حلقہ آرائی کا بازار گرم ہے۔ مگر حیرانی ہے کہ اب بھی ہمارے مولویوں کا برتاؤ شریفانہ ہے ابھی ندامت سے ہم کنار نہیں ہو سکتے ہیں مگر اگر اسی طرح طبقاتی چپقلش قائم رہی تو نچلی سطح تک آجائیں گے اور عوام ہم سے ایسے ہی دور ہو جائیں گے جیسے پانی سے کائی۔

باباؤں کا بدعتی گروہ گلی گلی کوچہ کوچہ براجمان اور سرپر پکار ہے بدعات ومنکرات کا فروغ انہیں ڈھونگی باباؤں کے دم خم سے ہو رہا ہے علما تک مرعوب ہوتے دیکھے گئے ہیں۔ کیوں کہ دولت مندشیوں کا ایک وسیع حلقہ انہیں باباؤں کے زیر نگر ہے باباؤں کا رحم وکرم ہوتا ہے تو مولویوں کا کچھ الو سیدھا بھی ہو جاتا ہے۔

قوالوں نے ہر جگہ اپنا اڈہ جما رکھا ہے اور سنیت کا دعویٰ بزعم خویش انہیں کا حصہ ہے۔ علماء ملت اسلامیہ کا حساس طبقہ باباؤں کے جال سے بہت برہم ضرور ہے مگر مجبور محض ہے۔ ابھی حال ہی میں آل انڈیا تبلیغ سیرت بمبئی نے پارلیمانی انتخاب میں سیاسی سرگرمی کا مظاہرہ کیا ہے جس طرح بمبئی کے مسلمانوں نے مسلم پرسنل لاء میں مداخلت کے خلاف جوش وخروش اور جذبات دینی کا مظاہرہ کیا تھا۔

ان سب تنضاد ہنگامہ آراؤں پر تبصرہ کرنے کے بعد جو چیز سب سے زیادہ قابل قدر اور تعریف وتحسین کی مستحق ہے وہ ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کا دینی جذبہ اس پاکیزہ جذبہ کا استحصال کرنے والے باباؤں کے گروہ کے خلاف ایک منظم تحریک چلانی ہوگی چونکہ بمبئی ایک بین الاقوامی شہر ہے یہاں کی نقل وحرکت کا اثر سارے ملک پر پڑتا ہے اس لئے مسلمانوں کو کھل کر سیاسی میدان میں تجربہ کار پختہ سیاسی ذہن کے علماء کو میدان سیاست میں اتار دینا چاہیئے عوام کی حوصلہ افزائی سے یہ کام تیزی سے انجام پائے گا۔ سنیوں کے جتنے بھی مدارس ہیں بمبئی کے مخیر مسلمانوں کی جبر لگالی اور اشتراک تعاون کے بل بوتے چل رہے ہیں رہنماؤں کا قوم پر یہ احسان عظیم ہے کہ ہر طرح سے مصائب وآلام برداشت کرکے دین ومذہب کی خدمت اور اشاعت میں، شب وروز مصروف عمل ہیں ہمارا دینی اور مذہبی تشخص انہیں علمائے گروہ سے وابستہ ہے اگر علماء ملت اسلامیہ نے گاؤں گاؤں نگر نگر قصبہ وشہر مدارس اور مکاتب کا جال نہ بنا ہوتا تو آج اسلامی تہذیب وتعلیم اسلامی کردار وتشخص ہم سے کب کا رخصت ہو چکا ہوتا۔ سیاسی طاقت سیاسی قوت حاصل کرنا جمہوری نظام حکومت کے دور میں بلاس انتہائی ضروری ہے — وما علینا الا البلاغ۔



## سارا عالم ہے معطر تیری خوشبو سے

• حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مشک عنبر میں ایسی بہترین خوشبو نہیں دیکھی جو سرکار علیہ الصلاۃ والتسلیم کے جسم اطہر سے نکلتی تھی •

• حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو سارا دن اس شخص سے خوشبو آتی رہتی •

• حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم جب کسی بچے کے سر پر دست شفقت رکھتے تو وہ بچہ دوسروں بچوں میں خوشبو کے سبب ممتاز ہو جاتا •

• شہنشاہ دو جہاں مالک کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے تشریف لے جاتے وہ راستہ معطر ہو جاتا۔ اگر چاہنے والے دید کی پیاس بجھانے آتے اور سرکار نہ ملتے تو اسی مخصوص خوشبو سے پتہ چل جاتا کہ آقائے نامدار کہاں تشریف فرما ہیں اور اس طرح سے وہ خدمت میں پہنچ کر شوق دید کی پیاس بجھاتے اور حسن جمال انداز سے مستفیض ہوتے زیارت سرکار سے ایک عظیم روحانی لذت عطا ہوتی تھی •

مراسلہ
ڈاکٹر شیر زماں مصطفوی اسمٰعیل پور

# تعارف و تبصرہ

(ادارہ)

پیشِ نظر کتاب "تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ"، کا اپنے نام کی مناسبت اور موضوع کی اہمیت و افادیت نیز سلسلہ "قادریہ سے قلبی و روحانی وابستگی اور جذباتی عقیدت کی بنیاد پر اپنی تمام تر معروفیات کے باوجود پہلی فرصت میں مطالعہ کیا۔ دورانِ مطالعہ دل بار بار حوصلہ دیتا کہ سعید تو بھی اس کتاب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر لیکن میں اپنی کم ذہنی، کم علمی، ذخیرۂ الفاظ کی بے بضاعتی اور قلتِ وقت کے سبب دل کی خواہش کو کچلتا رہا کہ یہ کام علمائے کرام اور مورخان اسلام کا ہے۔ لیکن کتاب کے اختتام پر قلم خود بخود ہاتھ میں آگیا اور میں نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر خود کو قلم کا تابع بنا لیا۔

کتاب مذکور اپنے موضوع کی ایک نایاب و نادر تصنیف ہے جو آج کے وقت کی اہم ضرورت کی تکمیل کرتی ہے۔ کیوں کہ وابستگان سلسلہ "قادریہ رضویہ کے بیشتر افراد اور معتقدین شجرہ شریف (قادریہ رضویہ) کے ورد کے دوران جن مشائخ کرام کے نام نامی اسم گرامی کے وسیلے سے خدائے بزرگ و برتر سے اپنی کامیابی، کامرانی اور فتح مندی کی دعائیں مانگتے آرہے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر ان حضرات قدسی صفات کے اسماء گرامی کے سوا شاید ہی کوئی ان حضرات باکمال کے حالات و واقعات سے بھی باخبر ہوں۔ کیوں کہ ان خدا شناس لوگوں کے تذکرے آج تک کسی کتاب میں یکجا نہیں ہو پائے تھے۔ بلکہ مختلف جگہوں، متعدد کتابوں اور بے شمار رسائل میں جستہ جستہ بکھرے پڑے تھے۔ نوجوان فاضل مصنف علام شاہ عبد المجتبیٰ رضوی نے اپنے وسیع مطالعہ تلاش و تحقیق، سعی پیہم، سخت محنت و کاوش اور عرق ریزی کے بعد انہیں "تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ" کی شکل میں یکجا کر دیا ہے۔ ان کی یہ کوشش لائق تحسین ہے۔ دنیائے سنیت نیز وابستگان طریقت در شریعت کو موصوف کا ممنون و مشکور ہونا چاہیئے۔

یہ کتاب ایک گرانقدر سرمایہ اور ایک عظیم روحانی تاریخ ہے صاحبِ کتاب نے اس تصنیف میں آقائے نامدار سرکار ابد قرار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے شجرہ شریف (قادریہ رضویہ) میں مذکور تمام ہی مشائخ کرام اور پیران عظام جنکا سلسلہ پیران پیر دستگیر سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانی ذات والا تبار سے ہوتا ہوا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی اور آپ کے جانشینوں میں یکے بعد دیگرے آگے بڑھتا ہوا مفسر اعظم ہند شاہ ابراہیم رضا خاں تک محیط ہے) کی زندگی کے حالات، روز مرہ کے معمولات نیز ان کے روحانی و علمی فیض و برکات اور عامتہ الناس کے دلوں میں ایمان و عرفان کی قندیل کو روشن کرنے اور حب رسول کا جذبہ بیدار کرنے کی مساعی جمیلہ کے ساتھ نیک اور صالح اعمال کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔ جن پر عمل پیرا ہو کر انسان راہ سلوک سے گزرتا ہوا شریعت، معرفت اور تصوف کے بحر بیکنار میں غوطہ زن ہو کر دُر نایاب یعنی تجلی انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کرتا ہے اور آپ کے وسیلۂ پاک سے خالق کائنات کی قربت، محبت، لطف و عنایات اور کشف و کرامات کا مستحق قرار پاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں فاضل مصنف نے ان حضرات قدسی صفات کے شجرۂ نسب، شجرۂ طریقت و دیگر سلاسل سے ان کا ربط اور خاندانی کوائف سے بھی قاری کو روشناس کرانے کی کوشش کی ہے۔ اور اپنی اس کوشش میں وہ کامیاب بھی ہوئے ہیں۔

زبان و بیان انتہائی عام فہم، سادہ اور سلیس ہے جسے معمولی اردو پڑھا لکھا انسان بھی بہ آسانی پڑھ اور سمجھ سکتا ہے۔ بہترین کتابت، عمدہ آفسیٹ کی طباعت، میگزین سائز کے ۵۶۰ صفحات اور خوشنما و دیدہ زیب پلاسٹک کوٹیڈ کور پیج کے ساتھ قیمت بھی مناسب ہے۔ یہ کتاب اس قدر اہم ہے کہ نہ صرف وابستگان سلاسل بلکہ ہر کس و ناکس

کے گھر میں ہو نہ چاہیئے۔

دعا ہے کہ رب قدیر اس مبارک تذکرہ کو عام کر دے اور مصنف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

ناشر:۔ اکیڈمی مشائخ قادریہ رضویہ بجنتی مسجد امد ھر اپل وارانسی۔

تقسیم کار:۔ المجمع الاسلامی محمد آباد گوہنہ اعظم گڑھ۔

○

سرزمین خیرآباد شریف میں آج سے ایک صدی پیشتر تیرھویں صدی ہجری کے آغاز میں جو شخصیت علم وفن کا آفتاب ماہتاب بن کر اقلیم قلب ونظر پہ طلوع ہوئی جس کو ہم سب مجاہد آزادی حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام نامی سے جانتے اور پہچانتے ہیں جس نے دین متین کے لئے اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کو وقف کر دیا جس کے فتوی جہاد نے فرنگی حکومت کو لرزہ براندام کر دیا اور جس کی پاداش میں اس کو وطن عزیز سے دور کالا پانی کی منحوم فضا میں جلاوطنی کی زندگی بسر کرنی پڑی اور وہیں کسمپرسی کے عالم میں جاں بحق ہوئے اور وہیں مدفون بھی۔

عرصہ سے اس سرزمین پر کوئی ایسا ادارہ نہ تھا جو علامہ موصوف کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور دینی علمی خدمات کو عوام و خواص کے روبرو روشناس کراتا بفضلہ تعالیٰ سرزمین سیتاپور کے چند احباب نے مل کر فاضل لغت ادب یکتائے روزگار کی شخصیت کو علمی خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک ادارہ بنام جامعہ رضویہ فضلِ حق اپنی بے سروسامانی کے باوجود قوم مسلم کے نونہالوں کے لئے سامان تعلیم وتربیت مہیا کیا۔

الحمد للہ چند دنوں کے عرصہ ہی میں جامعہ نے اپنی بے سروسامانی کے باوجود تدریسی فرائض انجام دینے کے لئے چار ذی استعداد مدرسین نیز ضروری کام کے لئے دو ملازمین رکھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں مدرسین وملازمین میں مناسب اضافہ ہوتا رہے گا جامعہ نے اپنی ابتدائی مرحلوں سے گزرنے کے باوجود طالبان علوم نبویہ کی اچھی خاصی تعداد کا انتظام کیا جو مقامی بیرونی طلباء پر مشتمل ہے بیرونی طلباء کے لئے خورد ونوش علاج وکتاب کا مناسب انتظام ہے اہل خیر حضرات کا تعاون شامل حال رہا تو انشاء اللہ المولیٰ مستقبل قریب میں بیرونی طلباء میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

فقط والسلام

متمنی عنایت:

مولانا محمد نورالدین نوری مصباحی

ایم اے ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ فضل حق

محلہ عالم نگر گدیانہ سیتاپور

# خبریں اور اعلانات

(ادارہ)

## دولہا میاں کا عرس

میران پور کٹرہ۔ شاہ جہاں پور حضرت دولہا میاں کا عرس از ۲۴ر تا ۲۸ر فروری ۹۰ء منایا گیا۔ آخر میں جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ جس میں حضرت علامہ مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ پورنیا، حضرت علامہ غلام ابوالقاسم صاحب قبلہ بنگال حضرت غلام مختار احمد صاحب صابری فیض آبادی حضرت مولانا زبیر احمد صاحب بنگال نے تقریر فرمائی۔ نظامت کے فرائض شاعر اسلام حضرت مولانا محمد قسمت اللہ قسمت سکندر پوری نے انجام دیئے

## پہلا عرس عظیم ملت

صوبۂ گجرات کی وہ پاک ہستی جس سے لوگوں کو فوائد جسمانی وروحانی حاصل ہوئے ہیں وہ شمس المشائخ اشرف الشرفا، منبع برکات وحسنات پیشوائے سنیت سرکار قادریت وچشتیت قدوۃ اہل طریقت مخدوم گجرات سید عظیم الدین محمود نور اللہ جیلانی القادری نور اللہ مرقدہٗ کا عرس نہایت تزک واحتشام سے احسن العلماء مولانا مفتی سیدنا آل حسن حسنا سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی سرپرستی میں منایا جائے گا۔

المعلن:- میمن حاجی سلیمان خانقاہ اہلسنت جامع مسجد بلڈنگ بڑودہ

## اعلان

حسب سابق امسال بھی یکم و ۲ ذیقعدہ سنہ ا مطابق ۱۷/ ۱۸ر مئی ۱۹۹۰ء بروز اتوار و پیر حضور صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت کا عرس مقدس ہے۔

جس میں ملک کے مایۂ ناز علماء ومشائخ شرکت فرمارہے ہیں برادران اہلسنت سے شرکت کی پرزور استدعا ہے۔

### پروگرام

یکم ذوالقعدہ بروز اتوار

۲ر ذوالقعدہ بروز پیر

بعد نماز عشاء ——— جلسہ

بعد نماز فجر ——— قرآن خوانی بعدہ خرقہ پوشی

بعد نماز ظہر ——— جلوس چادر

بعد نماز عشاء ——— جلسہ

شب میں ۲ا بج کر ۲۶ منٹ پر قل شریف

بعدہ صلوٰۃ وسلام۔

علاء المصطفےٰ قادری ناظم اعلیٰ جامعۃ امجدیہ رضویہ گھوسی

## عظیم الشان اجلاس

یکم۔ ۲ر مارچ ۹۰ء کو مدرسہ اسلامیہ انصار العلوم کا دو روزہ اجلاس حضرت ادیب شہیر علامہ الحاج تسنیم بستوی صاحب کی زیر صدارت انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ ایک وسیع وعریض خوشنما پنڈال سے آراستہ فضل الرحمٰن پارک کٹرہ بارہ بنکی میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز ممتاز ومشہور قاری جناب ضیاء محمد صاحب شیخ التجوید مدرسہ انصار العلوم نے تلاوت کلام پاک سے فرمایا۔ اجلاس کی نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے خطیب الہند حضرت علامہ سید قمر شاہ جہاں پوری نے اجلاس میں شرکت فرمانے والے علماء کرام کا تعارف اپنے مخصوص انداز میں موجود ہزاروں سامعین سے کرایا۔ ملک کے مشہور مقرر خطیب اہل سنت حضرت علامہ الحاج محمد منصور علی خاں

قادری رضوی محبوبی شہزادہ و جانشین حضرت محبوب ملت کی ساحرانہ خطابت سے پورا مجمع جھوم جھوم اٹھا حضرت علامہ عبدالرحیم قادری۔ حضرت علامہ قاری جلال الدین رونا ہی اور مختصر صحافت علامہ ظہیر الدین قادری ایڈیٹر ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ کانپور کی شاندار تقاریر قابل ستائش اور یادگار تقاریر تھیں صدر محترم علامہ نسیم بستوی کا خطبۂ صدارت قومی درد کا غماز اور فکر و فن کا حسین گلدستہ تھا مذکورہ دو روزہ اجلاس انتہائی کامیابی کے ساتھ اختتار پذیر ہوئے۔ محترم جناب عالی حافظ غلام دستگیر صاحب۔ بمبئی و دیگر زعمائے بارہ بنکی کے پر خلوص تعاون سے مدرسہ انصار العلوم بارہ بنکی ترقی کے راستے پر گامزن ہے۔ اور دینی خدمت روشن و تابناک فضا میں انجام دے رہا ہے۔ بارہ بنکی اور قرب و جوار کے حضرات کو اس دینی ادارے سے شاندار کارگزاریوں کی توقع ہے۔

(ارکان مدرسہ انصار العلوم بارہ بنکی)

## سرزمین سیتاپور میں فضل حق لائبریری

سرزمین سیتاپور میں مجاہد آزادی امام المنطق والفلسفہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مجاہدانہ سرگرمیوں اور دینی، علمی، قومی، ملکی و ملتی عظیم الشان خدمات کو روشناس کرانے کے لئے فضل حق لائبریری کی قیام عمل میں آچکا ہے تاکہ قوم مسلم کے نونہالوں کی فی زمانہ کی حتہ صحیح تعلیم و تربیت کا معقول انتظام ہو سکے اور نئی نسلوں کو پرانی تاریخ سے روشناس کرایا جائے ملت اسلامیہ کے دیندار اہل ثروت حضرات سے دردمندانہ گزارش ہے کہ ہمارے عزائم کو کامیاب بنانے کیلئے زیادہ سے زیادہ عطیات و کتب دینیہ وغیرہ سے تعاون فرمائیں!

مولانا محمد منیر الدین نوری مصباحی ایم اے ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ فضل حق محلہ عالم نگر سیتاپور یوپی PIN NO 26001

---

## درس نظامیہ و عالیہ کے طلبائے متوجہ ہوں

مرکزی مدرسہ علیمیہ انوار العلوم سرکاہی شریف کی جانب سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال مزید تین سو طلبہ کا داخلہ لیا جائے گا لہذا ہدایت اننحو تا دورۂ حدیث کے طلباء اپنی درخواست داخلہ بنام ناظم مدرسہ بھیج دیں۔ مستحق طلباء کی پوری کفالت مدرسہ کرے گا نیز اہل خیر حضرات اپنے تعاون میں اضافہ فرما کر اراکین کو مزید شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

علی حسن تیغی ناظم اعلیٰ مرکزی مدرسہ علیمیہ انوار العلوم سرکاہی شریف تابل پور مظفرپور (بہار)

شہر مرادآباد میں

## تاریخ ساز تنظیمی کانفرنس

۱۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء بروز بدھ بعد نماز عشاء زیر اہتمام آل انڈیا جمعیت اہلسنت (قائم کردہ فخر ملت مولانا محمد نذیر الاکرم نعیمی علیہ الرحمہ) بمقام محلہ اصالت پورہ یک روزہ نہایت عظیم الشان تاریخ ساز کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں سینکڑوں علمائے اہلسنت و معززین شہر اور ہزاروں عوام الناس نے شرکت فرمائی جب کہ اس کانفرنس کی سرپرستی عزیز ملت مولانا عبدالحفیظ صاحب اور صدارت قائد ملت مولانا عبدالمنان صاحب کلیمی نے فرمائی اور نظامت کے فرائض دبنائے شعر و ادب کی ممتاز شخصیت حضرت گوہر عثمانی صاحب نے انجام دئے۔

اس کانفرنس کی خصوصیت یہ رہی کہ الجامعۃ الاشرفیہ کے کئی اہم سربراہ و متعدد اساتذہ کرام اور مشاہیر علمائے اسلام نے اس تاریخی پروگرام میں شرکت فرمائی اور حاضرین اجلاس سے خطاب فرمایا۔ مقرر خصوصی کی حیثیت سے نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی نے خلافت الٰہیہ کے عنوان پر اپنی گرانقدر تحقیق و جستجو کے جواہر پارے قوم کے سامنے پیش فرمائے۔ بعدہٗ شاعر اسلام حسان الہند حضرت بیکل صاحب اتساہی رونق ممبر ہوئے اور خوب جی بھر کر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ نعت و منقبت پیش فرمایا۔ ان کے بعد شہزادہ حضور صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفےٰ صاحب قادری نے عظمت رسالت کو احادیث صحیحہ کی روشنی میں ثابت فرمایا اور اپنے محدثانہ مقام کا

مظاہرہ فرماتے ہوئے حاضرین اجلاس سے خوب خوب دادِ تحسین حاصل فرمائی آپ کے بعد صدرِ اجلاس علامہ کلیمی صاحب نے سیکڑوں اربابِ فکر و نظر کی باہمی مشاورت سے چند اہم تجاویز قوم کے سامنے پیش فرمائیں جو بالاتفاق منظور کی گئیں وہ تجاویز یہ ہیں۔

(۱) آل انڈیا جمعیت اہلسنت (جس کے بانی اکرم العلما حضرت مولانا شاہ مفتی محمد نذیر الاکرم نعیمی علیہ الرحمہ ہیں) کو زیادہ سے زیادہ متحرک و فعال بنایا جائے۔ ابتدائی مرحلہ میں شہری پیمانے پر اس کی مختلف شاخیں قائم کر کے اس کے دائرہ کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے!

(۲) تصنیف و صحافت کی ضرورت و اہمیت کے پیشِ نظر شہر مرادآباد سے ایک مذہبی و علمی رسالہ جاری کیا جائے۔ جس کا نام، "الاکرم" ہو اور یہ رسالہ جمعیت اہلِ سنت کا ترجمان ہو۔

(۳) تعلیم و تربیت اور فنی مہارت کی ضرورت و اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے بالاتفاق یہ طے کیا جاتا ہے کہ جماعت اہلسنت کے ہر دلعزیز عالمِ دین حضرت فخرِ ملت مولانا نذیر الاکرم صاحب نعیمی نے آج سے دس سال پیشتر ایک عظیم الشان علمی درسگاہ بنام جامعہ اکرم نعیمیہ انسٹی ٹیوٹ کے قیام کے لئے دلی روڈ پر (بمقام چودھرپور) ایک سو باسٹھ بیگھہ پر مشتمل جو عظیم پلاٹ حاصل فرمایا تھا اس کو جلد از جلد باضابطہ طور پر عملی جامہ پہنایا جائے اور وہاں سے ایسے علما پیدا کیے جائیں عصری تقاضوں کو پورا کریں!

(۴) اسلام امن و شانتی کا مذہب ہے اور شارع اسلام رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر ہر قدم پر صبر و تحمل اور امن و سلامتی کا درس دیا ہے لہٰذا آج کا یہ عظیم الشان اجلاس تمام اہل اسلام سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ امن و آشتی کا ثبوت دیں اور باہمی یکجہتی کا ماحول بنائے رکھیں!

(۵) آج کا یہ اجلاس بڑا بابرکت ہے کہ بیک وقت عالم اسلام کی عظیم علمی و اسلامی مجوزہ یونیورسٹی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی کئی اہم شخصیتیں یہاں جلوہ افروز ہیں لہٰذا ہم اہل مرادآباد بزرگوں سے مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں کہ تعلیم و تعلم سے متعلق اہل مرادآباد کو خصوصی مراعات دی جائیں کیوں کہ اس کے بانی حضور حافظ ملت قدس سرہ ہیں اور یہ اسی سرزمین مرادآباد کے لائق و فائق سپوت تھے۔

چونکہ تجویز ۵ کا تعلق الجامعۃ الاشرفیہ سے تھا اس لئے آخر میں حضرت عزیز ملت مسندِ خطابت پر جلوہ بار ہوئے اور مسلمانان مرادآباد و معززین محلہ کو کانفرنس کی کامیابی پر مبارکباد پیش فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ حضور حافظ ملت سرزمین مرادآباد کے لائق فرزند تھے اس حقیقت سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں لیکن جہاں تک اہل مرادآباد کو خصوصی مراعات دینے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہم لوگ حضور حافظ ملت کے متعین کردہ نقوش ہی کی روشنی میں الجامعۃ الاشرفیہ کی خدمت کر رہے ہیں۔ لہٰذا حضور حافظ ملت کے مرتب فرمودہ اصول کے تحت تمام افراد اہلسنت یہاں کے مسلمانان مرادآباد کے لئے یکساں طور پر جامعہ اشرفیہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور ہم سب ہمہ تن خدمت کے لئے چشم براہ ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ضلع مرادآباد کے مدارس اور ان کے اساتذہ کرام پہلے اپنی ذمہ داریوں کا ثبوت دیں اور ایسے افراد پیدا کریں جو جامعہ اشرفیہ کے معیار پر اتریں تو بلاشبہ ہم اہل مرادآباد کی زیادہ سے زیادہ خدمت کے لئے ہمیشہ تیار ہیں۔

حضرت عزیز ملت کے اختتامی خطاب کے بعد صلوٰۃ پڑھا گیا اور جماعت اہلسنت کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد ایوب صاحب نعیمی مفتی مرادآباد و صدرالمدرسین جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی پرسوز و رقت انگیز دعا پر کانفرنس کا اختتام پذیر ہوئی۔

"یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ عرصہ دراز کے بعد شہر مرادآباد میں ایسا اجلاس انعقاد پذیر ہوا جس میں بیک وقت سیکڑوں علمائے اہلسنت اور ذمہ داران شہر اور ارباب علم و ثروت نے شرکت فرمائی۔ اور ضلعی سطح پر اس پروگرام اچھے اثرات مرتب ہوئے کانفرنس کی کامیابی کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ بقیۃ السلف شیخ المحدثین حضرت علامہ محمد طریق اللہ صاحب رشیدی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ از ابتدا تا آخر اسٹیج پر تشریف فرما رہے اور شہزادہ فخر ملت فاضل گرامی مولانا محمد احمد صاحب اکرمی نے اس پروگرام کی نگرانی فرمائی اور پیکر خلوص جناب مختار عالم انصاری عزیزی نے بحیثیت کنوینر اپنے احباب کے تعاون سے کانفرنس کے تمام

انتظامی امور کو انجام دیا۔ فقط
منجانب مرکزی دفتر آل انڈیا جمعیت اہلسنت
لال مسجد۔ مرادآباد۔

## دارالعلوم اشرفیہ

مبارکپور اعظم گڑھ (یوپی)

۱۹۰۰ء میں مدرسہ مصباح العلوم کے نام سے اس ادارہ کا قیام ہوا۔ لیکن اس کے عروج ارتقاء کی زریں تاریخ کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جب منتظمین مدرسہ کی گزارش پر صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت و شرح طحاوی شریف وغیرہما) نے اپنے تاریخ ساز شاگرد حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرادآبادی کو ادارہ کی خدمت کے لئے ۱۹۳۲ء میں مبارکپور بھیجا۔

حضرت کی تشریف آوری کے بعد ایک سال کے اندر اس کثرت سے تشنگان علوم کا ورود ہوا کہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۵ء میں حافظ ملت کی تحریک پر توسیع ادارہ کی سرگرمیاں شروع ہوئیں۔ اور اسی سال شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں کچھوچھوی اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہما الرحمہ کے ہاتھوں دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم کی شاندار عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ قلب مبارکپور میں واقع اس ادارہ کا تاریخی نام "باغ فردوس" (۱۳۵۳ھ) ہے۔ اس عمارت کے سینے میں اس وقت کے غریب و نادار اہل مبارکپور کے ایثار و قربانی کے ہزارہا نقوش آج بھی ثبت ہیں

تعمیر کے بعد بہت بلند پایہ، متبحر اور جلیل القدر شخصیتوں کی تدریسی خدمات حاصل کی گئیں حافظ ملت علیہ الرحمہ کی صدارت میں درج ذیل علمائے کرام دارالعلوم کے اساتذہ رہ چکے ہیں۔ جن کا پایۂ بلند علمی دنیا میں مسلّم ہے۔

(۱) حضرت علامہ عبدالمصطفٰے ازہری شہزادۂ صدر الشریعہ (۲) شیخ العلما حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب اعظمی — (۳) حضرت مولانا عبدالمصطفٰے اعظمی (۴) حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب بھاگلپوری (۵) حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب اعظمی (۶) حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب، بلیاوی وغیرہم۔

جب اشرفیہ کی خدمت اور زیادہ وسیع ہوئیں تو مزید توسیع کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے حافظ ملت علیہ الرحمہ نے قصبہ کے باہر ایک وسیع و عریض خطۂ زمین خرید کر ایک شہرستانِ علم و فن آباد کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور تعمیر دارالعلوم کے ۳۹ سال بعد شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں قدس سرہ۔ سید العلماء مولانا سید آل مصطفٰے صاحب برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء مشائخ کے ہاتھوں ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء الجامعۃ الاشرفیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا ڈیڑھ سال کے عرصہ میں درس گاہ کی دو منزلہ عمارت مکمل ہوگئی یہ ۳۰ × ۲۰ فٹ کے بیس کمروں ۳۰ × ۴۰ کے دو ہال مزید آٹھ کمروں پر مشتمل تھی جس پر دارالحدیث کے عالیشان گنبد کا اضافہ ۱۴۰۵ھ میں ہوا کل تعمیر شدہ اور غیر تعمیر شدہ زمین کا رقبہ ۱۴ ایکڑ ہے۔

۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء میں حافظ ملت کا وصال ہوا اور ان کے چھوڑے ہوئے مشن کی تکمیل کے لئے قوم نے ان کے اخلاص و ہمت اور ملی درد و کرب کا وارث تلاش کیا اور ان کے جانشین حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب (فاضل علوم شرقیہ دہلی۔ ایس بی علی گڑھ کو ادارہ کی سربراہی سپرد کی۔ خدا کا فضل ہے کہ ان کی قیادت میں آج بھی تعمیری ترقی اور تعلیمی فروغ کے لئے ارکان انتظامیہ! اساتذہ جامعہ اور دیگر متعلقین کی سرگرمیاں شب و روز جاری ہیں

ادارہ کے تحت پرائمری درجات کے تین مدرسے قصبہ کے بچوں کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہیں جن میں ایک لڑکیوں کی تعلیم کے لئے خاص ہے۔ ان کے علاوہ قصبہ میں ایک جونیئر ہائی اسکول بھی ادارہ کے تحت سرگرم عمل ہے۔

اور اعلیٰ دینی تعلیم اور حفظ و قرأت کی تکمیل کے لئے جامعہ کی وسیع و عریض عمارت میں کام ہو رہا ہے۔ عالم، فاضل، کامل، حافظ قاری وغیرہ مختلف اسناد حاصل کرنے والے فارغین کی تعداد آج ۲ ہزار سے متجاوز ہے۔ جن میں سینکڑوں ایسے متبحر علماء ہیں جو قدیم جدید علوم پر دسترس رکھنے کے ساتھ منقولات و معقولات کی منتہی اور مشکل کتابوں کی ماہرانہ تدریس کے لئے ملک کی نامور درسگاہوں کے اہم عہدوں پر فائز ہیں

اشرفیہ نے تدریس کے علاوہ صحافت خطابت، افتاء، تصنیف و تالیف وغیرہ ہر میدان میں قابل افراد پیدا کئے۔ اشرفیہ کے

فارغین ملک اور بیرون ملک انگلینڈ ہالینڈ، ممالک افریقہ، پاکستان، نیپال بنگلہ دیش وغیرہ میں سینکڑوں مدارس تصنیفی وتبلیغی ادارے قائم کئے جو آج اپنے اپنے دائرۂ عمل میں دینی اور قومی وملی خدمات کا سرچشمہ ہیں

دارالعلوم اشرفیہ کا نصاب تعلیم علوم مشرقیہ کے ساتھ علوم جدیدہ پر بھی مشتمل ہے اور اس کا امتیازی کردار صالح تربیت دینی خدمات کی تعمیر اور لائق افراد کی تخریج ہے طلبہ میں تربیت کا فقدان انہیں شہری صوبائی اور ملکی پیمانوں پر مختلف شورشوں اور تحریکوں کے لئے پریشان کن ہنگاموں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسے ماحول میں مدارس اسلامیہ اور مشرقی درسگاہوں کا حسن تربیت اور مہذب انسانوں کی تخریج اہل اقتدار کی نگاہوں میں بھی قابل قدر اور لائق تحسین وتبریک ہونا چاہیئے۔

اس وقت اشرفیہ کے متعدد شعبوں میں ڈھائی ہزار طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں اور ساڑھے سات سو کی تعداد میں وہ بیرونی طلبہ ہیں جن کی تعلیم کے ساتھ قیام وطعام اور کتابوں وغیرہ کی کفالت بھی ادارہ کے ذمہ ہے

ادارہ کا شعبۂ افتاء عصر حاضر کے نامور فقیہہ حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی شارح بخاری کی قیادت میں مرجع عوام وخواص ہے۔ یورپ اور سعودیہ عربیہ تک کے مسلمان اپنے دینی مسائل میں اس دارالافتاء سے رجوع کرتے ہیں۔

تعلیمی شعبہ شہزادۂ صدر الشریعہ ممتاز المحدثین حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قادری کی صدارت میں شاہرہ ترقی پر گامزن ہے۔ مدرسین مبلغین اور دیگر ملازمین کا اسٹاف سو افراد پر مشتمل ہے۔

جدید انتظامیہ نے ہاسٹل کے پرانے ۶۱ کمروں کے بعد مزید ۹۲ کمرے تعمیر کئے ہیں اور دارالحدیث کا عظیم گنبد جو ۲۴×۲۴ فٹ ہے پایۂ تکمیل کو پہنچا یا ہے۔

ارکان ادارہ کے عزائم بلند ہیں وہ کہتے ہیں کہ اب تک ہم تعلیم وتعمیر کے جس مقام تک پہنچے ہیں وہ ہماری آخری منزل نہیں ہمارے سامنے تعلیمی وتعمیری ارتقاء کے وسیع مراحل ہیں جن کی تفصیل اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں۔

اس سلسلہ میں ملت اسلامیہ کے ارباب شعور، اہل ہمت، اصحاب ثروت سبھی حضرات کے فکری علمی مالی تعاون کی ہمیں ضرورت ہے۔ قوم مسلم کے حوصلہ افزا تعاون سے ہی ادارہ کے ترقیاتی مراحل تیز تیز کئے جا سکتے ہیں۔

تحریر: محمد احمد مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔

محترم ومخلص ......... سلام ورحمت

نالہ پابند نے نہیں ہے :: فریاد کی کوئی لے نہیں ہے

یہ حقیقت آپ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں کہ آج کے لادینی ماحول، بد مذہبیت کے پھیلے ہوتے اثرات عام مسلمانوں پر جس بری طرح سے مسلط ہیں اس نے تبلیغ دین واشاعت قرآن وحدیث وغیرہ کو کتنا ضروری واہم بنا دیا ہے ایسے نازک وقت میں اس سے ذرا بھی غفلت برتنا اپنی مذہبی زندگی کا خاتمہ کرنے کے مترادف ہوگا۔ انہی وجوہ کے تحت بیادگار قطب عالم حضور سید شاہ برکت اللہ وحضرت "تاج العلماء" مارہروی وامام اہلسنت اعلیٰ حضرت بریلوی وفیض العارفین داتا گنجوی علیہ الرحمہ "جامعہ مظفریہ برکات العلوم" قائم ہے۔ جس میں درس نظامی "درس عالیہ" کا معقول انتظام ہے۔ اور اسی سرچشمہ فیض سے کثیر تشنگان علوم دینیہ سیراب ہو رہی ہیں جبکہ جامعہ کے پاس نہ ہی کوئی مستقل آمدنی ہے اور نہ ہی کوئی جائداد ہاں اگر اس کے مالیات میں ہی تو خدا اور اس کے محبوب کا سہارا ہے اور آپ حضرات کی مذہبی ہمدردی اور علمی سرپرستی کی توقع ہے۔

جامعہ کی ترقی وتوسیع کے لئے تعاون کی آپ سے خصوصی اپیل ہے۔ خدارا اٹھئے اور اپنی عطیات، زرزکوٰۃ چرم قربانی وعقیقہ فطرہ عشر سے امداد فرما کر صدقہ جاریہ کے مصداق ہو جیئے ؎

نالے ہر رنگ میں توفیق اثر رکھتے ہیں
اک جھلک انکو بہت ہے جو نظر رکھتے ہیں

دارالافتاء جامعہ میں دارالافتا بھی قائم ہے جو ایک عرصہ سے ذمہ داری کے ساتھ دینی خدمات میں مشغول ہے۔ دارالافتاء اور جامعہ کو کتب کی سخت ضرورت ہے اہل خیر توجہ فرمائیں۔

ترسیل رقوم وزر کا پتہ

(مولانا) مظفر احمد مہتمم جامعہ مظفریہ برکات العلوم داتا گنج ضلع بدایوں یو۔پی۔ پن ۲۴۲۲۲۵

---

یادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ



بریلی شریف

# ی دنیا



مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار : حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

بظل عاطفت : حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

ماہنامہ **سُنی دنیا** بریلی شریف

شمارہ ۹۳

جلد ۹

محرم الحرام ۱۴۱۰ھ

اگست ۱۹۹۰ء

ایڈیٹر

محمد ذوالفقار علی خاں نوری


## شرح خریداری

☆☆☆☆☆☆☆☆

قیمت فی شمارہ ________ ۵

سالانہ ________ ۵۰

غیر ممالک سے ________ ۲۵۰


رجسٹرڈ پوسٹ نمبر، بی، آر، ۱۵۷

رجسٹریشن نمبر

REGDNOX 117 (82)

VOL-3

فون ________ ۲۱۶۶





مقام اشاعت ________ ۸۲، سوداگران رضا نگر بریلی شریف

مطبوعہ ________ ساتر آفسیٹ پریس خواجہ قطب بریلی شریف

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

منیجر سُنی دنیا

۸۲، سوداگران رضا نگر پوسٹ بکس ۲۳۵

بریلی شریف (یوپی)


اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں۔

منیجر

اداریہ

محمد ذوالفقار علی خاں (رامپوری)

# بابِ سخن

اس دنیائے فانی میں نہ جانے کتنے ہی لوگ جلوہ فگن ہوئے اور چلے گئے اور نہ جانے کتنے آئیں گے اور چلے جائیں اور کتنے ہی آرہے ہیں جن کو ایک مدت مقررہ کے بعد اپنے خالق حقیقی کی طرف پلٹنا ہے۔ بہت ہی کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی یاد زمانے میں تازہ رہتی ہے وہ ایسے کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں جس کو زمانہ بھلانا چاہے تب بھی بھلا نہیں پاتا۔ ان کو لوگ اچھے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ آنے والی قومیں اور نسلیں ان پر فخر کرتی ہیں کہ ان کی قوم، خاندان، قبیلے یا جماعت میں ایسی شخصیت نے جنم لیا تھا۔ وہ زمانے کی نظر میں معزز اور مقبول ہوتے ہیں۔ ایسی ہی ایک شخصیت نے حضرت سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں جنم لیا جن کو دنیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اور ایسی ہی بزرگ شخصیتوں میں سے تاجدار اہل سنت بقیۃ السلف عمدۃ الخلف حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی کی شخصیت ہے۔ جو جوان ہمت اور مجاہد صفت انسان تھے اور سادگی تو آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ کی ولادت ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء بروز دوشنبہ شہر بریلی میں ہوئی۔ آپ علوم و فنون میں اپنے والد ماجد امام اہلسنت اعلیحضرت قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے صحیح جانشین تھے خصوصاً علم فقہ میں آپکا مقام بہت ہی بلند تھا یہی وجہ ہے کہ پہلا فتویٰ سب سے پہلے مسئلہ رضاعت کا تحریر فرمایا۔ جبکہ آپ کی عمر شریف ۱۸ سال کی تھی یعنی ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں وہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت دارالافتاء میں تشریف لے گئے ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری علیہ الرحمۃ فتویٰ لکھ رہے تھے فاضل بہاری نے الماری سے فتاویٰ رضویہ کو نکالا اور اس میں کچھ تلاش کرنے لگے حضور مفتی اعظم نے فرمایا کیا فتاویٰ رضویہ سے جواب لکھتے ہیں۔ ملک العلماء نے فرمایا آپ بغیر دیکھے لکھدیں تو مفتی اعظم ہند نے اسی وقت قلم برداشتہ فتویٰ لکھدیا اصلاح کی غرض سے سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ جواب بالکل صحیح تھا اعلیٰحضرت بہت مسرور ہوئے اور صح الجواب بعون الملک الوہاب لکھ کر تصدیق فرمادی اور آپ کو ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفیٰ رضا خاں کی مہر بنوا کر عطا فرمائی۔

اسی دن سے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ بہتر سال تک مسلسل بے لوث فتویٰ نویسی کا کام انجام دیتے رہے اور آخری عمر میں فتاویٰ مصطفویہ کی شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جو ہر ایک کی نظر میں محبوب و پسندیدہ ہے فقہ میں جو مقام آپ کو حاصل ہے وہ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کسی نے آپ سے استفتاء کیا کہ حضور

بعد اذان صلوٰۃ پکارنا کیسا ہے تو آپ نے اس کے مستحب ہونے پر ایسا مدلل جواب عطا فرمایا کہ ایک ضخیم رسالہ کی شکل میں منظر عام پر آچکا ہے جس میں آپ نے چالیس سے معتبر معتمد کتابوں کا حوالہ پیش کر کے ثابت کیا کہ بعد اذان صلوٰۃ پکارنا مستحب ہے اور یہی نہیں کہ یہ بات ختم نہیں ہوتی بلکہ علمائے مکہ مدینہ بغیر اختلاف مذہب حنفیہ و شافعیہ سبھوں نے قبول کیا اور صح الجواب فرمایا اور اپنے اپنے دستخط ثبت فرمائے اور اس رسالہ کا نام القول العجیب رکھا جس کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح دوسرا فتویٰ لاؤڈ اسپیکر کے سلسلہ میں بھی اپنی جگہ ایک خاص مقام رکھتا ہے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے سلسلہ میں علماء میں اختلاف پیدا ہوا عرس رضوی کے موقع پر ملک کے چند علمائے کرام بریلی شریف حاضر تھے۔ یہ مسئلہ ان حضرات کے سامنے پیش کیا گیا علماء کی رائیں مختلف ہوئیں آخر کار مسئلہ حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ اور آپ نے لاؤڈ اسپیکر سے آنے والی آواز کو صدائے بازگشت قرار دیتے ہوئے اس پر نماز کو ناجائز قرار دیا علماء کرام نے اپنی تصدیقات ثبت فرمائیں۔ حضور محدث اعظم ہند محمد میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اپنی تصدیق میں یہ الفاظ تحریر فرمائے۔

"ھذا حکم العالم المطاع وما علینا الا الاتباع"۔

آپ نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود مختلف مذہبی موضوعات پر کثیر تصانیف کا ایک گراں قدر ذخیرہ چھوڑا ہے۔ یہ تصانیف اپنے موضوع پر مدلل و مفصل ہیں۔ آپ کی تحریر عالمانہ، فقیہانہ اور پرکشش ہوتی ہے الفاظ کا برمحل استعمال ایسا کہ کسی ایک کو آگے پیچھے کرنا محال نہیں تو دشوار کن ضرور ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے چند کے اسمائے مندرجہ ذیل ہیں۔

سامان بخشش — القسم القاصم — الموت الاحمر — حواشی و تکمیلات الاستمداد — وقعات السنان — مقتل کذب و کید — وہابیہ کی تقیہ بازی — سیف الجبار — طرد الشیطان (عمدۃ البیان) — تنویر الحجۃ لمن یجو التوالجہ — طرق الہدیٰ والارشاد فی حکم الامارۃ والجہاد — فتاویٰ مصطفویہ اول، دوم سوم — ادخال السنان — ہشتاد بید و بر مکاری دیوبند — وقایہ اہل سنت عن مکر دیوبند والفتنہ — مقتل اکذب اجہل — اشد الباس — القسورہ — النکتہ علی مرار کلکتہ — الملفوظ حصہ ۱، ۲، ۳، ۴ — نفی العار عن معائب المولوی عبد الغفار — حواشی و فوائد فتاویٰ رضویہ ج ۴ کتاب النکاح — القول العجیب — ترتیب فتاویٰ رضویہ جلد دوم — نور العرفان وغیرہم۔

بالآخر ۱۴ محرم الحرام کو آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر کے معبود حقیقی سے جا ملی۔ علم و حکمت کا یہ کوہ گراں شریعت و طریقت کا حسین سنگم اپنی ضیا بار کرنیں بکھیر کے وہاں مستور ہوا جہاں سے کوئی واپس نہیں لوٹتا۔ سرزمین محلہ سوداگران بریلی شریف کی آغوش آج بھی عالم اسلام کے عقیدتوں کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ ہر سال ۱۳، ۱۴ محرم الحرام کو آپ کا عرس مبارک نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے عقیدت مند جوق در جوق اکتساب فیض کے لئے آتے ہیں اور بھیگی پلکوں سے اپنی عقیدتوں کا نذرانہ اس عظیم بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

# کلامِ امام

از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمّا تیرا

سگ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بندِ بدن اے روبۂ دنیا تیرا

عرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا

جس کو للکار دے آتا ہو تو اُلٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزد رجیم
اُلٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

نزع میں گور میں میزان پہ سرِ پل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ معلّٰی تیرا

دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلّہ تیرا

بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے
کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

اے رضا چیست غم ار جملہ جہاں دشمنِ تست
کردہ ام مامنِ خود قبلۂ حاجاتے را

# ضیائے قرآن

ادارہ

تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے بیشک وہ ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح کرچکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا اور میں ہی ہوں بڑی توبہ قبول فرمانے والا مہربان بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں اور کیسے ہو اگر دیکھیں ظالم وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں سامنے آئے گا اس لیے کہ سارا زور خدا کو ہے اور اس لئے کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے۔ جب بیزار ہونگے پیشوا اپنے پیروں سے صـ ۲۹۳ اور دیکھیں گے عذاب کٹ جائیں گی ان سب کی ڈوریں صـ ۲۹۴ کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا دنیا میں تو ہم اسے توڑ دیتے جیسے انہوں نے ہم سے توڑ دی یونہی اللہ انہیں دکھائے گا ان کے کام ان پر حسرتیں ہو کر صـ ۲۹۵ اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

# بہار حدیث

ادارہ

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اَحَبُّ النِّسَآءِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ فاطمۃ وَاَحَبُّ الرِّجَالِ زَوْجُهَا عَلِیٌّ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عورتوں میں سب سے زیادہ پیاری فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں اور مردوں میں سب سے زیادہ ان کے شوہر علی مرتضیٰ ہیں یہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اظہار میں انتہائی انصاف ہے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ بھی یہی فرماتیں کہ "کَانَ اَحَبَّ الرِّجَالِ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ اَحَبُّ النِّسَاءِ عَائِشَۃَ" مردوں میں سب سے پیارے ابو بکر اور عورتوں میں سب سے پیاری عائشہ ہیں اور یہ بھی صحیح ہے اس لیے کہ وجوہ محبت متعدد مختلف ہیں۔

اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی شان میں فرمایا۔ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا" اے خدا میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں اور جو انہیں محبوب رکھے اسے بھی محبوب رکھتا ہوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے امام حسن کا دہن مبارک کھول کر اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں رکھی اور فرمایا کرتے اے خدا میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو اے خدا تو بھی اسے دوست رکھ جو انہیں دوست رکھتا ہے تین مرتبہ یہ دعا مانگی اور فرمایا جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ ان دونوں سے محبت رکھے گا۔ اور ان کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا میرے ساتھ میرے درجہ میں قیامت کے دن ہوگی اور حضور امام حسن کو زبان مبارک چسایا کرتے اور بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے اور یہ دونوں امامین کریمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے اگرچہ ان کے سوا حضرات میں بھی مشابہت ثابت ہے جیسے حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے فرزند حضرت عبداللہ بن جعفر اور قثم بن العباس اور سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب وغیرہم رضی اللہ عنہم میں جو حضور کے اقارب و خویشان تھے بھی مشابہت موجود ہے اور کابس بن ربیعہ ایک شخص تھا جو بصرے کا رہنے والا تھا یہ بھی حضور سے مشابہت رکھتا تھا جب وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے محل میں آئے تو وہ اپنے تخت پر کھڑے ہوگئے تعظیم کی اور ان کے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور مرغاب کا علاقہ انہیں عطا فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ سے فرمایا سیدہ عائشہ کے بارے میں مجھے ایذا نہ دو اسی طرح سیدہ فاطمہ زہرا سے فرمایا۔ میری محبت کے ساتھ عائشہ سے بھی محبت رکھو اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر فرماتے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں علی سے انہیں مشابہت نہیں ہے اور حضرت علی مرتضیٰ اس پر ہنسا کرتے تھے۔ ●

# کلامِ حسن ❀ کلامِ تاجدار

## کلامِ حسن

استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسن بریلوی قدس سرہٗ

دشمن ہے گلے کا ہار آقا
لٹتی ہے مری بہار آقا

تم دل کے لیے قرار آقا
تم راحتِ جانِ زار آقا

تم عرش کے تاجدار مولیٰ
تم فرش کے باوقار آقا

دامن دامن ہوا تے دامن
گلشن گلشن بہار آقا

بندے ہیں گناہگار بندے
آقا ہیں کرم شعار آقا

اس شان کے ہم نے کیا کسی نے
دیکھے نہیں زینہار آقا

بندوں کا الم نے دل دکھایا
اور ہو گئے بے قرار آقا

آرام سے سوئیں ہم کمینے
جاگا کریں باوقار آقا

ایسا تو تمہیں سنا نہ دیکھا
بندوں کا اٹھائیں بار آقا

جن کی کوئی بات تک نہ پوچھے
ان پر تمہیں آئے پیار آقا

پاکیزہ دلوں کی زینت ایمان
ایمان کے تم سنگار آقا

صدقہ جو ہے تمہیں سلاطین
ہم بھی ہیں امیدوار آقا

ہو جان حسن نثار تجھ پر
ہو جاؤں ترے نثار آقا

## کلامِ تاجدار

مفتیٔ اعظم ہند نوری علیہ الرحمہ

تم نے مغرب سے نکل کر اک قیامت کی بپا
کافروں پر سو ورا مہرِ عجم ماہِ عرب

حق کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے ہو تمہیں
نورِ چشمِ انبیاء مہرِ عجم ماہِ عرب

آفتابِ ہاشمی تو غرب سے طالع ہو پھر
کر سویرا کفر کا مہرِ عجم ماہِ عرب

زلفِ والا کی صفت واللیل ہے قرآن میں
اور رخ کی والضحیٰ مہرِ عجم ماہِ عرب

ظلمتیں سب مٹ گئیں ناری سے نوری ہو گیا
جس کے دل میں بس گیا مہرِ عجم ماہِ عرب

ظلمتوں پر ظلمتیں ہیں میرے مولیٰ قبر میں
اب تو اپنا منہ دکھا مہرِ عجم ماہِ عرب

مہر فرما مہر سے عصیاں کی ظلمت محو کر
جلوہ فرما ہو ذرا مہرِ عجم ماہِ عرب

نور سے معمور ہو جائے مرا سینہ اگر
دل پہ رکھ دے اپنا پا مہرِ عجم ماہِ عرب

اک اشارے سے قمر کے تم نے دو ٹکڑے کیے
مرحبا صد مرحبا مہرِ عجم ماہِ عرب

ہے تم سے عالم پرضیا ماہِ عجم مہرِ عرب
دے دو میرے دل کو جلا مہرِ عجم ماہِ عرب

# بَابُ الاِستِفتَاء

قائم مقام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ۔

درود و سلام کی فضیلت کا ایک طرف اعتراف ہے۔ مگر دوسری طرف کہتے ہیں ہم لوگ اہل سنت نماز کے بعد کھڑے ہوکر پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کو درود و سلام کی نمائش کہا جاتا ہے۔ مروجہ درود صریح بدعت ہے۔ حضرت علامہ محمد بن دمشقی فرماتے ہیں۔

ترجمہ: محبت رسول امت کے بہت سے دعویداروں کا یہ طریقہ ہوگیا ہے۔ جب حضور کی ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو تعظیماً کھڑے ہوجاتے ہیں یہ بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

دوسرے یہ عقیدہ ہوگیا ہے کہ روح مبارک محفل میلاد میں آتی ہے اور سرکار ہمارے قیام سے خوش ہوتے ہیں اس کی نہ کوئی دلیل نہ کسی آیت میں ہے نہ حدیث میں ہے۔ حوالہ دیا ہے علامہ قاضی شہاب الدین حنفی۔

درخواست ہے امر پر کیا فرماتے ہیں۔ ہم اہلسنت جو طریقہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وہ کہاں تک صحیح ہے اور حضور اعلحضرت نے اور بعد کے علماء نے اس کو کیونکہ رائج کر دیا ہے۔ اس کا کیا ثبوت ہے۔ ازراہ کرم چند حوالے سے جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی رفیق میاں باغ ننو گھیاری منڈی لکھنؤ۔

**الجواب:** ۴۸۶/۹۲

درود و سلام نماز کے بعد جائز ہے اسے بدعت کہنا ہی غلط ہے۔ درود و سلام کے لیے کوئی تخصیص وقت شریعت مطہرہ کی جانب سے مقرر نہیں ہے۔ بلکہ مطلقاً حکم دیا گیا ہے کہ اے مسلمانوں درود و سلام پڑھو اور وقت مقرر نہیں کیا گیا ہے تو ہر وقت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ قیام و میلاد شریف جائز و مستحسن ہے اور تمام بلاد اسلام میں رائج و معمول ہے۔ علامہ سید جعفر برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ میلاد میں فرماتے ہیں

قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم ائمۃ ذو روایۃ و درایۃ فطوبی

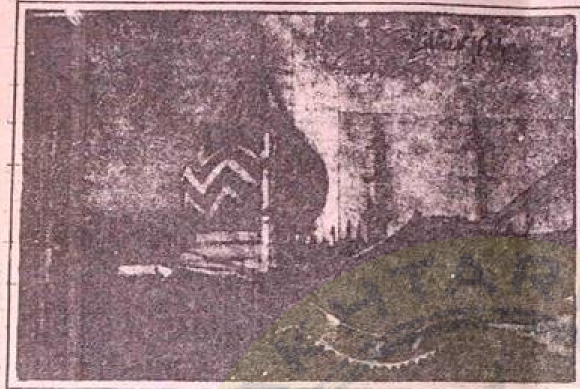
من کان تعظیمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غایتہ مرامہ "

یعنی بے تشک ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا۔ ان اماموں نے مستحسن مانا ہے۔ جو اصحاب روایت وارباب درایت تھے تو خوشی وشادمانی ہو اس کے لیے جسکی نہایت مراد وغایت غایت مقصود ہو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو آج کل اس قیام کو ناجائز بدعت کہنے والے وہابیہ ہیں۔ ان لوگوں کی باتوں کی طرف التفات نہ کرنا چاہیے وہ تو تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرے سے منکر ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذرہ ناچیز سے کمتر، عاجز، نادان۔ چمار سے زیادہ ذلیل مانتے ہیں۔ تفصیل کے لیے جاء الحق۔ حسام الحرمین ملاحظہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں۔

زید صحابہ کرام کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتا ہے اور اولیاء کرام کو بھی رضی اللہ عنہ کہتا ہے



بکر کا کہنا ہے کہ صرف صحابہ کرام کو ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا چاہیے۔ اولیائے کرام یا بزرگان دین کو صرف رحمۃ اللہ علیہ کہنا چاہیئے۔ زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا۔

زید کی عورت ہندہ اکثر حیض سے فارغ ہوتی تو اگر جمعہ کا دن ہوتا ہے تو غسل نہیں کرتی ہے۔ بولتی ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد غسل کروں گی۔ نماز جمعہ سے پہلے عورتوں کو غسل نہیں کرنا چاہیے۔ زید کا کہنا ہے کہ اس طرح جمعہ کی نماز سے قبل غسل کر لیجئے۔ مگر دونوں میں اکثر جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا دونوں مل کر مسجد کے امام کے پاس آئے ہوئے ہیں۔ ایسے میں امام کیا جواب دے۔ آپ جواب سے نوازیں

المستفتی: مولانا بشیر قادری
خطیب مسجد گلشن مصطفیٰ
کریم نگر پلاٹ نمبر ۲
بمبئی نمبر ۴۳

الجواب ۸۶ / ۹۲

زید کا قول صحیح ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کے لیے کہنا بہتر ہے لیکن اولیائے کرام کے لیے کہنا ناجائز نہیں ہے۔ درمختار میں ہے

ویجوز عکسہ یعنی صحابہ کرام کے غیر کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا جائز ہے اور صحابہ کرام کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی کہنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ وہ غلط کہتی ہے۔ جمعہ سے پہلے غسل کرے اور نماز پڑھے حیض سے فارغ ہونے کے بعد بے وجہ تاخیر کرنا اور اپنی جانب سے غلط مسئلہ بتانا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

۱۔ زید کی شادی ہندہ سے ہوئی زید کے نطفے سے ہندہ کی شکم سے خالد پیدا ہوا۔ شوہر بیوی کے تعلقات بگڑ گئے۔ طلاق ہو گئی۔ اس وقت خالد کی عمر سوا دو سال ہوئی تھی۔

ہندہ مجبوراً تین سال کے لیے دودھ پلانے کے اخراجات لیے جانا از روئے شرع جائز ہے۔ جبکہ زید اپنا بچہ طلب کر رہا ہے۔

موجودہ حکومت نے شریعت میں دخل اندازی کرتے ہوئے ترمیم کی ہے اور کچھ دفعات قائم کیے ہیں۔ فوجداری دفعہ ۱۲۵، ۱۲۷ وغیرہ عائد ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔ بکر موجودہ دفعہ کی بنیاد پر نان نفقہ عدت خرچ وصول کرنے کے لیے تیار ہے اور زید دین مہر۔ عدت خرچ وغیرہ شریعت مطہرہ کے مطابق ادا کرنے کے لیے تیار ہے اور بکر کے ساتھ موجودہ اور دوسرے لوگ حکومت کے فیصلہ کے مطابق ہی دلانے کی کوشش میں ہیں۔ اور اس قانون کو ضرورت کہکر صحیح مانتے ہیں تو کیا زید حق پر ہے یا بکر۔ آیا یہ کہ بکر موجودہ قانون کے مطابق لینے اور دلانے والے سے خارج ہیں یا نہیں۔ بحوالۂ کتب معتبر تحریر فرمائیں۔

۳۔ صورت بالا میں زید کو موجودہ حکومت کے فیصلہ کے مطابق دے دینے میں از روئے شرع عنداللہ بہتر ہے، یا نہیں۔

(نوٹ) موجودہ حکومت کی تائید میں بولنے والے حضرات کے ساتھ اسلامی برتاؤ کیا جائے یا ان کو مسلمانوں کی جماعت سے علی الاعلان دور رکھا جائے۔

المستفتی: عبدالرزاق انصاری

الجواب ۸۶/۹۲

۱۔ دودھ پلانے والی کی مدت دو سال ہے۔ اس سے زیادہ پلانا ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین"

اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل۔ لہٰذا تین سال تک دودھ پلانے کا خرچہ طلب کرنا ناجائز ہے۔ ہاں پرورش کا خرچہ لے سکتی ہے۔ اور بچہ سات سال تک ماں کے پاس رہے گا۔ اس کے بعد باپ کو لینے کا حق حاصل ہے۔ جبکہ کوئی ایسا سبب نہ پایا جائے جس سے ماں کے پاس رہنے کا جواز ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ شریعت مطہرہ کے مطابق عدت کا نفقہ لے سکتی ہے اور مہر لے سکتی ہے۔ عدت کے بعد کا نفقہ طلب کرنا ناجائز اور گناہ ہے اور شریعت مطہرہ کی نافرمانی ہے۔ مگر اس سبب سے وہ خارج از اسلام نہ ہوں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ شریعت مطہرہ کے مطابق شریعت کے خلاف اسلامی حکومت کا فیصلہ بھی معتبر نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان دین قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

۱۔ ایک عالم نے فرمایا کہ جو شخص حی علی الصلاۃ پر کھڑا نہ ہو۔ وہ امام تراویح دعا نہ مانگے۔ صبح بعد نماز قیام و سلام نہ پڑھے اس کی نماز درست نہیں ساتھ ہی اس کے پیچھے نماز درست نہیں۔

اس مسئلہ کو سن کر گاؤں میں گروپ بندی شروع ہوئی۔ آپس میں نفاق کو دیکھتے ہوئے گاؤں کے صدر خانصاحب نے مشورہ دیا کہ اس گاؤں کی مسجد کا امام پرانے طریق عمل میں لائیں۔ باقی مقتدیوں کو اختیار ہے جو چاہیں عمل کریں۔ چونکہ امام کی

اقتدار لازم ہے۔ ایک منتخب کے تحت جھگڑے نہ کریں۔ یہ مشورہ عالم صاحب کو پسند نہ آیا۔ وہ گروپ بندی میں مشغول رہے اور مسجد کو چھوڑ کر مسجد کے دروازے پر نماز قائم کرنے لگے اور جمعہ کے لیے ۲ میل دور دوسرے گاؤں کی مسجد میں جانے کا مشورہ دیا۔ لوگ جانے لگے۔ یہ رسم ابھی تک جاری ہے۔

۲۔ عشاء کی نماز میں ایک مسافر مدرس کو کسی نے آگے بڑھا دیا چونکہ اس گاؤں کی مسجد میں کوئی مستقل امام نہیں ہے۔ مصلے پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر اس مسجد کے دستور کے برعکس سمجھ کر صدر صاحب نے مدرس صاحب کو پیچھے کر کے نماز عشاء خود پڑھائی۔ عالم صاحب سے مدرس نے کہا۔ اس پر عالم صاحب نے بغیر دریافت کیے صدر صاحب پر فتوی لگاتے ہوئے اعلان کیا کہ خانصاحب صدر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ مدرس صرف مدرس ہی نہیں بلکہ عالم بھی ہے۔ ایک عالم کو مصلے سے ہٹایا ہے۔ اس لیے گنہگار ہو گئے۔ جب تک عالم اور مقتدیوں سے توبہ و استغفار اور معافی نہ لے لیں ان کے پیچھے نماز کسی کی جائز نہیں۔

اس مسئلہ کے اعلان کے بعد نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جواب کو لیکر پوری بستی الجھ گئی اور ایکدوسرے کے جانی دشمن ہو گئے۔ گروپ بندی کثرت سے بڑھ گئی۔ جبکہ اس بستی میں غیر مسلموں کا حملہ بار بار ہو رہا ہے۔ ایسی حالت میں آپس میں پھوٹ سے اندازہ ہے کہ بستی ویرانی کی جھینٹ میں ہے۔ مسجد سونی ہے نماز دروازے پر اور جمعہ دوسرے گاؤں میں جاری ہے۔

اب عالم مسافر و مقتدیوں سے صدر خانصاحب کے معافی اور توبہ فتوی کے تحت فرمائیں کیسے حل ہو گا۔ اللہ سے دعا کریں کہ فتنہ و فساد سے بچائے۔ مسئلہ بیان کریں۔

المستفتی محمد جسیم الدین

مقام ہر پوسٹ
سنگا لیم، ضلع پلاموں (بہار)

الجواب $\frac{۷۸۶}{۹۲}$

تکبیر کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے۔ وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ رہے۔ بلکہ بیٹھ جائے۔ یہاں تک کہ مکبر حیَّ علی الفلاح تک پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ وقایہ میں ہے۔

"یقوم الامام والقوم عند حیّ علی الصلاۃ ویشرع عند قد قامت الصلاۃ"

ہندیہ میں ہے

"یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثۃ ھو الصحیح"

جامع المضرات وعالمگیریہ و ردالمحتار میں ہے

"اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح"

اور حدیث میں یمیناً وشمالاً کا لفظ آیا ہے۔ لہذا دعا مانگتے وقت رخ پھیر کر خواہ بجانب شمال یا جنوب مانگنا چاہیے۔ وہ غلط کہتا ہے کہ اتر کی جانب منہ کر کے دعا مانگنا حدیث سے ثابت ہے اور دکھن کی طرف رخ کرنے کا بھی اختیار دیا ہے۔ بلکہ اگر صف کی طرف یعنی مومنین کی طرف رخ کر کے دعا مانگے یہ بھی جائز ہے۔ اور صلاۃ وسلام پڑھنا جائز و مستحب ہے۔ آیۃ کریمہ

"یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما"

لہذا صلاۃ وسلام پڑھنا بھی جائز ہے اور اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ جب چاہیں پڑھیں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

اور آج کل اس کا انکار شعارِ وہابیت و دیوبندیت ہوچکا ہے کہ بدمذہب و گمراہ ہیں۔ اس کو منع کرتے ہیں۔ کوئی صحیح سنی العقیدہ نہیں کرتا ہے۔ مولانا نے انہیں وہابیہ کے متعلق کہا ہوگا اور بلاشبہ وہابیہ کی نماز اور ان کی اقتدا باطل ہے۔ اور جب قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت اور بزرگوں کا عمل اس پر ہے اور پرانا طریقہ یہی ہے۔ مولانا کا عمل صحیح ہے صدر کو اس بات سے رجوع کرنا لازم ہے اور آپس میں فتنہ پیدا نہ کرے اور اس سبب سے امام کو علیحدہ کرنا روا نہیں وہ اس سے رجوع و توبہ کرے اور سارے مسلمان باجماعت مسجد میں نماز ادا کریں اور امام کو بحال کریں اور یہ دستور بنانا کہ بیٹھ کر تکبیر سنیں غلط و باطل ہے۔ مذہب حنفی کے خلاف ہے۔ اس سبب سے اس عالم کو نماز نہ پڑھانے دینا غلط تھا صدر اس فعل سے توبہ کرے اور اس عالم سے معافی چاہے اور اس صدر سے اس کے خیالات دریافت کریں۔ اگر بربنائے لاعلمی اس نے ایسا دستور بنایا تو وہ اس دستور کو ختم کرے اور توبہ کرے اور اگر بربنائے بدمذہبیت دیوبندیت اُس کا یہی عقیدہ ہے تو وہ لائق صدارت نہیں ہے۔ بلکہ دیوبندیوں کے عقائد کفریہ بتائیں۔ اگر اس کا یہ عقیدہ نہیں ہے دیوبندیوں کو وہ نہیں مانتا ہے۔ بلکہ ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوکر انہیں کافر نہیں کہتا ہے تو وہ بھی صدر بننے کے لائق نہیں ہے۔ بلکہ وہ انہیں کی رستی میں گرفتار ہے اور اگر وہ ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوکر انہیں کافر کہتا ہے تو اس کو اپنا عقیدہ بتائیں اور وہ اس پر عمل کریں تفصیل و ثبوت کے لیے سنیوں کی کتابیں دکھائیں۔ جاء الحق حسام الحرمین، فیصلہ حق باطل ملاحظہ کریں۔ اور مسلمان آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہیں

واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

ساجد خاں ٹرکٹر کے حادثے میں اللہ کو پیارے ہوگئے اور ٹرکٹر والے نے موت کے حادثے پر =/۷۰۰ روپیہ دیا اور یہ کہہ کر دیا کہ یہ روپیہ بیوہ اور شیرخوار بچی کی پرورش کے لیے دیا ہوں۔ مگر ساجد کے بھائیوں نے =/۳۴۰ تیجہ چالیسواں وغیرہ میں خرچ کرلیا۔ اب =/۳۶۰ روپے باقی بچا ہے اور ساجد کی بیوہ کے ہاتھ میں باندھنے کی ایک گھڑی اور ساجد کی بیوہ کے کانوں کے لیے ایک جوڑ بندے اور ایک جوڑ پیروں کی پائلیس اور ایک چھوٹی ناک کی نتھ اور ساجد کے حصہ میں ½ ۲ ڈھائی بیگھہ زمین ایک کمرہ ان چیزوں کا بٹوارہ ہوتا ہے اور بیوی بھی دوسری شادی کرنا چاہتی ہے اور یہ بھی کھول دیں کہ اصولاً ساجد کی بچی کس کے پاس رہ سکتی ہے۔ مرنے والے ساجد خاں کا بٹوارہ کن کو کتنا ملے گا۔ یعنی کس کو کتنا دیا جائے گا

۱۔ ساجد خاں کی بیوہ ناظمہ بیگم

۲۔ ساجد خاں کی شیرخوار بچی لگ بھگ ایک سال کی ہے۔ جس کا نام فیروز بی

۳۔ ساجد خاں کا بڑا بھائی شادی شدہ آل نبی خاں۔

۴۔ ساجد خاں کے بڑے سے چھوٹے بھائی غیر شادی شدہ صابر خاں

۵۔ ساجد خاں کی شادی شدہ بہن آمنہ بیگم۔

**الجواب** ۷۸۶/۹۲

وہ روپے تیجہ وغیرہ میں خرچ کرنا جائز نہ تھا۔ جن لوگوں نے خرچ کیا وہ تاوان دینے کے ذمہ دار

ہیں۔ اور بیوی کے زیورات اگر ساجد کے ہیں۔ اس نے بیوی کو دے کر اسے مالک نہ بنایا تھا تو وہ ترکہ میں شمار ہوتا اور کل ترکہ ساجد چوبیس سہام پر بٹ کر بارہ سہام ساجد کے لڑکی کو اور تین سہام ساجد کی بیوی کو اور ۹ سہام ساجد کے دونوں بھائیوں اور بہن کو ملیں گے۔ اس طرح کہ بہن کو ایک حصہ اور بھائیوں کو دو دو حصے، بچی ماں کے پاس رہے گی جب تک بالغ نہ ہو جائے اور اس کا بھائی جو بڑا ہے وہ ولی ہے اور سات ہزار روپے ساجد کی بیوی اور لڑکی کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں۔

۱۔ یہاں سے تقریباً ۱۶،۱۵ کلومیٹر دور ایک گاؤں سہاول پڑتا ہے۔ وہاں کا زید نامی شخص وہابیت کے بارے میں بہت مشہور ہے۔ بظاہر اس پر کوئی فتویٰ نہیں ہے لیکن اس کی وجہ سے مذکورہ گاؤں میں دو جماعت سنی و وہابی کے نام سے وجود میں آچکی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ وہابی نہیں تو اس کو سنی وہابی کے نام سے دو جماعت کیسے وجود میں آئیں۔ آیا زید مذکور کو وہابی مانا جائے یا نہیں۔

۲۔ ایک بارات یہاں مادھوگڈھ سے دوسرے گاؤں گئی۔ یہاں سے لوگ گئے۔ لیکن وہاں بارات میں زید مذکور بھی شامل تھا۔ لوگ ساتھ میں کھائے پئے یہاں بارات واپس آنے پر جن لوگوں نے اس بارات میں شرکت کی تھی اور زید مذکور کے ساتھ کھایا پیا تھا۔ سب لوگوں سے توبہ کروایا گیا اور سب لوگوں نے توبہ کیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ وہابی نہیں تو سب لوگوں سے توبہ کیوں کرایا گیا۔ اور سب لوگوں نے توبہ کیوں کیا۔ ان سب کا توبہ کرنا کیا اس بات کا کھلا ثبوت نہیں کہ زید وہابی ہے۔ ان سب وجوہات کے ہوتے ہوئے اب بھی اس کے وہابی ہونے میں شک کیا جائے۔ سوال مذکورہ ہذا کی روشنی میں زید مذکورہ وہابی ہے یا نہیں۔

۳۔ یہاں مادھوگڈھ کے بکر کی لڑکی زید مذکور کے بھائی کو بیاہی ہے۔ لڑکی برابر اپنے سسرال آتی جاتی ہے۔ زید مذکور بھی آتا جاتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زید مذکور کا یہاں آنا جانا یا لڑکی یا لڑکی کے باپ بکر کا وہاں جانا آنا، کھانا کھلانا درست ہے یا نہیں۔

۴۔ اگر درست ہے تب تو کوئی بات نہیں اور اگر درست نہیں ہے تو شریعت مطہرہ کی روشنی میں یہ بتایا جائے کہ بکر و اس کی لڑکی اور ان کے ساتھی کون سا طریقہ اپنائیں جو شریعت کے مطابق ہو تاکہ وہابیت کے گندے دلدل سے نکل سکیں۔

۵۔ بریلی شریف کی شرعی عدالت سے جو فتویٰ صادر ہو اس کو بکر و اس کے ساتھی نہ مانیں یا اس کی ہدایت کے مطابق عمل نہ کریں تو شریعت کی روشنی میں یہ بتایا جائے کہ پورے گاؤں کے لوگ ان کے ساتھ کیا سلوک کریں۔

المستفتیان۔ مادھوگڈھ ستنا

الجواب ۸۶/۹۲

اگر وہ دیوبندیوں کی کفریات کی بنا پر ان کو کافر نہ کہتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ اسی قوم سے ہے اور ان سے میل جول ناجائز و گناہ ہے اور توبہ کرانے والا واقعہ درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ جس سے نکاح ہوا وہ سنی ہے تو نکاح درست ہے البتہ زید جو وہابی ہو یعنی اس کا وہابی ہونا ثابت ہو تو اس سے میل جول ناجائز و گناہ ہے۔ حدیث میں ہے

"ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم"

دور رہو تم ان سے اور دور رکھو تم ان کو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ پہلے زید کے بارے میں تحقیق کریں پھر دریافت کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ شریعت مطہرہ کا حکم کون مسلمان نہیں مانے گا۔ اور شریعت مطہرہ کا حکم نہ ماننے والا مسلمان نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

محترم المقام واجب صد احترام جناب حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ دام ظلک علینا الی یوم القیمۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عرض یہ ہے کہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری بہار کے لوگ کس عقیدہ کے ہیں۔ نیز ایک مولوی جو بہار کے ہیں وہ یہاں اودے پور میں ایک مسجد کا امام ہے وہ اپنے آپ کو سنی بتلاتے ہیں۔ لیکن اس کے کارنامے کچھ ایسے ہیں جو دیوبندی سے مناسبت رکھتا ہے جب سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ میں سنی ہوں اور میرا تعلق خانقاہ —— پھلواری سے ہے اور یہ خانقاہ سنیوں کی ہے آپ سے صرف اتنی تحقیق کرنی ہے کہ کیا واقعی خانقاہ مجیبیہ کے لوگ سنی ہیں اور یہ خانقاہ سنیوں کی ہے۔ جواب بالتفصیل عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد اشرف الدین نوری رضوی خطیب

مسجد میوہ فروشان متصل مسلم مسافر خانہ اودے پور

(راجستھان)

## الجواب ۷۸۶/۹۲

خانقاہ مجیبیہ والے نیاز فاتحہ میلاد شریف وغیرہ کرتے ہیں۔ مگر دیوبندی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی تکفیر نہیں کرتے ہیں۔ جو دیوبندیوں کے اقوال کفریہ قطعیہ سے واقف ہو کر ان کو کافر نہ کہے وہ خود ویسا ہی ہے۔ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ وہ سنی نہیں ہیں۔ اور لائق امامت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

گرامی قدر مفتی صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مسئلہ ذیل کے متعلق علماء امت کا کیا ارشاد ہے۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

۱۔ کیا امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہو چکا ہے۔ اگر نہیں تو مدعیان مہدی کے کذب پر کیا دلائل ہیں۔ اگر ہو چکا ہے تو جمہور امت کا عقیدہ کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ایک ہوگا۔ کیا غلط ہے۔

۲۔ امام مہدی کی وہ شناخت جو حقیقی اور مصنوعی مہدی کے درمیان خط امتیاز کھینچ سکے متعین فرما دیں کہ وہ کیا ہیں۔

المستفتی: مختار اشرف کوکری

اگر۔ ایس۔ ایم روڈ

بمبئی نمبر ۳۷

## الجواب ۷۸۶/۹۲

ابھی امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور نہیں ہوا ہے کون مدعی ہے۔ اس کے حالات معلوم کر کے تحریر کریں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مہدی کے زمانے میں آسمان سے اتریں گے اور یہ سب سے

بڑی دلیل ہے۔ اور دجال کو آپ ہی قتل فرمائیں گے اور ابھی دجال ظاہر نہیں ہوا۔ یہی دونوں باتیں اُس کے کذب کی دلیل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مزید تفصیل بہار شریعت حصۂ اول میں دیکھ لیں۔

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

جناب ڈاکٹر اقبال احمد صاحب ابن ڈاکٹر عبد المجید خاں صاحب مرحوم کی شادی میں جو کہ جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرامپور کے صدر اعلیٰ ہیں موصوف کی بارات میں وہابی۔ دیوبندی کثیر تعداد میں شریک تھے۔ جامعہ عربیہ انوار القرآن کے اساتذہ وطلبا ونیز سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ سنی عربی یونیورسٹی مبارکپور اور حضرت محدث کبیر صاحب قبلہ فقیہ مصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی بھی شریک تھے۔

لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی بارات میں جس میں وہابیوں دیوبندیوں کا اشتراک ہو۔ اس میں علمائے اہلسنت واساطین ملت کی شرکت ازروئے شرع کیسی ہے لاتجالسوھم ولاتشارکواھم کی روشنی میں واضح طور پر تحریر فرمائیں۔

المستفتی: سراج الدین چشتی
سرائے پھاٹک
بلرام پور

الجواب:

ا۔ حکم شرع سائل کو معلوم ہے۔ ان حضرات علمائے کرام سے معلوم کریں کہ وہ یہ جانتے ہوئے کہ اس میں وہابی دیوبندی شریک ہیں شریک ہوئے تھے یا انجانے میں۔ بلکہ جب وہ حضرات تشریف لے گئے تھے۔ اُسی وقت ان سے استفسار کر لینا مناسب تھا اور اب بھی موقع ہے۔ ان سے استفسار کر کے جواب حاصل کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین صورت مسئولہ میں کہ گوبر گیس جو گورنمنٹ کی جانب سے ہر گھر میں دیا جا رہا ہے جس میں گا[...] بھینس کا کچھ گوبر لیعنی گو[بر] ڈال کر کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ اور جو آگے سے نکلے ہوئے گیس کو کھیت میں کھاد کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس گوبر گیس سے تیار شدہ کھانا کا شرعی حکم کیا ہے اور اس کھانے پر فاتحہ جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی: محمد سلیم قریشی رضوی۔ بھونرا بازار دھنباد

الجواب ۷۸۶/۹۲

جائز ہے کہ اب اس کی ماہیت بدل گئی ہے اور اُپلے جو گوبر کو سکھا کر بنا لیتے ہیں اُس سے کھانا پکانا جائز ہے گیس سے بدرجۂ اولیٰ جائز ہونا چاہئے کوئی وجہ ممانعت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ،

# مفتی اعظم الہند حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہٗ

از: مولانا سید ریاست علی قادری
بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اس علمی و روحانی خانوادے کے چشم چراغ تھے جس کی "تابانیوں سے پاک و ہند ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام کئی صدیوں سے منور ہو رہا ہے موجودہ دور کا عالم دین ایسا نہیں جو آپ کی علمیت و بزرگی کا معترف نہ ہو، کوئی شیخ ایسا نہیں جو آپ کی دانائی اور تقویٰ کا قائل نہ ہو، کوئی فقیہہ ایسا نہیں جو آپ کی صداقت اور حق گوئی کو تسلیم نہ کرتا ہو۔ سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کی زمام قیادت آپ ہی کے ہاتھوں میں تھی اور کروڑوں انسان آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوئے آج بھی آپ کے وصال کے بعد فیوض و برکات کا روحانی سلسلہ جاری و ساری ہے۔

مفتی اعظم ہند" کی زندگی کا ہر لمحہ یاد الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرتا تھا۔ خداداد صلاحیت... مجاہدہ و ریاضت، بے پناہ روحانی قوت اور سب سے بڑھ کر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت آپ اس مرتبہ و مقام پر فائز تھے جہاں بڑے بڑے علماء و مشائخ کا گزر نہیں۔ عصر جدید کے علمائے دین آپ کو اپنا امام و پیشوا مانتے تھے۔ علم فقہ، تفسیر، فلسفہ منطق و دیگر علوم و فنون میں آپ ید الطولیٰ رکھتے تھے علم حدیث و نعت گوئی کے علاوہ ادب و فن تاریخ گوئی، علم جفر پر آپ کو کامل عبور تھا اور فتویٰ نویسی تو گویا آپ کے مزاج و سرشت میں تھی کہ یہ فن تو آپ کو وراثت میں ملا تھا۔ آپ کی پرورش ہی اس ماحول میں ہوئی تھی جہاں علم و فضل کا دور دورہ تھا

مفتی اعظم ہند مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلی کے خلف اصغر ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو بریلی میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰحضرت نے آپ کی ولادت کا ایک واقعہ سنایا تھا کہ وہ ایک دفعہ اپنے پیرو مرشد سیدنا شاہ آل رسول مارہروی کے آستانہ عالیہ پر حاضر تھے۔ سجادہ نشین حضرت سیدنا ابوالحسین نوری بعد نماز عصر زینہ سے اتر رہے تھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا کہ اچانک حضرت نوری میاں رح نے فرمایا! مولانا صاحب! بریلی میں آپ کے یہاں ایک صاحبزادہ کی ولادت ہو چکی ہے اور جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچہ کو ضرور دیکھوں گا۔ وہ بڑا ہی مبارک اور خوش بخت ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ کروڑوں انسانوں کو راہ حق دکھائے گا۔ مجھے خواب میں بشارت ہوئی ہے کہ اس کا نام آل الرحمٰن رکھا جائے۔ اعلیٰحضرت جب مارہرہ سے بریلی تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ مفتی اعظم ہند اس دنیا میں تشریف لا چکے ہیں۔ حضرت مخدوم شاہ ابوالحسین نوری نے آپ کا نام ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن رکھا۔ محمد کے

نام پر عقیقہ ہوا اور مصطفٰے رضا عرف قرار پایا۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے اپنا بچپن اعلیحضرت کے زیر سایہ علمی ماحول میں گزارا اور ان ہی کی سرپرستی میں تمام مروجہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کی اور اس وقت کے جید علمائے کرام سے کتابیں پڑھیں۔ آپ کی زندگی پر اعلیحضرت کا بہت اثر رہا۔ یہی وجہ تھی کہ آپکی شخصیت میں اعلیحضرت کی بہت سی خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں حضرت مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ محمد مصطفٰے رضا خاں نے اپنے بڑے بھائی حجتہ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں اور مولانا شاہ رحم الٰہی منگلوری سے دینی تعلیم حاصل کی اور ان کی صحبت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کیں۔

مفتی اعظم ہند ۹۰ سال کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ کیا۔ آخری ایام میں ضعیفی کی حالت میں اور بیماری کے باوجود آپ ہمیشہ نماز پنجگانہ با جماعت مسجد رضا بریلی میں ادا فرماتے آپ کی ہر سانس خدمت خلق کے لئے وقف کی تھی۔ یاد الٰہی، خدمتِ خلق، عبادت و ریاضت ہی آپ کی زندگی کا سرمایہ تھی۔ آپ کا سونا جاگنا۔ اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا پینا غرض زندگی کا ہر لمحہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھا آپ کی حیات مقدسہ زہد و تقویٰ سے پُر تھی آپ ایک مرد مومن۔ ایک ولی کامل اور صاحب کرامت بزرگ تھے آپ کی ذات غرور و تکبر سے یکسر پاک تھی۔ عجز و انکساری آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ کلام نہایت نرم و شیریں زبان میں ادا فرماتے تھے ہر ایک کے یہاں بلا تکلف چلے جاتے تھے۔ مریضوں کی عیادت کرتے۔ حاجتمندوں کی حاجتوں کو پورا فرماتے۔ لوگوں کو سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے۔ لوگوں کی غیر شرعی حرکات سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے۔ آپ کی ذات والا صفات اخلاق کا بہترین نمونہ تھی آپ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ غیر حاضر لوگوں کی خیریت دریافت فرماتے تھے ہمیشہ مشغولِ عبادت رہتے تھے اور درود وظائف پڑھتے رہتے تھے لیکن کوئی آپ سے ملنے آتا تو درود وظائف چھوڑ کر اس کی خیریت معلوم کرتے۔ بقول سعدی رح حاجتمندوں کو حاجت روائی دبر درود وظائف سے افضل ہے۔ آپ کی ذات میں تواضع اور انکساری کا عنصر سب سے نمایاں تھا جو تمام طاعتوں کی اصل اور کمالِ تقویٰ ہے۔ آپ کی عادت تھی کہ تمام امور کو اللہ کے بھروسہ اور رضا کے مطابق تمام اختیارات و قدرت سے الگ رہا جائے اور یہی کمالِ طاعتِ الٰہی ہے۔ مفتی اعظم ہند کی شانِ مومنانہ اور حق گوئی و بیباکی کا یہ عالم تھا کہ بلا کسی خوف و خطر حق بات فرمادیا کرتے تھے چاہے اسے کتنا ہی بڑا نقصان کیوں نہ اٹھانا پڑے۔ ہندوستان میں آپ نے نسبندی کے خلاف فتویٰ دے کر حکومت وقت کی دشمنی مول لی، لیکن آپکے پائے ثبات میں جنبش نہ آئی اور حکومت نے آپ کی جرأت مردانہ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے رویت ہلال کا تاریخی فیصلہ فرما کر مفتی اعظم نے یہ جھگڑا ہمیشہ ہی کے لئے ختم کردیا کہ ہوائی جہاز سے چاند دیکھنا غلط ہے کیوں کہ چاند غروب ہوتا ہے فنا نہیں ہوتا۔ چاند کو سطح زمین یا ایسی جگہ سے جو زمین سے ملی ہو وہاں سے دیکھنا چاہیئے۔ جہاز سے دیکھنا اس لئے منع فرمایا کہ کہیں چاند ۲۹، کو اور کہیں ۳۰، تاریخ کو نظر آتا ہے اور اگر جہاز کو مزید بلندی پر لے جاکر چاند دیکھا جائے۔ تو ۲۷، ۲۸، تاریخ کو چاند نظر آسکتا ہے تو بھلا جہاز سے دیکھ کر یہ فتویٰ صادر کرنا کہ ۲۹ یا ۳۰ کا چاند دیکھنا معتبر ہے کس طرح صحیح ہوگا؟ اس کے بعد سے آج تک دنیا بھر میں ہوائی جہاز سے چاند دیکھنا منسوخ ہوگیا اور اس طرح تمام

دنیا کے متقیانِ کرام نے آپ کے فضل وکمال کے سامنے اپنی گردنیں جھکا کر آپ کی پیشوائی کو تسلیم کیا۔

مفتی اعظم ہند کی انکساری کا یہ عالم کہ مرید کرتے وقت اپنے ہونے والے مرید سے ہاتھوں میں ہاتھ دیکر یہ عہد لیتے تھے کہ اس ناچیز، گنہگار، بندہ اور فقیر بے توقیر کے لئے بھی دُعا کرکہ جیسی چاہیئے ویسی پابندی احکام خداوندی بن جیوں اور تادم واپسی ایسی پابندی کرتا رہوں۔ ریاضت کے متعلق آپ کا ارشاد ہے کہ "لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں۔ کوئی ریاضت ومجاہدہ ارکان وآداب نماز کی رعایت کرنے کا برابر نہیں۔ خصوصاً پانچوں وقت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا۔ مفتی اعظم ہر کام اخلاص ومحبت سے خدا کی رضا کے لئے باتباع شریعت کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے تھے جو مجاہدہ اور ریاضت کی روح ہے۔ اگر یہ پتہ چل جاتا کہ کسی مرید نے نماز قضا کردی تو اس کی طرف التفات نہ فرماتے اور سخت ناراض ہوتے آپ کسی ایسے شخص سے اپنی خدمت کروانا گوارا نہ فرماتے جو نماز ترک کرکے اپنی خدمت کرنا چاہتا

مفتی اعظم ہند سادات کرام سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ آپ اپنے سید مرید کی دست بوسی فرماتے تھے اور اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے آپ کی محفل میں جب تک کوئی سید موجود نہ ہوتا بے چین رہتے تھے۔ بریلی میں ۱۹۵۵ء میں حضور سیدنا غوث الاعظم اولاد سے حضرت سیدنا پیر طاہر علاؤ الدین مدظلہ العالی جب کوئٹہ سے تشریف لائے جن کی عمر اس وقت ۲۵ سال تھی تو لوگوں نے دیکھا کہ اپنے وقت کا ایک جید عالم اور لاکھوں انسانوں کے قلوب پر حکومت کرنے والا خود ننگے پاؤں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا ہے

مفتی اعظم ہند کی شکل مبارک حضور سیدنا غوث الاعظم کی شبیہ مبارک پر تھی اور آپ بلاشک وشبہ حضور سیدنا غوث الاعظم کے نائب تھے۔ آپ کی چال ڈھال، رنگ ونقشہ، رہن سہن دیکھ کر اعلیٰحضرت شاہ امام احمد رضا کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔ آپ نحیف البدن اور میانہ قد تھے۔ سینہ کشادہ اور ریش مبارک بڑی گھنی اور چوڑی تھی۔ پیشانی بلند اور کشادہ تھی آواز صاف اور رعب دار تھی۔ آپ نہایت ہی حسین تھے۔ رنگ کھلتا ہوا سرخی مائل سفید تھا۔ چہرہ پرجمال وپرجلال تھا اور یہ کہنا مشکل تھا کہ کمال وجمال میں کون سی چیز فوقیت رکھتی ہے۔ معصومیت اور پرہیزگاری چہرہ سے نمایاں تھی جس سے نیک بختی کے آثار خوب روشن تھے۔ آپ کو دیکھ کر قلب کو سکون واطمینان ہوتا تھا۔ آنکھیں انتہائی پرکشش اور پرنور تھیں جب آپ تبسم فرماتے تو چہرہ اور زیادہ جاذب نظر ہوجاتا تھا۔ آپ کو دیکھ کر کوئی شخص بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

مفتی اعظم ہند ایک صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ کرامت سے پر تھا آپکی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ قرآن سنت کے منافی کوئی کام نہیں کرتے تھے اور قرآن وسنت ہی کو ہدایت کا سرچشمہ اور طریقت کا رہنما سمجھتے تھے آپ کے نزدیک سنت ہی عشق الٰہی کی بنیاد اور عبودیت کی معراج تھی۔ یعنی ظاہر وباطن میں خدا کی مرضی اور رضا پر شاکر ہونا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال محبت کے ساتھ اتباع کرنا۔

مفتی اعظم ہند ایک صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ اردو، عربی، فارسی زبانوں پر مکمل عبور تھا۔ آپکی تصانیف اور فتاویٰ سے آپ کی علمیت ودانائی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ آپ ایک بلند پایہ نعت گو شاعر بھی تھے۔

مفتی اعظم ہند نے تین حج کئے۔ تیسرا حج ۱۹۷۱ء میں کیا جو تاریخی حیثیت کا حامل تھا۔ جو

انھوں نے بغیر فوٹو کے پاسپورٹ حاصل کر کے ادا کیا۔ پہلا حج آپ نے ۱۹۰۵ء میں اور پاکستان بننے سے ایک سال قبل کیا۔ تیسرے حج کے موقع پر آپ کا والہانہ انداز میں سعودی عرب میں استقبال ہوا اور ہزاروں انسانوں نے آپ کو جدہ ایرپورٹ پر بڑے پرتپاک طریقہ سے خوش آمدید کہا۔ مکہ معظمہ سے جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو ننگے پیر تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ رقت طاری تھی۔ یہ منظر بڑا ہی ایمان افروز تھا۔ مدینہ منورہ بھی آپ کا قیام اعلیٰحضرت شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت مولانا ضیاء الدین کے دولت کدہ پر رہا۔

مفتیٔ اعظم ہند ۱۳ اور ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء بدھ جمعرات کی درمیانی شب وصال فرما گئے۔ وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ۹۲ برس تھی۔

مفتیٔ اعظم ہند نے اپنے وصال سے چند گھنٹے قبل بعد نماز عشا فرمایا تھا کہ میں اپنے تمام مریدوں کو غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت عالیہ میں پیش کرتا ہوں۔ میں نے اپنے تمام مریدوں کو اور ان تمام معتقدین کو جو مجھ سے مرید ہونا چاہتے تھے بارگاہ غوثیت میں دیتا ہوں۔ بروز جمعہ آپ کو اپنے والد ماجد اعلیٰحضرت امام احمد رضا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کے جنازے میں ہندوستان کے اخبارات کے مطابق بیس لاکھ انسانوں نے شرکت کی۔ آپ کے جنازے میں مسلمانوں کے علاوہ لاکھوں ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں نے شرکت کی جس سے آپ کی مقبولیت اور عوام میں ہر دلعزیزی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

---

# مقدس نعت

سید اولاد رسول قدسی

ایمان کی ہمارے قریں یہ اساس ہے
یعنی محبت شہ کونین پاس ہے
اک فیض ہے ہماری ہدایت کے واسطے
جو جسم نور حق پہ بشر کا لباس ہے
محفوظ رکھئے ہم نشیں ایمان کی دولتیں
یہ دور آج کا بڑا موقع شناس ہے
بدر الدجیٰ خدا کے ہیں محبوب بے بدل
شاہد کلام رب کا ہر ایک اقتباس ہے
خلد بریں ملے گی اس پر جبیب ہوں
ایقان کا مجسمہ میرا قیاس ہے
سن کر مہر و نجوم سبھی مسحور ہو گئے
سرکار کے سخن میں اک ایسی مٹھاس ہے
محشر کے روز چاہیئے کوثر کا ایک جام
دنیا میں مجھ کو یا نبی زم زم کی پیاس ہے
تو ہے غلام حضرت سلطان انبیاء
قدسی خیال حشر سے پھر کیوں اداس ہے

# حضرت داتا گنج بخش اور اشاعت اسلام

بدرالقادری - اسلامک اکیڈمی "ہالینڈ"

متحدہ ہندوستان کے خط لاہور میں اسلام کی تبلیغی شمع روشن کرنے والوں میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کا اسم گرامی نہایت روشن اور منور ہے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اسم گرامی علی۔ والد ماجد کا نام عثمان ہے مسلم دنیا میں آپ حضرت داتا گنج بخش کے لقب سے مشہور ہیں۔ شاعر مشرق اقبال ان کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

سید ہجویر مخدوم امم
مرقد او پیر سنجر را حرم
خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
صبح ما از مہر او تابندہ گشت

آپ حسنی سید ہیں، مولد افغانستان کا شہر غزنی ہے، محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مرکزی مجلس رضا لاہور، کسی تحقیق کے مطابق آپ کا سنہ پیدائش ۴۰۰ھ ہے، آپ کے پیر و مرشد کا اسم گرامی حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن الختلی قدس سرہٗ ہے۔

سنت نکاح کی ادائیگی کے طور پر آپ نے شادی کی تھی مگر اہلیہ کا جلد ہی وصال ہو گیا ــــ اور تحریک کے باوجود آپ نے پھر دوسرا نکاح نہیں فرمایا ــــ فقر و درویشی میں مشغولیت کے ساتھ ساتھ حضرت داتا صاحب نے کئی اہم کتابیں تصنیف فرمائیں۔ بیشتر چوری ہو گئیں ــ اور لوگوں نے اچک کر اپنے نام سے منسوب کر لیں۔ کشف المحجوب آپ کی آخری تصنیف ہے۔ جو اسلامی تصوف کی قدیم کتابوں میں لازوال اور شہرۂ آفاق ہے دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں ــــ اپنے پرائے سب اس سے استفادہ کرتے ہیں، اہل عقیدت و محبت کے یہ کتاب "مرشد کامل" کا درجہ رکھتی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ ظاہر و باطن دونوں علوم کے مجمع البحرین ہیں ــــ حصول علم اور بزرگان دین کی زیارت کے لئے آپ نے خراسان، ماوراء النہر، مرو، آذربائیجان وغیرہ کی سیاحت کی ــــ درویشوں اور عالموں کی صحبت پائی۔ ان بزرگوں میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت ابوالقاسم گرگانی حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری۔

ایک شب کی بات ہے آپ نے اپنے پیر و مرشد کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں۔ "تمہیں لاہور کا قطب بنایا گیا، لاہور تمہارے حوالے کیا گیا، تم لاہور جاؤ۔"

آپ عرض گزار ہوئے: وہاں تو حضرت خواجہ حسن زنجانی تشریف فرما ہیں۔!

پیر و مرشد: بحث و تمحیص میں وقت ضائع نہ کرو۔ چل کھڑے ہو۔

حسب الحکم آپ نے سفر شروع کر دیا، رات جب اپنی سیاہ چادر دراز کر چکی، تو آپ شہر لاہور کے نزدیک پہنچ چکے تھے ــــ شہر کے باہر ہی ایک جگہ پڑ رہے ــــ صبح تاباں کی شعاعیں چمکیں تو لاہور کے مطلع پر روحانیت کا آفتاب درخشاں نمودار ہوا۔ عجیب منظر تھا۔ آپ نے جانب شہر قدم بڑھایا ــــ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے ــــ اور بہت سے مسلمان اس کے ارد گرد کھڑے ــــ گویا کسی کا انتظار کر رہے ہیں ــــ اچک اچک کر لوگ اسی طرف دیکھ رہے ہیں جس راہ سے آپ اندرون شہر داخل ہو رہے تھے ــــ آپ کو دیکھا تو ان کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئیں۔ یہ حضرت

شیخ حسن زنجانی علیہ الرحمہ کا جنازہ تھا ؎ جنھوں نے وصال سے پہلے فرما دیا تھا کہ فلاں راہ سے آنے والا ایک مسافر میرے جنازے کی نماز پڑھائے گا۔ آپ نے نماز پڑھائی۔ اور لاہور کی مسند قطبیت پر شان و شوکت سے جلوہ فگن ہو گئے۔

اے آمدنت باعث آبادی ما

آپ کی لاہور تشریف آوری سے، بیقراروں کو قرار، مردہ دلوں کو مسیحا اور شرک و ضلالت میں بھٹکنے والوں کو مشعل ہدایت ہاتھ آگئی۔ بلا امتیاز مذہب و ملت آپ سب حاجتمندوں کے لئے خدا کی دین سے داتا بن گئے۔ آپ کی گرمی صحبت نے ہزاروں قلوب میں ایمان کی شمع روشن کردی۔ آپ کا انتقال ۴۶۵ھ لاہور میں ہوا۔ اور مزار مبارک آج بھی مرجع خلائق ہے۔

ایک بار کا واقعہ ہے لاہور کے قیام میں آپ کے ذریعہ ایک مسجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ بعض علماء کا خیال تھا کہ مسجد کا رخ صحیح نہیں ہے عمارت مسجد مکمل ہو چکی۔ تو ایک روز آپ نے تمام علماء و مشائخ کو دعوت دی سب آئے۔ نماز کا وقت ہوا۔ آپ نے نماز پڑھائی — جب فارغ ہو چکے تو فرمایا۔ قبلہ رخ نگاہ اٹھایئے اور دیکھئے تو سہی کعبۂ معظمہ کس طرف ہے۔ خدا کی قدرت کہ تمام نمازیوں سے حجابات اٹھ گئے اور سب نے بچشم سر دیکھا کہ کعبہ معظمہ سامنے ہے۔ اور مسجد قبلہ کے صحیح سمت پر ہے ؎

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کی پاکیزہ تعلیمات اور سوز نفس سے لاہور اور خطہ پنجاب میں اسلامی اشاعت میں بہت اضافہ ہوا — آپ سے قبل حضرت شیخ حسن زنجانی اور اُن کے ہمعصر مشائخ اور بزرگوں نے اس خطہ میں اسلامی تخم کاری میں خود کو فنا کر دیا دعوت اسلام کا مصنف لکھتا ہے

یہ ابتدائی دور کے بزرگان دین میں سے ایک بزرگ شیخ اسمٰعیل ہیں، جو بخارا سے سادات عظام میں سے تھے اور دینی و دنیوی علوم میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے، ان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے مبلغ اسلام تھے جو (۳۹۵ھ مطابق ۱۰۰۵ء) میں لاہور آئے اور وہاں اسلام کی تبلیغ میں معروف ہوئے ان کی مجلس وعظ میں لوگ بکثرت شریک ہوئے تھے اور نو مسلموں کی تعداد روز بروز بڑھتی رہی تھی کہتے ہیں کہ جو شخص ایک بار ان کے وعظ میں آتا تھا وہ اسلام قبول کئے بغیر واپس نہ جاتا تھا ؎

الغرض لاہور اور خطۂ پنجاب میں حضرت داتا صاحب ان کے معاصرین اور ان سے ماقبل قریب کے زمانے میں تشریف لائے ہوئے مبلغین اسلام و اولیاء عظام نے اپنی خدمات کے گہرے نقوش چھوڑے — اور انہی کی جدوجہد نے اس علاقے کو مسلمانوں کا مرکز بنا دیا۔ اسے شرک و ضلالت سے صاف ستھرا کر کے حقیقی پاکستان کرنے والے ذہی نفوس قدسیہ ہیں حکیم محمد موسیٰ امرتسری لکھتے ہیں۔

"چنانچہ بعطائے الٰہی، و بفیض سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں کفرستان ہند میں اسلام کا پرچم لہرایا۔ اور اپنی روحانی قوت اور نظر کیمیا اثر کے ذریعے بے شمار گم گشتگان بادیۂ کفر و ضلالت کو صراط مستقیم پر گامزن کیا اور ان کے سینوں کو نور اسلام سے منور فرمایا" ؎

ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ مترجم پریچنگ آف اسلام۔ بنام دعوت اسلام۔ صفحہ ۲۷۸ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

"جن بزرگوں نے اسلامی دور کی ابتداء میں پنجاب میں اسلام پھیلایا ان میں شیخ فخر الدین زنجانی بھی، قابل ذکر ہیں۔ جو لاہور میں مذکور ہیں — ان ہی بزرگوں میں ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری خاص طور پر مشہور ہیں — جو عام طور پر داتا گنج بخش کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ . . . . . . . . .

ہر وقت درس و تدریس یا وعظ و نصیحت میں مشغول رہتے تھے۔ لاہور میں ابھی غزنوی دور کی ابتداء تھی اور اگرچہ پنجاب میں اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ لیکن ہندوؤں کے دل اسلام دشمنی سے لبریز تھے اور وہ مسلمانوں سے سخت نفرت کرتے تھے اس لئے ان کو اسلام کی دعوت دینا ایک بڑا کٹھن کام تھا۔ لیکن آپ نے تبلیغ کا کام بڑے استقلال کے ساتھ جاری رکھا۔ اور اس میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے ؎

غزنوی دور میں ایک ہندو جرنیل

جس کا نام راجو تھا اس نے حضرت داتا صاحب کے ذریعہ اسلام قبول کیا۔ (بابا فرید مسعود مصنفہ جعفر قاسمی ص: ۳۴)

— الغرض حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ والرضوان، سرزمین ہند پر داعیان اسلام، اور مبلغین مذہب حقہ کے سالار کارواں کی حیثیت رکھتے ہیں اقبال فرماتے ہیں۔

بند ہائے کوہ سار آساں گسیخت
در زمین ہند تخم سجدہ ریخت
پاسبان عزت ام الکتاب
از نگاہش خانہ باطل خراب
خاک پنجاب ازدم او زندہ گشت
صبح ما از مہراز تابندہ گشت

## بصائر

ایک بادشاہ نے ایک زاہد سے کہا کہ کچھ حاجت ہو، تو فرمایئے، بندہ ہر خدمت کیلئے حاضر ہے، انہوں نے جواب میں فرمایا، کہ میاں تم میری کیا حاجت روائی کر سکتے ہو میری سلطنت تو تمہاری سلطنت سے بھی بڑی ہے اس نے پوچھا وہ کس طرح، فرمایا کہ جس کے تم غلام ہو، وہ میرا غلام ہے، تم شہوت و عظمت اور پیٹ کے بندے ہو لیکن میں ان سب کا مالک ہوں، اور ان سب پر میری حکومت ہے اور وہ تمام میرے غلام ہیں!

## نعت شریف

قاضی محمد نسیم انور

نفس نفس یہی خیر الکلام ہو جائے
مرا وظیفہ محمد کا نام ہو جائے

جسے طلب ہو، زمانہ، غلام ہو جائے
غلامِ سیّد خیر الانام ہو جائے

قبولِ حق یہ دعائے غلام ہو جائے
نصیب جلوۂ بیت الحرام ہو جائے

ہزار صبح منور تلاش میں اس کو
جسے نصیب مدینہ کی شام ہو جائے

نظر میں گنبد خضرا، لبوں پہ نام نبی
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

سوائے نعت محمد جو لب کھلیں میرے
ادا زباں سے درود و سلام ہو جائے

بلا لو مجھ کو بھی آقا حضور میں اپنے
قبول میرا بھی اب تو سلام ہو جائے

پکار اُٹھے زمانہ "نبی کا دیوانہ"
الٰہی کاش یہ رسوائی، عام ہو جائے

یقین ہے خاتمہ بالخیر ہو گا اے انور
اگر مدینہ منور مقام ہو جائے

# مکتوب

## اعلیٰ حضرت

مرسلہ

محمد شہاب الدین رضوی بہرائچی

عزیز بجان برادرم محمد عنایت اللہ خاں سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد دعا مدعا۔ درود شریف کا مسئلہ بتانے سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ بیان کردوں تم نے اپنے خط میں نام پاک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بجائے صلی اللہ علیہ وسلم کے صلعم لکھا ہے۔ یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی عم کوئی ص اور یہ سب بیہودہ و مکروہ و سخت ناپسند۔ موجب محرومی شدید ہیں۔ اس سے بہت سخت احتراز چاہیئے۔ اگر تحریر میں ہزار جگہ نام پاک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہر جگہ پورا صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو علماء نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے۔

اب جواب مسئلہ لیجئے۔ نام پاک حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنی بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر نہ پڑھیگا گنہگار رہے گا اور سخت سے سخت وعیدوں میں گرفتار۔ ہاں اسمیں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سُنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے۔ بہت علماء قول اول کی طرف گئے۔ انکے نزدیک تو ایک جلسہ میں ہزار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا تو گنہگار ہوا مجتبیٰ و درمختار وغیرہما میں اسی قول کو مختار وافضح کہا۔ دیگر علماء نے بنظر آسانی است قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادائے واجب کیلئے کفایت کریگا۔ زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثواب عظیم و فضل جسیم سے بیشک محروم رہا۔ کافی و قنیہ وغیرہما میں اسی قول کی تصحیح کی۔

بہرحال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں ہیں۔ اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور مذہب قوی پر گناہ و معصیت عاقل کا کام نہیں کہ اسے ترک کرے۔

وباللہ التوفیق۔

حربی کافر کا مال دارالحرب میں سوا صورت غدر و بدعہدی کے جس طرح ملے جہاد و غیر جہاد ہر حال میں لینا حلال ہے۔ مگر مسلمان اس مال کا مالک اس وقت ہوگا۔ جب اپنے غلبہ کی جگہ لے آئے۔

سوئیوں کا تعویذ اس وقت تک لکھا جاتا ہے کہ حمل کو ہنوز تین مہینے نہ گزرے ہوں۔ اگر شیخ ظہور اللہ کے یہاں ایسی ہی حالت ہے کہ جب تک تم جواب بھیجو اور یہاں تعویذ روانہ

کروں اس کے پہنچنے تک تین مہینے نہ گزریں گے۔ تو ان کی زوجہ اور زوجہ کی والدہ کا نام لکھ کر بھیجو۔

شجرہ شریف بھیجتا ہوں سب مطالب کے لئے یہی وظیفہ لکھتا ہوں ہمیشہ ان شاء اللہ تعالیٰ کفایت کرتا ہے۔ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا ہر نماز کے بعد پنجگانہ بیس بیس دفعہ اسے روز پڑھ لیا کرو۔ اول و آخر درود شریف کہ ہر روز یہ کلمہ سو بار ہو جایا کرے۔ یہ تو بطور ورد رکھو اور جب کوئی خاص مطلب پیش ہو تو علاوہ وردِ معمولی کے ایک وقت معین کر کے باوضو قبلہ رو اسی کلمہ کو ۷۸۶ بار روز پڑھو یہانتک کہ مراد باذن اللہ تعالیٰ حاصل ہو اور ان دنوں میں علاوہ اس ۷۸۶ کے یہی کلمہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو بے گنتی بیشمار زبان سے جاری رکھو جب اللہ تعالیٰ مراد بر لائے پھر وہی سو بار روز کا ورد رکھو —

فقط سب کی طرف سے دعا سلام

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

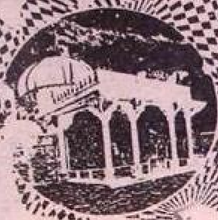
از بریلی شریف ۲۷ ذیقعدہ ۔ ۱۳۱۲ھ

بروز پنجشنبہ

ماخوذ۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۲ ماہ دسمبر ۱۹۶۲ء

# منقبت

از: حضرت احمر جیپوری



سنے تمہارے سوا کون یا غریب نواز
شکستِ شیشۂ دل کی صدا غریب نواز

تمہارے نام سے اب بھی جہاں میں روشن ہے
چراغِ راہِ حقیقت نما غریب نواز

پناہ دامنِ رحمت نے دی وہیں اس کو
ہجومِ یاس میں جس نے کہا غریب نواز

نہ مال و زر کی ہوس ہے نہ تاج شاہی کی
ہے بے نیاز تمہارا گدا غریب نواز

اسے تباہی طوفاں کا خوف ہو کیوں کر
ہو جس سفینے کے تم ناخدا غریب نواز

جسے جو چاہو زمانے میں تم عطا کر دو
خدا کے تم ہو تمہارا خدا غریب نواز

تمہارے در پہ پہنچ کر رہی نہ احمر کو
تمیزِ عظمتِ شاہ و گدا غریب نواز

# فراق مفتی اعظم ہند

۱۹۸۱ء

منقبت: نتیجۂ فکر حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر

کیا بتاؤں کون کیسا مقتدا جاتا رہا
مقتدا کرتے تھے جس کی اقتدا جاتا رہا

خوبصورت خوب سیرت خوش لقا جاتا رہا
خوبی خوباں کا جو معیار تھا جاتا رہا

حق شعار و حق نگر حق آشنا جاتا رہا
حق نگار و حق نظر حق رہنما جاتا رہا

پارسائی کی سند ملتی تھی جس کی ذات سے
پارساؤں میں سے وہ ایسا پارسا جاتا رہا

آفتاب نور پہونچا جس کا تا نصف النہار
وہ ہوا زائل تو عالم نور کا جاتا رہا

اٹھ گیا نوری میاں کا وارث حق اٹھ گیا
جانشین حضرت احمد رضا جاتا رہا

کس کو ڈھونڈوں کس کو پاؤں اور کروں کس سے سوال
خود تھا ہر اک بات کا جو فیصلہ جاتا رہا

نطق ہی خاموش ہو جاتا کبھی جس کے حضور
وہ فصیح بے بدل اسلام کا جاتا رہا

مجلس بیعت میں آجاتے تھے جس کی غوث بھی
دوستو! وہ نائب غوث الوریٰ جاتا رہا

اے بریلی اے زمین تاجدار علم و فن
جو امانت دار تھا اسلاف کا جاتا رہا

جانے والے تجھ پہ ہوں سو سو خدا کی رحمتیں
تو گیا کیا حوصلہ اسلام کا جاتا رہا

مصطفیٰ تھا نام جس کا وہ عشق مصطفیٰ
صورت و سیرت میں تھا جو مصطفیٰ جاتا رہا

اصطفیٰ منزل میں تو اور مصطفیٰ منزل تری
از بریلی تا مدینہ فاصلہ جاتا رہا

اے شبیہ حضرت احمد رضا پائندہ باد
تو گیا تو آہ اب احمد رضا جاتا رہا

گھول جو دیتا تھا رس کانوں میں میٹھے بول سے
اے سراپا گوش و شیریں ندا جاتا رہا

مدرسہ ہو کوئی مسجد ہو یا کوئی خانقاہ
ہر مکاں میں تو مکیں لاریب تھا جاتا رہا

منزل گم کردۂ منزل ہدایت کا نشاں
مرشد و ہادی ہمارا آسرا جاتا رہا

زندگی بھر تھی رضائے مصطفےٰ جس کو عزیز
وہ رضائے مصطفےٰ کا مصطفےٰ جاتا رہا

ڈوب کر بحرِ فنا میں وہ بقا کے گھاٹ تک
بہر دیدار شہِ اہل بقا جاتا رہا

احمد نوری نے دی جس کی ولادت کی خبر
اس بشارت کی خبر کا مبتدا جاتا رہا

دل گیا تو غم نہیں کہ دل ربا کے پاس تھا
غم تو یہ ہے آج اپنا دل ربا جاتا رہا

جس دل بیکل کو کل ملتی تھی اس کی دید سے
اس دل بے آسرا کا آسرا جاتا رہا

احمد نوری نے دی خلافت ہند میں
تا لحد نوری کا وہ نوری رضا جاتا رہا

دست بھی جس کا براہ راست دستِ غوث تھا
جو مریدوں پر تھا یعنی کا السماء جاتا رہا

ڈٹ گیا ہو جو ہمیشہ موجِ صد طوفان میں
کشتیٔ امت کا ایسا ناخدا جاتا رہا

مطمئنّہ نفس امارہ ہوا جس کے حضور
جو بہر خناس تھا تیر قضا جاتا رہا

لمحہ لمحہ جو مجسم شاغل و ذاکر رہا
شغل و ذکر و فکر وہ مشغلہ جاتا رہا

قسط و ذخر واجر دستا فع چل بسا
ہم گنہ گاروں کے دل کا حوصلہ جاتا رہا

ہو گیا محراب منبر آہ سونا ہو گیا
راکع و خاشع امام الاولیا جاتا رہا

ہو گیا تاریک عالم اور ظلمت بڑھ گئی
چھپ گیا دن آفتاب پر ضیا جاتا رہا

ناز تھا جس کے جو دناز پر خود ناز کو
وہ سراپا نازشِ اہل ولا جاتا رہا

پیر وہ ایسا کہ لاکھوں لاکھ ہوں جسکے مرید
اس صدی کا بے بدل و رہنما جاتا رہا

ذات تھی جس کی مریدوں کے لیے حصن حصین
وہ حفاظت کا مکمل دائرہ جاتا رہا

ہم سفر حیران منزل دور شب رہ پر خطر
قافلے کی خیر میر قافلہ جاتا رہا

جس نے دی تھی یہ دعا خوشتر کو خوشتر خدا
آہ وہ خوش تر کا خوشتر خوش ادا جاتا رہا

# یکساں سول کوڈ ہرگز قابل قبول نہیں

## ذہن قاتل ثابت ہوگی

علامہ مولانا توصیف رضا خاں

ایک بار پھر عارف خاں نے اپنے شیطانی پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے ہیں۔ انہوں نے راجیہ سبھا میں مسٹر سیتہ پرکاش مالویہ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ حکومت کی پالیسی مختلف فرقوں کے پرسنل لا میں تبدیلی کر کے یکساں سول کوڈ لاگو کرنے کی ہے۔ عارف خاں جو انرجی اور شہری ہوا بازی کے وزیر ہیں ان کا تعلق قطعی شعبہ قانون سے نہیں ہے اسکے باجود انکا اس سلسلہ میں بیان دینا ثابت کرتا ہے

انہوں نے حکومت کی ایما رضامندی سے ہی ایسا کیا ہوگا اس لئے ان کا یہ بیان نہ صرف معنی خیز ہے۔ چونکا دینے والا بھی ہے۔ کیونکہ مرکزی راشٹریہ مورچہ سرکار نے اپنے انتخابی منشور میں اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ اگر اقتدار اس کے ہاتھ میں سونپا گیا تو مسلمانوں کے پرسنل لا میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اس کے باوجود عارف کے بیان پر حکومت بالخصوص وزیر اعظم راجہ صاحب کی خاموشی اور تردید نہ کرنا عوام خصوصًا مسلمانوں کے اس شبہ کو تقویت پہونچاتی ہے، کہ چونکہ موجودہ حکومت فرقہ پرستوں کی بیساکھیوں کے سہارے چل رہی ہے اس لئے یہ فرقہ پرست عناصر حکومت میں شامل نہ ہوتے ہوئے بھی حکومت پر اپنا دباؤ قائم کئے ہوئے ہیں اور جناب راجہ صاحب ان کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور و بے بس ہیں۔ فرقہ پرست عناصر اپنے بنیادی مقصد یکساں سول کوڈ کے نام پر ملک میں ہندو کوڈ نافذ کرا کے ہندو راج قائم کرانے میں سرگرم عمل ہیں، جسکا بیّن ثبوت سابقہ حکومت کے اعلان اور خود وی۔ پی سنگھ صاحب کی یقین دہانی کے باوجود بارہ ربیع الاول شریف کی چھٹی کا اعلان ابھی تک نہیں کیا گیا۔ جب کہ ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر اور دیگر چھٹیوں کے اعلانات جاری کر دیئے گئے۔ کشمیر میں نافذ دفعہ ۳۷۰ کو کالعدم قرار دیئے جانے، بابری مسجد کو منہدم کرائے جانے اور ملک میں نئی حکومت کے قلیل عرصہ میں ہی سیکڑوں فسادات رونما ہونے وغیرہ کے سلسلوں میں روز افزوں اضافہ اور شدت بڑھتی جا رہی ہے۔ اور حکومت و ذمہ داران محض تماشائی بنے ہوئے ہیں اور اب ایک شوشہ یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا چھوڑا گیا ہے۔

ہمیں وزیر اعظم جناب راجہ صاحب کی نیت پر کوئی شک و شبہ نہیں اور نہ ہی ان کے طریقہ کار میں اختلاف ہے لیکن فرقہ پرستوں کا بڑھتا ہوا دباؤ اور

نت نئی مسلم کش سازشوں و ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ راجہ صاحب نہ صرف بی۔جے۔پی۔ بلکہ اپنے رفیقوں کے سامنے بھی بے بس ہو چکے ہیں۔

ہم وزیر اعظم جناب راجہ صاحب و اشتراکیہ و ریاستی سرکار کے ساتھ ہی عارف خاں کو بھی متنبہ کر دینا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے بیانات و اقدامات سے احتراز کیا جائے۔ ورنہ اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کے پرسنل لا میں کسی بھی قسم کی مداخلت نہ صرف انکے لئے بلکہ پورے ملک کے لئے زہر قاتل ثابت ہوگی اور مسلمان اسے کسی بھی صورت برداشت نہیں کریں گے۔

شریعت دین اسلام جو دنیا کے ترقی یافتہ انسان کی دینی و دنیوی تمام معاملات میں ضرورتوں میں سچی رہنمائی رہی ہے۔ اور جو عین فطرت کے مطابق ہے۔ مسلمان کسی بھی صورت میں اس شریعت سے منحرف ہونے یا اس کی جگہ کسی دوسرے قانون کو اپنے نجی معاملات میں ماننے کو ہرگز تیار نہیں

عارف خان صاحب آفرینش قائم سے لیکر آج تک یہ حقیقت ہے کہ دنیا انتہائی ترقی کرنے کے باوجود دین اسلام کی تعلیمات و شریعت نیز قوانین کی آج بھی محتاج اور آئندہ بھی رہیگی اگر ایسا نہ ہوتا تو بنی نوع انسان سے بھی اسی طرح ترک کر دیا ہوتا۔ جس طرح کہ سابقہ مذاہب کو حالات کا ساتھ نہ دے سکنے کی وجہ سے اس کے ماننے والوں نے چھوڑ دیا۔

جناب عارف خانصاحب شاہ بانو کیس سے لے کر آج تک آپ کی شیطانی ہٹ دھرمی کے باوجود ہمیں یقین ہے کہ آپنے تاریخ عالم کا مطالعہ ضرور کیا ہوگا کیا آپ انکار کر سکتے ہیں۔ کہ اسلام سے قبل دنیا کی اکثر و بیشتر حکومتوں کے قانون انتہا سے زیادہ ظالمانہ و وحشیانہ تھے۔ اور ظہور اسلام کے بعد ان قوانین میں منصفانہ شان جلوہ نما ہوگئی اسلام سے قبل اخلاقی و معاشرتی نظام نہایت تشنہ تھے لیکن اسلام کے بعد نہ صرف حکومتوں کے اخلاقی قوانین میں تغیر رونما ہوا۔ بلکہ عوامی اخلاقی میں بھی بیّن فرق پیدا ہوا۔

اسلام سے قبل نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا مساوات کے اصول سے قطعی نا آشنا تھی لیکن اس کا اصول مساوات اس درجہ مقبول ہوا کہ وہ قومیں جو اپنے ہم جنسوں کو جانور سمجھتی رہی تھیں، جو عورت کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتی رہی تھیں انہیں زندہ جلا دینے اور دستور کر دینے کی عادی تھیں ان میں بھی مساوات کا اصول اسلام سے ہی لیکر رائج و مقبول ہوا۔

یورپ جس کی تہذیب کے آپ بھی بہت زیادہ گرویدہ ہیں انسانوں کو تڑپا تڑپا کر قتل و غارت کرتا رہا تھا آج وہی یورپ مہذب سزا دینے کی حمایت کرتا ہوا نظر آتا ہے وہ قومیں جو نکاح ثانی، عقد بیوگان اور طلاق کی مخالف تھیں آج ان کے یہاں بھی نکاح ثانی عقد بیوگان کے اصول رائج ہو چکے ہیں۔ وہ قومیں جو عورتوں کو میراث میں سے حق دینا گناہ تصور کیا کرتی تھیں۔ آج عورتوں کو ان کا حق دینا انسانیت کا اصول مان چکی ہیں۔ ان تمام حقائق کے باوجود مسلمانوں کو پرسنل لا سے منحرف کرا کے جبراً یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی راگنی الاپنا کہاں کی دانشمندی و انصاف کی بات ہے۔

ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اسلامی قوانین سے انسانی فلاح و بہبود کے ضوابط اپنا کر انسانیت کی بقاء و ترقی کیلئے نافذ کیا جاتا الٹا مسلمانوں کو ہی ان کے پرسنل لا سے دست بردار کرنے کی نت نئی سازشیں رچی جا رہی ہیں۔

ہم عارف خاں صاحب و ارباب اقتدار سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کون سے یکساں سول کوڈ

سے نماز کی بات اچھالی جارہی ہے۔ کیا ہندوستان کے تمام شہریوں کو بلا امتیاز بعد موت جلا دیا جائے یا تمام عوام کے لئے تلک لگانا اور جنیؤ ڈالنا لازمی قرار دینا چاہتے ہیں کیا تمام بیوگان کو پھر سے اپنے شوہروں کے ساتھ ستی کرانا چاہتے ہیں یا پھر سب کیلئے جھٹکا اور سور کا گوشت کھانا لازمی قرار دینا چاہتے ہیں۔ (کیونکہ آج کل بات بات پر ذبیحہ خانہ کی چھٹی عام رائج ہو چکی ہے) یا تمام بہو بیٹیوں کو کونائٹ کلبوں اور گلی کوچوں میں شاستری نرتیہ دکلا کے نام پر ننگا ناچ ناچنے پر مجبور کر دینا چاہتے ہیں کیونکہ یہی بھارت کی پراچین سنسکرتی رہی ہے یا پھر نسبندی لازمی قرار دیکر حرام کاری۔ زنا اور عیاشی کا لائسنس سب کے لئے لازمی قرار دینا چاہتے ہیں یا پھر ہر عورت کو دروپدی کی طرح پانچ پانڈووں کی آغوش گرم کرنے کی لازمی ہدایات نافذ کرانا چاہتے ہیں یا پھر ہندوستان میں پھر سے احیا پرستی رائج کرا کے عوام کو برہمنوں وادھی ذات والوں کے ظلم وجبر کے شکنجوں میں کسوانا چاہتے ہیں۔ آخر آپ کے سول کوڈ کا ماضی الضمیر کیا ہوگا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسا یکساں سول کوڈ ہے جسکو آپ اور آپ کے ہمنوا نافذ کرانے کا اکثر و بیشتر خواب دیکھتے رہے ہیں۔

عارف صاحب سماجی نظام ہو یا چھوا چھوت کا مسئلہ ذات پات کی لعنت ہو۔ یا اقلیتوں کے تحفظ کی بات جب تک آزادی کی تحریک رہی ہو کہ مزدوروں کسانوں کے مسائل مارکسزم ہو یا بدھ ازم کا تقابل۔ جہتی اصول ہوں کہ ویدک ضوابط تعلیمی میدان ہو یا کسی ادارے کے نظام یا حکومتوں کے معاملات کوئی ایسا شعبہ یا مسائل نہیں جن پر شریعت دین اسلام کھری نہ اتری ہو اور سب پر سبقت نہ رکھتی ہو ہر ہر زاویہ اور موڑ پر اسلام نے واضح و مکمل خاکہ پیش کیا ہے جس میں کسی بھی قسم کی ترمیم و تنسیخ کی قطعی گنجائش نہیں پھر کیا ضرورت ہے کہ مسلمان کسی دوسرے کوڈ کی محتاجی قبول کرے۔

ہم نہیں چاہتے کہ عوام انسانیت کی فلاح و ترقی نیز خوشحالی کے لئے قانون وضع نہ کئے جائیں لیکن اگر اس کی آڑ میں مسلم پرسنل لا میں مداخلت کرنے کی ذرا بھی کوشش کی گئی تو اس کے اچھے و برے نتائج بھگتنے کے لئے آپ کو آپ کے ہمنواؤں کو تیار رہنا ہوگا۔

اسلام اور اس کے قوانین کا مقصد ان غلط سماجی وحکومتی ضوابط کو ختم کرنا تھا جو ہزاروں سال سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم میں رائج تھے اور آج بھی ہیں جو کسی مخصوص فرقہ کے لئے نہیں بلکہ پورے انسانی وجود کے لئے خطرہ ہیں اور بحمداللہ قوانین اسلام اپنے آپ میں مکمل و سچے ہیں مسلمانوں کو اس کے علاوہ کسی بھی کوڈ کی ہرگز ضرورت نہیں۔ ضرورت ایسے قوانین وضع کرنے کی ہے، جو عوام کی سماجی و سیاسی ناانصافیوں سے نجات دلا سکیں جو مختلف طبقوں کو مذہبی آزادی اور بے خوف و خطر زندگی گزارنے کی ضمانت دے سکیں۔

مضامین وغیرہ صرف

**مدیر**

ہی کے نام سے روانہ فرمائیں

ماہنامہ سنی دنیا کے لئے مضامین منظومات یا مراسلات وغیرہ صرف مدیر ہی کے نام ارسال کریں۔ کسی اور کے نام روانہ کئے گئے مضامین نہ چھپنے پر ادارہ ذمہ دار نہیں۔

مدیر سنی دنیا

# اہل سنن کے درد کے درماں ہیں ازہری

در شانِ فقیہ اسلام حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازھری

ناموس مصطفٰے کے نگہباں ہیں ازہری
مداحِ حسنِ سرورِ خوباں ہیں ازہری

خواجہ کا عشق دل میں محبت ہے غوث کی
بیشک فدائے شاہِ رسولاں ہیں ازہری

کردارِ مصطفٰے کا نمونہ ہے ان کی ذات
حسنِ عمل کی شمعِ فروزاں ہیں ازہری

چرخ علومِ دینِ مقدس کا دوستو
ماہ مبین و مہرِ درخشاں ہیں ازہری

نعتوں کی دھوم اَن کی فرشتوں میں ہے مچی
نعتوں کے شاعرِ ذی شاں ہیں ازہری

ہر ہر ادا میں ان کی عبادت کا عطر ہے
سرتاپہ با تو عاملِ قرآں ہیں ازہری

انسانیت بھی جس پہ تصدق ہے ہر گھڑی
ایسے عظیم فکر وہ انساں ہیں ازہری

سب کا مشام جان معطر ہے جس سے آج
باغِ عمل کا وہ گل خنداں ہیں ازہری

فیضانِ چشم حضرت احمد رضا سے تو
ہر انجمن میں آج صوافشاں ہیں ازہری

بیشک حضور مفتی اعظم کے فیض سے
کیسے عظیم مفتی ذی شاں ہیں ازہری

اس دورِ پر فتن میں حقیقت یہ دیکھئے
سب کے لئے محافظ ایماں ہیں ازہری

فکر و نظر کی ان کی بلندی نہ پوچھئے
اقلیم علم و فن کے بھی سلطاں ہیں ازہری

مدت کے رنج و غم کی مداوا ہے انکی ذات
اہلسنن کے درد کا درماں ہیں ازہری

شعرائے بے مثال کے سر خم ہیں جس پہ آج
وہ صاحب کمال سخنداں ہیں ازہری

روشن ہے اہل دل کے دلوں کی بھی انجمن
چرخِ ہدیٰ کے نیر تاباں ہیں ازہری

دیں کے لیے تو دیکے سدا ساری زندگی
اپنے وجودِ پاک پہ نازاں ہیں ازہری

دل کو سکون ان کے تصور سے مل گیا
بیشک سکون بخشِ مسلماں ہیں ازہری

چو کھٹ سے ان کی بولو کہاں جائیں دوستو
اہلسنن کے دل کے بھی ارماں ہیں ازہری

مجھ سا حقیر شئی پہ علی سخن طراز
لاریب فیضِ دل سے مہرباں ہیں ازہری

# امام حسین اور منصب شہادت

محمد عبدالقیوم رضوی
فریدپور بریلی شریف یوپی

شہادت ہے کیا یہ بتانے کی خاطر ــــ ضرورت شریعت کو تھی کربلا کی

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے یزید کے لئے حکومت وسلطنت کا انتظام کر دیا تھا چنانچہ انکی وفات کے بعد یزید نے زمام اقتدار سنبھالی تو تمام قلمرو نے اس کی اطاعت کا اعلان کر دیا لیکن مدینہ طیبہ میں کچھ نفوس قدسیہ تھے جو خاندانی بادشاہت کے نظام کو اسلامی جمہوریت کے منافی سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان مقدس حضرات سے بیعت یزید کا مطالبہ کیا گیا تو انھوں نے اس نظام باطل کے سامنے سر تسلیم خم نہیں فرمایا حضور سید الشہداء حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالےٰ جو ان نفوس قدسیہ میں سے نہیں بلکہ ان کے نفوس قدسیہ کے پیشوا اور سردار ہیں وہ وقت کے سب سے بڑے مذہبی قومی ملی رہنما تھے دینوی مقتدا سردار ہیں تقوی پرہیزگاری کا مینارہ نور تھے جن کے چہرئے مقدسہ کو دیکھ کر حضور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس آنکھوں کے سامنے ہرانے لگتا جن کی رفتار وگفتار والد گرامی کے بجائے مقدس نانا کا عکس ورنگ تھا۔ امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کس طرح اس خاندانی بادشاہت کے نظام کو تسلیم کر لیتے جبکہ اس وقت کوئی آدمی بھی ان سے زیادہ، اس کا مستحق نہیں تھا کہ دین کی بنیاد کو تزلزل ہونے سے بچائے اور ہلتی ہوئی دیوار کی اینٹوں کو اپنا خون دے کر جما دیئے اور پھر اسے مضبوط بنا دے چنانچہ اس کا کافرانہ نظام کے خلاف بھی وہی بیٹا صف آرا ہوا جس کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد حق سے ہر وہ رسم کافری مٹ گئی تھی . . . .

سیدنا امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت یزید سے انکار کر دیا اہل کوفہ کی دعوت پر مع اہل وعیال کے کوفہ کے لئے روانہ ہو گئے لیکن امام عالی مقام کی روانگی کے وقت میں حالات نے رخ بدلنا شروع کر دیا محب اہل بیت گورنر کے بجائے ابن زیاد کا تقرر عمل میں آیا جس نے اس دنیائے دول کے چند روزہ عیش واقتدار کے خاطر وہ سب کچھ کیا تو سو برس کی نعمت بھی اس کا کفارہ نہیں بن سکتی ہے اور خدا جانے یہ نعمت کب تک اس کے نام کے ساتھ وابستہ رہے گی۔

واللہ اعلم بالصواب •

ابن زیاد نے کوفہ پہنچ کر تمام روساء علاقہ کو خوفزدہ کر دیا جو زبانیں تلوار بن کر حمایت حق کے لئے تیز ہو گئی تھیں وہ پھر کند ہو گئیں۔ مولائے کائنات حضرت علی اور ان کے مقدس لخت جگر گوشہ نور نظر حضرت سیدنا امام عالی مقام کے ساتھ اہل کوفہ نے جو بے وفائی بد عہدی کر چکے اور جس کے متعلق ان کے دلوں نے فیصلہ کیا تھا کہ امام عالی مقام کی رفاقت کا حق ادا کر کے معصیتوں کے ان داغوں کو دھو ڈالیں گے دل اگر چہ اب بھی اعتراف حق ادا کر چکے تھے۔ لیکن ابن زیاد کے جلال کی وجہ سے سہم گئے تھے دلوں میں حق تھا لیکن زبانیں اس کے اعتراف سے خاموش ہو گئی تھیں اور اب اگر اس کے ہاتھ بلند ہوئے ہیں تو صرف اس لیئے کہ حق کو ظلم کا نشانہ بنایا جائے اور ظلم کی پوری پوری مدد کی جائے چنانچہ حضرت سیدنا امام عالی مقام کے نقیب خاص حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے متعلق خود کوفیوں ہی سے سراغرسانی کی اور وہ مردانہ وار کوفی سپاہیوں سے لڑتے ہوئے اس دنیائے فانی سے دنیائے ابدی کی جانب چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کے سر اقدس کو تن سے جدا کر دیا گیا اور کوفہ کے دار الامارۃ گورنمنٹ ہاؤس پر آویزاں

کر دیا گیا۔ ان کے مظلوم بچوں کو انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا گیا اس طرح یزید کے نئے نویلے شام گورنر ابن زیاد نے کوفیوں کی حمایت کو ثقاوت سے بول دیا امام عالی مقام کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو کچھ رفقاء نے اصرار کیا کہ ہم امام مسلم کا انتقام لیں گے۔ یا انہیں کی طرح شہید ہو جائیں گے۔ . . . .

سیدنا امام عالی مقام کے سامنے وقت کی عزیمت تھی، اس لئے آپ نے ان کے اصرار و ارادہ سے تعرض نہیں فرمایا اور، قافلۂ اہلبیت کو آگے بڑھنے کا حکم صادر فرمایا اور استقلال و استقامت کی تاریخ بھی ایک اچھوتے نرالے باب کا اضافہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ . . . . . .

کوفہ میں حامیان حق کی زبانوں پر پہرا لگا کر اور دلوں پر خوف اور دہشت طاری کر کے رزیل و ذلیل ابن زیاد نے امام برحق ابن رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تعرض کا پروگرام بنایا، امام عالی مقام ابھی قادسیہ ہی سے گزر رہے تھے کہ ابن زیاد کے فرستادہ حر بن یزید کی قیادت میں ایک ہزار فوج نے آپ کا تعاقب شروع کیا اس کا مقصد یہ تھا، کہ امام عالی مقام کو اتنی مہلت نہ دی جائے کہ آپ اپنے پروگرام میں کوئی تبدیلی کر سکیں چنانچہ آپ چلتے رہے۔ یہاں تک کہ کوفہ سے ایک قاصد آیا اور ابن زیاد کا خط حر کے حوالے کر دیا۔ کہ حسین کو کہیں بھی مستقل قیام کی اجازت نہ دو، اور اگر وہ کہیں خیمہ زن ہوں تو کسی محفوظ مقام پر قیام نہ کرنے دو حر نے وہ خط سیدنا امام عالی مقام کے حوالے کر دیا۔

اور مشیت الٰہی کے فرمانبردار امام عالی مقام نے اسرار الٰہیہ کو سمجھ کر اسی جگہ قیام فرمایا جہاں یہ خط آپ کو دکھایا گیا تھا آپ نے اس ویران مقام کا نام معلوم فرمایا۔ پتہ چلا کہ یہ کربلا ہے حضرت حسین نے ارشاد فرمایا۔ یہ کرب، اور بلا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہی مشیت ہے امام حسین اور آپ کے رفقاء سفر اور حر کی فوج میں کوئی فاصلہ نہ تھا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے اور آپ کی اقتداء میں رفقاء سفر ہی نہیں بلکہ حر اور اس کی فوج کے سپاہی بھی ہوتے

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو جب بھی موقع ملتا آپ وعظ و نصیحت فرماتے رہتے، لیکن ایک بار حضرت امام عالی مقام نے وعظ طویل فرما دی اور وعظ اتنی موثر تھی کہ فوج کے سپاہی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، حضرت امام نے جو کچھ فرمایا۔ اس کو صرف سنتے رہے ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا بلکہ اگر دنیا کی لذتیں انکی دامن گیر نہ ہوتیں تو وہ اس فوج اشقیاء میں شریک نہ رہتے جس کے بازو بن کر انھوں نے حق کے اس مینارہ نور کو شکست و ریخت کر دیا۔ . . . .

حضرت امام نے اپنی تقریر میں فرمایا ——

میرے بھائیو۔ اس وقت دنیا کی حالت بدل گئی ہے **خدا کے خوف** کے بجائے لوگ صاحب **اقتدار انسانوں** سے ڈرنے لگے ہیں۔ اسی لئے خدا نے جن چیزوں کو حرام قرار فرمایا ہے ان انسانوں کی خواہش کے احترام میں ان کو حلال سمجھ لیا ہے اور خدا نے جن چیزوں کو فرض قرار دیا ہے ان انسانوں کے غم و غصہ کی وجہ سے لوگ ان فرائض پر عمل کرنے سے گھبرانے لگے، لیکن یاد رکھو! جو انسان صاحب اقتدار ہو کر ظلم و ستم کرے خدا کے فرض کو حرام اور خدا کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنائے اللہ کے قانون کے بجائے اپنا قانون نافذ کرے تو ایسے صاحب اقتدار انسانوں کی اطاعت کرنے والوں کا ٹھکانہ کیا ہو سکتا ہے؟ یقیناً ایسے لوگوں کا جہنم ہی ٹھکانہ ہے یہ بغاوت خدا سے ہے۔ اس وقت حق اور انصاف کا سب سے زیادہ تقاضہ مجھ سے ہے کہ میں اس ظلم کے خلاف آواز اٹھاؤں اس ظالمانہ اقتدار کو چیلنج کروں اور اس ظلم کو حق سے بدلنے کے لئے دنیا کے سامنے لائحۂ عمل پیش کروں تم ہی لوگ ہو جنہوں نے اس جہاد حق کے لئے مجھے دعوت دی ہے، اگر تم اس ارادہ عمل پر قائم ہو تو یہ سب ہدایت ہے، لیکن اگر تم نے دنیوی عیش و عزت کے لئے اس راہ حق سے منہ موڑ لیا ہے تو خدا تمہارے اس گناہ عظیم کو کبھی معاف نہ فرمائے گا، میرا ارادۂ جہاد تو خدا کے لئے ہے اور خدا مجھے توفیق دے کہ میں اس مصائب شدائد سے بھرپور راہ میں ثابت قدم رہوں۔ . . . . . . . . .

یہ وقت ہے کہ **مومن خدا کی راہ میں حق کا اعلان کرتا ہوا شہید ہو جائے۔ میں اس ظالمانہ نظام کی اطاعت تو درکنار** اس میں زندہ رہنا بھی جرم سمجھتا ہوں میں شہادت کا آرزو مند ہوں مجرموں کے نظام و اقتدار میں زندہ رہنا بجائے خود جرم ہے،۔ . . .

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو فیوں

کی اس ایک ہزار فوج کو اس طرح وعظ و نصیحت فرماتے رہے ان کے دل یقیناً نادم تھے مگر اقتدار کی بیڑیاں ان کے پاؤں میں پڑ چکی تھیں، وہ وہاں سے جنبش نہیں کر سکتے تھے، یہاں تک کہ ۳ محرم الحرام ۶۱ھ کو چار ہزار فوج اور آ پہنچی جس کا قائد عمر بن سعد تھا حضرت امام کے ساتھ سختی و تشدد کے ہر عمل کو ناپسند کرتا تھا لیکن روح ضمیر عہدہ ملت کے شکنجہ میں پھنسے ہوئے تھے اس لئے نہ چاہنے کے باوجود وہ ان احکامات کی تعمیل کرتا ہی رہا جو لعین و ذلیل ابن زیاد کی طرف سے اسے موصول ہوتے تھے چنانچہ ابن زیاد کے ایک حکم کے مطابق وہ نہر فرات کا پانی حضرت امام حسین کے لئے بند کر چکا تھا۔ عمر بن سعد نے امام حسین سے دو چار مرتبہ گفتگو کی اس کی خواہش تھی کہ کوئی اچھا فیصلہ ہو جائے لیکن ابھی یہ منزل دور تھی کہ ملاقاتوں کی خبر ابن زیاد تک پہنچ گئی ابن زیاد نے شمر کے مشورے کے مطابق عمر بن سعد کو ایک نصیحت کا خط لکھا جسے شمر نے ہی عمر بن سعد تک پہنچایا کہ حسین رضی اللہ عنہ سے تمہاری خفیہ ملاقاتوں کی اطلاع مجھے ہو گئی ہے اگر وہ خود کو بلا کسی شرط کے تمہارے سپرد کریں تو ان کو میرے پاس بھیج دو ورنہ بے امان ان کو مع رفقاء کے قتل کر ڈالنا۔ قتل کے بعد ان کی لاشوں کو گھوڑوں سے روند ڈالنا۔ اگر تم نے میرے احکام کی تکمیل کی تو جاگیر بھی ملے گی اور گورنری بھی ورنہ تم خود کو اسی طرح معزول سمجھنا......

عمر بن سعد کو خط ملا تو اسی دن ۹ محرم الحرام کو نماز عصر کے بعد وہ اپنے لشکر سمیت آگے بڑھتا، شاید اس سے زیادہ بزدلی کمینگی مکر و فریب دنیا کی آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ جس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی امت دین و آخرت میں وسیلۂ ہدایت و ذریعہ نجات سمجھتا ہو وہ امت فوج و ساز و سامان پوری طرح بے دردی سے ایک عظیم لشکر لے کر رسول ہی کے جگر گوشہ کے خلاف صف آرا ہوئی ہو اور پوری شقاوت و بے دردی کے ساتھ ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صرف بہتّر ساتھیوں سے اس لئے جنگ کر رہی ہو کہ وہ امت کے جور و ظلم کی حمایت کرتے ہیں اعلاء حق ان کا مقصد حیات ہے اور اقتدار کا کوئی جبر انہیں اس مقصد مقدس سے باز نہیں رکھ سکتا اس بے حمیت دین فراموش لشکر کی پیش قدمی دیکھ کر حضرت عباس بیس ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھے تو ابن سعد نے گورنر کے حکم سے آگاہ کیا۔ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق حضرت عباس نے عمر بن سعد کو جواب دیا۔ کہ لڑائی ملتوی کر دو عمر کا لشکر جرار واپس ہو گیا، تو حضرت امام نے فرمایا آج اس آخری رات میں ہم اپنے رب کی خوب عبادت کریں گے، چنانچہ رات بھر آپ نے اپنے رب کی عبادت و اطاعت میں مشغول رہے رات ہی کو حضرت امام عالی مقام کے حکم سے خیموں کے پیچھے آگ روشن کر دی گئی تاکہ دشمن عقب سے حملہ نہ کر سکے علی الصبح ہی عمر بن سعد کی بدبخت فوج میدان میں آ پہنچی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اس جرار لشکر کے مقابلہ میں اپنے بہتر رفقاء کی صف بندی کی جو ظالم و جابر اقتدار کے سامنے سر جھکانے کے بجائے اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں کلمہ حق و انصاف بلند کرنے کے لئے اپنی جان قربان کر دینا زیادہ پسند کرتے تھے اللہ کے ان برگزیدہ و مقدس مجاہدین میں چالیس پیادہ اور ۳۲ سوار تھے میمنہ پر حضرت زہیر بن القین اور میسرہ پر حضرت حبیب بن مظاہر کو تعین کر دیا علم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا صفیں درست ہو گئیں تو گستاخ شمر نے حضرت امام سے خطاب کیا کہ حسین خندق میں آگ جل رہی ہے کیا آگ جلا کر قیامت سے پہلے ہی تم نے آگ قبول کر لی ہے تو حضرت امام نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے رسول اقدس نے ارشاد فرمایا کہ حسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں عذاب تو تجھ ہی کو اس دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی دوزخ کی آگ کا تو ہی مستحق ہوگا، شمر لعین کے اس گستاخانہ انداز پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ایک رفیق حضرت مسلم بن عوسجہ نے غصہ سے برہم ہو کر عرض کی، اجازت ہو تو میں بدبخت بلا لگام کو ابھی واصل جہنم کر دوں۔ حضرت امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا، پہل ہماری طرف سے نہیں ہونا چاہیئے پھر حضرت امام نے اتمام حجت کے لئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا...... جس میں نسبی شرافت و کردار کی عظمت و بزرگی بتلانے کے بعد حکومت وقت کے جبر و ظلم کو واضح فرمایا اور استفسار فرمایا...... میں اس ظالمانہ نظام کی اطاعت نہیں کرتا نسلی بادشاہت کے بجائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کو پسند کرتا ہوں تو کیا تم فوجوں کو میرے خلاف صف آرا کرنے میں حق بجانب ہو، ساری فوج، فوج کے تمام سپاہی اور

افسردم بخود تھے، بالآخر شمر لعین کی تنبیہ پر عمر بن سعد نے فوج کو حرکت دینا شروع کی۔ تو حر بن یزید کے دل میں نور ایمان چمک اٹھا اور انھوں نے عمر بن سعد سے پوچھا؟ کیا واقعی یہ فوجیں حضرت امام حسین سے جنگ آزما ہو گئیں؟ عمر بن سعد سے جواب مثبت پاکر حر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپہنچے اور انتہائی ندامت کے ساتھ اپنے قصور کے لئے معذرت خواہ ہوئے۔۔۔۔۔ ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بطیب خاطر ان کی خطا کو معاف فرمایا، اور ان کی آخرت کی نعمتوں اور رضائے الٰہی کی بشارت دی۔۔۔۔۔۔ اور حضرت حر کے قلب مومن میں شوق شہادت لہرانے لگا۔

یزیدی فوج کے سپہ سالار عمر بن سعد نے جنگ کا آغاز کیا۔ اپنے تمام لشکر مجتمع کر کے اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مختصر سی جمعیت کی طرف تیر پھینکا۔ پھر تیروں سے مقابلہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ کوئی فوج سے سبقت الغلب فوجی نکل کر آئے اور انھوں نے مبازرت طلب کی۔۔۔۔ حضرت ابو وہب عبداللہ بن عمیر کلبی نے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کی اجازت چاہی۔ اور شوق شہادت میں جھومتے ہوئے میدان میں اس طرح آئے کہ چشم زدن میں دونوں دشمنان اسلام کو تہ تیغ کر ڈالا حضرت عبداللہ کی شادی کو صرف سترہ دن ہوئے تھے۔ کہ کربلا کے اندر ہیبتناک حالات کو سن کر میدان شہادت میں آپہنچے۔ بیوی نے رفاقت کا حق ادا کیا شہادت سے پہلے جانثاری اور استقلال واستقامت کی ترغیب دیتی رہیں، حضرت عبداللہ شہید ہو گئے تو انکی لاش کے پاس بیٹھی تھیں کہ شمر لعین نے آگے بڑھ کر انہیں بھی شہید کر دیا رفاقت مکمل ہو گئی۔ پھر چند کوفی نوجوان مبارزت کے لئے میدان میں آئے اور اس طرح واصل جہنم ہو گئے۔ اس طرح یزیدی فوج کے مشہور نامور اور بہادر سرداروں کے قتل نے عام فوجیوں پر بڑا اثر پیدا کیا اس لئے عمر بن سعد نے عام حملہ کا حکم دیدیا یزیدی فوج کے سپاہیوں اور سرداروں نے انتہائی بے دردی سے حملہ کیا۔ لیکن حق کے جاں نثار ان کو خوف زدہ نہ کر سکے حضرت امام عالی مقام کے رفقائے استقلال و پامردی سے حق کے میدان میں بہادری کے جوہر دکھائے جدھر یہ ۳۲ سوار اور ۴۰ پیدل سپاہی حملہ کرتے تھے بجلیاں سی کوندنے لگی تھیں، فوجوں کے سیاہ بادل چھٹ جاتے تھے، یہاں تک کہ عمر بن سعد نے محفوظ فوج میں سے پانچ ہزار تیر انداز طلب کئے۔ جنہوں نے اپنی پوری قوت و مہارت سے ۷۲ آدمیوں پر انتہائی بے دردی و جرأت سے تیر اندازی کی اس ہولناک تیر اندازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف حضرت حبیب بن مظاہر جام شہادت پی کر رحمتِ الٰہی کی آغوش میں تشریف فرما ہو گئے، حضرت امام کے رفقاء کو حضرت حبیب بن مظاہر جیسے نڈر بہادر مجاہد کی شہادت سے بے حد صدمہ ہوا، لیکن جنگ جاری رہی، یہاں تک کہ دوپہر ہو گیا لیکن جنگ کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ نماز ظہر کا وقت ہوا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد سے ارشاد فرمایا۔ عمر بن سعد نماز ظہر کا وقت ہے نماز ادا کرنے کی مہلت دی جائے لیکن چونکہ ان بد بخت بدلگاموں کے دلوں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا خوف تو نکل ہی گیا تھا کیوں کہ ان کو فیوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت کی جگہ شیطان کی اطاعت کو قبول کر لیا تھا تو پھر کس طرح نماز ادا کرنے کی مہلت دیتے یزید کو خوش کرنا ان کی زندگی کا عیش بن کر رہ گیا تھا۔ ان ظالموں نے سیدنا امام حسین کے اس ارشاد مبارکہ پر کوئی دھیان نہیں دیا۔ بلکہ لاپرواہی کے ساتھ اس ارشاد گرامی کو ٹال دیا۔ اور لڑائی موقوف نہیں کی۔۔۔۔۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے صلوٰۃ الخوف ادا فرمائی۔ سیدنا امام حسین کے رفقا کی نصف جمعیت کو نماز میں مشغول دیکھ کر یزیدی فوج کے بد بخت و بد کردار سپاہیوں وافسروں نے سخت حملہ کر دیا جس کا جواب حضرت حر بن یزید کی اس مقدس شجاعت نے انتہائی عزم واستقلال سے دیا۔ دشمنانِ اہلبیت و دشمنان دین و مخالفین اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بہادرانہ جنگ جاری رہی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے اس دنیا کی آخری نعمت سے ان شہدائے کرام والرضہ عنہ کو سرفراز فرمایا۔ زخموں سے چور اسلام کے دس عظیم ترتیب مجاہد کو شہادت کا بلند مقام عطا فرمایا۔۔۔۔

پہلی جماعت نماز سے فارغ ہو کر آئی تو دوسری جماعت نماز ادا کرنے کے لئے آئی اس وقت دشمنوں نے حملہ تیز کر دیا۔۔۔۔

لیکن اس بار حضرت حر کی شجاعت وکردار کو حضرت منذر بیر نے ادا فرمایا اور یزیدی فوج سے ایسی خونریزی جنگ کی کہ دشمنوں کو بھی انکی شجاعت وبہادری کا اعتراف کرنا پڑا، بالآخر منصب شہادت حاصل کرکے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدموں میں پہنچ گئے۔ حضرت امام حسین کے تمام رفقاء کرام شہنشاہیت وآمریت کے خلاف جنگ کرتے ہوئے اسلام کی جمہوریت کا علم بلند کرکے اس دنیا سے چلے گئے۔ تو اتباع رسول اقدس پر عمل پیرا حق پرست کو رزمگاہ حق وباطل کو چیلنج کرنے کے لئے آئے سب سے پہلے علی اکبر رجز پڑھتے ہوئے آئے اور فرمایا۔ میں علی بن حسین بن علی ہوں — خدا کی قسم اہم اسلام کا معیار چھوڑ کر کبھی شہنشاہیت وآمریت کو برداشت نہیں کریں گے۔ ہم ایک فاسق وفاجر کی اطاعت کے لئے کبھی ہاتھ نہیں بڑھائیں گے۔ اس رجز کو سنتے ہی یزیدی فوج کے نابکار ظالم آگے بڑھے اور جنگ شروع ہوگئی۔ حضرت علی اکبر نے دشمنانِ اسلام سے خوب جنگ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون ان کے بازوں کی رگ میں گردش کررہا تھا۔ اسلام کے صحیح روایات کو مٹانے کے لئے وہ قہر وغضب کی بجلی بن گئے تھے جدھر رُخ کرتے کشتوں کے پشتے لگا دیتے یزیدی فوج کے افسروں سپاہیوں کو جہنم کا ایندھن بناتے چلے جاتے تھے۔ بھوک وپیاس کی شدت تھی۔ لیکن اطاعت الٰہیہ نے روح کو سرسبز وشاداب بنا دیا تھا جنگ کا حق ادا کردیا۔ ۔ ۔ ۔ یہاں تک کہ بدترین مخلوق قرہ عبدی کی تلوار سے شہادت کی نعمت اعظمیٰ حاصل کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

حضرت زینب بنت فاطمہ زہرہ قلب وجگر کے ٹکڑے ٹکڑے کردینے والے اس جانکاہ منظر کی تاب نہ لاسکیں اور بے اختیار خیمے سے نکل پڑیں۔ سید العابدین امام حسین رضی اللہ عنہ نے بہن کو خیمہ میں پہنچایا اور اپنے لختِ جگر کی لاش کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا۔ آسمان کی جانب دیکھا۔ اور لاش خیمہ کے سامنے لاکر رکھ دی۔ ۔ ۔ ۔

سیدنا علی اکبر کی شہادت کے بعد حضرت مسلم کے صاحبزادہ حضرت عون ومحمد اور اہلبیت کرام کے گلہائے پربہار میدان جنگ میں پہنچے یزیدی سلطنت کی آمریت کے خلاف اعلان کیا، اس کی اطاعت سے انکار کیا اور اسلام کی صحیح جمہوریت کے اصول کو تلوار کی چھاؤں میں پیش کرکے دشمنان اسلام سے جنگ کرتے رہے اور یکے بعد دیگرے خدا کی راہ میں شہادت کے درجہ عظیم پر فائز ہوتے رہے۔

حضرت سیدنا امام حسین نے اپنے بزرگ برادر کی حسین ومقدس یادگار سیدنا قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا۔ جو دیر سے میدان جنگ میں جا پہنچے اپنے عم محترم سے اصرار فرمارہے تھے۔ سیدنا امام حسین نے انکار فرمایا لیکن جب اصرار بڑھا تو پھر دل تھام کر جھکنے والی آنکھوں کو خشک کردیا اور راہ خدا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس بیٹے کو شہادت حاصل کرنے کی اجازت دے دی جسے ہر وقت آنکھوں کے سامنے رکھا تھا۔ جو اپنی جان سے زیادہ انہیں پیارا تھا حضرت امام قاسم میدان جنگ میں پہنچے۔ تو جد امجد ومحترم کی شجاعت کا مقدس جذبہ ان کے بہادر دل میں لہرارہا تھا۔ دشمنوں کو مچھروں کی طرح مسلتے ہوئے آگے بڑھے عمر بن سعدی نے پیچھے سے آکر سر پر تلوار ماری۔ سیدنا امام قاسم نے بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا اور جوار رحمت میں چلے گئے حضرت امام آواز سنتے ہی میدان میں پہنچے قاتل پر وار کیا۔ بھتیجہ کی لاش اٹھائی اور خیمہ کے سامنے علی اکبر کی لاش کے برابر لاکر رکھ دی۔ اہلبیت کے اور نونہال میدانِ جنگ میں تشریف لائے اسلام کے اس مقدس مقصد کے لئے جنگ کی اور شہادت پاکر سرخ رو ہوگئے۔ اہلبیت کرام کے گل سبز سید ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں تشریف لائے تمام رفقاء کرام اور تمام نونہالان اہلبیت حق کی راہ میں قربان ہو چکے تھے دوستوں، رشتہ داروں کے ٹکڑے کردیئے، ۷۲ لاشیں خیمہ کے سامنے رکھی ہوئی تھیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اہلبیت کی بیوہ دلہنیں اور بیٹیاں خیمہ کے اندر موجود تھیں۔ صرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ جس نے اُن صدموں کو برداشت کیا اور نہ یہ صدمے اگر پہاڑوں پر بھی آتے تو ان کے دل پھٹ جاتے۔ لیکن سیدنا امام حسین وخدا کی بیشمار رحمتیں وبرکتیں ان پر نازل ہوں۔ خاموش تھے پائے استقلال میں ذرا سی بھی لغزش نہ تھی۔

کتنے بکھرے ہوئے ہیں مدینے کے پھول
کربلا تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

میدان جنگ میں پہنچے بھوک و پیاس کی شدت ان زمرہ گزار صدموں کے باوجود میدان کی جس میں دشمنوں کے ہاتھ کٹے اور سر اڑتے نظر آئے یہاں تک کہ شمر نے ایک خوفناک حملے کے لئے لشکر کو ابھارا۔ اور انعام کا وعدہ کیا۔ تو ایک آدمی نما مردود ملعون جانور زرعہ بن شریک تیمی نے آپ کے بائیں شانہ پر تلوار ماری آپ لڑکھڑا گئے۔ اس وقت دنیا کے بدترین دوزخی انسان سنان بن انس نے نیزہ مارا۔ آپ گھوڑے سے گر پڑے۔ تو اس نے آگے بڑھ کر سر جسم سے جدا کر لیا تیروں کے بے شمار زخموں کے علاوہ نیزہ کے ۳۳ اور تلوار کے ۳۴ زخم تھے شہادت کبریٰ کے بعد خدا کے سب سے زیادہ مبغوض و ملعون نے سیدنا امام حسین کے کپڑے اتار ڈالے۔ اور روز ازل سے روز آخر تک پیدا ہو کر آنے والے آدمیوں میں سب سے زیادہ اس مردود و خبیث کمینہ ذلیل آدمیوں نے حطب جہنم، ابن زیاد کے حکم کے مطابق اپنے گھوڑے دوڑائے اور اس جسم اقدس واطہر کو روند ڈالا جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت پیار کرتے رہتے تھے...



# نعتِ پاک

قمر مصطفوی شمس آبادی

بہت و عرش سے دلکش کہیں ہے کوئے رسول
شمیم خلد سے خوش تر کہیں ہے بوئے رسول

نبی نے سارے گلستاں کو کر دیا خوش تر
ہر ایک پھول سے آتی ہے اب بھی بوئے رسول

وہ دور رہ نہیں سکتا حبیب سے اپنے
خدا سے ہم کو ملائے گی جستجوئے رسول

دل حزیں کی تمنا ہے اتنی بس یا رب
ہمیشہ دل میں رہے میرے آرزوئے رسول

کسی کو خواہش دولت کسی کو شوق جناں
مگر ہے میرے لیے صرف جستجوئے رسول

خدا بس اتنا ہی کرنے پہ بخش دیگا مجھے
نظر جب اٹھے گی محشر میں میر سوئے رسول

نبی کے نور سے روشن ہوئے ہیں کون و مکاں
کہ آبِ شمس و قمر ہے زِ نابِ روئے رسول

خیال باغ جناں کا نہیں ہے کوسوں تک
ہماری آنکھ نے دیکھی ہے جب سے کوئے رسول

ترے کرم سے تعفن کہنہ کا مٹ جائے
صبا تو لا کے سنگھا دے مجھے بھی بوئے رسول

الٰہی دل کی تمنا یہ میری پوری ہو !!!
رہوں میں حشر کے میداں میں روبروئے رسول

نبی کی شانِ نبوت کو اے قمر دیکھو
کہ کلمہ پڑھنے لگے دیکھ کے عدوئے رسول

قسط اول

# پیغمبر اسلام اور علم غیب

محمد ناظم علی قادری
گوسندوی

کائنات ارضی وسماوی میں اللہ رب العزت عز شانہ نے شمع نبوت نور رسالت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ نمائی فرمائی اور آپ کو امور غیب کے رموز واسرار اور مخفیات کے علم سے خالی نہ رکھا بلکہ علم و معرفت کا ایسا منبع اور حسین سرچشمہ بناکر بھیجا کہ غیب کی ساری چیزیں آپ پر روشن و تاباں اور منکشف ہوگئیں اور علوم و معارف کی جتنی شمعیں اور کرنیں نمودار ہوئیں سب اس کا عکس جمال اور حسین پرتو ہیں اب اس سلسلے میں سلسلے دراز اور عرصۂ طویل سے یہ بحث ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم غیبیہ حاصل ہیں یا نہیں ........ دفعتہً حاصل ہیں یا تدریجاً، تفصیلی ہیں یا اجمالی، ذاتی ہیں یا عطائی حادث ہیں یا قدیم، متناہی ہیں یا غیر متناہی۔

بر مسلک حق و مشرب صادق یہ قول اسلم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد ہجرت تمام چیزیں کا علم غیب تفصیلاً عطا کر دیا گیا اور یہ علم ممکن، حادث، عطائی، اور غیر اجمالی ہے بعد ہجرت کوئی ایسا حادثہ نہیں ملتا جس کے متعلق آپ کو علم نہ رہا ہو اس امر کی روشن دلیل قرآن عظیم کی آیتیں اس کی واضح تفسیریں اور احادیث مبارکہ کی تصریحات ہیں۔ جو معتمد و مستند، قطعی اور یقینی ہیں قرآن عظیم میں اللہ عز وجل کا ارشاد ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ

(پ ۲۷ ع ۱۱ سورۂ رحمٰن) یعنی رحمٰن نے قرآن سکھایا جان انسانیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا ان کو جمیع ماکان وما یکون کا بیان سکھایا۔

آیت مذکورہ میں دو چیزیں محل بحث ہیں اوّل یہ کہ انسان سے مراد کیا ہے دوم یہ کہ بیان سے مراد کس کا بیان ہے اس سلسلے میں مفسرین کرام کی مختلف تصریحات ملتی ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ انسان سے مراد جنس انسان ہے اور ایک قول یہ ہے کہ انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ لیکن قول راجح اور مذہب اسلم یہی ہے۔ کہ انسان سے مراد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باسعادت مراد ہے۔ اور بیان سے

جمیع ماکان و مایکون کا بیان مراد ہے اسکی روشن اور بیّن دلیل تفاسیر مبارکہ کی توضیحات ہیں تفسیر حسینی میں آیت مذکورہ کے تحت مذکور ہے "یا بوجود آورد محمد صلی اللہ علیہ وسلم را و بیاموزانید وے را بیاں آنچہ بود وہست و باشد چنانچہ مضمون فَعُلِّمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ازیں معنی خبری دہد" یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وجود سے نوازا اور آپ کو ان چیزوں کا بیان سکھایا جو ہو چکیں اور ہو رہی ہیں اور رہوں گی (ماکان و مایکون) جیسا کہ "فعلّمت علم الاولین والاخرین یعنی مجھے اول اور آخر سارے لوگوں کا علم عطا کر دیا گیا۔ اسی معنی کی خبر دیتا ہے (تفسیر حسینی جلد دوم ص۴۰۵) اور صاوی میں وارد ہے

وَخَلَقَ الْاِنْسَانَ قِیْلَ هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ الْاِنْسَانَ الْکَامِلُ وَالْمُرَادُ بِالْبَیَانِ علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ وَمَا هُوَ کَائِنٌ (صاوی ص۱۲۸ تا ۱۲۹ الشیخ احمد الصاوی) اور انسان کو پیدا کیا کہا گیا ہے۔ کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ وہی انسان کامل ہیں اور بیان سے مراد علم ماکان و مایکون ہے۔

اور تفسیر خازن میں ہے۔ قیل اراد بالانسان محمداً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبیان یَعْنِیْ بَیَانَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنَ لِاَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ یُنْبِیْ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ (تفسیر خازن ص۲ جلد ۷)۔ یعنی انسان سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کو بیان سکھایا یعنی ماکان و مایکون کا بیان کیونکہ آپکی ذات گرامی اولین اور آخرین اور روز قیامت کے متعلق خبر دیتی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں تصریح فرماتے ہیں۔ وجاز ان یقال خَلَقَ الْاِنْسَانَ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یَعْنِی الْقُرْاٰنَ فِیْهِ بَیَانُ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ مِنَ الْاَزَلِ اِلَی الْاَبَدِ مُطَابِقًا لِبَیَانِ مَنْ مَضٰی مِنَ الرُّسُلِ هِدَایَةً لِلنَّاسِ وَاٰیَةً عَلٰی نُبُوَّتِهٖ کذا قال ابن کیسان (تفسیر مظہری ج ۹ ص۱۴۵) یعنی ممکن ہے یہ کہا جائے کہ اللہ رب العزت نے انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ آپ کو بیان یعنی قرآن سکھایا جسمیں ماکان و مایکون کا بیان ہے ازل سے لیکر ابد تک وہ گذشتہ رسولوں کے بیان کے مطابق ہے لوگوں کے لئے ہدایت اور آپ کی نبوت پر علامت ہے۔

یہ تمام تفاسیر مذکورہ اس امر کی بیّن دلیل اور واضح ثبوت ہیں کہ نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام چیزوں کا علم غیب تفصیلاً حاصل ہے اور یہ حقیقت بھی آشکارا ہو گئی کہ انسان سے مراد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور بیان سے ماکان و مایکون کا بیان مراد ہے اور یہی نظم قرآنی اور اس کے سیاق معنی کے مناسب اور لائق ہے کیونکہ اس میں رسول پاک علیہ السلام کی کمال تفخیم شان اور علو درجہ

درتبہ ہے جو اللہ عزّ وجل کو پسندیدہ اور محبوب ہے اور اس پر موشگافی کرنا کہ الانسان سے مراد ذات رسول علیہ السلام نہیں بلکہ جنس ہے اور بیان سے ماکان ومایکون کا بیان مراد نہیں ہے۔ یہ محض بے بنیاد اور ساقط الاصل ہے جس کا نفس الامر میں کوئی اعتبار نہیں جیسا کہ تفاسیر مبارکہ کی روشن توضیحات سے یہ حقیقت واشگاف ہے۔

## ایک نظریۂ فاسد اور اس کا رد :۔

بعض ناقدین علم غیب یہ وہم کرتے ہیں کہ ذکر شدہ تفسیر میں لفظ "قیل" وارد ہے اور یہ ضعف اور تمریض قول پر دلالت کرتا ہے اس لئے تفسیر مذکور مرجوح، ضعیف اور غیر معتبر ہے بایں سبب استدلال اور تمسیک غیر تام اور ناکافی ہوگا ـــــ یہ نظریہ فاسد بالکل بے اصل ہے کیونکہ یہ قول کرنا کہ لفظ "قیل" ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ کئی وجوہ سے غیر صحیح اور نادرست ہے اولاً تو اس لئے کہ لفظ "قیل" مفسرین کی اصطلاح میں بیان اقوال اور تشریح مذاہب کیلئے آتا ہے علاوہ ازیں اگر یہ نظریۂ فاسد بالفرض تسلیم کر لیا جائے تو یہ شاذونادر ہے۔ والشاذ کالمعدوم ـــــ فقہ کے ذخائر اور تفاسیر واحادیث اور اہل عرف لسان کی اصطلاحات میں یہ عام طور سے موجود ہے کہ قیل کا لفظ توضیح اقوال اور تبیین مذاہب کیلئے آتا ہے۔

ضعف وتمریض کیلئے نہیں لہٰذا ضعف وتمریض کو علت قرار دے کر تفاسیر منقولہ کو ضعف ومرجوح کہنا حقائق مذکورہ سے ناواقفیت اور کم مائیگی کا ثبوت ہے۔

## ایک روشن استدلال اور اسکی توضیح :۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع ماکان ومایکون کا علم غیب کلی طور پر تفصیلاً حاصل ہے۔ قرآن پاک میں واضح صراحت ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پ۵ سورہ نساء) یعنی اے محبوب تمہیں تمام نامعلوم چیزیں سکھا دیا۔

آیت مذکورہ میں چند چیزیں قابل غور ہیں اولاً یہ کہ لفظ "علم" کی دلالت کس چیز پر ہوتی ہے اور ثانیاً یہ کہ لفظ "مَا" کا موضوع لہ کیا ہے۔ ثالثاً یہ کہ مفسرین کے اور انکی تصریحات کس چیز کا ثبوت پیش کرتی ہیں ـــــــــ ارباب علم صرف کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ باب تفعیل کے مشتقات وغیرہ تکثیر پر دلالت کرتے ہیں نیز ارباب معانی وبیان ونحو کی اصطلاح میں لفظ "ما" عموم کیلئے موضوع ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم غیبیہ تفصیلاً حاصل ہیں۔ ان امور محققہ کے بعد توضیح مفہوم اور تشریح قول کیلئے آیت مذکورہ پر اقوال مفسرین اور ان کی روشن ومستند تفاسیر کا ذکر ضروری ہے تاکہ۔ یہ

واضح ہو جائے۔ کہ لفظ "ما" سے کیا مراد ہے۔ کیا علم ما کان و ما یکون مراد ہے یا اور کچھ؟

اس سلسلے میں علامہ محی الدین عربی فرماتے ہیں۔

"وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ أَيْ عُلُومَ عَوَاقِبِ الْخَلْقِ وَعِلْمَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ" (تفسیر عرائس البیان علامہ محی الدین عربی ص۱۵۹) اور آپ کو تمام نامعلوم چیزیں یعنی مخلوق کے انجام کار اور علم ما کان و ما یکون کا علم دے دیا۔

اور تفسیر مہائمی میں آیت مذکورہ کی تفسیر کے تحت وارد ہے۔ وَعَلَّمَكَ مِنَ الْمُغَيَّبَاتِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ بِالْاِكْتِسَابِ وَلَا بِالْمُجَاهَدَةِ۔ (تفسیر مہائمی ج۱ ص۱۶۵) اور اکتساب و کوشش سے نامعلوم امور غیبیہ کا علم آپ کو اللہ عزّ وجل نے عطا فرمایا نہ کہ مجاہدے سے۔

اور جلالین شریف جو علامہ جلال الدین سیوطی و علامہ جلال الدین محلی رحمہما اللہ کی انتھک کوششوں اور بے پناہ کاوشوں کا حسین گلدستہ ہے مذکور ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنَ الْاَحْكَامِ وَالْغَيْبِ (جلالین شریف ص۔) اور اللہ عزّ وجل نے آپ کو تمام نامعلوم احکام و غیب کو سکھا دیا۔

اور تفسیر حسینی میں مذکورہ کی تشریح میں وارد ہے "کہ آں علم ما کان و ما یکون است کہ حق سبحانہٗ در شب اسریٰ عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ است" (تفسیر حسینی ص۱۱۵) یعنی وہ علم ما کان و ما یکون ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے لیلۃ الاسریٰ میں عطا فرمایا جیساکہ احادیث معراجیہ میں وارد ہے۔

تفاسیر مذکورہ سے یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان و ما یکون کلی طور پر حاصل ہے۔ اور یہ علم تفصیلی ہے جس سے اللہ رب العزت نے نوازا خواہ وہ علم امور دین و احکام شرع سے متعلق ہو یا دنیوی امور اور حادثات و واقعات سے متعلق ہو آپ کو ان ساری چیزوں کا علم کلی تفصیلی حاصل ہے۔ احادیث مبارکہ کے ذخائر میں غور و خوض۔ طلب و جستجو اور تتبع و تلاش سے یہ امر بالکل واضح اور غیر مخفی طور پر نمایاں ہو جاتا ہے۔

## اعلان

۱۶ر جون سے ایک لڑکا غائب ہے جس کا نام ضیاء محمد صدیقی ہے اردو زبان بولتا ہے۔ اشرفیہ مبارکپور سے گونڈہ جاتے ہوئے وہ راستے میں لاپتہ ہو گیا ہے جن حضرات کو اس کا علم ہو جائے تو برائے کرم مندرجہ پتے پر روانہ کرنے کی زحمت کریں لانے والے کو معقول انعام دیا جائے گا۔

پتہ

عطا محمد ولد عبد المصطفےٰ صدیقی۔ اترولہ ضلع گونڈہ

# آل انڈیا قومی ایکتا کا وفد کوٹہ راجستھان میں

ایم، اے رضوی، ایڈیٹر "نیشنل ایکتا"

کوٹہ (راجستھان) آل انڈیا قومی ایکتا کمیٹی کا ایک وفد مولانا سید اسرار الحق صدر آل انڈیا قومی ایکتا کمیٹی کی قیادت میں دہلی سے روانہ ہو کر ۲۵ ستمبر کی صبح کوٹہ پہنچا۔ وفد میں صدر موصوف کے علاوہ سردار مہندر سنگھ آرگنائزنگ سکریٹری آل انڈیا قومی ایکتا کمیٹی، مسٹر ایس این پرکاش اور سید حمید الدین محمود حیدرآبادی شامل تھے۔

آل انڈیا قومی ایکتا کمیٹی کا یہ وفد کوٹہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے مہاراؤ بھیم سنگھ اسپتال میں زیر علاج زخمیوں کی عیادت کرنے گیا۔ اور ان کے ساتھ ہوئے دشمنانہ اقدام کی معلومات حاصل کی۔ زخمیوں نے جن میں کمسن بچے بھی شامل تھے۔ اس وفد کو بتایا کہ انہیں پولیس نے گولی ماری۔ اور جن زخمیوں نے شیو سینا، بی جے پی، آر ایس ایس و شو ہندو پریشد کا نام لے کر بتایا کہ ان لوگوں نے بھی گولی چلائی تھی زخمیوں میں دو ایک کے علاوہ بیشتر اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد تھے۔

اس کے بعد اراکین وفد نے فساد سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور بجاج خانہ گھنٹہ گھر۔ مقبرہ بازار، صرافہ آریہ سماج روڈ کیشو پورہ اور دادا باڑی وغیرہ علاقوں کا دورہ گھوم کر تفصیلی مشاہدہ کیا۔ وہاں جو صورتحال دیکھنے میں آئی اس سے وفد کا یہ خیال کہ اقلیتی طبقوں بالخصوص سلمانوں کی دکانوں پر بعض دوکانوں میں، سلمان کرایہ دار تھے ان پر شناخت کے لئے پہلے سے نشانات لگا دیئے گئے تھے کیوں کہ لوٹنے جلانے اور مسمار کرنے میں اس بات کا خیال رکھا گیا تھا کہ اگر دکان اقلیتی فرقہ والوں کی ہے اور سامان بھی اسی کا ہے تو دکان کا سامان لوٹنے کے بعد اس میں آگ لگا دی گئی ہے اور اگر دکان اکثریتی طبقہ والوں کی ہے اور اقلیتی طبقہ کے افراد کرایہ دار ہیں تو سامان دکان سے باہر نکال کر سامان میں آگ لگا دیا گیا۔ اس طرح منصوبہ بند طریقہ سے صرف اقلیتی طبقہ کی جائیداد و املاک کو لوٹا جلایا اور تباہ و برباد کیا گیا تاکہ مالی اعتبار سے اقلیت کمزور ہو۔ اکثریتی طبقہ کی ایک بھی دکان جلائی یا لوٹی نہیں گئی اور نہ ہی ان کی جائیداد و املاک کا نقصان ہوا ہے سوائے اس کے کہ غلطی سے اقلیتی طبقہ کی جائیداد کی لپیٹ میں اگر کسی ایک دکان کا معمولی نقصان ہوا ہو، صرافہ بازار کی کوئی دکان نہ توڑی گئی اور نہ ہی جلائی گئی۔ بلکہ اقلیتی طبقہ کی جو دکانیں اور زمین منزلہ مکانات تھے ان کو دھماکوں اشیاء کے ذریعہ تباہ و برباد کیا گیا۔

صرافہ بازار کے بیچ میں ایک مسجد ہے جس میں چار نمازیوں کو بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا مسجد کو توڑا اور جلایا گیا اور قرآن کریم کی بے حرمتی کی گئی۔ کیشو پورہ کی بڑی مسجد کو بھی توڑ پھوڑ کے ذریعے کافی نقصان پہنچایا گیا اور امام و نمازیوں کو زد و کوب کر کے زخمی کیا گیا۔ دادا باڑی اور وقف کالونی کے اطراف کی بستیوں میں بھی اسی طرح کی ظلم و زیادتی کا مظاہرہ کیا گیا۔

اپنے دورہ کوٹہ کے دوران کمیٹی کے وفد نے وزیر داخلہ اشوک گہلوٹ سے ملاقات کی۔ وزیر موصوف کوٹہ میں ہی قیام پذیر تھے۔ مولانا سید اسرار الحق نے اراکین وفد کے ساتھ وزیر موصوف سے یہ شکایت کی کہ نامزد ملزمین اور غیر سماجی عناصر آزادانہ گھوم رہے ہیں اور اقلیتی طبقہ کے مظلومین کو ہراساں کر رہے ہیں۔ مولانا نے اظہار حیرت کرتے ہوئے وزیر موصوف کو بتایا کہ اتنے دن گزر جانے کے بعد بھی اب تک انہیں گرفتار نہیں کیا گیا ہے جس کی وجہ سے امن سلامتی کا ماحول پوری طرح قائم

نہیں ہو سکا ہے لہٰذا مکمل امن وسلامتی کے پیش نظر ان تمام کو فوراً گرفتار کیا جائے اور سختی سے سخت سزا دلوائی جائے وزیر داخلہ نے وفد کو یقین دلایا اور بتایا کہ ان افراد کے نام حکومت کے پاس آچکے ہیں۔ اور مزید جن اشخاص کے خلاف کارروائی کی جانی ہے ان کے خلاف سخت اقدام اٹھائے جائیں گے۔

وفد نے ہلاک شدگان کے وارثوں کو دی جانے والی بیس ہزار کی رقم کو ناکافی بناتے ہوئے ایک لاکھ روپے فی کس امداد دیئے جانے کا مطالبہ کیا اس مطالبہ کی بنیاد پر وزیر داخلہ نے فی کس پچاس ہزار روپے دینے کا اعلان کر دیا۔

آل انڈیا قومی ایکجہتی کمیٹی کا یہ وفد مسلسل دو دنوں تک فساد زدہ علاقوں اور مقامات کا مشاہدہ کرنے کے اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ ہولناک فساد کئی ماہ پہلے سے تیار کئے گئے منصوبہ کی بنیاد پر کیا گیا تھا۔ آج سے چند ماہ قبل دیواروں پر اشتعال انگیز نعرے لکھے گئے۔ اور خفیہ میٹنگوں کے ذریعہ لوگوں کو فساد کے لئے بھڑکایا گیا اور زمین ہموار کی گئی۔ ساتھ ہی اکھاڑوں کے نام پر دوسرے اضلاع کے بدنام غیر سماجی عناصر کو ہتھیاروں کے ساتھ انت چودس کے جلوس میں شرکت کے لئے بلایا گیا تھا۔ جھانکیاں جو بنائی گئی تھیں ان کے اندر خطرناک قسم کے ہتھیار اور پتھر رکھے گئے تھے۔ جلوس کی قیادت بھارتیہ جنتا پارٹی کے ایم ایل اے اور مشہور لیڈر رداؤ دیال اور بی جے پی کے صدر منی بھائی پٹیل اور دیگر بی جے پی کے ایم ایل اے وی لیڈران کر رہے تھے۔

جلوس میں نہایت اشتعال انگیز نعرے لگائے جا رہے تھے جو کسی طرح تحریر کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ جلوس اقلیتی طبقوں کے محلہ مقبرہ سے نکل کر گھنٹہ گھر کی مسجد کے پاس پہنچ کر انتہائی مشتعل ہو گیا۔ پندرہ بیس ہزار سے زائد لوگوں کا یہ ہتھیار بند جلوس جسے قابو میں رکھنے کے لئے پولیس کا خاطر خواہ بندوبست نہیں تھا چنانچہ بپھرے ہوئے جلوس نے اقلیتوں پر یکدم سے حملہ کر کے قتل وخون اور غارت گیری بازار گرم کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے شہر کی صورت حال قابو سے باہر ہو گئی۔ اور نزلہ بر عضو ضعیف کے مصداق جہاں اقلیتی طبقہ کے افراد پر شرپسندوں کی طرف سے گولیوں کی بوچھار کی گئی وہیں بیچارے پولیس کی گولیوں کا بھی نشانہ بنے۔

اس وفد نے گھنٹہ گھر کے علاقوں میں ٹیلی فون اور بجلی کے کھمبوں پر گولیوں کے نشان دیکھے ہیں۔ جب لوہے کو چیر کر گولیاں پار ہو گئیں تو انسانی جسم ان گولیوں کو کس طرح برداشت کر سکتے تھے۔ مسجد کی دیواروں پر بھی گولیوں کے نشانات موجود تھے۔ خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی عنایت یہ ہوئی کہ آٹھ ساڑھے آٹھ بجے رات کو فسادات شروع ہوئے اور ایک بجے تک فوج طلب لی گئی اور کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ کرفیو کے باعث اقلیتی طبقہ کے لوگ اپنے اپنے گھروں میں محصور ہو گئے لیکن کرفیو کے دوران بلوائیوں اور فسادیوں کو کافی چھوٹ ملی اور انھوں نے اقلیتی طبقہ کی دکانوں اور جائیدادوں کو جی کھول کر لوٹا اور جلایا نیز تباہ وبرباد کیا۔

کرفیو کے دوران شیو سینا، وشو ہندو پریشد اور بی جے پی کی ان ظالمانہ حرکتوں نیز لوٹ مار اور قتل کے واقعات سے ریشتہ ہوتا ہے کہ مقامی انتظامیہ بھی فسادات میں ملوث تھی ورنہ کرفیو کی حالت میں اس آسانی سے لوٹ مار اور آتشزنی کی وارداتیں نہیں ہو سکتی تھیں۔ لوگوں نے یہ بھی شکایت کی کہ شیو سینا اب فسادی شانتی لال مرتبہ بمبئی شیو سینا کا کارکن کافی عرصہ سے کوٹہ میں منتقل ہو کر شیو سینا کی تربیت دے رہا ہے۔ یہ لوگ پولیس کی وردی میں اور پولیس کی گاڑی میں جاکر اقلیتوں کو جانی ومالی نقصان پہنچاتے رہے جب کہ کرفیو کا ہو چکا تھا۔

اب ایک اور ستم ظریفی یہ ہے کہ ایم کے موتی بھائی اور دیگر بوہرے جن کی دکانوں کے مالک اکثریتی طبقہ کے لوگ ہیں ان کا کروڑوں روپے کا سامان لوٹنے اور جلانے کے بعد اب یہ کوشش کر رہے ہیں کہ انکی ملی ہوئی دکان بھی ان کو نہ مل سکے۔

اس طرح کوٹہ اور قرب وجوار میں جو اقلیتی طبقہ کے افراد رہتے ہیں ان کو اجاڑ کر فسادی اور بلوائی ان کی جائیدادوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ کوٹہ کی تاریخ میں آج تک اتنا بڑا فساد نہیں ہوا۔

حالانکہ انت چودس کے جلوس کے موقعوں پر انتظامیہ ہوشیار رہتی تھی اور جلوس پر کڑی نظر رکھی جاتی تھی چونکہ ۱۲ سال قبل بھی اس جلوس کے سبب بلوے

اور فساد ہو چکے تھے لیکن نہ جانے کیوں اس بار حکومت کی جانب سے مناسب اور بہتر انتظامات نہیں کئے گئے جس کے نتیجہ میں یہ خوفناک فساد رونما ہوا اور اقلیتی طبقہ کو تباہ و برباد کیا گیا جو اس وقت خیراتی امداد پر گزر بسر کرنے کو مجبور ہے راجستھان کے مختلف شہروں سے ان کے لئے کھانے پینے کا سامان بھیجا جا رہا ہے۔ اس موقع پر جب کہ اقلیتی طبقہ تباہی و بربادی اور دہشت گردی کا شکار تھا اس وقت جناب جمیل احمد ایڈوکیٹ قاضی شہر، عبدالسلام جونیئر انجینئر، عبدالروف بھائی بیڑی والے۔ منا کا مریڈ حاجی خلیل گھنٹہ گھر والے اور مولانا چمن قادری وغیرہ نے ان کی خدمات انجام دیں۔ قومی ایکتا کمیٹی کی کوٹہ یونٹ کے اراکین حکیم سعید الحسن اور ارو مند بھاردواج ایڈوکیٹ نے بھی کافی حد تک حصہ لیا۔

آل انڈیا قومی ایکتا کمیٹی کے وفد نے مولانا سید اسرار الحسن کی قیادت میں ضلع مجسٹریٹ سے بھی ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ فسادات کو کافی دن گزر چکے۔ دن کا کرفیو بھی اٹھا لیا گیا ہے پھر بھی اکا دکا وارداتیں رونما ہو رہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نامزد غنڈے آزادانہ گھوم رہے ہیں تاحال انہیں گرفتار نہیں کیا گیا ہے کچھ شرپسند ان حالات سے فائدہ اٹھا کر اب اقلیتوں کی جائیداد ہڑپنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تاکہ مرنے والے تو مر گئے۔ لٹنے والے لٹ گئے اور جو بچ گئے ہیں وہ زندہ نہ رہ سکیں۔ اس پر ضلع مجسٹریٹ نے وفد کو یہ یقین دہانی کرائی کہ اقلیتی طبقہ کے دکانداروں اور اکثریتی طبقہ کے دکان مالکوں کے درمیان بہت جلد مصالحت کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میٹنگ طلب کر کے ان تمام مسائل کو حل کر دیا جائے گا۔ غنڈوں کی گرفتاری کے سلسلے میں بھی موصوف نے کہا کہ ہم انہیں دیکھ لیں گے۔

اس فساد کے پیچھے شیوسینا اور وشو ہندو پریشد نے رام جنم بھومی اور رام جنم بھومی پر مندر کی تعمیر کے لئے بنیاد کی اینٹیں بھیجنے کے نام پر لوگوں کے ذہن کو خراب کیا ہے۔ نفرت کی آگ بھڑکانے والی تنظیموں پر جب تک ملک کے مختلف حصوں میں اس طرح کی آگ بھڑکنے اب تو عام طور پر لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ اب یہاں اور کل وہاں کی باری ہے۔

مولانا سید اسرار الحسن کوٹہ سے ممبر پارلیمنٹ رہ چکے ہیں۔ انھوں نے اپنے دورہ میں تمام لوگوں سے بھائی چارہ اور قومی ایکتا قائم رکھنے کی اپیل کی ہے اور ساتھ ہی ایک امن پسند شہریوں سے بلا اختیارات و مذہب شرپسندوں اور فسادیوں کا سر کچلنے کے لئے مل جل کر کام کرنے اور رہنے کی درخواست کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ نہ تو ہندو باہر جائے گا اور نہ مسلمان کسی دوسرے میں میں جائیں گے۔ دونوں کو یہیں رہنا اور ایک ساتھ جینا مرنا ہے۔ اس لئے مل جل کر رہنا چاہیئے اور باہم میل و محبت کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے۔

اس بیچ میں وفد نے تخمینہ لگایا ہے کہ کوٹہ کے فسادات میں تقریباً ۳ کروڑ روپے مالی نقصان ہوا ہے جس بیشتر نقصان اقلیتی طبقہ کے لوگوں کا ہے آل انڈیا قومی ایکتا کمیٹی نے کوٹہ کے مظلومین کی امداد کے لئے اب ریلیف کمیٹی قائم کر دی ہے۔ جس کا دفتر B.49 جوشی کالونی، منڈاولی، فضل پور۔ دہلی ۹۲ ۰۰ ۱۱ میں ہے۔ اس سلسلے میں فون نمبر ۲۲۴۸۵۹۷ پر بھی رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے اور اہل خیر حضرات درج بالا پتہ پر اپنے عطیات ارسال کر سکتے ہیں رقومات بنام ریلیف کمیٹی قومی ایکتا کمیٹی ارسال کی جائیں۔ اس سلسلے میں موصول ہونے والی جملہ رقومات کے متعلق تفصیلی حساب کتاب نام بنام نیشنل ایکتا میں شائع کئے جائیں گے۔

ایم اے رضوی
ایڈیٹر نیشنل ایکتا

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

# سلسلۂ گوہر اور مصلحت امیر علما

محمد اعمال الدین خاں رضوی

حضرت ابن مسعود نے فرمایا اس فتنے میں تمہارا حال کیا ہوگا۔ جس کی وحشت بچوں کو بوڑھا کر دے گی۔ اور بوڑھے اپنے حواس کھو بیٹھیں گے نئی نئی سنتیں آئیں گی۔ اور لوگ اپنی آنکھیں بند کر کے ان پر چل پڑیں گے۔ ان سنتوں میں سے کسی کو بدلا جائے گا۔ تو ایک شور مچ جائے گا کہ دیکھو ان کی یہ سنت بدل دی گئی حاضرین نے سوال کیا حضرت یہ کب ہوگا۔ حضرت ابن مسعود نے جواباً ارشاد فرمایا۔ جب تم میں پڑھنے والے بہت ہو جائیں گے۔ اور سمجھنے والے کم رہ جائیں گے۔ اور جب تمہارے سردار بہت ہو جائیں اور امانت دار کم ہو جائیں گے اور جب عمل آخرت کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا جائے گا اور جب علما کو دین کے لئے حاصل نہ کیا جائے گا۔"

## "جاہل عابد اور ظالم و فاجر عالم"

حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا اگلے بزرگ فرمایا کرتے تھے "کہ جاہل عابد اور فاجر عالم کے فتنے سے پناہ مانگو اس وجہ کر کے فتنے میں پڑھنے والوں کے لئے دونوں بہت بڑا فتنہ ہیں۔"

فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ قیامت میں فاسق عالم بت پرستوں سے پہلے پکڑے جائیں گے کیوں کہ عدم علم والے اور جان کار برابر نہیں۔"

ابن وھب کے واسطے سے یہ حدیث شریف روایت ہوئی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میری امت کی ہلاکت فاجر عالم اور جاہل عابد ہیں۔ بدترین شر فاسق عالم ہے اور بہترین خیر نیک عالم ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی سزا اس کے دل کی موت ہے معلوم کیا گیا کہ دل کی موت کیا ہے "فرمایا" عمل آخرت سے طلب دنیا۔"

## علماء پر فخر مت کرو

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم اس لئے حاصل نہ کرو کہ علماء پر فخر کرو جہلاء سے مجبت کرو اور مجلس میں اونچی جگہ پر بیٹھو۔ جو کوئی ایسا کرتا ہے اس کے لئے دوزخ، ہے دوزخ۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ہے کہ اگر اہل علم اپنے علم کی عزت کرتے اور اپنا عمل اس کے مطابق رکھتے تو خدا خدا کے فرشتے اور صالحین ان سے محبت کرتے۔ اور تمام مخلوق ان کا رعب مانتی لیکن انھوں نے اپنے علم کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لیا اس لئے خدا بھی ان سے ناراض ہو گیا اور وہ مخلوق میں بے وقعت ہو گئے (یہ بے عمل عالم کی مثال ہے)

## اقسام علم

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کی دو قسمیں ہیں ۱ ایک دل میں ہوتا ہے اور یہی مفید ہوتا ہے اور دوسرا زبان پر اور یہ ابن آدم پر خدا کی حجت ہے

## علماء اور علم کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ خدا کے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کی تعلیم و مذاکرہ میں مشغول ہوتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں رحمت الٰہی انکا احاطہ کر لیتی ہے سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور خدا انکا اپنے مقرب ملائکہ

میں تذکرہ کرتا ہے جو کوئی علم کی تلاش میں ایک راہ چلتا ہے خدا اس کے لئے جنت کی بھی ایک راہ آسان فرما دیتا ہے جس کسی کو علم نے پیچھے کر دیا نسب اسے آگے نہیں کر سکتا۔

حضرت جابر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ جواہر اور دھات کی کانوں کی طرح ہیں جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ ہی اسلام میں اچھے ہیں اگر علم سے آراستہ ہو جائیں۔"

## علم و عمل میں تفاوت

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغمبر کو وحی کی ان لوگوں سے کہہ دو۔ جو علم کو دین عمل کے لئے حاصل نہیں کرتے اور دنیا کو عمل آخرت سے کماتے ہیں کہ نہ وہ ہو گا جو آدمیوں کے سامنے بھیڑ کی کھال اوڑھ کر جاتے ہو حالانکہ تمہارے سینوں میں بھیڑیوں کے دل چھپے ہوئے ہیں۔ تمہاری زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں مگر دل زہر کی طرح کڑوے ہیں۔ تم مجھے دھوکے دیتے ہو اور مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہو سمجھ لو تم اچھا نہیں کرتے میں تمہیں ایسے فتنے میں ڈالوں گا جس سے بڑے بڑے دانا بکا بکا ہو کر رہ جائیں گے۔

## علماء کی قسمیں

حضرت ابو قلابہ کہا کرتے تھے۔

علما تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے علم سے زندگی حاصل کی۔ مگر دنیا کو ان سے زندگی نہ ملی ۔ دوسرا وہ عالم جس کے علم سے دوسروں نے زندگی پائی۔ مگر خود انہوں نے نہ پائی اور تیسرے وہ عالم جنہوں نے اپنے علم سے خود بھی زندگی پائی اور مخلوق نے بھی پائی۔

## نعت پاک

خورشید الاسلام

انور مصباحی

نبی کی شام نبی کی سحر کی بات کرو
انہیں کا ذکر کرو اور ان کے گھر کی بات کرو
وہ جن کے نور تبسم سے مل گئی سوئی
اسی تبسم فخر قمر کی بات کرو
انہیں کے جام محبت کا مست ہوں لوگو
شراب عشق نبی کے اثر کی بات کرو
وہ جس کو دیکھ کے دشمن بھی اعتبار کرے
اسی نبی کے رخ معتبر کی بات کرو
صلیب و دار و رسن ہو کہ دشت و صحرا ہو
جہاں بھی پہنچو اسی تاجور کی بات کرو
جہاں برستی ہے دن رات رحمت یزداں
وہیں چلو اور اسی پاک در کی بات کرو
ملے گی تم کو سکون و قرار کی دولت
جو بزم نور میں خیر البشر کی بات کرو
مدینہ دور ہو لیکن نبی ہوں پیش نظر
اویس جیسے کسی دیدہ ور کی بات کرو
نبی کی عظمت و تقدیس کے لئے انور
لٹا دے جان جو ایسے بشر کی بات کرو

# کیا علمائے اہلسنت کو سیاست دورِ حاضرہ میں حصہ لینا چاہیے؟

ایم ۔ ایچ ۔ قادری

اسی عنوان کے تحت اردو ٹائمز بمبئی میں گزشتہ ایک دو ماہ سے یہ بحث شائع کی جا رہی ہے کچھ نے موافقت کی ہے کچھ لوگوں نے مخالفت کی ہے۔ ہندوستان کی جمہوری سیاست کا جائزہ لیا جائے تو کسی بھی حال میں اسلامی جمہوریت سے ہندوستانی جمہوریت کا کوئی تال میل نظر نہیں آتا۔ مگر حالیہ پارلیمانی انتخاب میں ایک روشن تجربہ ابھر کر سامنے آیا ہے کہ علما کا سیاست میں نکل کر آجانا بنظر استحسان دیکھا گیا ہے کیوں کہ قوموں کی مذہبی و سیاسی قیادت کی ذمہ داری علما رہی پر عائد ہوتی ہے۔ حالانکہ فرقہ پرست قوموں کو اس طرح شہ بھی مل گئی ہے جو کہ سیکولر اور سماج وادی نظام حکومت کے حق میں کسی طرح مفید ثابت نہ ہوگی۔ ہندوستان کا مسلمان نہایت پسماندہ ہے۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں قوم مسلم کی نمائندگی نہیں کے برابر ہے صنعت و حرفت میں بینک کاری نظام ملٹری پولیس دفتروں میں تو قوم مسلم کا صفایا ہو چکا ہے۔ صرف زراعت اور تجارت کے میدان میں پوری آبادی کا کیمپ مشغول عمل ہے آئے دن خونریز فسادات لوٹ مار آتشزنی نے

قوم مسلم کی کمر توڑ رکھی ہے۔

سیاست میں اسلامی ضابطۂ اخلاق کو نظر انداز کر کے عملاً حصہ لینا فائدہ کم نقصان زیادہ پہنچائے گا کیوں کہ حال ہی کے واقعات آئندہ کے لئے نظر اور نمونہ بنتے ہیں انگریزوں کے خلاف جہاد میں مسلمانوں نے نمایاں رول ادا کیا ہے آزادیٔ وطن کی جنگ ہم جیت کر بھی ہار گئے کیوں کہ ہمارا ملک جو متحد تھا تین حصوں میں دو قومی نظریہ کی بنا پر تقسیم ہو گیا ہم ہندوستان میں اقلیت میں رہ گئے جو کہ اکثریت کی جمہوری نظامِ حکومت کے رحم و کرم پر منحصر ہے۔

ہمارا ملی وجود تشخص خطرے میں پڑ گیا ہم اپنی تہذیب کو برقرار رکھنے میں اپنے آپ کو مجبور محض پاتے ہیں۔ امن و امان غارت گری دہشت گردی اور شیطانیت کی نذر ہو گیا Fascist فاسٹ قوتوں نے ہماری مذہبی وجود کو چیلنج کر دیا۔ ہماری عبادت گاہیں تنازعہ میں گھر گئیں ہم کھل کر اپنے مذہب کی ترجیح و اشاعت کر نہیں سکتے کیونکہ ذرائع ابلاغ پر ہماری کوئی شرکت نہیں پریس پر ہمارے خلاف زہر اگلا جا رہا ہے۔ ہندو دھرم کی اخبار کا نام لیکر فرقہ پرست طاقتیں ہماری جماعت بندی کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتی ہے۔ تعصب کا جوش جنوں اس قدر فروغ پا رہا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں خوف و ہراس سرایت کر گیا ہے۔ احتجاج ہمارا جمہوری حق ہے۔ مگر جب علماء کی صف میں انتشار ہے تو ہماری متحدہ طاقت کا کوئی اثر نہیں پڑتا ضمیر فروش مولویوں نے فرقہ بندیاں پیدا کر دی ہیں تحریف اور دور از کار تاویلات کے ذریعہ مسلمانوں کے مسلم عقائد میں اختلاف برپا کر دیا گیا۔ عظمت و تقدیس رسالت پر قوم مسلم کو گروہوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ـــــــ ہم فروعیات کے فروغ میں ہم الجھ گئے فرائض واجبات و سنن سے ہم اور ہماری قوم گمشتہ کر دی ہے اگر مسلمان متحد ہو جائیں تو ۲۲ کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کی آواز کو اقتدار کی بے رحم طاقت سے دبا دینا آسان کام نہیں ۔ انتخاب مہم میں علماء حصہ لے رہے ہیں ضرور حصہ لیں مگر قوم کے مفادات کا سودا ہرگز نہ کریں اور دور اس نتائج پر بھی گہری نظر رکھیں ۔

عالمانہ وقار کو ٹھیس نہ پہنچے کیوں کہ شرعی قوانین کی پامالی کر کے انتخابی چپقلش میں حصہ لینا ایک تاریخ ساز حادثہ ثابت ہوگا اس کے علاوہ ارباب سیاست بس کلیدی رول ادا کرنے والے مجھ سے کہیں بہتر سمجھتے ہیں علمائے اہلسنت خاموش تماشائی بن کر اب ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھیں بلکہ مظلومین کی دادرسی کریں اور قوم کے مظلوم طبقہ کا مداوا تلاش کریں۔

وما علینا الا البلاغ۔

# بمبئی میں مفتیٔ اعظم سیمنار کی تیاریاں

وقت کے مطابق سوچنا اور عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ہر زندہ قوم کی علامت ہے۔ اگر زمانہ کی طلب کے معیار پر نہ سوچا جائے اور گذرے اوقات کی روشنی میں حال کی آئینہ بندی کی جائے تو یہ غیر مناسب ہوتا ہے۔ تاریخی حقائق کبھی جھٹلائے نہیں جا سکتے۔ شخصیتوں کا معیار تاریخ کے اوراق پر ثبت وہ نقوش ہوتے ہیں جو نسل در نسل سوسائٹی اور افراد کے درمیان گردش کرتے رہتے ہیں۔ کسی بھی بھاری بھر کم شخصیت کا جائزہ لینے کے لیے تاریخ کے یہی شواہد ہوتے ہیں۔

امام وقت مجدد اعظم شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلف اصغر قطب الزماں، علامۃ الدہر شاہ مصطفےٰ رضا خاں قادری رضوی نوری معروف بہ مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی عہد ساز شخصیت امام اہلسنت کے بعد اس نصف صدی کو کس قدر محیط ہے ہر ذی علم اور باشعور شخص جانتا ہے۔ ایسے نابغۂ روزگار فرد کی حیات کے بکھرے ہوئے وہ درخشاں گوشے جو قرنوں نسل انسانی کو صحیح سمت عطا کرنے کے ضامن ہیں انہیں محفوظ کیا جانا چاہیئے۔ چنانچہ اسی نظریہ کو لیکر بمبئی کے باحوصلہ، مستقبل شناس اور جفا کش حضرات نے ایک عظیم الشان "مفتی اعظم سیمنار" کے انعقاد پر کمر باندھی ہے۔ جس کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں۔ جس میں ہند و بیرون ہند کے ارباب فکر و نظر، صاحبان قلم اور باشعور و بالغ نظر حضرات کی قلمی و فکری کاوشیں زینت سیمنار ہوں گی اور ملک و بیرون ملک کے مندوبین حضرات شرکت فرمائیں گے۔ حضرات موصوف علیہ الرحمۃ کی گراں قدر اور قد آور شخصیت کے لحاظ سے اس سیمنار کو وقیع تر بنایا جائے گا ان شاء اللہ تعالےٰ۔ آپ کی حیات کے تمام جزئیات کو منصۂ شہود پر لایا جائے گا اور زہد و ورع، حزم و احتیاط، فکر و نظر اور علم و عمل کے وہ پُر نور جمالیاتی گوشے جو دلوں کو ایمان کی نیرنگی عطا کرتے ہیں کو آنے والی نسلوں کے لیے اثاثۂ حکمت بنایا جائے گا۔

یقیناً آپ اس خبر سے محفوظ ہوں گے اور علم و حکمت کی اس شمع فروزاں سے اپنے بسیط خلوتِ قلب کو منور بنانے کے لیے آپ کی نگاہیں منتظر ہوں گی۔ تو ان شاء اللہ تعالےٰ تفصیلی معلومات اور تاریخ کے اعلان کا پوسٹر عنقریب شائع ہوگا۔

المعلن

مفتی اعظم، سیمنار کمیٹی

بمبئی

# گھریلو علاج

حکیم محمد ادریس خاں قادری (بریلوی)

معجون ہاشمی مقوی باہ مجدہ حسب ارشاد فیض بنیاد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس کا نام معجون ہاشمی ہے اس معجون کی ترکیب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور پرنور کے پاس بطور ہدیہ جانب پروردگار سے لائے تھے اس واسطے اس کا نام معجون ہاشمی رکھا گیا اطبا کا قول ہے سوائے مرض الموت کے ہر مرض کو اس سے فائدہ ہوتا ہے باہ اور برارت غریفی کی محافظ ہے نزلہ قدیم دم کشی سانس پھولنے کی شکایت اس سے دفع ہوتی ہے محافظ صحت ہے۔ خولنجان۔ زنجبیل۔ دارچینی۔ کباب چینی۔ ہرایک دو تولہ جائفل مصطگی رومی اصلی۔ لونگ عود خان۔ عقرقرحا۔ ہرایک ایک تولہ شہد تیرہ تولہ۔ شکر سفید انتالیس تولہ شکر کا قوام کرکے اس میں شہد داخل کریں پھر بقیہ دوا کوٹ چھان کر اس میں شامل کریں مقدار خوراک نو ماشہ صبح نو ماشہ شام ہمراہ آب۔ یہ دوا جس قدر پرانی ہوگی اتنی ہی مفید ہوگی۔ نوٹ۔ یہ معجون چالیس سال سے کم عمر کے اشخاص استعمال نہ کریں۔

## کثرت احتلام

لڑکے جب سن بلوغت کو پہنچتے ہیں تو ان کو کثرت سے احتلام ہوتا ہے اعضاء طبعی حالت پر پہنچنے سے رک جاتے ہیں اگر اس وقت احتلام میں کمی آجائے نشوونما بڑھوار اپنی حد طبعی کو پہنچ سکتی ہے۔ برگد کے پکے ہوئے پھل اور پیپل کے پکے ہوئے پھل جس کو عرف عام میں برگدیہ اور پیپلیا کہتے ہیں یہ دونوں پھل خشک کرکے کوٹ لیے جائیں اور برابر اس کے شکر ملا کر رکھ لیا جائے اس میں سے نو ماشہ رات کو سوتے وقت دودھ سے استعمال کیا جائے۔ ترشی سے پرہیز کیا جائے یہ دونوں پھل موسم بہار میں کثرت سے مل جاتے ہیں۔

## گیس کی اکسیر صفت دوا

آج کل گیس (جس ریاح) کی شکایت نے عالم گیری شکل اختیار کرلی ہے کیونکہ کوئی بھی غذا یورپ سے خالی نہیں مصطگی رومی اصلی باریک پیس کر رکھ لی جائے۔ ایک ماشہ مصطگی چھ ماشہ شہد میں ملا کر صبح نہار منہ اور رات کو سوتے وقت چاٹ لی جائے چند روز کے استعمال سے گیس کا قلع قمع ہو جائے گا

## دیگر

جوارش کمونی جو ہر دیسی دواخانے سے مل جاتی ہے اور ارزاں ہے۔

کھانا کھانے کے بعد نو ماشہ سے ایک تولہ تک استعمال کیا جائے اس سے بھی گیس کی شکایت نفخ شکم جس ریاح وغیرہ کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔

## ترپھلے کے کرشمے

جیسا کہ گیس کی شکایت عام ہے ویسا ہی قبض شکم کی شکایت عام ہے۔ ہرڑ بہیڑہ آنولہ۔ گٹھلی وغیرہ سے صاف کرکے تینوں اجزا ہموزن کوٹ چھان کر سفوف بنا کر رکھ لیا جائے قبض شکم کے لئے بقدر چھ ماشہ شب کو سوتے وقت نیم گرم دودھ استعمال کیا جائے۔ دائمی قبض پرانے سے پرانہ سردرد دفع ہوگا بھوک کھل کر لگے گی۔ اجابت ملین ہونے لگے گی۔

ضعف دماغ۔ نسیان۔ دائمی نزلہ۔ آنکھوں سے پانی بہنا بھوک مرجانا۔ سر چکرانا بالوں کا گرنا وغیرہ شکایات کے لئے بقدر چھ ماشہ سفوف ترپھلا چھ ماشہ شہد میں ملا کر شب کو چاٹ لیا جائے اور اوپر سے دودھ پی لیا جائے۔ تو مندرجہ بالا شکایات دفع ہوں گی اور بدن میں چستی توانائی معلوم ہوگی اور جسم کی جھریاں بھی دور ہو جائیں گی بال بھی سیاہ رہیں گے۔

پوربندر نے آپ کی یاد میں "نوری ہال" قائم کیا جس کا افتتاح رضا اکیڈمی بمبئی کے بانی حضرت مولانا صوفی محمد سعید نوری کے مبارک ہاتھوں ہوا۔ جس میں مولانا مجیب اشرف صاحب حضرت مولانا عبدالستار ہمدانی و دیگر علمائے کرام نے شرکت کی۔

دارالعلوم غوث اعظم پوربندر

## جشن صدسالہ کے منصوبے پر عمل

تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جشن صدسالہ پر رضا اکیڈمی بمبئی کے بنائے ہوئے منصوبوں میں سے ایک منصوبے پر عمل کرتے ہوئے دس شوال المکرم یعنی یوم رضا بروز اتوار جناب محمد اسلم صاحب کے گھر ایک لڑکے کی ولادت ہوئی۔ انہوں نے اپنے لڑکے کا نام محمد مصطفیٰ رضا رکھا ہم ارکین سُنی رضوی سوسائٹی بمبئی خدا سے دعا گو ہیں کہ رب قدیر اپنے محبوب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے طفیل اس بچے کو دین ودنیا کی لازوال دولتیں عطا فرمائیں (آمین)

محمد رفیق رضوی۔

(سنی رضوی سوسائٹی)

## جشن ختم بخاری شریف

شہنشاہ بغداد اور سلطان الہند صدقہ میں ۲۵، مارچ دن میں ۱۰ بجے مدرسہ اصلاح المسلمین ودارالیتامیٰ رائے پور میں سرزمین چھتیس گڑھ کیلئے پہلی بار تاریخ ساز ختم بخاری شریف کا انعقاد ہوا مدرسہ کے محسن ملت ہال میں اس عظیم الشان بصیرافروز پروگرام میں اطراف وجوانب کے لوگوں نے شرکت فرمائی ختم بخاری شریف تذکرہ مخدوم پاک پیر طریقت حضرت مولانا سید شاہ ظل حسن صاحب قبلہ کچھوچھہ مقدسہ نے فرمائی۔ آپ نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ فقیر نے اس طرح کے سیکڑوں پروگراموں میں شرکت کی ہے۔ مگر جو روحانی منظر اور رحمت ونور کی بارش مجھے اس بزم میں نظر آئی میں نے ایسا منظر اور کہیں نہیں دیکھا یقیناً یہ حضرت محسن ملت علیہ الرحمہ کی کرامت اور غوث پاک وغریب نواز کی نظر کرم کا صدقہ ہے جلسہ کی اختتامی تقریر میں جانشین ملت حضرت مولانا محمد علی فاروقی صاحب نے مدرسہ کی ۲۸ رسالہ خدمات پر روشنی ڈالی اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ وائس چانسلر روی شنکر یونیورسٹی کی موجودگی میں علی گڑھ ناگپور اور بھوپال یونیورسٹی کے امتحانات میں کامیاب ہونیوالے طلباء کو سندیں تقسیم کی گئیں اور آئی ٹی آئی کے سلسلہ میں ۱۴ رطلباء کو دستار سے نوازا گیا اس طرح صلوٰۃ وسلام جلسہ کا اختتام ہوا۔

اکبر علی روتی، مدرسہ اصلاح المسلمین ویتیم خانہ رائے پور (ایم۔پی)

## خانقاہ حسینیہ ازرانیہ کا سالانہ

### عرس اختتام پذیر

پیغمبرپور۔ خانقاہ حسینیہ ازرانیہ کے زیر اہتمام آفتاب ولایت سید شاہ اللہ داد داؤد علیہ الرحمہ خلیفہ عالم پناہ حضرت ذیوان شاہ ارزانی و عارف باللہ الشاہ حکیم قبول احمد قادری خلیفہ مجدد طریقت الشاہ حامد حسین قدس سرہ کا تیسرا سالانہ عرس پاک گذشتہ ۲۴ر مئی سنہ ۱۹۹۰ء کو روایتی تقدس واحترام کے ساتھ منایا گیا۔ بعد چادر پوشی و قل خوانی کے ایک عظیم الشان اجلاس پیر طریقت حضرت مولانا الشاہ حکیم سردار احمد صاحب قبلہ زیب سجادہ نشین خانقاہ حسینیہ ارزانیہ کی صدارت میں انعقاد پذیر ہوا جس میں مولانا معروف احمد صاحب مولانا سید حسین احمد صاحب مولانا حسن رضا خاں صاحب جناب قمر سیوانی جناب حیدر لاڑی حضرت سہیل پیغمبرپوری کی نعت ومنقبت کے نورانی نغمات نے ساری فضا کو معطر کر دیا۔

پھر ۳ بجکر ۴۵ منٹ پر صلاۃ سلام کے بعد حضور صاحب سجادہ کی پرخلوص دعاؤں کے ساتھ بحسن وخوبی جلسے کا اختتام ہوا۔

المعلن

قاری شبلی جیلانی !

خانقاہ حسینیہ ارزانیہ پیغمبرپور

بنیاپور، چھپرہ (بہار)

---

افروز اور جامع تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ آج کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ بیدار ہو اور علم و عمل میں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر گامزن رہے۔ ہمارے لئے فتح و کامرانی، اطاعتِ خداوندی، اتباعِ رسول اور اخلاقِ حسنہ میں پوشیدہ ہے ہر طرف بدامنی بے چینی ظلم اور تشدد کی سموم فضا آج ملتِ اسلامیہ کا غفلت کا نتیجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شب برأت کی شب بیداری ہم کو مذہبی بیداری کی یاد دلاتی ہے۔ آپ اپنے جدِ امجد حضرت شاہ مفتی مظہر اللہ کی حیاتِ پاک اور علمی خدمات کا بھی ذکر کیا۔ اور بتایا کہ حضرت مفتی صاحب نے اتباعِ سنن میں وہ کمال حاصل کیا کہ ہر مکتبِ فکر اور ہر ملک کے علماء اور اکابر آج بھی ایک آواز ہو کر ان کے علم و فضل کے قائل ہیں۔ ہمیں ان کی زندگی سے یہی سبق ملتا ہے کہ ہر وقت یادِ خداوندی اور عشقِ رسول اکرم کو اپنانا چاہیئے۔ اس محفل میں دہلی کے مشہور و معروف نعت خواں حضرات نے بھی نعتیہ کلام پیش کیا۔ رات تقریباً سوا دو بجے دانائے شریعت و طریقت امام اہلسنت فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کا مشہور مقبول صلاۃ والسلام پڑھایا گیا۔ جسمیں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی حضرت مفتی مکرم احمد صاحب نے ملتِ اسلامیہ اور عالم اسلام کے امن و امان اخوت اور محبت اتفاق و اتحاد جملہ امور کے لئے دعا کرائی۔ اس کے بعد اہل اسلام نے نوافل ادا کئے اور ذکر اذکار میں مشغول رہے۔ یونے پانچ بجے صبح کو دربار صلاۃ والسلام

"مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام"

پڑھا گیا۔ پھر اجتماعی دعا ہوئی اس طرح یہ ای نورانی مجالس کا اختتام ہوا پانچ بجکر بیس منٹ پر اذانِ فجر ہوئی۔ اور نماز کے بعد ہزارہا عقیدت مندان و مریدین نے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھی۔

راقم۔ غزال احمد

## عرسِ مبارک

### شہادتِ حضرت امام حسین و سیرتِ صاحب عرس پر مشہور علمائے کرام کی تقاریر

اے دل بگیر دامنِ سلطانِ اولیا
یعنی حسین ابنِ علی جانِ اولیا

عرس پاک مبلغ اسلام حضرت مولانا شاہ سید احمد اجملی علیہ الرحمہ والرضوان سابق سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد و آستانہ جنیدیہ غازی پور و آستانہ سید شاہ ولی قادری سکندر پور بلیا ۱۰ / ۱۱ / ۱۲ / محرم الحرام ۱۴۰۱ھ دائرہ شاہ اجمل الہ آباد میں رویتِ ہلال مطابق حسب نظام ذیل ادا ہوں گے۔

نظام الاوقات ۱۰ / محرم الحرام ۱۴۰۱ھ بعد نماز مغرب۔ چادر پوشی بر مزار پرانوار۔ ۱۱ / محرم الحرام بعد نماز فجر قرآن خوانی مسجد دائرہ بعد نماز عشاء مناقب و تقاریر بر شہادت حضرت امام حسین و سیرت حضرت صاحبِ عرس ۱۲ / محرم الحرام ۱۴۰۱ھ بعد نماز مغرب قل بعد نماز عشاء مناقب و تقاریر بر شہادت حضرت امام حسین و سیرت حضرت صاحب عرس۔

اسمائے گرامی علمائے کرام

حضرت مولانا سید محمد مختار اشرف محمد میاں سرکار کلاں سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف مولانا سید انوار اشرف، مولانا سید محمد راشد مکی مولانا شمس الدین بہرائچی، مولانا رئیس کوثر بہرائچی۔ مولانا ہشام جعفری مولانا احمد حبیب۔

جملہ برادران اسلام، اعزہ احباب مریدین و معتقدین سے شرکت کی استدعا ہے۔

المستدعی
سید شاہ محمد افضل اجملی سجادہ نشین دائرہ شاہ اجمل الہ آباد۔

## محمد مصطفٰے رضا نوری پاکستان کراچی میں

رضا اکیڈمی بمبئی کے بانی مولانا محمد سعید نوری نے صد سالہ جشن حضور مفتی اعظم کے بنائے ہوئے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے خلیفہ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ سید عبد العلیم صاحب نے اپنے ایک مرید کے لڑکے کا نام پاکستان کراچی میں محمد مصطفٰے رضا نوری رکھا ہے ہم خدا سے دعاگو ہیں کہ اس لڑکے کو اپنے فضل و کرم سے نوری بنائے (آمین)

## نوری ہال کا افتتاح

پور بندر گجرات میں سیدنا سرکار مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفٰے رضا خاں نوری کے صد سالہ جشن کی خوشی اہل

# خبریں اور اعلانات

## عرس سراپا قدس حضرت مفتی شاہ محمد مظہر اللہ

حسبِ روایت سابقہ ہندوستان کی راجدھانی دہلی کی تاریخی اور مرکزی مسجد فتحپوری میں ۱۴ شعبان المعظم مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۹۰ء بروز پیر جامع کمالات شریعت و طریقت حضرت علامہ مفتی محمد مکرم احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ، نقشبندی، چشتی قادری، سہروردی شاہی امام وخطیب مسجد جامع فتحپوری کی صدارت و سرپرستی میں نہایت نورانی اور پرکیف فضا میں حضرت امام اہلسنت، مقرب بارگاہِ فائز مسند ولایت شاہ مفتی محمد مظہر اللہ سابق شاہی امام وخطیب مسجد فتحپوری کا سالانہ عرس سراپا قدس منعقد ہوا۔ مدعوین علماء کرام میں مولانا یاسین اختر مصباحی مولانا ڈاکٹر فضل الرحمان شرر مصباحی، مولانا نواب الدین نقشبندی اور مولانا سعید اختر بھوجپوری قابل ذکر ہیں۔ مزارِ مبارک پر چادر پوشی صاحب سجادہ رونق بخش سید مسعودی مظہری حضرت علامہ مفتی مکرم احمد صاحب مدظلہ اور حضرت مفتی صاحب کے خلف اصغر حضرت مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد صاحب سجادہ نشین آستانہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ اور حضرت مولانا حافظ قاری محمد معظم احمد صاحب نائب امام مسجد فتحپوری رشہائے مبارک سے کی گئی اور گل پوشی کافی بڑی تعداد میں مریدین اور وابستگانِ سلسلہ مسعودیہ مظہریہ کے ذریعہ کی گئی۔ بعد نماز عصر قرآن خوانی ہوئی۔ بعد نماز مغرب فاتحہ شریف کے بعد عام لنگر تقسیم کیا گیا۔ بعد نماز عشاء ساڑھے نو بجے مولانا قاری معظم احمد صاحب نائب امام فتحپوری دہلی کی تلاوت سے عظیم الشان جلسہ کا آغاز ہوا۔ اس موقعہ پر مسجد فتحپوری میں بھرپور روشنی اور سجاوٹ کی گئی محرابوں اور میناروں پر سرخ و سبز بتیوں کی جھالریں سجائی گئیں۔ شمالی اور جنوبی دروازوں سے مغرب کی جانب ساری مسجد کو جگمگایا گیا۔ احاطہ حضرت نانوشاہ کی جالیاں جہاں حضرت مفتی صاحب کا مزار واقع ہے قمقموں سے سجائی گئیں۔ مسجد فتحپوری کے تینوں عالی شان دروازوں پر سرخ و سبز قمقموں کی جھالریں بڑی خوشنما معلوم ہو رہی تھیں۔ جناب قاری مبشر احمد صاحب اور قاری محمود صاحب نے بھی دلنشین تلاوتِ کلام پاک سے سامعین کو محظوظ کیا۔ تقاریر کے سلسلہ کا آغاز بھی فاضلِ جوان مقرر خوش بیان مولانا محمد معظم احمد صاحب نائب امام مسجد فتحپوری کی بصیرت افروز اور مدلل تقریر سے ہوا۔ مولانا نے اطاعت محمدی پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ ہر مسلمان پر فرض اولین ہے۔ اس سے روح گردانی کرنے والے اور کوتاہی برتنے والے بارگاہِ خداوندی میں مغضوب ہیں۔ اس کے بعد مقرر خوش الحان جناب مولانا ڈاکٹر سعید صاحب مدظلہ نے مدلل تقریر فرمائی اور مولانا مختار احمد صاحب نعیمی مقررِ شعلہ بیان استاذ جامعہ نعیمیہ مرادآباد نے بھی مدلل اور بصیرت افروز تقریر فرماتے ہوئے عامۃ المسلمین کو آگاہ کیا کہ مرکز کو چھوڑ دینے والے ہر میدان میں ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔ جب تک ہمارے دلوں میں عظمتِ رسول اللہ اور اشاعت سنت کا جذبہ کارگر سلتھا۔ ہم نے ساری دنیا میں اپنا لوہا منوایا تھا۔ آخر میں حضرت عالی مرتبت علامہ مفتی مکرم احمد صاحب صدر جلسہ نے شب برات اور نفلی روزوں پر نہایت بصیرت

کی یاد میں بہتی ہو۔ ہر اس زبان کی طرف جو حضور مفتی اعظم ہند پر قربان ہے۔ ہر اس دل کی طرف جو حضور مفتی اعظم ہند کی یاد میں تڑپا ہے وغیرہ وغیرہ کے بعد تحریر فرماتے ہیں انہیں کے وسیلہ سے اپنی اس کتاب کو دربار گوہر بار مرشدی حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالٰے عنہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں! اگر آخری جملہ پر اکتفا کرتے تو خیر الکلام ماقل دل کا مصداق ہوتا۔ ٹائیٹل نہایت دیدہ زیب ہے اور اس گنبد خضریٰ شریف کا عکس جمیل ہے جو بطور تبرک خوب تر ہے لیکن اگر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مزار مبارک کا بھی عکس ہوتا تو برأت استہلال بھی حاصل ہو جاتا۔ مصنف نے متعدد مقامات پر حضور سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو پندرھویں صدی کا مجدد لکھا ہے جس سے مجھے اختلاف نہیں۔ اس لئے کہ مجدد کے جملہ شرائط حضور مفتی اعظم ہند کی ذات اقدس میں پائے جاتے ہیں۔ مگر علمائے محول کی موجودگی میں مذکورہ اقدام مصنف کی جرأت پر دلالت کرتا ہے۔ کاش موجودہ علمائے کرام سے مفید آراء کے بعد یہ اقدام ہوتا تو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا!۔ مختصر یہ ہے کہ موصوف کی مذکورہ کتاب ظاہری و باطنی خوبیوں سے مرصع ہے مولیٰ تعالیٰ موصوف کے کاموں میں برکت عطا فرمائے تاکہ جلد از جلد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مکمل سیرت و سوانح کا گلدستہ پیش فرما کر پوری قوم کی ذمے داریوں سے سبکدوش ہو جائیں۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین

# نعت شریف

سید اولاد رسول قدسی

جو عرش و خلد سے بھی ہے جناب پاکیزہ
وہ زیرِ جسم نبی کی تراب پاکیزہ

بجھالے تشنگی اپنی اے عاشق احمد
ہے عشقِ شاہِ زمن کی شراب پاکیزہ

حبیبِ رب کے جو دیدار سے مشرف ہو
زہے نصیب اس انسان کا خواب پاکیزہ

قدم سے جس کے مقدس ہے سرزمین عرب
ہے کس قدر مولا رسالت مآب پاکیزہ

جو اسمِ شاہ منقش ہو خانۂ دل میں
کتابِ زیست کا ہو جائے باب پاکیزہ

برائے اتقیا حورانِ خلد فضلِ خدا
رہے گا دائمی جن کا شباب پاکیزہ

نگاہِ نازِ شہِ کن فکاں پڑی جس پر
بنا ہے دم میں وہ خانہ خراب پاکیزہ

ہمارے قلب و جگر سب نثار تم پہ شہا
ملی ہے ہم کو خدا کی کتاب پاکیزہ

وہ پاکباز تھا، ملت کا خیر خواہ جسے
ملا مجاہد ملت، خطاب پاکیزہ

زمین پہ قدسی یہ آنسو ترا نہ گر جائے
نبی کی یاد میں چھلکا ہے آپ پاکیزہ

# تعارف و تبصرہ

مولانا عبدالحکیم بستوی

(مراسلہ نگاری کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں)

نام کتاب :- تذکرہ خلفائے مفتئ اعظم ہند
مصنف :- حضرت علامہ قاری محمد سلطان رضا نوری بہرائچی۔
صفحات :- ۲۳۷
ہدیہ ۳۰ روپے
ناشر : مکتبۂ مصطفویہ بہنی تال روڈ بریلی شریف
ٹائیٹل : دیدہ زیب

تذکرہ نگاری کی تاریخ بہت پرانی ہے اس لیے وہی قوم دنیا میں زندہ جاوید مانی جاتی ہے۔ جس نے اپنے بزرگوں کے کارہائے نمایاں کو محفوظ رکھا اور انہیں مشعل راہ ہدایت بنایا۔! اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ۔ زبدۃ العارفین سید التارکین حضور مفتئ اعظم ہند حضرت علامہ الحاج آل الرحمٰن محمد مصطفٰے رضا خاں علیہ الرحمہ کی ہمہ گیر شخصیت اگرچہ محتاج تعارف نہیں ہے مگر آنے والی نسل کو آپ کی سیرت کے اہم گوشوں سے متعارف کرانا ہمارا فرض منصبی ہے اور یہ بات بھی مسلم الثبوت ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضور مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے متقدر خلفائے کرام کے تذکرہ سے آپ کی شخصیت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ مثلاً منبع زہد و تقوی حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری و حضرت علامہ محمد بدرالدین صاحب قبلہ قادری کو دیکھنے کے بعد زہد و تقوی کا اذعان ہوجاتا ہے۔ یونہی محدث اعظم پاکستان کی حدیث پر مہارت تامہ و فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی سید افضل حسین صاحب قبلہ کی باریک بینی اور امام علم و فن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ کا طرز استدلال و ادیب شہیر حضرت علامہ اسلم بستوی کی ادبی خدمات کو دیکھنے کے بعد آپ کے علمی جلالت کا پتہ چلتا ہے اور بے ساختہ یہ مصرعہ زبان سے صادر ہوتا ہے کہ ؎

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

قابل مبارک باد ہیں حضرت مولانا قاری محمد سلطان رضا صاحب نوری جنہوں نے پوری قوم کے سرسے ذمہ داری کا عظیم بوجھ اتار دیا فی الحقیقت مذکورہ تصنیف سوانح مفتئ اعظم ہند کا ایک باب ہے۔ جسے موصوف چند احباب کی فرمائش پر قلم برداشتہ رقم فرمادیا۔ جیسا کہ مصنف نے اس کی تفصیل خود سبب تالیف کے عنوان سے بیان فرمایا ہے۔ خلفاء کے تذکرہ سے قبل امام الفقہاء کے عنوان سے ۴۴ صفحات پر مشتمل حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا تعارف کررہا ہے۔ جو معلومات افزا ہے۔ ہاں کچھ باتیں بے جا ضرور معلوم ہوتی ہیں — مثلاً آل الرحمٰن کی تحقیق جو بعض کوتاہ چشم کے اعتراض کا جواب دینے کا مناظرانہ طریقہ کار ہے۔! تذکرہ نگاری میں الفاظ کے تحقیق کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ مگر تنقید و تنقیص اور مناظرانہ طرز استدلال کی گنجائش میرے خیال سے نہیں ہوتی! کتاب میں ۳۸ خلفاء کی مختصر تاریخ ہے جسے مصنف نے ابجد کے لحاظ سے مرتب فرمایا ہے غالباً مصنف نے یہ ترتیب اس وجہ سے رکھی ہے کہ کسی کو تقدم و تاخر پر اعتراض نہ ہو کاش کہ مصنف اعتراض کی پرواہ کیے بغیر صرف اکتفا اہم خلفاء کے تذکرہ پر اکتفا کرتے تو بہتر ہوتا اس لیے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خلفاء کی ایک لمبی فہرست ہے۔ اور تمامی خلفاء یکساں نہیں ہیں۔ اور خلیفہ من حیث خلیفہ وہی اہم ہوتا ہے جو باعتبار زہد و تقویٰ اہمیت کا حامل ہو ویسے ہر بات حوالے تحریر فرمایا ہے جس سے مصنف کے احتیاط کا پتہ کہیں کہیں چلتا ہے! ہاں بردجہ خطابت کا اندازہ اپنایا ہے۔

مثلاً انتساب کے تحت رقم طراز ہیں ہر اس آنکھ کی طرف جو حضور مفتی اعظم ہند

بقاءِ ملی تشخص کی کوئی ضمانت نہیں (حضرت مولانا علی میاں صاحب)

اس سلسلے میں جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہم کو روشنی دیتا ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور خرچ کرنے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ مال خرچ کرو۔ بلکہ جان و مال سے لیکر صلاحیت و توانائی اور توجہ سب خرچ کرو۔ — — — — — — — — — — — — — — — — اور اپنے آپ کو خود اپنے ہاتھوں ہلاکت کے خندق میں مت ڈھکیلو۔ یا یوں سمجھئے کہ اپنے ہی ہاتھو اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا مت ڈالو دین کی خدمت و جا ری سے یک سو ہو کر ذاتی و دنیاوی کاروبار میں مت لگو۔ معلوم ہوا کہ اسلام کی خدمت پر اپنے کاروبار سے آنکھیں بند کر لینا خود کشی نہیں۔ خود کشی ہے اسلام کے مقابلہ میں اپنے کاروبار کو ترجیح دینا۔ اور دین کے تقاضوں کے مقابلہ میں اپنے مادی تقاضوں کا زیادہ لحاظ کرنا۔ خدا نخواستہ اگر ملت کا بیڑا غرق ہوا۔ اور اس نے اپنے گلے میں پھندا ڈالکر اپنی زندگی ختم کر دی۔ تو یہ صرف اجتماعی، خود کشی نہیں بلکہ ملی خود کشی کے علاوہ، انسانیت کی خود کشی ہوگی۔

آج کے اس بحرانی دور میں جب کہ انسانوں کے قد گھٹ گئے ہیں۔ اور سایہ بڑھ گئے ہیں۔ ہمتیں پست ہو چکی ہیں۔ اور لالچ عروج پر پہنچ گئی ہے۔ صلاحتیں ناقص ہیں۔ اور حرص۔ طمع بے حساب ہو گیا ہے اور ہندوستان کی ملت اسلامیہ محلہ جاتی سطح سے لے کر ملکی سطح تک منتشر ہے اور ہو رہی ہے۔ جدی اور مخلص قیادت کے فقدان کا شکار ہے۔ اِس دور میں ملت کے غم خواری کا پیشہ بنانے والے اس سطح سے نفع اٹھانے والے سستے داموں ملت کے مفادات کا سودا کرنے والے وصول اور نظریہ کے نام پر ملت میں انتشار برپا کرنے والے اقتدار چشم ابرو کے اشاروں پر رقص کرنے والے ایک نظر التفات پر دین اور ایمان نظر کرنے والے ایک طلسم حسین کے سحر میں مدتوں محو رہنے والے تو بہت مل سکتے ہیں۔ بیالیس سالہ وفاداروں کے باوجود مسلسل محرومیوں پر صبر۔ شکر یا معولی نعمتوں پر قناعت کرنے والے بیالیس سالہ طویل مدت سے اکتا کر قرب سلطانی کی تمنا کرنے والوں کی بھی کمی نہیں۔ ہندوستانی مسلمان ایسا کوئی لیڈر کہاں سے لائیں۔ جس کو اقتدار کی دیوی ہزار کر و فر سے نہ متاثر کر سکے۔ جس کے بارے میں یقین ہو کہ اس کی قیمت لگائی نہیں جا سکتی۔ جو حکومت ترخالص اور قوم کے سروں پر عذاب کی طرح مسلط لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کر سکے۔ اپنی شخصیت کو اور ملی تشخص کو منوانے پر مجبور کر سکے جو فتح کے نشہ میں بدست حکمرانوں کے حملوں کا مقابلہ کر سکے۔

حضرات کیوں کہ کل میدان حشر میں ہم لوگوں سے جماعتوں کے بارے میں نہیں بلکہ اللہ اور رسول کے احکام اور مسلمانوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ اس لئے ہم کو ذاتی جماعتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر ملک و ملت کو زندہ رکھیں اور اس کے لئے مٹ جائیں کیوں کہ ملت جماعتوں سے بالاتر ہے جماعتیں دریا کی موجیں ہیں اور ملت کی حیثیت دریا کی ہے جو دریا موجوں کا اسیر ہے وہ دریا نہیں کہلا سکتا ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم جماعتوں کو بت بنالیں۔ اور اس کے مجاور بن جائیں اور انہیں ملت پر مقدم رکھیں۔ جب جب جماعتوں کے مفادات کو ملت کے مفادات پر ترجیح دی گئی ہے تو اس سے اجتماعی نقصان ہوا ہے،

محترم حضرات۔ آج جب کہ ملک کی تقدیر کا فیصلہ الیکشن کے ذریعہ ہونے جا رہا ہے اور اس الیکشن کا سوالیہ نشان جمہوریت کی بقا یا فرقہ پرستوں کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈور ایسی صورت میں آپ حضرات کا ہی فرض منصبی ہے کہ اپنے اپنے عافیت کدوں سے باہر نکل کر ملت کی اجتماعی قوت کو ملت کے مفاد اور ملک میں جمہوریت کی بقا کی کوشش کے لئے باہر نکلئے (خصوصیت سے میرے مخاطب ہیں آل انڈیا پرسنل لاء بورڈ و آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے ذمہ داران)

اس وقت سیاست و معاشرہ سے بے تعلقی اور زندگی کے عام دھارے سے ہٹ جانے کو اپنا مقصد قرار نہ دیجئے جب کہ زندگی رواں دواں ہر سو پھیلی ہوئی ہے قوموں اور ملکوں اور ماحول کی نسبت سے مسائل پیدا کرتی رہتی ہے۔ اسلام کی اصلاح میں گوشہ نشینی اور عام دھارے کٹنا کبھی نہیں رہا وہ زندگی کے ہر شعبہ سے خود متعارف ہوتا ہر جگہ خود ہی چل کر جاتا کوئی مشکل پیش آتی تو

محترم علماء کرام ایشائیشیہ صاحب الرائے اور دور اندیش حضرات کی خدمت میں

# کھلا خط

نسیم احمد فاروقی

جیسا کہ میں نے زبانی بھی عرض کیا ہے میں مذہب اور سیاست کی تفریق کا قائل نہیں۔ اپنے مضامین اور تحریروں میں ہمیشہ اس کی تلقین کرتا رہا ہوں۔ کہ اسلام نے عیسائیت کی طرح کبھی یہ اعلان نہیں کیا۔ کہ جو کچھ خدا کا ہے۔ وہ خدا کو دیدو۔ اور جو کچھ قیصر کا ہے قیصر کو دیدو۔ یہاں دو بارہ کلیسا کی کوئی تقسیم نہیں ہے۔ جو کچھ ہے۔ سب خدا کا ہے۔ اور مسلمان خدا کی رضا اور اور اپنی دین و ملت کی خدمتیں جو کچھ کریگا وہ سب عبادت اور عین مذہب ہے خصوصا اس دور میں جب کہ حکومت کو زندگی کے ہر شعبوں (تعلیم۔ زبان پرسنل لا۔ ذاتی ملکیت تجارت وغیرہ) میں دخل دینے کا حق ہو گیا ہے۔ اب مذہب و سیاست کی تقسیم اور بھی مشکل اور غیر واقعی ہو گئی ہے اور مذہب کو اپنے محدود سے محدود دائرے میں بھی محفوظ رکھنے کے لئے سیاسی جدوجہد اور حکومت کے ساتھ کسی نہ کسی طرح کا تعلق رکھنا ناگزیر ہو گیا ہے۔ (حضرت مولانا علی میاں) اس طرح میں اس کا بھی قائل نہیں ہوں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو اپنی ساری دلچسپی اور توجہ تعلیمی اور تعمیری کاموں میں محدود کر لینا چاہیئے اور اپنے فرقہ کو تعلیمی اور معاشی اور صلاحیت کار کے اعتبار سے بلند سے بلند معیار پر پہنچانے کو اپنا مقصد بنا لینا چاہیئے۔ اور اپنی ساری توانائیوں کو صرف اس ایک کام پر مرکوز کر لینا چاہیئے۔ میں اصولا ایک جمہوری ملک میں ایک ایسی قلت کے لئے جس کو اپنے منصب کے لحاظ سے حالات شریک ہی نہیں۔ بلکہ حالات کا جواب دہ بھی بنایا گیا ہے۔ اس موقف کو قبول نہیں کرتا۔ مسلمانوں کو میرے نزدیک یہاں کے حالات پر اثر انداز ہونا چاہیئے اور اپنی تعداد اور اپنی بہت سی خصوصیات سے فائدہ اٹھا کر یہاں کی سیاست یہاں کے ایوان ہائے قانون ساز یہاں کے نظم و نسق اور یہاں کی تعلیمی لسانی پالیسی پر بلکہ سیاست خارجہ تک ہر ممکن حد تک اپنا اثر و وزن ڈالنا چاہئے یہ ملک کی خدمت ہے اور اس کے بغیر وہ اپنا تشخص ملی و امتیاز بھی قائم نہیں رکھ سکتے اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو وہ شودروں کی صف میں چلے جائیں گے اس مقصد کے حصول کے لئے ان کو انتخاب اپنے ملی مفاد و مصالح کے مطابق حصہ لینا پڑیگا اور یہاں کی سیاسی زندگی میں اپنی سرگرمی اور بیداء مغربی کا اظہار کرنا ہوگا۔

(حضرت مولانا علی میاں)

کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس ملت کو اپنی تمام نعمتیں یعنی قرآن کریم۔ آخری نبی اور ایمان کی بیش بہا دولت سے نوازا ہے اب اس ملت کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے وجود بقا کی حفاظت کے لئے سرگرم جدو جہد کرے۔ اگر یہ ملت اس فرض کو ادا نہ کر سکیں گے تو اس کا یہ جرم کبھی نہ معاف کیا جائے گا۔ اس کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے کو دینی تہذیبی اور اعتقادی ارتداد سے بچانے کی کوشش کرے۔

ارتداد کیا ہے:—

ہم مسلمانوں کو کفر سے خوف نہیں لیکن جو چیز نیند اڑانے اور سکون و راحت کو حرام کرنے کی ہے وہ اعتقادی ارتداد ہے اس لئے ہمیں سوچنا ہے کہ ہم کیا کریں۔ کہیں یہ ملک اندلس نہ بن جاوے۔ کیوں کہ اس وقت میں معنوی اور اعتقادی طور پر نسل کشی کا منظم منصوبہ بنایا گیا ہے اور یہ طے کر دیا گیا ہے۔ کہ بات تو رہے لیکن آنسری نہ بجے اب تک جو کچھ ہوا یا ہوگا۔ وہ سب حکومت کے سایہ میں ہوا ہے اور ہوگا۔ میں صاف کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی انتظام نہ ہوا۔ اور خود ہم نے بھی اس صورت حال کا مقابلہ نہ کیا تو ہمارا وجود اور

اس کو حل کرنا اسلام کے قافلے کا ہر فرد
ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہر ناشدنی اور اتفاقی صورتِ
حال سے نمٹنے کا جذبہ اور حوصلہ رکھتا تھا۔

اٹھو ورنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی سے معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

معذرت کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ رائے سے مستفید کریں۔

● ------

نماز دین کا ستون ہے!

# مومن کے ایمان کی حرارت

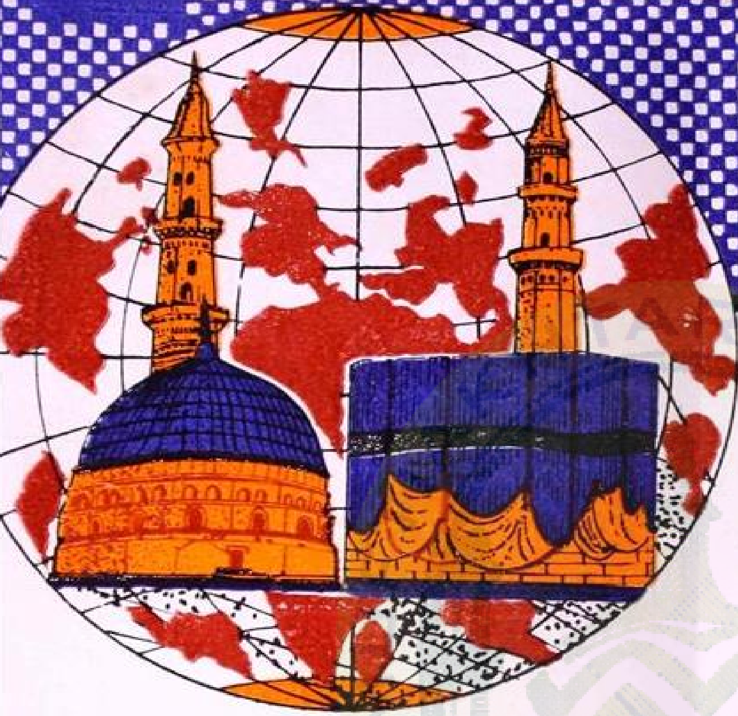
محمد ارشاد حسین (کیمری)

ایک یہودی کی عورت مسلمان تھی اور شب و روز عبادت الٰہی میں سرشار رہا کرتی تھی یہودی اس فکر میں لگا رہتا تھا کہ اپنے اس طریقہ سے باز آجائے اور میری طرح کفر کی زندگی اختیار کرے۔ یہودی نے ہر طرح سمجھایا مگر اس مومنہ عورت کے پائے استقلال کو لغزش نہ ہوتی آخر تنگ آکر اس کافر نے اپنی برادری کو جمع کیا اور مشورہ کیا کہ اس عورت کو کس طرح اسلام سے برگشتہ کیا جائے کافروں نے صلاح دی کہ ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ روشن کرو اور اس عورت سے کہو کہ اگر تو اس دین کو سچا سمجھتی ہے تو اس آگ میں کود جا ورنہ اس دین کو چھوڑ دے۔ چنانچہ ایک گڑھے میں خوب آگ جلائی گئی اور جب آگ خوب بھڑک اٹھی تو اس یہودی نے اپنی مومنہ عورت سے کہا کہ اگر تو اپنے دین اسلام کو سچا سمجھتی ہے تو اس آگ میں کود جا ورنہ توبہ کرکے ہمارے دین پر قائم ہو جا۔ یہ سنتے ہی وہ مومنہ خاتون بلا کسی جھجک کے اللہ کا نام لے کر اس آگ میں کود گئی ادھر اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ وہ آگ اسی وقت سرد ہو گئی یہ دیکھ کر تمام کافر بہت شرمندہ ہوئے مگر ضد میں آکر اس سے چوکنا گڑھا کھود کر خوب آگ روشن کی اور اس عورت کو اس گڑھے میں ڈھکیل دیا اور ایک بڑے پتھر سے اس گڑھے کو ڈھک دیا لیکن تین دن بعد جب اس گڑھے سے پتھر کو ہٹایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اللہ والی بڑے اطمینان سے قرآن کریم کی تلاوت کر رہی ہے اس مومنہ خاتون کا یہ حال دیکھ کر اسی وقت مسلمان اسی کا پورا خاندان ہو گیا۔ مومن کے ایمان کی حرارت تو ایسی حرارت ہے کہ اگر نار نمرود جیسی آگ کے قریب سے بھی وہ گزر جائے تو آگ شرمسار ہو کر آن کی آن میں سرد پڑ جائے۔ مومن اگر اپنے جذبۂ ایمانی کے ساتھ کسی طوفان انگیز سمندر میں پاؤں ڈال دے تو طوفانی موجوں کے سینے پھٹ جائیں اور سمندر دو حصوں میں منقسم ہو کر اسے گزرنے کے لئے راستہ دے دے۔

## اے مسلمانوں سوچ لو........

کہ ایمان کا سپر اگر مضبوط ہے تو دنیا کا کوئی خطرناک سے خطرناک حربہ بھی اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

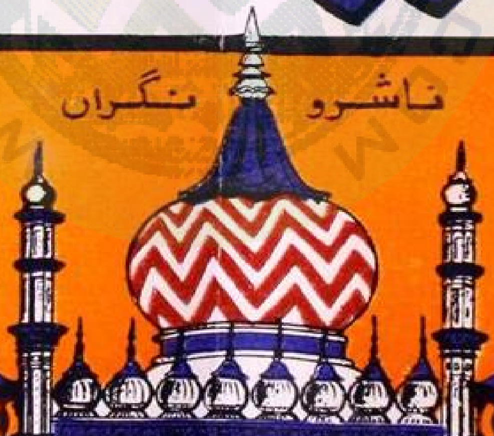
دگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ



# ی دنیا

بریلی شریف

ناشر و نگران



مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار : حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
بظل عاطفت : حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

ماہنامہ **سُنّی دُنیا** بریلی شریف

جلد ۹ شمارہ ۹۳

ستمبر ۱۹۹۰ء ______ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ

ایڈیٹر

محمد ذوالفقار علی خاں نوری

## شرح خریداری

قیمت فی شمارہ ________ ۵
سالانہ ________ ۵۰
غیر ممالک سے ________ ۲۵۰

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر ، بی ، آر ، ۱۵۷

رجسٹریشن نمبر

REGDNOX 117 (82)

VOL-3

فون ________ ۲۱۶۶

### ایڈیٹوریل بورڈ

(۱) حضرت علامہ علی احمد سیوانی ،
(۲) حضرت علامہ شبیہ القادری ، ،

تزئین کار ________ برق الماسی بریلوی

مقام اشاعت ________ ۸۲ ، سوداگران رضا نگر بریلی شریف

مطبوعہ ________ صائمہ آفسیٹ پریس خواجہ قطب بریلی شریف

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

**منیجر سُنّی دنیا**

۸۲ ، سوداگران رضا نگر پوسٹ بکس ۲۳۵
بریلی شریف (یو پی)

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے ۔ براہ کرم آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں ۔

منیجر

اداریہ

محمد ذوالفقار علی خاں نوری

# بابِ سخن

برصغیر کے مسلمانوں میں اہلسنت وجماعت کی تعداد تقریباً اسّی فیصد ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اس میں صوفیائے عظام کی ورود مسعود کثرت سے ہوا جن کی سعی پیہم وجہد مسلسل سے اسلام کی ترویج اور نشرواشاعت ہوئی ــ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ــ

صوفیا ہی اللہ کے راستے پر چلنے والے ہیں۔ ان کی سیرت بہترین سیرت ہے۔ ان کا طریقہ سب سے زیادہ تربیت یافتہ اور درست ہوتے ہیں اگر داناؤں کی عقل، فلسفیوں کا فلسفہ، شریعت کے عالموں کا علم مل کر بھی ان کی سی سیرت اور ان کا سا اخلاق پیدا کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ ان کی تمام ظاہری اور باطنی حرکات وسکنات نورِ نبوت سے ماخوذ ہیں۔ اور نورِ نبوت سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی نور نہیں۔ جس سے روشنی حاصل کی جائے۔"

امام اہلسنت سیدنا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو آپ کی ذات عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گم دکھائی دیتی ہے۔ عشق کا یہ عجب انوکھا قانون ہے کہ محب اپنے محبوب کی اداؤں کو مشعل راہ بنا لیتا ہے۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امتیوں کو مکمل ہدایت فرمائی ہے۔ اسلام کے بغیر اور کوئی نظریہ یا نظام کی جانب ذرہ برابر بھی متوجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ انسانیت کے عروج وارتقاء اور کمال کے لئے جو اسباب مطلوب ہیں وہ تمام کے تمام مذہب اسلام میں موجود ہیں ــ!

مذہب اسلام ایک کامل دین ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ رواداری میں خود کو دوسرے باطل مذاہب میں خلط ملط کر لیں۔ اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کے بعد برصغیر میں اہل ہنود نے مسلمانوں کو سیاسی طور پر بنام اتحاد گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اور دیوبندی مکتب کے فکر بیشتر علماء اہل ہنود کی سیاست کے فریفتہ ہو گئے۔ اور وہ دن بھی آپہنچا کر غیر مسلموں کو مسلمانوں نے اپنی عبادت گاہوں میں لاکر کھڑا کر دیا ایسے ماحول میں امام احمد رضا نے برصغیر کے مسلمانوں کو غیر مسلموں کی گہری سازشوں سے خبردار کیا۔ اور دو قومی نظریوں کا احساس اجاگر کیا ــ امام احمد رضا کے اجاگر کئے ہوئے احساس کی بنیاد پر مسلم لیگ کی تنظیم نو اور تحریک ترک موالات کو تقویت حاصل ہوئی۔ علمائے کرام ودیگر رہنماؤں کو تو کانگریس میں رہنے سے موہن داس کرم چند گاندھی کی سازش کا علم ہوا۔ مگر اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے کانگریس سے باہر رہ کر اصل حقیقت کو بھانپ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی آواز پر مسلک اہلسنت کے علماء کرام ومشائخ عظام اور رہبران قوم وملت نے جوق در جوق لبیک کہا۔ اور برصغیر میں اسلامی سلطنت کی احیاء کے لئے معاونت کی۔ کانگریس زدہ علماء نے مسلمانوں کی پشت میں جس طرح چھورا گھونپا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ آج جب

مذہب اسلام پر کوئی آنچ آتی ہے تو کانگریسی اور قوم پرست اپنے زعماء کی پیش گوئیوں کا چرچہ کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح ازم کی تقویت کا موجب بن رہے ہیں۔ تاریخ اسلام اس امر پر شاہد ہے کہ صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کو اقتدار کی کبھی خواہش و ضرورت نہیں رہی۔ بلکہ اقتدار سے ہمیشہ بے نیاز رہے، اور اقتدار میں حصہ نہ لینے کی سزائیں بھی برداشت کیں۔ البتہ علماء کرام اور مشائخ عظام نے اسلام کا سرنگوں ہونا کبھی بھی گوارہ نہیں کیا۔ علماء کا علم اخلاق اور طلب عمل مسلمانوں کے ایمانوں میں پختگی غیر مسلموں کو اللہ اور رسول (جل وعلی وصلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف راغب ہونے کا موجب بنتا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں آج کے سیاسی اور لادینی ماحول میں اس امر کی ضرورت ہے کہ خصوصیت سے مسلک اہل سنت کے علماء امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی سیرت کا مطالعہ کریں۔ ان کے پیغام پر خود عمل پیرا ہوں۔ تاکہ دیگر مسلمان روشن چراغوں کی روشنی میں اسی راہ کی تلاش کر سکیں۔ جس راہ پر چلنے سے تحریک ترک موالات میں درپیش مسائل اور مایوسیوں کا خاتمہ ہوا۔ ایک مستحکم ملک جسمیں قرآن و سنت پر عمل ہو۔ ایسا ملک نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کی سلامتی اور آسودہ حال زندگی کا حامل ہو سکتا ہے بلکہ ساری دنیا میں اسلام کی سربلندی کا باعث ہو سکتا ہے۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے بھی یہی نظریہ پیش کیا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

امام احمد رضا قدس سرہ نے جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا وہ عشق رسول اور مقام مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کی پاسداری ہے۔ چونکہ محبت رسول ایمان کے لئے لازمی بنیاد ہے۔ کمال ایمان اسی میں ہے کہ سرور کائنات کی محبت انسان کے لئے حرزجاں بن جائے۔ اور دنیا ومافیہا کی ہر چیز پر سبقت لی جائے (مشکواۃ) پیغمبر اسلام سے والہانہ وابستگی ہی ملت اسلامیہ کے لیے انفرادی اور اجتماعی مرکز حیات ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفٰے است
آبروئے ما ز نام مصطفٰے است
تا شعار مصطفٰے از دست رفت
قوم را رمز بقا از دست رفت

امام احمد رضا کے یہاں ملت اسلامیہ کے تمام تر مشکلات ومصائب، مایوسیوں اور محرومیوں کا واحد سبب دامن مصطفٰے سے علاحدگی ہے۔ ان کا نکتہ نظریہ تھا کہ جب تک مسلمان اپنا مرکز عقیدت ومودت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو نہیں بنائیں گے وہ دربدر ٹھوکریں ہی کھاتے رہیں گے۔ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

ٹھوکریں کھاتے پھروگے انکے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

یہی وجہ ہیکہ اعلحضرت قدس سرہ نے ہر اس عقیدے و نظریے کی پرزور مخالفت کی جس سے کسی طرح توہین وتنقیص کا پہلو نکلتا ہوا نظر آئے۔ اس سلسلے میں آپنے کسی بڑے سے بڑے جبہ ودستار میں ملبوس عالم وفاضل کو قابل اعتناد نہیں سمجھا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق مسلمانوں میں جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے وہ اپنی زندگی کو لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ کی غیر مشروط اتباع میں گزار دیتے ہیں۔ یہ وہ دائمی دولت ہے جو مومن کو شکم کی قید کی جگہ دل کی آزادی عطا کرتی ہے اور وہ حکمرانوں کی مدح وتوصیف اور معاشی مفادات سے بے نیاز ہو کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفقت میں پناہ لیتا ہے اور نام سے ہزاروں درجہ اہم ایمان کو قرار دیتے ہوئے امام احمد رضا کی زبان بن کر اعلان کرتا ہے۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

---

# کلامِ امام

از:۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

خراب حال کیا دل کو پُر ملال کیا
تمہارے کوچے سے رخصت کیا نہال کیا

نہ روئے گل ابھی دیکھا نہ بوئے گل سونگھی
قضا نے لا کے قفس میں شکستہ بال کیا

وہ دل کہ خوں شدہ ارماں تھے جس میں مل ڈالا
فغاں کہ گورِ شہیداں کو پائمال کیا

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستم گر الٹی چھری سے ہمیں حلال کیا

یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم
چھڑا کے سنگِ درِ پاک سر وبال کیا

چمن سے پھینک دیا آشیانۂ بلبل
اجاڑا خانۂ بے کس بڑا کمال کیا

ترا ستم زدہ آنکھوں نے کیا بگاڑا تھا
یہ کیا سمائی کہ دور ان سے وہ جمال کیا

حضور ان کے خیالِ وطن مٹانا تھا
ہم آپ مٹ گئے اچھا فراغ بال کیا

نہ گھر کا رکھا نہ اس در کا ہائے ناکامی
ہماری بے بسی پر بھی نہ کچھ خیال آگیا

جو دل نے مر کے جلایا تھا منتوں کا چراغ
ستم کہ عرض رہ صرصرِ زوال کیا

مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا
یہ کیا ہائے حواسوں نے اختلال کیا

تو جس کے واسطے چھوڑا طیبہ سا محبوب
بتا تو اس ستم آرا نے کیا نہال کیا

ابھی ابھی تو چمن میں تھے چہچہے ناگاہ
یہ درد کیسا اٹھا جس نے جی نڈھال کیا

الٰہی سن لے رضاؔ جیتے جی کہ مولیٰ نے
سگانِ کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

# ضیائے قرآن

ادارہ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا سورج اور چاند حساب سے ہیں اور سبزے اور پیڑ سجدہ کرتے ہیں اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا اور ترازو رکھی کہ ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ اور زمین رکھی مخلوق کے لئے اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں اور بھس کے ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول تو اے جن وانسان تم اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے سے تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے دونوں پورب کا رب دونوں پچھم کا رب تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے دونوں سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا تو تم اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے تو تم اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ——— زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا تو تم اپنے کی کونسی جھٹلاؤ گے۔ اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اسے ہر دن ایک کام ہے تو تم اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے جلد سب کام نپٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ تو تم اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اے جن وانسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اس کی سلطنت ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ تم پر چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کے آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں تو پھر بدلا نہ لے سکو گے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے سرخ نری تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے تو اس دن گنہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہو گی کسی آدمی اور جن سے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں پھیرے کریں گے اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے بہت سی ڈالوں والیاں تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

# بہار حدیث

ادارہ

۱۔ حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سے جو شخص اپنی رسی لے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا پیٹھ پر لاد کر لائے اور ان کو بیچے اور اللہ تعالے بھیک مانگنے کی بیعزتی سے اس کے چہرہ کو بچائے تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ لوگوں سے بھیک مانگے اور وہ اس کو دیں یا نہ دیں۔ (بخاری)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دن قیامت کے آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں اور سب سے پہلے میں قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا ــــ اور سب سے پہلے میں شفاعت منظور ہوگی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ آپ سب سے پہلے قبر سے اٹھیں گے اور سب سے پہلے شفاعت کریں گے۔ اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول ہوگی پس اگر کوئی دوسرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا پیدا ہوا تو ضروری ہے کہ اس میں بھی یہ اولیت پائی جائے ورنہ وہ مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوگا پھر اگر یہ اولیت اس میں بھی ہو تو لازم آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اپنے آپ کو اول شافع اور اول مشفع کہا ہے (معاذ اللہ) جھوٹ ہے کیونکہ ایک دوسرا بھی اوّل شافع ہے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ پیدا ہوا نہ آئندہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے اس واسطے کسی بزرگ نے کہا ہے۔

"مثل النبی محمد لا یمکن من قال
بالامکانِ فھوَ کا فِرٌ"

۴۔ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پایوں کو لڑانے سے منع فرمایا۔

۵۔ بزاز نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آوازیں دنیا آخرت میں ملعون ہیں نغمہ کے وقت باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کی آواز۔

۶۔ بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ گانے سے دل میں نفاق اگتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی اگتی ہے۔

وہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

# کلامِ حسن ❀ کلامِ تاجدار

استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسن بریلوی قدس سرہٗ

کہوں کیا حال زاہد گلشنِ طیبہ کی نزہت کا
کہ ہے خلدِ بریں چھوٹا سا ٹکڑا میری جنت کا

تعالی اللہ شوکت تیرے نامِ پاک کی آقا
کہ اب تک عرشِ اعلیٰ کو ہے سکتہ تیری ہیبت کا

کھلیں اسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن
عرب کے چاند صدقے کیا ہی کہنا تیری طلعت کا

مرادیں مانگنے سے پہلے ملتی ہیں مدینہ میں
ہجومِ جود نے روکا ہے بڑھنا دستِ حاجت کا

شبِ اسریٰ ترے جلووں نے کچھ ایسا سماں باندھا
کہ اب تک عرشِ اعظم منتظر ہے تیری رخصت کا

یہاں کے ڈوبتے دم میں ادھر جا کر ابھرتے ہیں
کنارہ ایک ہے بحرِ ندامت بحرِ رحمت کا

غنی ہے دل بھرا ہے نعمتِ کونین سے دامن
گدا ہوں میں فقیرِ آستانِ خود بدولت کا

طوافِ روضۂ مولیٰ پہ ناواقف بگڑتے ہیں
عقیدہ اور ہی کچھ ہے ادب دانِ محمد کا

حسن سرکارِ طیبہ کا عجب دربارِ عالی ہے!
درِ دولت پہ اک میلا لگا ہے اہلِ حاجت کا

مفتی اعظم ہند نوری علیہ الرحمۃ

ان کو دیکھا تو گیا بھول غم کی صورت
یاد بھی اب تو نہیں رنج والم کی صورت

خواب میں دیکھوں اگر واقع غم کی صورت
پھر نہ واقع ہو کبھی رنج والم کی صورت

آبلے پاؤں میں پڑ جائیں جو چلتے چلتے
راہ طیبہ میں چلوں سر سے قدم کی صورت

تم اگر چاہو تو اک چین جبیں سے اپنی
کردو اعدا کو قلم شاخِ قلم کی صورت

نام والا ترا اے کاش مثالِ مجنوں
ریگ پر انگلیوں سے لکھوں قلم کی صورت

ترا دیدار کرے رحمِ مجسم میرا
دیکھنی ہو جسے رحماں کے کرم کی صورت

آپ ہیں شانِ کرم کانِ کرم جانِ کرم
آپ ہیں فضلِ اتم لطفِ اعم کی صورت

ایک اشارہ ترے ابرو کا شہِ ہر دوسرا
کاٹ دے دشمنوں کو تیغِ دو دم کی صورت

دم نکل جائے مرا راہ میں ان کی نوری
ان کے کوچہ میں رہوں نقشِ قدم کی صورت

# باب الاستفتاء

مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ گذشتہ سال بغیر چاند دیکھے جبراً عید الفطر کی نماز محلہ کے لوگوں نے امام سے پڑھوائی۔ یہاں تک نوبت آئی کہ امام کے اوپر سلاح چلایا گیا۔ بکر کا کہنا ہے کہ جس نے بھی ۲۹ کے حساب سے نماز پڑھی وہ سب حرام کیا۔ کیا بکر کا یہ کہنا درست ہے۔ اگر درست ہے تو یہ بریلی شریف، مظفر پور، کلکتہ، پٹنہ وغیرہ وغیرہ سب نے حرام کیا۔ ان لوگوں نے ۲۹ کے حساب سے نماز پڑھی۔

۲۔ بکر کا کہنا ہے کہ زید نے عید کی نماز بغیر چاند دیکھے پڑھی۔ اس لیے اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ لوگوں کو ورغلاتا ہے۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ شاید ہی کوئی امام بچا ہو کر اس دن عید کی نماز نہ پڑھی ہو۔ ایک سال سے محلے کے کچھ لوگ ۲۹ کے چاند کے حساب سے عید الفطر کی نماز پڑھنے والے امام کے پیچھے ایک سال سے نماز پڑھتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی نماز کیسے درست ہے۔ جبکہ بکر کا قول ہے اور بکر بھی اُس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔

۳۔ زید عالم ہے اور بکر حافظ قرآن ہے۔ کیا زید عالم کی نماز بکر کے پیچھے ہوگی یا نہیں حالانکہ نماز کا پابند نہیں ہے۔ عالم کا رتبہ بلند ہے یا حافظ قرآن کا۔ مفصل و مدلل جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی

غلام صابر رضوی مدرسہ حنیفیہ غوثیہ انوارہ چندن پاڑہ مظفر پور

الجواب ۹۲/۲۸۶

فی الواقع اگر رمضان کی ۲۹ کو رویت ہلال عید نہ ہوئی تھی۔ تو اس دن کی نماز پڑھنا حلال نہ تھا وہ لوگ مرتکب حرام ہوئے۔ ان سب پر توبہ لازم ہے۔ اور امام کو انھوں نے مجبور کیا تو امام پر الزام نہیں، بلکہ امام کو مجبور کر کے یہی لوگ دوہرے ملزم ہوئے۔ اس چیز سے بھی توبہ کریں۔ بکر کا اس صورت میں زید کو اس وجہ سے ملزم گردانا درست نہیں ہے وہ توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ ایسی صورت میں اسے امام بنانا گناہ اور اس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز اس کے پیچھے واجب الاعادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

حضور محترم و مکرم عالی جناب مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی۔

گذارش ہے کہ اس مسئلے کے لیے از روئے شرع کیا فرماتے ہیں علمائے

کرام سے درخواست ہے کہ ہر مدہ کا مکمل ومفصل جواب سے آگاہ کریں

عاجزانہ درخواست ہے۔

۱۔ چرم قربانی کی قیمت یا رقم مندرجہ ذیل مدوں میں سے کس پر خرچ کی جاسکتی ہے۔ بیرون مسجد وضوخانہ بنانا۔ بیرون مسجد مسجد کا احاطہ بنانا۔ بچوں کے لیے دینی تعلیم کے مدرسہ کی عمارت پیش امام ومؤذن صاحب کے رہنے کے لیے مکان بنانا جوکہ بیرون مسجد ہیں۔ اس رقم کو غریب مسلمانوں کی فلاح کے لیے عمارت بناکر اس کے کرایہ کو بہبود کے لیے استعمال کرنا۔ ہر مد کی پوری تفصیلات سے آگاہ کرنے کی درخواست ہے۔

المستفتی

سکریٹری انجمن اصلاح المسلمین
چاندہ مٹیا۔ چھند واڑہ (ایم۔پی)

**الجواب** ۲۸۶/۹۲

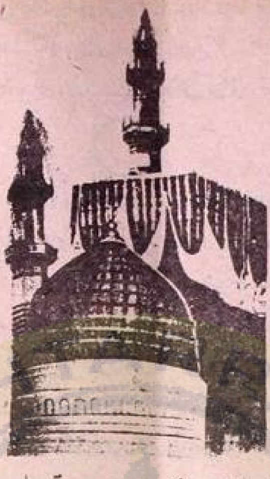
یہ سب نیک کام ہیں ان تمام مدوں میں چرم قربانی کی رقم صرف کرسکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

مکرمی جناب اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کیا فرماتے ہیں علمائے دین۔

۱۔ زید کی شادی سے **قبل پانچ** آدمی کے بیچ طے پایا کہ **زید کا عقد** کا دین مہر مبلغ پینتیس سو روپے صرف رکھا جائے تو زید نے قبول کیا۔ اب نکاح کے وقت مہر میں دو دینار بھی



شامل کر دیا گیا۔ ایجاب وقبول کے وقت قاضی صاحب نے یوں کہا کہ بعوض مہر مبلغ پینتس سو روپے دو دینار کے ساتھ عزیزی فلاں کو آپ کی زوجیت میں دیا تو زید نے اس طرف دھیان نہیں دیتے ہوئے ایجاب وقبول کرلیا۔ اور قاضی صاحب نے صرف ایک بار ایجاب وقبول کرایا۔ تو علمائے دین کیا فرماتے ہیں کیا یہ دینار شرعی رو سے زید کو ادا کرنا واجب ہوگیا جواب سے مطلع فرمائیں۔

۲۔ زید کے دین مہر میں جو دینار رکھا گیا تھا۔ اس دو دینار کا کتنا رقم ہوگا۔ صرف دینار ہی رکھا گیا **دینار** کا نرخ نہیں۔ اس کو تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔

۳۔ زید کی شادی سے قبل زید کے خسر نے بار ہا پوچھا کہ آپ کی طرف سے کوئی فرمائش ہے اور یہ بھی کہا کہ لین دین، فرمائش سماج کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔ تو زید کے والد نے کہا کہ جو چیز آپ مناسب سمجھیں جہیز میں دیں۔ میری طرف سے کوئی فرمائش نہیں ہے تو انھوں نے رخصتی کے وقت اپنی لڑکی کو بالکل ہی گھٹیا سامان دیا لیکن اسی درمیان زید کے عقد سے دو دن قبل اپنے لڑکے کی شادی کرتے ہیں تو فرمائش کے ساتھ ٹیلی ویژن لیے اور کہا کہ ٹیپ ریکارڈر کا زمانہ نہیں ہے۔ ٹیلی ویژن دینا ہوگا۔ جب کہ یہ حاجی بھی ہیں۔ اب ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں علمائے دین۔

۴۔ زید کے خسر جناب حاجی صاحب کا کہنا ہے کہ ہمارے خاندان میں پانچ ہزار کا دین مہر چلتا ہے۔ یعنی رکھا جاتا ہے۔ ایک لڑکی کا دین مہر ابھی سے چار سال قبل شادی کیے تو پندرہ سو روپے دین مہر رکھے۔ اب جب کہ اپنے لڑکے کی شادی کیے تو دین مہر پچیس ہزار روپے رکھے۔ اور اپنے لڑکے کی شادی کے دو دن بعد پھر اپنی لڑکی کی شادی زید کے ساتھ کرتے ہیں تو پینتس سو روپے دین مہر رکھتے ہیں دینار کے ساتھ تو حاجی صاحب کے بارے میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں زید کے سالے جناب مقصود عالم نے زید کے خسر جناب حاجی صاحب سے اعتراض کرتے ہوئے پوچھا جب دو دینار طے نہیں تھا تو آپ نے کیوں بڑھایا تو جناب حاجی صاحب نے

فرمایا۔ تم ابھی بچے ہو تم نہیں جانتے
کہ دو دینار ہم نے کیوں بڑھائے۔

المستفتی

محمد صدیق معرفت انوار دانش کلاتھ
مرچینٹ مین روڈ جگر دھر پور ضلع
سنگھ بھوم

الجواب ۹۲/۷۸۶

صورت مسئولہ میں زید کو مہر میں
دو دینار بھی لازم ہے۔ اور اس کا
دعویٰ کہ دھیان نہ دیا۔ قابل سماعت
نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ حکم اس
صورت میں ہے۔ جبکہ اس نے
سن کر ایجاب وقبول نہ کیا ہو۔
اور دو دینار کے اضافہ کو نظر انداز
کر دیا ہو اور اس پر معترض نہ ہوا
ہو۔ اور اگر واقعی اس نے دو دینار
کا اضافہ نہ سنا تو یہ اضافہ اسے دینا
لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ دینار غالباً ساڑھے چار ماشہ
سونے کا ہوتا تھا۔ تو ۹ ماشہ سونا
یا اس کی قیمت لازم ہوگی۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

۳۔ ٹیلی ویژن بدترین آلہ لہو ولعب
ہے۔ اسے دینا جائز نہ تھا۔ نہ اس
کی فرمائش نہ اسے لینا جائز۔ دینے
لینے والے دونوں گنہگار ہوئے
دونوں پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

۴۔ اس وجہ سے ان پر کوئی الزام
نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵۔ حاجی صاحب کو بڑھانا نہ چاہیئے
تھا۔ اور اگر دینار کی قیمت کے بارے
میں غلط بیانی اگر دانستہ ہے تو یہ
قصداً جھوٹ بولنا ہے جس سے
ان پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

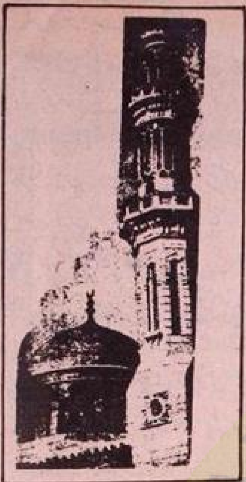
○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین
ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے
بارے میں کہ زید عالم ہے اور پیری
ومریدی اور غیر محرم عورتوں سے
اپنے پیر ہاتھ دبواتا ہے اور عورتوں
کے ہاتھ پکڑ کر داخل سلسلہ کرتا ہے
تو غیر محرم عورتوں کے ہاتھ پکڑ کر
توبہ یعنی مرید کرتا ہے۔ کیا ایسا کرنا
از روئے شریعت یہ طریقہ زید کے
لیے جائز ہے یا نہیں۔ قرآن وحدیث
کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

۲۔ آج کل کے زمانے میں
عورتیں مزارات پر زیارت کے
لیے جایا کرتی ہیں۔ کیا عورتوں کا
مزارات پر زیارت کے لیے
جانا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز
ہے تو کس طریقے پر اور ناجائز ہے
تو کیوں۔ قرآن وحدیث ومعتبر
کتابوں سے جواب عنایت فرمائیں۔

۳۔ زید عالم دین اور پیر بھی ہیں
اور اپنی انگلیوں پر دو انگوٹھی پہن
کر امامت کرتے ہیں تو کیا ایسے
عالم دین اور پیر کے پیچھے نماز پڑھنا
از روئے شریعت درست جائز
ہے یا نہیں۔

۴۔ آج کل کے زمانے کے اکثر
لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ چین والی



گھڑی پہن کر اور بغیر سلائی کی ہوئی لنگی
پہن کر اور دھوتی پہن کر اور خالی
بدن نماز پڑھنا از روئے شریعت
درست اور جائز ہے یا نہیں۔ اس کا
جواب خلاصہ قرآن وحدیث کی روشنی
میں عنایت فرمائیں۔

المستفتی

مولوی محمد سیف الدین انصاری، موضع
جامع مسجد سائرا پوسٹ سلطان نگر
وایہ ہریش چندر، ضلع مالدہ، بنگال

الجواب ۹۲/۷۸۶

۱۔ عورتوں سے مصافحہ اور ان سے
بدن دبوانا حرام بدکام بدانجام ہے
وہ شخص فاسق معلن ہے۔ جو ان باتوں
کا اعلانیہ مرتکب ہوتا ہے۔ اس سے
مرید ہونا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
یہ فاسق کی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم
شرعاً حرام ہے۔ تبیین میں ہے۔
قد وجب علیہم

اہانت شرعًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ عورتوں کو مزارات پر جانا جائز نہیں۔ یہی مذہب معتمد و احوط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ چاندی کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم ایک نگ کی مرد کو جائز ہے۔ دو انگوٹھیاں پہننا جائز نہیں اور جو اس کو اعلانیہ پہننے کا عادی ہے۔ مرتکب کبیرہ فاسق معلن ہے۔ اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ مروجہ چین ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔ جوہرہ میں ہے۔ التختم بالحدید و الصفر والنحاس و الرصاص مکروہ للرجال والنساء۔ اور صرف تہبند یا دھوتی پہن کر نماز پڑھنا کہ سینہ کھلا رہے مکروہ و ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

○

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

عبد شاہ محمد زبیر مجذوب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ کسی گاؤں میں آج قریب ۷۔۸ سال سے گشت کیا کرتے تھے۔ لیکن انھوں نے کسی شخص کو کبھی گالی و گلوچ نہیں دیا کرتے تھے نہ کبھی کسی شخص سے کبھی کھانے اور پینے کے لیے کوئی چیز مانگا کرتے تھے۔ چھوٹے بچوں کو بہت پیار کرتے تھے۔ اکثر چوراہوں پر گھوما کرتے تھے۔ بدن میں دھول و غبار لگا رہتا تھا۔ اکثر گندی چیزیں کھایا کرتے تھے۔ لوگ ان سے نفرت کرتے تھے اور انہیں پاگل اور حقیر سمجھتے تھے۔ اب وہ شخص دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اب لوگ ان کا عرس بڑے بجوش اور دھوم دھام سے منا رہے ہیں۔ اور ان کے مزار پر لوگ چادر بھی چڑھاتے ہیں۔ جو شخص بھی ان کے مزار پر جس مقصد و تمنا لے کر حاضر ہوتے ہیں۔ تو خداوند قدوس اپنے فضل و کرم اور ان کے صدقے و طفیل سے ضرور پوری کر دیتا ہے۔ کوئی شخص خالی ہاتھ واپس نہیں ہوتا ہے اس کے متعلق خلاف علماء کہتے ہیں کہ ان کا عرس منانا اور ان کے مزار پر چادر چڑھانا ناجائز ہے پھلواری شریف کے مولانا منہاج الدین صادقی اور اس کے بھائی صاحب کہتے ہیں کہ ان کی صرف فاتحہ کرنا چاہیے۔ اس لیے حضور سے میری عجز و انکساری کے ساتھ گذارش ہے کہ براہِ کرم اس فتویٰ کا جواب دے کر خوش فرما دیں گے۔ تاکہ لوگوں کا شک و شبہ دور ہو جائے۔

کسی ولی اللہ کا عرس منانا اور اس کے مزار پر چادر چڑھانا از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی

عبدالرشید۔ موضع گائے گھٹ پوسٹ جلکی پورلا۔ وایہ باسوتی گھاٹ ضلع کیٹیہار (بہار)

## الجواب ۹۲/۷۸۶

بزرگانِ دین کا عرس کرنا اور ان کے مزارات پر چادر چڑھانا جائز و مستحسن ہے اور ان صاحب کی بزرگی اگر ظاہر ہو تو ان کا عرس اور ان کے مزار پر چادر پوشی میں مضائقہ نہیں۔ عام لوگوں کے ساتھ یہ معاملات نہیں ہونا چاہئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری ــ بریلی شریف

قسط اول

# امام احمد رضا کا تقویٰ

حضرت علامہ محمد احمد صاحب مصباحی

امام احمد رضا کی پوری زندگی شریعتِ مصطفےٰ اور سنتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا رکی پابندی سے آراستہ ہے ان کے تقویٰ کی شان بڑی بلند و بالا ہے چند واقعات پیش کرتا ہوں جن سے اندازہ ہوگا کہ وہ تقوی ہی نہیں بلکہ ورع کی منزل بلند پر فائز تھے اور "اِنْ اولیاؤہٗ الا المتقون" کے مطابق متقی کامل اور ولی عارف تھے۔

۱۔ امام احمد رضا کی زندگی کا آخری رمضان ۱۳۳۹ھ میں تھا اس وقت ایک تو بریلی میں سخت گرمی تھی دوسرے عمر مبارک کا آخری حصہ اور ضعف و مرض کی شدت شریعت اجازت دیتی ہے۔ کہ شیخ فانی روزہ نہ رکھ سکے تو فدیہ دے اور ناتواں مریض کو اجازت دیتی ہے کہ قضا کرے لیکن امام احمد رضا کا فتویٰ اپنے لیے کچھ اور ہی تھا جو در حقیقت فتویٰ نہیں تقویٰ تھا انہوں نے فرمایا بریلی میں شدت گرما کے سبب میرے لیے روزہ رکھنا ممکن نہیں پہاڑ پر ٹھنڈک ہوتی ہے۔ یہاں سے نینی تال قریب ہے بھوالی پہاڑ پر روزہ رکھا جا سکتا ہے میں وہاں جانے پر قادر ہوں لہذا میرے اوپر وہاں جاکر روزہ رکھنا فرض ہے چنانچہ رمضان وہیں گذارے اور پورے روزے رکھے۔

۲۔ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو وصال ہوتا ہے مرض مہینوں سے تھا اور ایسا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں شریعت اجازت دیتی ہے کہ ایسا مریض گھر میں تنہا نماز پڑھ لے۔ مگر امام احمد رضا جماعت کی پابندی کرتے اور چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد میں پہونچاتے جب تک اس طرح حاضری کی قدرت تھی جماعت میں شریک ہوتے رہے۔

۳۔ میں نے جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور کے حاشیہ میں اپنے استاد محترم حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ (۱۳۱۲ھ ۱۳۹۶ھ) کی روایت سے لکھا ہے۔

ایک بار مسجد لے جانے والا کوئی نہ تھا جماعت کا وقت ہو گیا طبیعت پریشان ناچار خود ہی کسی طرح گھسٹتے ہوئے حاضر مسجد ہوئے اور باجماعت نماز ادا کی۔ آج صحت و طاقت اور تمام تر سہولت کے باوجود ترک نماز اور ترک جماعت کے ماحول میں یہ واقعہ ایک عظیم درس عبرت ہے۔

۴۔ ایک بار امام احمد رضا قدس سرہٗ اپنے علاقہ زمینداری میں سکونت پذیر تھے درد قولنج کے سخت دورے ہوا کرتے تھے ایک دن تنہا تھے۔ ظہر کے وقت درد شروع ہوا۔ اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا۔ اب نماز کو کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی ہوئی عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے۔ میں نے سنتوں کی نیت باندھی۔ درد بالکل نہ تھا۔ سلام پھیرا اسی شدت سے تھا۔ فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی۔ درد جاتا رہا۔ جب سلام پھیرا

وہی حالت تھی بعد کی سنتیں پڑھیں درد موقوف۔ اور سلام کے بعد پھر بدستور۔ میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا۔ خواہ یہ کہئے کہ حالت نماز میں درد یکسر اٹھا لیا جاتا تھا یا یہ کہئے کہ توجہ الی اللہ اور استغراق عبادت کے باعث درد کا احساس نہ ہوتا تھا بہر صورت امام احمد رضا کی مقبولیتِ بارگاہ اور ذوق عرفانی کی دلیل کافی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دن بھر علمی مشاغل اور تدوین فقہ وغیرہ میں مصروف رہتے رات کو نوافل و عبادت بھی بجا لاتے مگر رات کے کچھ حصے میں آرام بھی کرتے۔ ایک بار کہیں جا رہے تھے انہیں دیکھکر کسی نے کہا یہ وہ ہیں جو رات بھر عبادت کرتے ہیں اس وقت سے پوری رات عبادت اور شب بیداری اختیار کر لی۔

اسی طرح کسی نے امام احمد رضا قدس سرہٗ کے پاس خط لکھا تو اس میں دیگر القاب و آداب کے ساتھ "حافظ" بھی لکھ دیا۔ اس وقت امام احمد رضا قدس سرہٗ حافظ نہ تھے۔ اگرچہ قریبًا تمام ہی آیات کریمہ حضرت کے زبان و قلم پر رہا کرتی تھیں۔ اور حسب ضرورت ان سے استدلال و استنباط بھی کرتے شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمہ ۲۹ ر شعبان ۱۳۲۰ھ کی اپنا عینی مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خط میں اعلیحضرت اپنے القاب کے ساتھ "حافظ" ملاحظہ فرما کر آبدیدہ ہوگئے۔ خوف خدا سے دل کانپ اٹھا اور فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے بارے میں قرآن عظیم نے فرمایا ہے۔

"یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا"

"وہ اسے پسند کرتے ہیں کہ ان کی ایسی خوبیاں بیان کی جائیں جو ان میں نہیں"

اس واقعہ کے بعد آپ نے قرآن حفظ کرنے کا عزم صمیم کر لیا۔

روزانہ عشاء کا وضو فرمانے کے بعد جماعت ہونے سے قبل بس اس طرح یاد کرتے کہ کوئی ایک پارہ یا زیادہ آپ کو سنا دیا پھر آپ سنا دیتے ۲۹ ر شعبان کے بعد سے شروع کیا اور ۲۷ ر رمضان تک پورا قرآن حفظ کر لیا اور تراویح میں بھی سنا دیا۔

یہ واقعہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے ان کا محرک بھی یہی تھا۔ کہ کسی نے کہہ دیا۔ پوری رات عبادت کرتے ہیں۔ یہاں بھی یہ کہ کسی نے حافظ لکھ دیا۔ جبکہ باضابطہ حافظ قرآن نہ تھے۔ خوف خدا ہو تو ایسی مشکل چیزیں مشکل نہیں رہ جائیں۔ اور قلب ایسا آمادہ ہوتا ہے کہ کر ہی کے دم لیتا ہے۔

باقی آئندہ

## منقبت

از: مولانا جمیل الرحمٰن بریلوی

آبروئے مومناں احمد رضا خاں قادری
رہنمائے گمرہاں احمد رضا خاں قادری

علم کے ہیں گلستاں احمد رضا خاں قادری
باغ دیں کے گلستاں احمد رضا خاں قادری

تیرا علم و فضل شان و شوکت و جاہ و حشم
شش جہت پر ہے عیاں احمد رضا خاں قادری

ہے عرب کے عالموں کا مدح خواں سارا جہاں
اور وہ تیرے مدح خواں احمد رضا خاں قادری

صدقہ شاہِ عرب یومًا فیومًا ہو بلند
تیری عزت کا نشاں احمد رضا خاں قادری

دے مبارکباد ان کو قادری رضوی جمیلؔ
جن کے مرشد ہیں میاں احمد رضا خاں قادری

# خدائے تعالیٰ کے لئے کذب اور ہر عیب ناممکن ہے

علامہ صابر القادری

قرون اولیٰ سے تاہنوز تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ذاتِ باری تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے اور صرف جھوٹ ہی نہیں ہر عیب اور نقص سے اس کی ذات عالی منزّہ اور مبری ہے اس کے حق میں کذب یا کسی قبیح و نقص کا امکان بھی صحیح نہیں ہے، بلکہ کذب اور ہر عیب اور نقص اس کے لئے محال ہے

خود پاک بے نیاز رب ارشاد فرماتا ہے
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا (النساء ۔ ۸۷)
اور اس سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

اسی سورۂ مقدسہ میں دوسرے مقام فرمانِ رحمٰن ہے۔ وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ○ (النساء ۔ ۱۲۲) اللہ کا وعدہ سچا، اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

سورۂ آل عمران میں ذوالجلال والاکرام پروردگار فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○ (آل عمران ۔ ۹) بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔

اسی سورۂ مبارکہ میں آگے ایک مقام پر اپنی تنزیہ و تقدیس خود بیان فرماتا ہے۔ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○ (آل عمران ۱۹۴) بے شک (اے رب) تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔

اسی سورۂ آل عمران ہی کے اندر، جہاں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں سرکار حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مباہلہ کرنے کے لئے فرمایا جا رہا ہے۔ جس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ اس مقام پر پاک پروردگار کاذب پر اپنی لعنت فرما رہا ہے، فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ (آل عمران ۶۱) تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

ان واضح اور غیر مبہم آیات ہی نے مسلمانانِ اہلسنت کو یہ عقیدہ عطا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک اور صاف ہے اس کے لئے کسی قسم کا

عیب ممکن ماننا قرآن کے خلاف ہے۔

چنانچہ علامہ علاء الدین علی بن محمد البغدادی (متوفی ۷۲۵ھ) تفسیر خازن میں بیان فرماتے ہیں۔

لا احد اصدق من اللہ فانہ لا یخلف المیعاد ولا یجوز علیہ الکذب (تفسیر خازن مصری ج ۱ ص ۴۲۲) اللہ سے سچا کوئی نہیں اور وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا اور اس کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔

یونہی امام فخر الدین محمد بن عمر تیمی رازی (متوفی ۶۰۶ھ) تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کا فرمان" فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَهْدَهٗ (اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کرے گا) دلالت کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہر وعدہ وعید میں کذب سے منزہ ہے۔

ہمارے اہلسنت اس دلیل سے کذبِ الٰہی کو ناممکن جانتے ہیں۔ کہ وہ صفتِ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ پر عیب محال اور ناممکن ہے"۔

علامہ مذکور اس عنوان پر تقریر فرماتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔ اِنَّ تجویز الکذب علی اللہ محال۔ (تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۴) اللہ پر جھوٹ کی تجویز محال ہے۔

ایک دوسرے مقام پر تسبیح ربی بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو عقائد کے اس اہم باب میں تنبیہ فرماتے ہیں۔ اور سبحان السبوح پر پاکیزہ عقیدہ کی جانب رغبت دلاتے ہیں۔ انّ المؤمن لا یجوز ان یظنّ باللہ الکذب بل یخرج بذالک عن الایمان۔ (تفسیر کبیر ج ۵ ص ۱۷۲) کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا گمان کرے، بلکہ ایسا گمان ایمان سے خارج کر دیتا ہے

اسی طرح علامہ ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر البیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) تفسیر بیضاوی میں اس اہم عنوان پر بحث فرماتے ہوئے واضح قرآنی فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ عبارت کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ۔ " جھوٹ اللہ تعالیٰ میں کسی طرح راہ نہیں پا سکتا۔ کیونکہ وہ نقص (عیب) ہے، اور نقص اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے"

(تفسیر البیضاوی ص ۱۵۱)

صاحب تفسیر مدارک علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) فرماتے ہیں

"اس (رب تعالیٰ) سے سچا کوئی نہیں۔ اس کی خبر میں، وعدہ و وعید میں، اس لئے کہ جھوٹ اپنے قبح کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر ناممکن و محال ہے، کیونکہ وہ کسی شئے کی اس کے خلاف خبر دیتا ہے جو حقیقت وہ جیسی ہے"

(تفسیر النسفی، مدارک ج ۱ ص ۲۴۲)

علامہ ابو السعود محمد بن محمد عمادی الحنفی (متوفی ۹۸۲ھ) تفسیر ابو السعود میں لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ پر ہی کذب محال و ناممکن ہے، اس کے غیر پر نہیں" (تفسیر ابو السعود ج ۲ ص ۲۱۲)

علامہ اسماعیل حقی بن مصطفی بروسری (متوفی ۱۱۳۷ھ) تفسیر روح البیان میں سورۂ نساء کی مذکورہ بالا آیت نمبر ۸۷ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ میں اس بات کا انکار ہے کہ خدا سے زیادہ کوئی سچا نہیں۔ کیونکہ کذب عیب ہے۔ اور عیب اللہ ہی پر محال و ناممکن ہے، نہ اس کے غیر پر۔

جو صفت بندوں کے لئے عیب اور نقص ہو۔ تو بندوں کے قادر و قیوم رب پر اسے ممکن جاننا کتنا سنگین جرم اور کیسی قبیح جسارت ہے۔ معتزلہ اور خوارج وغیرہ فرقوں نے باوجود اپنی ضلالت کے جس عقائد کو مانا اور تسلیم کیا دور فتن میں نام نہاد موحدین نے ان کو نکالا۔ اور کسی جدید مشن کا نام اسلام رکھ لیا۔ ناظرین غور فرمائیں کہ قرآنی آیات میں ہمارا سبوح و قدوس رب خود ہر عیب سے اپنی تنزیہہ بیان فرماتا ہے، اور ائمہ کرام، علماء اعلام فقہاء اور مفسرین۔ نیز مؤرخین اسلام کی وافر شادتیں امکان کذب باری تعالیٰ کی تردید میں میسر ہیں۔ جن کے بعد کسی اہل حق کو اسلام کا عقیدہ بنا کر معاذ اللہ کذب باری تعالیٰ کے ممکن ہونے کے فاسد خیال پر ورغلایا نہیں جا سکتا۔ اوپر آپ نے علامہ فخر الدین رازی کی بات ملاحظہ فرمائی کہ اس گمان سے انسان خارج عن الاسلام ہو جاتا ہے

چودھویں صدی کے عبقری مفکر اسلام امام احمد رضا فاضلِ بریلوی (المتوفی ۱۳۴۰ھ) نے سبحان السبوح نامی اپنی عظیم تصنیف میں اس عقیدہ کو آفتاب سے زیادہ روشن کر دکھایا ہے تفصیل کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے، اس کتاب کے علاوہ چند عظیم اور عقائد کی بنیادی کتابوں کے حوالے درج ذیل کر کے بات تمام کرتا ہوں۔ جو اہل تحقیق چاہیں ملاحظہ کریں۔

(شرح مواقف مطبوعہ نولکشور ص ۶۰۴ و ص ۶۷۴ نیز ص ۶۷۵۔ مسامرہ ص ۸۴ مسایرہ ص ۱۶۶۔ شرح عقائد جلالی۔ شرح مقاصد۔ علامہ عبد الحمید بغدادی کی تصنیف نشر اللآلی شرح امالی ص ۹۲ قاضی عضد الدین کی عقائد عضدیہ۔ علامہ بحر العلوم فواتح الرحموت ص ۳۲ وغیرہ وغیرہ،

اخیر میں شرح فقہ اکبر کی ایک جامع اور مختصر عبارت سے اس عنوان پر مہر خاتم لگاتا ہوں۔

والکذب علیہ محال — اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال۔ (شرح فقہ اکبر ص ۳۳)

## اس کے خلاف

یہی ابتداء سے آج تک ساری دنیائے اسلام کا عقیدہ ہے۔ اور ان شاء المولیٰ السبوح القدوس اسی پر تا قیامت اہلسنت و جماعت زندہ رہیں گے۔ اس قرآنی اور جمہوری عقیدہ کے برخلاف جن لوگوں نے آواز اٹھائی، اور رب تعالیٰ کے دامن تقدیس کو کذب سے داغدار بتانے کی بدعت گڑھی وہ کون لوگ ہیں۔؟

وہ وہابی فرقہ ہے جس کی کتابوں میں بکثرت،

بزورِ رب تعالیٰ مجدہٗ کے لئے امکان کذب ثابت کیا جاتا ہے۔ اور یہی اس کی شان بتائی جاتی ہے، طوالت کے خوف ہندوستان میں اس فرقہ کے ترجمان اول جناب اسماعیل دہلوی صاحب مصنف تقویۃ الایمان کی اپنی تحریر ان کے رسالہ یکروزی سے نقل کی جاتی ہے۔ انداز کی جارحیت اور قرآن و اسلام کے مسلّمہ عقیدے کے خلاف بیان بازی کا زور تو ملاحظہ کیجیے۔

عدم کذب را از کمالاتِ حضرتِ حق سبحٰنہٗ می شمارند و او را جل شانہٗ باں مدح می کنند۔ برخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح می کند، پر ظاہر است کہ صفتِ کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب می دارد، و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضائے حکمت بہ تنزّہ از شوب کذب تکلّم بکلام کاذب نمی نماید۔ ہماں شخص ممدوح می گردد۔ بخلاف کسے کہ او سان او

(یکروزی ص ۱۴۵)

جھوٹ نہ بولنے کو خدا کے کمالات میں سے شمار کرتے ہیں۔ اس سے اس کی مدح کرتے ہیں، بخلاف گونگے اور پتھر کے، اور صفتِ کمال یہی ہے۔ کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے، بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لئے جھوٹ نہ بولے وہی قابل تعریف ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے جس کی زبان بیکار ہو گئی ہو۔

لانسلّم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد، ہم نہیں تسلیم کرتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال و ناممکن ہو۔

(یکروزی ص ۱۴۵)

یہ اور اس قبیل کی متعدد عبارتوں نے اہلسنت کے عقائد میں رخنہ ڈال کر جدید فتنوں کا دروازہ کھولا۔ سب تو سب اپنے خالق و مالک کی شان میں ایسے خیالات ظاہر کئے اور قرآن مقدس کتاب الٰہی کی واضح منصوصات۔ اور عقیدہ جمہور اسلام کے علی الرغم نیا پھاٹک کھولا۔

دلائل مذکورہ بالا۔ اور دہلوی صاحب کی بات میں کتنا فاصلہ ہے۔ گویا ایک جانب اسلام اور سواد اعظم کتاب اللہ اور شارحین کتاب فقہاء اسلام کے دلائل کا لشکر لیکر کھڑا ہے۔ اور رب تعالیٰ کی تقدیس و تسبیح کا پرچم لہرا رہا ہے۔ دوسری جانب کی گوشے سے چند اسلاف بیزار آواز بغاوت میں غوغو کی باغیانہ آواز نکال رہے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

---

**دین اسلام کا ستون ہے**

پہلی قسط

# امام احمد رضا بریلوی
# فضل حسن صابری رامپوری کی نظر میں

مولانا شہاب الدین رضوی بہرائچی

حضرت مولینا شاہ فضل حسن صابری علیہ الرحمہ، شاہ فاروق حسن صابری قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند تھے، رام پور شریف میں پیدا ہوئے، اور یہیں تعلیم و تربیت حاصل کی، تصوف و سلوک کی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں، اور شیخ العرفا حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہٗ سے عقیدت و محبت رکھتے تھے، بیعت و ارادت والد ماجد سے رکھتے تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی سے دوستانہ قدیم گہرے تعلقات و روابط تھے۔

رام پور کی سرزمین پر دین و ملت کی وہ خدمات جلیلہ انجام دیں جو ناقابلِ فراموش ہیں، اسی بنا پر امام احمد رضا بریلوی نے شاہ صابری کو محب العلم والسنن کا خطاب عطا فرمایا، نواب رام پور کے حکم پر فاروق حسن صابری نے ایک ہفت روزہ اخبار دبدبۂ سکندری کا اجراء کیا، اولاً فاروق حسن صابری ایڈیٹر رہے انکے انتقال کے بعد شاہ صابری نے اس کی ساری ذمہ داریاں سنبھالیں، ۱۰ اور ۹۸، سال تک اس اخبار کو بحسن و خوبی نکالتے رہے، دبدبۂ سکندری میں وہ مضامین جو شاہ صابری نے امام احمد رضا کی حیات میں ان کی شخصیت پر لکھا جو حقائق پر مبنی ہے، راقم السطور ان مضامین کو جدید ترتیب دیکر ہدیۂ ناظرین کر رہا ہے[۱]

آج جب کہ بیسویں صدی کا دور دورہ ہے، نئے نئے پراگندہ خیالات اہل دنیا کے منہ و بقلم سے نکلتے ہی جن کو ملاحظہ فرمانے کے بعد الخطاط عالم کی سچی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے، افراد دنیا کسی زمانے میں اخلاق و کرم کے سچے نمونہ تھے، ان میں احساس قومی و مادۂ ہمدردی کافی سے زائد موجود تھا۔ ان کی بات دلوں میں گھر کر لیتی تھی، ان کی زبان تسخیر کا سچا عمل تھی، ان کا عَمَلُ الْیَدِ نقشِ حب کا کام دیتا تھا۔ غرض کہ سب کچھ تھا جو خدا نے اپنے راست بازہ بندوں کو دے رکھا تھا،

---

[۱] مولانا شاہ فضل حسن صابری رام پوری کے تفصیلی حالات کیلئے ملاحظہ ہو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی از مولینا سیّد شاہد علی رضوی رام پوری الجامعۃ الاسلامیہ

اب کیا نہیں ہے ؟ سب کچھ ہے! وہی دن ہے، وہی رات ہے، وہی مذہب ہے، سب کچھ وہی ہے مگر وہ لوگ بادِ فنا کے سنسنی خیز جھونکوں کے ہاتھوں قبروں میں جا سوئے، ــــ جہاں سے واپس آنا خلافِ عقل و محال۔

اب ذہنی اس مردم خیزی کے جواب میں ایسا حسرت ناک نقشہ پیش کرتی ہے کہ انگشت بدنداں ساکت و خاموش ہونا پڑتا ہے ــــ مگر جب ہم اپنے رفیع الشان مالک و مختار حضرت رب العزت جلّ و علا کے حضور یہ عرض کرتے ہیں کہ ہماری ہستی اور ہمارے مذہبی قصر کا کوئی بھی محافظ ہے تو اس کا جواب ہمیں اپنے دینی مقتدا حضرات کی پیروی میں ملتا ہے۔ آج جبکہ دنیائے اسلام پر دہریت، نجدیت کی بلاؤں کے طوفان آ رہے ہیں، ہماری آنکھیں اگر کسی شمع بزمِ ہدایت محمدی پر پڑتی ہیں تو ہمارا دل نہایت عاجزی و انکساری سے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملتِ طاہرہ جناب تقدس مآب مولینا مولوی مفتی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ محمدی سنی قادری حنفی برکاتی بریلوی مدظلہم الاقدس کی ذاتی وجاہت اور علمی حسن لیاقت، اور اخلاق علو مرتبت کے روبرو سرِ تسلیم خم کرنے کی ہدایت فرماتا ہے ــــ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

اس ملائک صفات بشر کی سچی حالت کی تصویر قلم ہیچمداں مطلق نہیں کھینچ سکتا، اپنے سچے جذبات کی جائز خواہش پر جو بھی صفحۂ کاغذ پر گل فشاں کرے اسے غور سے پڑھیئے،

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مدظلہم الاقدس کا جو رتبہ ہے، اسے تو آنکھوں والوں سے پوچھیئے، نابینا ہرگز کسی بات کو نہیں دیکھ سکتا ــــ اور نہ یہ بتا سکتا ہے کہ کسی کے قصرِ فضل و کمال کا کون سا درجہ کسی درست کاری سے بن سنور کر مرتّب ہوا ہے، بلکہ وہ تو ساری دنیا کو اپنا ہی مثل جانتا اور سمجھتا ہے، ہم دیکھ رہے ہیں کہ چند چشمان عقل کے اندھے اس ملائک صفات بشر کے علوِ مرتبت میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے، کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی اس میں معاذ اللہ کسی طرح کمی مرتبت واقع نہیں ہوتی، بلکہ علو، کمال میں بھی چار چاند لگ جاتے ہیں ــــ وہ تو وہی ہیں مگر ہم ان کے پایۂ کمال کو نہیں جان سکتے، ہم سے اچھے اچھوں نے ان کے مراتب کا لوہا مانا ہے،

اگر انصاف کی دوربین عینک سے ملاحظہ فرمایا جائے تو عرضداشت ھٰذا کا ہر فقرہ منصف کور باطن کیلئے سُرمہ ضیاء و قدرتی بینائی ثابت ہوگا۔

حضرت مولینا شیخ عبدالرحمٰن دھّان مدرس حرم شریف مدظلہم اپنی تقریظ حسام الحرمین میں فرماتے ہیں۔

شَهِدَ لَهٗ عُلَمَاءُ بَلَدِ الْحَرَامِ بِاَنَّهُ السَّيِّدُ الْفَرْدُ

الامام، یعنی ان کے لئے علماءِ مکۂ معظمہ گواہی دے رہے ہیں، کہ وہ سردار اور بے نظیر امام ہیں، ماشاء اللہ و بارک اللہ جس ارضِ مقدس کی خدائے کریم قسم فرمائے وہاں ایک شیخ عالی مقام اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی نسبت السّیّد ابن السّید الامام فرمائیں تو ہمارا کیا منہ ہے ـــ کہ ہم ایسے بے نظیر امام کی قدر و منزلت جان سکیں۔

اور ملاحظہ فرمایئے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے رسالہ مبارکہ علم غیب مسمّٰی بہ اسم تاریخی الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ تالیف فرمایا ـــ اور علماء مکہ معظمہ میں اس کا شہرہ ہوا تو وہاں کے معظم عظیم القدر شیخ حضرت مولینا احمد ابو الخیر میرداد نے فرما بھیجا کہ میں اس رسالے کا مشتاق ہوں، اور خود آپ کی زبان مبارک سے سننا چاہتا ہوں، اور پاؤں کی معذوری کے سبب سے حاضر نہیں ہو سکتا ـــ اعلیحضرت مدظلہم الاقدس تشریف لے گئے، اور ایک جلسے میں رسالہ حضرتِ ممدوح کو سنایا، حضرت موصوف نے بے حد تعریف فرمائی اور صدہا دعائیں دیں، ـــ وقتِ رخصت اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے جب اس مقدس نورانی عالم کی تعظیم کیلئے جس کی عمر پاک نشتر سے متجاوز ہے قدم لینا چاہے تو انھوں نے فرمایا

انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم۔

یعنی میں آپکے پاؤں چوموں، میں آپکی نعلین کو بوسہ دوں

جب ہم اس بیان تک پہنچتے ہیں تو ہماری مسرت کی حد نہیں رہتی ـــ حضرت شیخ نے جو کچھ بھی فرمایا وہ نہایت درست فرمایا، اور سچ تو یہ ہے کہ اہل فضل کی قدر و منزلت اہل فضل ہی خوب جانتے ہیں کیا کوئی آج ہندوستانی عالم اس جید فاضل کے امتیاز کی نظیر رکھتا ہے؟ غالبًا اس سوال کا جواب نفی میں ملے گا، ہاں یہ ضرور امتیاز حاصل ہوا کہ اپنے خبث باطنی و ظاہری کی تکمیل اس دیار مقدس میں کی ـــ اور علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفًا و تعظیمًا نے کفر کے فتوے پر رجسٹری فرما کر کہیں کا نہ رکھا۔

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی ذات سے ہم کو یہ فخر کیا کم ہے۔ کہ اشراف مکہ معظمہ آپ کی نعلینِ مبارک کو بوسہ دینے کی تمنا رکھتے ہیں ـــ مسلمانو! یاد رکھو یہ اسی عزت و احترام کا صدقہ ہے جو اس عاشق محبوبِ ربانی کو مل رہا ہے ـــ جس نے تن، من، دھن، سب خدا کے محبوب جمیل کی عزت کیلئے وقف کر دیا ہے، اور مجھ سے اگر کوئی پوچھے تو میں ایمانًا ہر لحظہ یہ کہنے کیلئے تیار ہوں کہ خدا کا ملنا آسان ـــ مگر حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن ہاتھ آگیا تو اس دنیا و مافیہا حتی کہ خدائے جل و علا کو بھی پالیا ـــ پھر خدا تک رسائی آساں، اور اس کی ساری کائنات تابع فرمان

اعلیحضرت مدظلہم الاقدس اس مثال کے

بلاشبہ سچے نمونہ ہیں، ان کے ہر قول ہر فعل، ہر عمل سے سنیت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اس بات سے کبھی حراساں نہ ہوتے کہ زید بکر ان کی وجاہت پر بدنما دھبّہ لگائیں، وہ تو دل سے یہ چاہتے ہیں۔ کہ مصطفیٰ پیارے کے نام پر اپنی، اپنے اہل وعیال کی، اپنے خاندان کی عزت و حرمت نثار ہو تو قیامت تک روح قبر میں بھی مزے لے لے کر وجد کرے ـــ اور زبانِ حال اس شعر کو ادا فرماتے ـــ

دل جلا کر رخ محبوب کا جلوہ دیکھا
ہم نے گھر پھونک کے کیا خوب تماشا دیکھا

اس پر آشوب زمانے میں حضرت تقدس مآب مولینا فضل الرحمٰن صاحب نقشبندی گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ ایک بے مثال بزرگ تھے، جن کی عظمت ہند سے لیکر عرب تک قلوب عزت کے ساتھ متمکن ہے ـــ اور اب وہ شیخ العرب والعجم لکھے جاتے ہیں۔ یہ مراتب ہیں اس میں اللہ والوں کی ذات کے لئے نجھے کیا، ہر زندہ دل کو سرِ تسلیم خم کرنے کیلئے مجبور ہونا پڑے گا ـــ اس شیخ العرب والعجم نے اس ذات اقدس کا وہ احترام کیا ہے کہ آج ہم عصر و ہم پایہ سے محال و ناممکن۔

رمضان المبارک ۱۲۹۲ھ کا مبارک مہینہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس گنج مرادآباد تشریف لائے، اور ایک جگہ قیام فرما کر اپنے دو ہمراہیوں کو شیخ علیہ الرحمہ کی خدمت مبارک میں بھیجا، اور تاکید فرمادی کہ صرف اتنا کہنا، کہ ایک شخص بریلی سے آیا ہے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے معًا فرمایا!

وہ یہاں کیوں آئے ہیں انکے دادا اتنے بڑے عالم ـــ ان کے والد اتنے بڑے عالم ـــ اور خود عالم ـــ فقیر کے پاس کیا دھرا ہے۔

پھر نرم ہو کر بکمال لطف فرمایا!

بلائیے ـــــــــــ تشریف لائیے

بعد ملاقات اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے مجلس (میلاد) شریف کی نسبت حضرتِ شیخ علیہ الرحمہ سے استفسار کیا، ارشاد فرمایا!

تم عالم ـــــ پہلے تم بتاؤ

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے فرمایا۔
مستحب جانتا ہوں

فرمایا!

آپ لوگ اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں، اور میں سنت جانتا ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو جہاد کو جاتے تھے، تو کیا کہتے تھے؟ یہی نہ کہ مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم ان پر اتارا، انہوں نے یہ معجزے دکھائے، اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ فضائل دیئے، اور مجلس میلاد شریف میں کیا ہوتا ہے؟ یہی بیان ہوتے ہیں جو صحابہ اس مجمع میں کرتے تھے فرق اتنا ہے کہ تم اپنی مجلس میں لڈو (لڈو) بانٹتے ہو وہ اپنی مجلس مونڈ (یعنی سر) بانٹتے تھے۔

عرض حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کو بکمال اعزاز و اکرام، باصرار تمام تین روز ٹھہرایا۔

۱۲ر ماہ مبارک کو رخصت کیا جب عید سر پر آگئی ــــ اور وقت رخصت فرش مسجد کے کنارے تک تشریف لائے۔

اعلیٰ حضرت نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے، فرمایا!

"تکفیر میں ــــ جلدی نہ کرنا"

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے دل میں یہ خیال کیا کہ۔ "میں تو ان کو دل میں کافر کہتا ہوں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان انور میں گستاخی کرتے ہیں"

یہ خیال لاتے ہی حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ "ہاں جو ادنیٰ حرف گستاخی کا شان اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں بکے، ضرور کافر کہنا، بے شک (وہ) کافر ہے"

پھر حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: "ہمارا جی چاہتا ہے کہ اپنے موڑ کی ٹپیا تمہارے موڑ پر دھر دیں، اور تمہارے موڑ کی اپنے موڑ پر دھر لیں"

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے برائے ادب سر جھکا لیا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی کلاہ مبارک اپنے سر مقدس پر رکھ لی ــ اور اپنی کلاہ مقدس اعلیحضرت مدظلہم الاقدس کے سر مبارک پر رکھ دی[1]۔ جو آج تک بطور تبرک محفوظ کی گئی ہے۔ اس روایت کا نتیجہ ظاہر۔ کھلی و صاف بات پر خامہ فرسائی بے کار۔ کیا کوئی اس عزت کی نظیر پیش کر سکتا ہے،

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے لائق و اہل سجادہ نشین حضرت قبلہ و کعبہ مولانا شاہ احمد میاں صاحب قبلہ مدظلہم الاقدس سے مجھے خاص طور سے شرف قدم بوسی حاصل ہے، جن کے افضال و کرم کی انتہا نہیں ــ اور بحمد اللہ اس شیخ الوقت علیہ الرحمہ کے حالات مقدس سے بھی واقف ہوں۔ وہاں تک رسائی مشکل تھی لیکن بمصداق ؎

ہر کجا چشمہ بود شیریں　　مردم و مرغ و مور گرد آنید

مخلوق خدا آکر اپنی امیدوں کی جھولیاں پھیلاتی تھی، اور شیخ علیہ الرحمہ کو در شہوار سے ان کو بھرنا ہوتا تھا ــ مراد یہ ہے کہ مخلوق خدا چار طرف آکر گھیرتی تھی، اور انہیں مجبور ہونا پڑتا تھا، پھر انکی زندگی کے کارنامے صدہا تو اہل قلم بند فرماتے ـ رہے سہے لوگوں کی زبانوں پر ہیں۔

---

[1] استاذ گرامی مولانا سید شاہد علی رضوی۔ رامپوری فرماتے ہیں کہ اس وقت امام احمد رضا بریلوی کی عمر شریف صرف بیس سال کی تھی، اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی چوراسی سال، یعنی امام احمد رضا کی صغر سنی اور حضرت شیخ کی کبر سنی ۱۲ رضوی غفرلہٗ۔

تو کہنا یہ ہے کہ کیا انہوں نے یہ افضال و اکرام کسی دوسرے عالم فاضل، یا درویش صوفی پیر بھی فرماتے یا نہیں، بے شک یہ عزت اعلیٰ حضرت مد ظلہم الاقدس کو حاصل ہوئی، یہ معلوم کر کے ہمارے ہم وطن متعصب افراد اور زائد اپنے ہی طیش کی آگ میں جلنے لگے ـــ اور رشک و تعصب کئی گنا بڑھ جائے گا مگر ہم کہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمیں ایسی صورت کا گرویدہ اور شیدائی بنایا ہے ـــ جن کی نعلین کو بوسہ دینے کے متمنی علماء مکہ معظمہ اور صرف یہی نہیں بلکہ انہیں ایک بے نظیر امام جاننے اور ماننے والے ہیں، اور طبقۂ صوفیاء کے ممتاز و سربرآوردہ شیخ ان سے ٹوپیاں بدلنے والے ـــ اور انہیں ایک پیشوا عالم و فاضل سمجھنے والے ہیں۔

باقی آئندہ

## نوری ہال کا افتتاح

پوربندر گجرات میں سیدنا سرکار مفتیٔ اعظم حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری کے صد سالہ جشن کی خوشی میں اہل پوربندر نے آپ کی یاد میں نوری قائم کیا۔ جس کا افتتاح محمد سعید نوری کے ہاتھوں ہوا جو رضا اکیڈمی بمبئی کے بانی ہیں۔ جس میں حضرت مولانا مجیب اشرف صاحب، حضرت عبدالستار صاحب ہمدانی و دیگر کئی علماء کرام نے شرکت کی۔

## منقبت

از: سید اولادِ رسول قدسی

قوم مسلم کے مقدر ہو امیر خاکسار
سنیت کے نوری رہبر ہو امیر خاکسار
دیکھتے ہی بد عقیدوں کے اڑے ہوش و حواس
ہر باطل تیز خنجر ہو امیر خاکسار
فیض و برکت کا تسلسل ہے رواں ہر صبح و شام
اب بھی تم زندہ لحد پر ہو امیر خاکسار
شکل ایسی جیسے حضرت کا ہو چہرہ جلوہ ریز
حسن کے پر نور منظر ہو امیر خاکسار
اشک ظلمت کو ملی تم سے ضیاؤں کی جھلک
باغ حضرت کے گل تر ہو امیر خاکسار
دست حضرت تھام کے تم کر گئے دریا عبور
قلزم عرفاں کے گوہر ہو امیر خاکسار
زیب تن خاکی کفن کر کے ہوئے مدفون یوں
قبر میں بھی صدر لشکر ہو امیر خاکسار
کر دیا تاباں م غوث و جیلاں کو عجب
نور احمد سے منور ہو امیر خاکسار
ہزارے کو بنایا دین و ملت کا امین
تربیت کے اعلیٰ رہبر ہو امیر خاکسار
قدسیؔ ناچیز کا گلدستہ حسن خلوص
بارش انوار سے تر ہو امیر خاکسار

# ذکر جمیل بزرگان سلسلہ قادریہ، برکاتیہ، رضویہ

از :- مفتی مظفر احمد قادری، داتا گنج، بدایوں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس تمام خوبی و کمال کی جامع ہے، وہ کونسی خوبی ہے جو آپ میں نہیں وہ کونسا کمال ہے جس کے آپ حامل نہیں ہر خوبی و کمال آپ کا مرہون منت ہے۔ خلق اور حسن و کمال و خصائص حمیدہ آپکا نظیر محال اور جلال و جمال ہیں آپ اپنی نظیر آپ ہی نظیر ہیں،

**آپکا نسب پاک** | مطہر ہے خدا تعالیٰ نے آپ کو مصطفےٰ اور مجتبیٰ بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ کے نام سے آپ کا لقب بھی مصطفےٰ اور مجتبیٰ اور مصطفیٰ ہے سرکار النور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم اور ابوابراھیم ہے۔

**نسب نامہ پدری** | محبوب کبریا، سید انبیاء حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدمناف بنی قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب ابن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ (بخاری شریف)

**نسب نامہ مادری** | سیدنا محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبدمناف زہرہ بن بنی کلاب بن مرہ کلاب پر پدری یا مادری سلسلہ نسب جمع ہو جاتے ہیں۔

**ولادت باسعادت** | حضور پُرنور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۶ اپریل ۵۷۱ء بوقت صبح صادق ملک عرب کے شہر مکہ معظمہ میں ہوئی۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے چھ ہزار ایک سو پینتالیس سال بعد ہوئی، آپ کے دادا عبدالمطلب نے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ بوقت ولادت ایسا نور بلند ہوا کہ زمین سے آسمان تک ہر شئے روشن ہو گئی، اس نور میں مجھے قصر شام نظر آنے لگے، اور ایک انوکھی شان کی خوشبو مہکی جس نے مشام و دماغ معطر کر دیئے، میرے مکان کی ایک سمت سے آواز آئی، اے آمنہ تین یوم تک ظاہر نہ کرو کہ ملائکہ سلام کے لئے حاضر ہو رہے ہیں ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا گیا۔ آپ وقت ولادت بہ قدرت سے مختون، و ناف بریدہ تھے اور آپکا جسد اطہر آلائش سے پاک تھا۔ بدرِ قدرت کا غسل فرمائے ہوئے جلوہ گر ہوئے۔

**برکات ولادت** | آپ کی شب ولادت کی وقت عجیب و غریب خرق عادات واقعات پیش آئے۔ مثلاً کسریٰ شاہ فارس کے محل میں زلزلہ آیا،

اس کی آواز لوگوں نے سنی اور چودہ برجیاں گر گئیں، جو علامت تھی کہ اس کی سلطنت میں تنزلزل کا وقت آگیا۔ اور چودہ حکمراں ہونے کے بعد ختم ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چار سال میں دس بادشاہ ختم ہوئے، اور چار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تک رہے،

اور آپ کے زمانہ خلافت میں سب ملک اہل اسلام کے تصرف میں آگیا، فارس کی آگ جس کی لوگ پرستش کرتے تھے بجھ گئی،

جو ایک ہزار سال سے روشن تھی یہ علامت تھی کہ معبودانِ باطل معدوم ہونے والے ہیں، اور بحیرہ صادئی جو ایک عرصہ سے جاری تھا، جو ہمدان کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا خشک ہوگیا وادی صادئی شام و کوفہ کے درمیان کی ندی تھی، جو بالکل خشک پڑی تھی بہنے لگی،

**رضاعت** جب حضور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو سات یوم دودھ پلایا بعدہٗ ثوبیہ ابولہب کی آزاد کردہ باندی نے، جب ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوش خبری دی تو اس نے خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کر دیا ثوبیہ ہی نے آپ کے حقیقی چچا حضرت حمزہ کو دودھ پلایا، آپ کے بعد ثوبیہ نے ابوسلمہ کو دودھ پلایا (زرقانی ج ۱ ص ۱۳۸)

پھر حلیمہ سعدیہ نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی، اور جن کی آغوش میں پلے وہ یہ ہیں، آپ کی والدہ ثوبیہ اور اسماء آپ کی رضاعی ماں بہن اور ام ایمن حبشیہ جن کا نام برکہ ہے یہ آپ کی والدہ سے آپکو میراث میں ملیں تھیں اور آپ نے انکا نکاح حضرت زید سے کیا تھا جس سے اسامہ پیدا ہوئے،

(زاد المعاد) جب آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تھے دو ماہ کے تھے تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ مدینہ کے قریب رہے، ان کو مدینہ شریف میں کھجوریں لانے کیلئے بھیجا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وہاں اپنے والد کے ننہال بنو عدل بن نجار میں ایک ماہ بیمار رہ کر انتقال فرماگئے، اور وہیں دار نابغہ میں مدفون ہوئے،

**کفالت** حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے انتقال کے بعد آپ اپنے جد کریم حضرت عبدالمطلب کے پاس رہے، جب آپ کی عمر شریف آٹھ سال کچھ ماہ کی ہوئی۔ تو عبدالمطلب نے ایک سو بیس ۱۲۰ سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور آپ کو ابوطالب کی کفالت میں دے دیا۔ (سیرت ابن ہشام وغیرہ)

**سفر قبل نبوت** جب آپکی عمر بچیس سال کی ہوئی تو اگرچہ کئی سفر ابوطالب وغیرہ کے ہمراہ کئے لیکن جب پینتیس ۳۵ سال کے ہوئے تو حضرت خدیجہ بنت خویلد جو مالدار بھی تھیں، اور تاجروں کو اپنا مال اکثر مضاربت پر دیتی رہا کرتی تھیں آپ کے صدق اور امانت دار اور حسن معاملہ اور اخلاق کی خبر سنکر آپ سے درخواست کی میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لے جایئے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ہمراہ رہیگا، آپ نے سفر کرنا قبول فرمایا۔ اس میں کثیر منافع ہوا

**ازواج مطہرات** قبل نبوت ظاہری حضرت خدیجہ سے آپ کا نکاح ہوا، ابوطالب نے خطبہ پڑھایا۔ اور پانچسو درھم مہر مقرر پایا

آپ کا بعد نبوت حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ، حضرت سودہ یہ قریشی ہیں۔ حضرت ام حبیبہ حضرت ام سلمہ، حضرت زینب، حضرت جویریہ، حضرت صفیہ، حضرت میمونہ حضرت زینت بنت خزیمہ احرم محترم حضرت ماریہ قبطیہ حضرت ریحانہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

**حجر اسود کا فیصلہ** | جب آپ پینتیس ۳۵ سال کے ہوئے تو قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر از سر نو شروع کرنے کا کام کیا، جب حجر اسود کو بر موقع تعمیر رکھنے کی بات آئی تو ہر قبیلہ اور ہر شخص یہی چاہتا تھا، کہ حجر اسود کو اسی جگہ پر میں رکھوں قریب تھا کہ ان میں جھگڑا ہو آخر سب نے مشورہ کیا کہ مسجد حرم کے دروازے پر جو پہلے آئے اس کے فیصلہ پر سب عمل کریں، لہذا سب سے پہلے آپ تشریف فرما ہوئے، سب دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، امین ہیں آپ کی خدمت میں یہ معاملہ پیش ہوا، آپ نے فرمایا ایک کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپنے حجر اسود دست مبارک سے رکھدیا اور سب سے فرمایا کہ ہر قبیلہ والا ایک ایک پلو تھام لے اور خانہ کعبہ تک لے چلے، جب وہاں پہونچا تو آپنے خود اٹھاکر اس موقع پر رکھدیا۔ (سیرت ابن ہشام ص۶۵ ج۱ وغیرہ)

**سفر بعد نبوت** | ۱۰ھ نبوت میں ابو طالب کے بعد انتقال ۲۷ شوال کو زید بن حارث کے ساتھ سفر کیا

**عطاء نبوت** | جب آپ چالیس سال کے ہوئے آپ کو خلوت محبوب ہو گئی آپ غار حرا میں تشریف لاتے اور کئی کئی روز رہتے ایک دفعہ اچانک ربیع الاول کی آٹھویں تاریخ دوشنبہ کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام سورۂ اقراء کی شروع کی آیتیں لائے، اور مشرف بہ نبوت ہوئے باطنی طور پر انبیاء علیہ السلام سے قبل نبوت عطا کی گئی،

**اولاد امجاد** | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت قاسم حضرت عبد اللہ آپ کی کنیت طیب وطاہر تھی، حضرت ابراھیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم صاحبزادیاں آپ کی حضرت فاطمہ، حضرت زینب حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

**خفیہ دعوت اسلام** | بعد عطا نبوت تین سال تک دعوت اسلام خفیہ کی، اور سب سے پہلے چار حضرات نے اسلام قبول کیا، حضرت خدیجہ، حضرت ابوبکر حضرت علی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم

**اعلانیہ دعوت اسلام** | تین سال کے بعد اعلانیہ دعوت اسلام کا [illegible] کی طرف سے حکم ملا آپنے تبلیغ شروع کردی اور اہل مکہ نے ایذا و تکلیف پہونچانا شروع کردیا،

**عام الحزن والملال** | سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم شعیب ابی طالب میں کچھ کم تین سال محصور رہے جب آپ شعیب ابی طالب سے باہر تشریف لائے تو آپ کی عمر شریف انچاس سال کی تھی اس واقعہ کے پانچ دن بعد آٹھ ماہ ایک دن کے بعد ابو طالب کا انتقال ہوگیا اور ان کے انتقال کے تین دن بعد حضرت خدیجہ کا وصال ہوگیا۔

**معراج** | آپ کو کل تینتیس ۳۳ مرتبہ معراج ہوئی (بتیس ۳۲) مرتبہ روحانی اور ایک مرتبہ جسمانی یعنی مع روح و جسم کے — (زرقانی ج۱ ص۲۲۹) جس کا تذکرہ پندرھویں پارہ کے شروع میں ہے۔

**شق صدر** | شق صدر کا واقعہ چار مرتبہ پیش آیا، پہلی بار جب آپ حضرت حلیمہ کے یہاں تھے دوسری بار دس سال کی عمر میں تیسری بار بعثت کے وقت، چوتھی بار واقعۂ معراج کے وقت،

**معجزہ شق القمر، ہجرت**

تقریباً پانچ سال پہلے آپ سے معجزہ شق القمر واقع ہوا اور تواریخ (سیرت ابن ہشام وغیرہ)

**ہجرت** | ترپن ۵۳ سال کی عمر شریف میں بحکم الٰہی آپ نے مکہ شریف سے مدینہ کو ہجرت فرمائی۔

جس روز آپ قبا میں رونق افروز ہوئے، وہ دوشنبہ کا دن تھا، اور بارہ ۱۲ ربیع الاول تھی جب سرکار مدینہ تشریف فرما ہوئے، یہی تاریخ اسلام میں ابتدا ہے، اہل مدینہ نے نہایت خوشی و مسرت سے آپ کا استقبال کیا۔ چند یوم کے بعد قبا میں آپ نے فرما کر چھ روز مدینہ منورہ کا عزم فرمایا۔

**پہلا جمعہ** | آپ ناقہ پر سوار ہو کر مدینہ باطن کو روانہ ہوئے راستہ میں بنو سالم خزاجی کے محلہ میں جمعہ کا وقت آگیا، آپنے وادی صلب کی مسجد میں نماز جمعہ مع خطبہ کے ادا کی یہ آپکا پہلا جمعہ تھا،

**معجزہ ردّ الشمس** | ہجرت مدینہ کے بعد ۳ھ معجزہ ردّ الشمس آپ سے ظاہر ہوا، آفتاب غروب ہو کر پھر اشارۂ انگشت پر مقام صہبا میں پھر نکل آیا۔

**واقعات بعد ہجرت** | آپ مدینہ شریف تشریف فرما ہوئے ۱ھ میں مسجد قبا و مسجد نبوی اور ازواج مطہرات کے مکان کی تعمیر ہوئی اور نماز سے قبل اذان دینا شروع کیا گیا۔ اور یہود مدینہ سے سمجھوتہ ہوا ۲ ہجری میں شعبان میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اور تحویل قبلہ ہوا۔ اور اسی سن میں آپنے مدینہ میں قربانی کی اور ابوجہل مارا گیا، اور حضرت فاطمہ کی شادی ہوئی ۳ھ میں شراب حرام ہوئی، بقول بعض ۴ھ میں اور اسی سن میں حضرت امیر حمزہ شہید ہوئے ۴ھ میں نماز قصر کا حکم آیا۔ اور آیت تیمم نازل ہوئی۔ اور حضرت امام حسین اور سرکار کے صاحبزادے حضرت ابراھیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے، ۵ھ میں پردہ کی آیت نازل ہوئی، اور مدینہ شریف میں زلزلہ آیا۔ ۶ھ میں سورج گرہن پڑا حضور نماز کشوف پڑھی، بیعت رضوان اور گھوڑوں کی دوڑ ہوئی ۷ھ میں حضور نے مہر بنوائی اور قیصر و کسریٰ کی طرف سفارت بھیجی اور گدھے کا گوشت حرام ہوا، اور متعہ کے حرام کا حکم آیا، اور یہودیہ عورت نے آپ کو زہر دیا تھا، ۸ھ میں ممبر شریف بنایا گیا، اور مکہ فتح ہوا، ۹ھ میں مسجد ضرار کو گرا دیا گیا، اور ہر طرف سے وفود آئے، اور حج فرض ہوا تعداد غزوات ستائیس ۲۷ صرف ۸ھ میں ہوئیں، تعداد سرایا تقریباً پچاس ہے،

**وفات شریف** | ۱۱ صفر ۱۱ھ کے اخیر عشرہ میں آپ بیمار ہوئے اور متفقہ روایت کے تحت بروز دوشنبہ مبارکہ ۱۲ ربیع الاول کو آپ نے وصال فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کیواسطے کربلا والے شہید کربلا کے واسطے

امیر المؤمنین فاتح ولایت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالحسن و ابو تراب ہے والد ماجد کا نام ابی طالب والدہ کا نام نامی فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم ہے۔ آپ سابقین اولین اور علماء بالیقین میں انتہائی مکرم معظم اور مہاجرین اولین عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ آپ چوتھے خلیفہ ہیں، آپ کا مرکز حکومت کوفہ تھا۔ نہایت عابد و زاہد و متقی اور کمال و حکیم تھے، علم و عقل آپ کے در کے باندی تھے، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے متعلق فرمایا کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا۔ یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازے آپ فاتح ولایت اور طریقت کے امام ہیں، آپ نو عمر لوگوں میں سب سے

پہلے دوست سلام سے مالامال ہوئے خود آپکا ایک شعر ہے ۔

سبقتکم الی الاسلام طراً
غلام مابلغت اوان حلمی

یعنی میں نے تم سب لوگوں سے پہلے اسلام قبول کیا جبکہ میں لڑکا تھا حد بلوغ کو نہیں پہونچا تھا،

**ولادت** | عام الفیل جبکہ حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر پاک تیس ۳۰ سال کی تھی ۱۳ رجب بروز جمعہ آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ۔

فاتحہ ولایت سید الاولیاء والاصفیاء سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل ومناقب کا یہ عالم ہے کہ بہت سی قرآنی آیتیں آپ کی شان میں نازل ہوئی ہیں، اور بکثرت احادیث کریمہ آپ کے فضائل میں وارد ہیں ۔ **حدیث** :۔ ایک حدیث میں ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴)

یعنی منافق حضرت علی سے محبت نہیں رکھتا اور مؤمن علی سے بغض نہیں رکھتا ۔

دیوار گرنے سے رکی رہی حضرت جعفر بن محمد سے روایت ہے ۔ ایک مرتبہ آپکے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا، آپ اس کی سماعت کے لئے ایک دیوار کے نیچے تشریف فرما ہوئے ۔ ایک شخص نے آکر عرض کی حضور دیوار گرنا چاہتی ہے، فرمایا تم اپنا کام کرو، میری حفاظت کرنے والا خدا ہے، جس وقت آپ مقدمہ کا فیصلہ دے کر وہاں سے اٹھے فوراً دیوار گر پڑی ۔

**نابینا بینا ہوگیا** | راوی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا ایک شخص جو وہاں موجود تھا، اس نے آپ کے لئے جھٹلایا آپنے فرمایا، اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے لئے بد دعا کرتا ہوں اس نے کہا کہ کر دیجئے، آپنے فرمایا اس کے لئے بد دعا ہوئی تو وہ شخص فوراً ہی اسی وقت نابینا ہو گیا ۔

**اولاد امجاد** | حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں (۱) حضرت امام حسن (۲) حضرت امام حسین (۳) حضرت امام محسن اور صاحبزادیاں حضرت (۱) زینب حضرت (۲) ام کلثوم (۳) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ۔

حضرت امام حسن، آپ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیرت وصورت میں مشابہ تھے ۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں دوسرے امام ہیں آپ کی کنیت ابو محمد تھی اور آپ کو ریحانۃ الرسول اور امیر الخلفاء بھی کہتے ہیں، آپ کی پیدائش ۱۵ رمضان المبارک ۳ھ کی شب میں مدینہ منورہ میں ہوئی ۔ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکا نام پاک حسن رکھا ۔ ساتویں دن عقیقہ کیا ۔ اور بال حد کئے گئے ۔ اور فرمایا بالوں کے وزن برابر چاندی صدقہ کی جائے ۔

**اچھا سوار** | ایک روز کا واقعہ کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن کو آپ کمسن تھے، اپنے کندھے پر بیٹھا لیا ۔ راستے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے، انھوں نے حضرت امام حسن کو سرکار کے کندھے پر بیٹھا دیکھ کر کہا کہ سواری بڑی عمدہ ہے سرکار انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ یا عمر ایسے سوار بھی تو عمدہ ہے (کشف وغیرہ)

**وصال** | حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو ابن ملجم نے شہید کیا ۱۹ رمضان المبارک ۴۰ھ کو آپ نے شہادت پائی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مزار پر انوار مدینہ شریف یا نجف شریف میں ہے۔ آپ نے پینسٹھ ۶۵ برس کی عمر شریف پائی آپ نے چار سال نو۹ ماہ خلافت کی (تاریخ الخلفاء وغیرہ)

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں آپ کو اترنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بنو ہاشم میں پہلے خلیفہ ہیں (نیوض الرسول وغیرہ)

آپ سے پانچسو چھیاسی ۵۸۶ احادیث نبویہ مروی ہیں۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ربیع الاول ۴۹ھ یا ۵۰ھ میں ہوئی۔

## حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

شہید اعظم سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵ شعبان ۴ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے آپ کو اسلامی ادب تہذیب سے سنوارا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم و تربیت سے آراستہ پیراستہ ہو گئے۔ حضور علیہ السلام آپ سے نہایت درجہ محبت فرماتے تھے۔ اپنی خاص عنایت و توجہ سے نوازتے تھے۔ آپ کی ذرا سی تکلیف دیکھ کر بے قرار ہو جاتے تھے، اس وجہ سے آپ کو ہمیشہ انعام و اکرام سے نوازتے رہے۔ کبھی سرکار مدینہ آپ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کر لیتے کبھی آپکو چومتے اور فرماتے حسن، حسین جنتی پھول ہیں

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرہ ہو کلی جس میں حسن اور حسین پھول

**فضائلِ مراتب** حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں حسین مجھ سے ہیں حسین سے ہوں خدا اس کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھتے ہیں حسین اسباط میں ہے (بخاری شریف، احمد ابن ماجہ کی روایت ہے جس نے حسن اور حسین سے پیار کیا اس نے مجھ سے پیار کیا اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

**سرداری اور آخرت** حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت سیدہ خاتونِ جنت الفردوس اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لیکر حاضر ہوئیں۔ اور عرض کی یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ انھیں میراث کریم سے کچھ عطا فرمائیے۔ ارشاد ہوا حسن کے لئے تو میری معیت اور سرداری اور حسین کے لئے میری جرأت اور میرا کرم ہے۔

**فرشتے کا تعیّن** ایک مرتبہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کیونکہ بچپن میں گھر سے باہر کہیں تشریف لے گئے۔ تو حضرت سیدہ خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قدرے پریشان سی ہو گئیں۔ کہ شہزادے کہاں چلے گئے۔ اتنے میں حضور محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو سیدہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن اور حسین آج کہیں کھو گئے ہیں۔ اور مجھے پتہ بھی نہیں کہ کہاں ہیں اتنے میں جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ آپ کے دونوں نورِ نظر لختِ جگر مقدس جگہ ہیں۔ ان کی حفاظت کے لئے خدا نے دو فرشتوں کو تعین کر رکھا ہے۔ یہ سنکر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس

جگہ تشریف لے گئے۔ دیکھتے ہیں کہ دونوں شہزادے تو آرام فرما ہیں، اور ایک فرشتہ ایک بازو ان کے نیچے بچھائے ہوئے۔ اور دوسرے سے سایہ کئے ہوئے بیٹھا ہے۔ حضور نے دونوں کا منہ چوما اور اٹھا کر گھر لے آئے۔

**شہادت** | نور عین سرور کونین سرکار حسین نے مدتوں کربلا کے تاریخی معرکہ حق و باطل میں ۱۰ محرم الحرام جمعہ کے دن ۵۶ سال کی عمر شریف میں ۶۱ھ عاشورہ کو یزید پلید کی باطل فوج کا مردانہ وار مقابلہ اور آواز حق بلند کرتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

## حضرت امام زین العابدین

سید سجاد کے صدقے ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کیواسطے

اعلیٰحضرت امام سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیعت میں سے ہیں۔ نبوت کے وارث امت کے چراغ ہیں اور اسم شریف علی ابوالحسین ابوالحسن ہے ابو محمد وغیرہ القاب ہیں۔ آپ کی پیدائش ۳۸ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں آپ کی والدہ کا اسم گرامی شہربانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ آپ کی والدہ فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی صاحبزادی تھی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک بن مروان حج کرنے گیا اس نے حجر اسود کا بوسہ لینے کا ارادہ کیا تو لوگوں کا ہجوم اسقدر زیادہ تھا کہ وہ آگے نہ بڑھ سکا ناچار بھیڑ چھٹنے کی وجہ سے ممبر پر اس نے خطبہ دیا۔ اہل شام کی ایک بڑی جمعیت اس کے ساتھ تھی اتفاقاً اسی وقت سرکار زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نہایت حسین و جمیل چاند سا مکھڑا خوبصورت چہرہ خوشبودار لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے آپ کو دیکھتے ہی وہ عظیم جم غفیر کائی کی طرح پھٹ گیا اور ہر شخص مؤدب ہو کہ آپ کو بوسہ دینے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آپ حجر اسود تک جا پہونچے اور پھر حجر اسود کو بوسہ دیکر واپس تشریف لائے ہشام آپ کو پہنچانتا تھا۔ لیکن حسد کی وجہ سے کہ خلیفہ وقت کا بیٹا ہونے کے باوجود لوگوں سے اتنا جب احترام حاصل نہ کر سکا از راہ خفت و طنز اسنے اپنے آدمیوں سے پوچھنے پر کہنے لگا میں ان کو نہیں جانتا کہ یہ کون ہیں۔

ہشام نے کہا کہ میں خود ان کو نہیں جانتا۔ کہ اس کا اس سے یہ مقصد تھا کہ لوگ آپ کو نہ پہچان سکیں۔

فرزدق شاعر وہیں کھڑا تھا اس نے کہا میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ لوگوں نے کہا (کنیت فرزدق) بتایا کہ وہ کون ہیں۔ فرزدق شاعر نے کہا میں ابھی ان کا حسب و نسب وغیرہ بتاتا ہوں۔ اس شاعر نے فی البدیہ لوگوں کے سامنے کہا ان کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

هذا الذی تعرف البطحاء وطأته
والبیت یعرفه والحل والحرم
هذا ابن خیر عباد الله کلهم
هذا التقی النقی الطاهر العلم
هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله
بجده انبیاء الله قد ختموا
ینشق نور الدجی عن نور طلعته
کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم
ای القبائل لیست فی رقابهم
لاولیة هذا او له نعم

جب فرزدق نے آپ کی تعریف کی ہشام کو ناگوار ہوئی اور حکم دیا کہ اس مقام عسفان میں قید کر دیا یہ جگہ مکہ اور مدینہ شریف کے درمیان واقع ہے۔ جیسے ہی یہ خبر حضرت زین العابدین

کو ملی۔ آپ نے ایک ہزار درہم پہونچا نے کا حکم دیا اور فرمایا اس سے کہو اے ابو ہمیں معذور سمجھو کہ ہم لوگ امتحان میں ہیں فرزدق نے وہ درہم واپس کر دیئے اور کہلا بھیجا کہ حضور میں نے شاہانِ وقت اور امراءِ زمانہ کی شان میں بہت کچھ انعام حاصل کئے ہیں۔ کیا جھوٹی تعریفیں کہیں یہ اشعار تو میں نے خدا کی رضا ان جھوٹی تعریفوں کے ہم کناروں کے لئے ہیں۔ جو حقیقت پر مبنی ہیں۔

جب یہ پیغام حضرت زین العابدین کے پاس آیا اور درہم بھی واپس تو آپ نے فرمایا۔ ان سے کہو تم مجھ سے محبت کرتے ہو انہیں قبول کر لو اور ہم جو چیز کسی کو دیتے ہیں واپس نہیں لیتے یہ ہمارے خاندان کی ریت ہے۔

آخر فرزدق شاعر نے انہیں قبول کر لیا۔ (کشف المحجوب)

واضح ہو۔ ابو فراس فرزدق ایک زبردست شاعر گذرا ہے۔ جن کے والد کا نام غالب اور والدہ کا نام لیلیٰ بنت حالبس بنی حالبس ہے ان کی وفات بصرہ میں ۱۱۰ھ کو ہوئی۔ مگر بعض کا قول ہے کہ وہ حضرتِ علی کرم اللہ وجہہٗ سے ملے ہیں۔

**حلم و بردباری** ایک دن امام زین العابدین گھر تشریف لا رہے تھے کہ ایک گستاخ نے راستہ میں آپ کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا بھائی بھائی اگر میں واقعی ایسا ہوں تو خدا کے لئے مجھے معاف فرمائیے اور اگر میں ایسا نہیں تو خدا تجھے معاف فرمائے وہ گستاخ یہ سنکر بڑا ہی نادم و شرمندہ ہوا اور بڑھ کر آپ کی جبین پاک کو بوسہ دیا اور عرض کرنے لگا حضور جو کچھ میں نے کہا آپ ہرگز ایسے نہیں ہیں۔ میں ہی جھوٹا ہوں آپ میری مغفرت کی دعا فرمائیں آپ نے فرمایا اچھا جاؤ۔ خدا ہمیں فرمائے سبحان اللہ یہ تھی محبوبانِ خدا کی حلم و بردباری جو ہمارے لئے باعثِ عبرت ہے۔

**اولادِ امجاد** آپ کے دس صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ ۱۔ حضرتِ امام ابو جعفر امام باقر ۲۔ حضرتِ امام فرید ہند ۳۔ حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

**وصال** آپ کا ۳ محرم الحرام ۹۴ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا، مزار شریف جنت البقیع میں ہے۔

## حضرت امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ

آپ اہل بیت میں سے ہیں حضرت سیدنا امام ابو عبد اللہ اور لقب باقر تھا۔ آپ اہل علم پر حجت اور ارباب نشان کی بڑھائی و دلیل اور قرآن شریف میں لطیف اشارات اور علوم باریک سے بیان کنندہ خاص درجہ رکھتے تھے امام عالی مقام سرکار حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت آپ ساتھ تھے۔

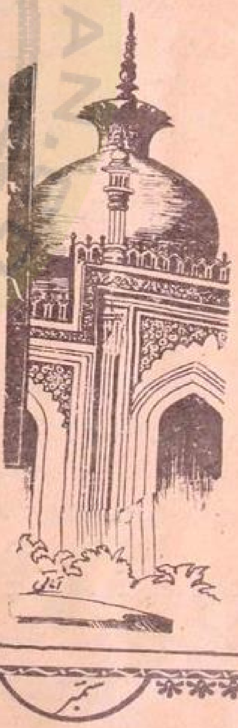
آپ کی والدہ کا نام ام عبد اللہ حضرت حسن کی صاحبزادی تھیں مدینہ شریف میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ بروز سہ شنبہ ۳ صفر ۵۷ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

وصال۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۱۳ھ یا ۷ ذی الحجہ ۱۲۹ھ یا اس سے کم بیس سن میں وفات وصال فرمایا۔ تقریباً۔ اسی یا چھتر سال آپ کی عمر شریف ہوئی مزار پاک جنت البقیع مدینہ شریف میں ہے

حضرت سیدنا امام جعفر صادق آپ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ سے بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں چند تبرکاً یہاں پر ذکر کیجاتی ہیں۔

**دو شیر** ایک دفعہ کسی بادشاہ نے آپ کے قتل کیلئے ایک شخص کو آپ

کی خدمت میں بھیجا کہ آپ کو بلایا
تو آپ تشریف لائے تو بادشاہ نے
آپ سے معافی مانگی اور ھدیہ
پیش کرکے آپ کو واپس کر دیا
بادشاہ نے کہا کہ تم کو معلوم نہیں
جب آپ مرے پاس تشریف لائے
تو ان کو دیکھا کہ ان کے دائیں بائیں
دو شیر ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے
ہیں بادشاہ اگر تو نے حضرت
امام باقر کو قتل کر دیا تو ہم تجھے
ہلاک کر دیں گے۔ میں اس منظر
کو دیکھکر خوف زدہ ہو گیا۔ اور
حضرت امام کو بخیر و عافیت واپس
کر دیا۔ (کشف المحجوب ضیا غیرہ)



# منقبت

از: غلام علی عزیزی القادری ہمدم گونڈوی خادم الحدیث والافتاء
جامعہ اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف۔

درِ احمد رضا پر اک عجب سی دلکشی دیکھی
کہ لہرائی ہوئی ہر سمت شانِ عاشقی دیکھی

کہاں وہ بات بلبل اور بھونروں اور چکوروں میں
شہ احمد رضا تیری جو شانِ عاشقی دیکھی

فلک کے چاند تارے جھلملا اٹھے ندامت سے
جو انٹرنیشنل پھیلی تمہاری روشنی دیکھی

ترے ساغر کی پیمائش بھلا ممکن کسے کب ہے
کہ جب ساغر میں دریا کی روانی جھومتی دیکھی

نہ مہر و مہ نہ تاروں میں نہ بجلی میں کہیں دیکھی
شہ حامد رضا کے رخ پہ جو تابندگی دیکھی

شہ جیلانی و مفتیٔ اعظم حضرتِ ریحاں
سرِ آفاق ان شاہوں کی شاہی برتری دیکھی

یہ سیارے فلک کے صبح کو بے نور ہوتے ہیں
زمیں کے ایک اختر کی دوامی روشنی دیکھی

بریلی کی زمیں پر کہکشاں صدقے نچھاور ہے
جبیں قوس و قزح کی بھی یہاں ہم نے جھکی دیکھی

گل و گلشن گلستانوں میں وہ خوشبو کہاں ہوگی
تیری تربت پہ موجِ عنبریں جو جھومتی دیکھی

ترے ہمدم کا شاباً ظرف بھی دیکھے کوئی دریا
کہ میخانہ چڑھا کر بھی نہ اس نے بیہوشی دیکھی

# قرآن اور اسماء الٰہی سے علاج

عبدالرزاق ساحل بردج محلہ

ہمارے اور وہابیوں کے مابین یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ آیا قرآن کی آیتوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ناموں کو بطور تعویذ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ وہابیہ کا کہنا ہے کہ قرآن کی آیتوں اور پروردگار عالم کے ناموں کو بطور تعویذ استعمال کرنا ناجائز ہی نہیں بلکہ کفر ہے[۱] اور یہ جادو کے اقسام سے ہے، ان کا یہ قول چونکہ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے متعارض و متصادم ہے اس لئے اس عنوان کو زیر تحریر لانا ضروری خیال کیا گیا،

پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ" اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو مومنین کے لئے شفاء و رحمت ہے، نیز فرماتا ہے "قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ"، تم فرمادو وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفاء ہے، قرآن مجید میں چھ جگہوں پر آیات شفاء وارد ہیں اور وہ آیتیں نہایت مشہور و معروف ہیں، جن میں اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن مجید مومنین کے لئے رحمت و ہدایت اور شافی و کافی ہے،

لہٰذا آیات قرآنیہ کم ہوں یا زیادہ تمام امراض کے لئے اس میں شفاء ہے خواہ وہ امراض جسمیہ ہوں یا معنویہ، ظاہرہ ہوں، یا باطنہ، اس دعویٰ کے مبرہن کرنے میں جہاں متعدد آیات کریمہ معین و ممد ہیں وہیں احادیث کریمہ کے الفاظ بھی اس کے شاہد عدل ہیں، سید کائنات روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "الفاتحة شفاءٌ من كل داءٍ" (رواہ البیہقی) سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لئے شفاء ہے، دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں "خُذْ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا شِئْتَ لِمَا شِئْتَ"، قرآن سے جو چاہو جس چیز کیلئے چاہو لے سکتے ہیں تیسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں "مَنْ لَّمْ يَسْتَشْفِ بِالْقُرْاٰنِ لَا شَفَاهُ اللّٰهُ"، جو قرآن کریم سے شفاء نہ طلب کرے اللہ اسے شفاء نہ دے،

---

[۱] (الجدید شرح کتاب التوحید ص۵۳ از محمد بن عبد العزیز القرعاوی ۱۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب جانِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوتے، تو حضرت جبریل علیہ السلام دم فرماتے اور کہتے "بِسْمِ اللّٰہِ یُبْرِیْکَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ یَشْفِیْکَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ" اللہ کے نام سے وہ آپکو ہر بیماری سے نجات دے اور حاسد کے شر سے شفا بخشے جب وہ حسد کرے" اور فرماتی ہیں۔ کَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَکٰی یَقْرَأُ عَلٰی نَفْسِہٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَیَنْفُثُ فِیْ یَدِہٖ وَیَمْسَحُ بِہَا مَا بَلَغَ مِنْ جَسَدِہٖ، جب سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار پڑتے تو خود ہی معوّذات پڑھ کر ہاتھوں میں دم فرماتے اور پورے جسم میں ہاتھ پھیر لیتے" پتہ چلا آیات قرآنیہ اور اسماء الہیہ سے شفاء طلب کرنا کفر نہیں بلکہ امر مستحسن و مشروع ہے، مزید برآں یہ کہ اس کا عوض لینا بھی جائز و ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ایک وفد عرب کے کسی گاؤں میں پہونچا، اور ضیافت کا مطالبہ کیا گاؤں والوں نے ضیافت کرنے سے انکار کر دیا مشیت ایزدی کہ اس گاؤں کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا جس بنیاد پر وہ انتہائی کربناک حالت میں مبتلا ہو گیا، گاؤں والوں نے ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن کچھ بھی فائدہ نہ ہوا، گاؤں والوں نے صحابۂ کرام کے پاس آکر سارا ماجرا کہہ سنایا نیز علاج کی درخواست بھی کی، ایک صحابی نے کہا میں تو منتر جانتا ہوں لیکن چونکہ تم نے ہماری ضیافت نہیں کی ہے اس لئے میں بھی منتر نہیں پھونکوں گا، حَتّٰی تَجْعَلُوْا لِیْ جُعْلًا اَیْ اَجْرًا۔ یعنی اگر تم کچھ اجرت مقرر کر دو تو میں یہ کام انجام دینے کے لئے تیار ہوں۔

الغرض بکری کے ایک ریوڑ پہ مصالحت ہو گئی تو انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا پھر کیا تھا وہ شخص بھلا چنگا ہو گیا۔ جب مدینہ واپسی ہوئی تو شمع بزم ہدایت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اِنَّ اَحَقَّ مَا اتَّخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰہِ (رواہ البخاری)

یعنی کتاب اللہ اجر لئے جانے کا زیادہ مستحق ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس طبی عمل پر اقدام کیا اور اس کی اجرت لی، پھر یہ کہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجرت کے کھانے کی اجازت بھی مرحمت فرما دی تو ما و شما کے دم مارنے کی کیا مجال؟ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ جواز و عدم جواز کا جان کار کون؟

اگر مخالف اپنی کم فہمی کی بنیاد پر یہ کہے کہ ماسبق کے دلائل سے پھونکنے کا ثبوت تو ہو سکتا ہے۔ رہا کتابت کرنا گلے میں تعویذ ڈالنا، بازو سے باندھنا، تو ان کا ثبوت نہیں ہو سکتا، تو اس کا یہ

کہنا بھی بے سود ہوگا، اور یہ اس کی کم عقلی و کج فہمی کی بیّن دلیل ہو گی۔ کیونکہ شریعت کے احکام میں کوئی ایسا حکم نہیں ہے جسکا تلفظ تو جائز ہو اور کتابت ناجائز۔ قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ دم مارنے والا جن آیات کو پڑھ کر دم مارتا ہے۔ لکھنے والا بعینہٖ انہیں کو لکھکر دیتا ہے

پھر سبب تفریق کیا؟ جب شئی ایک ہی ہے تو اس کے احکام جدا گانہ کیوں؟ صاحب تالیفات کثیرہ ابن زید قیروانی لکھتے ہیں "لَا بَأْسَ بِالْمَعَاذِ تُعَلَّقُ وَ فِيْهَا الْقُرْآنُ"۔ تعویذ میں آیاتِ قرآنیہ ہوں تو اس کے لٹکانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ تعویذ پاک چیز سے ڈھکا ہوا اور محفوظ ہو علاوہ ازیں قرآن کے سوا عربی الفاظ جو مفہوم المعنی ہوں اور جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو۔ ان کو پڑھ کر بھی دم کر سکتے ہیں ہاں اگر وہ الفاظ غیر مفہوم المعنی ہوں اور خرافات پر مشتمل ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا كُفْرٌ"، "تمہیں کیا پتہ وہ کلمات کفری ہوں،

فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اِذَا فَزِعَ اَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ، اگر کوئی شخص خواب میں ڈرے تو اعوذ بکلمات اللہ الخ کا ورد کرے، ڈر دور ہوگا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے ذی شعور بالغ بچوں کو مذکورہ بالا دعا سکھایا کرتے۔ اور نابالغوں کے بازو میں لکھ کر باندھ دیا کرتے۔ (ابو داؤد، نسائی، ترمذی) دوسری جگہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں" لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ تَكُنْ فِيْهِ"، منتر میں شرک نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور فرماتے ہیں۔ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ شِفَاءَ اُمَّتِيْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْهَا"، حرام چیزوں میں اللہ نے میری امت کے لئے شفاء نہ رکھی،

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ و احادیث نبویہ سے بخوبی واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ و آیاتِ قرآنیہ سے علاج کرنا، ان کا تعویذ بنا کر گلے میں لٹکانا، بازو میں باندھنا بلا شک وشبہ جائز ہے آخر میں یہ عرض کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ مخالفین کا ماخذ کیا ہے؟ اور انہوں نے عدم جواز کا قول کس بنیاد پر کر لیا؟ تو سنئے اور سر دھنئے!

وہ مندرجہ ذیل حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً فَلَا اَتَمَّ اللّٰهُ لَهٗ وَمَنْ عَلَّقَ وَدَعَةً فَلَا وَدَعَ اللّٰهُ لَهٗ۔ جو تعویذ لٹکائے اللہ اسے مطمئن نہ رکھے۔ اور جو کوڑی پہنے اللہ اسے محفوظ نہ رکھے حدیث کے معانی بالکل درست اور بجا ہیں

لیکن انھوں نے تامل سے کام نہ لیا جس بنا پر مرحلہ اتنا مشکل بن گیا تمیمہ کا لغوی معنی خنزرات ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ اگرم بگوم مزکل وغیرہ کے پھلوں کو پرو کر بچوں کے گلے میں ڈالدیا کرتے تھے۔ اور اسے حرز جان تصور کیا کرتے تھے جیسے آج کل سادھو وغیرہ اپنے گلے میں الٹا سیدھا کیا کیا ڈالے رہتے ہیں۔ حدیث سے اس قسم کے تمائم مراد ہیں۔ نہ کہ وہ جو مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوئے۔ بھلا کہاں سادھوؤں کا الل ٹپ والا تمیمہ اور کہاں مشائخ عظام کے مقدس ہاتھوں سے لکھی ہوئی آیات قرآنیہ؟ چہ نسبت خاک را باعالم پاک؟

ہاں دوسروں کے مال کو ہلاک کرنے یا لوگوں کے مابین بغض وحسد کی دڑاڑیں ڈالنے یا ان جیسے خرافاتی اشیاء کے لئے تعویذ کا استعمال کرنا بلاشبہ ناجائز وحرام ہے۔ نیز ان کو پہن کر نجس مقامات پر جانا حرام ہے۔ مگر جبکہ وہ مستور و محفوظ ہوں تعویذ نویسوں کو چاہیے کہ اختلافات پیدا کرنے، مال ودولت ہلاک وضائع کرنے کے لئے تعویذات نہ دیں۔

وما توفیقی الا باللہ الرزاق۔

ماخوذ از :- الحقائق الاسلامیہ
شائع شدہ از ٹرکی

استاذ:- ایم امجد القادری سیوانی

# نعت شریف

دکھادے الٰہی دربارِ مدینہ
کہ میں ہوں ازل سے نثارِ مدینہ

ادب کر ادب کر صبا تو بھی جاکر
گلوں سے بھی بہتر ہیں خارِ مدینہ

رسول خدا ہیں جہاں جلوہ فرما
ہیں رشک قمر رہگزارِ مدینہ

تصدق میں جاؤں قدم پر ہی تیرے
نبی الوریٰ شہسوارِ مدینہ

مجھے دیجئے اب نواسوں کا صدقہ
حبیب خدا تاجدارِ مدینہ

کبھی سوئے جنت نہ دیکھے تو رضواں
اگر دیکھ لے جو قرارِ مدینہ

میں طیبہ کی جانب ہی دیکھوں ہمیشہ
نظر آئے ہر دم بہارِ مدینہ

شب قدر و عاشورہ قربانی حج سے
نہیں کم ہیں لیل و نہارِ مدینہ

قیامت میں بھی سب ہی دیکھیں گے اسکو
الٰہی رہے افتخارِ مدینہ

ہے عزت بھی کتنی عقیدت سے دیکھو
ستاروں سے بڑھ کر غبارِ مدینہ

زمیں سے بھی افضل فلک سے بھی بڑھکر
ہیں بیشک سبھی سبزہ زارِ مدینہ

اے امجد نظر میں جچے کوئی کیسے
بسا قلب میں ہے نگارِ مدینہ

# حضور مفتی اعظم ہند

## بحیثیت ایک مصلح

از ۔ جاوید

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

مادر گیتی کے بطن سے سینکڑوں بڑی بڑی، شخصیتوں نے جنم لیا اور عدم کی اوٹ میں روپوش ہوگئیں، کوئی ریفارمر کی صورت میں جلوہ گر ہوا تو کوئی منکر ظاہر ہوا اور جب کشتیٔ انسانیت بدعت و گمراہی کے تباہ کن طوفانوں سے ٹکرا کر ضلالت وجہالت کے بحر بیکراں میں ہچکولے کھانے لگی تو تاریخ عالم کے مرتب کے شہر عرب وعجم، فقیہ، امام اہلسنت مجدد، دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی عصر کو تمام باطل قوتوں کا جواب بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ جن کے پاک وجود سے علوم وفنون، ولایت وکرامت اور رشد وہدایت کے بے شمار سوتے دنیا کے مختلف گوشوں میں پھوٹ پڑے اور انسانیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی ساحل کی جانب بحسن وخوبی رواں دواں ہوگئی اعلحضرت نے اپنی مختصر سی عمر کے ایک ایک لمحہ کو اسلام کی سربلندی اور قوم کی اصلاح وہدایت کے لئے قربان کرکے شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کو فروغ بخشا۔ جب آپ کا مشن پایۂ تکمیل تک پہنچ رہا تھا۔ اسلام کی اشاعت ہو رہی تھی تبلیغ دین متین کے بہی شام و سحر تھے کہ آپ نے دل کی تمام تر گہرائیوں میں ڈوب کر سنت ابراہیمی کی پیروی کرتے ہوئے بارگاہ رب قدیر میں ایک نیک سیرت اولاد کے لئے دعا کی تھی جو آپ کے بعد اسلامی مشن کو پورا کرے جو کفر وکے فولادی قلعوں کو مسمار کردے۔ اور شریعت محمدی کا علم بلند کر سکے؟

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

خداوند کریم نے اپنے اس نیک بندے کی فریاد کو پسند فرمایا اور اس دعا کا اثر باب اجابت کی بلندیوں کو پہنچ کر سرزمین بریلی شریف میں بشکل مفتی اعظم ہند ۱۸۹۲ء کو ظاہر ہوا۔ (اور ساکنان فلک آپ کی نورانی صورت کے آگے اکتساب ضیا کے لئے جھک گئے)

دنیا کا ہر گوشہ منور ومجلی ہوگیا ؏

آپ آئے تو فصل بہار آگئی
اے بہاروں کی جان اسلام اسلام

مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کی بابرکت شخصیت سے عالم اسلام کا کون فرد واقف نہ ہوگا۔ آپ کی پرعظمت وعالی مرتبت شخصیت تاریخ عالم کی ایک روشن داستان ہے آپ کی شمع عقیدت اپنے ہوں یا غیر ہر دل میں فروزاں ہے اور کیوں نہ ہو کہ علم وعمل، فضل وکمال، زہد و تقوی، دیانت وامانت، ولایت وکرامت غرض کہ جملہ محاسن دینیہ وفضائل شرعیہ کا مجموعہ آپ کی کتاب زندگی کا ایک باب ہے۔ سرکار مفتی اعظم ہند کی اہم ترین مختلف خدمات میں سے ایک عظیم خدمت قوم کی اصلاح کرکے راہ گم کردہ کو صراط مستقیم سے ہمکنار کرنا اور تشنگان عشق رسول کو رشد وہدایت

کے سرچشمہ سے سیراب کرنا تھی۔ حضور مفتی اعظم ہند کے کردار و افعال، زہد و تقویٰ اور طہارت و پاکیزگی کا جائزہ لیتے جائیے۔ اگر کور چشم نہیں دل میں کدورت نہیں تو قلب و روح گواہی دیں گے کہ ایک ولی کامل کی آغوش تربیت کا پروردہ یہ مرد مجاہد بلاشبہ ولی کامل ہے۔ جنھیں ان سے قربت کا شرف حاصل ہوا ہے وہ ان کے تقویٰ و پرہیزگاری، سادگی اور بلند اخلاقی کی بصد خلوص تصدیق کرے گا جنھیں بھی ان کی بارگاہ سے تعلق کا شرف ملا ہوگا یقیناً اگر حق کی معمولی سی چنگاری قلب میں ہوگی تو بے ساختہ پکار اٹھے گا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ تاجدار اہلسنت شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کے بحر بیکراں تھے۔ اصلاح و ہدایت کے پیکر جمیل تھے جن کا کوئی قدم حدود شرع سے باہر نہیں گیا اسلاف کے نقش قدم پر چل کر زندگی کے مراحل طے کیا۔ یہی سبب ہے کہ آج کسی میں ان کی پاکیزہ زندگی پر انگشت نمائی کی ہمت نہیں ہے ان کی جلالت علمی اور حرارت ایمانی لمحہ بھر کے لئے بھی خلاف شرع باتوں کو برداشت نہیں کرتی تھی ان کے سامنے بڑے بڑے جید عالم جوانی سے بڑھاپے کی منزل پر کھڑے ہیں علم و ادب کے درخشندہ ستارے ہیں عربی ادب کے کوہ گراں ہیں لیکن اس شہنشاہِ کشور علم کے سامنے تقریر کرتے ہوئے جسم پر لرزہ طاری ہوجاتا ہے اس خوف سے کوئی قابل گرفت لغزش نہ ہوجائے یہ ہے شان و عظمت جو حضور مفتی اعظم کی سیرت کا ایک نادر ٹکڑا ہے جو نہی کسی کی زبان سے کوئی لفظ غلط نکلا۔ فوراً حضور کی باوقار آواز فضا میں گونجی کہ مولانا صاحب۔ آپ نے یہ لفظ غلط کہا ہے غلطی کا ازالہ کریں اور توبہ کریں آپ غور فرمائیں کہ وہ کیسے مشاہیر علماء ہوں گے جو حضور مفتی اعظم ہند کے روبرو اور لاکھوں کے مجمع میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہار ہے ہوں گے یقیناً وہ علم ادب کے سرچشمہ ہوں گے مگر قربان جائیے اس عظیم ہستی کی جرأت و بے باکی پر کہ بغیر کسی جھجھک کے بغیر کسی خوف کے اپنے دور کے بہترین مقررین کی غلطیوں کو پکڑتے تھے بر سر اسٹیج تنبیہ کرتے تھے اور بھرے مجمع میں توبہ کراتے تھے یہ کسی غیر معمولی ہستی کا کام نہیں ہے یہ وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں کسی کا خوف نہ ہو سوائے اللہ رب العزت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اپنے اپنوں کی غلطیوں سے چشم پوشی کرتے ہیں لیکن آپ حضور مفتی اعظم ہند کے اس باحوصلہ اور بے باک عمل سے ان کی حلاوت ایمانی اور جلالت علمی کا اندازہ کیجئے ان کی صفات مجاہدانہ کو محسوس کیجئے یہ مقام غور و فکر کا مقتضی ہے کہ اس غلطی پر ٹوکنے اور توبہ کرانے میں کیا مصلحت تھی ان میں کتنے اہم نکات پوشیدہ ہیں دراصل حضرت کے اس عمل خاص سے قوم مسلم اور بالخصوص علماء اہلسنت کی اصلاح مقصود تھی کہ اے قوم کے رہبرو اے ملت کے نگہبانو! تم نائب رسول ہو تمہاری یہ عظیم ذمہ داری ہے کہ تم سنبھل کر چلو شریعت کی حدود سے تجاوز نہ کرو تمہارے افعال و اقوال سے کسی کو نقصان نہ پہنچے، الفاظ کے سیل رواں میں اپنے مقصود کو خس و خاشاک کی طرح نہ بہاؤ۔ شعور و آگہی کی شمع کو نہ بجھنے دو اگر تمہارے قول و فعل میں تضاد رہا اور قوم مسلم نے اس پر عمل کیا تو اسکا عذاب تمہارے سر آئے گا۔ آپ علم و حکمت کے عظیم پیکر حضور مفتی اعظم ہند کے اس طریقہ کار کا مشاہدہ فرمائیں کہ کس انداز سے اپنی قوم کی اصلاح فرماتے تھے بر کار کا یہ بے باکانہ عمل قوم مسلم اور بالخصوص علماء حق کو یہ پیغام دے رہا تھا۔ کہ تمہاری یہ انتہائی ذمہ داری ہے کہ جہاں بھی غلط بات کہی جائے غلط افکار و نظریات کی تبلیغ و تشہیر ہو خواہ وہ اپنے ہوں یا غیر فوراً اس کے خلاف علم اصلاح و بغاوت

بلند کرو۔ جہاد کرو۔ جیسا کہ ہم نے تمہارے معاملے بیں کیا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند کی اس تنبیہ کا مقصد علمائے اسلام و عامۃ المسلمین کو ہوشیار کرنا ہے کہ اپنی غلطیوں کو تسلیم کر لینا چاہیئے اس پر نادم ہونا چاہیئے توبہ و استغفار کرنی چاہیئے کیوں کہ غلطی کا اعتراف کر لینا بلندی کی، معراج ہے اس لئے کہ اسلاف کا عمل رہا ہے ذرا آپ سر کی آنکھ سے اس مجاہد حق شناس کی عمیق نظری کا مشاہدہ کریں ان کے اس عمل میں بھلائی کے کس قدر نکات پوشیدہ ہیں پوری قوم کو گناہ سے بچانا علماء کو محفوظ رکھنا ان کی ذمہ داریوں کا شدت سے احساس دلانا یہ انہیں کی ذات پر وقار کا اعجاز کمال ہے دوسرے کے بس کی بات نہیں۔ سرکار مفتی اعظم ہند کی کامیاب زندگی کا ہر لمحہ عامۃ المسلمین کے لئے بہترین سامان ہدایت تھا انھوں نے اپنی بانوے سالہ زندگی کے طویل سفر میں صرف اور صرف اشاعت دین، خدمت خلق اور رشد و ہدایت کے فرائض انجام دیئے ہیں امر بالمعروف و نہی من المنکر ین الکا وہ مقام تھا جس میں وہ اپنی نظیر آپ تھے قدم قدم پر لوگوں کو برائیوں سے باز رکھنا۔ نیکیوں کی تلقین کرنا۔ اور بلا جھجک غیر شرعی حرکت پر لوگوں کو ٹوک دینا یہ وہ خوبیاں تھیں جو حضور مفتی اعظم ہند میں ان کے ہم عصروں سے زیادہ پائی جاتی تھیں۔ حضرت کی زندگی کے بیشمار گوشے ہیں جو ہر رخ سے سرمایۂ ہدایت ہیں۔ مگر مندرجہ بالا خصوصیات ایسی ہیں جو اظہر من الشمس ہیں خالق کائنات نے آپ کو جس قدر روحانی اور مادی توانیاں عطا کی تھیں آپ نے سب اللہ تعالیٰ ہی کے دین متین کے لئے صرف کر دی ع

ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب
خون جگر ودیعت مژگانِ یار تھا

---

# منقبت

علامہ سلطان رضا
نوری

یہ وہ منقبت جس کو علامہ محمد سلطان رضا نوری
بہرائچی صاحب نے تذکرۂ خلفاء مفتی اعظم ہند
حصہ اوّل کے رسم اجراء کے موقع پر لکھی اور حضرت علامہ
عبد الحکیم صاحب نے بہترین انداز میں پیش فرمائی

مقتدائے اہلسنت حضرت اختر رضا
پیشوائے دین و ملت حضرت اختر رضا

ذات والا آپ کی مظہر نورِ خدا
وارث علم نبوت حضرت اختر رضا

آپ کے تقوے سے ثابت ہو گیا ہے بالیقین
جانشین اعلیٰ حضرت حضرت اختر رضا

گلشن مفتی اعظم کے شگفتہ پھول ہیں
قاضی بزم عدالت حضرت اختر رضا

جامعہ میں ہر طرف چھائی ہے جو تازہ بہار
آپ کی ہے دین و برکت حضرت اختر رضا

آپکا دیدار گویا نوریوں کی عید ہے
کیا عطا کی رب نے شوکت حضرت اختر رضا

بر سر محفل بہ ذوق جذبۂ دل سلطان بھی
آپ کی کرتا ہے مدحت حضرت اختر رضا

# ارباب خانقاہ و زوایا سے

علامہ بدر القادری

حقیقت تو یہی کہ ہندوستان میں بزرگانِ دین اولیائے اسلام کی روحانی خوبیوں۔ اور اخلاقی کمالات نے مسلم عوام و خواص میں اسلام کے بیج بوئے آج کے ہندوستان کی نفرت انگیز فضا میں ہمارے ارباب خانقاہ کو بالخصوص اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیئے۔

ہم کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ باطل پرست ہونے کے باوجود اہل ہنود میں سینکڑوں روشنی اور دنی ترک لذات اور ترک شہوات، مخالفتِ نفس، اور سخت ریاضتوں میں مشغول رہتے ہیں۔ جس دم اور دیگر امور میں بہت سے ہندو سادھو اور جوگی ہندوستان نت نئے دعوے کرتے رہتے مگر ہماری خانقاہیں اپنے حقیقی عملی رخ سے بالکل بے نیاز ہیں۔ نہ ریاضت ہے نہ مجاہدہ، ذکر و فکر اور دنیا بیزاری کی نہ اسلاف کرام کی سی خو ابو ہے نہ اس کے مظاہر، اکثر خانقاہیں صرف حصولِ زر تر دیر کا مرکز بن گئی ہیں۔ دولت کے پجاری، حرص و ہوس کے بازی گردں نے ان پاکیزہ مقامات کو اپنے مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ بیشتر سجادہ نشینان، علم دین تک نا واقف حلال و حرام کی تمیز سے عاری، فرائض و واجبات سے آزاد (معاذ اللہ) حالانکہ جن آستانوں کے یہ وارث ہیں۔ ان کے کردار و عمل کے آئینے پابندیٔ شرع مطہر سے روشن ہو کر، طریقت تک پہونچے تھے یہ خیالِ خام ہے کہ آج کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہر دور اور ہر زمانے میں اولیاء اللہ اور بزرگانِ اسلام کے نقوش قدم کو اپنا کر سلوک کی راہ طے کی جا سکتی ہے اور درجہ ولایت کا حصول ممکن ہے۔

طریقت و معرفت کے لئے علم شریعت زینہ ہے۔ ہندوستانوں مسلمانوں کی ملی حیات کا سرچشمہ ہماری خانقاہیں ہیں۔ ہم ان خانقاہوں کے ذمہ داروں سے مؤدبانہ گزارش کریں گے کہ موجودہ ہندوستان میں اپنی ملی زندگی کا ثبوت دینے کے لئے ضروری ہے کہ آپ بھی وقت کی نباضی کریں۔ خود کو شریعتِ مطہرہ کی چادر میں چھپائیں — اور محض کو متاعِ کل نہ سمجھیں بلکہ اپنے اسلاف کرام جیسی ریاضت و مجاہدہ کر کے کفر و شرک کی تیز آندھیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے خود کو تیار کریں۔ عطائے دین اپنا ذمہ ادا کریں۔ اور اخلاص للہیت کا دامن نہ چھوڑیں۔ قوم کے جذبات کا غلط فائدہ اٹھا کر محض بھڑکتی آگ پر تیل نہ چھڑکیں بلکہ، زندگی بخش اصولوں پر چلنے کے لئے مفید اور دیرپا اسلوب حیات بتائیں امید واثق ہے کہ ارباب خانقاہ اگر اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنے فرائضِ منصبی پر تک جائیں تو جدید ہندوستان میں ملتِ مسلمہ کی حیات و بقاء کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ لذت کوشیاں اور آرام طلبیاں بہت ہو چکیں — خدارا! آپ حضرات کے اس

عظیم کام کو سنبھالیں۔ اور ہمارے روحانی خلاء کو پر کرنے پر لگ جائیں آخر ہم یہ طعن و تشنیع کب تک سنتے رہیں گے کہ۔

قم باذن اللہ جو کہتے تھے وہ رخصت ہوئے خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن تلخ نوائی معاف! صرف نذر و نیاز کا حصول ہی خانقاہ کے مقاصد نہیں ہیں۔ بلکہ ان عظیم روحانی درس گاہوں کے در و دیوار آپ کے نالۂ شبیہ، اور آہ سحر گاہی کے بھی طلب گار ہیں۔ اپنی شب زندہ سے قوم و ملت کی زندگی کا سامان فراہم کیجیے ــــ آپ ہی کے اسلاف کرام نے تاریخ ماضی میں مسلمانوں کی ٹوٹی کشتی کو ہر موج بلا سے بچا کر ساحل مراد سے ہمکنار کیا ہے۔ عمل کے میدان میں اتر لیجے۔ اور اپنی سیادت و عظمت کا حقیقی جوہر خود میں پیدا کیجیے۔

# اقوالِ زرّیں

محمد شاکر حسین نوری
متعلم جامعہ نوریہ بریلی شریف

۱۔ سب سے اچھا کام خدمت خلق ہے۔

۲۔ سب سے اچھی خیرات معاف کرنا ہے۔

۳۔ جھوٹ انسان کو ذلیل خوار کر دیتا ہے

۴۔ ثواب نیک کاموں سے حاصل ہوتا ہے

۵۔ جو شخص اپنے بھائی کے کام آتا ہے اللہ اس کے کام آتا ہے۔

۶۔ تکبر علم کو کھا جاتا ہے۔

۷۔ رشوت انصاف کو کھا جاتی ہے۔

۸۔ توبہ گناہ کو کھا جاتی ہے۔

۹۔ غیبت عمل کو کھا جاتی ہے۔

۱۰۔ فکر عمر کو کھا جاتی ہے

۱۱۔ صدقہ بلا کو کھا جاتا ہے۔

۱۲۔ غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔

۱۳۔ بچے کے لیے سب سے اچھی جگہ ماں کا دل ہے۔

۱۴۔ نیک سیرت عورت ایک انمول خزانہ ہے۔

۱۵۔ قادر مطلق زبردست حکمت والا ہے

۱۶۔ محنت دولت کی کنجی ہے

۱۷۔ دنیا کی حسین دولت نیک سیرت بیوی ہے۔

۱۸۔ ہر مرض کے لئے دوا ہے اور پرہیز دوا سے بڑھ کر ہے۔

۱۹۔ کینہ اور دلوں میں کھوٹ رکھنا دلوں کی بیماری اور حسد تمام عیبوں کا سر چشمہ ہے۔

۲۰۔ دشمن کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اس کی مخالفت کی شدت و تیزی کم اور عداوت کی تلوار کی دھار کند کر دیتا ہے، خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ عناد اور دشمنی کی آگ بجھا دیتا ہے۔

۲۱۔ ظلم بھائی چارگی کا رستہ بگاڑ دیتا ہے اور وفائے عہد صفائی کا عنوان ہے اور لوگوں کا بھید ظاہر کرنے اور مال میں خیانت کرنے والا دونوں گناہ میں برابر ہے۔

۲۲۔ سخاوت تمام خوبیوں کا خزانہ اور بخل تمام برائیوں کی بنیاد ہے۔

۲۳۔ انصاف پرستی اچھے لوگوں کی خصلت ہے

۲۴۔ مال نفسانی خواہشوں کا مادہ جڑ اور دنیا آفتوں اور بلاؤں کا گھر ہے۔

۲۵۔ عقل مند آدمی کمال طلب کرتا ہے اور نادان آدمی مال ڈھونڈتا ہے۔

۲۶۔ نفسانی خواہش شیطان کا جال اور پھندے ہیں۔

قسط دوم

# پیغمبر اسلام اور علم غیب

محمد ناظم علی قادری
گونڈوی

## احادیث مبارکہ کی توضیحات

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۲)۔ یعنی اللہ تعالے نے مشت۔ خاک میں زمین کو جمع فرما کر میرے سامنے کر دیا تو میں نے زمین کے مشرق و مغرب کے جہات و اطراف عالم کا مشاہدہ کیا ——— اور حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَا یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (مشکوٰۃ شریف ص۷۰)

یعنی میں نے اللہ رب العزت کو عمدہ صفت میں دیکھا اس نے ارشاد فرمایا، ملأ اعلیٰ کس بارے میں نزاع کر رہے ہیں عرض کیا تجھے زیادہ علم ہے رسول پاک ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالے نے اپنا دست قدرت میرے سینے پر رکھا تو میں نے اس کی مداخلت و لطف اپنے سینے میں محسوس کی تو مجھ پر آسمان و زمین کی تمام چیزیں منکشف ہو گئیں۔

حدیث مذکور میں "رَاَیْتُ" کا لفظ آیا ہے اس سے خواہ رویت قلبی یا بصری مراد لیا جائے۔ بہر تقدیر معنی انکشاف کو متضمن ہے اسی طرح "عَلِمْتُ" میں علم کا معنی انکشاف ہے جس سے یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ تفصیلاً حاصل ہیں۔ کیونکہ علم کا معنی یہ ہے کہ "جو چیز دائرۂ عقل و ضبط ادراک میں آئے وہ منکشف اور روشن ہو جائے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں سُئِلَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَشْیَاءَ کَرِھَھَا فَلَمَّا اُکْثِرَ عَلَیْہِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِیْ

عَنْ مَا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ حُذَافَۃُ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَبُوْکَ سَالِمٌ مَوْلٰی شَیْبَۃَ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ مَا فِیْ وَجْہِہٖ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ"[1] نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چیزوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو آپ کو ناگوار ہوئیں۔ جب آپ سے سوالات کی کثرت ہوئی تو غضبناک ہوئے اور لوگوں سے چیلنج فرمادیا مجھ سے جو کچھ چاہو پوچھ لو تو ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تیرے باپ کا نام حذافہ ہے۔ دوسرے شخص نے کھڑے ہوکر عرض کی میرے باپ کون ہیں۔ یارسول اللہ! تو ارشاد فرمایا سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام، جب حضرت عمر نے آپ کے روئے انور پر آثار غضب دیکھا، تو عرض کی ہم اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں "سَلُوْنِیْ عَنْ مَا شِئْتُمْ" یہ جملہ تمام امور غیبیہ اور حوادث دنیوی کو عام ہے اس حدیث سے یہ حقیقت عیاں ہوجاتی ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دانندۂ غیب ہیں اور آپ کو احکام دین اور حادثات عالم کا علم تفصیلی کلی طور پر حاصل ہے

بخاری شریف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پاک موجود ہے ؎

مَا مِنْ شَیْئٍ لَمْ اَکُنْ اُرِیْتُہٗ اِلَّا رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا حَتّٰی الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ (بخاری شریف ص۱ج۱) ۔ جو چیز بھی مجھے اب تک نہیں دکھائی گئی تھی۔ ان سب کو میں نے اپنی اس جگہ سے دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت و دوزخ بھی۔

حدیث مذکور میں لفظ "مَا" نافیہ ہے اور شیٔ ہے۔ اور اہل حق کی اصطلاح میں شیٔ کا اطلاق موجود پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ شرح عقائد میں موجود ہے۔ "والشئ عندنا ھو الموجود" اور علمائے نحو کا یہ اصول مسلّم ہے کہ نکرہ جب سیاق نفی میں واقع ہوتا ہے تو عموم کا افادہ کرتا ہے۔ بنابریں اس حدیث کا مفہوم واضح یہ نکلا کہ نبی پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو تمام موجودات ماضیہ وآئندہ کا علم تفصیلی حاصل ہے خواہ وہ امور دین سے تعلق رکھتے ہوں یا احکام شریعت سے۔

حضرت علامہ عینی شارح بخاری حدیث مذکور کی شرح کے تحت فرماتے ہیں ؎

"والشئ فی قولہ ما من شئ اعمّ العام" ۔ اور شئی آپ کے قول "ما من شئی" میں اعم العام ہے کیونکہ نکرہ تحت نفی واقع ہے یہاں تک کہ ذات اقدس ازلی وابدی کو بھی عام ہے جیسا کہ حضرت علامہ عینی فرماتے ہیں۔ نع اِذَ الشَّیْئُ یَتَنَاوَلُہٗ وَالْعَقْلُ لَا یَمْنَعُہٗ وَالْعُرْفُ لَا یَقْتَضِیْ اِخْرَاجَہٗ یعنی شئی اللہ رب العزت کی ذات کو عام ہے اور عقلاً یہ محال نہیں اور عرفاً خارج بھی نہیں"

اسی پر اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

اللہ اکبر! کس قدر جلا بخش، دلفریب، فرح انگیز، روح افزا، قلب وجگر میں تازگی پیدا کرنے والا عقدہ کش معنی خیز شعر ہے۔ جو وجدان کو چھو لینے والا ہے۔ اور منکرین علم غیب کے لئے باطل شکن اور شاتمان مشکوٰۃ نبوت کے لئے صفت ماتم کر دینے والا ہے۔ کیونکہ ذات مقدس ازلی وابدی غایت تقدس اور کمال ظہور میں ہے، عقل وفہم، شعور وادراک، اور افکار وانظار سے بالاتر ہے۔

لیکن معراج انسانیت رفعت بشریت ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے اپنے قرب خاص میں بلا کر اپنے دیدار پرجمال سے سرفرازا، جب وہ ذات اقدس جو ادراک وحس سے ماوریٰ ہے۔ رسول پاک علیہ السلام پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہ سکی، تو اور امور غیب کیونکر آپ سے پوشیدہ ہوں گے۔ ضرور ضرور آپ سارے امور غیب خواہ وہ دنیوی ہوں یا دینی، سب کا تفصیلی علم رکھتے ہیں۔ یہ اتنی قوی اور واضح دلیل ہے کہ ذرا بھی زور فکر اور قوت فکر سے فیصلہ لیا جائے تو عقدہ حل ہو جائیگا اور مجال انکار ختم ہو جائے گا بشرطیکہ عدل وانصاف اور دیانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے ورنہ روز روشن میں قرص آفتاب اور حقائق اشیاء کے انکار کرنیوالے بھی ہیں۔

## علوم خمسہ پر ایک تحقیقی جائزہ

ان تمام تحقیقات وتنقیحات اور توضیحات کے بعد اس مقام پر یہ شبہ وارد کیا جاتا ہے کہ اگر رسول پاک علیہ السلام کیلئے جمیع ماکان ومایکون کا علم تسلیم کر لیا جائے تو کلام الٰہی ”اِنَّ اللّٰہَ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدًا وما تدری نفس بای ارض تموت“، بیشک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور بارش اتارنا ہے اور ما فی الارحام کا علم رکھتا ہے اور کسی بھی جان کو یہ پتہ نہیں کہ وہ کل کیا کرے گی اور کسی بھی نفس کو یہ علم نہیں کہ وہ کس زمین پر مریگا۔ میں تعارض وتناقض واقع ہو جائے گا۔

نیز اقوال مفسرین کا ترک لازم آئیگا اس کا قوی اور صحیح ترین جواب جسکی تائید اقوال مفسرین سے بھی ہوئی ہے۔ یہ ہے کہ آیت مبارکہ مذکورہ میں ماسوی اللہ سے علوم خمسہ ذاتیہ قدیمہ کی نفی نہیں جو غیر مخلوق اور اللہ رب العزت

کی صفت خاص مراد ہیں ہمارے دعویٰ کے معارض ومنافض بھی نہیں کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم عطائی، مخلوق غیر قدیم اور حادث ثابت ہے ہمارے اس جواب کی تائید حضرت عارف باللہ ملا احمد جیون استاذ سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر علیہما کی تفسیر سے ہوتی ہے جو تفسیرات احمدیہ میں آیت مذکورہ کے تحت وارد ہے فرماتے ہیں۔

" ولك ان تقول ان علم هذه الخمسة وان كان لا يعلمهن الا الله لكن يجوز ان يعلمها من يشاء من محبيه واولياءه بقرينة قوله تعالى ان الله عليم خبير على ان يكون الخبير بمعنى المخبر (تفسیرات احمدیہ ص۴۰۵ ملا جیون علیہ الرحمہ)

اور یہ قول کرنا ممکن ہے کہ غیر اللہ گرچہ علوم خمسہ نہیں رکھتے لیکن جائز ہے کہ اللہ تعالٰے اپنے محبوبان خاص ومقربان بارگاہ کو نواز دے اس پر قرینہ یہ ہے کہ اللہ عزّوجل کا ارشاد ہے کہ وہ علیم وخبیر ہے اور خبیر مخبر کے معنی میں ہو"۔

اور علامہ شیخ احمد صاوی فرماتے ہیں۔

"اى من حيث ذاتها واما باعلام الله العبد فلا مانع عنه كالانبياء وبعض اولياء قال تعالٰے ولا يحيطون بشئ من علمه الا بما شاء وقال تعالٰے عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول قال العلماء الحق انه لم يخرج نبينا من الدنيا حتى اطلعه الله تعالٰے۔ (صاوی ص۲۶ ج۳)

یعنی علوم خمسہ ذاتیہ کی ہے لیکن عطاء الٰہی سے انکا حصول محال نہیں جیسے کہ انبیاء اور بعض اولیاء ارشاد الٰہی ہے کہ داننده غیب اپنے برگزیدہ رسول ہی کو اپنے غیب پر قدرت بخشتا ہے۔

علماء حق کا کہنا ہے کہ نبی پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اس عالم سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ اللہ عزّوجل نے ان پر آپ کو اطلاع بخشی ان تفاسیر مذکورہ میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ علوم خمسہ کی نفی باعتبار ذات ہے بایں سبب عطاء الٰہی انکا علم نہ تو محال عقلی وعادی ہے اور نہ مستبعد ہے بلکہ ممکن اور جائز الحصول ہے اور جب جائز الحصول اور ممکن الثبوت ہے تو بموجب ارشاد الٰہی " وعلمك ما لم تكن تعلم" اور خلق الانسان علمه البيان آپکو ان علوم خمسہ پر اطلاع تام اور انکشاف غیر مبہم حاصل ہے اور اس پر علماء اعلام کا اجماع واتفاق ہے علاوہ ازیں اور بہت سی آیات قرآنیہ منصوصہ شاہد ہیں ارشاد ربانی ہے وما كان هذا القرآن ان يفترى من دون الله ولكن تصديق الذى بين يديه وتفصيل الكتاب فيه من رب العالمين (پ ع) کہ یہ قرآن کسی مخلوق

کا افترا کردہ نہیں ہے البتہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور کتاب کی تفصیل کرنے والی ہے، اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ یہ رب العالمین کا سچا کلام ہے۔

آیت مذکورہ میں "تفصیل الکتاب" سے مراد نوشتۂ لوح محفوظ علم ما کان وما یکون تفصیلی ہے جیسا کہ تفسیر صاوی میں مذکور ہے۔
"وقوله وتفصيل الكتاب اى مفصل لما فى الكتاب وهو اللوح المحفوظ من علم ما كان وما يكون فى الدنيا والآخرة" (صاوی ج ۲ ص ۱۶۱) یعنی کتاب میں موجودہ چیزوں کی تفصیل کرنیوالا ہے اور وہ لوح محفوظ ہے جیسے کہ قرآن ان تمام امور کی تفصیل کرتا ہے جو لوح محفوظ میں ہیں یعنی دنیا و آخرت کے گزشتہ اور موجودہ و آئندہ امور کا علم۔

تفسیر مذکور میں صاف لفظوں میں صراحت موجود ہے کہ قرآن میں تمام امور دینیہ و دنیویہ کی تفصیلات موجود ہیں اور نبی پاک علیہ السلام پر قرآن عظیم ہر چیز کا واضح بیان بنا کر اتارا گیا۔ لہٰذا آپ کو جمیع ما کان وما یکون کا علم تفصیلی بعطاء خداوندی حاصل ہے خواہ وہ علوم خمسہ ہی کیوں نہ ہوں ورنہ نصوص میں تعارض و تناقص پیدا ہو جائے گا۔ اور اس کے دفع کی صورت تطبیق وہی ہے جو تفاسیر مذکورہ اور آیات قرآنیہ سے ثابت ہیں اور علماء حقہ کا اس پر اجماع ہے۔ اور نیز قرآن کی آیات اور بہت سے حادثات و واقعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کو علوم خمسہ حاصل ہیں جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس" (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۴۸۱) یعنی جب تمام لوگ فنا ہو جائیں گے تو شبنم کی طرح بارش ہوگی جسکے سبب جسم اپنی حالت اصلیہ پر ہو جائیں گے
اسی طرح روز خیبر یہ ارشاد فرمایا۔
"لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ" (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۶۳) کہ کل میں ایک جھنڈا ایک شخص کے ہاتھ میں دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ رب العزت فتح عطا فرمائے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اسکو محبوب رکھتے ہیں۔ اسی طرح اور بہت سارے حادثات ہیں کہ غیر اللہ کو بھی علوم خمسہ حاصل ہیں

باقی آئندہ

# اعلیٰ حضرت اور انگریز

مولانا شبیر احمد علوی

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر دور میں کچھ عبقری شخصیتوں کو کیف شہود پر جلوہ گر فرماتا ہے جو تنگ نظر، باطل پرست اور درندہ صفت لوگوں کے مقابل سینہ سپر رہ کر ان کے خوشے بد سے اسلام اور اہل اسلام کو نجات دلائے اور ان کے باطل قلعوں کو مسمار کرائے اور منہدم کر کے اپنے مسلک ومشرب کو تقویت پہنچائے انہیں مقدس اور متبرک ہستیوں میں حضور اعلیٰحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی اسم گرامی سر فہرست نظر آتا ہے جب گندم نما انگریزوں نے اساس اسلام کو متزلزل اور اس کے فروعات کو غیر مانوس قرار دیتے ہوئے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف کرنا مقصد حیات بنا لیا، آپ کی تعظیم وتوقیر اور عظمت ورفعت سے ناآشنا ان کا مشغلہ ہو گیا آپس میں الفت ومحبت اور یگانگت سے نابلد کرنا ان کی طینت وخصلت بن گئی۔ اتفاق واتحاد جیسی دولت گرانمایہ سے تہی دست کرنا، قتل وغارتگری اور حقدار کے حقوق کو تلف کرنا ان کے شب وروز کا معمول بن گیا مذہب وملت کے شیدائیوں کے ذہن وفکر کو تغیر وتبدیل کرنا ان کی زندگی کا طمغ امتیاز اور جزء لاینفک بن گیا تو وقت کے عظیم نباض دور بیں، حق شناس، مرد حق آگاہ، عظمت نبوت ورفعت رسالت اور محبت اولیاء امت کا جوہر شناس، عشق نبی میں متوالے اور گمراہ کن اشخاص کے لئے منارۂ رشد وہدایت حضور اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان کو زختوں اور بد نصیبوں کا رد بلیغ ان کی تردید میں سعی پیہم اور ان کی خباثت ورذالت کے اظہار کرنے میں اپنی زندگی وقف کر دی امام اہلسنت نے نہ صرف ان کی تردید فرمائی بلکہ تذلیل وتحقیر کا کوئی پہلو فروگذاشت نہ کیا ان کی مذمت میں متعدد رسائل تصنیف فرما کر جہانان اسلام پر احسان عظیم فرمایا۔ ان سے بیع وشراء ممنوع ومتروک قرار دیا مسلمانان اہلسنت کو ان سے خرید وفروخت کرنے سے باز رہنے رکھنے میں جہد مسلسل فرمائی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل سطور سے لگائے آپ فرماتے ہیں "اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدے کہ گھر کا نفع گھر میں رہنا اپنی حرفت وتجارت کو ترقی دینے کہ کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہے یہ نہ ہو تا کہ یورپ وامریکہ والے چھٹانک بھر تانبا کچھ صناعی کی گھڑت کر کے گھڑی وغیرہ رکھ کر دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی لے جائیں (حجاز جدید امام اہلسنت بحوالہ حیات صدر الافاضل ص۱۵۹)

آپ ان کی تعلیم وتربیت اور زبان سے بھی متنفر اور برگشتہ رہے اور اس سے مسلمانوں کے ذہن وفکر کو بچانے میں غایت درجہ جد وجہد کی اس سے بے رغبت کرنے میں پیہم کوششیں کیں آپ خود فرماتے ہیں "انگریزی اور وہ بے سود تضیع اوقات تعلیمیں جس سے کچھ کام دین تو دین دنیا میں بھی نہیں پڑتا جو صرف اس لئے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے این وآں و مہملات میں مشغول رہ کر دین سے غافل رہیں کہ ان میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو وہ یہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا

ہیں اور ہمارا دین کیا؟ جیسا کہ عام طور پر مشہود و معہود ہے جب یہ نہ چھوڑی جائیں اور نہ تعلیم و تکمیل عقائد حقہ و علوم صادقہ کی طرف باگیں نہ موڑی جائیں دہریت، نیچریت کی بیخ کنی ناممکن ہے کیا لیڈران اس میں ساعی ہیں؟ ہرگز نہیں"

حجاز جدید بحوالہ رسائل رضویہ ص ۹۳

حضور اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کو حکومت انگریزیہ سے قدر نفرت اور جلن تھی کہ اپنی تاحیات مقدس حکومت انگریز کو تسلیم نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ جب کچہری میں آپ کے خلاف مقدمہ پیش کیا گیا وہاں سے کچہری میں حاضر ہونے کا پروانہ آیا تو آپ نے صراحتًا یہ کہہ کر حاضر ہونے سے انکار کر دیا کہ ان کی حکومت ہی تسلیم نہیں کر سکتا تو ان کے فیصلے کو کیسے تسلیم کر سکتا ہوں اور وہاں حاضر ہونا بہت دور کی بات ہے یہ معاملہ شدت اختیار کر گیا توہین عدالت (کچہری) کے جرم میں گرفتار کر کے قید و بند کے ساتھ حاضر کرنے کا حکم نافذ کر دیا گیا پولیس نے اپنی پوری توانائی کے ساتھ گرفتار کر کے لے جانے کا عزم راسخ کر لیا اپنی مکمل کروفر کے ساتھ کاشانۂ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی پر آئی حکومت کا حکم اور اس کا پروانہ دکھایا تو وہ اپنی مقصد میں کامیاب نہ ہو سکی معاملہ آج فردا میں سنگین اور کٹھن ہوتا گیا نوبت ایں جا رسید کہ فوجی پولیس کو اس کے لئے مامور کیا گیا انجام اور نتیجہ سے بے خبر حضور اعلیٰحضرت کے در دولت کدہ پر پہنچ کر کچہری میں حاضر ہونے کو کہا۔ آپ نے حسب معمول پھر انکار فرمایا۔ انھوں نے اپنے رعب و دبدبے کے اظہار میں عقل و خرد سے عاری ہو کر آسان حل تلاش کرنے کے بجائے دشوار کن مرحلہ پیش کر دیا عقیدتمندان سلسلہ رضویہ قادریہ کا جم غفیر جمع ہو گیا سر سے کفن باندھ کر اپنے امام کے مکان کے گرد پروانہ وار پھرنے لگے پسینے پر خون بہانے کا آپس میں معاہدہ کر کے اپنی ارادت کا بین ثبوت فراہم کئے فوجی پولیس بھی مغلوب، شکست خوردہ اور اپنی ایفاء عہد میں غیر ذمہ دار ثابت ہوئے اور امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنی اصابت رائے پر جبل عظیم کی طرح قائم رہے! حجاز ملخص ہفت وار نجوم دہلی امام احمد رضا نمبر

انگریزوں نے جب نظر عمیق مسلمانوں کے اندرونی و بیرونی حالات و واقعات کا جائزہ لیا تو انہیں اپنا خواب شرمندۂ تعبیر ہوتا نظر نہ آیا بلکہ کشتی بھنور میں ہچکولے کھاتی نظر آئی تو غور و خوض کرنے لگے کہ ان میں کون سی طاقت کارفرما ہے جس کی وجہ سے ان مسلمانوں پر فتح و نصرت اور غلبہ حاصل نہیں ہوتا بالآخر ایک دن ان کی فہم و فراست میں یہ بات آہی گئی کہ ان کے آپسی اتفاق و اتحاد اور اتباع سنت و محبت رسالت ہے جس کی وجہ سے وہ غالب و کامراں ہیں اور ہم ان کے سامنے ہیچ ہیں اس لئے ان لعینوں نے دو گروہوں کو تیار کیا جو کار ابلیس کو نمایاں طریقے پر انجام دے سکے ایک گروہ آزاد ماڈرن قسم کے لوگوں کا تھا جنھوں نے اسلامی نظرئے اور اس کے لائحہ عمل سے متنفر کرنے کی سازشیں کیں۔ جس سے اسلامی صورت اور مذہبی سیرت مسخ ہو کے رہ گئی اور دوسرا گروہ وہ تھا جو جبہ و دستار میں ملبوس جو ان اہل اسلام کے ایمان و عقائد پر زہریلا نشتر چلا کر گمراہ اور بے دین کرنے میں منہمک تھے ظاہر میں نمازی و قاضی تھے اور باطن میں رہزنان ایمان و اسلام تھے دین کے نام پر ضمیر فروشی اور اخلاق و اخلاص کے نام پر تن پروری میں جو یاں رہتے تھے جن کے دام تزویر سے بچ کر نکلنا دشوار تھا ایسے پُرآشوب دور میں حضور اعلیٰحضرت امام اہلسنت نے ان رہزنان ایمان کے کالے کرتوت کو بنظر غائر مشاہدہ فرمایا اور ان کے مکر و فریب کو بے نقاب کر کے کلمہ خوان اہل حق پر یہ آشکارا فرمایا کہ یہ مذہب و ملت کے سراق ہیں ان سے دور بھاگنا، ایمان جیسے قیمتی نگینے کو ان کی صحبت قبیحہ سے ملوث اور مخلوط نہ کرنا، سرکار دو جہاں رحمت این و آں صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت و محبت سے خانۂ دل کو مجلی و مصفی کرنا اور مدینے والے آقا سے اپنے کو دور نہ کرنا ورنہ ہلاک و برباد ہو جاؤ۔

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں امام اہلسنت

آبروئے دین ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو آن اور رسالت ان گندم نما جو فروشوں کی توہین و تذلیل اور تقبیح و تفضیح کا گوشہ پانے کے بعد استہزاء و تمسخر اڑانے میں مبالغہ فرماکے حقارت و رزالت کو ظاہر انہ آفتاب کرنے میں مساعی بیہم کرتے اور لوگوں پر یہ آشکارہ فرماتے کہ کسی صورت میں بھی تعظیم و توقیر اور عزت افزائی کے مستحق نہیں بلکہ لعنت و مزمت کے تعر عمیق میں سپرد کر دینے کے لائق و قابل ہیں۔

اس پر واضح ثبوت اور بین دلیل اور حضرت برھان ملت حضور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہما کی تحریر ہے جیسے اکرام امام احمد رضا میں رقم طراز ہیں۔ "ایک دن بعد نماز عصر تفریح کے لئے بگھی پر گن گیرج فیکٹری کی طرف نکلے فوجی گوروں کی پارٹی فیکٹری سے اپنے اپنے کوارٹروں کی طرف جارہی تھی۔ انہیں دیکھ کر حضرت نے فرمایا۔ "کم بخت بالکل بندر ہیں" مولانا حسنین میاں نے فرمایا۔ "صرف دم کی کمی ہے"، میری زبان سے بے ساختہ نکل گیا "وہ کثرت استعمال سے حذف ہو گئی"، اس فقرے پر حضرت اور سب ہنسے اور حضرت کے قہقہ کی آواز سنی گئی فرمایا۔ "حذف کی علت خوب رہی"، ص۱۹

ثانیاً آپ لفافوں پر الٹا ٹکٹ چسپاں کرتے تھے "تاکہ ان کا سر پستی کی طرف مائل ہو اور پیچے کا حصہ اوپر کی طرف اٹھ جائے اور زلت و رسوائی میں تشدید و مبالغہ ہوا سکی طرف ماہر رضویات پروفیسر مسعود کی تصنیف کردہ کتاب امام احمد رضا اور تحریک ترک موالات مشیر ہے!

تحریک ترک موالات کی بنیاد پر کچھ تنگ نظر اور بدنصیب لوگوں سے آپ پر بے دست و پا اور رکیک اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا کسی نے انگریز کا زرخرید غلام کہا کسی نے نمک خوار کہا اور کسی نے چاپلوس اور معین و مددگار ہونے کا الزام لگایا خود مولوی عبد الرزاق ملیح آبادی اپنی کتاب ذکر آزاد ص۲۰ پر لکھتے ہیں "اور وہ (اعلیحضرت امام احمد رضا) خلافت تحریک کے اور ہر اس تحریک کے جانی دشمن تھے جو انگریزی راج کے خلاف ہو"

ملیح آبادی صاحب نے بڑی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ حضور اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کو انگریزوں جیسے بدنصیب اور سفاک کا موافق اور ان کے خیر خواہ ہونے کا بہتان، طرازی اور افتراء پردازی کرنے کی جدوجہد کی ہے اور معین و مددگار ہونے کو ثابت کرنے کی کوشش کی لیکن میں جناب ملیح آبادی سے گزارش کردوں گا کہ آپ اور اپنے تمام ہم خیال لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک ہی نظیر و مثیل پیش کر دیں جس سے یہ ظاہر و باہر ہو جائے کہ اعلیحضرت امام اہلسنت نے ان کی امداد و اعانت فرمائی ہو یا کسی لمحہ ان کی خیر خواہی کی ہو!

ذرا چند منٹ وہ اپنے گھر کی خبر لیں اور اپنے اوپر ماتم کریں کہ جس چیز کی تہمت رسائی اور الزام تراشی کر رہے ہیں اسی میں انہیں کے علماء اور زعماء پیش پیش نظر آرہے ہیں اور اسی طرح معین و مددگار بنے کہ انکے دن کا چین اور رات کا سکون کبھی میسر نہیں ہوتا۔ ملاحظہ ہو سید احمد صاحب اپنے فتوی میں لکھتے ہیں کہ "ہم (سید احمد اور ہمارے چیلے) سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرا دیں کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا اور نہ سکھوں کا"، سوانح اعلیٰحضرت ص۲۷ بحوالہ تواریخ عجیبہ ص۹۱

مرزا حیرت اپنی کتاب حیات طیبہ ص۲۹۷ میں لکھتا ہے کہ "لارڈ ہیٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا" امیر خاں لارڈ ہیٹنگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا سوانح اعلیحضرت بحوالہ تواریخ عجیبہ۔

مرزا حیرت ہی کی کتاب حیات طیبہ ص۲۹۶ میں ہے کہ "(مولوی اسماعیل دہلوی نے فرمایا) بلکہ اگر کوئی ان پر (انگریزوں پر) حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ

اس حملہ آور سے لڑیں اور اپنی (انگریزی) گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں"

تواریخ عجیبہ صفحہ ۷۳ پر ہے کہ وہ یہ بھی روایت صحیح ہے کہ اثناء قیام کلکتہ میں ایک مرتبہ مولانا اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے فتوی پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے کہ نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار (انگریزی) پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔

حیات جاوید ملکہ ۱۸۷ میں حالی نے سر سید احمد کا بیان یہ لکھا ہے کہ وہابی وہ ہے جو خالصاً خدا کی عبادت کرتا ہو اور موحد اور اس کا اسلام ہوائے نفسانی اور بدعت کی آمیزش پاک ہو اس کو یہ کہنا کہ وہ ہمیشہ در پردہ تخریب سلطنت (انگریزی) کی فکر میں رہتا ہے اور چپکے چپکے منصوبے باندھا کرتا ہے اور غدر بغاوت کی تحریک کرتا ہے محض تہمت ہے ہم (سر سید احمد) اس وقت بہت سے ایسے آدمی کا نشان (اور پتہ) دے سکتے ہیں جو (انگریزی) سرکار کے ایسے ملازم (نوکر) ہیں کہ ان سے زیادہ (انگریزی) سرکار کا خیر خواہ اور معتمد کوئی نہیں"

تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۷۹ پر ہے جیسا کہ آپ حضرات (مولوی رشید احمد اور مولوی قاسم نانوتوی صاحبان) اپنی مہربان (انگریزی) سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تا زیست (زندگی بھر) خیر خواہ ہی رہے!

جناب شبلی نعمانی نے اپنی پرانی خدمتگزاری کی یاد تازہ کرتا ہوا لکھتا ہے ۱۹۰۹ء میں میں نے (ماہوار جریدہ) الندوہ میں ایک مستقل مضمون کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ مسلمانوں پر انگریزی حکومت کی اطاعت و وفاداری مذہبا فرض ہے سوانح اعلیٰحضرت بحوالہ شبلی نامہ صفحہ ۲۵۲ ان تمام شواہد و نظائر کے مطالعہ کے بعد جناب ملیح آبادی صاحب اپنی ہی بات کا اعادہ کر دیں سہ

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کی داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ملیح آبادی کے قول کی تردید میں ہم صرف اتنا ہی کہکر اکتفا کر لیتے ہیں کہ حضور اعلیٰحضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کا دامن انگریزوں کی دوستی کی آلائش سے پاک وصاف ہے کیوں کہ اگر آپ کو کچھ بھی ان نکموں سے خیر خواہی اور الفت و محبت ہوتی تو انہیں محور مزاق نہ بناتے، ان کے ردو ابطال میں متعدد رسائل تصنیف نہ فرماتے" انہیں نفرت و حقارت بھری نگاہوں سے نہ دیکھتے جیسا کہ واقعات سے واضح ہو چکا!

ایک مرتبہ جب آپ کی بارگاہ عالی مرتبت میں ایک عیسائی نے آیات قرآنیہ پر اعتراض کرتا ہوا استفتاء ارسال کیا۔ جس کے جواب میں ایک تحقیقی رسالہ مسمی بہ الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام تصنیف فرمایا اور اپنے مشرب کو اظہر من الشمس کیا اور ایسا مسکت جواب لکھا جسکو دیکھ کر دشمنان اسلام و معاندین مذہب و ملت خائب و خاسر اور انگشت بدنداں رہ گئے اس میں حقائق و معارف کی روشنی میں ان پر خوب لعنت و ملامت کی ایک جگہ آپ تحریر فرماتے ہیں: "اللہ اللہ یہ قوم — یہ قوم سراسر لوم یہ لوگ — جنہیں عقل سے لاگ جنھیں جنوں کا روگ — یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں؟ — انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!

بریلی شریف سے ماہنامہ الرضا نکلتا تھا جس کے ماہ ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء کے شمارے میں یہ عنوان قایم کیا "انگریزی درسگاہیں ہمارے لئے کافی نہیں" پھر جم کر انگریزی تعلیم اور ان کے مدارس پر شدید تنقید فرمائی!

کم نظر لوگ انگریزوں سے ساز و باز اور ان سے میل و ملاپ اور رسم و رواداری کی بات کرتے ہیں آپ کسی مسلمان نواب یا رئیس کی دریوزہ گری نہیں فرماتے ان کی

مدحت سرائی اور تعریف و توصیف سے اپنی زبان مبارک پراگندہ اور آلودہ نہیں کرتے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا؟ کہ جس عاشق رسول کی زبان نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی و نعت خوانی سے مستفیض ہو وہ کسی دوسرے نوابوں اور تو انگروں کے لئے کیسے کھل سکتی ہے ان کا اندازہ مندرجہ ذیل سطور سے کیجئے جب نواب نانپارہ راجہ شہادت علی کی تعریف میں دیگر شعراء اور غزلیات کے دلدادہ قصیدہ لکھ لکھ کر اس کے پاس لاتے اور انعام و اکرام سے اپنے کو مستفیض کرتے جب ایک عقیدتمند نے سرکار اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ سے نواب کی تعریف میں قصیدہ لکھنے کے لئے عرض کیا تو آپ نے ایک نعت مقدس قلم بند کیا جس کا مطلع یہ ہے ؎

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

(حدائق بخشش) اور مقطع میں کس اسلوب بیان سے اس کے خیال کی تردید اور رد بلیغ کرتے ہوئے نانپارہ کو پروتے ہیں ؎

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

یہ لوگ سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کا خیر خواہ ہونے کا الزام لگاتے ہیں امام اہلسنت مسلمان نواب کو خاطر میں نہ لاتا ہو اس کو اپنے در دولت پر حاضری کا شرف نہ بخشتا ہو اس سے کنارہ کش اور الگ تھلگ رہتا ہو وہ امام دشمنان اسلام معاندین مذہب و ملت کی خیر خواہی اور دریوزہ گری کب کر سکتا ہے اس سے محبتانہ روابط و ضوابط کیسے گوارہ کر سکتا ہے ملاحظہ ہو۔ حامد علی خاں نواب رامپور جس کو حضرت مہندی حسن میاں سے شرف انتساب حاصل تھا حضرت مہندی حسن میاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اس نواب کو لیجانے کی غرض سے بریلی اسٹیشن پہنچے اور وہاں سے مدار المہام کے بدست ڈیڑھ روپئے کی نذر بھیجی اور کہلا بھیجا کہ حضور اس نواب کو ملاقات کا ذریں موقعہ عنایت فرمائیں وہ دے کر بارگاہ اعلیٰحضرت میں پہنچا اور لاتے ہوئے تحفے کو خدمت میں پیش کر دیا آپ نے اس ہدیے کو یہ کہہ کر واپس فرما دیا کہ یہ اتنی نذر کیسی میاں کو نذر مجھے پیش کرنی چاہیئے پھر نواب کو حاضر ہونے کی اجازت طلب کی جس کا حضرت میاں نے حکم دیا تھا اعلیٰحضرت نے اس وقت کتنا پیارا جواب دیا تھا۔ فرمایا۔

فقیر کا مکان نہ اس قابل کہ کسی والی ریاست کو بلا سکوں اور نہ میں والیان ریاست کے آداب سے واقف کہ خود جا سکوں (ملخص از امام احمد رضا اور تصوف ص۹۵ بحوالہ حیات اعلیٰحضرت)

علی سبیل تنزل اگر ان کے قول کو تسلیم کر لوں تو ایک عظیم استحالہ لازم آئے گا جس کا دفع کرنا مشکل بلکہ محال ہوجائیگا علماء عرب و عجم نے امام اہلسنت کے تجدیدی کارنامے دیکھ کر اور سن کر چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے اور آپ کو مصلح امت اور دیگر عظیم عظیم القابات سے یاد فرماتے ہوئے فتاوی حسام الحرمین وغیرہ پہ تقریظیں لکھی ہیں مجدد کی تخلیق کا مقصد مردہ سنتوں کو زندہ کرنا اور مذاہب باطلہ وادیان رزیلہ کا قلع قمع کر کے ملت بیضاء کو درخشندہ و تابندہ کرنا ہے اور یہی اس کی زندگی کا عین مقصد اور سبب زیست ہوا کرتا ہے اور انگریزوں کے خیر خواہ، رفیق کار، معتمد علیہ، بے نظیر خدمت گذار وفادار غلام اور ان سے سازو باز رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ انگریزوں کے مشن کو تابانی و درخشندگی بخشنا ان کے گندے اور گھنونے کرتوت کو اپنا کر شیرازہ اسلام کو منتشر اور تتر بتر کرنا، ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کو نفاق و جدائی سے بدل دینا اور ان کے ملبوسات کو زیب تن کر کے غیر اسلامی صورت بنانا ہے!

اب دونوں کے مقصد میں دیکھئے آپ کو منافات اور تعارض و تناقض نظر آئے گا ایک دوسرا اس طرح جداگانہ ہے جس طرح زمین و آسمان جداگانہ ہے۔ علماء اسلام و مفتیان فخام نے آپ کو مجدد مان لیا تو یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ ان کے حامی و مددگار نہ

اور ان کے شریک کار نہ تھے اگر آپ انگریزوں کے نمک خواروں اور وفاداروں میں ہوتے تو ایسے علمائے کرام و مفتیان عظام مجدد دین و مصلح امت نہ کہتے حسام الحرمین پر تقریظیں اور مہر ثبت نہ فرماتے اور اگر آپ انگریزوں کے معاونین و معتمدین میں سے ہوتے تو ان بزرگان دین کا قول کاذب اور خود یہ حضرات جھوٹے اور گنہگار ٹھہریں گے جس سے سب کا گنہگار ہونا لازم آئے اس سے بچانا ضروری ہے اس لئے سب کو تسلیم کرنا پڑے گا امام اہلسنت فاضل بریلوی کا دامن معترضین و معاندین کے اعتراض سے پاک وصاف ہے آپ ہمیشہ انگریزوں سے برگشتہ اور علیحدہ رہے۔

## منقبت

نظر رجالنومی

ہو جس پر بھی تمہاری چشم فیضان مفتیٔ اعظم
یقیناً زندگی اس کی ہو شاداں مفتیٔ اعظم

تمہیں جان امام احمد رضا کہلائے عالم میں
تمہارے چاہنے والے ہیں نازاں مفتیٔ اعظم

تمہارے نام سے بیتاب دل کو چین ملتا ہے
تمہاری یاد آرام دل و جان مفتیٔ اعظم

خدا بھر دے گا دامن گوہر مقصود سے اس کا
جو آجائے تمہارے زیر داماں مفتیٔ اعظم

قسم ہے وہ خودی میں ڈوب کر سرشار ہو جائے
عطا کر دو جسے تم جام عرفاں مفتیٔ اعظم

چمکتا ہی رہے گا چاہنے والوں کے سینوں میں
وہ تم نے بھر دیا ہے نور ایماں مفتیٔ اعظم

وسیلہ سے تمہارے بات بنجائے نظرؔ کی بھی
یہی حسرت، یہی ہے دل کا ارماں مفتیٔ اعظم

## جشن صدسالہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ

آج مورخہ ۶ اگست سنہ ۱۹۹۰ء مطابق ۱۴ محرم الحرام بروز پیر بقیۃ السلف عمدۃ الخلف تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کا جشن صدسالہ نہایت ہی احتشام کے ساتھ محلہ بال جیتی شہر کہنہ بریلی میں منایا گیا۔

جس کی صدارت حضرت مولانا شرافت خاں نوری بریلوی نے فرمائی۔ اور نظامت کے فرائض حضرت مولانا صوفی افسر علی صاحب امام جامع مسجد صوفی ٹولہ نے انجام دیئے۔

جس کے مقررین خصوصی حضرت علامہ مولانا قاری سلطان رضا نوری جامعہ نوریہ رضویہ بریلی و حضرت مولانا ذوالفقار علی خاں ایڈیٹر ماہنامہ سنی دنیا بریلی۔ و حضرت مولانا محمد حسین خاں نوری بریلوی۔ اور ان کے علاوہ دیگر مقررین بھی موجود تھے۔

اہل جلسے نے نہایت ہی پر جوش انداز سے اپنے آنے والے مہمانوں کا استقبال کیا۔

مقررین کے بعد صدر کمیٹی جناب جمال احمد صاحب صدیقی نے تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔

بعدہٗ صلاۃ سلام پر جلسے کا اختتام ہوا۔

مرسلہ

غلامان مفتی اعظم

محلہ بال جیتی بریلی (یوپی)

# کھانا کھانے کے آداب

حکیم محمد ادریس خان قادری بریلوی

کھانا کھانے کے آداب میں ہے کہ کھانے سے پیشتر ہاتھ دھوئے، کھانے کا آغاز نمک سے کرے اور نمک ہی پر اختتام کرے کیونکہ رسول پاک کا ارشاد ہے کہ کھانے کا آغاز نمک سے کرو اور نمک ہی پر ختم کرو، نمک نشتر بیماریوں کیلئے شفا ہے

کھانا شروع کرنے سے پیشتر بسم اللہ شریف پڑھنا واجبات میں سے ہے جب کوئی بغیر بسم اللہ کے کھانا کھاتا ہے تو شیطان اپنی ذریت سے کہتا ہے کہ تمکو آج رات رہنے کا اور کھانے کا ٹھکانا مل گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں جب کوئی کچھ کھائے پیئے اور کوئی چیز پکڑے تو داہنے ہاتھ سے پکڑے اور کسی کو کچھ دے تو سیدھے ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے اور کسی کو کچھ دیتا ہے تو بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور کسی سے کچھ لیتا ہے تو بائیں ہاتھ سے لیتا ہے،

## کھانا ننگے سر نہ کھانا

نا اہل اسلام کا شعار ہے ننگے سر کھانا کھانا یہود مجوس کا شعار ہے۔ دستر خوان پر خاموش نہیں بیٹھنا چاہیئے کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے۔ روٹی اور گوشت کو چھری سے کاٹنا روا نہیں اس کو منع کیا گیا ہے کھانا خندہ پیشانی سے کھانا چاہیئے۔ دستر خوان پر جب تک سب لوگ کھانے سے فارغ نہ ہو جائیں اس وقت تک کھانے سے ہاتھ نہیں کھینچنا چاہیئے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دستر خوان بچھایا جائے تو اس وقت تک وہاں سے کوئی نہ اٹھے جب تک کہ دستر خوان نہ اٹھایا جائے خواہ اس کا پیٹ بھر ہی جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس کے ساتھی دست کشیدہ دیکھ کر شرمندہ ہو جائیں اور ہاتھ کھانے سے کھینچ لیں اور اس وقت تک وہ شکم سیر نہ ہوئے ہوں۔ کھانے

سے فراغت کے بعد خدا کا شکر ادا کرے۔

دسترخوان پر سرکہ اور سبزیوں کا ہونا برکتوں کا موجب ہے اور سنت ہے اگر دسترخوان پر میزبان موجود ہوں تو اس پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں حضرت رسول پاک کا ارشاد ہے سرکہ بہت اچھا ہے سالن ہے الٰہی سرکہ میں برکت عطا فرما۔

مجھ سے پہلے آنے والے پیغمبروں کا یہ سالن تھا اور جس گھر میں سرکہ ہوتا ہے وہ گھر ویران نہیں ہوتا کھانا کھاتے وقت نظر اپنے سامنے رکھنا چاہیئے دوسرے کھانے والوں کے چہروں کو نہ دیکھنا چاہیئے نیز کھانے کے لئے جب بیٹھے تو بائیں پیر کے سہارے پر بیٹھے اور داہنے پیر کو کھڑا رہنا چاہیئے، کھاتے وقت کسی چیز کا سہارا یا ٹیک لگا کر منع فرمایا ہے،

حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب کھانا سامنے رکھا جائے تو اسے کناروں سے شروع کرو وسطی حصہ کو چھوڑو کہ برکت کا نزول وسطی حصہ میں ہوتا ہے، نیز کھانا میں عیب نہ نکالو کھانا کھاتے میں اگر کوئی لقمہ گر جائے۔ تو اس کو اٹھا کر کھالو، حضرت رسول پاک کا ارشاد ہے جب کھانے میں تم سے لقمہ گر جائے تو اس کی خرابی دور کرکے کھالو اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑا جائے کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لی جائیں برتنوں کو بالکل صاف کرنا چاہیئے چاول کے دانے یا جنس کے ریزے برتن میں نہ لگے رہیں

اگر کھانا گرم ہو تو اس پر پھونک مار کر ٹھنڈا کرنے کو رسول پاک نے منع فرمایا ہے۔ دسترخوان پر کھانے کے گرنے ہوئے ریزے اٹھا کر کھانے سے رزق میں بہت برکت ہوتی ہے ارشاد پاک ہے جو شخص اپنے کھانے کے گرے ہوئے ریزے دسترخوان سے اٹھا کر کھائے گا۔ رزق اس کے پیچھے بھاگا بھاگا پھرے گا اور اس شخص کو کوڑھ کی بیماری نہیں ہوگی۔

ادب سچے موتی اور سونے کا نہیں ادب رزق کا ہے، کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا اور پونچھنا چاہیئے تاکہ کچھ چکنائی وغیرہ لگی نہ رہے اور کھانے سے پیشتر ہاتھ دھو کر پونچھنا نہیں چاہیئے اور اگر کوئی مہمان آجائے تو کچھ ماحضر موجود ہو مہمان کے سامنے رکھدینا چاہیئے تکلیف اور تصنع منع ہے اور جب کوئی کسی کا مہمان ہو تو میزبان جو کچھ بھی کھانا پیش کرے اس میں عیب نہ نکالے اور بخوشی بقدر حاجت کھائے۔

**آداب طعام** میں یہ بھی ہے کہ جو کھانا کسی کے آگے پیش کرے وہ شخص اسے حقیر نہ سمجھے حضرت رسول پاک کے ایک صحابی فرمایا کرتے تھے ان دو شخصوں میں کونسا شخص زیادہ گنہگار ہے ایک وہ جو ماحضر کو حقیر سمجھے ایک وہ جو اپنے کھانے کو حقیر اور معمولی سمجھ کر مہمان کے آگے پیش کرنے سے گریز کر رہا ہو۔

کھانے سے فراغت کے بعد سورہ اخلاص اور سورہ قریش پڑھنا چاہیئے۔ لوگ جب کھانے میں مصروف

ہوں تو ان کے پاس جانا روا نہیں ایک مقولہ ہے جو بغیر بلائے کھانے کی طرف چلتا ہے وہ فاسق ہو کر چلتا ہے اور حرام کھاتا ہے

البتہ ایسے لوگوں کے پاس کھانا کھاتے وقت جانے میں کوئی مضائقہ نہیں جو بغیر بلائے کھانے سے خوش ہوتے ہیں، حضرت رسول کا ارشاد ہے آداب طعام میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب خوب بھوک معلوم ہو اس وقت کھانا کھائے اور پیٹ بھرنے سے پہلے چھوڑے کچھ بھوکا اٹھے ایک بزرگ کا ارشاد ہے بطنک دنیاک یعنی تیرا پیٹ ہی دنیا ہے اگر کم کھائے تارک الدنیا ہو گا زیادہ کھائے گا دنیا دار ہو گا۔ شیطان کا مقولہ ہے جو شخص پیٹ بھر کر نماز میں مشغول ہوتا ہے میں اس سے معانقہ کرتا ہوں۔ ایاس کر لینا چاہیے کہ میرا اثر کہاں تک ہے اور بھوکا جب سوتا ہے تو میں اس سے دور بھاگتا ہوں ایاس کرنا چاہیے کہ میں اس کی نماز کی حالت میں کسقدر نفرت کرتا ہوں۔

کھانے پینے کی چیز میں اگر مکھی گر جائے تو اس کو کھانے میں غوطہ دے کر پھینک دینا چاہیے۔ مکھی گرنے سے کھانا گندہ نہیں ہوتا مکھی کے علاوہ کوئی اور چیز سانپ بچھو وغیرہ ہو تو کھانا حرام ہو جاتا ہے،

**پینے کے آداب** پانی دودھ شربت پینے کی چیز کو چوس کر پینا بجائے گھونٹ گھونٹ کر کے پینا مستحب ہے۔ جانوروں کی طرح ایک دم سانس کھینچ کر نہ پیئے بلکہ سانس لیکر تین مرتبہ میں پیئے مگر برتن میں سانس نہ لے۔ شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے،

**خلاصہ کلام** کھانے پینے میں بارہ باتیں خاص ہیں ان میں چار فرض ہیں چار سنتیں ہیں چار مستحب،

**کھانے کے فرائض** کھانے والے کو معلوم ہونا کہ کھانا کن ذرائع سے حاصل ہوا ہے وجہ حرام سے تو نہیں، دوسرے بسم اللہ شریف کا پڑھنا تیسرے کھانا جو ملے اور جتنا ملے اس پر قناعت کرنا۔ چوتھے آخیر میں شکر بجالانا۔

**کھانے کی سنتیں** کھانا کھانے میں بائیں پیر پر بیٹھنا دوسرے نوالہ کو تین انگلیوں سے کھانا تیسرے کھانا کھانے سے فراغت حاصل کر کے انگلیوں کو چاٹنا۔ چوتھے اپنے سامنے سے کھانا

**کھانے کے مستحبات** چھوٹا لقمہ کھائے اور خوب چبائے دوسرے کھانا کھانے میں دوسروں کی طرف کم دیکھے، تیسرے روٹی کو دسترخوان کی طرح فرش نہ بنائے کہ اس پر سالن وغیرہ رکھ کر نہ کھائے، چوتھے تکیہ لگا کر یا چت لیٹ کر نہ کھائے۔

## کھانے کے برتن

سونے چاندی یا سونا چاندی کا ملمع کیا ہوا برتنوں میں کھانا پینا ناجائز ہے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا ارشاد ہے جو سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے۔

دنیا کے ہر امور میں اتنا ہر مسلمان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم مسلمان ہیں اور اس امر میں ہمارے سرکار ابد قرار کا کیا حکم ہے۔

## زبان کے زخم

خادم حبین اشرفی متعلم مدرسہ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہے (بخاری شریف کتاب الایمان جلد ۱ ص۶)

مسلمان کی یہی شان ہے کہ وہ اپنی زبان سے نہ جھوٹ بولے نہ غیبت کرے نہ چغلی کھائے، نہ گالی بکے نہ کسی مسلمان کو برا کہے نہ ہاتھ سے مارے نہ ستائے نہ تکلیف پہنچائے، حدیث شریف میں زبان کو ہاتھ پر مقدم فرمایا۔ کہ زبان سے نسبتاً زیادہ ایذا پہنچتی ہے ہاتھ کی ایذا سے کیوں کہ ہاتھ صرف موجود کو ایذا پہنچا سکتا ہے اور زبان گزرے ہوں اور موجودہ اور آئندہ آنے والوں سب کو ایذا پہنچتی ہے قلم زبان کے حکم میں ہے نیز زبان کا زخم نیزہ اور تلوار سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نیزہ کے زخم بھر جاتے ہیں لیکن زبان کا زخم مندمل نہیں ہوتا۔

## احکام خداوندی

(۱) اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔

(۲) لوگوں سے بے رخی مت کر اور زمین پر اترا کر مت چل کیوں کہ اللہ تعالیٰ کسی شیخی خور اترانے والے کو پسند نہیں کرتا۔

(۳) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو خدا کی عنایت سے لوگوں سے نرمی سے پیش آتے رہو اگر تم کہیں کج خلق اور سخت دل ہوئے تو یہ لوگ تمہارے آس پاس سے ہٹ جاتے۔

(۴) کیا تمہارا خیال ہے کہ تم بے فائدہ پیدا کئے گئے ہو اور تم ہماری طرف نہ پھروگے۔

(۵) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے خدا کے لئے وجہ خروج بنا دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جو اسے خواب وخیال میں بھی نہ تھا۔

(۶) بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم خود نہیں کرتے

(۷) خدائے تعالیٰ سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو خدائے تعالیٰ کے آثار قدرت کا علم رکھتے ہیں

محمد افضال رضوی متعلم جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

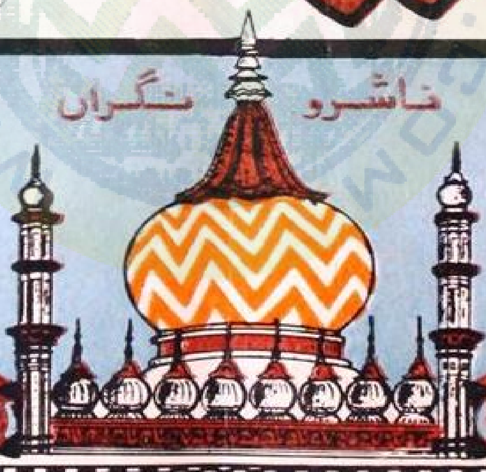
یادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ



بریلی شریف

# ی دُنیا

ناشر و نگراں



مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قائم مقام مفتیِ اعظم ہند بریلی شر

بیادگار : حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
بظل عاطفت : حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

# ماہنامہ سُنّی دُنیا بریلی شریف

جلد ۹ شمارہ ۹۳

اکتوبر سنہ ۱۹۹۰ء ...... ربیع الاول سنہ ۱۴۱۱ھ

ایڈیٹر

محمد ذوالفقار علی خاں نوری

## شرح خریداری

☆☆☆☆☆☆☆☆

قیمت فی شمارہ ______ ۵

سالانہ ______ ۵۰

غیر ممالک سے ______ ۲۵۰

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر، بی، آر، ۱۵۷

رجسٹریشن نمبر

REGDNOX 117 (82)

VOL-3

فون ______ ۷۲۱۶۶



مقام اشاعت ______ ۸۲، سوداگران رضا نگر بریلی شریف

مطبوعہ ______ صائمہ آفسیٹ پریس خواجہ قطب بریلی شریف

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ،

منیجر سُنّی دنیا

۸۲، سوداگران رضا نگر پوسٹ بکس ۲۳۵

بریلی شریف (یوپی)

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں۔

منیجر

محمد ذوالفقار علی خان

اداریہ

# باب سخن

ربیع الاول شریف یعنی انسانیت کی پہلی بہار جسکی بارہویں تاریخ کو مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہوکر عالم انسانیت کو انسانیت کے مقام سے روشناس کیا تھا، غیر اللہ کی غلامی سے نجات دی تھی، خدا پرستی کا سبق پڑھایا تھا۔ اس کی آمد پر جس قدر بھی فخر و مباحات کیا جائے ہیچ ہے، مسرت و شادمانی کا جتنا بھی اظہار کیا جائے کم ہے۔ مگر افسوس! جب آج وہ مبارک و مسعود تاریخ سامنے ہے تو عالم اسلام کے دل زخموں سے چور ہیں، آنکھیں، اشک بار ہیں۔ ان کی زبانوں سے خوشی و انبساط کے ترانوں کے بجائے دبی دبی خاموش کراہیں سنائی دے رہی ہیں۔ کیونکہ حجاز مقدس کی وہ پاک سرزمین جسے نبی رحمت نے ہزار قربانیوں کے بعد کفر و شرک کی آلودگیوں سے پاک کیا تھا اور "اخرجوا الیھود والنصاریٰ" کا مقدس فرمان جاری کرکے مسلمانوں کو اس کی صیانت و حفاظت کی ذمہ داری قیامت تک کے لیے سونپی تھی — آج آل سعود کی حرص اقتدار، عیش پرستی کوتاہ فہمی اور ناعاقبت اندیشی نے امریکی اور برطانوی فوجیوں کی شکل میں یہودی صیہونیوں اور نصرانی سامراجیوں کو پھر سے لاکر بسا دیا ہے،

آہ! حرمین طیبین کی وہ مقدس سرزمین جس کے متعلق امام احمد رضا نے فرمایا تھا ؎

حرم کی زمیں اور قدم رکھکے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

اور حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا تھا ؎

سنگ در جاناں ہے ٹھوکر نہ لگے اسکو
لے ہوش پکڑ اب تو اے لغزش مستانہ

اس مقدس سرزمیں کو یہود و نصاریٰ امریکی و برطانوی فوجیوں کی شکل میں اپنے ناپاک قدموں سے پامال کرتے پھر رہے ہیں۔ اس لیے پورے عالم اسلام کا فریضہ ہے کہ اس مقدس سرزمین کو ان ناپاک قدموں سے پاک کرانے کے لیے مشترکہ طور پر آل سعود پر دباؤ ڈالیں — بلکہ جان کی بازی لگاکر بھی امریکی اور برطانوی فوجوں سے دیار پاک کا انخلا ممکن ہو تو اس سے بھی دریغ نہ فرمائیں۔ خدانہ کردہ آل سعود اس کے لئے تیار نہ ہوں اور وہ یہود و نصاریٰ کی حمایت میں عالم اسلام کے لیے راہ کی رکاوٹ بنیں تو اسے بھی مجبور کردیں کہ وہ امریکہ برطانیہ جہاں جی چاہے بخوشی چلے جائیں۔ حرمین طیبین کسی کی جاگیر نہیں، بلکہ اس کی پاسبانی پورے عالم اسلام کا مشترکہ فریضہ ہے۔ اور دنیا کے سارے مسلمان مقامات مقدسہ کی حفاظت و صیانت کے لیے تیار رہیں ؎

ایک ہیں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

# کلامِ رضا

از :- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا
لمعۂ باطن میں گمنے جلوۂ ظاہر گیا

تیری مرضی پاگیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا

بڑھ چلی تیری ضیا اندھیر عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا

تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا
تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بجرا تر گیا

بندھ گئی تیری ہوا ساوہ میں خاک اڑنے لگی
بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

وہ کہ اس در کا ہوا خلقِ خدا اس کی ہوئی
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوفِ حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

رحمۃ للعالمین آفت میں ہوں کیسی کروں
میرے مولیٰ میں تو اس دل سے بلاؤں گھر گیا

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتہً منھ پھر گیا

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

اللہ اللہ یہ علوِ خاصِ عبدیت رضاؔ
بندہ ملنے کو قریبِ حضرتِ قادر گیا

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضاؔ اول گیا آخر گیا

# ضیائے قرآن

(ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا"

اے بالاپوش اوڑھنے والے کھڑے ہوجاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو او بتوں سے دور رہو اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو اور اپنے رب کے لیے صبر کیے رہو پھر جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن کرا دن ہے کافروں پر آسان نہیں اسے مجھ پر چھوڑ جسے میں نے اکیلا پیدا کیا اور اسے وسیع مال دیا اور بیٹے دیئے سامنے حاضر رہتے اور میں نے اس کے لیے طرح طرح کی تیاریاں کیں پھر یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں ہرگز نہیں وہ تو میری آیتوں سے عناد رکھتا ہے قریب ہے کہ میں اسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں بیشک وہ سوچا اور دل میں کچھ بات ٹھہرائی تو اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر نظر اٹھا کر دیکھا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا پھر بولا یہ تو وہی جادو ہے اگلو سے سکھا یہ نہیں مگر آدمی کا کلام کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے دوزخ میں دھنساتا ہوں اور تم نے کیا جانا دوزخ کیا ہے نہ چھوڑے نہ لگی رکھے آدمی کی کھال اتار لیتی ہے اس پر انیس ۱۹ داروغہ ہیں اور ہم نے دوزخ کے داروغہ نہ کیے مگر فرشتے اور ہم نے ان کی یہ گنتی نہ رکھی مگر کافروں کی جانچ کو اس لیے کہ کتاب والوں کو یقین آئے اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو کوئی شک نہ رہے اور دل کے روگی اور کافر کہیں اس اچنبے کی بات میں اللہ کا کیا مطلب ہے یونہی اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہیے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ تو نہیں مگر آدمی کے لیے نصیحت ہاں ہاں چاند کی قسم اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب اجالا ڈالے بیشک دوزخ بہت بڑی چیزوں میں کی ایک ہے آدمیوں کو ڈراؤ اسے جو تم میں سے چاہیے کہ آگے آئے پیچھے رہے ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر دہنی طرف والے باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے نہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ فکر یں کرنے والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہ دیگی تو انہیں کیا ہوا نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں ۔ (پارہ نمبر ۲۹ و سورہ مدثر رکوع ۱۵۶)

# بہار حدیث

(ادارہ)

۱: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ آدمی ہمیشہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ منہ میں گوشت کی بوٹی نہ ہوگی یعنی نہایت بے آبرو ہو کر آئے گا (بخاری و مسلم)

۲: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری امت پر ایک وقت ضرور ایسا آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا بالکل ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے کھلم کھلا اپنی ماں سے برا کام کیا ہوگا۔ تو میری امت میں ضرور کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا اور اسرائیل ۷۲ مذہبوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت ۷۳ مذہبوں میں بٹ جائے گی ان میں ایک مذہب والوں کے سوا باقی سب مذہب والے جہنمی ہوں گے صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک مذہب والے کون ہیں یعنی انکی پہچان کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب پر قائم رہیں گے جس پر ہوں اور میرے صحابہ کرام۔ (ترمذی)

۳: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سمجھانے کے لئے ایک سیدھی لکیر کھینچی پھر فرمایا یہ اللہ تعالٰی کا راستہ ہے پھر اسی لکیر کی دائیں بائیں اور چند لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ یہ بھی راستہ ہے ان میں سے ہر ایک راستے پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پارہ نمبر ۸ رکوع ۷ کی آیت پڑھی جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس راہ سے الگ کر دیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

۴: حضرت ابراہیم ابن میسرا رضی اللہ تعالٰی نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ کہ جس نے کسی بدمذہب کی عزت کی تو اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی۔ (مشکوٰۃ)

۵: ۔ عمر ابن ابی سلمہ رضی اللہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں۔ میں بچہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں رہتا تھا کھاتے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا حضور نے ارشاد فرمایا بسم اللہ پڑھو اور دہنے ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کی اس جانب کھاؤ جو تمہارے قریب ہے۔ (بخاری و مسلم)

# کلامِ حسن

استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی قدس سرہٗ

دل مرا دنیا پہ شیدا ہو گیا
اے مرے اللہ یہ کیا ہو گیا

کچھ مرے بچنے کی صورت کیجئے
اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہو گیا

عیب پوش خلق دامن سے ترے
سب گنہگاروں کا پردہ ہو گیا

رکھ دیا جب اس نے پتھر پر قدم
صاف اک آئینہ پیدا ہو گیا

دور ہو مجھ سے جو ان سے دور ہے
اس پہ میں صدقے جو ان کا ہو گیا

گرمیٔ بازار مولیٰ بڑھ چلی
نرخ رحمت خوب سستا ہو گیا

دیکھو ان کا فروغِ حسن یا
مہر ذرہ چاند تارا ہو گیا

ربِّ سَلِّمْ وہ ادھر کہنے لگے
اس طرف پار اپنا بیڑا ہو گیا

ان کے جلووں میں ہیں یہ دلچسپیاں
جو وہاں پہنچا وہیں کا ہو گیا

تیرے ٹکڑوں سے پلے دونوں جہاں
سب کا اس در سے گزارہ ہو گیا

السلام اے ساکنانِ کوئے دوست
ہم بھی آتے ہیں جو ایما ہو گیا

جا پڑا جو دشتِ طیبہ میں حسنؔ
گلشنِ جنت گھر اس کا ہو گیا

# کلامِ تاجدار

مفتیٔ اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں نوریؔ رحمۃ اللہ علیہ

کن کا حاکم کر دیا اللہ نے سرکار کو
کام شاخوں سے لیا ہے آپ نے تلوار کا

کچھ عرب پر ہی نہیں موقوف اے شاہِ جہاں
لوہا مانا ایک عالم نے تری سرکار کا

کاٹ کر یہ خود سر میں گھس کے بھیجا چاٹ لے
کاٹ ایسا ہے تمہاری کاٹھ کی تلوار کا

اس کنارے ہم کھڑے ہیں پاٹ ایسا دھار پہ
المدد اے ناخدا ہے قصد اپنے پار کا

ربِّ سَلِّمْ کی دعا سے پار بیڑا کیجئے
راہ ہے تلوار پہ نیچے ہے دریا نار کا

تو ہے وہ شیریں دہن کھاری کنوئیں شیریں ہوئے
ان کو کافی ہو گیا آبِ دہن اک بار کا

جس نے جو مانگا وہ پایا اور بے مانگے دیا
پاک منھ پر حرف آیا ہی نہیں انکار کا

دل میں گھر کرتا ہے اعدا کے ترا شیریں سخن
ہے مرے شیریں سخن شہرہ تری گفتار کا

ظلمتِ مرقد کا اندیشہ ہو کیوں نوریؔ مجھے
قلب میں ہے جب مرے جلوہ جمالِ یار کا

# بابُ الاستفتاء

## قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ زید ماہ رمضان شریف کے روزہ بغیر کسی شرعی عذر کے نہیں رکھتا اس کی امامت اس کی نصیحت وغیرہ پر عمل کرنا اور اگر وہ مجرم ہے تو کتنا بڑا ہے یعنی اس پر شریعت کی کیا حد جاری ہوتی ہے۔ از روئے شرع کیا زید کا حکم ہے۔

(۲) زید نے ایک کافر کے تجہیز و تکفین کا کام پورا انجام دیا یعنی ان کے یہاں جس طرح کیا جاتا اس طرح کیا ہے۔ وہ اس لئے کہ وہ اپنا پیسہ زید کو دے گئی ہے، از روئے شرع کافر کی مٹی میں شریک ہونا وہ کام جو شریعتِ مطہرہ میں ممنوع ہیں، اور یہ فعل جو زید نے کیا، از روئے شرع کیا حکم ہے،

(۳) زید کے ایک لڑکی ہے اور کوئی اولاد نہیں ہے اس نے اپنے بھائی کو اپنی سب زمین دیدی یہ سمجھکر کہ اگر لڑکی کو زمین دی تو وہ داماد کی ہو جائے گی اور لڑکی اپنے باپ کی جائداد میں امید رکھتی تھی لیکن باپ نے جیتے جی اپنی لڑکی کو زمین سے محروم رکھا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ از روئے شرع اس کے مال و زمین سے ملنا چاہیئے از روئے شرع تحریر فرمائیں۔

(۴) زید کے دو لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں۔ زید کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے اس کی زمین جائداد کس طرح تقسیم ہو، تحریر فرمائیں۔

(۵) زید کو قرآن شریف یاد نہیں ہے اور وہ ماہ رمضان کے مہینہ میں جہاں جس مسجد میں حافظ نہیں ہے، اس میں تراویح پڑھاتا ہے، یعنی کچھ نہیں پڑھتا صرف جو آیت اسے یاد ہیں انکو پڑھ دیتا ہے۔ اور عوام سے کہتا ہے کہ قرآن ختم ہو گیا نذرانہ پورا لیتا ہے یعنی وہ یہ سب ڈھنگ نذرانہ لینے کے لئے کرتا، آیا زید پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے

(۶) زید ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھتا اس کا کہنا ہے کہ صبح سے شام تک پانی نہ پیوں تو مجھے بیت الخلاء کے راستہ سے خون آتا ہے لہٰذا ایسی حالت میں روزہ کیسے رکھے ویسے بھی غریب ہے تحریر فرمائیں۔

(۷) زید حافظ ہے زید کے ایک پیر میں فالج

کا اثر ہے یعنی ایک پیر موٹا ایک پتلا ہے، چلتا بغیر لنگڑی کے ہے یعنی ہاتھ میں کوئی لاٹھی یا کوئی چیز نہیں لیتا بغیر کسی سہارے کے چلتا ہے۔ سنی صحیح العقیدہ ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں تحریر فرمائیں۔

(۸) زید کی شادی کو بہت دن ہو گئے اس کے کوئی اولاد نہیں ہے زید چاہتا ہے کہ دوسرا نکاح کر لوں تو ممکن ہے اولاد ہو اسکی بیوی زید کو اجازت نہیں دیتی ہے تو زید نے بیوی کی راضی کے بغیر کر لیا ہے بیوی کہتی ہے کہ اب مجھے تمہارے نہیں رہنا ہے زید کہتا ہے کہ میں تجھے طلاق نہیں دونگا، شریعت میں چار عورتوں کے ایک وقت میں رکھنے کی اجازت ہے۔ لہٰذا میں دو عورتوں کو رکھوں گا اس عورت کے میکے والے بھی زید سے طلاق کا مطالبہ کرنے لگے زید کہتا ہے کہ مجھے طلاق نہیں دیتا ہیں دونوں عورتوں کو رکھوں گا، اب اگر آپ لوگ مجھے مجبور کرتے ہیں تو میری بیوی معاف کرے۔ اور دس ہزار روپئے نقد مجھے دے تو میں طلاق دیدونگا کیونکہ یہ خلع ہے ورنہ مجھے اپنی بیوی کو رکھنا ہے، شریعت چار عورتوں کی اجازت دیتی ہے۔ اور مجھ میں صلاحیت ہے میں دو بیوی رکھ سکتا ہوں زید بحیثیت دین دار آدمی کے سمجھا جاتا ہے۔ شریعت مطاہرہ کا اس میں کیا حکم ہے۔

(۹) زید نے اپنی بیوی کی نسبندی کرادی کہ میرے اولاد بہت ہو چکی ہے ایک تو غریب خیال اور دوسرے ہر سال بچہ کی اسکی عورت کے بچہ پیدا ہوتا، جسکی وجہ سے عورت کو بھی پریشانی ہوتی ہے کیا ایسے حالات میں نسبندی کرانا جائز ہے،

(۱۰) زید کی بیوی بھاگ کر اپنی ماں کے یہاں چلی گئی، اور ماں نے اسے دوسرے شخص کے یہاں پہونچا دیا یعنی نکاح کر دیا، زید جب اسے لینے کیلئے گیا تو اس سے جب فوراً طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوا لیا پھر کسی وجہ سے دوسرے شخص سے بھی ٹکراؤ ہوا اور وہ وہاں سے بھاگ کر زید کے گھر آگئی زید نے اسے اپنی بیوی سمجھ کر بغیر نکاح کئے رکھ لیا ہے ایسے حالات میں کیا یہ عورت زید کیلئے جائز ہے۔

(۱۱) زید نے ایک عورت کے طلاق ہونے سے پہلے نکاح کر لیا اور بعد میں طلاق ہوئی شریعت کا زید پر کیا حکم ہے۔

(۱۲) روپئے کے لالچ میں جس شخص نے زید کا نکاح پڑھایا اس پر شریعت کا کیا حکم ہے،

(۱۳) ایک شخص نے جس کی عمر ۶۰ سال کی ہے اس نے نسبندی کروالی اس لئے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کچھ زمین ملی ہے نسبندی کے بدلے اس شخص کا کہنا ہے کہ اولاد تو ہوتی ہی نہیں ہے میں نے بیوقوف بنایا ہے۔ زمین لینا تھی، کیا اس شخص کو اس زمین کی پیدا کھانا جائز ہے۔

(۱۴) زید کا کہنا ہے کہ میلاد شریف میں جو سلام پڑھتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے چونکہ تشہد میں السلام علیکم یا ایہا النبی آیا ہے تم پڑھتے ہو یا نبی سلام علیکم، اس طرح پڑھنا تحریف ہے اور تحریف گناہ ہے۔

(۱۵) عید کی نماز کے بعد دعا مانگنا چاہیئے

اور خطبہ کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے زید کہتا یعنی زید کا کہنا ہے کہ خطبہ کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے اس کا کہیں ثبوت نہیں کہ حضورِ اکرم نے عید کے خطبہ کے بعد دعا مانگی ہے مصافحہ معانقہ کرنا بھی وہ کہتا ہے بدعت ہے از روئے شریعت تحریر فرمائیں۔

(۱۶) زید کی بیوی زید سے کہتی ہے کہ داڑھی چھوٹی رکھو، زید کی داڑھی ابھی حد شرع سے کم ہے، بیوی کا کہنا ہے کہ ابھی ہم لوگ جوان ہیں اور زیادہ بڑی داڑھی سے عمر زیادہ لگتی ہے۔ اور میری سہیلی مجھے تعنا کرتی ہیں کہ تیرے شوہر کی کتنی بڑی داڑھی ہے جتنی تیرے باپ کی بھی نہیں ہے از روئے شرع تحریر فرمائیں۔

(۱۷) زید کی بیوی زید کے حکم کے بغیر باہر چلی جاتی ہے بے پردہ زید کا حکم نہیں مانتی ہے۔ زوج اور زوجہ ایک دوسرے پر کس طرح کی فضیلت ہے اور ایسی نافرمان عورت پر شریعت کا کیا حکم ہے زید جاننا چاہتا ہے۔

(۱۸) زید کے گاؤں میں جو قبرستان ہے اس میں بہت سے درخت ہیں وہاں یہ قاعدہ ہے کہ جب کبھی کسی کا انتقال ہوتا ہے تو اسی قبرستان میں سے درخت کاٹ کر مردے کی قبر پر بچھانے کے لئے لکڑی کاٹ کر قبر پاٹنے کا کام ان لکڑیوں سے لیتے ہیں، سبھی گاؤں کے آدمیوں کے لئے یہ قاعدہ ہے یعنی وہ درخت مردوں کے لئے وقف ہیں۔ اب کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ قبرستان کے درخت کٹوا کر مسجد میں لگا لیں۔ یعنی انہیں فروخت کر کے اس کی قیمت مسجد کی تعمیر یا کسی اور ضروری کام میں لیں۔ قبرستان کا مال جو مردوں کے لئے وقف ہے مسجد میں لگا سکتے ہیں۔

(۱۹) اور دوسری اک وجہ اور ہے کہ اس گاؤں میں دو مسجد ہیں ایک مسجد اس کے روپئے سے محروم رہتی۔ کیونکہ ایک مسجد سے تعلق رکھنے والے لوگ بڑی ذاتی سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں، وہ دوسری مسجد والوں کو ڈانٹ دھمکا کر چپ کر دیتے ہیں کہ تمہارا کچھ نہیں ہے۔ ہم کاشت کار لوگ ہیں اور تم لوگ نائی، دھوبی بھربوجے وغیرہ ہوئے ویسے وہاں سے راقم الحروف بخوبی واقف ہے۔ قبرستان وہ کسی کی زمین جاز انداز میں نہیں ہے وہ قبرستان سرکار کا پہلے سے ہی چھوٹا ہوا ہے۔ اس میں کسی کی بھی زمین چھوٹی ہوئی نہیں ہے اس سخت اخلاف کراتے اور بے مشورہ دینے میں گاؤں کے کچھ گلابی ملوں کی بات ہے وہ اس طرح عوام کو لڑا کر خود مسجد کے امام اور گاؤں کے مکھیہ بنے ہوئے ہیں سائل جواب کا طالب ؟

(۲۰) زید کا کہنا ہے کہ کسی بھی صورت میں قبرستان سے درخت کاٹنا ٹھیک نہیں ہے۔ سوائے مردے دفنانے کے چونکہ قبرستان کے سب درخت مردے دفنانے کیلئے وقف ہیں اور یہ کسی ایک یا دو چار کی ملکیت نہیں ہے جو اپنی مرضی سے کاٹے یا مسجد کا بہانا بنا کر خود ہضم کر جائیں زید کہتا ہے شریعت مطاہرہ میں تو قبرستان کے درخت

لگانا سنت ہے ہرے بھرے درختوں کی وجہ سے مردوں کو عذاب قبر سے نجات ملتی ہے چونکہ درخت وغیرہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور جہاں ذکر ہوتا ہے وہاں رحمت کی بارش ہوتی ہے اس لئے عذاب قبر سے مردوں نجات ملتی ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ یہ کسی کی ملکیت نہیں ہے یہ وقف اللہ ہے اور جو لوگ قبرستان میں سے درخت کٹواتے ہیں انہیں زید خبیث وہابی بتاتا ہے ان لوگوں کا کہنا ہے کہ زید بدعتی ہے درختوں سے مردوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے آدمی مرتا ہے اس کے ساتھ اسکے اعمال چاہیئے ہیں، باقی کوئی چیز کام نہیں آتی ہے پھول اور چڑھانا اور یہ چالیسویں وغیرہ وغیرہ کو وہ قبرستان سے درخت کٹوانے والے لوگ شرک بدعت کہتے ہیں سائل جواب کا طالب ہے ارسال فرمائیں،

(۲۱) زید نے جس عورت سے نکاح کیا ہے وہ ہندو ہے اور زید مسلمان ہے کیا اس طرح ایک ہندو ایک مسلمان رہ سکتے ہیں خواہ وہ مؤنث ہندو ہو خواہ مذکر ہو تحریر فرمائیں۔

(۲۲) زید کو گورنمنٹ سے الحاق مدرسہ میں نوکری کرتا ہے وہاں سے سال یا دو سال میں این ایس سی ملتے ہیں وہ روپیہ مثلاً ۱۰۰ روپئے ہیں تو ۶ رسال میں ۲۰۰ روپئے ملتے ہیں۔ کیا اس طرح گورنمنٹ سے لینا جائز ہے چونکہ وہ پیسہ گورنمنٹ نقد نہیں دیتی ہے

(۲۳) زید نے ایک شخص کے دس ہزار روپئے چھین لئے تھے اور دیگر قسم کی چوری وغیرہ کی عادت بھی تھی مگر اس نے ان دس ہزار روپئے سے کاروبار کیا۔ اب بہت اچھا آدمی سمجھا جاتا ہے لیکن چونکہ اس کا کاروبار ناجائز روپئے سے کیا ہے بہت تیز پیٹر پروپلٹی کا مالک ہے۔ جس شخص سے وہ ۱۰۰۰۰ ہزار روپئے چھینا تھا وہ انتقال کر گیا ہے اب اس ۱۰۰۰۰ ہزار روپئے کا کفارہ کیسے ادا کیا جائے یا وہ سب کاروبار جو کارخانہ وغیرہ ہے۔ چھوڑ دیا جائے۔ وضاحت فرمائیے۔

(۲۴) زید اور زید کی بیوی دونوں جماعت سے نماز پڑھتے ہیں زید امام کی حیثیت سے نماز پڑھاتا ہے، اور اس کی عورت مقتدی کی حیثیت سے برابر کھڑی رہتی ہے، کیا اسطرح جماعت کرنا کیا درست ہے۔ تحریر فرمائیے۔

(۲۵) زید نے اپنی بیوی سے مہر معاف نہیں کرایا اور بیوی کا انتقال ہو گیا اور نہ ادا کیا اب کس صورت سے مہر ادا کیا جائے۔

(۲۶) میلاد شریف میں سلام کھڑے ہو کر کیوں پڑھتے ہیں وجہ معقول تحریر فرمایئے اور کیا اس طرح درست ہے کاش کے حضور اکرم تشریف لائیں تو زید کہتا ہے کہ حدیث ہے کہ نبی کے سامنے اپنی آواز بلند مت کر آقا نے صحابہ سے فرمایا۔ حضور میلاد شریف میں تشریف لائیں تو اور تم چیخ چیخ کر سلام پڑھتے ہو تو آواز بلند ہو جاتی ہے اس طرح آواز بلند کرنا سخت منع ہے تحریر فرمایئے اس کا کہنا صحیح ہے۔

## الجواب

نمبر ۱ - ! بلا عذر شرعی روزہ نہ رکھنا سخت گناہ

کبیرہ ہے جس کے بارے میں ثابت ومشتہر ہے کہ وہ بلا عذر شرعی روزہ نہیں رکھتا وہ فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔ غنیہ میں ہے۔ لو قدموا فاسقا یأثمون مختار میں ہے کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا اور اس کی شرعی صحت پر عمل لازم ہے واللہ تعالےٰ اعلم

نمبر۲! زید بیقید سخت گناہ گار مستوجب نار مستحق غضب جبار ہوا اس پر توبہ لازم ہے۔ اور تجدید ایمان بھی کرے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے کہ رسوم شرک میں شرکت اور ان کفر ہے زید جب تک توبہ صحیحہ وتجدید ایمان وغیرہ نہ کرے ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دیں اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کرے جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۳! - زید اپنی حیات میں اپنی جائداد کا خود مالک ہے اسے اپنی ملک میں ہر جائز و صحیح تصرف کا اختیار ہے لہٰذا اس نے بصحت ہوش وحواس وثبات عقل غیر مرض وفاتہ میں اپنے بھائی کو زمین دیدے اس پر اسے قابض ودخیل کر دیا تو وہ زمین اس کے بھائی کی ہو گئی اب اس میں کسی کو حق نہیں پہنچتا مگر زید کو یہ حلال نہ تھا کہ بے وجہ شرعی اپنے وارث کہ لڑکی ہے کو میراث سے محروم کرے حدیث میں ہے جو اپنے وارث کی میراث سے بھاگے۔ اللہ تعالےٰ اسکی میراث جنت سے قطع فرما دیگا اور اگر زید نے بھائی کو ہنوز زمین پر قابض نہیں کیا ہے تو زمین زید ہی کی ملک ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

نمبر۴! بہر تقدیر صدق سوال وانحصار ورثہ در مذکورین بعد تقدیم ما تقدم وادائے دیون وغیرہا محل ترکہ زید گیارہ سہام پر تقسیم ہوگا جن میں سے ۲، ۲ سہام دونوں لڑکوں اور ۱، ۱ ہر لڑکی کو دیا جائے گا۔ قال تعالیٰ للذکر مثل حظ الانثیین واللہ تعالےٰ اعلم۔

نمبر۵! بر تقدیر صدق سوال، صورت مسئولہ میں زید دروغ گو ہوا۔ اسے نذرانہ لینے کے لئے دروغ گوئی حلال نہیں ہے توبہ کرے ورنہ وہ لائق امامت نہیں ہے اور جھوٹ بول کر جو رقم حاصل کی اسے لوگوں کو واپس کرے اور اگر لوگ اسے چھوڑ دیں تو وہ رقم اسے حلال ہے واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۶! - اگر واقعہ یہ ہے کہ زید کو ایسا مرض ہے جس کے سبب وہ روزہ رکھنے کی قدرت نہیں پاتا یا صحیح اندیشہ ہے کہ مرض بڑھ جائے گا تو اسے روزہ چھوڑ دینا حلال ہے پھر جب قدرت پائے تو روزوں کی قضا کرے اور ہر روزہ کے بدلہ فدیہ دے واللہ تعالےٰ اعلم۔

نمبر۷! - بلا کراہت درست ہے جبکہ کوئی

وجہ شرعی مانع امامت نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۸:۔ زید پر لازم ہے کہ دونوں کے درمیان عدل کو قائم رکھے اور بے وجہ شرعی کسی پر زیادتی نہ کرے اور دونوں کو بھلائی کے ساتھ رکھے۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس سے طلاق مانگنا حلال نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر۹:۔ نسبندی کرنا کرانا حرام بدکام بدانجام ہے زید مقید اور اس کی بیوی پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۱۰:۔ زید نے اگر جبر و اکراہ شرعی کی حالت میں طلاقنامہ پر انگوٹھا لگایا اور زبان سے الفاظ طلاق نہ بولے تو وہ عورت بدستور اس کی بیوی ہے اور جبر و اکراہ شرعی یہ ہے کہ قتل یا قطع عضو یا ضرب شدید کی دھمکی دی اور وہ اس پر بصورت خلاف ورزی قدرت بھی رکھتا ہو اور اگر جبر شرعی نہ تھا تو جیسی اور جتنی طلاقیں اس طلاق نامے پر درج ہیں واقع ہو گئیں جبکہ مضمون پر مطلع ہو کر اور سمجھ کر انگوٹھا لگایا ہو واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۱۱:۔ نکاح نہ ہوا بعد عدت زید سے نکاح ہو سکتا ہے۔ زید اگر جانتا تھا کہ عورت منکوحۂ غیر ہے تو وہ سخت گنہگار ہے اس پر توبہ لازم ہے۔ اور عورت سے فوراً علیحدہ ہو جائے واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۱۲:۔ سخت گنہگار مستوجب نار ہے اور روپیے اس کو حلال نہیں واپس کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر۱۳:۔ نسبندی کا حکم گزرا۔ وہ شخص گنہگار ہے اور زمین کی پیداوار اسے حلال ہے، ہدایہ میں ہے لان مالهم مباح فی دارهم فبای طریق اخذه المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۱۴:۔ اس کا اعتراض بیجا ہے۔ یا نبی سلام علیک پڑھنا بھی جائز و مستحسن ہے کہ شرعاً کوئی صیغہ سلام کا متعین نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۱۵:۔ دعا مطلقاً جائز و مندوب ہے۔ اس کا کوئی وقت شرعاً معین نہیں تو بعد خطبہ بھی جائز ہے اور مصافحہ و معانقہ بھی جائز ہے، اسے بدعت و ناجائز کہنا شرع پر افترا ہے تفصیل کے لئے وشاح الجید اور سرور العید مصنفہ اعلیحضرت دیکھئے واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر۱۶:۔ زید کو حلال نہیں کہ بیوی کی یہ فرمائش پوری کرے کہ حد شرع سے داڑھی کم کرانا گناہ ہے درمختار میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیتہ اسی میں ہے والسنۃ فیہا القبضۃ یعنی بقدر یک مشت رکھنا سنت ہے اور اس سے کم کرانا یا منڈانا بالاتفاق حرام ہے اسی میں فتح القدیر سے ہے۔ اما الاخذ منها وهی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ

الرجال فلم یجعل احد اخذ کلھا فعل یھود الھند والمجوس الاعاجم حدیث میں ہے لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ الخالق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر کسی کی اطاعت حلال نہیں۔ زید کو لازم ہے کہ بیوی کو تنبیہ کرے اور بیوی کو توبہ کا حکم دے کہ اس میں گناہ پر اکسایا واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر ۱۷:۔ شوہر کو اپنی بیوی پر فضیلت حاصل ہے قرآن کا ارشاد ہے وللرجال علیھن درجۃ نیز ارشاد ہے الرجال قوامون علی النساء الایۃ اور بیوی کو شوہر کی جائز و مباح بات پر عمل کرنا لازم ہے اس کی اطاعت اس میں نہ کریگی تو گنہگار ہوگی پھر حکم شرع کی خلاف ورزی پر دہرا گناہ۔ بیوی پر لازم ہے کہ شوہر اور شرع کا حکم مانے اور بے پردگی سے باز آئے واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۱۸:۔ درخت جس نے لگائے اس کی ملک ہیں ان کا وقف کرنا صحیح نہیں۔ مالک کی اجازت سے مسجد وغیرہ ہر کار خیر میں اس کی رقم لگا سکتے ہیں یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ قبرستان وقفی نہ ہو نہ درخت لگانے والے نے ان درختوں کو اس زمین کے سمیت جہاں درخت لگے ہیں۔ وقف کیا ہو بلکہ درختوں کو ان کی جڑوں کے بغیر وقف کیا ہے یا پیڑ وقفی زمین میں لگائے ہوں مگر انہیں وقف کیا ہے۔ ورنہ وہ درخت زمین موقوفہ کے تابع ہو کر وقف قرار پائیں گے اور ان کی رقم مسجد وغیرہ میں لگانا جائز نہ ہوگا۔ ہندیہ میں ہے

واذا غرس شجرۃ ووقفھا بموضعھا من الارض صح لا رض بحکم الاتصال وان وقفھا دون اصلھا لا یصح وان کانت فی ارض موقوفۃ علی تلک الجھۃ کما فی البناء و ان وقفھا علی جھۃ اخری فعلی الاختلاف ھکذا فی الظھیریۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۱۹:۔ بے ثبوت شرعی کسی مسلمان کی طرف گناہ کی نسبت حرام گناہ ہے احیاء العلوم میں ہے لا یجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق لہذا مسئول عنہ کا حکم بر تقدیر صدق سوال یہ ہے کہ وہ لوگ بے وجہ شرعی تفریق پر کاربند ہیں سخت گنہگار مستوجب نار مستحق غضب جبار ہیں ان کا کہا ماننا سخت خسران و نقصان میں پڑنا ہے جس سے احتراز لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۰:۔ درختوں کا حکم اوپر گزرا اور تفصیل وہیں سے معلوم۔ ہری گھاس سے اموات مسلمین کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے کہ وہ تسبیح کرتی ہے۔ اس لئے قبرستان سے ہری گھاس کاٹ لینا ناپسندیدہ ہے اور سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام المدرار نے دو ٹہنیاں دو قبروں پر جن میں صاحب قبر پر عذاب ہو رہا تھا لگائیں اور فرمایا کہ ان دونوں پر تخفیف عذاب کی امید ہے جبتک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں ردالمحتار میں ہے ویکرہ ایضاً یقطع النبات الرطب و الحشیش من المقبرۃ دون الیابس کما فی

البحر والدر وشرح المنیۃ وعلیہ فی الامداد بأنہ مادام رطبا یسبح اللہ تعالیٰ فیونس المیت وتنزل بذکرہ الرحمۃ اھ ونحوہ فی الخانیۃ اقول ودلیلہ ما ورد فی الحدیث من وضعہ علیہ الصلاۃ والسلام الجریدۃ الخضراء وکیف شقہا شقیقین علی القبرین اللذین یعذبان وتعلیلہ بالتخفیف عنہما ما لم ییبسا الخ

ان لوگوں کا فائدہ سے انکار غلط و بیجا اور وہابیہ کی لت ہے اور تیجہ چالیسواں وغیرہ صدقات نافلہ ہیں۔ جن سے مقصود ایصال ثواب ہے اور وہ شرعاً جائز وخوب ہے۔ در مختار میں ہے۔

الاصل ان کل من أتی بعبادۃ ما لہ ان یجعل ثوابہا لغیرہ وان نواہا عند الفعل لنفسہ لظاہر الادلۃ۔ تفصیل کے لیے الحجۃ الفائحۃ مصنفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ دیکھئے۔

اسے شرک و بدعت کہنا وہابیہ کی عادت اور ان کی پہنچان ہے زید کا قول اس بنا پر ان لوگوں کے متعلق درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۱ :- نکاح نہ ہوا زید پر اس سے علیحدگی فرض ہے اور توبہ استغفار لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۲ :- جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۳ :- وہ اصل رقم اور جتنا اس پر منافع ہوا سب اس کے ورثہ کو دے جس سے رقم چھینی تھی یا ان سے معاف کرالے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۴ :- برابر نہ کھڑی ہو ورنہ بسبب محاذات نماز فاسد ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۵ :- اس کے ورثہ کو دے اور وہ شوہر خود بھی وارث ہے لہٰذا اپنا حصہ نکال کر باقی بیوی کے ورثہ کو ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۶ :- سلام کھڑے ہو کر بقصد تعظیم رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنا جائز و مستحسن ہے جس کے استحسان و استحباب پر ائمہ روایت و درایت کا اتفاق ہے اور قرون عدیدہ سے مسلمانوں کے درمیان بلا نکیر منکر رائج و معمول ہے اور عوام مسلمانوں پر معمول و رائج ہو اور ان کے نزدیک محبوب و خوب ہو اور شرع سے اصلاً منع نہ ہو وہ اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے نزدیک بھی اچھا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن جسے مسلمان اچھا جائز دیکھیں وہ امر خدا کے یہاں بھی اچھا ہے معترض کا اعتراض غلط ہے۔ بآواز بلند سلام پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک چلانا نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری

# تحفظ حرمین شریفین کی کل ہند کانفرنس

محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

اخبارات میں تحفظ حرمین شریفین کی کل ہند کانفرنس کی سرخی پڑھکر یہ احساس ہوا کہ سرزمین عرب میں یہود و نصاریٰ کی مداخلت کے خلاف ۱۶ ستمبر کو دہلی میں کوئی کانفرنس ہوگی یہ احساس اس لیے ہوا کہ جن دو شخصیتوں کی صدارت وقیادت کا تعلق اس کانفرنس سے ظاہر کیا گیا ہے وہ خود کو تمام ہندوستانی مسلمانوں کا بلکہ دین اسلام کا نقیب تصور کرتے ہیں ساتھ ہی ساتھ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ آخری وصیت بھی مجھے یاد آئی۔ اخرجوا الیھود من جزیرۃ العرب خطۂ عرب کو یہودیوں سے پاک کردو۔ اور ایک روایت میں نصاریٰ کا بھی ذکر ہے۔

مگر جب سرخی کے نیچے مضمون پڑھا تو یہ واضح ہوا کہ امریکہ اور برطانیہ وغیرہ مغربی ممالک کی ستائش کے لیے یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے کہ ان اسلام دشمن ممالک نے بڑا احسان فرمایا جو حرمین شریفین کی حرمتوں کی حفاظت کے لیے خلیج عرب اور حجاز مقدس میں جنگی توتوں کے ساتھ آبسے۔

ہمیں یقین ہے کہ تحفظ حرمین طیبین کے عنوان سے اسرائیل کی حفاظت وتقویت امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کا مقصود ہے۔ کیوں کہ جب عراق و ایران کے درمیان جنگ چل رہی تھی تو بلاوجہ اسرائیل نے عراق پر بمباری کرکے اس کے اربوں ڈالر کا نقصان کردیا اور عراق کا ری ایکٹر تباہ وبرباد کردیا۔ اسرائیل کی اس شرپسندی کو نہ امریکہ نے جارحیت کا نام دیا اور نہ سعودیہ نے۔ جنگ کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد عراق نے اسرائیل پر جوابی حملہ کرنے کی بار بار دھمکی دی لیکن صدر صدام نے کبھی بھی سعودیہ پر حملہ کرنے کا کوئی عزم نہیں ظاہر کیا۔ تو پھر سعودیہ کو امریکہ اور یورپ سے فوج طلب کرنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ وہ عراقی جارحیت کے عنوان سے یہود و نصاریٰ کے قدم مضبوط کرنا چاہتا ہے اور عرب کی پاک سرزمین کو اسرائیل کے ناپاک وجود سے ناپاک بنانا چاہتا ہے۔

جبکہ عراق اس شرط پر کویت سے اپنی فوج واپس بلانے پر تیار ہے کہ اسرائیل سے بھی بیت المقدس اور عرب کے دوسرے خطے خالی کرائے جائیں۔ تو امریکہ کے ساتھ سعودیہ کا بھی اس شرط سے انکار کرنا کیا اسرائیل

کی کھلی ہوئی حمایت نہیں ہے۔ خیر یہ تو سعودیہ کے جذبۂ ایمانی کا تقاضہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ بالفرض اگر عراق حجاز مقدس پر قابض ہو جائے تو کیا وہ حرمین طیبین کو تباہ کر ڈالے گا؟ شاہ فہد نے مکہ میں مسجد بلال شہید کرکے وہاں اپنا محل تیار کیا اور آل سعود نے بے شمار آثار متبرکہ برباد کر ڈالے کیا عراق بھی ایسا ہی کریگا؟ بغداد اور بصرہ وغیرہ کے زائرین اچھی طرح مشاہدہ کر چکے ہیں کہ صدر صدام آثار اسلامی کا بہت زیادہ احترام و اہتمام کرتے ہیں۔ اور مقامات مقدسہ کا تحفظ ملحوظ رکھتے ہیں ان کے مخالفین کے بقول اگر وہ حرمین پر قبضہ کا ارادہ رکھتے ہیں تو بتایا جائے کہ کیا وہ ان مقامات مقدسہ کا ادب ملحوظ نہ رکھیں گے؟

ہمیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت سعودیہ کی اس لاعلاج غلطی پر فریب کا پردہ ڈالنے کے لیے یہ کانفرنس دہلی میں منعقد ہو رہی ہے اور اس کے تمام اخراجات سعودیہ سفارت نے اپنے ذمہ لیے ہیں۔

دراصل امریکہ خلیج پر اور اس کے تیل کے تمام ذخیروں پر اپنا تسلط جمانا چاہتا ہے۔

شاید ان علماء کی نظروں میں سعودیہ اور مصر کی حکومتیں اس لیے بھی لائق تحسین ہیں۔ کہ انھوں نے امریکہ و یورپ کی افواج کے لیے شراب، خنزیر اور عورتوں کے انتظام کا بار اپنے مبارک کاندھوں پر لیا ہے پھر اسی لئے شاہ فہد نے سعودی خواتین کو انسانی خدمات کے نام پر پہلی بار فوج میں بھرتی کرنے کا حکم صادر کیا ہے۔ کیا یہی ہے۔ شعار اسلامی اور

# نعت شریف

از غلام علی عزیزی القادری ہمدم گونڈوی خادم الافتاء
جامعہ اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف

نبی کے عشق کی محفل سجانے کا سماں آیا
عقیدت کے چراغوں کو جلانے کا سماں آیا

کہو غمہائے دنیا سے کہ ہٹ جائیں آگے سے
غم دل جھوم! تیرے مسکرانے کا سماں آیا

ہماری چشم تر میں آ گئے آنسو ندامت کے
غضب کی تجلیوں کو اب بجھانے کا سماں آیا

میرے اشکوں کے گوہر جب گرے بھرتی کے سینے پر
دعائیں جھوم کے اٹھیں اب بخشوانے کا سماں آیا

تم اپنے عزم کی تلوار کو ہاتھوں میں پھر پکڑو
کہ نخوت کے خداؤں کو مٹانے کا سماں آیا

کہو ناپاک لوگوں سے کہ یہ بزم ولادت ہے
نہ چھبتی ہو جنھیں تو بھاگ جانیکا سماں آیا

سجاؤ بزم میلاد نبی سرور کے دیوانو!
خوشی کے گیت گانے گنگنانے کا سماں آیا

چراغاں کر تو آمد ہے شہ کونین کی ہمدم
نہیں! بلکہ چراغ دل جلانے کا سماں آیا

دوسری و آخری قسط

# امام احمد رضا کا تقویٰ

از: علامہ محمد احمد صاحب مصباحی

## تقویٰ کا اجمالی منظر:-

اس طرح کے بہت سے واقعات امام احمد رضا کی زندگی سے وابستہ ہیں جن میں ان کا عرفان، خوف خدا اور پرہیزگاری و تقوی کا حسن و جمال وصاف ہے۔ میں اجمالاً چند واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ مختلف اصناف تقویٰ کے جلوے نظر آئیں گے۔ تقسیم و تنویع سے نظر کرتے ہوئے سبھی کو تقویٰ کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱: حقوق العباد کی اہمیت کو امام احمد رضا کا قلب صافی خوب محسوس کرتا اس سلسلے میں ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا۔ اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد وصال سے کچھ دنوں پہلے کا چشم دید واقعہ مولانا جعفر شاہ پھلواری لکھتے ہیں کہ نماز جمعہ کے بعد اپنے ضعف و مرض کی حالت میں درد و اثر سے بھری ہوئی آواز میں چند داعی کلمات کچھ اس طرح ہے۔

" میری طرف سے تمام اہل سنت مسلمانوں کو سلام پہونچا دو اور میں نے کسی کا قصور کیا ہے تو میں اس سے بڑی عاجزی سے اس کی معافی مانگتا ہوں مجھے خدا کے لیے معاف کردو۔ یا مجھ سے کوئی بدلہ لے لو"

وصایا میں بھی وصال سے چند ماہ قبل کے ایک اجلاس اور خطاب کا ذکر ہے جس کے آخر میں فرمایا گیا۔ " آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچنے دی میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے مجھے نہ کرنے دیئے اللہ تعالٰی آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے۔ مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے تمام اہل سنت سے اپنے حقوق بوجہ اللہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فرو گذاشت ہوئی ہے۔ وہ سب معاف اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات موجود نہیں ہیں ان سے معافی کرالیں۔"

۲: گھر میں فوٹو اور تصویریں ہرگز برداشت نہیں کرتے وقت وصال روپیہ، پیسے بھی نکلوا دیئے کہ ملائکہ رحمت کی تشریف آوری میں کسی طرح کا شبہ بھی نہ رہ جائے۔

۱۳ اور تواضع اور انکسار کی یہ حالت تھی کہ ایک بار — پیلی بھیت آتے وقت ٹرین میں تاخیر تھی تو اسٹیشن پر آرام کرسی بیٹھنے کو دی گئی۔ فرمایا یہ تو کوئی بڑی متکبرانہ کرسی ہے۔ تشریف رکھا مگر پشت نہ لگائی اور وظائف میں مشغول رہے۔ کسی صاحب کو اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ایک مسلمان حجام کے برابر بیٹھنا پڑا تو آئندہ انہوں نے آنا ہی ترک کر دیا اعلیٰ حضرت نے فرمایا، میں بھی ایسے متکبر کو پسند نہیں کرتا۔

۱۴ اطاعتِ والدین میں بھی ان کی مثال پیش کرنی مشکل ہے والد گرامی کے وصال کے بعد اپنی پوری باگ ڈور والدہ ماجدہ قدس سرہ کے ہاتھ میں دے رکھی تھی بے اذن حج نفل بھی گوارہ نہ کیا جو کچھ رقوم ہوتیں سب والدہ کی خدمت حاضر کر دیتے ان کی اجازت کے بغیر کتابیں بھی نہ خریدتے۔

۱۵ علمائے اسلام کی توقیر و تعظیم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہونے دیتے۔ علامہ شامی محقق علی الاطلاق جیسے اکابر کی باتوں پر کلام کرتے مگر ادب اور تواضع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ جبکہ آج اکابر پر اس طرح حرف گیری کی جاتی ہے کہ وہ طفل مکتب معلوم ہوں یہ ان لوگوں کا حال ہے جنہیں امام احمد رضا کے علوم کا پچاسواں حصّہ بھی نصیب نہیں۔ ایک جگہ ردالمحتار میں علامہ شامی نے فرمایا اعتراض کا حل ہماری سمجھ میں نہیں آیا اعلیٰ حضرت نے جدالممتار میں اس پر لکھا "وظہورنا ببرکۃ خدمۃ کلماتکم" آپ سے کلمات کی خدمت کی برکت سے ہمیں سمجھ میں آگیا۔ الخ

شامی علماء کا ذکر فرماتے ہوئے قصیدہ میں لکھا ہے۔

إذا اخترّ تمصرت البوادی
إذا راحوا فصار المصر بیدا

یہ حضرات جب کہیں فروکش ہوں تو پا دیئے شہر بن جائیں اور جب رخصت ہو تو شہر جنگل بن جائیں" ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاری نے عرض کیا یہ تو شاعرانہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا حقیقت ہے۔ مولانا عبدالقادر صاحب تشریف لئے ہوئے ہوتے شہر میں چہل پہل نظر آتی عجب کیف و سرور کا سماں ہوتا۔ واپس چلے جاتے تو معلوم ہوتا ہے کہ ویرانی چھاگئی حالانکہ ان کے سوا سبھی موجود ہوتے۔

۱۶ حق گوئی اور صلابت دین کی مثالیں ایک سے ایک ہیں مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ کے عرس میں ایک بار شرکت فرمائی مولوی سراج الدین آنولوی کوئی میلاد خواں واعظ تھے انہوں نے دوران تقریر یہ کہا کہ" پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک میں فرشتے روح ڈالیں گے۔ چونکہ اس میں حیات انبیاء علیہم السلام کے مسلمہ اصول سے انکار نکلتا تھا۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور مولانا عبدالقادر علیہ الرحمہ سے فرمایا۔ آپ اجازت دیں تو ان کو منبر سے اتاردوں مولانا علیہ الرحمہ نے ان کو بیان سے روک دیا اور مولانا عبدالمقتدر صاحب سے فرمایا کہ ایسے بے علم لوگوں کو مولانا احمد رضا خاں کے سامنے میلاد شریف پڑھنے نہ بٹھایا کیجیے، جن کے سامنے بیان کرنے والے کے لیے علم اور زبان کو بہت نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔

اسی سلسلے میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ نہیں وجود سے آج کل کے واعظین اور میلاد خواں کے بیانوں وعظوں میں جانا چھوڑ دیا اور حضرت شاہ علی حسین صاحب اشرفی

میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے متعلق فرمایا کہ حضرت ان میں سے ہیں جن کا بیان میں بخوشی سنتا ہوں۔

۷، خدمت دینی پر اپنوں کی مدح اور غیروں کی قدح انسان کو عجب وکبریا نفسانی عقد وانتقام میں مبتلا کر دیا کرتے ہیں مگر امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں "بخدا میں نہ ان اکابر علماء واولیاء کی مدح پر اتراتا ہوں نہ ان دشمنانِ خدا ورسول کی گالیوں سے غصہ میں آتا ہوں خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس ناچیز کو اس قابل بنایا کہ اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ناموس کی حفاظت میں گالیاں سنے جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے ہیں اتنی دیر تو میرے آقا کی بدگوئی سے باز رہتے ہیں۔ ان کی ساری زندگی کا نقشہ یہ ہے۔

نہ مرا نوش زتحسیں نہ مرا نیش زطعن
نہ مرا گوش بہ مدحے نہ مرا ہوش ذمے

ان کے اخلاق وعادات اور اتباع شرع کا بیان کہاں تک ہو۔ ایک عینی شاہد مولانا سید شاہ ابو سلیمان محمد عبدالمنان قادری جو ابتدا اعلیٰ حضرت کے مخالف تھے انہوں نے یہ تحریری بیان دیا کہ اعلیٰ حضرت۔

" اخلاق نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زندہ مثال ہیں۔ آپ کی زیارت نے تمام وکمال فقیر پر یہ ثابت کر دیا کہ جو کچھ بھی آپ کی تعریفیں ہوتی ہیں وہ کم ہیں۔

۸، احتیاط و فی القول کا یہ حال تھا کہ کسی حل یا جواب میں ذرا بھی خامی وغلطی ہوتی تو اسے صحیح کہنے سے پرہیز کرتے سید ایوب علی صاحب نے رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ کے اوقات نماز پنجگانہ کا نقشہ بنا کر بھیجا دس پندرہ منٹ کے بعد اصلاح کے ساتھ واپس آیا جہاں جہاں بھی خالی تھی اس پر غلط کا نشان اور جو صحیح تھا اس پر صحیح کا نشان بنا دیا گیا تھا ایک خانہ میں بجائے صحیح کے "خیر" لکھا تھا غور کیا تو سکنڈ کے ہزارویں حصے کی غلطی تھی جس سے اوقات پر کوئی اثر نہیں آتا تھا مگر غلطی بہرحال غلطی ہے اس لیے صحیح کا نشان نہ دیا بلکہ "خیر" لکھا تھا۔

۹، پیلی بھیت کے مشہور بزرگ شاہ جی محمد شیر میاں علیہ الرحمہ سے ملنے محدث سورتی کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ شاہ صاحب بے حجابانہ عورتوں سے بیعت لے رہے ہیں۔ احکام شرع پر کمال غیرت کے باعث اعلیٰحضرت بغیر ملے ہوئے۔ واپس تشریف لاتے۔ کوئی دوسرا ہوتا تو بگڑ جاتا مگر شاہ صاحب کی بے نفسی وحق پسندی کا کمال اس طرح جلوہ گر ہوا کہ شام کو اسٹیشن تک پہونچانے تشریف لائے اور صبح کے واقعہ پر اظہار افسوس کے ساتھ کہا مولانا اب آئندہ میں عورتوں کو پس پردہ بٹھا کر بیعت لیا کروں گا اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے ان سے مصافحہ معانقہ فرمایا۔

۱۰، مسجد میں وضو کا مستعمل پانی گرانا جائز نہیں خواہ وہی پانی ہو جو اعضاء پر لگا رہ جاتا ہے ایک بار سخت سردی میں شدید بارش ہو رہی تھی اعلیٰ حضرت معتکف تھے باہر وضو کی صورت نظر نہ آئی لحاف کو چار تہ کرکے اس پر وضو کیا ایک قطرہ بھی فرش پر گرنے نہ دیا اور پوری رات سردی میں ٹھٹھر کر بسر کر دی۔

۱۱، جب مسجد میں داخل ہوئے تو دایاں پاؤں آگے بڑھاتے ہر صف کو دایاں قدم آگے بڑھاتے ہوئے عبور کرتے اسی طرح محراب تک مصلّے پر پہونچ جاتے فرض نماز صرف کرتے اور ٹوپی پر بغیر عمامہ کبھی ادا نہ کی۔ دکھتی ہوئی آنکھوں سے جو پانی گرے ناقص وضو

ہے۔ ایک بار آشوب تھا تو ہر نماز کے بعد کسی سے آنکھ دکھا لیتے کہ پانی حلقہ چشم سے باہر تو نہیں آیا ورنہ دوبارہ وضو کر کے نماز لوٹانی ہوگی وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا پر عمل کیا تو ایسا سبک خرامی دیدنی ہوتی قدموں کی آہٹ بھی پانا مشکل تھا بارہا ایسا ہوا کہ قریب پہونچ کر خود تقدیم سلام کی تو خدام کو آنے کی خبر ہوئی۔ سونے میں اسم رسالت "محمد" علی صاحب الصلوٰۃ والصلوٰۃ والسلام کا نقشہ ہوتا غربار کی دلجوئی کا بڑا خیال تھا مخلص غربار کی دعوت نہ رد کرتے نہ بعد میں کوئی حرف شکایت زبان پر لائے۔ بلکہ خدام کو حیرت ہوئی کہ کھانا کیسے تناول فرمایا تو ارشاد ہوتا ایسی خلوص کی دعوت ہو تو میں روزانہ قبول کرنے کو تیار رہوں۔ خط بنواتے وقت اپنی کنگھی اور اپنا شیشہ استعمال فرماتے۔ قبلہ کی طرف نہ پاؤں دراز کیا نہ کبھی منہ کر کے تھوکا۔ ان عادات کو دیکھکر سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

۱۲: حدیث کے مطابق تہمت کی جگہوں سے پرہیز کرتے مٹی کا تیل چونکہ بدبو دار ہوتا ہے اس لیے مسجد میں جلانا ناجائز ہے۔ ایک بار حاجی کفایت اللہ صاحب نے لالٹین میں ارنڈی کا تیل بھر کر جلایا۔ فرمایا حاجی صاحب اسے باہر کیجئے ورنہ لوگوں کو بتاتے رہیے کہ اس میں مٹی کا تیل نہیں ارنڈی کا تیل ہے۔ راہ چلتے لوگ تو یہی سمجھیں گے کہ دوسروں کو تو مسجد میں بدبو دار تیل جلانے سے ممانعت کی جاتی ہے اور خود اپنی مسجد میں جلاتے ہیں آخر حاجی صاحب نے باہر کر دیا کسی عالم نے نیت اعتکاف مسجد میں قیام کیا اور پان وغیرہ بھی کھایا اگالدان بھی رکھا بعض لوگ جو ان کی نیت اعتکاف سے باخبر نہ تھے معترض ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کے پاس سوال آیا اعتراض کرنے والوں کو حکم مسئلہ اور مرتبۂ عالم بتاتے ہوئے تنبیہ کی آخر میں یہ بھی لکھا۔

"علماء کو چاہیئے کہ اگرچہ خود نیت صحیح رکھتے ہوں عوام کے سامنے اپنے افعال جن سے ان کا خیال پریشان ہو نہ کریں کہ اس میں دو فتنے ہیں۔ جو معتقد نہیں اس کا معترض ہونا، غیبت کی بلا میں پڑنا عالم کے فیض سے محروم رہنا۔ اور جو معتقد ہیں ان کا اس کے افعال کو دستاویز بنا کر بے علم نیت خود مرتکب ہونا۔ عالم فرقۂ ملامتیہ سے نہیں کہ عوام کو نفرت دلانے میں اس کا فائدہ ہو مسند ہدایت پر ہے عوام کو اپنی طرف رغبت دلانے میں انکا نفع ہے حدیث میں ہے۔" راس العقلِ بعد الایمان باللہ، التَّوَدُّدُ الی النَّاسِ" دوسری حدیث میں ہے۔ بشروا وَلَا تنفروا۔ احیانًا ایسے افعال کی حاجت ہو تو اعلان کے ساتھ اپنی نیت اور مسئلہ شریف عوام کو بتا دے۔

۱۳: حامد علی خاں نواب رامپور سے حضرت مہدی میاں کے مراسم تھے ایک بار چاہا کہ اعلیٰ حضرت سے ملاقات کراؤں نواب کے ساتھ اسپیشل ٹرین سے سفر میں تھے۔ بریلی اسٹیشن سے مدارلمہام کی معرفت ڈیڑھ ہزار کی نذر بھیجی اور پیغام کہلایا کہ میاں نے دیا ہے اور نواب کو ملاقات کا موقعہ دیا جائے جوابًا دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑے مدارلمہام سے فرمایا بعد سلام ان سے کہیئے یہ الٹی نذر کیسی؟ مجھے چاہیئے کہ میاں کی خدمت میں نذر پیش کروں نہ کہ میاں مجھے نذر دیں۔ اس نے کہا حضور ڈیڑھ ہزار ہیں (جو آج کے سکے میں قریبًا ۵۰ ہزار کے برابر ہوں گے) فرمایا جو بھی ہو واپس لے جائیے۔ فقیر کا

مکان نہ اس قابل کہ کسی والی ریاست کو بلا سکوں اور نہ میں والیانِ ریاست کے آداب سے واقف کہ خود جا سکوں۔

ایک صاحب داخل سلسلہ ہو کر کسی وظیفہ کے خواہش مند ہوئے۔ ان کی داڑھی حد شرع سے کم تھی۔ فرمایا جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی وظیفہ بتایا جائے گا کچھ دنوں بعد پھر درخواست کی۔ فرمایا کسی التماس کی ضرورت نہیں جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی۔ خود وظیفہ بتا دیا جائے گا۔ یعنی نفل پر واجب مقدم ہے۔

کسی کی زندگی معلوم کرنے کے لیے اس کے پڑوسیوں کا بیان خاص طور سے قابل غور ہوتا ہے۔ پڑوسیوں سے کچھ نہ کچھ نزاع ہو ہی جاتی ہے اس لیے بعض ایسے بھی ملتے ہیں کہ اپنے دنیوی نقصان کے باعث اپنے نیک پڑوسیوں کی بھی بے جا شکایت کرتے ہیں مگر امام احمد رضا کے پڑوسی بھی ان کے متعرف نظر آتے ہیں۔

محمد شاہ خاں عرف حاجی مُنّھن خان ایک معزز زمین دار اور اعلیٰ حضرت کے پڑوسی تھے عمر اعلیٰ حضرت سے زیادہ تھی سید ایوب علی صاحب و سید قناعت علی صاحب نے ایک دن دیکھا کہ یہ اپنی زمین داری اور سن رسیدگی کے باوجود بڑے آداب سے آستانہ رضویہ کی جاروب کشی کر رہے ہیں سید قناعت علی صاحب کو گوارہ نہ ہوا آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ سے جھاڑو لینا چاہی مگر حاجی صاحب نہ مانے اور فرمانے لگے صاحبزادے یہ میرا فخر ہے کہ اپنے شیخ کے آستانہ عالیہ کی جاروب کشی کروں۔ (ان لوگوں کو ابھی معلوم نہ تھا کہ یہ بھی داخلِ ارادت ہیں) فرمایا میں عمر میں حضور سے بڑا ہوں۔ ان کا بچپن دیکھا جوانی دیکھی، اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں ہر حالت میں یکتا سے زمانہ پایا تب ہاتھ دیا۔ بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے۔ انہیں بچپن میں ضرب المثل در یکتائے روزگار دیکھا۔

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

## قطبِ زمن

(از مفتی) مظفر احمد داتا گنجوی خلیفہ مفتی اعظم ہند

قطب جہاں قطب زمن ہیں سیدی مفتیٔ ہند
عالم ہر علم و فن ہیں سیدی مفتیٔ ہند

ھادیٔ اہل سنن ہیں سیدی مفتیٔ ہند
ماحی اہل فتن صحیں سیدی مفتیٔ ہند

نائب شاہ زمن سیدی مفتیٔ ہند
حامیٔ اہل سنن ہیں سیدی مفتی ہند

آپ کی مدح و ثنا میں رہتے ہیں نغمہ سرا
جتنے مرغانِ چمن ہیں سیدی مفتی ہند

عارف اسرار حق ہیں واقف راہِ ہُدیٰ
ھادیٔ اہل سنن ہیں سیدی مفتیٔ ہند

آپ کی یاد دل میں میرے ہر دم ہر گھڑی
صدقے تم پہ جان و تن ہیں سیدی مفتیٔ ہند

عام ہے بخشش تمہاری عام ہے جود و سخا
آپ فیاض زمن ہین سیدی مفتی ہند

نام لیواؤں میں تیرے ہے مظفر قادری
نائب غوث زمن ہیں سیدی مفتیٔ ہند

# فلاحِ دارین

علامہ بدر القادری نوری

معلم انسانیت واخلاق سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات وکمالات میں سے۔ آپ کا "جوامع الکلم" ہونا بھی، ایک عظیم کمال ہے۔ چند لفظوں میں حکمت ودانائی کے آبدار موتی پرونا میرے آقا، مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف ہے مشہور محدث علامہ جلال الدین السیوطی (۸۴۹ھ تا ۹۱۱ھ) کنز العمال کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوکر، متعدد سوالات کئے۔ آقا ومولا سرکار رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے، جوابات ارشاد فرمائے، آپ کے وہ فرمودات تمام انسانی دنیا کے لئے نسخہ کیمیا ہیں۔

ایک بندۂ مومن کی خواہشات اور ان کی تکمیل تعلق مع اللہ کے سیدھے راستے۔ اور دینوی و اخروی زندگی میں کامیابیوں کامرانیوں سے بہرہ ور ہونے کے لئے، بیقرار، بےچین، اور دربدر بھٹکتی ہوئی انسانیت کو رسول اکرم واعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدایت کی قندیلیں عطا فرمادی ہیں۔ لیجئے آپ بھی خزینۂ نبوت کے ان جگمگاتے موتیوں سے دامن دل کو آباد کیجئے۔

س۔ یارسول اللہ! میری خواہش ہے کہ بڑا عالم بنوں
ج۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کر، عالم بن جائے گا، (یعنی خوف خدا، اور اس کے حکموں پر عمل کرنے سے خزانہ علم وحکمت تک پہنچ جائے گا)

س۔ میں دولت مند بن جانا چاہتا ہوں۔
ج۔ قناعت اختیار کر، مالدار ہو جائے گا۔

س۔ میری تمنا ہے کہ سب سے بہتر بن جاؤں۔
ج۔ سب سے اچھا انسان وہ ہے۔ جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

س۔ میں سب سے عادل بننے کی آرزو رکھتا ہوں۔
ج۔ اگر تو ہر شخص کے لئے وہی پسند کرے گا، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، تو سب سے عادل انسان بن جائے گا۔

س۔ میں بارگاہ رب العزت میں مقرب ہونا چاہتا ہوں
ج۔ ذکر الٰہی کو لازم پکڑ تو تیری خواہش پوری ہوگی۔

س۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان کامل ہو جائے۔
ج۔ اپنے فرائض کی نگہداشت کر، فرماں بردار بندگان حق میں شمار ہوگا۔

س۔ میں خداوند تعالیٰ کے حضور اس طرح حاضر ہونا چاہتا ہوں کہ گناہوں سے پاک وصاف رہوں۔
ج۔ جنابت سے غسل کیا کر۔ اس کی برکت سے قیامت کے روز گناہوں سے پاک کرکے اٹھایا جائے گا۔

س۔ میری آرزو ہے کہ روز حشر نور کے ساتھ اٹھایا جاؤں
ج۔ تو کسی پر ظلم کا مرتکب نہ ہو، اور قیامت نور میں اٹھایا جائے گا۔

س۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم فرمائے۔
ج۔ تو اپنی جان، اور خدا کی مخلوق پر رحم کر، پروردگار عالم تجھ پر رحم فرمائے گا۔

س۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ کم ہوں۔

ج۔ زیادہ سے زیادہ استغفار کر، تیرے گناہ کم ہو جائیں گے۔

س۔ میں بزرگی کا خواہشمند ہوں۔

ج۔ ہمیشہ پاک وصاف رہ تیرے رزق میں فراخی و وسعت ہوگی۔

س۔ میں اللہ اور رسول کا دوست بننا چاہتا ہوں۔

ج۔ جو چیزیں اللہ اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پسند ہیں ان کو پسند کر، اور جن سے اللہ رسول کو نفرت ہے ان تمام سے نفرت کر۔

س۔ میں اللہ کے غضب سے بچنا چاہتا ہوں۔

ج۔ کسی پر بلا وجہ غضب نہ کر، تو اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب سے محفوظ و مامون رہے گا۔

س۔ میں دربار خداوندی میں مستجاب الدعوات بننا چاہتا ہوں۔

ج۔ حرام چیزوں اور حرام باتوں سے پرہیز کر (یعنی اعمال و افعال اور استعمال کے تمام محرمات سے الگ رہ)

س۔ میں چاہتا ہوں کہ روز قیامت، اللہ تعالیٰ کے حضور، سب کے سامنے میری رسوائی نہ ہو۔

ج۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر۔ رب تعالیٰ تجھے رسوائی سے بچائے گا۔

س۔ میں چاہتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ میرے عیبوں کو چھپائے۔

ج۔ تو اپنے بھائیوں کا عیب پوشیدہ رکھ، اللہ تعالیٰ تیرے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

س۔ میری غلطیوں کی معافی ہونے کی کیا صورت ہے؟

ج۔ اللہ کے ڈر سے رونا، اور اللہ تعالیٰ سے عجز و انکساری کرنا، اور بیماروں کی عیادت کرنا۔ غلطیوں کو مٹاتا ہے۔

س۔ کون سی نیکی رب تعالیٰ کے حضور افضل ہے۔

ج۔ خوش خلقی، انکسار، مصائب پر صبر، اور مرضیٔ حق پر اظہار خوشی۔

س۔ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے۔

ج بد خلقی اور بخل

س۔ کونسا عمل اللہ کے غضب کو روکتا ہے

ج۔ چھپا کر صدقہ دینا، اہل قرابت کا حق ادا کرنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنا۔

س۔ آتش جہنم کو بجھانے والی کیا چیز ہے۔

ج۔ نماز اور روزہ۔

حضرت رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان ۲۱ سوالات کے جواب میں عالم انسانی کے لئے جو بیش بہا اور انمول جواہر عنایت فرمائے ہیں ــــ وہ ہر دور۔ اور ہر خطۂ زمین پہ بسنے والے مسلمانوں کے لئے دولت بیکراں ہیں۔ آج جب کہ مادی چکاچوند نے سب تو سب مسلمانوں کو بھی نئے نئے "ازم" اور نئی نئی تحریکوں کا غلام بنا رکھا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے مسلمان اپنے کو آقا و مولا حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن کرم میں چھپائیں۔ ان کی غلامی کو اپنائیں ان کے ارشادات کی روشنی میں زندگی کی راہیں تلاش کریں ــــ ورنہ فکر و نگاہ کی آوارگی سے یہ خطرہ ہو چلا ہے کہ آخرت کی ابدی زندگی کے طالب دنیا کے معمولی مفاد اور معاش و اقتصاد کے نام پر اٹھی ہوئی شیطانی تحریکوں کے جال میں پھنس کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)

حقیقی اور کامیاب زندگی۔ اور آخرت کی ضمانت صرف قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لگ کر رہنے میں ہے، اس سے بیگانگی، یا برگشتگی ہی کا دوسرا نام بربادی اور ناکامی ہے۔

طریق مصطفےٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی ہے اقتدار اپنی

---

# امام احمد رضا خاں

از۔ ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم ہمدرد یونیورسٹی
دھلی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ڈاکٹر اقبال نے یہ شعر غالباً امام (اعلیٰحضرت) احمد رضا جیسی ہی نابغۂ روزگار شخصیتوں کے لئے لکھا تھا جو صدیوں میں جنم لیتی ہیں اور اس صدی کی عزت وآبرو بن جاتی ہے اس شعر کا موقع محل کوئی بھی رہا ہو لیکن اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ امام احمد رضا کی نادر روزگار شخصیت پر مکمل صادق آرہا ہے۔ امام احمد رضا ہندوستان کے ماہ وسال کے لیے ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی پوری صدی کے لئے بے مثل وبے مثال تھے۔ ان کی تصانیف دعوت وتبلیغ در فروغ ہدایت ردّ بدعات ومنکرات اخلاص وعمل فنون عقلیہ میں دسترس علوم عقلیہ میں بالادستی یہ تمام صلاحیتیں معاصرین پر تفوق وبرتری حاصل کرنے کے لئے کم نہ تھیں ایسی جلیل القدر شخصیت کے بالمقابل عالم اسلام کی صرف دو ہی شخصیتیں لائی جا سکتی ہیں ایک تو شاہ ولی اللہ اور دوسرے مجدد الف ثانی علیہم الرحمہ۔

امام احمد رضا بظاہر ایک ناتواں شخص تھے مگر درحقیقت وہ ایک انجمن تھے دیکھنے میں ایک فرد مگر حقیقت میں ایک ادارہ تھے تمام انسانی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تنہا وہ کام کر گئے جسے کرنے کیلئے آج ایک جماعت درکار ہے تفسیر حدیث فقہ واصول فقہ عقائد وکلام تصوف نحو صرف فرائض منطق وفلسفہ ریاضی وہیئت نجوم توقیت لوگارثم جبر ومقابلہ وغیرہ بچپن علوم میں آپ کو مہارت تامہ اور ملکۂ راسخہ حاصل تھا۔ تنہائی میں رہتے ہوئے زمانے حالات پر کڑی نظر رکھتے تھے دین پر ہونے والے نادر احملے کا جواب دینے سے کبھی نہیں چوکتے تھے جس خوبی پر نظر ڈالیئے اپنی مثال آپ تھے دینی علوم میں مشغولیت اس درجہ تھی کہ بس مگر پھر بھی امریکہ کے مشہور مہندس پروفیسر البرٹ اف پورٹا کا یہ دعویٰ کہ فلاں تاریخ میں اجتماع سیارات کے سبب انقلاب زلزلہ اور طوفان آئے گا اسی دعویٰ کی بھرپور تردید امام احمد رضا کی علم نجوم میں مہارت کی واضح دلیل ہے۔ علم ریاضی میں مہارت کا حال اس سے عجیب تر ماہر ریاضیات ڈاکٹر ضیا الدین سابقہ وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ایک مسئلہ کے حل کیلئے جرمنی کا ارادہ ترک کرکے بریلی تشریف لے گئے اور وہاں سے تسلی بخش جواب لے کر واپس لوٹے اور ساتھ ہی ریاضی کے کچھ ایسے اہم مسئلہ سمجھ کر آئے جس کے سبب انھوں نے جرمنی کے ماہرین

ریاضیات کو چیلنج کیا کہا جاتا ہے کہ سر ضیاء الدین کی شعار اسلام یعنی داڑھی سے محبت اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی امام احمد رضا سے ملاقات کا نتیجہ ہے۔ ریاضی وعلم نجوم کیا تمام علوم وفنون پر مشتمل تقریباً ایک ہزار تصانیف وحواشی آپ کی علمی یادگار ہیں جن میں بمشکل اب تک صرف آدھی کتابیں چھپ سکیں ہیں جس کے مطالعہ سے کہیں امام ابوحنیفہ کہیں امام غزالی اور خیام بیرونی کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ سچ ہے کہ وہ ہر فن کے امام تھے عربی وفارسی وہندی کے قادر الکلام شاعر تھے ہی فلسفہ قدیمہ اور جدیدہ میں ان کی شان مجتہدانہ تھی۔ الکلمۃ الملہمہ نزول آیات فرقان اور فوز مبین میں اس کے بکثرت شواہد ملتے ہیں۔ ترجمہ قرآن۔ کنزالایمان
تشریحی اسالیب کا بہترین شاہکار ہے یہ ترجمہ ناموس

توحید ورسالت کا پاس رکھنے اور تفاسیر معتبرہ کے عین مطابق ہونے میں شہرہ آفاق حیثیت کا حامل ہے بلاشبہ وہ علوم نقلیہ وعقلیہ دونوں کو دوش بدوش لے کر دین متین کو نئی نظریات واسالیب میں ڈھال کر سمجھانے آئے تھے یقیناً وہ مجدد تھے تجدید احیائے دین کا انھوں نے پورا حق ادا کر دکھایا دین کے مخالفین کے لئے ان کا قلم تیغ براں کی طرح ہمیشہ رواں دواں لوگوں اندر رہ جانے پر کس کس طرح تہمتیں لگائیں کیسے کیسے الزام تراشے مگر وہ دین کے جری و بے باک سپاہی تھے وہ اپنے امور میں جبل مستقیم رہے مخالف ہواؤں کی پرواہ کیے بغیر شمع الفت رسول کی لو تیز سے تیز کرتے رہے یہ بھی کہا گیا وہ انگریز نواز تھے مگر ایسا نہیں بلکہ ان کے زبردست مخالف تھے اور وہ بھی اس درجہ کہ جب لفافے پر ٹکٹ لگاتے اور ٹکٹ پہ کسی ملکہ یا انگریز حاکم کی تصویر ہوتی تو قصداً بطور تحقیر الٹا لگاتے اور اگر انگریز پرست ہوتے تو آج ان کے متبعین بھی دیگر انگریز نواز علماء کے متبعین کی طرح انگریزی رسم ورواج وضع قطع انگریزی تہذیب وتمدن کو گلے سے لگائے رہتے مسلمان بادشاہوں اور نوابین کی تعریف سے اپنی زبان کو آلودہ نہ کیا وہ بھلا انگریزوں کا کیا گن گائے ایک بار نواب نان پارہ (بہرائچ) کی شان میں چند شعراء نے ایک مدحیہ قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی تو کیا فرمایا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ نان نہیں

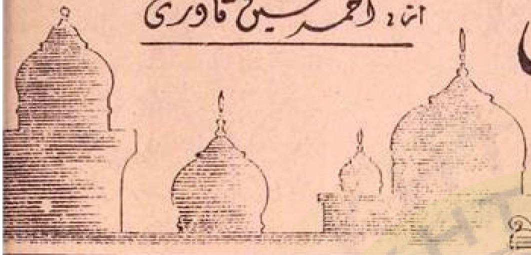
عبقری ہو تو ایسا استغنا ہو اس طرح ان کے یہاں بڑی سے بڑی باتوں کے علاوہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بڑا پاس تھا قبلہ رو کبھی نہ تھوکتے سونے کی حالت میں لفظ محمد کی شکل اپنے جسم میں ڈھال لیتے فاسق شہنشاہ کی طرف رخ بھی نہ کرتے علماء وسادات کا احترام ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ مسلم معاشرے کے کس طرح خیر خواہ تھے کہتے تھے کہ مسلمان کو چاہیئے کہ مسلمان ہی کی دکان سے سامان خریدے بھلا ہوگا تو مسلمان بھائی ہی کا تو مسلمان بھائی کا کیا خیال کیا ہے ہر روش

قابل تقلید ہر عمل قابل عمل ہر ادا قابل جاں فداہ شخصیت ہو تو ایسی الفضل ما شہدت بہ الاعداء جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔ ارباب فضل وکمالات نے ہزارہا اختلاف کے باوجود ان کی عبقریت کا اعتراف کیا ڈاکٹر اقبال ابوالاعلیٰ مودودی مولانا ابوالکلام آزاد اس طرح برصغیر پاک وہند کے علمائے ہی نہیں عرب وعجم کے علماء وفضلا نے آپ کے علوم وفنون سے استفادہ کیا اور مدح سرائی کی ان سب کچھ کے ہوتے ہوئے مورخین نے جس غداری کم نگاہی کا ثبوت پیش کیا ہے وہ قابل افسوس ہے اور حیرت انگیز بھی ادھر کئی سالوں سے ان کی شخصیت پر ڈالے گئے پردے کو ہٹا کر انکشاف حقیقت کی کوشش کی جا رہی ہے ضلعی صوبائی ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کئی تحقیقات ادارے اور تنظیمیں کام کر رہی ہیں اس سلسلے میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کا نام نامی سر فہرست ہے اگر ان انجمنوں اور اداروں کی مخلصانہ سرگرمیاں جاری رہیں تو مجھے امید ہے کہ اگلے سالوں میں امام احمد رضا کسی ایک خاص مکتبہ فکر کے نہیں بلکہ تمام مذاہب اور مکاتب فکر کے نمائندے ہونگے جن کی بنیاد صداقت اخلاص دینی محبت اور محبت رسول پر ہے۔

# چند علاماتِ محبتِ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم

از: احمد حسین قادری



دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
بڑی چیز ہے لذّتِ آشنائی
دیوانگی عشق بڑی چیز ہے سیماب
یہ اس کا کرم ہے جسے دیوانہ بنالے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ درود شریف کی کثرت کرے۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے۔ کھڑے ہو کر بیٹھ کر تنہائی میں مجمع میں آہستہ یا آواز سے جیسے اور جہاں میسر ہو درود شریف کی قرأت میں مشغول رہے کہ بہترین وظیفہ اور قرب الٰہی کا اعلیٰ ذریعہ ہے درود شریف کے لئے رب عزوجل کا حکم مطلق ہے۔ کسی زمان، کسی مکان کسی وقت اور کسی حالت کا، اس میں استثنا نہیں کہ فلاں وقت، فلاں جگہ، فلاں حالت میں نہ پڑھو تو ہر وہ محفل ہر وہ موقع اور ہر وہ حال کہ شرعاً ذکر و اذکار کی ممانعت نہ ہو جب بھی درود شریف پڑھا جائے گا اسی حکم الٰہی کی تعمیل میں ہوگا۔ ہر بار درود شریف پڑھنے میں ادائے فرض کا ثواب ملتا ہے کہ وہ سب اسی فرض مطلق کے تحت میں داخل ہے نام اقدس لکھے تو درود شریف ضرور لکھے کہ بعض علما کے نزدیک اس وقت درود شریف لکھنا واجب ہے۔ خواہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یا کوئی اور صیغہ درود شریف اکثر لوگ آج کل صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے صلعم "علیہ السلام" کی عم یا ع۔ م لکھ دیتے ہیں یہ ناجائز اور سخت حرام ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے ایسا لکھا اس کے ہاتھ قلم کر دیئے گئے کہ ایسے مقدس نام کے لئے ذرا سے وقت ذرا سے کاغذ اور ذرا سی سیاہی میں اتنا بخل۔ یونہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی جگہ رض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ رح لکھتے ہیں، یہ بھی نہ چاہیئے جن لوگوں کے نام محمد۔ احمد۔ علی حسن حسین وغیرہ ہوتے ہیں ان ناموں پر ص۔ ع بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے اس پر درود شریف یا دوسرے الفاظ کے اشاروں کی کیا مطلب۔

محبت کی دوسری سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ آل واصحاب، مہاجرین وانصار ازواج مطہرات بنات طاہرات اور جمیع متعلقین ومتوسلین سے محبت رکھے اور ان سب کے دشمنوں بدگویوں، ان کی بارگاہ میں گستاخوں سے عداوت قلبی رکھے اگرچہ وہ اپنا باپ بیٹا یا بھائی یا کنبہ کے کیوں نہ ہوں۔ قرآن کریمہ کی روشن آیت کریمہ ہمیں یہی سبق دے رہی ہے ۔

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ۔ یعنی تو نہ پائے گا انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دلوں میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنھوں نے خدا اور رسول سے مخالفت کی۔ جو محبوب سر آن ہماری یاد میں ہے۔

کچھ دیر ہم حرماں نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں وہ بھی درود شریف کا ورد والہانہ انداز میں خوب شوق و ذوق سے کرتے رہیں ؎

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی نَبِیِّکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

علماء فرماتے ہیں جس طرح تین طرح کے دوست ہوتے ہیں ایک تو تیرا دوست، دوسرے تیرے دوست کا دوست تیسرے دشمن کا دشمن یونہیں تیرے دشمن بھی تین ہیں ایک تو آپ تیرا دشمن دوسرے تیرے دوست کا دشمن تیسرے تیرے دشمن کا دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قسم اول کے دشمن تو کھلے کفار نابکار ہیں اور قسم دوم کے دشمن یہی، رافضی ناصبی خارجی وہابی وغیرہ ہیں کہ محبوبان خدا و ائمہ ہدیٰ کے اعداء ہیں اور قسم سوم کے دشمن وہ گمراہ فرقے ہیں جو ان سے اتحاد و داد مناتے اور ان سے دوستی و محبت کو اخوت اسلامی کا نام دے کر اسلام کا فرض اعظم ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ سب دشمنوں کے شر سے ہمیں بچائے اور مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت اور ان کے سب دشمنوں سے کامل عداوت عطا فرمائے اور اسی حب و بغض پر کہ اسے محبوب و مقبول ہے دنیا سے اٹھائے آمین۔ بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہ

نیز علامت محبت یہ بھی ہے کہ شان اقدس میں جو الفاظ استعمال کئے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں۔ کوئی ایسا لفظ جس میں سوء ادبی یعنی کم تعظیمی کی بو بھی ہو کبھی زبان پر نہ لائے۔ شفا شریف امام قاضی عیاض میں ہے کہ ایک جوان نیک مشہور سے کسی نے کہا کہ تو امی (ناخواندہ ناواقف) ہے اس کی زبان سے نکلا۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم امی نہ تھے، فکفرہ الناس اس پر علماء نے اسے کافر کہا وہ ڈرا اور پشیمان ہوا۔ امام ابوالحسن قابسی نے فرمایا۔ کافر کہنا تو ٹھیک نہیں۔ ہاں یہ اس کی غلطی اس کا قصور ہے (کہ اپنے امی ہونے کو حضور کے امی ہونے پر قیاس کر بیٹھا) کون النبی امیا اٰیۃ لہ وکون ھذا امیا نقیصۃ فیہ وجہالۃ۔ امی ہونا حضور کے لئے معجزہ ہے اور اس کا امی ہونا ناخواندہ ہونا اس میں عیب وجہالت ہے سزا کا مستحق تھا کہ اب نادم ہوا چھوڑ دیا جائے۔

قرآن کریم کا ارشاد گرامی ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ ترجمہ اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اس آیت کا شان نزول تفسیر خزائن العرفان میں موجود ہے۔ مطالعہ کیجئے۔

محبت کی نشانی یہ بھی ہے کہ حضور اقدس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اقوال و احوال و افعال علمائے کرام اور قابل اعتماد سنی مسلمانوں سے دریافت کرے اور چھوٹے سے چھوٹے معاملہ میں بھی ان کی پیروی کرے۔

مجلس میلاد آخر وہی شئے ہے جس کا حکم رب العزت دے رہا ہے کہ واما بنعمۃ ربک فحدث ہ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب خوب چرچا کرو۔ مجلس مبارک کی حقیقت مجمع مسلمین کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری فضائل جلیلہ و کمالات جمیلہ کا ذکر سنانا ہے۔ طعام شیرینی کی تقسیم اس کا جز حقیقت نہیں نہ ان میں کچھ جرم اول دعوت الی الخیر ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ ہ اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔ یہ مجلس آج سے نہیں آدم علیہ السلام نے خود کی اور کرتے رہے اور ان کی اولاد میں برابر ہوتی رہیں زمانہ وصال کا قریب ہوا شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد فرمایا اے فرزند میرے بعد تو خلیفہ ہوگا۔

عِبادٌ تقویٰ وبشریٰ وہٗ وتقیٰ کو نہ چھوڑ نا عُ دَہٗ وتقیٰ محمد ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اللہ کو یاد کیجیے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرنا کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے۔ ہر وقت ہر گھڑی ان کی یاد میں مشغول ہیں۔ غرض میلاد شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال واحوال سننے اور سنانے کا اعلیٰ ذریعہ اور بہترین وسیلہ ہے۔ اور قرآت میلاد شریف میں ذکر ولادت شریف کے وقت جو قیام کیا جاتا ہے وہ بھی بیشک مستحب و مستحسن ومندوب ہے جس کے فاعل کو ثواب کثیر و فضل کبیر حاصل ہوگا کہ وہ تعظیم ہے ان نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جن کی برکت سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ سے بچا کر بہشت معرفت ویقین میں داخل فرمایا۔

نیز علامت محبت یہ بھی ہے کہ حضور کو پکارے تو نام پاک کے ساتھ ندا نہ کرے۔ کیوں کہ رب عزوجل نے اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا حرام ٹھہرایا۔ صحابہ کرام ارشاد ربانی کے تحت ہمیشہ یارسول اللہ کہہ کر خطاب کرتے۔ علامات محبت سے یہ بھی ہے کہ اگر مدینہ طیبہ حاضری نصیب ہو تو روضہ شریف کے سامنے چار ہاتھ فاصلے سے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے کھڑا ہو کر بصد ادب واحترام درود وسلام پیش کرے۔ وللہ الحمد ●



# رضا کی راہ کا بسمل بنا کے چھوڑ گیا

از مفتی۔ مظفر احمد قادری داتا گنجوی

یہ کوئی بادۂ عرفاں پلا کے چھوڑ گیا
رضا کی راہ کا بسمل بنا کے چھوڑ گیا

ابھی حیات کی تفسیر نامکمل تھی
ادھورہ قصۂ ہستی سنا کے چھوڑ گیا

معین اہل سنن تجھ پہ حق کی رحمت ہو
قریب منزل مقصود لا کے چھوڑ گیا

جسے کہ حل نہ کرسکیں جہاں والے
تو ہی اس عقدہ کو آساں بنا کے چھوڑ گیا

رضا کے ہاتھ سے پی تھی کبھی جو مے تونے
اسی کو ہم کو تو تشنہ بنا کے چھوڑ گیا۔

خدا کو سونپ گیا اپنی ناخدائی بھی
سفینہ قوم کا لنگر اٹھا کے چھوڑ گیا

اسی صدی کا مجدد ہر اک نے کہا
ہمیں تو غوث کا شیدا بنا کے چھوڑ گیا

امام اہل سنن جن کو اہل حق نے کہا
اسی رضا کا ثناخواں بنا کے چھوڑ گیا

جناب اختر سبحاں رضا کو ابن رضا
ہمارا ہادی و رہبر بنا کے چھوڑ گیا

مظفر حُبّ نبی کی وہ بھینی خوشبو سے
دماغ و دل کو معطر بنا کے چھوڑ گیا

پہلی قسط

شہزادۂ اعلیٰ حضرت

# حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر :- پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ہ

سلام اس پر جس نے دلوں پر حکومت کی۔
سلام اس پر جس کی یاد روشنیاں لے کر آتی ہے
سلام اس پر جس کا خیال تاریکیاں لے کر جاتا ہے
سلام اس پر جس کے قدم نہ ڈگمگائے
سلام اس پر جس کی نظر نہ بہکی
سلام اس پر جو صراطِ مستقیم پر رواں دواں رہا
سلام اس پر جس نے ملّت کو شعور زندگی بخشا
سلام اس پر جس نے سب کچھ لٹایا
سلام اس پر جس نے کچھ نہ چاہا
سلام اس پر جو محبت کا پاسدار تھا
سلام اس پر جو غریبوں کا غمگسار تھا
سلام اس پر جس نے گرتوں کو سنبھالا
سلام اس پر جس نے ڈوبتوں کو نکالا
سلام اس پر جس نے طوفان کے منہ پھیر دیئے
سلام اس پر جو یادگار سلف تھا
سلام اس پر جو افتخار خلف تھا
سلام اس پر جس کا جہاں سارا جہاں تھا

سلام اس پر جو فقرِ غیور کا علم بردار تھا۔ سلام اس پر مدّاحانِ رسول جس سے فیض پاتے تھے۔ سلام اس پر گستاخانِ رسول جس سے خار کھاتے تھے۔ سلام اس پر جس نے عشقِ مصطفےٰ کے چراغ روشن کئے۔ سلام اس پر جو گفتار و کردار میں اللہ کی برہان تھا۔ سلام اس پر جس کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ سلام اس پر جو قدم قدم پر خدا کو یاد رکھتا تھا۔ سلام اس پر جو واصل باللہ تھا۔ سلام اس پر جو باقی باللہ تھا۔ سلام اس پر جس نے اسلام کی آن رکھی سلام اس پر جس کے شب و روز خدا کی عبادت میں صرف ہوتے تھے۔ سلام اس پر جس کے رات دن مخلوق خدا کی خدمت میں صرف ہوتے تھے۔ سلام اس پر جس کی ہر بات نصیحت تھی۔ سلام اس پر جس نے ہدایت کا حق ادا کر دیا۔ سلام اس پر جس کا مسکن مرکز ارباب صفا تھا۔ سلام اس پر جس کا مدفن مرجع ارباب وفا ہے۔

ہاں، وہ کون ہے جس کے لئے آج آنکھ اشکبار ہے ؟
ہاں ، وہ کون ہے جس کیلئے آج دل بے قرار ہے ؟ ہاں وہی جو دلوں میں رہتا ہے۔ جو آنکھوں میں بسا تھا۔

کسی صورت سے بھولتا ہی نہیں
آہ ! یہ کس کی یادگاری ہے
کیا کہوں تم سے بے قراری کی
بے قراری سی بے قراری ہے

ہاں ، وہ وہی شہزادۂ عالی وقار ہے جو ۲۲ ذی الحجہ

سنہ ۱۳۱۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۲ء کو آفتاب بن کر افق بریلی پر جلوہ گر ہوا۔ جس کا نام نامی مرشد نوری نے "ابوالبرکات محی الدین جیلانی"۔ والد گرامی نے "محمد" رکھا۔ اور عرف "مصطفٰے رضا" تجویز کیا گیا۔

جس ذات سے اس کو نسبت فرزندی تھی وہ اپنے وقت کا فرد فرید تھا۔ وہ علوم نقلیہ کا تاجدار تھا۔ وہ علوم عقلیہ کا غواص تھا۔

وہ میدان فقاہت کا شہسوار تھا۔ وہ میدانِ سیاست کا علم بردار تھا۔ عرب و عجم میں اس کی دھوم تھی۔ سارے جہاں میں اس کا چرچا تھا۔ کون؟ ۔ عبد المصطفٰے امام احمد رضا قدس سرہ العزیز۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ شہزادۂ عالی جاہ اپنے والد بزرگوار کا عکس جمال تھا۔ اس کے حسن و رعنائی کی بات کیا کیجئے۔ گورا رنگ، نورانی چہرہ، چوڑی پیشانی، لبوں پر تبسم، گفتگو میں حلاوت، کلام میں لطافت جدھر سے گذرتے، دیکھ کر لوگ دوڑے چلے آتے تھے۔ کشش و دل نوازی کا عجیب عالم تھا۔

سینہ خالی کنید از دلہا
یار بہر شکار می آید
مژدہ اے دل کہ بہر استقبال
رحمتش بے قرار می آید

اور جس ذات قدسی صفات سے اس کو شرف بیعت حاصل تھا وہ بھی آسمانِ ارشاد کا آفتاب تھا۔ اور علم و دانش کا ماہتاب تھا۔ ایک عالم اس سے فیضیاب تھا۔ کون؟ شاہ ابوالحسین احمد النوری مارہروی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز۔ یہ وہ مقدس ہستی ہے جس کی تعریف میں امام احمد رضا جیسا فاضل اجل یوں رطب اللسان ہے ؎

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین
سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین

اور جس سے خود امام احمد رضا کو شرفِ خلافت و اجازت حاصل تھا۔ اس شرف و سعادت پر وہ ناز کرتے ہوئے کہتے ہیں ع

ہاں طالع رضا تری اللہ رے یاوری

اور سنو ؎ کیا کہہ رہے ہیں۔

اَنَسْتُ مِنْ مَارَهْرَةَ نَارًا عَلٰی
طُوْرٍ اَشَا طُوْرًا بِهٖ يَهْدِيْنَا
طُوْبٰی لِاَبْنَاءِ السَّبِيْلِ اِذَا اهْتَدَوْا
وَمَشَوْا لِهٰذَا النُّوْرِ مُنْقَادِيْنَا
اَكْرِمْ بِنَارٍ ضَوْءُهَا يَجْلُوا الدُّجٰی
مِنْ اَحْمَدِ النُّوْرِيِّ جَاءَ مُبِيْنًا
نُوْرُ الْهُدٰی بَحْرُ التُّقٰی بَدْرُ النُّقٰی
اَضْحٰی لَهٗ حِفْظُ الْاِلٰهِ مُعِيْنًا

ترجمہ و تفہیم

میں نے مارہرہ سے کوہ طور پر ایک آگ اٹھتے ہوئے دیکھی ہے۔ میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں اس کی راہبری چاہتا ہوں۔ ہاں مبارک ہیں وہ راہروانِ منزل جو اس کے پیچھے پیچھے چلیں اور راہ پائیں۔ کیسی بلند و بالا ہے وہ آگ جس کی چمک دمک تاریکیوں کو روشن کرتی ہے ہاں یہ چمک جو احمد نوری سے پھوٹ رہی ہے۔ کون احمد نوری؟ ہدایت کا نور۔ تقوے کا دریا۔ پاکیزگی کا ماہتاب۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت ان کی مدد فرمائے۔

شہزادۂ عالی وقار کو اپنے شیخ سے ایسی محبت تھی کہ شاعری کی تو تخلص بھی نوری رکھا۔ ؎

داغ دل ہم نے نوری دکھا ہی دیا
دردِ دل کا فسانہ سنا کر چلے

---

مرقد نوری پہ روشن ہے یہ لعل شب چراغ
یا چمکتا ہے ستارا آپ کی پیزار کا

---

بلاشبہ جس کو ایسا مرشد ملا ہو وہ اپنی قسمت پر کیوں نہ نازاں ہو اور اس کی تربت کیوں نہ فروزاں ہو! پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ مختلف سلاسل طریقت میں خلافت و اجازت اپنے والد ماجد امام احمد رضا سے حاصل کی۔ ان کی صحبت نے کندن بنا دیا اور این و آں سے بے نیاز کر دیا۔

خود فرماتے ہیں:

اب نہ تو وہ خودی ہے جو بے خود بنائے تھی۔ نہ وہ

مدہوشی جو بے ہوش کئے تھی۔ نہ وہ جوانی کی امنگ۔ نہ کسی قسم کا کوئی ترنگ۔"

محمد مصطفےٰ رضا خان
ملفوظات حصہ اول، مطبوعہ لاہور، ص ۹

اور وہ وقت بھی آیا جب امام احمد رضا دنیا سے جا رہے ہیں۔ آفتاب عالم تاب غروب ہو رہا ہے۔ بے قرار دل دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ مگر سلسلۂ بیعت بند ہو چکا ہے۔ شہزادگان کو حکم ملتا ہے کہ وہ بیعت کریں۔ گروہ در گروہ مے گسار چلے آ رہے ہیں اور بھر بھر کے جام و سبو لئے جا رہے ہیں۔ ہاں ؎

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

ہاں شہزادۂ عالی جاہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ والد ماجد نے خود اپنی زندگی میں اپنے سامنے بیعت کرایا۔ پھر تو یہ سلسلہ چل نکلا اور ایسا چلا کہ ۷۰ برس تک تھمنے پر نہ آیا۔ اور تو اور جب آپ کا وصال ہونے لگا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ کلماتِ بیعت تلقین فرما رہے ہیں مگر سامنے کوئی نہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ لوگ جوق در جوق چلے آ رہے ہیں اور ایک ایک کو بیعت فرما رہے ہیں۔ شاید عالم اجسام کا یہ مرشد کامل عالم ارواح اور عالم جنات میں تشنہ روحوں کو بیعت سے سرفراز فرما رہا تھا۔

اس کو ہر بہار، بہار مصطفےٰ میں نظر آ رہی۔ اس کے لئے ساری بہاروں کی جان یہی بہار ہے۔ ؏

زمین و آسماں کی سب بہاریں آپ کا صدقہ

اللہ! اللہ! محبت کی ایسی لگن کہ ۷۸ سال میں عمر میں جب دوسری بار حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین طیبین کے لئے حاضر ہوئے تو ایک روز غار ثور کی زیارت کے لئے چلے۔ شوق کا یہ عالم کہ پہاڑ پر چڑھے تو چڑھتے ہی چلے گئے۔ جوان و تنومند انسان جو فاصلہ تین گھنٹے میں طے کرتا ہے، آپ نے ڈھائی گھنٹے میں طے کر لیا اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ اور جب گھر واپس تشریف لائے تو چند سیڑھیاں چڑھنا دوبھر ہو گیا۔ بے شک عشق و محبت کے طفیل ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ ؏

عشق سراپا یقیں اور یقیں فتح باب

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق و محبت کاملہ ہی کا یہ کرشمہ تھا کہ وہ گستاخانِ رسول سے کسی قیمت پر مفاہمت یا ان کے ساتھ رعایت کے روادار نہ تھے۔ حد تو یہ ہے کہ وہ گستاخوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی کوئی شئے استعمال نہ کرتے تھے۔ اللہ اللہ! جس نے اپنے جسم و جان کی اس طرح حفاظت کی ہو اس کی پاکیزگی کا کیا عالم ہو گا!

بے شک محبوبانِ خدا کے لئے وہ ابر باراں تھے۔ دشمنانِ رسول کے لئے وہ برق تپاں تھے۔ خود امام احمد رضا ان کی اس صفت خاص کا یوں ذکر فرما رہے ہیں۔ ؏

شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

وہ اتباع سنت میں پیش پیش تھا۔ سنت کے سانچے میں خود کو ایسا ڈھالا تھا کہ باید و شاید۔ اس کی ایک ایک ادا ترجمان سنت تھی۔

سنئے سنئے:-

ایک غریب جاں بلب ہے۔ عیادت کے لئے قدم اٹھے ہیں کہ اتنے میں خبر آئی کہ گورنر یو۔ پی ملاقات کے لئے حاضر ہو رہا ہے۔ مگر اتباع سنت میں جو قدم اٹھ چکے تھے وہ پیچھے نہ ہٹے۔ دیکھنے والے حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ آج تو وہ آ رہا ہے جس کی دید کے لئے دنیا اہل دنیا آرزوئیں کرتے ہیں۔ مگر نہیں نہیں ان حضرات کی نظر میں آنی جانی عہدوں کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ ان کے مولیٰ نے ان کو وہ عزت دی ہے، زمانہ کا کوئی حادثہ اس کو متاثر نہیں کر سکتا۔ بڑے سے بڑے عہدیدار اور وزیر و بادشاہ کی مسند چھن سکتی ہے مگر ان حضرات کے دامن عصمت پر جو ہاتھ ڈالتا ہے برباد ہو جاتا ہے۔ سچ ہے "عزت اللہ کے لئے، اس کے رسول کے لئے اور مومنین ہی کے لئے ہے۔" آج عالم و صوفی، اہلِ دُوَل کی طرف لپکتے نظر آتے ہیں۔ دنیوی جاہ و جلال ان کو مرعوب کئے دیتا ہے۔ سلام اس پر جس کی نظریں دو عالم سے بے نیازانہ گذر گئیں۔

---

بقیہ آئندہ

صلی اللہ علیہ وسلم

# نعت شریف

از: فقیہ اسلام جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی

---

فرقت طیبہ کی وحشت دل سے جائے خیر سے — میں مدینے کو چلوں وہ دن پھر آئے خیر سے
دل میں حسرت کوئی باقی رہ نہ جائے خیر سے — راہ طیبہ میں مجھے یوں موت آئے خیر سے
ہیں غنی کے در پہ یوں بستر جمائے خیر سے — خیر کے طالب کہاں جائیں گے جائے خیر سے
میرے دن پھر جائیں یارب شب وہ آئے خیر سے — دل میں جب ماہ مدینہ گھر بنائے خیر سے
وہ خرام ناز فرمائیں جو پائے خیر سے — کیا بیاں وہ زندگی ہو دل جو پائے خیر سے
مر کے بھی دل سے نہ جائے الفت باغ نبی — خلد میں بھی باغ جاناں گھر بنائے خیر سے
رنج و غم ہوں بے نشاں آئے بہار بے خزاں — میرے دل باغ طیبہ کی ہوا آئے خیر سے
ہو مجھے سیر گلستان مدینہ یوں نصیب — میں بہاروں میں رہوں خود کو گمائے خیر سے
شام تنہائی بنے رشک ہزاراں انجمن — یاد جاناں دل میں جب دھومیں مچائے خیر سے
انتظار ان سے کہے ہے بازباں چشم نم — کب مدینے میں چلوں کب تو بلائے خیر سے
نجدیوں کی چیرہ دستی یا الٰہی تابکے — یہ بلائے نجدیہ طیبہ سے جائے خیر سے
جھانک لو آنکھوں میں ان کی حسرت طیبہ لئے — زائر طیبہ ضیائے طیبہ لائے خیر سے
فرقت طیبہ کے ہاتھوں جیتے جی مردہ ہوئے — موت یارب ہم کو طیبہ جلائے خیر سے
زندہ باد اے آرزوئے باغ طیبہ زندہ باد — تیرے دم سے ہیں زمانے بیتائے خیر سے
رات میری دن بنے ان کی لقائے خیر سے — قبر میں جب ان کی طلعت جگمگائے خیر سے
اس طرف بھی دو قدم جلوے خرام ناز کے — رہ گزر میں ہم بھی ہیں آنکھیں بچھائے خیر سے
ہے یہ طیبہ کا پیام طالب عیش دوام — جنت طیبہ میں آ ہستی لٹائے خیر سے
سنگ در سے آملے طیبہ میں اب تو جا ملے — آگئے در پہ ترے تیرے بلائے خیر سے

گوش بر آواز ہوں قدسی بھی اسکے گیت پر
باغ طیبہ میں جب اختر گنگنائے خیر سے

# عالم انسانیت کی جامع الصفات شخصیت

از: مولانا منظور احمد خاں برکاتی

سرورِ کونین جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ ذات مسلمانوں کے لئے محبت کا اصلی مرکز ہے۔ اور مومن ہونے کے لئے تو ناگزیر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اپنی ذات سے محبوب سا تر سمجھا جائے بلکہ آپ کی محبت ہی اصل ایمان ہے۔

اس لئے آپ کی حیات طیبہ کا مطالعہ ہر مسلمان کی حیات عشق کے لئے عبادت حقیقی ہے۔ لیکن اگر اسلامی عقیدت اور ایمانی شوق کی عبادت کا واسطہ نہ بھی تب بھی تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی دنیا کے عظیم انسانوں میں اتنی غیر معمولی اہمیت و خصوصیت بلندی و انفرادیت کی مالک ہے کہ آپ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ ہر انسان کے لئے ناگزیر ہے۔ اس لئے کہ یہ بات مبالغہ سے بالکل ماوراء ہے کہ آپ دنیا کے سب سے بڑے انسان ہیں

دنیا کے بڑے انسانوں میں سپہ سالار اور فاتح کی حیثیت سے سکندر اور نپولین وغیرہ کے نام ہمارے سامنے نمایاں حیثیت کے حامل ہیں عظیم وسیع عریض مملکتوں کے متعلق المنان بادشاہوں کی صف میں وکسریٰ کے نام کی اہمیت کو دنیا کو جانتی ہے۔

اصلاح مذہب کے اعتبار سے (یوتھر youther) اور روحانی حیثیت سے (گوتم بودھ) کے کارنامے تاریخ کے صفحات پر روشن ہیں

شاعری کی دنیا میں (ہومر Hu mer) اور فردوسی کا سکہ چلا ہے اور اقبال وغالب کا طوطا بولتا رہا ہے۔

اور اجتہاد کے سلسلے میں حنبلی نہیں کا اجتہاد کسی سے پوشیدہ نہیں ہے دنیا کے نقار خانے میں کی تقویت بجانے والی ان عظیم شخصیوں کے دامن مخصوص فن کے علاوہ بھی ہیں؟

تاریخ اس کا حوصلہ شکن جواب دیتی ہے ندامت کا سینہ چاک کر کے ہم تک پہنچنے والی ان عظیم شخصیتوں کے حیرت انگیز کارنامے اور ان کی عظمت۔ کمالات زندگی میں سے صرف ایک ستون پر قائم کیے تاریخ کے روشن وتابناک صفحات میں ہونے کی بنیاد زندگی کے صرف ایک شعبہ کی مہارت ہے۔

آؤ ہم تاجدار غوث عجم کی بارگاہ میں چلے ان کی کوئی بھی صفت آپ کا کوئی کمال ایک شعبہ میں مخصوص نہیں ہے (یہی فرق دنیا کے عظیم انسانوں میں اور مختار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدس میں جو دنیا کے عظیم ترین انسان ہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایک حیثیت سے دنیا کے سب سے عظیم ترین انسان ہیں ہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی مہارت نظیر ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی منبع کمال جامع الصفات زندگی کے مختلف الحیثیت کارنامے تاریخ کے صفحات پر یہ صرف یہ کہ آج روشن ہیں بلکہ دنیا کے لئے تا قیام قیامت مینارہ نور بھی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقیات کے بے نظیر معلم بھی ہیں۔ حمدہ تہذیب "حسن" معاشرت کے نہ صرف یہ کہ پیکر جمیل ہیں بلکہ اپنے متبعین

کے لئے ایک ضابطہ اخلاق تیار کر کے اس قانون کو ان کی روح بنا دیا ہے اور ان کے دشمن کا اس اقرار پر مجبور ہیں کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں سے بہتر کون سا ساتھی کسی کو میسر نہیں آسے۔ اس تعریف کے اصل مستحق متعلمین نہیں بلکہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

رسول کونین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین سیاست داں۔ ماہر جنگ اور سپہ سالار ہیں۔ دشمن کی طاقت وقوت اور ارادوں سے باخبر رہنا دشمنوں کی متحدہ طاقت کو باہم غیر مطمئن بنا کر کمزور کر دینا میدان جنگ میں معرکہ آرائی کی بساط بچھانا۔ اور جنگ میں فوجوں کا کمانڈ کرنا اور ضابطہ اخلاق اور روحانیت کی پوری پابندی کے ساتھ فاتح وکامیاب ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی کے بلند ترین کارنامے ہیں جس سے تاریخ کے صفحات خوب روشن ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے نظیر خطیب بھی ہیں۔ آپ نے تقریروں کے ذریعہ لوگوں کی زندگی کے دھارے بدل دیئے ہیں — کوہ صفا کی تقریر سے سرزمین مکہ میں زلزلہ آگیا حجتہ الوداع کے خطبے میں دنیا جن اصولوں سے ناآشنا تھی آپ نے وہ انمول قانون اور اس کی برکتیں اس کے حوالہ کیں۔ فتح مکہ کی ولولہ انگیز تقریر سے دنیا کی جنگی روایات میں ایک انقلاب آفریں دور کی ابتدا ہوئی اس طرح زندگی کا ہر خطبہ اپنے سامنے لاتے جائیے تو آپ اول نظر میں یہ محسوس کریں گے کہ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ حق بیں کا ممنون کرم نہ ہو اور آپ کی مسلسل اصلاح ہدایت نے جس کی برائیاں دور کر کے اسے خیر مجسم نہ بنا دیا ہو۔ آپ کی یہی ہمہ گیر شخصیت اور جامع کمالات حیثیت مقتضی ہے کہ آپ کی سیرت پاک کا امعان نظر سے مطالعہ کیا جائے تو آپ عالم انسانیت کے لئے مینارہ نور ثابت ہوں گے۔ اسی لئے ضروری ہے کہ وہ اس انسان کامل کی زندگی کا حق پرور نگاہوں سے مطالعہ کرے —

آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ غلامی کی نسبت کو باعث شرف فضیلت سمجھتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے در تعمیل کو موجب رحمت الہی جانتے ہیں۔

لیکن سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان مختلف گوشوں کو آج صفحہ قرطاس پر اتار کر کے ہم ان لوگوں کو بھی فکر و نظر کی دعوت دیتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور آخری پیغمبر نہیں مانتے کہ وہ اپنی چند در چند حیثیتوں سے ماوراء ہو کر ایمانداری سے فیصلہ کرنے کے لئے فکر و نظر کی قوتوں کو آزاد بنا دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی۔ مادی۔ دینوی۔ مذہبی اسلام و ہدایت کا جو دستور العمل پیش کیا ہے وہ زندگی کے لئے جامع و مکمل اور معتدل نظام نہیں ہے۔

یسری و آخری قسط

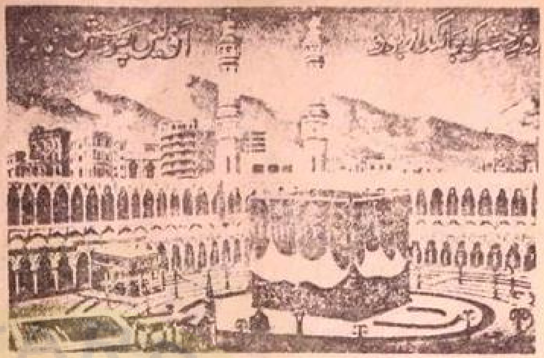
# پیغمبر اسلام اور علم غیب

محمد ناظم علی قادری گونڈوی

## شبہ کا جواب

منکرین علم غیب
قام پر یہ شبہ وارد کرتے ہیں کہ قرآن عظیم میں مذکور
ے۔ "قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ
علم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان
الا ما یوحیٰ الیّ (پ س) اس کا ترجمہ
تے ہیں کہ اے محبوب! تم کہدو کہ میں یہ نہیں کہتا
ے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب
جانتا ہوں اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں
تہ ہوں میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں
ی طرف وحی کیجاتی ہے ———— !
تو آیت مذکورہ میں "لا اعلم الغیب" صراحتہً
کی نفی کرتا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ آیت
میں یہ محل غور طلب ہے کہ "لا اعلم الغیب" کا محل

عطف کیا ہے۔ اگر صرف اس پر غور کر لیا جائے تو یہ شبہ بالکل رفع ہو جائیگا دوسری یہ کہ اس آیت کا پس منظر کیا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ رسول پاک علیہ السلام سے چند ناگوار اور شان رسالت کے غیر مناسب امور سے متعلق سوال کئے جاتے تھے۔ تو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب! کہدو کہ میں ان غیر مناسب امور کے سوالات کا علم نہیں رکھتا کیونکہ آپ کی بعثت تشریع احکام دین کیلئے ہوئی تھی اسلئے نہیں کہ فلاں مہینے میں فلاں سامان کا بھاؤ کیا رہے گا یہ سوال دنیا داروں کا ہے اسلئے رسول پاک نے ارشاد فرمایا کہ میں نہیں جانتا اسلئے نہیں کہ جانتا آپ ان امور کا علم نہیں رکھتے تھے آپکو ان امور کا علم تھا۔ لیکن آپ کی شان رفیع اس سے کہیں بلند



وارفع ہے، کہ آپ ان نازیبا سوالات کا جواب دیں — اور یہ بھی ممکن ہے کہ "لا اعلم الغیب" کا عطف "عندی خزائن اللہ" پر مانا جائے اور لا اعلم الغیب کو لا اقول کا مقولہ قرار دیا جائے تو اب یہ معنی ہوگا کہ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ بذات خود میں خزانہ خداوندی کا مالک ہوں اور نہ میں یہی کہتا ہوں کہ میں غیب نہیں جانتا ہوں (یعنی غیب جانتا ہوں)

اور لا اعلم الغیب کو مقولہ قل لا اقول نہ قرار دیا جائے اور جملہ مستانفہ قرار دیا جائے تو آیت مذکورہ میں نفی علم غیب باعتبار ذات ہے اور یہ ہمارے دعویٰ کے معارض و مناقض بھی نہیں ہے۔ کیونکہ دعویٰ علم لدنی، عطائی اور وہبی کا ہے۔ ورنہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں تعارض و تناقض پیدا ہو جائے گا۔

نیز اقوال علماء مفسرین اس امر پر شاہد ہیں کہ آیت مذکورہ میں نبی پاک علیہ السلام سے علم غیب کی نفی نہیں اور اگر بالفرض نفی علم غیب مان بھی لیا جائے تو یہ نفی علم ذاتی کی ہوگی — اور اس میں کوئی مناقشہ نہیں ہے۔ کیونکہ علم عطائی حادث، مخلوق، متناہی اور ممکن کا دعویٰ ہے، اور آیتِ پاک میں اس کی نفی نہیں ہے۔

## اقوال مفسرین

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں آیت مذکورہ کے تحت رقمطراز ہیں " ولا اعلم الغیب عطف علی عندی خزائن اللہ" ولا زائدۃ یعنی لا اقول لکم اعلم الغیب ما لم یوحی الیّ (تفسیر مظہری ص۲۳۰ ج۳) یعنی لا اعلم الغیب "عندی خزائن اللہ" پر عطف ہے اور لفظ "لا" زائد ہے یعنی میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ غیب بذات خود جانتا ہوں۔ کہ وحی الٰہی نہ ہو۔

اور حضرت علامہ آلوسی تحریر فرماتے ہیں۔ "لا اعلم فی محل عندی خزائن اللہ فھو مقول اقول ایضاً (روح البیان ص۱۴۲ ج۷) یعنی لا اعلم الغیب کا محل عطف عندی خزائن اللہ ہے تو یہ بھی اقول کا مقولہ ہے۔

اور مزید برآں اسکی تفصیل کرتے ہیں۔ "لا فائدۃ فی الاخبار بانی لا اعلم الغیب وانما الفائدۃ فی اخبار بانی

لا اقول ذلك ليكون نفيا لادعاء الامرين الذين هما من خواص الالوهية ليكون انّى انّى لا ادعى الالهية (تفسیر روح المعانی ص ۱۳۲ ج ۷) یعنی خبر دینا کہ میں غیب نہیں جانتا ہوں اس میں کوئی ہی نہیں البتہ اگر یوں معبر دیا جائے کہ میں اس کا دعویٰ نہیں کرتا تو اس میں فائدہ ہے تاکہ وہ امور جو خواص الوہیت سے ہیں انکے دعویٰ کی نفی ہو جائے تو یہ معنی ہوگا۔ کہ میں دعوی الوہیت نہیں کرتا ہوں۔

اور ابو السعود محمد بن محمد عمادی آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ عطف علی محل عندی خزائن الله ای لا ادعی ایضاً ان اعلم الغيب من افعاله تعالى حتى تسئلوني عن وقت الساعة او وقت نزول العذاب او نحوها (تفسیر ابو السعود ص ۲۳۸ ج ۳) یعنی لا اعلم الغیب کا محل عطف عندی خزائن اللہ ہے یعنی میں یہ دعوی نہیں کرتا کہ غیوب الٰہیہ کو بذات خود جانتا ہوں۔ یہاں تک کہ تم مجھ سے وقت قیامت یا عذاب اترنے کے وقت یا اسکے مثل دیگر چیزوں کا سوال کرو۔

اور رئیس الاذکیاء علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر یہ نکتہ آفرینی فرماتے ہیں "ولا ادعی کونی موصوفا بعلم الله تعالى و بمجموع هذين الكلامين حصل انه لا ادعى الالوهية (تفسیر کبیر ص ۲۳۱ ج ۱۲) یعنی میں علم الٰہی اور ان دونوں کلاموں کے مجموعہ سے موصوف ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا ہوں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دعویٰ الوہیت کی نفی فرما رہے ہیں۔

ان تفاسیر مذکورہ بالا میں اس امر کی صراحت واضح الفاظ میں موجود ہے کہ نبی اکرم فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کسی صورت میں علم غیب عطائی کی نفی نہیں ہے اب وہ یا تو اس طور پر کہ "لا اعلم الغیب" میں لفظ لا کو نفی کیلئے نہ مانا جائے بلکہ اس کو زائد قرار دیا جائے یا اس طور پر کہ لفظ لا اقول کا مقولہ قرار دیا جائے بلکہ اس کو اپنے اصل ہی پر باقی رکھا جائے۔ اور "عندی خزائن اللہ" پر عطف کر کے لا اقول کا مقولہ قرار دیا جائے اور علم ذاتی کی نفی مانا جائے بہر حال آیت مذکورہ سے علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی نہیں ثابت ہے اور اس آیت سے منکرین علم غیب رسالت کا نفی پر استدلال فاسد اور واہی ہے۔

نیز اقوال مفسرین اور انکی واضح تصریحات سے عدول و انحراف کرنا ہے اور نصوص قرآنیہ میں قیاس فاسد اور رائے محض کو دخل دینا ہے۔ جو کسی بھی طرح درست اور مناسب

نہیں کیونکہ ذوق سلیم اور فکر صحیح سے بھی اگر فیصلہ لیا جائے نیز تراکیب نحویہ اور اہل لسان کے استعمالات میں غور و خوض کیا جائے تو اس قسم کا شبہ قطعاً وارد ہی نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی گنجائش ہی ہے کیونکہ کثیر آیاتِ قرآنیہ اور بیشتر احادیث مبارکہ سے علم غیب کا ثبوت قطعی، یقینی اور حتمی ملتا ہے۔

## حرفِ آخر ــ مسلک اہل حق کی توضیح

اور ساری بحث کا حاصل اور خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ علم ہے۔ جو علم ذاتی، قدیم، غیر متناہی، غیر مخلوق، غیر ممکن ازلی اور ابدی ہے یہ اللہ رب العزت واجب مجدہٗ المتعالی کی صفت غیر حادث ہے اور دوسری قسم علم عطائی، حادث، متناہی مخلوق، غیر ممکن اور غیر ازلی و ابدی ہے اللہ عز و جل نے اپنے فضل اور کرم خاص سے نوازا اور اس کی شرافت و کرامت کے تاج زریں سے سرفراز فرمایا ہے ___

اب رہا یہ کہ وہ علم اجمالی ہے یا تفصیلی، تو میں نے آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ اور مستند و معتمد واضح الدلالۃ اور صریح البیان روشن تفاسیر کی روشنی میں یہ واضح کر دیا کہ وہ علم تفصیلی ہے جو جمیع ما کان و ما یکون کو محیط اور عام و شامل ہے اسمیں کسی قسم کا شک و ریب اور مجال تخصیص و تاویل نہیں ہے اور نہ کوئی ایسی دلیل ہی قائم ہے جس سے علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی ثابت ہو رہی ہو اور تا قیام قیامت کسی بھی بشری قوت اور انسانی طاقت میں نہ یہ دم موجود ہے کہ علم غیب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کو گل کرے اور اس سے واضح حقیقت کی پردہ دری کرے۔

اے خالق لیل و نہار، مبدع ارض و سماوات، مالک کل جہاں جب تک روز و شب کا کر و مرور، دریا کی روانی، موجوں کی طغیانی شمس و قمر کی تابانی، ستاروں کی جھلملاہٹ، کہکشاں کی دمک، پھولوں کی مہک، کلیوں کا تبسم، بلبل کا ترنم، باد نسیم کی لطافت اور رنگوں کی نزاکت، یہ ساری چیزیں کائنات عالم میں باقی رہیں۔ تو علم غیب آفتاب رسالت و ماہتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاع فروزاں کو تاباں و درخشاں رکھ۔ آمین بجاہ سید الانس و الجان عالم جمیع ما یکون و ما کان وعلیٰ آلہٖ وصحبہ الذین اتقوا بما اتی بہ البیان الصلوٰۃ والسلام الاتمان والاکملان۔

دسویں قسط

# امام احمد رضا بریلوی

# فیض حسن صابری رامپوری کی نظر میں

مولانا شہاب الدین رضوی

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی عادتِ شریف تھی کہ جب پیلی بھیت تشریف لے جاتے تو حضرت جناب تقدس مآب حاجی میاں محمد شیر صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے ضرور ملنا ہوتا، ایک روز اعلیٰ حضرت بعد مغرب تشریف لیگئے، حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک آہ سرد بھری جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت مدظلہم القدس نے دریافت فرمائی، تو فرمانے لگے کہ

فیض ——— بند ہو گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے فرمایا۔

"کیا ——— باعث؟"

ارشاد فرمایا۔

"ایک دفعہ دل میں بیٹھے۔ بیٹھے یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ کہیں کوئی بات شاید ان وہابیوں کی بھی حق ہے۔ یہ خیال آتے ہی فیض کا دروازہ بند فرما دیا گیا ہے۔ آپ ذکر شریف حضور پر نور محبوب اکرم سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیجئے، اس سے فیض جاری ہو جائے گا۔"

چنانچہ اسی وقت مجلس مبارک غوثیت ترتیت دی گئی، بعد نماز عشاء نصف شب تک اعلیحضرت مدظلہم الاقدس نے ذکرِ اقدس سے حاضرین کو بہرہ یاب فرمایا، اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں دعائیں دے کر رخصت فرمایا ——— اب تو غالباً رشک وحسد کا آسمان کوربا طنوں پر لوٹ پڑے گا ——— اعلیحضرت مدظلہم الاقدس نے ایک ایسے پیرِ کامل کا فیض جاری کرا دیا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس خدا کے محبوب بندے ہیں ——— اور خدا کے محبوب عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی کچھ شانِ کریمی بھی معلوم ہے؟ پڑھیئے کلامِ قدسی۔

"کُلُّهُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ اَنَا یَطْلُبُ رِضَاكَ یَا مُحَمَّد صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ"

"یعنی سب ہماری رضا چاہتے ہیں۔ اور ہم آپ کی رضا جوئی چاہتے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم"

اور پڑھیئے قرآنِ کریم و برہانِ عظیم میں فرمایا جاتا ہے،

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

"یعنی فرما دیجئے اگر تم خدا کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری راہ چلو کہ اللہ تم کو چاہیئے"

تو گذارش یہ ہے کہ جو ایسے محبوبِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فدائی ہو ــــــ اور اس کے اس مقدس نام پر جو ابو البشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے وسیلۂ رستگاری ہو۔ اپنا تن من لٹا کرے، تو ظاہر ہے کہ وہ کر وہ کیا ہو سکتا ہے ــــــ رہی یہ بات کہ بدعقل یہ بہت جلد کہہ بیٹھتے ہیں کہ

"مولانا کو کفر کا فتویٰ خوب یاد ہے اور بہت جلد کافر بنا دیتے ہیں"

اب کوئی ان سے یہ پوچھے کہ حضرت شریعت تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آئین مقدس ہے ــ مولینا کے گھر کی شریعت نہیں وہ جو بھی فرماتے ہیں شریعت کے اتباع سے فرماتے ہیں ــ تو یہ مولینا پر اعتراض نہیں، مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) ہے بلکہ عین خدائے جل وعلا پر ــــــ بھلا اس حماقت کی حد بھی ہے۔ خیر مفہوم معرض تحریر میں دم بدم طوالت پذیر ہے۔

التماس صرف یہ ہے کہ اگر اس ملائک صفات بشر کی قدر نہ کی تو ــــــ بہت ہی نادم و پشیمان ہونا پڑے گا۔ اور یاد رکھیے کہ ایسی صورت پھر نظر نہ آئے گی۔ خدائے کریم اہل سنت کے سپہ سالار کی عمر مبارک میں بہت سی ترقی عطا فرمائے ــــــ بعد کو آسمان اہل سنت پر خدا جانے کیسے کیسے غمناک بادل امنڈ آئیں گے ــــــ اور دنیائے اسلام ان کے رنج والم میں آٹھ آٹھ آنسو بہائے گی، لیکن پھر کچھ نہ ہوگا ــــــ اللہ کریم ہمیں عقل سلیم دے اور ہم سمجھیں کہ اعلیٰحضرت کیا ہیں؟ اور ان کا صحیح مصرف کس طرح ہے۔

۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء کے مشرق گورکھپور نے اپنے مقالۂ افتتاحیہ میں علمائے دیوبند کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے واجب الاحترام، بلکہ اہل سنت کے امام، اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی پر ایک ناروا حملہ کیا ہے حکیم برہم صاحب قبلہ اڈیٹر مشرق ایک مشاق اور تجربہ کار اخبار نویس ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپ نے جس قدر ملکی خدمات انجام دی ہیں۔ ان سے آپ کی اصابت رائے کا کافی ثبوت ملتا ہے ــــــ لیکن میں افسوس کے ساتھ دیکھتا ہوں کہ اکثر معاملات مذہب میں مداہنت روا رکھی جاتی ہے، اور آپ اصابت رائے سے منزلوں دور ہٹ جاتے ہیں ــــــ کہنے کو چھوٹا منہ بڑی بات ہے لیکن سوال یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب قبلہ نے مولوی اشرف علی صاحب پر جو قلم اٹھایا، اور کفر و کافر تک نوبت پہونچائی۔ اس کی حسن اور تمیز بلحاظ عالم جید مذہب و ملت ہونے کے آپ سے زیادہ ہے ــــــ یا کم اگر کم ہے تو اسکا بطلان نہ ایک میں بلکہ میرے ساتھ وہ منصف دل و دماغ والے حضرات جن کو عقل وشعور سے بھی حصہ ملا ہے کریں گے، کیونکہ حضرت برہم کوئی باضابطہ عالم نہیں ــــــ ہاں ایک کہنہ مشق اخبار نویس ہیں جو ہمیں بھی تسلیم ہے، اگر فرمایئے زیادہ تو یہ بھی محض یاوہ گوئی ہے، کیونکہ فاضل بریلوی مدظلہ کو علمائے حرمین طیبین تک نے اپنی اپنی تقاریظ میں بلحاظ علم و عمل اپنا امام مانا ــــــ اور ان سے سندیں حاصل کیں،

آپ کو صرف اخباری طبقہ میں محدود شرف قبول حاصل ہے مولٰینا کے نام پر جان دینے والے اب بھی ہزاروں ہیں ــــــ آپ کو اخباری برادری اور ناظرین اخبارات کے سوا لوگوں سے کم تعارف کی عزت حاصل ہے،

**فاضل بریلوی کے ذاتی حالات سے ہم سے زیادہ** کم لوگ واقف ہوں گے کیونکہ ہمارے تعلقات ان کے جدا مجد رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے اسدم تک وابستہ رہتے آئے ہیں، میری ناچیز رائے سے علماء کا معاملہ، علماء ہی کے لئے چھوڑ دیا جائے تو انسب ہے، وہ لاحول پڑھیں تو ان کے منہ سے اچھی معلوم ہوگی ــــــ ہمارا صرف منہ چڑانا رہاہے۔ فاضل معاصر کو یہ ناگوار ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی پر کیوں قلم اٹھایا ــــــ بے شک کسی عالم دین کی آہتک کوئی غیور دل نہ پسند کریگا، لیکن خدا کے فضل سے حکیم برہم صاحب گورکھپور کے آنریری مجسٹریٹ ہی غالباً محاکمہ کی عزت حضرت کو ضرور حاصل ہوگی ــــــ انصاف فرمایئے کہ جس شخص کے یہ اقوال ہوں اسے آپ کیا فرمائیں گے۔

۱ ــــــ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید عمرو بلکہ صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔
(حفظ الایمان مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۵ھ)

۲ ــــــ خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں۔ (سبط البنان ـ ص ۷)

میں نے مشتے نمونہ از خروارے صرف دو اقوال نقل کئے ہیں۔ کیا مشرف فرمائے گا کہ اس عقیدہ والے کو آپ مسلمان سمجھیں گے۔؟ ــــــ جبہ و دستار کی توہین وہتک سے نہ صرف مسلمان کی دل آزاری ہے بلکہ اسلام کی ذات ہے ــــــ ہم کسی کا نام کیوں لیں آپ ہی نہ پوچھیں کہ جس کو خدا سے کام ہو، اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو اس کو آپ کیا فرمائیں گے؟ حضور کے علم غیب کی عزت جس نظر میں ہر صبی ومجنون بلکہ معاذ اللہ جمیع حیوانات وبہائم کی اس کے لیے آپ کا کیا فتویٰ ہے اب کفر کا فر تک نوبت آنا برملا ہے۔ یا محض قلم کا اٹھان ہے ● (باقی آئندہ)

## بصائر

(محمد ذوالفقار رضا نظامی)

ایک بادشاہ نے ایک زاہد سے کہا کہ کچھ حاجت ہو، تو فرمایئے۔ بندہ ہر خدمت کیلئے حاضر ہے، انہوں نے جواب میں فرمایا، کہ میاں تم میری کیا حاجت روائی کرسکتے ہو، میری سلطنت تو تمہاری سلطنت سے بھی بڑی ہے اس نے پوچھا وہ کس طرح، فرمایا کہ جس کے تم غلام ہو، وہ میرا غلام ہے، تم شہوت وغفلت اور پیٹ کے بندے ہو، لیکن میں ان سب کا مالک ہوں، اور ان سب پر میری حکومت ہے اور وہ تمام میرے غلام ہیں!

# علامہ نظامی ایک معمار سنیت کی حیثیت سے!

علامہ شبیہ القادری سیوان

شروع دفترِ امکاں میں بسم اللہ کے بدلے
قلم نے نام لکھا لوح پر پہلے محمد کا
کہو "مشتاق احمد" کو کہ آئیں اس کو پڑھنے کو
قصیدہ لکھ رہا ہوں ایک مداحِ محمد کا

---

خدا افتخار اکابر واعظم خطیب مشرق، پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی مدظلہ العالی کی عہد آفریں ذات گرامی جن کی ہر ہر ادا سے کرشمۂ قدرت کا حسن جھلکتا ہے۔ میں نے ان کی تحریر، تقریر اور علم و فن کے کروفر کی سالہا سال عقیدت کی بنیاد پر کچھ لکھنے پڑھنے کی جرأت نہیں کی ہے بلکہ ان کو سنیت کی آبرو سمجھتے ہوئے نذرانۂ واہ واہ پیش کرنے کے لئے جذبات داد و تحسین سے سرشار ہو کر میرے قلم کی روشنائی صفحۂ قرطاس پر ابل پڑی ہے

زباں کلک تو حافظ چہ شکر آں گوید
کہ تحفۂ سخنش می برند دست بدست

غالباً ۱۹۵۲ء کی بات ہے کہ میں مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ در بھنگہ میں مشکوۃ شریف، قطبی، ہدیہ سعیدیہ وغیرہ پڑھ رہا تھا اور خالص بریلوی لڑکوں میں اپنے عقیدے کے اعتبار سے سب سے زیادہ متحرک میں ہی تھا اور اپنے مسلک کی ترویج و اشاعت کے ساتھ ساتھ بدعقیدہ لوگ سے مناظرہ مباحثہ کرنے میں بھی پیش پیش رہتا تھا۔ وہاں کے طلبہ کی ایک انجمن تھی جس کا نام "حدیقۃ البیان" تھا۔ اس "حدیقۃ البیان" کو حضرت علامہ مولانا شاہ نظام الدین صاحب قبلہ بلیاوی ثم الہ آبادی وغیرہ نے اپنے طالب علمی دور میں مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ در بھنگہ میں قایم کیا تھا۔ ہمارے زمانے میں طلبہ کی رائے عامہ سے اس کے صدر، سکریٹری کا انتخاب عمل میں آتا تھا۔ اس سال اس کا سکریٹری میں ہو گیا اس کا صدر ایک دیوبندی طالب علم ——— اب ظاہر ہے کہ اجتماع ضدین محال ہے وہ دیوبندی زدہ رسالے اور ماہنامے منگوانا چاہتا تھا اور میں سنیت کے ترجمان مگر اساتذہ کی ہمنوائی ہمیں حاصل تھی اس لئے اس کی ساری آرزوئیں اور تمنائیں خاکستر ہو جاتی تھیں۔ اور میں ہندوستان کی ساری چوحدی کو اپنی آنکھوں میں لئے سراپا انتظار تھا کہ کوئی آواز دے کر فلاں جگہ سے اپنے مسلک وعقیدہ کا ترجمان رسالہ نکل رہا ہے۔ "آستانہ" دہلی تھا بھی تو آدھا ادھر آدھا ادھر کی منزل میں ——— جو اس انجمن میں پہلے ہی سے آتا ہے۔ ایسی حالت میں میرے مسلکی پاس و سوز کا عالم مت پوچھئے میری ہر آنے والی صبح کا آفتاب اسی امید میں طلوع ہوتا تھا کہ اب کسی نکلنے والے پرچے کا پتہ چل جائے گا کہ اچانک ایک دن ظہر کی نماز کے بعد میرے استاذ معظم شیخ الحدیث قلعہ گھاٹ در بھنگہ حضرت مولانا مقبول احمد صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلوایا۔ اور ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد کی دس کاپیاں دیتے ہوئے فرمایا کہ لو اور اس کے خریدار بنوا کر بھیج دو۔ میں پرچے لے کر ٹائیٹل پیج اور اندرون اوراق الٹ پلٹ کر پتہ لگانے لگا کہ کس مسلک وعقیدے کے پرچے ہیں ویسے حضرت کا مجھے بلوا کر دینا ہی اس بات کا پتہ دے رہا تھا کہ پرچے مسلک بریلوی کے ترجمان ہیں تاہم اطمنان خاطر کیلئے دیکھ رہا تھا کہ حضرت میرے مزاج کو سمجھ گئے اور فرمایا کہ کیا دیکھ رہے ہو؟

جس کی تم کو طلب تھی وہی ہے. میں نے دبی زبان میں عرض کیا۔ حضرت آپ مشتاق احمد صاحب نظامی کو جانتے ہیں؟ فرمایا جانتا تو نہیں ہوں مگر مولانا نظام الدین بلیاوی ہمارے شاگردوں میں ہیں انہیں کے یہ شاگرد معلوم ہوتے ہیں ۔ جب ہی تو میرے نام پرچے آتے ہیں ورنہ الہ آباد میں مجھے کون جانتا ہے ۔ اتنا سنتے ہی کیف و خوشی کا عالم مجھ پہ طاری ہو گیا اور بے ساختہ نظامی صاحب کے لئے میری زبان سے حافظ کا یہ شعر نکل پڑا ۔

حماك الله عن نشر النوائب
جزاك الله فى الدارين خيرًا

یہ نظامی صاحب کا پہلا غائبانہ تعارف تھا جس نے یاس و ناامیدی کی حالت میں میری مذہبی نمائندگی کی ۔ اسی دن سے ان کے احسان کا سکہ آج تک میرے ذہن پر پوری توانائی سے چل رہا ہے سچ کہا ہے جگر مرادآبادی نے

وہ ادائے دلبری ہو کہ نوائے عاشقانہ
جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ

اب میں پاسبان کو پڑھنے اور پڑھانے لگا ۔ بہت فخر اور تعلقے سے ادھر ادھر اس کے خریدار بھی بنوایا کرتا ۔ ماہنامہ پاسبان سے بہت سے سنی ادارے اور شخصیتیں بھی متعارف ہوئیں ۔ دربھنگہ علاقہ میں بریلی، مرادآباد وغیرہ کے مدارس کو اکثر لوگ جانتے تھے ۔ اور اشرفیہ وغیرہ کو گرچہ وسعت حاصل تھی مگر اس علاقے کے لوگ نہیں جانتے تھے ۔ "پاسبان" ہی کے ذریعہ اس وقت "اشرفیہ مبارک پور" اور حافظ ملت علیہ الرحمہ وغیرہ کو جانا پہچانا ۔ پاسبان ہی کے اشتہار سے ماہنامہ "سنی" لکھنؤ کا بھی سراغ ملا ۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ماہنامہ "نوری کرن" بریلی اور ماہنامہ "اعلیحضرت" بریلی کو "پاسبان" ہی کے اشتہار سے ہم لوگوں نے جانا پہچانا ۔ اس سے پہلے ہماری انجمن میں سنی رسالے عنقا کی حیثیت رکھتے تھے ۔ مگر اب جدھر دیکھئے سنی ہی رسالے پھیلے ہوئے ہیں ۔ اس طرح ماہنامہ "پاسبان" سنی رسالوں میں سب کا بابائے آدم

اور علامہ نظامی اس کے ناخدا ہونے کی حیثیت سے معمار سنیت میں ایک اہم ستون ہیں ویسے تو ہمارے ناخدائے ملت بہت سارے ہیں لیکن خلوص کار کی رفعت جو علامہ نظامی صاحب میں ہے بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے ۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
اوروں کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور

پاسبان کی تحریر بالخصوص علامہ نظامی کے شذرات کی تحریر نے اچھے اچھے ادیبوں سے خراج تحسین حاصل کیا اور بہت سے لوگوں کو اس زمانے میں یہ کہتے سنا کہ نظامی کی تحریر کی لذت سے ملذوذ ہو کر مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریر کی لذت بھول گیا

کس کو یارا ہے کہ خورشید کے آگے چمکے
شمع گل ہوتی ہے سورج کی ضیاء سے پہلے

میں "پاسبان" کے صفحات پر ان کے سوز دل کو سنیت کے لئے تحریری شکل میں شعلوں کی صورت اختیار کرتے ہوئے دیکھ چکا تھا ۔ اور آرزو تھی کہ ان کی تقریر بھی سن لوں ۔ بفضل خدا ۱۹۵۰ء میں ایک مثالی جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم موضع پوکھریرا، سیتا مڑھی جو میرا وطن مالوف بھی ہے، حضرت مولانا سید الزماں حمدوی صاحب قبلہ کی تحریک سے ہوا ۔ جس میں حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ. علامہ نظامی صاحب اور مفتی عبد المنان صاحب قبلہ مدظلہم العالی وغیرہ تشریف لائے ۔ "پاسبان" کے اڈیٹر ہونے کی حیثیت سے علامہ نظامی کے طائر و قار کا آشیانہ پہلے ہی سے میرے ذہن میں تھا ۔ جیسے ہی علامہ نظامی کی تقریر شروع ہوئی میں جلسہ میں شریک ہو گیا چونکہ اسٹیج اکابر و اعاظم سے پر تھا اس لئے سامنے فرش پر شوق سماعت کا مجسمہ بن کر بیٹھ گیا اور ایسا بیٹھا کہ داغ کے اس مصرعہ کا مسلم مصداق بن گیا ۔

حضرت داغ جہاں بیٹھ گئے بیٹھ گئے

معلوم ایسا ہوتا تھا کہ زبان کا جادو ہے جو سارے

مجمع کو مسحور کیے ہوا ہے اور جمال معنیٰ کی برہم زلفیں ان کے فن کی مشاطگی کو داد دینے کے لئے بے چین ہو رہی ہیں اور الفاظ ان کے کام و دہن سے موتیوں کی شکل میں برس کر اہل ایمان کے لئے لالہ کے جگر کی ٹھنڈک اور باطل کے ایوان کے لئے ایک دہکتا ہوا انگارہ پیدا کر رہے ہیں۔

نطق کو سو ناز ہے تیرے لب اعجاز پر
محو حیرت ہے ثریا رفعت پرواز پر

علامہ نظامی نے سنیت کو بہت کچھ دیا ہے۔ اپنے مابعد کے علماء کو دیوبندیت کی تردید کا ایک نیا موثر انداز عطا کیا۔ خواہ تحریر ہو یا تقریر۔ یہ دونوں چیزیں ان کے در کی پہرہ دار ہیں اور ان کی فطری ہیں ان میں ان کے کسب کو مطلقاً دخل نہیں ان کا قلم خود بخود مضمون اگلتا ہے اور ان کی زبان پر خود بخود الفاظ نکلنے کے لئے مچلتے رہتے ہیں۔ حضرت حافظ نے کیا خوب کہا ہے ؎

اب چلو لش زمنقار بلاغت می چکد
زاغ کلک او بنام ایزد چہ عالی مشرب است

مبارکپور میں علامہ نظامی کی تقریر کے بعد حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ نے ایک دیوبندی کو یہ کہتے سنا کہ اگر ایسا خطیب و مقرر ہمیں مل جائے تو ہم لوگ پورے ہندوستان پر چھا جائیں۔ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ اکثر فرماتے تھے کہ ہماری نظامی اس دور کے مولانا ہدایت رسول ہیں علیہ الرحمتہ۔

گر حلقۂ یاراں ہو تو ریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

علامہ نظامی اپنے اسلاف کی یادگار ہیں، علامہ نظامی امام اہل سنت کے سچے فدائی ہیں۔ علامہ نظامی سنیت کے ایک جانباز سپاہی ہیں۔ علامہ نظامی اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم کی تفسیر ہیں۔

باور یدگر اینجا بود زباں دانے
غریب شہر سخنہائے گفتنی دارد

علامہ نظامی کی تقریر و تحریر کا حاصل سنیت کی تبلیغ و ترویج ہے۔ ان کے الفاظ و کلمات کی مرصع کاری، بیان و تعبیر کی رعنائی اور فکر و استدلال کی نکتہ سنجی یہ سب سنیت کے لئے موثر انداز تردید ہیں

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کا
اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیئے

علامہ نظامی امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک کے سچے اور پاک و باطن ترجمان ہیں۔ وہ دشمن رسول سے ہنس کر بات کرنا بھی ناموس عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین عظیم سمجھتے ہیں اور وفادار رسول خواہ معاملات میں نظامی صاحب کا دشمن ہی ہوا اس کے لئے اپنی گردن پیش کر دینے کو بھی فخر سمجھتے ہیں

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ وہ لاف زنی اور ہوا بندی سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ ان کا مرکز فکر صرف سنیت کی نمود ہے۔ اعلیحضرت مجدد دین و ملت ماضیہ کے لئے امام کا لقب ان ہی کی کاوش ذہن کا نتیجہ ہے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند کے لیے "آقائے نعمت" کا جملہ ان ہی کی فکر و نظر کا حاصل ہے دوسرا کون ہے جو اپنے عشرت کدہ سے لیکر محاذ جنگ تک صرف سنیت ہی کی ترویج ہے اشاعت اور دشمنوں کی مذمت و ہزیمت کا نقشہ اور خاکہ تیار کرتا ہو ؎

بلائے جاں ہے غالب اس کی ہر بات
عبارت کیا۔ اشارت کیا۔ ادا کیا

علامہ نظامی اپنے سے چھوٹوں کو نوازتے بھی بہت ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ سنیت کے مصرف کا ہو جائے گا ان کا سخت سے سخت دشمن کیوں نہ ہو اگر آگیا تو ان کا اخلاق کی تلوار سے بری طرح گھائل ہو کر واپس جاتا ہے اور اگر دوست قریب ہو تو قریب تر ہو جاتا ہے اور یہی ان کا مزاج ہے۔

خیالِ خاطرِ احباب چاہیئے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

یہ خوبیاں سبھوں میں بہت کم نظر آتی ہے۔ مگر علامہ نظامی میں اس دور میں اتم درجہ موجود ہیں اور شاید انہیں کا منصب بھی ہے۔

ایک بلبل ہے کہ ہے محوِ ترنم آج تک
اس کے سینے میں ہے نغموں کا تلاطم آجتک

علامہ نظامی فکر و آگہی کے طائر بلند پرواز اور یارانِ نکتہ داں کے میر مجلس ہونے کے باوجود اپنے الفاظ کا ظرف بہت وسیع رکھتے ہیں کبھی وہ کسی کی شخصیت سے کیڑے نہیں نکالتے صرف تحسین و مرحبا کہنا ہی ان کا شیوہ ہے ؎

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز!
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

ہم اس پیکرِ کمال کو کہاں کہاں سے دیکھیں اور اس مجسمہ خلوص سنیت کی کون کون سی باتیں کریں۔ دوسرے یہ کہ ایک فاتح، عازم صفدر اور صف شکن مجاہد سے متعلق میں کچھ کہہ لوں یہ میرے بس کی بات نہیں یہ تو میرے جذبات دل کی مختصر سی آواز تھی جس کو میں نے علامہ نظامی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی نذر کر دی

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت علامہ نظامی صاحب کا سایہ و کرم ہم لوگوں پر تا دیر قائم رکھے۔ آمین ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد

---

# سلام

## بہ حضور سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

### نظر جالنوی

واسطہ جس کو ہو جانِ حیدرِ کرار سے
کیوں نہ قربت اس کو ہو کونین کے مختار سے

کس قدر پیارے نواسے تھے رسول اللہ کو
دوشِ اقدس پر بٹھاتے تھے انہیں کیا پیار سے

جو محبت سے حسین ابنِ علی کی دور ہیں
وہ منافق بھی نظر آتے ہیں کیا دیں دار سے

دورِ حاضر میں بھی پیدا ہو گئے ایسے یزید
بیر جو رکھتے ہیں آلِ احمدِ مختار سے

ظلم جب بڑھ جائے حد سے صبر کا یارا نہ ہو
ہو جوابِ آخری تلوار کا تلوار سے

پرچمِ اسلام ہے عالم میں لہرایا ہوا
وہ شہیدِ کربلا حق کے علم بردار سے

سربلندی پائے گا وہ دین و دنیا میں نظر
جو سبق لے حضرتِ شبیر کے کردار سے

---

قطعہ

ہوتے تھے خوش حضور بہت ان کے حسین سے
کتنا تھا پیار آپ کو اس نورِ عین سے
فرما گئے رسول نواسے کی آن پر
بے شک مجھ سے ہے میں ہوں حسین سے

---

اسلام تیری نبض نہ ڈوبے گی حشر تک
تیری رگوں میں خون ہے روانِ چار یار کا

# یزیدیت بنام وہابیت

مرتبہ۔ سگ بارگاہ رضا محمد اعجاز رضوی دھونری بریلوی

## ہم کو قلم اٹھانے پر مجبور کردیا
## دو ورقی پرچہ لکھ کے اے نجدی بے باک

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
تم قتل بھی کرتے ہو تو چرچا نہیں ہوتا

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کی چند کتب و رسائل میں دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ انھوں نے فاسق و فاجر ظالم و جابر۔ بدبخت دشمن اہل بیت قاتل حسین خانۂ کعبہ کو ڈھانے جلانے والے مدینہ طیبہ کی بےحرمتی کرنے والے یزید پلید کی خوب خوب تعریفیں کی ہیں۔ یہاں تک کہ اس بدکار کے نام کے آگے رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا جائز اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ جو لوگ لفظ "امام" لگاتے ہیں اس کو ناجائز کردیا اور اس قسم کی کتابیں چھاپ کر قوم میں انتشار اور جھگڑا پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ظاہر ہے ساری دنیائے اسلام یزید سے نفرت کرتی ہے اور اس کے نام کے ساتھ پلید بولا جاتا تھا اور بولنا بھی چاہیئے تو جب اس خاندان رسول کو اجاڑنے والے کی تعریفیں لکھ کر کتابیں تقسیم کی جائیں گی تو انتشار یقیناً پیدا ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو علمائے اہل سنت کو جھگڑالو کہتے ہیں ذرا ان سے کوئی پوچھے کہ یزید پلید کی منقبت لکھ کر کتابیں کون شائع کر رہا ہے؟ نیاز و فاتحہ سے کون روکتا ہے؟ صلاۃ و سلام سے کون منع کرتا ہے بارہویں شریف کے جلوس شریف کے جلوس نکلتے ہیں تو مخالفت کدھر سے ہوتی ہے؟ گیارھویں شریف منانے والوں کو مشرک کس نے کہا ہے؟ اولیائے کرام سے استمداد کرنے والوں کو غیر مسلم کس نے قرار دیا ہے؟ قبر پر اذان دینا بدعت کس کے دھرم میں ہے؟ آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے یقیناً تم ہی نے ان سب نیک کاموں کو شرک و بدعت قرار دے کر شعائر اہل ایمان کی مخالفت کرکے قوم کو دو حصوں میں بانٹ دیا ہے ذیل میں ہم دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کی کتابوں کے چند اقتباسات لکھ کر اہل اسلام پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آج کی وہابیت یزیدیت ہی کا ایک روپ ہے اور ان لوگوں کو یزید سے کس درجہ محبت ہے اور ناظرین سے انصاف طلب ہے۔ کہ کیا یزید کی مدح و ستائش کرنے والے بھی مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟

حوالہ ۱۔ ماہنامہ نوائے اسلام کے ایڈیٹر عزیز عمر سلفی

اس ماہنامے کے صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں کہ ' اس مہینے کی حرمت کا سیدنا حسین کے واقعۂ شہادت سے کوئی تعلق نہیں بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مہینہ اس لیئے قابل احترام ہے کہ اس میں حضرت حسین کی شہادت کا سانحۂ دلگداز پیش آیا تھا یہ خیال غلط ہے"۔ ناظرین اس عبارت کو دیکھ کر غور فرمائیں کہ اس مصنف نے صاف الفاظ میں کہدیا ماہِ محرم کی حرمت وعزت میں واقعۂ کربلا کا کوئی دخل نہیں ہے۔

حوالہ ع۲ : اسی رسالے کے صفحہ دو پر حادثۂ کربلا پر منظر کشی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں "تو حقیقت یہ ہے کہ یہ حق وباطل کا معرکہ نہیں تھا یہ کفر واسلام کا جہاد نہ تھا اگر ایسا ہوتا تو اس راہ میں حسین اکیلے نہ ہوتے" اس عبارت سے صاف ظاہر ہے حضرت امام حسین کربلا کی جنگ میں تائید حق کی خاطر شریک نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ان کا کوئی دنیوی مقصد تھا اور ان کی یہ جنگ جہاد فی سبیل اللہ نہیں تھی ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

حوالہ ع۳ : صفحہ ۲۰ پر ہی لکھا ہے "حضرت حسین کے ذہن میں یہ بات تھی کہ اہل کوفہ انکو مسلسل آنے کی دعوت دیتے رہے ہیں ۔ یقیناً وہاں جانا مفید ہی رہے گا" اس عبارت میں کھلے الفاظ میں حضرت امام کو مفاد پرست کہتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہیں کی۔

حوالہ ع۴ : حضرت حسین کے ساتھ امام کا لفظ بولنا شیعیت ہے"۔ یعنی شیعوں کا طریقہ ہے ماہنامہ نوائے اسلام صفحہ ۲۲

حوالہ ع۵ : جہاں تک یزید کو رحمۃ اللہ کہنے کا تعلق ہے تو یہ نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے نوائے اسلام صفحہ ۵۱

حوالہ ع۶ : حضرت حسین کی شہادت نے فتنوں کے سیلاب بہادیئے نوائے اسلام صفحہ ۶،

علاوہ ازیں اس ایک ہی ماہنامہ میں ایسی سیکڑوں دل آزار عبارتیں بھری ہوئی ہیں جس کو دیکھ کر مومن کی طبیعت بیچین ہوجاتی ہے اور یقین ہوجاتا ہے ۔ کہ وہابیت نماز روزہ اور داڑھی کے پردے میں پکے یزیدی ہیں انہیں ، اہلبیت سے کھلی دشمنی ہے۔

---

حوالہ نمبر ۷۔ یزید انفاق وسخاوت کے خوگر تھے ۔ "ماہنامہ الاسلام مارچ ۱۹۶۱ء صفحہ نمبر ۶ - ایڈیٹر عبدالسلام بستوی ۔ ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ اس عبارت میں یزید کے نام کے ساتھ رض لگا کر اس نابکار کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا گیا ہے اس سے بڑھ کر یزید دوستی اور کیا ہوگی ۔ اسی طرح دیوبندیوں کے ایک بہت بڑے مرکز مدرسہ حیات العلوم کے مفتی حبیب الرحمن نے ایک کتاب بنام (محرم) لکھی جو ساری کتاب میں اہلبیت دشمنی اور یزید دوستی کا جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ کتاب کے صفحہ ۶۸ پر تعزیہ دار کی بت پرستی کے مشابہ بتایا پھر ذرا آگے تعزیہ داروں کو غیر مسلموں سے بدتر کہا اور اس کا الزام اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی پر رکھا حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے ۔ انھوں نے تعزیہ داری سے منع ضرور کیا ہے اس کی موجہ صورت کو ناجائز وحرام کہا ہے لیکن ہرگز ہرگز انھوں نے کہیں شرک اور بت پرستی نہیں لکھا ہے اس محرم کے صفحہ ۶۹ پر اپنے محبوب پیشوا یزید کا ذکر کیا ہے ۔ بڑی تعظیم وتکریم سے یاد کیا ہے بار بار اس کو امیر یزید کہا ہے عمدہ عمدہ صفات والا بتایا ہے حالانکہ علما متقدمین ومتاخرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یزید فاسق و فاجر تھا ظالم وجابر تھا ان تفصیلات کو ہم کسی اور موقع کے لئے چھوڑتے ہیں ۔ خارجی وناصبی اور وہابی لوگ حافظ ابن کثیر کی کتاب (البدایہ والنہایۃ) کے حوالے بہت دیتے ہیں حالانکہ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ یزید نمازیں چھوڑ تا تھا ۔ شہوات کی طرف مائل رہتا کھیل کود تماشوں مرغ بازی وغیرہ میں لگا رہتا تھا ۔ ابن اثیر کی کتاب تاریخ میں ہے کہ یزید ایک بار مدینہ آیا تو شراب پیتا رہا ۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ شریف میں لکھا ہے کہ یزید نے ایک مرتبہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو اس پر لوگوں نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی (ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذالکم کان عند اللہ عظیما) ترجمہ :- نبی کی وفات

کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی کوئی نکاح نہ کرے۔ یہ بات اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے یہ آیت کریمہ سن کر یزید پلید اس بیہودہ ارادے سے تو باز رہا۔ لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ ام المومنین محبوبۂ رسول امین جن پہ جہان کی مائیں قربان ان سے خواہش نکاح کس قدر بے حیائی بے غیرتی اور دین سے دوری ہے (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) کتب معتبرہ یزید کی نااہلیت کے ذکر سے بھری پڑی ہیں علاوہ ازیں ایک بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ خود یزید کا بیٹا معاویہ ابن یزید جب تخت نشین ہوا۔ تو منبر پہ تقریر کی کہ یہ خلافت اللہ کی رسی ہے میرا باپ بادشاہ بنا جو اس کی اہلیت نہ رکھتا تھا اور اس نے رسول کے نواسے سے جنگ کی اور اسی طرح اپنی عمر کو برباد کر کے اپنی قبر میں چلا گیا پھر معاویہ ابن یزید نے رو کر یہ کہا

یزید نے اہلبیت رسول کو قتل کیا اور شراب کو مباح و جائز کیا اور خانہ کعبہ کو ویران کیا اور خلافت کا مزہ نہ چکھا۔

دیکھو ابن حجر مکی کی صواعق محرقہ اور تاریخ کامل ابن اثیر جزالی یہ بات قابل غور ہے کہ خود اس کا بیٹا اس کے یہ اوصاف بتا رہا ہے تو وہ یقیناً مردود ہی ہے اور اس لائق نہیں ہے کہ اس سے ایمان والے محبت کریں۔ خاص طور سے وہ لوگ اس بات پر دھیان دیں کہ جو اہلبیت سے بے پناہ محبت کا دعوی کرتے ہیں اور یزید اور اس کے سارے خاندان پر لعن طعن کرنا ثواب سمجھتے ہیں اس کے باوجود بھی وہ یزید کا دم بھرنے والے وہابیوں سے ہاتھ ملائے ہوئے ہیں اور ان سے میل جول رکھتے ہیں (واللہ الہادی الی الصواب)

نوٹ:۔ ایک بھی حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ نقد انعام۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

# اقوال زرّیں

نور الہدیٰ رضوی

۱۔ اللہ اور دنیا کی محبت دل میں یکجا نہیں ہو سکتیں۔ فرمانِ خداوندی جل جلالہٗ

۲۔ موت کو یاد کرنے والا شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ موت مومن کے لئے ایک تحفہ ہے ــــ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۔ موت مسلمان کے لئے کفارہ ہے ــــ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

# اسلام کی آفاقیت

محمد عبد القیوم رضوی بریلوی جامعہ نور رضویہ بریلی شریف

دنیا کے غالباً تمامی اہل عقل و انصاف پسند لوگ اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ اسلام نے روز اول ہی سے امن و انصاف کردار و اخلاق زندگی کے نظم و نسق کو اسلامی طور و طریقے پر چلنے کا حکم دیا ہے۔ کیوں کہ اسلامی نظم و نسق آفاقیت کا علمبردار ہے۔ اسلام نے ایسا مفتوحہ عمل دیا ہے کہ زمانہ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔ اور اس کی یہ خاصیت بر سر عام ہے کہ اس کے دستور کو کسی خاص طبقے کے لئے خاص بن گیا۔ کیا بلکہ جملہ طبقاتی امتیازات کو وحدت کے رنگ میں رنگ دیا ہے۔ کیوں کہ اسلام کے جملہ آئین و ضوابط فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں۔ قرآن کریم فرقان حمید نے اخوت و مساوات آزادی عفو و درگذر اور صلہ رحمی کے متعلق جو تصورات و نظریات بیان کئے ہیں آئین اسلام ہیں اس طرح حیثیت کے حامل ہیں جو براہ راست قرآن و احادیث نبوی سے مستفاد ہیں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہٖ فان لم یستطع فبلسانہٖ فان لم یستطع بقلبہٖ۔

تم جو بھی ناپسندیدہ امور دیکھو تو اسے اپنے ہاتھوں سے روکو اگر استطاعت نہ ہو تو زبان سے روکنے کی کوشش کرو اور اگر اس کی بھی طاقت نہ پاؤ تو کم سے کم دل سے اسے ناپسندیدہ مانو۔۔۔ ۔۔

اسلام ہی وہ شجر طوبیٰ ہے جس کی ٹھنڈی چھاؤں میں اقوام عالم باوقار زیست و حیات کی لذتوں سے آشنا ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ دنیا کے دیگر مذاہب و نظریات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوانین بنی نوع انسانی کو حقیقی آزادی دینے سے قاصر و عاجز ہیں اور حریت و آزادی انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اگر انسانی طبیعتوں کے تقاضے پورے نہیں کیے جائیں گے۔ تو صحت مند معاشرہ اور پر کیف ماحول میسر ہونا غیر ممکن ہے۔ اسلام نے سب سے پہلے انسان کو ایک عالم ہونے کی حیثیت دی پھر اس کی شناخت و معرفت کی تلقین کی اور فرمایا کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

یہیں سے وحدانیت کا تصور ملا۔ جو انسانی عروج وارتقاء اور غلامی اغیار سے خلاصی و آزادی کا داعی ہے۔ نیز جب انسان کا قلبی لگاؤ اپنے خالق حقیقی سے قوی تر ہو جاتا ہے۔ تو پھر منکرین خالق حقیقی سے انکا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اور جب یہی بحث مرور ایام

کے ساتھ ساتھ زندگی کا حقیقی کیف ملتا ہے۔ جس میں کیف سے دیگر بنی نوع آدم کو آشنا کرانے کی جد و جہد اپنا فرض اولین بنا لیتا ہے۔ اب اگر کوئی قوم زندگی کی بہاروں سے گریز اور اطاعت الٰہی سے اعراض کرتی ہے اور فطرت سلیمہ کے تقاضوں سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ تو پھر طبیعت سلیمہ کا تقاضہ بلکہ فتویٰ ہوتا ہے کہ اسے خدا کی اس زمین پر جینے کا حق نہیں ہے۔ جس کا اعلان قرآن عظیم میں اس طرح ہے ۔

اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم

آج کچھ لوگوں نے عدم معلومیات کی وجہ سے جہاد کو جنگ و جدال مترادف اور ہم معنی سمجھ لیا ہے۔ اگر یہ نظریہ کسی اور مذہب کا ہو تو ہم سے گلہ بے سود ہے۔ ہاں مذہب اسلام کا قطعاً یہ نظریہ نہیں ہے ...... بلکہ جب جہاد کے لئے دیران اسلام عازم سفر ہوتے۔ تو شہنشاہ وقت انہیں تلقین کرتا۔ کہ آبادیوں کو ویران مت کرنا، کھیتیاں مت جلانا۔ بوڑھوں، بچوں، عورتوں، پر تلوار مت چلانا، جو ہتھیار ڈال دیں انہیں قتل مت کرنا ——

نتیجہ یہ ہوتا کہ جب جس سرزمین پر آکر اسلامیہ کا ورود مسعود ہو جاتا لوگ جوق در جوق ملاقات کے لئے آتے اور زندگی کا حقیقی تصور لے کر جاتے۔ جذبہ حریت لے کر لوٹتے اور رخصت ہوتے۔ قافلے کو بھیگی پلکوں سے الوداع کہتے۔

اس طرح اسلام نے جو اسلامی ریاست کی جس خود مختاری کا تصور پیش کیا ہے وہ چونکہ شریعت اور احادیث کی روشنی میں ہے اس لئے اسلامی قوانین سب کے لئے مساوی ہوتے ہیں اگرچہ اسلام نے ہر قوم کو ان کے دماغی اور ذہنی صلاحیتوں کے اعتبار سے برابر تسلیم نہیں کیا، لیکن قانون کی نظر میں سب کو برابر قرار دیا ہے، اور انہیں علانی حقوق یکساں عطا کئے، نیز ان سے متعلق ریاست پری تو ہونے والی ہر ذمہ داریوں کے سلسلہ میں ان کی حیثیت کو مساوی تسلیم کیا ہے اور اسلامی مساوات کے اس دائرے کو اتنا چلت کر دیا ہے کہ اس میں ہر ایک قوم، رنگ و نسل وغیرہ۔ سماجی درجہ کے لوگ داخل ہو سکتے ہیں اور زندگی و ترقی یافتہ میدان سب کے لئے مساوی طور پر عام ہے اسلامی خود مختاری کا دوسرا پہلو عوام و خواص کی آزادی ہے۔ اگر اس آزادی کو اسلام کی ایجاد کیا جاوے۔ عین وہ اس کے مصداق ہے، کیوں کہ آزادی کا تصور سب سے پہلے اسلام نے ہی پیش کیا ہے۔ کلمہ شہادت میں ہر مسلمان انسان۔ عقل رکھنے والا اس کا اقرار و ثبوت دیتا ہوا نظر آتا ہے کہ

اللہ جل جلالہٗ ایک ہے اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں،

اس طرح وہ ہر قوت و طاقت اور بالادستی کا انکار کر کے صرف یک خدا کی قوت، اطاعت کا اقرار کرتا ہے اس اثباتی جواب کی وجہ سے وہ فطری طور پر آزادی کا پیکر بن کر ابھرتا ہوا نظر آتا ہے، مسلمانوں کو اسلام نے ایک خصوصیت بھی دی ہے کہ وہ بڑے بڑے عظیم تر حکمران اپنے زمانے کا مانا ہوا۔ حاکم۔ یا مذہبی پیشوا اگر غیر شرعی طور یا نا قابل فہم اعمال پر بھی اعتراض کرتے ہیں اور وہ اس تنبیہ کرنے سے باز نہیں آتے۔ کیوں کہ۔ اسلام۔ نے انہیں صرف یقین کی بدولت اس خاصیت کا حامل کیا۔ اور مکمل طور پر آزادی کا تاج زریں پہنایا۔

اسلام کی ریاستوں کے تصور میں اخوت و بھائی چارگی کو بھی بے حد اہمیت دی ہے، اگرچہ یہ بات صرف مسلمانوں ہی سے تعلق رکھتی ہے اس لئے یہ اخوت اسلامی کے نام سے مشہور ہوتا ہے۔ لیکن اسلامی سوسائٹی پر اس کا بہت زیادہ اثر مرتب ہوتا ہے چنانچہ اس تصور کے ماتحت مسلمان اپنے غیر مسلم رشتہ داروں

کے مقابلے غیر رشتہ دار مسلمان کو عزیز تر سمجھنے لگتا ہے۔ آقا۔ غلام۔ دونوں میں برادرانہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ کالے۔ اور گورے کا تصور ذہن سے بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے امیر اور غریب ایک دوسرے کو اپنا سمجھنے لگتے ہیں یہ مضبوط پختہ سوسائٹی اس اسلامی ریاست کے استحکام کا باعث بنتی ہے۔ جس کا فریضہ عالمگیری برادری پر قائم کرنا قرار دیا گیا ہے۔ عدل و انصاف کردار اسلام کی ایک اہم خصوصیت ہے اس درجہ کی بنا سے اسلام نے آقا۔ غلام۔ کالے گورے، امیر۔ غریب حتیٰ کہ مسلم۔ غیر مسلم کے درمیان کوئی بھی فرق لاحق نہیں کیا ہے اسلامی عدالتوں کے اوراق کو الٹئے تو چھوٹے بڑے۔ فقیر۔ رئیس کا کوئی فرق نہیں کیا یہاں اس بات سے صاف ظاہر ہوتا ہے اسلام نبی نوع انسانی کو عدل و انصاف امن و سکون۔ وفا۔ اخلاق۔ محبت۔ بھائی چارگی کا حکم دیتا ہے اور اسلام نے عدل و انصاف کر کے دکھایا ہے۔ اس بات کو نبی نوع انسانی کو ماننا پڑے گا کہ اسلام کے علاوہ دنیا کے قوانین و ضوابط کی رو سے کچھ جرائم کو ایسا بھی قرار دیا ہے کہ جن کا انتخاب اگر منظر عام پر کیا جائے تو وہ قابل دیر ہے لیکن اگر وہی جرائم تنہائی میں کئے جائیں تو قابل سزا نہیں۔ لیکن اسلامی عدل اور انصاف کا تصور اس فرق کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اسلام کا حکم یہ ہے کہ جو جرم ہے جو جرم ہے وہ ہر حال میں جرم ہے۔

اپنے نبی کی خاطر جان دیدوں میں خوشی سے
الفت میں ان کی مزا معراج زندگی ہے

# لاریب

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اگر آدمی کے ساتھ دو میدان بھر کر سونا ہو جائے تو پھر وہ ایک تیسرے میدان کو طلب کرے گا کہ وہ بھی سونے سے بھر جائے اور ابن آدم کے پیٹ کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز بھر نہیں سکتی اور جو شخص اس سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ مشکواۃ شریف رج، دم ص ۵۰۰م)

پیش کردہ :-

خادم حسین الترکی کشمیری
متعلم مدرسہ جامع نوریہ
بریلی شریف یو، پی

# نسیم خلد

**مولانا شبیہ القادری**

نبیٔ رحمت، شفیع امت، چوں بوئے زلفت شود میسر
ازاں بہ بخشم بعطر و عنبر و روح خود را کنم معطر
خوشا بباد سحر کہ گزرد ہمے بگلبن گہے بہ بر گے
اذاں نسیما تو خوب ہستی کہ طوف روضہ کنی مکرر
ایں سبزہ زارے و گل عذارے ایں موسم کیف و لالہ زارے
بصدقہ تو ہمہ ہو پیدا ایں گلستاں و نجوم و اختر
گدائے توام کسے ندانم میں کریما ببیں کریما
کہ ذات پاک تو ہست شاہا قسیم ثروت و حوض کوثر
بیا ببینم بروئے زیبا و حسرت دل کنم مکمل
ہمیں متاع جہان باشد و مایہ حسن روز محشر
نہ ہیچ جاہ و حشم بدارم نہ ہیچ عز و اثر بدارم
وتے رفیقا ایں خوب دارم نبیٔ رحمت خدائے اکبر
شبیہ دارد دل پریشاں سکون یابد اگر کوائی
وخانہ دل مکان سازی ہمیں تمنا برآر سرور

# حضرت سید شہباز علیہ الرحمہ

از ---- مولانا مبشر الاسلام ---- نوری

"صوبہ بہار کو جن مقدس اور پاک باز خدا رسیدہ ہستیوں پر فخر ہے۔ انہیں میں سے ایک عظیم الشان ہستی و خدا رسیدہ بزرگ عالم باعمل شہزادۂ غوث الوریٰ شاہکار زہد و تقویٰ حضرت سید شاہ شہباز قلندری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی ذات بابرکات دنیا میں روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ جیسے رہتی دنیا تک لوگ فراموش نہیں کر سکتے اور صبح قیامت تک اس مقدس و مطہر ذات کا نام نامی اسم گرامی درخشندہ و تابندہ رہے گا اور لوگ انکی بارگاہِ عقیدت سے فیوض و برکات حاصل کرتے رہیں گے۔

حضرت سید شہباز علیہ الرحمہ والرضوان کی ولادت باسعادت زمین دیوا پر ۹۸۶ھ ہجری میں ہوئی تھی آپ کے والد گرامی سید شاہ خطاب علیہ الرحمہ والرضوان ایک ولی اور مرد باصفا تھے۔ آپ کے اسلاف کا وطن بخارا ہے، اور آپ حضرت سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضور شہباز قلندر علیہ الرحمہ شریعت کے بہت پابند تھے۔ اور سنت رسول کے خلاف آپ نے کوئی قدم نہیں اٹھایا عشق مصطفےٰ آپ کی رگ رگ میں بسا ہوا تھا۔ آپکی ساری حیات مقدس عبادت و ریاضت میں صرف ہوئی آپکے دنیا میں تشریف لانے کے کچھ ہی دن بعد آپ کے والد معظم حضرت شاہ خطاب علیہ الرحمہ نے اپنے قدم میمنت لزوم سے سرزمین بھاگلپور کو زینت بخشی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت شہباز نے دوسرے شہر میں جاکر تکمیل علم فرمائی۔ آپ کے بچپن کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے کہ آپ کی عمر شریف بہت ہی کم تھی اور آپ پڑھنے کے لئے جانے لگے مگر آپ کتاب پڑھنے کے بجائے آفتاب کی جانب تکے کر بیٹھ جاتے ساتھیوں نے شکایت استاذ نے آپ کو بلاکر کہا کہ، شہباز تم آفتاب کی جانب کیوں دیکھتے ہو؟ کیا تمہارا سبق آفتاب پر لکھا ہوا ہے؟ کتاب پر سبق لکھا ہوا ہے نہ کہ آفتاب پر۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں میرا سبق وہاں پر لکھا ہوا ہے۔ جب استاذ نے آفتاب کی طرف دیکھا تو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ حقیقت میں ان کا سبق وہاں لکھا ہوا ہے۔ اور اس کے بعد اپنے خوش قسمت شاگرد کے بہت معتقد ہو گئے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جب آپ دوسرے شہر میں تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ بھی آپ کی کرامت اور عبادت و ریاضت کو دیکھ کر آپ کے گرویدہ ہو گئے۔

جس مدرسہ میں آپ زیر تعلیم تھے اس مدرسے کا مہتمم بہت ہی مفلس آدمی تھا اور اتنی بساط نہیں رکھتا تھا کہ طلبہ کے مطالعہ کے واسطے روشنی کا انتظام کرتے۔ جس کی وجہ سے لڑکوں کو بہت پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا تھا آپ ایک دن اس شہر کے بقال کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھے اپنی دکان میں مطالعہ کرنے کی اجازت دے دو اور اس طرح دکان کی حفاظت بھی ہو جائے گی اور میری تعلیم بھی ہوتی رہے گی اس بقال نے تہہ دل سے منظور کر لیا ایک دن کی بات ہے کہ اس بقال نے حضرت سے دریافت کیا کہ حضرت کیا آپ کو ایسے تزک و احتشام اور دھوم دھام کی شادی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے؟ آپ نے بہت متعجب ہو کر فرمایا

کیسی شادی ! اور کس کی شادی ؟ گویا کہ آپ اپنے مطالعہ میں اس قدر محو تھے، اس قدر مستغرق تھے کہ اتنے ہجوم اور شور کا کوئی اثر ہی نہ ہوا۔ دن گزرتے گئے اور آپ کی تعلیم شباب پر تھی اور آپ کی زندگی زہد و ورع میں گزر رہی تھی۔ اسی دوران ایک دن بقال نے حضرت شہباز قلندر سے مودبانہ اپیل کی، کہ حضور آپ میری دکان سے کچھ تو تناول فرمائیے۔ تاکہ میری دکان میرے مال میں برکت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تم مجھ کو نہیں کھلا سکو گے۔ لیکن جب اس نے خوب اصرار کیا تو آپ نے اس سے گھی کی فرمائش کی۔ اس نے گھی پیش کر دیا یہاں تک کہ اس کی دوکان میں جتنا بھی گھی تھا سب آپ نے نوش فرمالیا اور مزید لانے کو کہا۔ اب تو بقال کا چہرہ زرد ہو گیا اور کچھ نہ بول سکا۔

آپ نے فرمایا کہ کیا میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ تم مجھے نہیں کھلا سکو گے ؟ پھر فرمایا اچھا تمہارے گھر میں جتنے برتن ہیں سب کو ڈھانک دو۔ اس نے ایسا ہی کیا کچھ لمحوں کے بعد فرمایا کہ ان برتنوں کو دیکھو اس میں کیا ہے اس نے دیکھا کہ سارے برتن گھی سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس آدمی نے یہ واقعہ سب لوگوں پر ظاہر کر دیا۔ تب حضرت شہباز نے یہ سوچ کر کہ اب مخلوق خدا کا مجمع رہے گا اور تعلیم دین میں خلل واقع ہوگا اس شہر کو خیرآباد کر دیا۔

حضرت شہباز علیہ الرحمہ کو حضرت سید شاہ یٰسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل ہے آپ کے بیعت کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے آپ کے پیرومرشد سے نہ جانے کیا خطا سرزد ہوئی جس کی وجہ سے آپ کے زہد و تقویٰ سے منور چہرے پر تیرگی کے آثار ظاہر ہوگئے اور حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو گئے حج سے فارغ ہونے کے بعد سرکار دو عالم نور مجسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بارہ سال تک اطراف روضۂ مقدس اپنی ریش مبارک سے جاروب کشی کی۔ ایک دن انھوں نے محافظین سے مزار کے اندر جانے کی اجازت مانگی لیکن اجازت نہیں ملی۔ تب آپ نے زور سے صدا دی یا جدی تو اندر سے آواز آئی یا ولدی۔ یہ صدا سنتے ہی فوراً ان لوگوں نے دروازہ کھول دیا بارگاہ حضور میں پہنچ کر اپنا حال سنایا جرم معاف ہوا اور چہرہ مبارک کا فی منور مجلّی ہو گیا۔ بارگاہ نبی دوعالم سے حکم ہوا کہ ایک شخص شہباز نام کا مونگیر میں مقیم ہے وہاں جاؤ اور ان سے بیعت ہو جاؤ یا وہ تم سے ہوں فوراً آپ نے مدینہ طیبہ سے ہندوستان کے لئے زاد سفر باندھا مونگیر پہنچنے کے بعد وہاں ان سے ملاقات ہوئی۔ حضرت یٰسین نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے ؟ حضرت شہباز نے جواب دیا، " میرا نام شہباز ہے !! آپ نے بیعت کے لئے ہاتھ اٹھایا لیکن دونوں میں تکرار ہو گئی کہ آپ مجھ کو بیعت کریں۔ آخرکار یہ بات طے ہوئی کہ حضرت شہباز حضرت یٰسین سے اور حضرت یٰسین حضرت شہباز سے اس طرح حضرت شہباز ان سے مرید ہو گئے۔

پوری زندگی آپ نے لوگوں کی بھلائی میں گزاری ہزاروں لوگ آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور آپ نے ان کی زندگی سنوار دی۔ آپ سے بہت سی کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ جب آپ بھاگل پور تشریف لائے اس سال بارش کی بہت قلت ہوئی لوگ خشک سالی سے پریشان تھے حاکم شہر نے آپ کے اوصاف جمیلہ کو سن کر آپ سے رجوع کیا اور خشک سالی دفع ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ تم اپنی اس حاجت کے لئے فلاں مقام پر جاؤ وہاں ایک بزرگ رہتے ہیں ان سے مدد طلب کرو جب وہ اس کے پاس گیا اور اس مصیبت سے نجات ملنے کی درخواست کی تو وہ درویش صحرا کی جانب تشریف لے گئے اور بارش کی دعا کی۔ ان کے دعا کرتے ہی ابر نمودار ہوا اور زور وں سے بارش ہونے لگی پھر اس بزرگ نے حاکم سے کہا کہ شہباز اپنے کو چھپانا چاہتے ہیں۔ اور میں جو راستہ میں بیٹھا ہوا ہوں ظاہر کرنا چاہتے ہیں پھر انھوں نے دعا کی کہ اے اللہ تو شہباز کو ظاہر کر دے اور دیکھتے ہی دیکھتے

کچھ دنوں کے بعد حضرت شہباز کی خداداد شان و شوکت اور ان کی ولایت میں چار چاند لگ گئے۔ ایک تاجر آپ کا معتقد تھا اس کی کوئی اولاد نہیں تھی انھوں نے عرض کیا۔ کہ حضور خدا سے اولاد کے لئے دعا کریں آپ نے ان کو دو بیگن عطا کئے اور فرمایا کہ ایک تم کھانا اور ایک اپنی بیوی کو کھلانا تمہارا مقصد پورا ہوگا۔ اس نے پوچھا حضور اس کا نام کیا رکھوں گا اس کا نام آپ ہی رکھ دیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہیں مسافر اور وہ مقیم۔ اس واقعہ کے چھ ماہ بعد حضرت اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ ایک دن آپ کو ایک کتاب کی حاجت ہوئی آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا۔ کہ فلاں محلے میں جاکر وہاں کے لوگوں سے وہ کتاب مانگ کر لے آؤ وہ گیا اور کتاب کی فرمائش کی لوگوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ خادم نے آکر سارا ماجرا سنایا یہ سن کر حضرت شہباز نے ایک بیگن زمین سے اکھاڑا۔ اور فرمایا کہ جس طرح میں نے اسے اٹھا لیا اسی طرح وہاں والوں کا علم اٹھا لیا ایک بار دوران درس آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک آدمی کے سر پر گھاس کا بڑا بوجھ لاد کر لا رہے ہیں اور زدو کوب کر رہے ہیں آپ نے شاگردوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون ہے۔ اگر تمہارے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہوتا تو کیا کرتے سب نے کہا کیا مجال کہ وہ ہم کو اس طرح مارتے ہم بھی ان کو مارتے آپ نے فرمایا جس کو تم دیکھ رہے ہو وہ ایک قطب ہے اللہ نے ان کے اندر صبر و تحمل ضبط و برداشت کی قوت عطا کی ہے جب تک انسان کے اندر صبر کا مادہ نہ ہوگا قطب نہیں بن سکتا۔ ۹۰ برس کی عمر میں ۱۶ صفر ۸۵۰ھ بروز پنجشنبہ ولادت کا یہ آفتاب اتق بھاگل پور میں روپوش ہوگیا۔ آپ کا مزار بھاگل پور ریلوے اسٹیشن کے نزدیک واقع ہے اور مرجع عقیدت خاص و عام ہے

خدا کی رحمتیں ہوں آئے امیر کارواں تم پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

---

# انسان کی تیس ۳۰ غلطیاں

از مولانا خادم حسین رضوی

۱؎ اس خیال میں رہنا کہ جوانی اور تندرستی ہمیشہ رہیگی ۲؎ مصیبتوں میں بے صبر بن کر چیخ و پکار کرنا ۳؎ اپنی عقل کو سب سے بڑھکر سمجھنا ۴؎ دشمن کو حقیر سمجھنا ۵؎ بیماری کو معمولی سمجھ کر شروع میں علاج گریز کرنا ۶؎ اپنی رائے پر عمل کرنا اور دوسروں کے مشوروں کو ٹھکرا دینا ۷؎ کسی بدکار کو بار بار آزما کر بھی اس کی چاپلوسی میں آجانا ۸؎ بیکاری میں خوش رہنا اور روزی کی تلاش نہ کرنا ۹؎ اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کرنا ۱۰؎ آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا ۱۱؎ لوگوں کی تکلیفوں میں شریک نہ ہونا اور ان سے امداد کی امید رکھنا ۱۲؎ ایک دو ہی بار ملاقات میں کسی شخص کے متعلق اچھی یا بری رائے قائم کر لینا ۱۳؎ والدین کی خدمت نہ کرنا اور اپنی اولاد سے خدمت کی امید رکھنا۔ ۱۴؎ کسی کام کو اس خیال سے ادھورا چھوڑ دینا کہ پھر کسی وقت مکمل کر لیا جائے گا ۱۵؎ ہر شخص سے برائی کرنا۔ اور لوگوں سے اپنے لئے نیکی کی توقع رکھنا ۱۶؎ کوئی عمل صالح کی تلقین کرے تو اس پر دھیان نہ دینا ۱۷؎ خود حرام و حلال کا خیال نہ کرنا اور دوسروں کو بھی اس راہ پر لگا دینا ۱۸؎ گمراہوں کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا ۱۹؎ ہر شخص کے سامنے اپنا دکھ درد بیان کرنا ۲۰؎ اپنے گھر کا بھید دوسروں پر ظاہر کرنا ۲۱؎ تین دن سے زیادہ کسی کا مہمان بننا ۲۲؎ بادشاہوں اور امیروں کی دوستی پر اعتبار کرنا ۲۳؎ اپنے پڑوسیوں سے بگاڑ رکھنا ۲۴؎ ضرورت سے زیادہ بات چیت کرنا ۲۵؎ فقیروں اور سائلوں کو اپنے دروازہ سے دھکا دے کر بھگا دینا ۲۶؎ خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا ۲۷؎ علمدین اور دیندار کی عزت نہ سمجھنا ۲۸؎ جھوٹی قسم کھا کر جھوٹ بول کر۔ دھوکا دے کر اپنی تجارت کو فروغ دینا۔ ۲۹؎ بغیر سوچے سمجھے بات کرنا ۳۰؎ خواہ مخواہ کسی کے گھریلو معاملات میں دخل دینا۔

# خبریں اور اعلانات

## تنظیم المسلمین بائسی کے زیر اہتمام جنتا ہاٹ میں تقریب یوم رضا

۲۵ صفر المظفر ۱۶ ستمبر کو آسجہ جنتا ہاٹ میں "یوم رضا" کے موقعہ پر عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں سینکڑوں علماء عمائدین اور مختلف مدارس کے طلبہ کے علاوہ ہزاروں مسلمانوں نے پورے جوش و جذبہ کے ساتھ شرکت کی اجلاس میں متعدد علمائے کرام اور تنظیم المسلمین کے طلبہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی دینی ملی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے علمی شخصیت کو خراج تحسین پیش کیا اجلاس کے اختتام سے قبل جملہ حاضرین و سامعین کی مکمل تائید و توثیق سے مندرجہ ذیل تجویزیں منظور کی گئیں۔

۱: سعودی حکومت نے اپنے اقتدار کے تحفظ کے لیے امریکی فوج طلب کر کے اسلام دشمن صیہونت نواز طاقتوں کی ایک دیرینہ آرزو پوری کر دی ہے جس کی وجہ سے پورے عالم اسلام میں سخت اضطراب و بیچینی ہے یہ اجلاس سعودی حکمرانوں کے اس غیر دانشمندانہ اقدام کی سخت مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ جتنی جلد ہو سکے عرب کی سرزمین کو اس ناپاک فوج کے تسلط سے آزاد کیا جائے اور مسلم ممالک آپسی گفت و شنید سے موجودہ بحران کا حل تلاش کریں۔

۲: اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ جناب ملائم سنگھ یادو نے بابری مسجد رام جنم بھومی کے نازک اور حساس مسئلہ پر جس واضح موقف کو اختیار کیا ہے یہ ان کے جمہوری ذہن کا عکاس ہے اجلاس ان کے اقدامات کی مکمل حمایت کرتا ہے اور اپیل کرتا ہے کہ ریاستی حکومت قانون اور جمہوری قدروں کی حفاظت کے لیے کمربستہ ہو جائے اور سماج دشمن طبقہ کو اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہونے دے۔

۳: کشمیر، پنجاب اور آسام میں بڑھتی ہوئی بیچینی پر قابو پانے کے لیے طاقت کا بیجا استعمال نہ کیا جائے بلکہ آپسی بات چیت کے ذریعہ سہل الحصول اور قابل قبول حل کا راستہ تلاش کیا جائے۔ کشمیر میں۔ بی۔ ایس۔ ایف اور دیگر حفاظتی دستوں کی جیرہ دستیوں پر پہرہ بٹھایا جائے اور امن پسند شہریوں پر ہونے والے مظالم کا سلسلہ بند کیا جائے۔

۴: وزیر اعظم جناب وی، پی، سنگھ نے یوم جمہوریہ کی تقریر میں بارہ ربیع الاول کو عام تعطیل کا اعلان کیا ہے اجلاس دل کی گہرائیوں سے اس کا خیر مقدم کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اسی فراخ دلی کے ساتھ مسلمانوں کیلئے ۲۰ رفیصد ریزرویشن کا اعلان کیا جائے اور اس کو قانونی شکل دی جائے

محمد عبد العزیز رضوی
صدر تنظیم المسلمین بائسی پورنیہ (بہار)

# خطوط آپ کے!!

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "ماہنامہ سنی دنیا" کا تازہ شمارہ اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ باصرہ نواز ہوا، جب سے یہ پرچہ آپ کی رہنمائی (ایڈیٹری) میں شائع ہو رہا ہے۔ اس کا معیار بلند ہوتا جا رہا ہے۔

عبدالرزاق راج محلی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدیر محترم، مزاج وہاج! کچھ نہ پوچھئے کے بعد میری خوشی کا کیا عالم تھا۔ سچ پوچھئے تو میرا دل خوشی و مسرت اور فرحت و انبساط کے بام عروج کو چھو رہا تھا۔

"سنی دنیا" جون، جولائی کا اداریہ اگرچہ آپ کا پہلا اداریہ ہے۔ لیکن آپ کی پیہم کوششوں نے ایسا رنگ دکھایا ہے کہ وہم تک نہیں ہوتا۔

محمد احمد اشرفی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماہنامہ سنی دنیا نظر نواز ہوا ایک ہی نشست میں اول تا آخر گہری نگاہ سے دیکھا مجھے یہ رسالہ ایسا لگا جیسے کسی حسین پھلواری کے گلگشت میں مصروف ہوں۔ ماہنامہ سنی دنیا کے مضامین پیشتر اور تزئین بے حد پسند اور قابل تحسین ہے۔

مجھے تو یہ رسالہ اس سال کے تمام رسالوں کے لیے بہترین نظر آیا۔ میں کوشاں ہوں کہ ماہنامہ ہر گھر کی زینت بنے اور لوگ مستفیض ہوں۔

محمد کوثر تھانہ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جناب ایڈیٹر صاحب!

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہدیہ سلام مسنون!

اگست کا شمارہ دیکھا پسند آیا آپ کا اداریہ حضور مفتی اعظم کی شخصیت کے متعلق بہت ہی عمدہ لگا مولانا قدسی صاحب کی نعت بھی پسند آئی۔ بقیہ حالات لائق شکر ہیں۔

سید قیصر خالد

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جو خاص بات اب سنی دنیا میں پا رہا ہوں دوسرے رسالے میں نہیں پاتا۔ یہ آپ ہی کی کاوش اور خداداد صلاحیت کا نتیجہ ہے۔ جولائی کا "سنی دنیا" جب ہاتھ میں آیا اور اول تا آخر ہر ایک مضمون کو پڑھا تو بے پناہ خوشی ہوئی کے آپ نے بہت معیاری مضامین کو منتخب فرما کر شائع فرمایا ہے۔ آپ کے اداریہ کو بار بار پڑھا اور بے حد متاثر ہوا۔ آپ نے طالبان علوم نبوت کو اس بات کی طرف رغبت دلائی ہے کہ آج تحریر و تصنیف کی کتنی اہم ضرورت ہے اور تحریر و تصنیف کی کیا اہمیت ہے اور ہم کو اس کے لیے کیا کرنا چاہیئے۔

آپ اسی طرح کے مضامین تحریر فرماتے رہیں۔
اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

محمد آفتاب عالم

یادگار تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ



بریلی شریف

# نی دنیا

ناشر و نگراں



مہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری قائم مقام مفتی اعظم ہند بریلی ش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار : حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ
بظل عاطفت : حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

ماہنامہ **سُنّی دنیا** بریلی شریف

شمارہ ۹۶، ۹۷

جلد ۹

نومبر دسمبر سنہ ۱۹۹۰ء مطابق ربیع الآخر و جمادی الاول

## ایڈیٹر
محمد ذوالفقار علی خاں نوری

## شرح خریداری
☆☆☆☆☆☆☆☆

قیمت فی شمارہ ________ ۵
سالانہ ________ ۵۰
غیر ممالک سے ________ ۲۵۰

رجسٹرڈ پوسٹ نمبر بی، آر، ۱۵۷

رجسٹریشن نمبر

REGDNOX 117 (82)

VOL-3

فون ________ ۲۱۶۶ ۷

## ایڈیٹوریل بورڈ
(۱) مولانا قمر الحسن قمر بستوی
(۲) معمار ملت علامہ شبیہ القادری

تزئین کار ______ برق الماسی بریلوی

مقام اشاعت ______ ۸۲، سوداگران رضا نگر بریلی شریف
______ مائزہ آفسیٹ پریس
مطبوعہ ______ خواجہ قطب بریلی شریف

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ،

منیجر سُنّی دنیا

۸۲، سوداگران رضا نگر پوسٹ بکس ۲۳۵
بریلی شریف (یوپی)

سرخ نشان

اگر اس دائرے میں سرخ نشان نظر آئے تو سمجھ لیں کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ براہ کرم آئندہ کے لئے زر تعاون ارسال فرمائیں۔

منیجر

اس شمارے کی

# جھلکیات

اداریہ

# بابِ سخن

## بیت المقدس اور بابری مسجد

## ایک قوم یکساں مسائل

سلطنت عثمانیہ کے سقوط کے بعد اسلامی دنیا پر انحطاط و زوال کے سائے اتنی تیزی سے بڑھنے لگے جس کو سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اسلامی اتحاد کا شیرازہ بکھرتے ہی لاقانونیت نے ایسا جنم لیا کہ دیکھتے دیکھتے پوری دنیا میں بھونچال آگیا جو ممالک اس کے زیر اثر تھے ان کی سیاسی، سماجی اور معاشی تباہی تو ناگزیر تھی مگر جو اس کے زیر اثر نہیں تھے اس کی تباہی کے اثرات ان پر بھی پڑے اور اس کے غرب و جنوب، چین کے مغرب کے وہ ممالک جہاں اسلامی آثار پوری طرح زندہ تھے ایک ایک کر کے موت کی نیند سو گئے اور اسلامی قدریں ان زمینوں پر قصۂ پارینہ بن گئیں۔ سلطنت عثمانیہ اگرچہ اندر سے ٹوٹ چکی تھی مگر اس کی سطوت کا اثر تھا کہ جب تک اس کا ڈھانچہ سلامت رہا عفریتی قوتیں سر اٹھاتے گھبراتی تھیں۔ چونکہ صلیب و ہلال کی متعدد جنگوں میں اہل صلیب کو منہ کی کھانی پڑی تھی اس لیے وہ کسی بھی اسلامی خطۂ ارضی پر اپنے ناپاک منصوبہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ اگرچہ برطانیہ کی گھناؤنی سازش نوآبادیاتی تنظیم برسوں سے اس سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر لگی ہوئی تھی اور سلطان عبدالحمید ثانی کے عہد میں یہ عمل تیز تر ہوتا چلا گیا تھا مگر سلطان عبدالحمید کسی بھی صورت فلسطین یہودیوں کے حوالے کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تھے اور ان کی پنجہ آزمائی آئے دن ہوتی رہتی تھی مگر آخری تاجدار عبدالمجید ثانی (مدت حکومت ۱۹۲۲ء تا ۱۹۲۴ء) کے دور میں ۶۲۳ سال کے طویل عرصہ پر محیط سلطنت عثمانیہ مغرب کی دسیسہ کاری کی بنیاد پر داخلی انتشار کی نذر ہو کر آخری ہچکی لے کر ختم ہو گئی اور برطانوی مزاج کو کھل کر کھیل کھیلنے کا موقع مل گیا پھر فلسطین پر یہودیوں کا قبضہ ہوا اور بیت المقدس صیہونی دسترس میں چلا گیا۔ ادھر ۱۹۲۴ء میں سقوط سلطنت عثمانیہ ہوا ادھر اسلامی اتحاد کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور ۲۶ دسمبر ۱۹۱۴ء کو ابن سعود برطانیہ سے ایک گھٹیا معاہدہ کر کے ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء کو حجاز اور جدہ پر قبضہ کر کے خود مختار حکمراں کی شکل میں برطانیہ کے حاشیہ نشین بن چکے تھے۔ اور اب فلسطین برطانیہ کے رحم و کرم پر تھا اور فلسطین عرب باشندوں پر خود ان کی زاد بوم تنگ ہوتی چلی جا رہی تھی۔ دنیا کے مختلف ممالک سے یہودیوں کو لا لا کر بسایا جا رہا تھا۔ مقصد یہی تھا کہ باہر سے لا کر بسائے جانے والے یہودیوں کی کھیپ اتنی زیادہ ہو کہ فلسطینی اقلیت میں ہو جائیں۔ چنانچہ یہ خواب بھی شرمندۂ تعبیر ہو گیا اور تعصب

پسند یہودیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد فلسطینی عرب مسلمان پر بریدہ پرندے کی طرح پھڑ پھڑا رہے تھے اور ۲۶ دسمبر ۱۹۱۴ء کے ابن سعود کے معاہدہ کے تحت ایک منظم سازش کے پیش نظر مسلمان عرب فلسطین سے ہاتھ دھو چکے تھے مگر وطن عربی کا خون منجمد نہیں ہوا تھا اور دلوں کے اندر سلگنے والی چنگاری اندر ہی اندر آتش فشاں بن رہی تھی کہ فلسطینیوں نے برطانوی سامراج اور صیہونیت پسند اسرائیل کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی جو آج تک جاری ہے اور ثورۃ الحجارۃ و انتفاضہ جیسی جنگجو تنظیمیں اپنی خود مختاری کا معرکہ قائم کئے ہوئے ہیں۔ بیت المقدس ناپاک یہودیوں کے قبضہ میں سسک سسک کر ابن سعود یازی پر لعنت کر رہا ہے۔

اسی درمیان جب جزیرۂ عرب میں لارنس آف عربیہ اٹھارہویں صدی عیسوی کے نصف اول کی ابتدائی دہائیوں میں ہمفرے کی ریشہ دوانیوں کو جو عالم اسلام کو تباہ و برباد کرنے کے لیے زمین دوز کی گئی تھیں بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں عملی جامہ پہنا رہا تھا۔ ادھر ہندوستان کے افق پر بساط سیاست پر شطرنج کے لئے مہرے بچھائے جا رہے تھے اور ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد برطانیہ کی دسیسہ کاری ہندوستان کے ماحول میں نفرت، تعصب اور باہمی تعلقات پر ضرب کاری لگا کر ایک نئے باب کا اضافہ کر رہی تھی۔ کہ فلسطین کے بیت المقدس کا غیر شعوری کردار اجودھیا کی سرزمین پر ادا کیا جا رہا تھا۔ اس طرح کہ ۱۵۲۸ء میں تعمیر شدہ بابری مسجد سے متعلق ہندو مسلم فساد کی ہوا کھڑی کی جا رہی تھی بالآخر ۱۸۵۵ء میں ہندو مسلم فساد کرا کر مسجد کے ارد گرد دیواریں کھڑی کر دی گئیں۔ اور پھر جنوری ۱۸۸۵ء تا مارچ ۱۸۸۶ء کے درمیان رگھوبر داس نامی شخص نے وہاں رام جنم استھان ثابت کرنے کی کوشش میں مہنت ہونے کا دعویٰ کیا مگر فیض آباد کے ڈسٹرکٹ جج نے اس عرضی مسترد کر دیا مگر وقت کے ساتھ ساتھ تعصب پسندی بڑھتی رہی اور ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء کو مسجد میں مورتی نصب کر دی گئی اور دوسرے روز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی ہدایت پر مسجد کو تالا لگا دیا گیا۔ لیکن اس درمیان غیر مسلم اپنی پوجا پاٹ کرتے رہے البتہ مسلمانوں کو حکم امتناعی کر دیا گیا تھا۔ ابھی تک ہندو فسطائی کردار چھپے ڈھکے ہوئے رہا تھا مگر یکم فروری ۱۹۸۶ء کو کانگریس کے دور اقتدار میں فیض آباد کے ڈسٹرکٹ جج نے اترپردیش ریاست ڈسٹرکٹ اور سٹی مجسٹریٹ کے علاوہ فیض آباد کے پولیس سپرنٹنڈنٹ کو مسجد کا تالا کھولنے اور کسی قسم کی پابندی عائد نہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اس طرح مسجد کے اصل گیٹ کو کھول دیا گیا نیز مسجد مذکور میں رام جنم استھان کی بے بنیاد کہانی پر ۹ نومبر ۱۹۸۹ء کو ایک بہت بڑے مندر کی تعمیر کے لیے شیلانیاس کر دیا گیا۔ جس میں حکومت تماشائی بنی رہی۔

ادھر ۱۸ اکتوبر کو مسجد اقصیٰ کے حرم اقدس کو مسمار کر کے یہودی اپنی عبادت گاہ بنانا چاہتے ہیں جس میں فلسطینی نوجوانوں کا خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔ ادھر بابری مسجد کو گرا کر ایک مندر کی تعمیر کا منصوبہ روز بروز زور پکڑتا جا رہا ہے اور یہاں کی ہندو تنظیمیں مسجد کو منہدم کر کے مندر بنانے کے لئے ہندوستانی مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہا رہی ہیں۔ عجیب اتفاق ہے کہ مسئلہ کی نوعیت میں اتنی یکسانیت ہے کہ محسوس ہوتا ہے دونوں جگہ

ایک ہی ذہن کام کر رہا ہو۔ یہودیوں کے فرقہ پرست عناصر کی قیادت ایک انتہائی دہشت گرد تنظیم "ٹمپل ماؤنٹ فیتھ فل Mount Fath Full. کر رہی ہے اور ادھر ہندوؤں کے فرقہ پرست عناصر کی قیادت آر۔ ایس ایس اور بی جے پی کر رہی ہیں۔ ابھی حالیہ ایک بیان سے یہ بات واضح ہوئی کہ اس تنظیم کے سربراہ جرشن سولومن نے کہا کہ ہیکل سلیمانی ہمارا روحانی مذہبی مرکز ہے اس لیے مسلمان اپنی مسجد (مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس) یہاں سے ہٹا لے جائیں" بالکل اسی طرح کا بیان یہاں کی فرقہ پرست تنظیمیں بار بار دے چکی ہیں۔ کہ بابری مسجد کی (مفروضہ) رام جنم بھومی ہماری مقدس جگہ ہے لہٰذا مسلمان اپنی بابری مسجد وہاں سے ہٹا لے جائیں۔ ادھر پرانے شہر یروشلم کے ایک باشندے محمد وطنی نے اس پر تنبیہ کیا ہے کہ ہم یہودیوں کے لیے ایک سینٹی میٹر جگہ بھی دینے کو تیار نہیں اگر ہم نے یہودیوں کو انگوٹھا ٹیکنے کی جگہ بھی دی تو اس کا مطلب کہ مقدس مقامات کا خاتمہ ہو گا۔ یہی موقف ہندوستانی مسلمانوں کا بھی ہے اگر بابری مسجد میں ایک اینچ جگہ پر بھی غیروں کے لیے نرم گوشہ رکھا گیا تو یہ اتنی بڑی شکست کے مترادف ہو گا جس کا خمیازہ مستقبل میں پورے ہندوستانی مسلمانوں کو بھگتنا پڑیگا۔ بابری مسجد کے بارے میں اگر مسلمانوں نے ذرا بھی نرم رویہ رکھا تو یہ اتنا خوفناک کھیل ہو گا جس کی انتہا نہ صرف بابری مسجد بلکہ چار سو مسجدوں پر جارحانہ قبضہ کو راہ دینا ہو گا۔ امریکی تنظیم پر ہے۔ انسانی حقوق کے ایک سروے کے مطابق ہندو فسطائی عناصر کی نظریں نہ صرف بابری مسجد، متھرا کی جامع مسجد اور بنارس کی گیان پاپی اور جونپور کی اٹالہ مسجد پر ہیں بلکہ وہ ملک کی چار سو مسجدوں پر گہری نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ گویا بابری مسجد سے دستبرداری ایک ایسے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے جس کے آگے بند باندھنا نہ صرف دشوار بلکہ محال ہو جائے گا۔

اس ہنگامہ دار و گیر میں جبکہ فسطائی عناصر منہ کھولے اژدہے کی طرح انسانیت کو زیر آلود نہار ہے ہیں اور مسلمانوں کے ملی اجتماعی مسائل کو سبوتاژ کیا جا رہا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ملت کی شیرازہ بندی کی جائے۔ اور ابھرتے ہوئے عفریت کا گلا گھونٹ دیا جائے۔ ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے یہاں تمام مذاہب کے لوگوں کو جینے کا حق ہے اور سب کو اپنی مذہبی رواداری پورا کرنے کی چھوٹ بھی۔ آج تک مسلمانوں کے جملہ عائلی مسائل کو اسلامی کسوٹی پر پرکھا گیا ہے اسی طرح ہمارے داخلی مسئلوں میں مداخلت کا دروازہ بند کیا جائے۔ یہ بات واضح رہے کہ اسلام کسی زمین منصوبہ پر مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں دیتا پھر یہ کتنا بھونڈا سوال ہے کہ کسی مندر کو توڑ کر بابری مسجد بنائی گئی ہے تاریخی حقائق سے کھلواڑ کرنے کے مرادف ہے۔ اسلام ذمیوں کے جان و مال کا محافظ ہوتا ہے تاریخ کے تمام ادوار میں اس کی مثالیں نظر آتی ہیں کہ جب بھی اسلامی سلطنت میں کسی غیر مسلم نے پناہ لی تو اس کی حفاظت ایک مسلمان ہی کی طرح کی جاتی ہے۔ اس مناظر میں یہ واویلا کتنا مضحکہ خیز ہو جاتا ہے کہ بابر کے حکم پر مسجد کو مندر منہدم کر کے تعمیر کیا گیا ہے جبکہ بابر کا دور عہد مغلیہ کا ایک ایسا دور ہے جس میں اجتماعی طور پر تمام مسائل کو بہت سنجیدگی سے حل کیا جاتا تھا۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک فرقہ کے جذبات کو اس طرح مجروح کیا گیا ہو۔

آج ہندوستان کا مسلمان اتنا سراسیمہ ہے کہ اس کو کسی کل سکون نہیں۔ قدم قدم پر اضطراب، سراسیمگی اور بے چینی کا شکار ہے۔ ایک مسئلہ کو لیکر اتنی بڑی اقلیت کا سکون غارت کرنا پھر اس پر میڈیا کے ذریعہ دھمکی کی تشہیر کرنا مسلمانوں کو ذہنی طور پر مفلوج بنانے کا منصوبہ بند پروگرام ہے۔ بیت المقدس کے انہدام کی ناپاک سازش کے مناظر میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اسرائیل کی زیر دور تحریک کا اثر ہندوستان کے داخلی ماحول تک پہونچ چکا ہے۔ اور صہونی لابی اندر اندر اپنا کام کر رہی ہے ورنہ بیت المقدس اور بابری مسجد کے مسائل یکساں نظر نہیں آتے۔ ہندوستان کا مسلمان ملک کا ہمیشہ وفادار رہا ہے اس پر یہ دھمکی کہ مسلمان ملک سے باہر چلے جائیں اور حکومت کا خاموش رہنا کیا معنی رکھتا ہے! اگر اس ملک کی جمہوری قدروں کو نقصان پہونچا تو یہ ہندوستان کے لیے انتہائی شرمندگی کی بات ہوگی۔

ہندوستانی مسلمان ۴۳ سال سے کشمکش کی زندگی گذار رہا ہے اور ہر صبح ایک چیلنج بن کر نمودار ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ، کیا مسلمانوں کو ہندوستان میں جینے کا حق نہیں؟ مسلمانوں کے ساتھ دوہری پالیسی کیوں کی جاتی؟ اس ملک کی آزادی میں مسلمانوں کا لہو جذب ہے لہذا مسلمانوں کو ایک باعزت شہری کی تمام مراعات دی جائیں۔ ہم تمام مسلمان نے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ بابری مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کیا جائے اور ان کو آزادی کے ساتھ اس میں نماز ادا کرنے کی اجازت دی جائے نیز مسلمانوں کے ساتھ وہ تمام مراعات ہوں جو ہندوستانی شہریوں میں دیگر قوموں کو حاصل ہیں۔ نیز ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو یہودیوں سے خالی کرایا جائے اور فلسطینیوں کی زمین اسرائیل ان کے حوالے کر کے الگ ہو جائے۔ تاکہ مسلمان بیت المقدس میں بے روک ٹوک اپنی نمازیں اور عبادتیں ادا کر سکیں۔ مسلمانوں سے گذارش ہے کہ ایسے ماحول میں اشتعال انگیزی سے پرہیز کر کے اپنے رب کے حضور بابری مسجد اور بیت المقدس کے تحفظ کی دعا کریں۔

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

# کلام رضا

از:- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی

لَم یَاتِ نَظِیرُکَ فِی نَظَرٍ مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اَلبَحرُ عَلَا وَالمَوجُ طَغٰے من بیکس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یَا شَمسُ نَظَرتِ اِلٰی لَیلِی چو بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

لَکَ بَدرٌ فِی الوَجہِ الاَجمَل خط ہالۂ مہ زلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی برن برسا جانا

اَنَا فِی عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

یَا قَافِلَتِی زِیدِی اَجَلَک رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا

وَاھًا لِسُوَیعَاتٍ ذَھَبَت آں عہد حضور بارگہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینے کا جانا

اَلقَلبُ شَجٌ وَّالھَمُّ شُجُوں دل زار چناں جاں زیر چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

اَلرُّوحُ فِدَاکَ فَزِد حَرقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

بس خامۂ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

# ضیائے قرآن

(ادارہ)

سرور دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے روایت یوں آئی۔ حضرت ابوہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "کل صلاۃ لایقرء فیھا بفاتحۃ الکتاب فھی خداج" یعنی ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناتمام ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دوسری روایت یوں آئی سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

"من صلی صلاۃ لم یقرء فیھا بام القرآن فھی خداج فھی ثلاث قرات غیر تمام"

یعنی جو ایسی نماز پڑھے جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو وہ نماز ناقص ہے وہ ناقص ہے۔ وہ ناقص ہے سرکار نے یہ جملہ تین بار فرمایا اور فرمایا وہ نماز ناتمام ہے یہ ارشاد اقدس پہلے ارشاد اقدس کی تفسیر ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے ارشاد میں اصل نماز ہی کی نفی مراد نہیں بلکہ کمال نماز کی نفی مراد ہے اسی لیے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے خداج کہکر غیر تمام فرمایا جو خداج کی بھی تفسیر ہے اور سابق ارشاد کی مراد کا بیّن بیان بھی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے نہ کہ رکن جیسا کہ شافعیہ کا مذہب ہے واللہ الحمد پھر چونکہ

اس صورت میں دعا کی تعلیم و تلقین فرمائی گئی ہے اور بندہ کی رب سے مناجات اور اسے اپنے کام کی تفویض اور اسی سے حقیقی استعانت کا اظہار و قرار اس لیے اس کو تعلیم المسئلہ و سورۃ الدعاء سورۃ السوال۔ سورۃ المناجات اور سورۃ التفویض بھی کہا جاتا ہے۔

مسلم نسائی و ابن ماجہ و طبرانی و حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا کہ اس دوران کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور خدمت اقدس میں جبریل (علی نبینا علیہ السلام) حاضر تھے۔ کہ آسمان میں پر کی آواز سنی حضرت جبریل (علی نبینا علیہ السلام) نے نگاہ اٹھائی پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول یہ فرشتہ نازل ہوا اب سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا۔ راوی نے کہا پھر وہ فرشتہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حضور آیا تو اس نے سلام عرض کیا پھر عرض کی حضور کو دونوں کا مژدہ ہو سرکار کو عطا ہوئے اور کسی نبی کو حضور سے پہلے نہ ملے وہ دو نور فاتحۃ الکتاب اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں ان دونوں میں سے آپ کوئی حرف نہ پڑھیں گے مگر یوں کہ اس کا اجر ملے گا۔ اس حدیث کے بموجب اس سورہ کا نام سورۃ النور ہے۔

# بہار حدیث

(ادارہ)

خداوند کریم قرآن حکیم میں فرماتا ہے۔ ومن الناس من یشتری لھوا لحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین ۔۔۔۔۔ (پ ۲۱، لقمان-ع-۱۰)

اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں۔ کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اسے ہنسی بنالیں ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

**حدیث ۱** ترمذی وابوداؤد اور ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہے۔

**حدیث ۲** امام احمد و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ نے بریدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نرد شیر کھیلا گویا سوئر کے گوشت وخون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ دوسری روایت ابو موسیٰ رضی اللہ المولیٰ تعالےٰ عنہ سے ہے کہ اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی۔

**حدیث ۳** امام احمد نے ابو عبد الرحمٰن خطمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نرد کھیلتا ہے پھر نماز پڑھنے بیٹھتا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو پیپ اور سوئر کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے۔

**حدیث ۴** دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اصحاب شاہ جہنم میں ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے تیرے بادشاہ کو مار ڈالا۔ یہ شطرنج کھیلنے والے ہیں جو بادشاہ پر شہ دیا کرتے ہیں اور مات کرتے ہیں۔

**حدیث ۵** بیہقی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی وہ فرماتے ہیں۔ شطرنج عجمیوں کا جوا ہے اور ابن شہاب نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ کہتے ہیں شطرنج نہیں کھیلیگا مگر خطا کار اور انہیں سے دوسری روایت یہ ہے کہ وہ باطل سے ہے اور اللہ عزوجل باطل کو نہیں رکھتا۔

**حدیث ۶** ابوداؤد ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے اور ابن ماجہ نے انس وعثمان رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو کبوتری کے پیچھے بھاگتے دیکھا فرمایا شیطانہ کے پیچھے پیچھے شیطان جا رہا ہے۔

# کلامِ حسنؔ

استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی قدس سرہٗ

ان ہاتھوں کے قربان کہ ان ہاتھوں سے تم نے
خارِ رہِ غم پائے غریباں سے نکالا

یہ گردنِ اثر نور کا پھیلا ہے اُجالا
یا صبح نے سر اُن کے گریباں سے نکالا

گلزار براہیم کیا نار کو جس نے
اس نے ہی ہمیں آتشِ سوزاں سے نکالا

دینی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت
تھوڑا سا نمک ان کے نمکداں سے نکالا

قرآں کے حواشی پہ جلالین لکھی ہے
مضموں یہ خطِ عارضِ جاناں سے نکالا

قربان ہوا بندگی پر لطف رہائی
یوں بندہ بناکر ہمیں زنداں سے نکالا

اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی
کیوں تو نے دھواں سینۂ سوزاں سے نکالا

مدفن نہیں پھینک آئینگے احباب گڑھے میں
تابوت اگر کوچۂ جاناں سے نکالا

کیوں شور ہے کیا حشر کا ہنگامہ بپا ہے
یا تم نے قدم گورِ غریباں سے نکالا

لاکھوں ترے صدقے میں کہیں گے دمِ محشر
زنداں سے نکالا ہمیں زنداں سے نکالا

حیوانات لبِ حضرتِ عیسیٰ نے دکھائی
وہ کام یہاں جنبشِ داماں سے نکالا

سناٹا غمِ اعشقی کا حسنؔ اپنے جگر سے
آمنت نے خیالِ سرِ مژگاں سے نکالا

# کلامِ تاجدار

مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں نوریؔ رحمۃ اللہ علیہ

اے سحابِ کرم اک بوند کرم کی پڑجائے
صفحۂ دل سے مرے محو ہو غم کی صورت

جب سے سوکھے ہیں مرے کشتِ امل باغِ عمل
یاد آتی ہے مجھے ابرِ کرم کی صورت

صفحۂ دل پہ مرے نامِ نبی کندہ ہو
نقش ہو دل پہ مرے اُن کے علم کی صورت

تری تصویر کھنچے روح منور کیونکر
کیسے کھنچے کوئی مصباحِ ظلم کی صورت

آئیں جو خواب میں وہ ہو شبِ غم عید کا دن
جائیں تو عید کا دن ہو شبِ غم کی صورت

جائیں گلشن سے تو لٹ جاتے بہارِ گلشن
دشت میں آئیں تو ہو دشت ارم کی صورت

بھیڑ کو خوف نہ ہو شیر سے جو تم چاہو
تم جو چاہو تو بنے شیر غنم کی صورت

کوہ ہو جائیں اگر چاہو تو سونا چاندی
سنگریزے بنیں دینار و درم کی صورت

صورتِ پاک وہ بے مثل ہے پائی تم نے
جس کی ثانی نہ عرب اور نہ عجم کی صورت

دم نکل جاتے مرا راہ میں انکی نوریؔ
ان کے کوچہ میں رہوں نقشِ قدم کی صورت

# بَابُ الاِسْتِفْتَاء

قائم مقام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

## کیا اسلام کے نزدیک نسبندی جائز ہے؟

الجواب :۔ بعون الملک الوہاب۔ نسبندی شرعاً حرام ہے۔ اور یہ ایسی حرام بین ہے کہ جس کی حرمت میں عالم تو عالم کسی جاہل غبی کو بھی ادنیٰ شک نہیں۔ اولاً کون نہیں جانتا کہ بلا ضرورت شرعیہ ننگا ہونا حرام ہے اور بے حیائی کا کام ہے اور اس امر قباحت بالائے قباحت نہ صرف اسلام میں بلکہ دیگر مذاہب میں بھی ثابت ومقرر ہے پھر اس پر آدمی کا دوسرے کے عضو غلیظ کو چھونا قباحت بالائے قباحت ہے ثانیاً یہ تغیر خلق اللہ ہے اور تغیر خلق اللہ شرعاً حرام اور شیطانی کام ہے اور شیطان نے خدا سے یہی کہا تھا کہ ولا مرنهم فليبتكن اذان الانعام ولامرنهم فليغيرن خلق الله الاية۔ یعنی میں لوگوں سے کہوں گا تو وہ چوپایوں کے کان کاٹیں گے اور خدا کی بنائی ہوئی چیز کو بدل ڈالیں گے۔ اس آیہ کریمہ سے تغیر خلق اللہ کا ہر فرد ناجائز وممنوع ہوگیا مگر وہ جس پر شرعاً دلیل قائم ہو وہ اس دلیل شرعی سے جائز ہوگا۔ مثلاً ختنہ کرنا شرعاً مطلوب ہے لہذا نسبندی کو ختنہ پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ بایں وجہ کہ وہ دلیل شرعی سے جائز ہوا۔ ایسی ہی دلیل اس کے لئے مطلوب جو اس کو تغیر خلق اللہ کے عموم سے خاص کر کے نکال دے اور وہ یہاں مفقود ہے پھر یہ کہ ختنہ اصلاً تغیر خلق اللہ ہے ہی نہیں کہ جب وہ شرعاً مطلوب ہے تو معلوم ہوا کہ اس کھال کو رب العزت نے کٹنے ہی کے لئے پیدا فرمایا اور پھر اس کے کاٹنے میں فائدہ نظافت عضو ہے۔ اور نظافت شرعاً وعرفاً محمود ومقصود ہے تو معلوم ہوا کہ تغیر خلق اللہ ایسے جزو بدن کو کاٹنا ہے جس کا شرع مطہر نے حکم نہ فرمایا ہو نہ اس کے کاٹنے میں فائدہ ہو نہ ضرورت کاٹنے کی شرعیہ ہو۔ اور نسبندی کا یہی حال ہے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ قطع رگ سے ضرر ہے جو معلوم ومحسوس ہے نہ شرع مطہر نے اس کا حکم دیا ہے نہ ضرورت شرعیہ ہے بالجملہ اسے ختنہ پر قیاس کرنا باطل یوں ہی یہ امر بھی اس کی دلیل جواز نہیں بن سکتا کہ فقہا نے عورت کو بہ ضرورت شرعیہ اپنے رحم کا منہ بند کرنے کی اجازت دے دی ہے اور وہ بھی بہ طور بحث فرمایا ہے جس سے ظاہر ہے کہ مذہب حنفی کی اس باب میں کوئی روایت نہیں۔ بس بعض فقہا کی ایک بحث ہے تو اگر اسے اجازت مان لیں تو وہ بر بنائے ضرورت

ہے اور یہاں ضرورت نہیں اور فقر و فاقہ کا خوف موہوم ہرگز ضرورت شرعیہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لاتقتلوا اولادکم خشیۃ املاق الآیۃ** فاقہ کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کر بلکہ فقر حاضر بھی ضرورت شرعیہ اور وجہ جواز اس فعل کی نہیں بن سکتا قال تعالیٰ **لاتقتلوا اولادکم من املاق الآیۃ**۔ فقر کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرنے کا حکم فرمایا حدیث میں ہے **تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم یوم القیامۃ** شوہر سے محبت کرنے والی، زیادہ بچے جننے والی سے نکاح کرو کہ میں کل تمہاری کثرت سے اگلی امتوں پر غالب آؤں۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ یہ مقصد شرع کے خلاف ہے پھر سد فم رحم بغیر دوسرے مرد کے سامنے ننگے ہوئے خود یا شوہر کے ذریعہ بھی ممکن اور نسبندی بغیر ننگے ہوئے ناممکن ظاہر کہ اس پر بھی قیاس کرنا باطل ہے والحمد اور ازانجا کہ ضرورت شرعیہ وہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور جو بہ ضرورت مباح ہوگا اسی ضرورت کے بمقدار مباح ہوگا اس سے آگے نہیں اشباہ والنظائر میں فرمایا **وما ابیح للضرورۃ یتقدر بقدرھا** اس کا مقتضی یہ ہے کہ سد فم رحم اسی صورت میں جائز ہو کہ عزل وغیرہ ادویہ فرزجہ کی تدبیر نہ بنے اور نیز یہ کہ اتنی ہی دیر تک اس کی اجازت ہو۔ جب تک ضرورت قائم ہو یہاں سے ظاہر ہوا کہ سد فم رحم وغیرہ تدابیر عارضی ہیں نہ کہ دوامی اور نسبندی منع کی دائمی تدبیر ہے اور ہماری شرع مطہر میں ایسی تدبیر کی ہرگز اجازت نہیں جس کا انجام تعقیم اور ہمیشہ کے لئے پیدائش نسل کا رک جانا ہو اسی لئے حدیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **لاخصاء فی الاسلام** اسلام میں خصی ہونا جائز نہیں۔ اس سے یہ سمجھنا کہ حدیث میں صرف خصیوں کو نکالنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے قصور فہم ہوگا ہرگز ایسا نہیں بلکہ وہی ہے جو ہم نے کہا کہ تعقیم ہماری شریعت مطہرہ میں امر ممنوع و مذموم ہے اور یہ قباحت جس طرح خصی ہونے میں ہے اسی طرح نسبندی میں بھی موجود ہے تو نسبندی کی حرمت میں خصاء کی بلاشبہ نظیر ہے اس پر یہ معارضہ کرنا کہ نسبندی خصاء نہیں کہ اس میں خصئے کاٹ دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایسا نہیں ہوتا جہالت بے مزہ ہے کہ اس کا مدعی ہی کون ہے کہ یہ بعینہ خصاً ہے۔ مزید براں بعض ڈاکٹروں کے بیان سے معلوم ہوا کہ اس میں خصئے کے اندر کی رگوں کو کاٹ کر باندھ دیا جاتا ہے تو یہ اس بنا پر حساً خصا ہے اس لئے کہ یہ باعتبار مصداق کے کل خصئے کو یا اس کے کسی جزو کو کاٹنے میں تفاوت نہیں ہے خصیۃ بریدن دونوں صورتوں پر صادق ہے یہ اور بات ہے کہ اس کا نام نسبندی خواہ کچھ اور رکھا جائے اور اس فعل کو عزل پر قیاس کرنا محض باطل ہے اولاً عزل اپنی منکوحہ سے جائز ہے اس میں شرعاً وعقلاً کوئی بے حیائی نہیں اور نسبندی بے حیائیوں کا ارتکاب عزل بے ضرر ہے اور اس میں ضرر ہے۔ تو اگر ضرورت بھی ہو تو جائز و بے ضرر طریقہ موجود ہوتے ہوئے ایک حرام و مضر طریقے کی شرعاً اجازت نہیں ہو سکتی ثالثاً عزل عارضی تدبیر ہے اور یہ تعقیم ہے جو دائمی ہے اور یہ شرعاً حرام ہے رابعاً عزل کو بھی حدیث میں ناپسند فرمایا گیا ہے اور اس کے متعلق ارشاد ہو یہ خفیہ طور پر اولاد کشی ہے گو اس میں ناپسندیدگی اسس

طریقۂ مروجہ سے کم ہے تو جب عزل ہی کو شرع مطہر نے ناپسند فرمایا اور اسے ذالك الوأد الخفی کہہ کر مقصد شرع جو نکاح کے ذریعہ افزائش نسل ہے اور اسی لئے شرع مطہر نے نکاح کی ترغیب فرمائی اور اس سے بیزاری پر وعید سنائی کہ النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی — کہ نکاح میری سنت ہے تو جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں اور اسی لئے عیسائیوں کی رہبانیت کو جو تجرد کی زندگی سے عبارت تھی

کہہ کر باطل فرمایا تو یہ عمل عزل کی اگر نظیر ہے تو ناپسندیدگی اور منافات مقصد شرع میں ہے بلکہ اس سے کئی گنا زائد ہے

یہاں ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ بعض کتابچوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ فقہاء نے بہ ضرورت ۱۲۰ دن کا حمل گرانے کی اجازت دی ہے وہ بہتان ہے۔ فقہانے بہ ضرورت حمل گرانے کی اجازت دی ہے جب کہ وہ ۱۲۰ دن کا نہ ہوا ہو اور بلا ضرورت شرعیہ یہ بھی ناجائز فرمایا اور ۱۲۰ دن کی مدت کا حمل گرانے کو مطلقاً حرام فرمایا اور یہ تصریح فرمائی کہ اس صورت میں عورت پر قتل ولد کا گناہ ہوگا۔ اور عورت پر دیت لازم آئے گی در مختار میں منظومۂ وہبانیہ سے ہے ویکرہ ان تسقی لاسقاط حملها وجاز لعذر حیث لا یتصور وان اسقطت لتا فغی السقط غرة لوالده من عاقل الامر تحضر۔ ردالمختار میں ہے وفی الذخیرة وارادت القاء الماء بعد وصوله الی الرحم قالوا ان مضت مدة ینفخ فیه الروح الایباح لها وقبله اختلف المشائخ فیه والنفخ مقدر بمائة وعشرین یوما بالحدیث اھ قال فی الخانیة ولا اقول به لضمان المحرم بیض الصید لانه اصل الصید فلا اقل من ان یلحقها اثم وهذا لو بلاعذر اھ۔

بالجملہ نسبندی کی مذہب اسلام میں کوئی وجہ جواز نہیں دیگر طریقے شخصی طور پر بہ ضرورت وبہ قدر ضرورت جائز ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے رب کریم پر توکل کریں کہ اس نے اپنے ذمۂ کرم پر ہر جاندار کا رزق لیا ہے۔ اور اس فعل سے بچیں۔ ہم حکومت ہند سے کہیں گے کہ وہ مسلمانوں کے مسئلہ شرعیہ کا احترام کرے اور انہیں مجبور نہ کرے۔

"واللہ تعالےٰ اعلم وصلی اللہ تعالےٰ علی سید محمد وآلہ وصحبہ وبارك وسلم"

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

نسبندی کے جواز پر جو کچھ اساسی دلائل ہیں۔ اس مختصر فتویٰ میں حضرت علامہ ازہری صاحب نے ان سب کا بہت ہی منقح جواب مرحمت فرمادیا۔ اور نسبندی کے عدم جواز پر جو کچھ ٹھوس دلیلیں تھیں قائم کردی ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالك ونفع اللہ به المومنین۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ ضیاء المصطفےٰ قادری،

الجواب الجواب واللہ تعالےٰ اعلم۔

فقیر مصطفےٰ رضا قادری غفرلہٗ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ریاض احمد سیوانی غفرلہٗ، دارالافتاء منظر اسلام بریلی شریف

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف۔

# حرمین طیبین کو خطرہ عراق سے نہیں بلکہ امریکہ سے ہے

از: مولانا ارشد القادری نائب صدر ورلڈ اسلامک مشن

قسط ۱

"تحفظ حرمین شریفین کانفرنس" کے نام سے آج کل جگہ جگہ جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ ابھی چند روز پہلے ایوانِ غالب دہلی میں بھی ایک کانفرنس ہوئی ہے۔ ہم عقیدہ ہونے کی حیثیت سے سعودی عرب نے جن لوگوں کو سرسبز و شاداب رکھا ہے اور عنایات خسروانہ کی بدولت جن کے گھروں اور اداروں میں سونے اور چاندی کی نہریں بہہ رہی ہیں، انہیں قطعاً حق پہنچتا ہے کہ اس آڑے وقت میں وہ سعودی عرب کے ساتھ اپنی وفاداری کا مظاہرہ کریں۔ لیکن ان سے صرف اتنی گذارش ہے کہ وہ خاندانی بادشاہت اور تعیش کا تاج محل بچانے کیلئے حرمین طیبین کے تحفظ کی دہائی نہ دیں۔

عراق سے حرمین طیبین کو کیا خطرہ لاحق ہے کہ اس کی مخالفت میں منعقد کیا جانے والا جلسہ تحفظ حرمین کی طرف منسوب کیا جائے۔ وہ ان لوگوں کی نظر میں ہزار خراب سہی لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایک مسلم ملک ہے۔ خانۂ کعبہ اور روضۂ نبوی کا احترام و ادب اس کے نزدیک بھی جزدِ ایمان ہے۔ جس عراق نے اسلامی تاریخ کے مقدسات اور اکابر امت کے روحانی نقوش و آثار کو اب تک کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے اس کے ہاتھوں سے حرمین طیبین کی حرمت و تقدیس کو کوئی نقصان کیونکر پہنچ سکتا ہے۔

جس عراق نے نجف اشرف، سلمان پاک قادسیہ کربلائے معلیٰ، کاظمیہ، اعظمیہ، آستانۂ غوث الوریٰ، اور مراقد اولیاء اللہ کی عظمتوں اور برکتوں کو صدیوں سے محفوظ رکھا ہے اس کے بارے میں اس سے بڑا جھوٹ اور کیا بولا جا سکتا ہے کہ اس کی طرف سے بیت اللہ اور روضۂ پاک کو خطرہ لاحق ہے جبکہ سعودی خاندان کے جن مطلق العنان بادشاہوں کو محافظ حرمین کہا جا رہا ہے ان کا کردار یہ ہے کہ انہوں نے مدینتہ النبی اور مکہ معظمہ میں تاریخ کے ان سارے مقدس نقوش و آثار کو مٹا کر رکھدیا جنہیں چودہ صدیوں سے بچا بچا کر رکھا گیا تھا۔

اور شقاوت کی انتہا یہ ہے کہ مزارات کے ساتھ ساتھ بہت ساری مسجدوں کو بھی شہید کر دیا گیا جہاں توحید کیساتھ شرک کے ڈانڈے ملنے کا کوئی سوال ہی نہیں اٹھتا تھا۔ چنانچہ کوہ بوقبیس پر مسجد بلال کے نام سے جو مسجد تھی اور جسے بیت اللہ کے صحن میں کھڑے ہو کر لوگ دیکھتے تھے وہ تاریخی مسجد بھی شہید کر دی گئی اور اب وہاں "محافظ حرمین" کا تاج محل بن رہا ہے۔ یہ سوچ کر آنکھوں میں خون اتر آتا ہے کہ ہندوستان جیسے سیکولر ملک میں تو بابری مسجد کے گنبد کو اب تک کوئی ہاتھ نہیں لگا سکا اور وہ مسلم ملک ہے جہاں مسجد کے کھنڈرات پر سعودی بادشاہ

کا عیش محل تعمیر ہو رہا ہے اس کے باوجود سعودی عرب کے ہوا خواہ سلطان نجد کو محافظ الحرمین کہتے ہوئے نہیں تھکتے۔

انصاف و دیانت کی روشنی میں اگر حالات کا جائزہ لیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ حرمین طیبین کو عراق سے نہیں بلکہ ان امریکن فوجوں سے خطرہ ہے۔ جنہیں خود سعودی حکومت نے اپنی زمین پر مسلط کر دیا ہے۔ عراق نے کویت پر قبضہ کر کے اگر کوئی جرم کیا ہے تو مسلم ملکوں کے سربراہوں کے درمیان یہ مسئلہ کبھی نہ کبھی طے ہو جائے گا۔ لیکن سعودی عرب کا یہ جرم تو کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے عرب کی مقدس سرزمین کو دو لاکھ امریکن اور یورپین فوجوں کے حوالہ کر کے اسرائیل کے لیئے مدینہ اور خیبر پر قبضہ کرنے کا کام آسان کر دیا خدا ہی کو معلوم ہے کہ امریکن فوجوں میں کتنے ایجنٹ ہیں جو خفیہ طور پر اہم مقامات کا نقشہ جنگ تیار کرنے میں مصروف ہیں

اگر سعودی عرب میں اسرائیل کے پیش نظر کوئی جنگی منصوبہ نہیں ہے تو اسے ہتھیار دینے کے سوال پر اسرائیل کے وزیر اعظم نے امریکہ سے کیوں احتجاج کیا ہے کہ اس سے دونوں ملکوں کے درمیان طاقت کا توازن ختم ہو جائے گا۔ اور امریکہ نے یہ جواب کیوں دیا ہے کہ اسرائیل کو تشویش میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ہم خود اسے برداشت نہیں کریں گے کہ کسی عرب ملک کو اسرائیل پر برتری حاصل ہو جائے۔

کیا اس کا کھلا ہوا مطلب یہ نہیں ہے کہ امریکہ نہ صرف یہ کہ سارے عرب ملکوں کو اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتا ہے بلکہ وہ عرب ملکوں سے اسرائیل کی برتری بھی منوانا چاہتا ہے امریکہ کے احسان کے نیچے دب جانے کے بعد اب سعودی عرب میں یہ سکت کہاں باقی رہ گئی ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف جرأت مندی کے ساتھ امریکہ سے کوئی بات کر سکے۔

ان حالات میں یہ سوچنا بے بنیاد نہیں ہے کہ سعودی عرب نے اپنی خاندانی بادشاہت کو بچانے کے لیے آزادی فلسطین مسئلے کو بھی داؤں پر لگا دیا۔ کیونکہ سعودی عرب کو امریکہ کی حمایت اسی وقت تک حاصل ہے جب تک مقابلے پر کوئی مسلم ملک ہے لیکن اسرائیل کے مقابلے پر وہ سعودی عرب کی ہرگز پرواہ نہیں کریگا۔!

آج زمین کے نقشے پر عالم اسلام کی ایک ابھرتی ہوئی طاقت صرف صدام حسین کی ہے جس نے امریکہ کی نیند حرام کر دی ہے اور اسرائیل کے لیے قہر خداوندی کی تلوار بن گیا ہے۔ اس کی ہمت فلک پیما کو بار بار سلام کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ایک طرف دشمنان اسلام کی یلغار ہے اور دوسری طرف کلمے کے شریکی بھائیوں کا نرغہ ہے لیکن اس کے باوجود اس کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں پیدا ہوری ہے وہ اکیلے کفر کی ساری طاقتوں کو للکار رہا ہے۔ کچھ عجب نہیں ہے کہ قبلۂ اول کی بازیابی کے لیے خدا کی غیبی مدد اس کے شریک حال ہو گئی ہو اور وہ یقین کی ناقابل تسخیر قوتوں سے مسلح ہو گیا ہے۔

کاش اس موقعہ پر سارا عالم اسلام صدام حسین کے اس اعلان کا ہمنوا ہو گیا ہوتا کہ اسرائیل فلسطین کی مقدس زمین خالی کر دے میں کویت کا علاقہ خالی کر دوں گا تو آج پوری دنیا میں امریکہ تنہا نظر آتا۔ لیکن صد حیف کہ اپنے شخصی، طبقاتی اور خاندانی مفادات کی لالچ میں لوگوں نے امریکہ کی خوشنودی کے لیے ملت کے اجتماعی مفاد کو ٹھکرا دیا۔ اقدام میں شریک ہونا تو بڑی بات ہے کہ بیشتر اسلامی ممالک آواز میں آواز ملانے کے بھی روادار نہیں ہوئے۔ امریکہ کے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لیے کفر کی ساری طاقتیں متحد ہو گئیں لیکن اسلام حسرت و یاس کے ساتھ اپنے ماننے والوں کا منہ تک رہا ہے●

باقی آئندہ

# ضرورتِ مجدد

قاضیِ شریعت حضرت علامہ محمد شفیع صاحب قبلہ (مبارک پوری)

دنیا کی تمام قوموں میں عموماً مذہب ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، ہر قوم نے اپنے مذہب کی صداقت پر اس طرح یقین کیا ہے اور اس کے اصول کو اتنا عزیز تر رکھا ہے۔ کہ اس کے خلاف آواز سن کر اور اس کے اصول مٹتے دیکھکر تڑپ گئی ہے۔ خصوصاً مسلمانوں کو مذہب اور بھی ہر چیز سے محبوب و عزیز تر رہا ہے اصولاً ہونا بھی چاہیئے کیونکہ مسلم قوم کی تعمیر نسلی، خاندانی۔ ملکی بنیاد پر نہیں بلکہ اس کی قومیت کا عنصر خمیرہ صرف مذہب ہے۔

"قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں"

اسی لیے جب کبھی کسی بد باطن کے ہاتھوں مذہبی اصول مٹتے نظر آئے تو سرفروشانِ اسلام نے سر دھڑ کی بازی لگادی اور اپنے خون کا آخری قطرہ بہا کر قوانین اسلام کو مٹنے سے بچالیا دشت کربلا میں تڑپتے ہوئے لاشے، بہتے ہوئے خون، نیزوں پر بلند ہونے والے سر اور ایک ایک ذرہ گواہی دیگا کہ گلشن اسلام کی سیرابی، فرات کی تیز تند موجوں سے نہیں بلکہ نونہالان خاندان رسالت کے پاک لہو سے ہوئی ہے یزید تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد کھیل کھیلا اس کے شر کی قوتیں اس طرح ابھر آئیں کہ قمار بازی و شراب نوشی کی ترویج قوانین اسلام کی بے حرمتی محارم سے شادی بیاہ۔ اس کی زندگی کا مشغلہ بن گیا تھا ایسی صورت میں ضرورت تھی کہ شاہانہ شکوہ لیکر کوئی ایسا محافظ اسلام اور مجدد پیدا ہو جو باطل کی قہرمانی طاقت سے قطعاً خوف نہ کھائے اور تعلیمات اسلام کو غلط تراش خراش سے پاک کرکے۔ صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کردے اس فریضہ کو انجام دینے کے لیے وہ ہستی بڑھی جس کے گھر سے دنیا کو درس ہدایت ملا تھا وہ ہستی تھی۔ امام حسین علی جدہ علیہ السلام کی، کہ آپ سے زیادہ کون روح اسلام سے واقف ہوسکتا تھا آپ نے آگے بڑھ کر یزید کے ہاتھوں قوانین اسلام کو پامال ہونے سے بچالیا اور اپنے خون سے اصول اسلام کی حفاظت کا حق ادا کردیا۔؟


Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

شاہست حسین بادشاہ ہست حسین
دیں ہست حسین دین پناہ ہست حسین
سردار نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ ہست حسین

اسی طرح مختلف دور میں اسلام کے چشمۂ صافی میں آمیزشیں ہوتی رہیں۔ کبھی یونانی منطق، وفلسفہ کے اصول اسلام پر حملے ہوئے اور کوشش کی گئی کہ اصول اسلام کو غلط ثابت کر دیا جائے خود علماء اسلام اس قدر مرعوب تھے کہ چاہتے تھے۔ منطقی اصول پر تعلیمات اسلام منطبق کر دی جائیں ایسے وقت میں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سامنے آئی اور منطقی اصول ہی سے منطق مباحث کی بخیہ ادھیڑ کر رکھدی اور اسلام کے عقائد واساسیات کی ایسی تعبیر پیش کی کہ پھر وہی اسلام کے پاک اصول غلط آمیزشں سے ایک ہو کر سامنے آگئے مگر آہ!

مسلم قوم کی غفلت شعاری کہ
فلسفہ رہگیا تلقین غزالی نہ رہی۔

ہندوستان میں اگرچہ پہلی صدی ہجری میں شعاع اسلام پہونچ چکی تھی مگر ریگستان سندھ کے علاقے سے آگے نہ بڑھ سکی تھی لیکن رفتہ رفتہ مجاہدین اسلام کے ذریعہ پورے ہندوستاں میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اس ملک کی بدبختی کہئے کہ ایک طرف فاتحین کے فیض سے محروم رہا، اور ان کے بدلے ترکوں مغلوں کی گویا غیر اسلامی حکومت سے سابقہ پڑا وہ بھی ایسے وقت میں یعنی تیسری صدی ہجری کے بعد جبکہ خود مراکز اسلام میں انحطاط کا آغاز ہو چکا تھا۔ اور مسلمانوں میں بے عملی پیدا ہو چکی تھی۔ ایسی حالت میں حجاز کا نگھراں ہوا اسلام کہاں تک اس ملک کے حصے میں آسکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت جلد اسلامی اساسیاست میں ہندوانہ رسوم وعقائد داخل ہونے لگے دسویں صدی ہجری میں جب اکبر کا دور آتا ہے تو یہ چیز اپنی انتہا کو پہونچ گئی ضلالت وگمراہی کی حد ہو گئی دین اسلام کے اصول میں ترمیم کی گئی بادشاہ کو سجدہ کیا جانے لگا حدود حلال وحرام رخصت ہوگئے ہوائے نفس کے ہاتھوں اکثر اسلام کی بے حرمتی کا بازار گرم ہو گیا یہی وہ حالات تھے جنمیں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے اور شریعت محمدی کی حمایت کے لیے اٹھے۔

اس مجدد وقت نے ان فتنوں کے خلاف علم اصلاح بلند کر کے آخر کار نام نہاد اسلامی حکومت کو بالکل کفر کی گود میں چلے جانے سے روکا اور اس فتنۂ عظیم کے سیلاب کے منہ کو پھیر دیا نیز بیعت وارشاد وارشاد کے ذریعہ تعلیمات اسلام میں پھر نکھار پیدا کر دیا۔

اس کے بعد زمانہ نے پھر ایک پلٹا کھایا اس مرتبہ وہابیت اپنے دار السلطنت نجد سے ہند میں جنم لے کر عقائد اسلام کی بیخ کنی در پے ہو گئی اس عیاری سے روح اسلام سلب کرنے لگی کہ مسلمانوں کو احساس بھی نہ ہو اور اسلام کا ڈھانچہ بے روح ہو کر رہ جائے۔

وہابیت کے مبلغ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اس کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا کہ عقائد اسلام کی تنقیح وتنقید شروع کر دی خالص اسلامی عقیدے میں کفر وشرک کا فتویٰ لگا کر اس میں ترمیم کرتے گیے اور اس کے بجائے دوسرا خود ساختہ عقیدہ اسلام کے

اندر ٹھونس دیا مثلاً قرآن تعلیم دیتا ہے "اغنٰھم اللہ و ورسولہ من فضلہ" ان کو اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا اپنے فضل سے قرآن کہتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دولت مند کر دیا مگر وہابیت اسے شرک بتا رہی ہے دوسری جگہ ارشاد ہے "انی ابری الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ" حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مردوں کو جلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے قرآن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف تندرست کرنے کی نسبت کرتا ہے مگر وہابیت اسے شرک بتا رہی ہے چنانچہ تقویۃ الایمان ص۱ پر ہے۔ روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا اقبال و ادبار دینا حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے جو دوسرے کسی کو ایسا تصرف کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ ان کو قدرت دی ہے ہر طرح شرک ہے۔

متعدد صحیح حدیثوں میں ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینہ کو حرم کیا اس کے ببول کے درخت نہ کاٹے جائیں اس کا شکار نہ کیا جائے

احادیث میں درخت نہ کاٹنا، اور اس کا شکار نہ کرنا احترام ہی کی بنا پر ہے مگر وہابیت اسے شرک بتا رہی ہے تو ہین کی تعلیم دے رہی ہے۔

تقویۃ الایمان ص۱۱ پر ہے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا یہ کام اللہ ہی نے اپنی عبادت کے لیے بنائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے ارد گرد کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہے خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں کہ اس کی تنظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ہے حدیث تو یہ بتاتی ہے "ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء" اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے اجسام زمین پر کھانا حرام کر دیا ہے "فنبی اللہ حی یرزق" مگر وہابیت کے نزدیک حضور اکرم مر کر مٹی میں مل گئے جیسا کہ تقویۃ الایمان ص۶۰ میں ہے۔

اسی طرح تمام اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمان و مکان جہت سے پاک ہے، بحر الرائق و در المختار و عالمگیری میں ہے اللہ تعالیٰ کے لیے جو مکان ثابت کرے کافر ہے مگر وہابیت کے نزدیک یہ عقیدہ رکھنا ضلالت و گمراہی ہے۔ چنانچہ ایضاح الحق ص۳۵ ،۳۶ میں ہے "تنزیہ او تعالیٰ از زمان و جہت واثبات رویت بلاجہت و محاذات ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب اس اعتقادات مذکورہ را جنس عقائد دینیہ می شمارد۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تعظیم و توقیر جو دین کی بنیاد ہے،

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

دلوں سے نکالنا وہابیت کا اہم فریضہ تھا ایسے

وقت میں دین حنیف کی حفاظت کے لیے پھر ایک ایسے مجدد کی ضرورت تھی کہ حالات کا پورا نباض ہوتا کہ وہابیت کی دکھتی رگ کو پکڑ کر دنیا کے سامنے رکھدے اور لوگ دیکھ لیں کہ کتنا فساد پیدا ہو چکا ہے بالآخر علم وفضل کا آفتاب نصف النہار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ شہر بریلی میں ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ بوقت ظہر جلوہ گر ہوا حسن اتفاق کہ اس وقت آفتاب منزل عقرب میں تھا جو اہل نجوم کے نزدیک بہت ہی مبارک ساعت ہے۔

تاریخی نام المختار نیز مکتوبات اپنا سن ولادت اس آیت کریمہ سے "اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ" سے استخراج فرمایا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس سے ان کی مدد فرمائی چنانچہ ایک وقت ایسا آتا ہے "اولئک کتب فی قلوبھم الایمان کا کشف" کرا کے یہ عارف باللہ خود اعلان کرتا ہے کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا "لا الہ الا اللہ" دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ اگر آیت کے دوسرے حصہ کی تصدیق چاہتے ہیں تو ناظرین ان کی پوری زندگی کا جائزہ لیں کہ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح وظفر حاصل ہوئی پچاس سے زیادہ علوم وفنون میں تصنیفات کے لیے جہاں تشنگان علم کو سیراب کیا وہیں افتا و ارشاد کے ذریعہ ہر بد مذہب خصوصاً وہابیت کی دھجی بکھیر کر رکھدی اور پھر ما انا علیہ واصحابی کی صراط مستقیم وہابیت کی آلودگیوں سے پاک وصاف کر کے قوم مسلم کے سامنے پیش کر دی آپ کی زندگی کے تفصیلی حالات خدمت خلق دین کی حمایت وحفاظت کے واقعات کے لیے ایک دفتر کی ضرورت ہے لیکن اس رباعی سے ان کی زندگی کا اجمالی خاکہ سامنے آجاتا ہے۔

رباعی

منم و کنج خمولی کہ نگنجد در وے
خبر من وچند کتاب ودوات قلمے
نہ مرا نوش زتحسین نہ مرا نیش !
نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے

## عرس سرکار غازی مظفر پور

سلسلہ تیغیہ کے بافیض بزرگ جلالۃ الارشاد الحاج الشاہ محمد نمازی قادری علیہ الرحمہ کا عرس پاک خانقاہ قادری تھتیاں شریف ضلع مظفر پور میں ۱۱ دسمبر ۸۹ء بروز سہ شنبہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی حامد القادری مصباحی سجادہ نشین کی سرپرستی میں شرعی حزم واحتیاط کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ ارباب عقیدت کو شرکت کی پرخلوص دعوت ہے۔

نوٹ:۔ اس عرس پاک میں عورتوں کو حاضری اور غیر متشرع افراد کو اسٹیج پر جانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

محمد شمیم رضا مصباحی
خانقاہ قادری تھتیاں شریف
ضلع مظفر پور (بہار)

# حضرت مفتئ اعظم اور رضوی دارالافتاء

از: علامہ سید شاہد علی رضوی (رامپور)

علم فتوی وہ علم ہے کہ جس میں جزئی واقعات کے بابت ماہر شریعت فقہائے سے صادر شدہ احکام مروی ہوں۔ تاکہ آنے والے پست ہمت لوگوں کے لئے عمل آسان ہو۔

• قال فی مدینۃ العلوم، ھو علم تروی فیہ الاحکام الصادرۃ عن الفقہاء فی الواقعات الجزئیۃ لیسھل العمل علی القاصرین من بعدھم"

افتاء ایک نہایت عالی اور کامل فن ہے جو آغاز اسلام میں وجود میں آیا۔ جس کی مثال اسلام کے علاوہ اور کہیں نہیں ملتی ـــــ افتاء چونکہ نہایت اہم اور ذمہ داری کا کام ہے اس لئے اسلام میں ابتدا ہی سے اس کا ایک مخصوص محکمہ قائم تھا۔ جس کا نام "محکمۂ افتاء" تھا، اس محکمۂ افتاء" میں کام کرنے والے لائق وفائق ماہرین قانون فقہاء کرام ہر جگہ موجود رہتے تھے، تشنگان علوم دینیہ میں سے جو شخص کوئی مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ان سے دریافت کر سکتا تھا، ان پر فرض تھا کہ نہایت تحقیق کے ساتھ ان مسائل کو بتائیں، اس صورت میں گویا ہر شخص جب چاہے قانون کے مسائل سے واقف ہو سکتا تھا۔

## افتاء کے لئے ضروری امور

افتاء کے لئے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ اس کی اجازت عام نہ ہو بلکہ خلیفۃ المسلمین یا حاکم وقت کی طرف سے خاص خاص افراد افتا کیلئے نامزد کر دیئے جائیں تاکہ ہر کس و ناکس غلط مسائل کی ترویج نہ کر سکے ـــــ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ازالۃ الخلفاء میں رقم طراز ہیں،

"سابق وعظ و فتوی موقوف بود برائے خلیفہ وغیر خلیفہ وعظ نمی گفتند و فتوی نمی دادند و آخر بغیر توقف برائے خلیفہ وعظ می گفتند و فتوی می دادند"

تاریخ میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ جن حضرات کو فتوی کی اجازت نہ تھی انھوں نے جب فتوے دیئے تو امیر المومنین فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو منع فرمایا، بلکہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقرر شدہ مفتیوں کی بھی جانچ کرتے رہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بارہا دریافت فرمایا کہ تم نے اس مسئلہ میں کیا فتوی دیا؟ اور جب انھوں نے اپنا جواب بیان کیا: تو فرمایا کہ اگر تم اس مسئلہ کا اور کچھ جواب دیتے تو آئندہ تم کبھی فتوے کے مجاز نہ ہوتے:۔

دوسرا امر جو افتاء کے لئے اشد ضروری ہے، یہ ہے کہ مفتیوں کے نام کا اعلان کیا جائے چنانچہ شام کے سفر کے

موقع پر مقام جابیہ میں بے شمار لوگوں کے سامنے مشہور خطبہ دیا اس میں یہ الفاظ بھی تھے:

"من ارادالقرآن فلیات ابیاً۔ ومن اراد ان یسأل الفرائض فلیات زیداً۔ ومن اراد ان یسأل عن الفقہ فلیات معاذاً"

جو شخص قرآن کریم سیکھنا چاہے تو ابی بن کعب کے پاس، اور فرائض کے متعلق کچھ پوچھنا چاہے تو زید بن ثابت کے پاس، اور فقہ کے متعلق دریافت کرنا چاہے تو معاذ بن جبل کے پاس جائے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

افتاء کے لئے تیسرا امر جو نہایت ضروری ہے یہ ہے کہ مفتی تدین، تورع، عدالت، ثقاہت، اخلاق و عادات میں کامل اور قرآن و حدیث سے پوری واقف ہو مسند دارمی میں ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،

"فتویٰ دینا اس شخص کا کام ہے جو یا امام ہو یا قرآن کے ناسخ و منسوخ جانتا ہو۔"

لوگوں نے دریافت کیا ایسا شخص کون ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔ عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

## تعبیرات و علامات افتاء

مفتی بہ اقوال کی تعبیرات مختلف الفاظ سے کی جاتی ہے جو ذیل میں درج ہے (۱) وعلیہ الفتویٰ (۲) وبہ یفتی (۳) وبہ ناخذ (۴) وعلیہ الاعتماد (۵) وعلیہ العمل الیوم (۶) وعلیہ عمل الامہ (۷) وھو الصحیح (۸) وھو الاصح (۹) وھو الاظہر (۱۰) وھو المختار فی زماننا (۱۱) وھو الاشبہ (۱۲) وھو الاوجہ ــــ ان میں سے بعض الفاظ بعض کی نسبت زیادہ موکد ہیں، چنانچہ لفظ فتویٰ، لفظ صحیح، اصح، اشبہ مختار سے آکد ہے اور وبہ یفتی لفظ الفتویٰ علیہ سے آکد ہے اور لفظ اصح، صحیح سے اور احوط احتیاط سے آکد ہے۔

## مفتیان شرع متین

امت مسلمہ میں علمائے دین کے دو طبقوں نے خاص طور پر دین اسلام کی خدمت میں نمایاں کردار ادا کر کے ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں۔

ایک محدثین کرام کا طبقہ۔ جس نے احادیث نبوی کی روایات اور ان کے بیان و ضبط کا اہتمام فرمایا اور اسنا[د] و الفاظ پر گہری نظر رکھی۔

دوسرا فقہائے کرام کا طبقہ۔ جس نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے مسائل و احکام کا استنباط و استخراج کیا۔ اور الفاظ حدیث سے زیادہ معانی حدیث اور سلسلہ کے اصول و قواعد پر ان کی نظر مرکوز ہوئی ــــ مفتیان شرع متین کا تعلق اسی دوسرے طبقے سے ہے۔

## امت مسلمہ کے سب سے پہلے مفتی

امت مسلمہ کے پہلے مفتی سید عالم نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ نعمت عظمیٰ اللہ رب العزت نے آپ کو اپنے فضل عظیم سے عطا کی ــــ قرآن کریم میں افتاء کا لفظ خود اللہ رب العزت کے لئے بھی وارد ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَيَستفتونكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يفتيكم فيهِنَّ وَمَا يتلىٰ عَلَيْكُمْ فى الكتابِ"

ترجمہ:۔ اور تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو تم پر قرآن میں پڑھا جاتا ہے۔

"یستفتونك قل اللّٰه یفتیکم فی الکلالۃ"

ترجمہ:۔ اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما[ؤ]

کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے۔

ان آیات میں افتاء کی نسبت اللہ رب العزت جل جلالہ کی طرف کی گئی ہے جس سے اس منصب کی جلالت شان نمایاں ہوتی ہے،

## منصب افتاء پر صحابۂ کرام

سید عالم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان منصب پر آپ کے جلیل القدر صاحب بصیرت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فائز تھے جن کی تعداد مؤرخین کے قول کے مطابق کچھ اوپر ایک سو تیس ہے۔ ان میں سے سات حضرات اس خدمت کو خاص طور پر بکثرت انجام دیتے تھے ــ یہ وہ حضرات ہیں، جن کے فتاویٰ یکجا کئے جائیں تو ان میں سے ہر ایک کے فتاوی کی تعداد اتنی ہو کہ اس کی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں ــ ان سات حضرات کے اسمائے مبارک یہ ہیں،

(۱) امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب (۲) امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب (۳) حضرت عبداللہ بن مسعود (۴) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (۵) حضرت زید بن ثابت (۶) حضرت عبداللہ بن عباس (۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ــ ان حضرات کے علاوہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوالدرداء وغیرہ بھی صحابۂ کرام میں جلیل القدر مفتی تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

## صحابۂ کرام کے بعد فتاوی

صحابۂ کرام کے ذریعہ دینی علوم و فنون نے نشو و نما پائی اور اس طرح چراغ سے چراغ جلتا گیا۔ چنانچہ صحابۂ کرام کے بعد تابعین عظام، تابعین کے بعد تبع تابعین پھر بعد کے علماء و فقہائے ہر صدی میں اس سلسلہ کو قائم رکھا۔

## کتب فتاویٰ

(۱) فتاوی ابوالقاسم احمد بن عبداللہ بلخی حنفی م ۳۱۹ھ (۲) فتاوی تاتارخانیہ از شیخ عالم بن علاء حنفی م ۷۸۶ھ (۳) فتاوی ابوبکر محمد بن الفضل بن العباس بلخی حنفی م ۳۱۹ھ (۴) فتاوی ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی م ۳۷۳ھ (۵) فتاویٰ کبریٰ از صدر شہید حسام الدین عمر بن عبدالعزیز حنفی م ۵۳۶ھ (۶) فتاویٰ نسفیہ از نجم الدین عمر بن محمد نسفی م ۵۳۷ھ (۷) خزانۃ الفتاویٰ از شیخ طاہر بن عبدالرشید بخاری سرخسی حنفی م ۵۴۲ (۸) فتاوی ابوالفضل رکن الدین کرمانی حنفی م ۵۴۳ھ (۹) جامع الفتاویٰ از ابوالقاسم ناصر الدین محمد بن یوسف سمرقندی حنفی م ۵۵۶ھ (۱۰) فتاوی قاضی خاں از فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی حنفی م ۵۹۲ھ (۱۱) فتاویٰ ظہیریہ از شیخ ابوبکر ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری حنفی م ۶۱۹ھ (۱۲) ادب المفتی والمستفتی از شیخ تقی الدین ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمان مشہور بابن الصلاح شہرزوری شافعی م ۶۴۳ھ (۱۳) فتاویٰ ولواجیہ۔ از شیخ ظہیر الدین ابوالمکارم اسحاق بن ابی بکر حنفی م ۷۱۰ھ (۱۴) فتاویٰ قاری الہدایہ۔ از شیخ سراج الدین عمر ابن اسحاق غزنوی حنفی م ۷۷۳ھ (۱۵) فتاویٰ حنفیہ۔ از شیخ سعد الدین عمر تفتازانی م ۷۹۲ھ (۱۶) البحر الجارح۔ از شیخ تاج الدین عبداللہ بن علی م ۷۹۹ھ (۱۷) آداب الفتاوی از شیخ محمد بن محمد مقدسی م ۸۰۸ھ (۱۸) الجامع الوجیز (فتاوی بزازیہ)

ازشیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب مشہور با بن البزاز کردری حنفی م ۸۲۷ھ (۱۹) فتاویٰ قاسمیہ۔ ازشیخ قاسم بن قطلوبغا م ۸۷۹ھ فتاوی زینیہ ازشیخ زین الدین ابن نجیم مصری م ۹۷۰ھ (۲۱) فتاوی حامدیہ۔ ازشیخ حامد بن محمد قونوی مفتی روم م ۹۸۵ھ (۲۲) فتاوی غزی۔ ازشیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی م ۱۰۰۴ھ (۲۳) فتاوی عالمگیری مرتب کنانندہ شہنشاہ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر م ۱۱۱۹ھ (۲۴) فتاوی شیخ الاسلام۔ از یحییٰ آفندی م ۱۰۵۲ھ (۲۵) فتاویٰ خیریہ۔ از علامہ خیرالدین رملی م ۱۰۸۱ھ (۲۶) فتاویٰ فیض اللہ خانی از مفتی محمد حنفی رامپوری (۲۷) فتاویٰ عزیزیہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی م ۱۲۳۹ھ۔

## خاندانِ رضا میں افتاء کی بنیاد

تیرھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے جدامجد امام العلماء مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی قدس سرہ م ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء نے ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء میں بریلی کی سرزمین پر مسندِ افتاء کی بنیاد رکھی اور ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء تک فتویٰ نویس کا کارِ گرانقدر بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔

امام العلماء نے نہ صرف خود مسندِ افتاء کو زینت بخشی بلکہ اپنے فرزند سعید امام المتکلمین مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ م ۱۲۹۷ھ کو خصوصی تعلیم وتربیت دیکر مسندِ افتاء پر فائز کیا۔ مفتی نقی علی خاں وقتِ نظر اور اصابتِ فکر میں یگانۂ روزگار تھے، بے پناہ فہم وفراست اور زیرکی ودانائی کے مالک تھے، بلندی اقبال، علوِ ہمت، کرم ومروت، سخاوت وشجاعت، حکام سے عدلت، رزق موروثی پر قناعت، دبدبہ وجلال، عزت وسرفرازی، علم وعقل، نیز دیگر فضائل و خصائل کے جامع تھے۔ آپ نے مسندِ افتاء پر فائز ہونے کے بعد ۱۲۹۷ھ تک نہ صرف فتویٰ نویس کا کارِ گرانقدر انجام دیا، بلکہ معاصر علماء وفقہاء سے اپنی علمی صلاحیت، فقہی بصیرت اور تبحرِ علمی کا لوہا منوا کر مرجعِ فتاوی ہو گئے۔

امام المتکلمین نے یوں تو اپنے جمیع فرزندگان کو زیورِ علم سے آراستہ کیا۔ مگر فتویٰ نویسی کے لئے خاص طور امام احمد رضا قدس سرہ کو منتخب فرمایا۔ امام احمد رضا نہایت قلیل مدت میں درسی علوم وفنون کے دریاؤں کو عبور کر کے علوم وفنون کے سمندروں میں ایک ماہر شناور کی طرح تیرنے لگے۔ والد ماجد کی امیدوں کا صحیح مرکز بن گئے، یہاں تک کہ ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء کو تیرہ سال دس ماہ اور پانچ دن کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کی روز افزوں ترقی دیکھ کر والد ماجد کی مسرتوں کی انتہا نہ رہی۔ تکمیل کے بعد ہی والد ماجد امام المتکلمین نے فتویٰ نویسی کا کام امام احمد رضا کے سپرد فرما دیا۔ آپ نے بڑی ذمہ داری سے اسے نبھایا ہی نہیں بلکہ اس میدان میں اپنی انفرادیت اور نمایاں حیثیت بھی اہل علم وفضل سے منوالی۔

۱۲۹۲ھ/۱۸۷۶ء کو والد ماجد امام المتکلمین نے فتویٰ نویسی کی مطلقاً اجازت عطا فرما دی۔ پھر والد گرامی امام المتکلمین مفتی نقی علی خاں بریلوی قدس سرہ کے وصال کے بعد ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں امام احمد رضا قدس سرہ مستقل طور پر مسندِ افتاء پر فائز ہو گئے۔

امام احمد رضا قدس سرہ ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاری قدس سرہ کے نام ایک خط میں رقم طراز ہیں۔

بحمدہ تعالیٰ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳،

برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا ۔ اگر ۷ ردن اور ر ہدگی بالجبر ہے، تو اس شعبان ۱۲۲۶ھ کو اس فقیر کو فتاویٰ لکھتے ہوئے بفضل تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے ۔ اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے ۔ ۹

امام احمد رضا قدس سرہ نے فقہ میں شیخ عبدالرحمان حنفی مکی قدس سرہ سے سند حاصل کی، جن کا سلسلہ صحابی رسول سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے ۔ حدیث و فقہ پر امام احمد رضا کو کمال و عبور حاصل تھا، اس کی نظیر ان کے عہد میں کہیں نہیں ملتی، ان کی فاضلانہ اور محققانہ تصنیف لطیف "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" کی بارہ جلدیں اور کثیر کتب و رسائل اس حقیقت پر گواہ ہیں ۔ ان کی فقہی مہارت و بصیرت کا اعتراف کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا۔

"ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع اور ذہن فقیہہ پیدا نہیں ہوا"۔ ۲ـہ

اور فتاوی رضویہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے ہندوستان کے مشہور قانون داں اور بمبئی ہائی کورٹ کے جج پروفیسر ڈی ایف ملا نے کہا تھا۔

"ہندوستان کا بھی بڑا کارنامہ ہے، فقہ حنفی میں بہت کچھ لکھا گیا بالخصوص دو کتابیں تو بہت بڑی لکھی گئیں ۔ ایک فتاوی عالمگیری اور دوسرے فتاوی رضویہ"۔ ۳ـہ

پروفیسر مجید اللہ قادری کراچی یونیورسٹی فتاوی رضویہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں ۔

"فتاوی رضویہ تیرھویں صدی ہجری کے عشر آخر اور چودھویں صدی ہجری کے ربع اوّل میں لکھے جانے والے ان ان فتاوی کا مجموعہ ہے، جو امام اہل سنت مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا بریلوی قادری نوری نور اللہ مرقدہ کی فطانت و ذکاوت تبحر علمی اور تفقہ فی الدین کا ایک عظیم شاہکار ہے، اور ۸۰ سال گزر جانے کے باوجود ایسا جامع مبسوط، مدلل اور مبرہن کوئی دوسرا مجموعہ فتاوی نہ تو احناف کے ہاں ہی مرتب ہو سکا اور نہ ہی کسی دوسرے مذہب اہل سنت و جماعت میں مرتب ہوا" ۱ـہ

مکۂ مکرمہ کے ایک مشہور فاضل سید اسمٰعیل خلیل حافظ کتب الحرام نے امام احمد رضا کے فتاوی کو دیکھ کر لکھا تھا۔

"واللہ اقول والحق اقول انہ لو راھا (فتاویہا) ابو حنیفۃ النعمان لاقرت عینہ و یجعل مؤلفہا من جملۃ الاصحاب"

اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں، ان فتووں کو اگر ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے اجلۂ تلامذہ میں شامل فرماتے ۔

امام احمد رضا قدس سرہ کی فقہی بصیرت اور علمی تحقیقات نے علماء عرب و عجم کو حیرت میں ڈال دیا تھا، انھوں نے دل کھول کر امام احمد رضا کو خراجِ عقیدت پیش کیا ۔ اور چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا ۔

امام احمد رضا بریلوی کے دارالافتاء میں براعظم ایشیا


Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

براعظم یورپ ، براعظم امریکہ اور براعظم افریقہ سے استفتاء آتے تھے اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جایا کرتے تھے ـــ یہ امتیاز ، یہ مقبولیت ، یہ مرجعیت صرف اور صرف امام احمد رضا کو ہی حاصل تھی ـ علماء دین ، مفتیان شرع متین اور قاضیان عدالت سب ان سے مستفید ہوتے تھے ۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی سرعت تحریر کا یہ عالم تھا کہ آپ کے مسودات کو نقل کرنے والے بیک وقت چار چار افراد نقل کرتے جاتے تھے ـــ یہ ابھی فارغ بھی نہ ہوتے کہ پانچواں صفحہ تیار ہو جاتا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کتنا کچھ لکھا ہوگا ۔[1]

## دارالافتاء کا نظم جدید

امام احمد رضا قدس سرہ نے دارالافتا کی روز افزوں ترقی ، عالمی شہرت و مقبولیت اور کثرتِ کار کو دیکھتے ہوئے ایسا لاجواب نظام قائم فرمایا تھا کہ جس کی نظیر سوائے بریلی کے کہیں نہیں ملتی ۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے نظم جدید کی رد سے دارالافتاء" کا نام "رضوی دارالافتاء" تجویز کیا اور اس کا مہتم اپنے نور نظر فرزند صغیر بدر الشریعہ و الطریقہ ، مرجع العلماء والفقہاء" تاجدار اہل سنت حضرت مفتیٔ اعظم قدس سرہ کو مقرر فرمایا۔[1]

امام احمد رضا قدس سرہ فتوی نویسی کا کام عموماً دو مقام پر کرتے تھے ـ ایک باہر "رضوی دارالافتاء" میں ـ دوسرے اندر مکان میں ـــ باہر دارالافتاء میں کام کرنے والے حضرات کو نظم جدید کی رو سے دو منصب عطا کئے تھے ایک پیشکار ـــ دوسرے امین الفتوی ـ

## پیشکار

اس نظم جدید کی رو سے ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی بہاری قدس سرہ م ۱۳۸۲ ھجری ۱۹۶۲ء امام احمد رضا قدس سرہ کے پیشکار ہوئے ـــ ان کا کام نماز عصر کے بعد باہر کی آئی ڈاک پیش کرنا تھا ـــ جن کا جواب امام احمد رضا قدس سرہ بولتے جاتے تھے اور ملک العلماء لکھتے جاتے تھے ـــ اسناد کے موقع پر کتبِ فتاوی کی عبارتیں بھی امام احمد رضا برجستہ ہی پڑھ دیتے ، حالانکہ اس وقت کوئی کتاب بھی پاس نہ ہوتی تھی ـ

ملک العلماء مولانا ظفر الدین رضوی بہاری خطیبِ جامع مسجد ہو کر شملہ چلے گئے ، تو ان کی جگہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی قدس سرہ پیشکاری کے منصب پر فائز ہوئے ـــ حضرت صدر الشریعہ بیک وقت پیشکار بھی تھے ـ منظر اسلام کے مدرس بھی تھے ـــ اور مطبع اہل سنت کے مہتمم بھی تھے ـــ یہ سب فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے تھے ـــ اسی حالت میں تصنیف بہارِ شریعت کا کام بھی جاری تھا اور بوقت ضرورت مناظرہ کے لئے بھی یہ ہی بھیجے جاتے تھے ـ حضرت صدر الشریعہ کی پیشکاری تا حیات امام احمد رضا قدس سرہ جاری رہی اور دیگر کارہائے متعلقہ جو پہلے سے کر رہے تھے بدستور کرتے رہے ۔

## امین الفتوی

امین الفتوی کا کام چھوٹے چھوٹے فتووں کا جواب لکھنا اور جو فتوے اندر زنانہ مکان سے امام احمد رضا قدس سرہ کے لکھے ہوئے آئے ان کا فتاوی رضویہ کی مختلف جلدوں میں نقل کرنا تھا.

امین الفتوی کا نقل کا کام بہت بڑا تھا ـ امام احمد رضا بعض معمولی مسائل پر اندر سے رسائل لکھ کر بھیج دیتے تھے ـــ پھر ان کی روزانہ کی تصنیف کوئی ایک شخص نقل نہیں کر سکتا تھا ـ

نظم جدید کی رو سے امین الفتوی کے منصب پر مولانا سید غلام محمد اور مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی علیہما الرحمہ

والرضوان فائز ہوئے ـــ کچھ دنوں کے بعد مولانا عبدالرحمان بہاری اور مولانا نواب مرزا بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان ابین الفتوی ہوئے ـــ مولانا نواب مرزا بریلوی کے ہٹنے پر مولوی شفیع احمد خاں بیلپوری علیہ الرحمہ ابین الفتوی ہوئے ـــ ان کے بعد ابین الفتوی کے منصب پر یکے بعد دیگرے دو نوجوان فاضل آئے ـــ پہلے برہان ملت مولانا برہان الحق جبلپوری قدس سرہ ـــ ان کی واپسی وطن کے کچھ دن بعد محدث اعظم ہند مولانا سید ابو المحامد محمد کچھوچھوی قدس سرہ نے مسند ابین الفتوی کو رونق بخشی [1]

محدث اعظم ہند مولانا سید ابو المحامد محمد کچھوچھوی قدس سرہ رقم طراز ہیں ۔

(امام احمد رضا قدس سرہ کی) عادت کریمہ یہ تھی کہ استفتاء ایک مفتی کو تقسیم فرما دیئے ـــ اور پھر ہم لوگ دن بھر محنت کرتے جوابات مرتب کرتے ـــ پھر عصر و مغرب کے درمیان مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتاء پھر فتویٰ سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے ـــ اسی وقت مصنفین اپنی تصنیف دکھاتے، زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی، جو کہنا ہو کہیں اور جو سنانا ہو سنائیں، اتنی آوازیں، اس قدر جداگانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا ـــ جوابات کی تصحیح و تصدیق و اصلاح مصنفین کی تائید و تصحیح اغلاط ـــ زبانی سوالات کا تشفی بخش جواب عطا ہو رہا ہے ـــ اور فلسفیوں کے اس خبط کی کہ **لا یصدر عن الواحد الا الواحد** کی دھجیاں اڑ رہی ہیں ـــ جس ہنگامہ سوالات و جوابات میں بڑے بڑے اکابر علم و فن سر تھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کی سنیں اور کس کی نہ سنیں وہاں سب کی شنوائی ہوتی تھی ـــ اور سب کی اصلاح فرما دی جاتی تھی ـــ یہاں تک کہ ادبی خطا پر بھی نظر پڑ جاتی اور اس کو درست فرما دیا کرتے تھے [2]

## مسائل ترکہ کا انتظام

امام احمد رضا قدس سرہ کے دارالافتاء میں مسائل ترکہ کا انتظام ابتدا ہی سے بہت معقول رہا۔ ابتداً یہ کام امام احمد رضا قدس سرہ کے ابتدائی شاگرد مولوی نواب سلطان احمد خاں بریلوی علیہ الرحمہ کرتے تھے ـــ جب کام بڑھنے لگا تو امام احمد رضا بریلوی کے برادر خورد مولانا محمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کرنے لگے ـــ مولانا سلطان احمد خاں بریلوی محلہ بہاری پور میں رہتے تھے۔ اور مولانا محمد رضا خاں محلہ سوداگران میں رہتے تھے ـــ اس لئے ان کی طرف رجوع بڑھ گیا اور وہ مسائل کا مرکز بن گئے ـــ

پہلے تو بریلی ہی کے مسائل ترکہ آتے تھے، باہر کے لوگوں کو جب معلوم ہوا تو بیرون جات کے مناسخے آنے لگے ـــ اب کام کی کثرت اور بڑھ گئی ـــ تو جامعہ رضویہ منظر اسلام کے طلبہ کو بھی تیار کر لیا گیا ـــ اس طرح کام بھی سمٹا رہا اور طلبہ بھی اس کام کو سیکھ گئے ـــ امام احمد رضا قدس سرہ مسائل ترکہ لکھنے سے اس لئے گریز فرماتے تھے کہ ترکہ کا مقدمہ لڑنے کی صورت میں مناسخہ لکھنے والے کو

تصدیق کے لئے کچہری جانا پڑتا تھا۔ امام احمد رضا کو انگریز اور اس کی کچہری سے ہمیشہ نفرت رہی۔ امام احمد رضا نے یہ عہد فرمالیا تھا کہ کچہری نہ جاؤں گا۔ وہ عمر کے کسی حصہ میں کچہری کے کمرے میں نہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا عہد قائم رکھا۔ [۱]

## شہزادگان کو فتوی نویسی کی تربیت

امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے والد ماجد مفتی نقی علی خاں قدس سرہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے دونوں شہزادوں حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کو زیور علم سے آراستہ کرکے باقاعدہ فتوی نویسی کی خصوصی تعلیم و تربیت دی۔ چنانچہ امام احمد رضا جب اندر مکان میں فتاوی اور تصنیف و تالیف کا کام کرتے تو کتب خانہ رضویہ سے کتابیں نکال کر حوالہ کی نشاندہی کی خدمت شہزادۂ کبیر حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے سپرد تھی۔ ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء میں استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے وصال کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا اہتمام جب شہزادۂ کبیر حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے سپرد ہوا۔ تو حجۃ الاسلام کی جگہ شہزادۂ صغیر مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ کو یہ خدمت تفویض کی گئی کہ ملک و بیرون ملک سے آنے والے سوالات کے جوابات کی تیاری میں جب امام احمد رضا کے حوالہ کے لئے کسی عبارت کی ضرورت ہو تو وہ کتب خانہ رضویہ سے کتاب نکال کر حوالہ کی نشاندہی کریں اور امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کردیں۔ حضرت مفتی اعظم نے کمال حسن و خوبی کے ساتھ یہ خدمت انجام دی۔ [۲]

حضرت مفتی اعظم کی یہی وہ خدمت تھی جس نے آپ کو مفتی اعظم بنایا۔ اسی خدمت نے آپ کو امام احمد رضا کا دست راست بنایا۔ اور اسی خدمت نے آپ کو امام احمد رضا قدس سرہ کا معتمد و جانشین بنایا۔

باقی آئندہ

## حاشیہ

۱ عظیم الشان کتاب ہے جس میں محیط برہانی، ذخیرۂ خانیہ اور ظہیریہ وغیرہ کے مسائل جمع کئے ہیں بعض نے اس کا نام "زاد المسافر" بتایا ہے۔

۲ مشہور و معتبر کتاب ہے مگر قلیل الوجود ہے۔

۳ نہایت مفید و معتبر کتاب ہے۔

۴ اس کتاب میں چاروں مذاہب کے مطابق مسائل جمع کئے ہیں۔

۵ نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے ائمۂ کرام نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ مفتی ابو السعود سے لوگوں نے کہا کہ آپ مسائل مہمہ میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھتے؟ آپ نے فرمایا کہ فتاوی بزازیہ کے ہوتے مجھے کتاب لکھنے میں شرم آتی ہے کیوں کہ یہ نہایت عمدہ مجموعہ ہے۔ ۱۲

۶ ماہنامہ حجاز جدید دہلی (امام اہلسنت نمبر) ص ۲۴ مجریہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۸۹ء

۷ ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی ص ۲۸ مجریہ دسمبر ۱۹۸۹ء حیات مولانا احمد رضا بریلوی۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۸۴، ۸۶، ۲۱۲

۸ ماہنامہ حجاز جدید دہلی (امام اہل سنت نمبر) ص ۴۴ مجریہ ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۸۹ء

۹ حیات اعلیٰ حضرت، مولانا ظفر الدین رضوی بہاری مطبوعہ بریلی بنا مولف، ۸ شعبان ۱۳۶۳ھ

۱۰ دائرہ معارف امام احمد رضا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۱۶، مطبوعہ کراچی۔

(بقیہ حاشیہ آئندہ)

(دوسری و آخری قسط)

شہزادۂ اعلیٰحضرت

# حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریر :- پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب

عشق و محبت نے ان کو ایسا مست و بے خود کر دیا تھا کہ نہ کسی کی جاہ و حشمت نظروں میں جچتی تھی اور نہ مال و دولت ان کے والد گرامی نے ان کو اور اپنے تمام وابستگان کو یہ نصیحت کی تھی

> تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دست سوال دراز کرنا تو درکنار، اشاعتِ دین و حمایت سنّت میں جلب منفعت کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ ان کی خدمت خالصۃً لوجہ اللہ ہو۔
>
> (الرضا، شمارہ ربیع الآخر و جمادی الاول ۱۳۳۸ھ ہجری، ص ۹)

اس ہدایت و نصیحت پر ایسا عمل کیا کہ باید و شاید — "متاع غرور" سے ایسی نظریں پھیریں کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ سنیے سنیے :-

حج بیت اللہ شریف سے بمبئی واپسی ہے۔ ایک مرید باصفا نے ایک گراں قیمت کار اس نیت سے خریدی کہ بمبئی سے بریلی تک اس میں لے جائے۔ راستہ میں مریدوں اور معتقدوں کو بلاتا جائے اور جب بریلی پہونچے تو یہ کار نذر کر دے۔ بمبئی سے روانہ ہوئے۔ جاں نثار و فدا کار راستے میں زیارت کرتے رہے۔ بریلی پہونچے۔ تکمیل آرزو کا وقت آگیا ہے۔ مرید وفا شعار دست بستہ کھڑا ہے۔ اپنی کار خدمت اقدس میں نذر گردان رہا ہے۔ مگر ان کی نگاہ کی رفعت کا عالم نہ پوچھیے ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّت آشنائی

وہ حرماں نصیب اپنی کار واپس لے کر لوٹ رہا ہے۔ مگر حریم جاناں سے درس محبت لے کر لوٹ رہا ہے۔ جس کی نگاہ میں محبوب سما جائے پھر اور کوئی نہیں سما سکتا۔ ساری آرزوؤں کا حاصل صرف ایک آرزو ہو جاتی ہے۔ ؎

تجھ سے مانگوں میں تجھی کو سبھی کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

---

آج عالم و عامی سبھی کار کے آرزومند ہیں۔ جس کو دیکھو دنیا کی طرف لپک رہا ہے۔ مگر وہ گریزاں ہے۔ ایک وہ ہیں جن کے پیچھے دنیا بھاگ رہی ہے اور دنیا سے وہ گریزاں ہیں۔ ہزاروں سلام ہوں اس ہمتِ بلند پر۔

---

داہنے ہاتھ سے لینا اور کھانا سنّت ہے۔ اس سنت سے اب عوام تو عوام خواص بھی غافل نظر آنے لگے ہیں۔ مگر اس کی نگاہِ پاک آخر تک سنت ہی کو تکتی رہی۔ وہ جان سنت ہی میں محو تھا۔ کوئی خلافِ سنّت عمل اس کو نہ بھاتا تھا — لوگ تعویذ لینے آتے تھے اور تعویذ دیئے جاتے تھے۔ ایک

وزا ایک حاجت مند آیا، تعویذ جو عنایت فرمایا، اس نے بایاں ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ آپ نے ہاتھ روک لیا، برہم ہوگئے نصیحت فرمائی، تنبیہ فرمائی، پھر جب اس نے داہنا ہاتھ بڑھایا تو تعویذ عنایت فرمایا۔

بظاہر بات معمولی سی ہے مگر سیرت کی پختگی کا حال انہیں باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

---

وقت پر نماز ادا کرنے کا خاص اہتمام فرماتے۔ ریل میں سفر کر رہے ہیں۔ ایک اسٹیشن پر ریل رکتی ہے۔ نیچے اترتے ہیں اور اطمینان و سکون کے ساتھ نماز شروع کرتے ہیں (یاد رہے کہ آپ کے نزدیک چلتی ریل میں نماز پڑھنا جائز نہ تھا) خضوع و خشوع کا عالم ہے۔ ادھر ریل جاری ہے مگر مجال کیا عجلت و اضطراب کا عالم نظر آئے۔ اللہ اللہ ؎

قدسیوں کو بھی رشک اس جمعیت خاطر پہ ہے
کچھ نہیں کھلتا کہ میں کس کے پریشانوں میں ہوں

---

نماز ہوتی رہی۔ ریل چلی گئی۔ مگر چلتے چلتے رک گئی۔ آگے نہ بڑھ سکی۔ جیسے کسی غیبی طاقت نے قدم پکڑ لیے ہوں... بے شک من لہ المولیٰ فلہ کل۔ جو مولیٰ کا ہو گیا ہر شئے پر اس کی حکمرانی ہے۔ نماز ختم ہوئی۔ ریل واپس لوٹی۔ گارڈ نے معذرت کی پھر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوئی

نماز کا یہ اہتمام کرنے والا کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ اس کے مرید نماز سے غافل ہو جائیں۔

ایک مرید کی نماز قضا ہو گئی، جب وہ مجلس میں آیا تو منہ پھیر لیا اور بات تک نہ کی۔ اہل محبت کے لئے یہ معمولی بات نہیں کہ محبوب کے حکم کو نظر انداز کر کے کسی قسم کی تاخیر روا رکھی جائے۔ نماز ہو تو وقت پر ہو۔ محبت بیدار رہنی چاہیئے۔ ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

آج کل پیر و فقیر اور عالموں و عاملوں کے پاس عورتوں کا ہجوم ایک عام سی بات ہے۔ جہاں دیکھئے منہ کھولے چلتی پھرتی اور میٹھی باتیں کرتی نظر آئیں گی۔ حیا اٹھ گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مگر شہزادۂ امام احمد رضا کی تقویٰ شعاری ملاحظ کریں۔

زنان خانے میں عورتیں زیارت کے لئے حاضر ہیں۔ انتظار ہو رہا ہے۔ جب آپ تشریف لائے تو چند عورتوں کے نقاب الٹے اور منہ کھلے تھے۔ آپ نے فوراً اپنی آنکھیں بند کر لیں اور فرمایا:۔ "نقاب ڈالو۔ نقاب ڈالو" سب نے نقابیں ڈال لیں۔ اللہ اللہ شریعت کی پاسداری ہو تو ایسی

آج مسجد و معبد میں، خانقاہوں اور درگاہوں میں ہر جگہ غیر محرم کی جلوہ گری ہے۔ تعویذات لینے۔ قبروں کی زیارت کرنے غول کے غول چلے آتے ہیں۔ سب دیکھتے ہیں، کوئی نہیں کہتا کہ نقاب ڈالو۔ احساس تک جاتا رہا۔ محرمات، معمولات بن کر رہ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!—

سلام ہو اس آنکھ کی عصمت پر جس نے غیر محرم کو نہ دیکھا، اور اپنی نگاہوں کو محفوظ رکھا!

تصویر کشی آپ کے نزدیک حرام تھی۔ وہ حرام کو حرام ہی سمجھتے تھے۔ زمانے کے کسی انقلاب نے ان کی فکر کو متاثر نہیں کیا۔ مگر آج عالم ہی کچھ اور ہے۔

اقبال نے سچ کہا ہے ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
کس درجہ ہوئے فقیہانِ حرم بے توفیق

آپ نے ساری عمر تصویر نہ کھنچوائی۔ مگر حج بیت اللہ کے لیے تصویر لازمی تھی۔ کریں تو کیا کریں۔ مولیٰ کے دربار میں مولیٰ کا نافرمان بندہ بن کر حاضر ہونا بھی کوئی حاضر ہونا ہے اللہ اللہ ان کی استقامت نے دنیا کے قانون بدل دیئے تصویر سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا اور اسی شان سے حاضری ہوئی کہ دامنِ عصمت پر نافرمانی کا ایک دھبہ تک نہ تھا۔ آج جس کو دیکھو فوٹو کھنچوا رہا ہے۔ شوق و ذوق سے۔ بڑھ چڑھ کر۔ پوز بنا بنا کر۔ بہت سے دامن اس داغ سے

داغدار ہیں۔

ایسی متبع شریعت اور متبع سنت۔ ایسی پاک باطن، اور پاک شخصیت کو ہی زیب دیتا ہے کہ وہ مسندِ افتاء پر جلوہ گر ہو۔ سنہ ۱۳۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۸ء میں عم محترم مولانا حسن رضا کے انتقال کے بعد دارالعلوم منظر اسلام کا اہتمام شہزادۂ کبیر مولانا حامد رضا خان کے سپرد ہوا اور شہزادۂ صغیر مفتیٔ اعظم محمد مصطفےٰ رضا خان کو یہ خدمت تفویض کی گئی کہ ملک و بیرونِ ملک سے آنے والے سوالات کے لئے فتووں کی تیاری میں جب امام احمد رضا کے حوالے کے لئے کسی عبارت کی ضرورت ہو تو وہ کتاب نکال کر حوالہ کی نشاندہی کریں اور امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کر دیں۔ ہاں اسی خدمت نے آپ کو مفتی بنایا۔ اسی خدمت نے آپ کو مفتیٔ اعظم بنایا۔ اسی خدمت نے آپ کو امام احمد رضا کا دستِ راست بنایا۔ اور فتویٰ نویسی کی اجازت کی یہ تقریب ہوئی کہ ایک روز دارالافتاء میں فتویٰ لکھنا تھا۔ سب مفتی اپنی اپنی سوچ میں غلطاں تھے۔ آپ بھی ادھر نکل آئے اور بغیر کوئی کتاب دیکھے اسی وقت فتویٰ لکھ دیا۔ جب امام احمد رضا کو دکھایا گیا تو حرف بحرف صحیح نکلا۔ اس طرح آپ دارالافتاء کے مفتیوں پر سبقت لے گئے۔ اور امام احمد رضا کی طرف سے باقاعدہ فتویٰ لکھنے کی اجازت مل گئی۔ ایک مہر تیار کرا کر دی گئی جس پر یہ عبارت کندہ تھی۔

"ابوالبرکات محی الدین جیلانی، آل رحمٰن عرف مصطفےٰ رضا"

یہ واقعہ سنہ ۱۳۲۸ ہجری مطابق سنہ ۱۹۱۰ء کا ہے۔ جب کہ آپ کی عمر شریف صرف ۱۸ سال تھی۔ آپ دارالافتاء میں مولانا ظفر الدین بہاری، مولانا امجد علی اعظمی اور مولانا برہان الحق جبل پوری کے رفیق رہے اور فتویٰ نویسی میں وہ کمال پیدا کیا کہ پھر آپ کی نگرانی میں بیسیوں علماء نے فتویٰ نویسی کی مشق کی اور مفتی بنے۔ آپ کے فتاویٰ مصطفویہ کی ڈیڑھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

فتویٰ نویسی کے ساتھ ساتھ آپ نے درس و تدریس کی طرف بھی توجہ کی۔ دارالعلوم مظہر اسلام قائم کیا جہاں ہند اور بیرون ہند کے طلبہ علم دین حاصل کرتے ہیں۔ آپ طلبہ پر بہت مہربان تھے۔ فارغ التحصیل طلبہ کی دعوت کرتے اور انہیں اچھے اچھے کھانے کھلاتے۔ امام احمد رضا بھی طلبہ پر بہت مہربان تھے۔ خوشی اور تہوار کے موقعوں پر طلبہ کو لذیذ کھانے پکوا کر کھلایا کرتے تھے۔ ہمارے علمی اداروں میں یہ محبت و شفقت عنقا ہو گئی۔ اور انگریزی اداروں کی تو بات ہی نہ پوچھئے۔ یہاں طلبہ، اساتذہ کے لئے مالِ تجارت بن کر رہ گئے ہیں۔ پھر طلبہ میں جذبۂ اطاعت و محبت پیدا ہو تو کیوں کر ہو۔ شفقت و محبت ختم ہو گئی۔ شفقت عنقا ہو جائے تو محبت بھی عنقا ہو جاتی ہے۔ ہم طلبہ سے محبت مانگتے ہیں مگر محبت تو خود بخود دل سے پھوٹتی ہے۔ مانگنے سے نہیں ملتی۔

درس و تدریس کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی اور بہت سے رسالے اور کتابیں شائع کیں۔ مذہبیات میں بھی اور سیاسیات میں بھی۔ امام احمد رضا کے ملفوظات چار حصوں میں مرتب کر کے مہجوروں کو امام احمد رضا کی محفل میں بٹھا دیا۔ فراق میں وصال کا لطف آگیا۔ جو پڑھتا ہے مجلس رضا کا حظ اٹھاتا ہے۔ اور عالم یہ ہوتا ہے۔ ؎

کھینچی ہے سامنے تصویرِ یار کیا کہنا

سیاسیات سے متعلق مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور امام احمد رضا کے درمیان مراسلات کو الطاری الداری الخ کے نام سے تین حصوں میں مرتب کر کے مورخین کے لئے ایک تاریخی دستاویز مہیا کر دی۔ جو پڑھتا ہے ماضی کو اِس آئینے میں دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہے۔ اللہ اللہ! ہم سے پہلے میدان سیاست میں کیا کیا ہو چکا ہے۔

شہزادۂ امام احمد رضا کی زندگی سراپا حرکت تھی۔ وہ ہر جگہ متحرک نظر آتی ہے۔ ابتدا سے لے کر انتہا تک حرکت ہی حرکت۔ جب کفر و اسلام کو یکجا کیا جا رہا تھا۔ بھائی بھائی کا نعرہ لگایا جا رہا تھا۔ شعائر کفر کو اپنایا جا رہا تھا۔ اسلامی شعائر کو مٹایا جا رہا تھا۔ ایک نیا دین بنایا جا

رہا تھا۔ تو وہی تھا جو بے تابانہ آگے بڑھا۔ اس کو ملامت کی پروا نہ تھی۔ اس نے اسلام کی آبرو پر اپنی عزت و آبرو قربان کر دی اور سب کچھ لٹا کر اسلام کو بچا لیا۔ طوفانی ہواؤں میں اس نے اسلام کی شمع روشن رکھی۔ بجھانے والوں نے اپنی سی کوشش کی مگر اس نے بھی تن من دھن کی بازی لگا دی اور بجھنے نہ دی۔ شادباش اے ہمتِ مردانہ

اور جب کفار و مشرکین نے مسلمانوں کو مرتد بنانا چاہا۔ ان کو اپنے رنگ میں رنگنا چاہا۔ ان کی تہذیب و تمدن کو مٹانا چاہا۔ تو وہی تھا جو سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا۔ وہ ایمان و یقین کا پاسدار تھا۔ وہ تہذیب و ثقافت کا محافظ تھا۔ اُس نے ملت کی کشتی کو ڈوبنے نہ دیا۔ اُس نے اللہ کے رنگ کو مٹنے نہ دیا۔ وہ انگریزوں کا خیر خواہ نہ تھا۔ وہ مسلمانوں کا خیر خواہ تھا۔ وہ مسلمانوں کا غم خوار تھا۔

عالم جوانی میں چلنے والی تحریکوں میں وہ آگے آگے رہا وہ بریلی میں قائم ہونے والی جماعت رضائے مصطفےٰ اور جماعت انصار الاسلام کا سرگرم رکن رکین تھا۔ وہ جماعت جس نے مسلمانانِ عالم اور مسلمانان ہند کی خیر خواہی کے لئے وہ سب کچھ کیا جو وہ کر سکتی تھی۔ جماعت انصار الاسلام کے ایک جلسے کی قرارداد کے چند نکات ملاحظہ ہوں۔ یہ نکات شہزادہ امام احمد رضا کے برادر عم زاد مولانا حسنین رضا خان (ناظم اعلیٰ جماعت انصار الاسلام) نے شائع فرمائے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ اُن کی نظر میں کس قسم کی سیاست محمود تھی اور وہ مسلمانوں کے لئے کیسا درد رکھتے تھے ملاحظہ ہوں ــــ!

۱۔ حفاظت مقاماتِ مقدسہ اور مظلومین ترک کی امداد و اعانت۔

۲۔ اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے مسلمانوں کی حفاظت

۳۔ معاشرتی، تمدنی اور اقتصادی مفادات کی طرف مسلمانوں کی رہنمائی۔

۴۔ ترک و عرب اتحاد کے لئے کوشش و سعی۔

۵۔ خلافِ شرع برطانوی قانون میں ترمیم کا مطالبہ۔

۶۔ مسلمانوں کو اسلامی بینک کھولنے کی ترغیب دینا۔

۷۔ تجارت بڑھانے کے لئے مسلمانوں کو شوق دلانا۔

۸۔ مسلمانوں کے لئے اسلامی خزانہ کے قیام اور بیت المال کے لئے کوشش کرنا۔

(روزنامہ پیسہ اخبار، لاہور، شمارہ ۱۳ر مئی ۱۹۲۱ء)

الغرض شہزادۂ امام احمد رضا نے اپنی زندگی مذہب و ملت کے لئے وقف کر دی تھی۔ وہ ساری عمر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں مصروف رہی۔ انھوں نے تبلیغ و ارشاد کا حق ادا کر دیا۔ ہاں اب وہ اپنے مولیٰ کے حضور حاضری کی تیاری میں مصروف نظر آرہے ہیں۔ سن شریف ۹۱ ہو چکا ہے۔ ضعف و نقاہت کا عالم ہے۔ مگر معمولاتِ یومیہ میں فرق نہیں۔ وہی عبادت و ریاضت۔ وہی خدمت خلق۔ جو وقت آنا ہے وہ تو آنا ہی ہے۔ ہاں وہ وقت آگیا جس کے تصور سے دل کانپتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے ؎

یوں نہ پردہ کرو خدا کے لئے
دیکھو دنیا تباہ ہوتی ہے

عزیز و اقارب حاضرِ خدمت ہیں۔ جاں کنی کا عالم ہے۔ اچانک ارشاد ہوتا ہے۔ پڑھو پڑھو

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

پڑھو، سب پڑھو۔ بے شک اپنے بندوں کے لئے وہی کافی ہے ؎

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے
اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

تمام حاضرین با آواز بلند

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

پڑھ رہے ہیں اور آپ بھی پڑھ رہے ہیں۔ پڑھتے پڑھتے اس کے حضور حاضر ہو گئے اور جان عزیز جاں آفریں

کے سپرد کر دی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ؎

دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں
جا مری جان، جا، خدا حافظ

اہل محبت اور ارباب وفا کے لئے یہ گھڑی کتنی کٹھن تھی۔ کچھ نہ پوچھئے۔

ہاں ؎

زخم وہ دل پہ لگا ہے کہ دکھائے نہ بنے
اور چاہیں کہ چھپا لیں تو چھپائے نہ بنے

---

اللہ اللہ وہ زمانے کیا ہوئے۔ وہ صورتیں کیا ہوئیں۔؟ ؎

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

ہاں۔ ع

گلے بر وقت نہ آید بعد بہار دگر

---

۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء بروز جمعرات رات ایک بجکر ۴۰ منٹ پر وصال ہوا۔ ہر طرف صف ماتم بچھ گئی۔ خبر ملتے ہی آنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ جہاز، ریل، بسیں، کاریں، جس کو دیکھو بریلی کی طرف رواں دواں ہے۔ ایک سیلاب امنڈ پڑا۔ دیکھتے ہی دیکھتے شہر بھر گیا۔ ہر طرف انسان ہی انسان۔ راستے بند، چہرے اداس۔

۱۳ نومبر ۱۹۸۱ء کو بعد نماز جمعہ اسلامیہ کالج (بریلی) کے میدان میں نماز جنازہ ہونے والی ہے۔ گھر سے جلوس جنازہ چلا۔ گھر سے تین چار میل تک جاں نثار ہی جاں نثار نظر آرہے ہیں۔ زیب سجادۂ کچھوچھہ شریف، شاہ مختار اشرف صاحب اشرفی الجیلانی فرائض امامت کے لئے موجود ہیں۔ نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے انسانوں کا ٹھاٹھے مارتا ہوا ایک سمندر ہے جو نماز کے لئے حاضر ہے۔ اشکبار آنکھوں کے ساتھ نماز جنازہ ہوئی۔ جلوس جنازہ واپس کوچۂ جاناں کی طرف چلا اور پھر اس جسم نازنین کو والد ماجد امام احمد رضا کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ہاں ؎

مثل ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

(آمین)

ایک محتاط اندازے کے مطابق دس لاکھ (۱۰،۰۰،۰۰۰) جاں نثار شریک تھے، جو ہند و بیرون ہند سے شرکت کے لئے آئے تھے۔ عالمی حکومتوں کے نمائندے اور سفراء بھی شریک جنازہ تھے۔ صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کا تعزیتی پیغام لے کر سفیر پاکستان حاضر تھے اور ہندوستان کے سابق صدر فخر الدین علی احمد کی اہلیہ اہل خانہ کی تعزیت کے لئے حاضر ہوئیں۔

مسلمان تو مسلمان، غیر مسلموں نے بھی اس سوگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سوگواروں کی ضیافت کی۔ بازاروں میں کڑھاؤ چڑھا دیئے اور صدائے عام دے دی۔ بے دریغ تواضع کی۔

۱۵ نومبر ۱۹۸۱ء کو فاتحہ سوم ہوئی جس میں اطراف و اکناف کے لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ ایک اندازے کے مطابق مجلس فاتحہ میں ایک لاکھ قرآن کریم کا ثواب ہدیہ کیا گیا۔ اللہ اکبر!

ہاں وہ چلے گئے جن سے دلوں کو قرار تھا۔ مگر ان کے نشانِ قدم موجود ہیں۔ ان کا روئے انور سامنے نہیں۔ ان کا تصور موجود ہے۔ ان کا خیال موجود ہے۔ ہاں، ان کا تصور ایک نئے عالم میں لے جا رہا ہے۔ ان کا خیال ایک نئے جہان میں لے جا رہا ہے۔ اللہ اللہ!

شامِ شبِ فرقت میں بھی انوارِ سحر ہیں
اے نورِ مجسم یہ تری یاد کا عالم

❊ ❊ ❊

# حضرت بہلول دانا قدس سرہٗ

از:۔ مفتی مظفر احمد صاحب (بدایوں)

یہ تو سرکار مدینہ علیہ السلام کی عطا و دین کا ذکر ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان و کرم سے غلامان سرکار کو ایسے تصرفات کی قدرت و طاقت عطا فرمائی کہ وہ اپنے نیازمندوں کو باذن الٰہی جنت کا محل بھی عطا فرما دیتے ہیں۔ کیا آپ کی نظر میں حضرت بہلول دانا مجذوب کا واقعہ نہیں ہے۔ آپ شہر بغداد سے باہر ریتلے میدان میں بیٹھے ہوئے ریت کے گھروندے بنا رہے تھے۔ اتفاق سے ملکہ بغداد زبیدہ کا وہاں سے گذر ہو گیا۔ پوچھا۔ حضور! آپ کیا کر رہے ہیں! فرمایا قصر خلدمی سازم، میں جنتی محل تیار کر رہا ہوں۔ زبیدہ نے عرض کیا سرکار کیا اسے فروخت بھی کریں گے؟ حضرت بہلول دانا علیہ الرحمتہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا جی ہاں۔ زبیدہ نے عرض کیا۔ ایک محل مجھے درکار ہے اس کی قیمت بتا دیجئے۔ فرمایا اس کی قیمت تیس ۳۰ درہم ہے۔ زبیدہ نے جلدی سے تیس ۳۰ درہم دیکر وہ محل خرید لیا اور خوش خوش محل شاہی کو روانہ ہو گئی۔

محل شاہی میں جاکر اپنے سرتاج ہارون رشید بادشاہ بغداد سے یہ ماجرا کہہ سنایا۔ بادشاہ زبیدہ کے اس بھولے پن پر مسکرا پڑا۔ مگر جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ میدان محشر قائم ہے۔ اور جنتی محل اس کی نظر کے سامنے ہیں۔ اچانک ایک پر جو نظر پڑی تو دیکھا کہ اس محل کے دروازے پر زبیدہ کا نام لکھا ہوا ہے۔ بادشاہ نے دیکھا کہ جب اس محل پر میری بیوی زبیدہ کا نام لکھا ہوا ہے تو میری بیوی کی چیز تو میری چیز ہے۔ داخل ہونا چاہا۔ فوراً روک دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ یہ عالم آخرت ہے یہاں دنیا کا دستور نہیں چلے گا۔ اتنے میں ہارون رشید کی آنکھیں کھل گئیں۔ فوراً زبیدہ کے پاس آکے اپنا سارا خواب بیان فرمایا اور کہا کہ مجھے بھی حضرت بہلول دانا قدس سرہٗ کے پاس لے چلو۔ جب بادشاہ

کو حضرت بہلول دانا کی خدمت میں لے جایا گیا تو دیکھا کہ آپ بدستور ریت کے گھروندے بنا رہے ہیں۔ بادشاہ نے چاہا کہ ایک محل میں بھی خرید کر لوں۔ عرض کیا حضور ایک محل کی کیا قیمت ہے؟ حضرت بہلول دانا نے مسکرا کر فرمایا ایک محل کی قیمت تیس ہزار درہم ہے۔ بادشاہ نے عرض کیا حضور کل تو اس کی قیمت صرف تیس درہم تھی اور آج اتنی!

آپ نے فرمایا بادشاہ سنو! زبیدہ نے محل بغیر دیکھے خریدا تھا اور اب تم دیکھ کر خرید رہے ہو لہٰذا دیکھنے کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ گئی ہے ہارون رشید کے دل پر چوٹ لگی۔ انتہائی شرمندہ ہوا

دیکھا یہ ہے غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات وتصرفات۔ تو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات کا کیا کہنا پڑھئے درود شریف۔ اللھم صلے علی سیدنا ومولٰنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

آمدم برسرِ مطلب۔ میں بیان کر رہا تھا کہ دروازۂ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء دروازۂ الٰہی ہے اگر فقیر وسائل مانگتا ہے تو چھت یا مکان کے پیچھے کھڑے ہو کر نہیں مانگتا ہے بلکہ دروازے پر کھڑے ہو کر بھیک مانگتا ہے۔

**تیسرا فائدہ!** تیسرا فائدہ یہ بھی حاصل ہوا کہ شفاعت کے لئے مدینہ منورہ میں حاضری حاضری نہیں ہے اس لئے فی المدینۃ، نہیں فرمایا گیا۔ بے شک ہم بظاہر مدینہ شریف سے دور ہیں مگر مدینہ والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے دور نہیں ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ "در راہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست" یعنی عشق ومحبت والوں کے لئے قریبی دبعیدی کا فاصلہ کچھ نہیں۔ یہاں تو صرف دل کی حضوری شرط ہے۔ اس لئے ہم مدینہ سے دور ہیں لیکن مدینے والے ہم سے دور نہیں ہیں۔

بلاشبہ مدینہ کائنات عشق کا مرکز ہے عالم بالا کا فاصلہ نور ہے یا عشاق کی آرزوں کا کارواں سب کا رخ اسی شہر مبارک کی طرف ہے آیئے اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ آپ کو سنائیں۔

## اعرابی کی بخشش

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب ہم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ ہوئے تو تین یوم کے بعد ایک اعرابی کو دیکھا جس کا سینہ عشق مصطفےٰ کا مدینہ تھا تو آپ کی قبر انور روضہ اقدس کے پاس حاضر ہوا اور اپنے سر پر قبر انور کی خاک ڈالنے لگا۔ اور نہایت عقیدت ومحبت کے ساتھ حاضری دی پھر اس اعرابی نے والہانہ انداز میں یہ دو شعر پڑھے کہ

یَاخیرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ
فَطَابَ مِنْ طِیبِھِنَّ اَلْقَاعُ وَالْاَکَمُہٗ

یعنی اے وہ مقدس وطیب وطاہر ذات کہ جب زمین پر آپ کا جسم اطہر دفن کیا گیا تو اس کی

پاکیزگی سے زمین اور ٹیلے بھی طیب وطاہر ہوگئے۔

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ
فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ رونق افروز ہیں اس قبر میں پاکدامنی ہے سخاوت ہے کرم ہے۔

اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! جو کچھ آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور آپ کی زبانی قرآن پاک کی ہم نے یہ آیت کریمہ ولو انھم اذ ظلموا۔ بھی سنی۔ اے مدنی آقا میں اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا ہوں اور اب گناہ کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ کے حضور حاضر ہوں۔ اعرابی نے جب یہ کہا تو آپ کی قبر انور سے آواز آئی جاؤ اللہ نے تمہیں بخشدیا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص۸۰۳ وغیرہ)

حق ہے کہ ع

ہے زہر معاصی کا طیبہ ہی شفاخانہ

**مسئلۂ وسیلہ!** اس واقعہ سے چند مسائل پتہ چلے (۱) خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لئے اس کے مقبول بندوں کو وسیلہ بنانا کامیابی کا ذریعہ ہے (۲) بعد وفات مقبولان حق کو "یا" کے ساتھ ندا کرنا یعنی یارسول اللہ، یا غوث کہنا یا خواجہ کہنا جائز ہے ونیز دیگر مسائل۔

یہاں پر جب مسئلہ وسیلہ کا ذکر آگیا ہے۔ تو آیئے اس مسئلہ پر قدرے گفتگو کرتا چلوں۔ یہ مسئلہ اکثر زیر بحث رہتا ہے اور وہابیہ دیابنہ اس کو شرکت و بدعت قرار دیکر بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ مسئلہ اتنا واضح اور روشن ہے جس کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں مگر یہ وقت کی غضبناکیاں ہیں کہ اس کو سمجھانا پڑتا ہے

**قرآن شریف سے ثبوت:۔** پہلے تو قرآن شریف ہی سے اس کا ثبوت لیجئے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ہ (پ ع) یعنی اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ مسئلہ صاف واضح ہوگیا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب عین غین کے جامہ میں تشریف رکھتے ہوں اور سوچتے ہوں کہ یہاں وسیلہ سے امور خیر مراد ہیں۔ تو میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ امور خیر بھی تو غیر اللہ ہیں۔ پھر ان کا وسیلہ کیا معنی؟

**حضرت آدم علیہ السلام نے وسیلہ پکڑا:۔** دوسرے حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ تو یہ بھی یاد رہے جس سے بھی وسیلہ کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ آپ کو یاد نہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام ایک لغزش پر جب جنت سے دنیا میں اتارے گئے تو ایک عرصہ طویل تک آپ گریہ وزاری فرماتے رہے جب آپ نے دربار الٰہی میں حضور سیدالانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا وسیلہ پکڑ کر رب کے حضور عرض کیا (شفا شریف ص۱۰۴ ج ۱ و مدارج النبوت ص۴ ج ۱ و جذب القلوب ص۲۱۹ وغیرہ)

یعنی الٰہی بادشاہا!

اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ تَغْفِرُ لِی۔ حضرت محمد صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ وطفیل سے میری لغزش کو معاف فرما دے

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا؟ حالانکہ ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں فرمایا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا الٰہ العالمین میں نے انہیں اسی وقت پہنچان لیا تھا کہ جب مجھ میں روح پھونکی گئی تھی اور میں نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو ساق عرش پر لکھا تھا۔ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اس سے میں یہ سمجھ گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جس کے اسم گرامی کو ملایا ہے۔ بے شک ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہوں گے حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم نے سچ کہا۔ اور میں نے اسی محبوب کے صدقہ میں تمہاری لغزش کو معاف کر دیا۔ تین سو برس کے بعد حضور کے وسیلہ سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی۔ مسئلہ وسیلہ سمجھ میں آیا ایک فارسی کا شعر سنئے ؎

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ۔ نہ نوح از غرق نجینا

یعنی اگر حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کا وسیلہ نہ پکڑتے تو نہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوتی۔ نہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کی موجوں سے نجات پاتی۔

## آئمہ اسلام کی شہادت

:۔ آیئے اس سلسلہ میں اکابرین امت آئمہ اسلام روح پرور شہادت سماعت فرمائیے۔ فرماتے ہیں۔ فَالْاَنْبِیَاءُ وَسَائِطُ لَاُمَمِھِمْ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ وَوَاسِطَتُھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ

(تفسیر صادی شریف ص۱ج۱)

یعنی حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کیلئے وسائط اور وسیلے ہیں اور ان کا واسطہ اور وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ہیں۔

حضرت سیدنا امام شافعی علیہ الرحمۃ اہل بیت نبوت سے توسل کیا کرتے تھے ان کا یہ شعر مشہور ہے ؎

آلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِیْ وَھُمْ اِلَیْہِ وَسِیْلَتِیْ
اَرْجُوْھُمْ بِھِمْ اُعْطٰی غَدًا بِیَدِ الْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِیْ

یعنی آل نبی اللہ کی طرف میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ جن کے وسیلہ سے میں امید کرتا ہوں کہ بروز قیامت میرے داہنے ہاتھ میں میرا نامۂ اعمال دیا جائے گا۔

حضرت امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم اپنے قصیدہ نعمانیہ میں فرماتے ہیں ؎

اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ
مِنْ زَلَّتِہٖ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکَ

یعنی اے اللہ کے رسول آپ کی شان وہ ہے کہ حضرت آدم نے آپ کو اپنی مغفرت کا وسیلہ بنایا۔ دراں حالیکہ وہ آپ کے بظاہر باپ ہیں اور آگے فرماتے ہیں ؎

وَکَذَاکَ مُوْسٰی لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلًا
بِکَ فِی الْقِیَامَۃِ یَحْتَمِیْ بِحِمَاکَ

اور اے اللہ کے رسول حضرت موسیٰ بھی ہمیشہ آپ کا وسیلہ پکڑتے رہے اور قیامت میں وہ آپ کی حمایت کے طلبگار ہوں گے۔

ان حوالجات سے ثابت ہوا کہ محبوبانِ خدا کا وسیلہ و طفیل حق ہے۔ پڑھئے درود شریف صلی اللہ تعالیٰ علی النبی الامی وعلی آلہٖ واصحابہ و بارک وسلم۔

میں نے واقعۂ اعرابی کے سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا تھا کہ اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعد وفات مقبولان حق کو "یا" کے ساتھ ندا کرنا درست ہے۔

## یارسول اللہ کہنا درست ہے

ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے دور سے، قریب سے یارسول۔ یا غوث یا خواجہ کہنا درست ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا (پ ع) یعنی اے ایمان والو! تم لوگو رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ آپس میں تم لوگ ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

تفسیر جلالین تفسیر مدارک تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ سرکار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم گرامی کے ساتھ ندا نہ کرو یعنی یا محمد یا احمد نہ کہو۔ بلکہ یارسول اللہ، یا نبی اللہ انتہائی متواضعانہ منکسرانہ لہجہ میں تعظیم و توقیر کے ساتھ کہہ کر پکارو۔

تفسیر صاوی شریف میں ہے۔ لَا تُنَادُوْا بِاِسْمِہٖ۔ یعنی حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام کے ساتھ یا کنیت کے ساتھ نہ پکارو۔ بلکہ نہایت تعظیم و توقیر سے پکارو۔ بِاَنْ تَقُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ یعنی انہیں یارسول اللہ یا نبی اللہ کہہ کر پکارو۔

آگے چل کر حضرت علامہ صاوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ لَا فِیْ حَیَاتِہٖ وَلَا بَعْدَ وَفَاتِہٖ۔ (تفسیر صاوی) یعنی یہ حکم آپ کی حیات میں بھی تھا اور آپ کی وفات کے بعد بھی یہی حکم ہے۔ یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ کی حیات و وفات دونوں ہی حالتوں میں آپ کو پکارنا جائز ہے۔ مگر شرط بھی ہے۔ کہ دونوں حالتوں آپ کو نفیس انداز خطاب اور شان دار القاب سے پکارا جائے کہ جس میں تعظیم و توقیر عزت و تکریم کا اعلان ہو۔ یعنی یارسول اللہ یا حبیب اللہ کہہ کر پکارا جائے سبحان اللہ سبحان اللہ۔ حضرت علامہ صاوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ لَا فِیْ حَیَاتِہٖ وَلَا بَعْدَ وَفَاتِہٖ فرما کر جانِ وہابیت پر قیامت رضوی قائم کر دی۔ اور ایسی ایمان افروز وہابیت سوز تقریر فرما دی کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہابی کی منقار حماقت کچل گئی۔

## امام زین العابدین کا ارشاد

اب آیئے خاندان نبوت کے مہکتے ہوئے پھول حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدۂ پاک کا ایک شعر سماعت فرمایئے کربلا کے میدان میں شہداء کرام کی تڑپتی لاشیں آپ کے

سامنے ہیں اور خواتین اسلام بے بسی و بے کسی
کا شکار ہیں ۔ کہ بظاہر کوئی ان کا معین و ناصر نہیں
ہے حضرت امام نے مدینہ شریف کی طرف رخ
فرما کر اپنے نانا جان حضور محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو یا رحمت للعالمین کہہ کر پکارا اور مدد
چاہی فرماتے ہیں ؎

یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اَدْرِكْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْن
مَحْبُوْسِ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ فِیْ مَوْکِبٍ وَّالْمُزْدَحَم

یعنی یا رحمت للعالمین ۔ اپنے زین العابدین
کی مدد فرمائیے وہ ظالموں کے اندر

حضرت امام انام امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اپنے قصیدہ میں عرض کرتے ہیں ؎

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
اَرْجُوْ رِضَاكَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاكَ

یعنی یا سید سادات سرداروں کے سردار
میں دل مقصد کے ساتھ آپ کے حضور آیا ہوں ۔
اور اپنے آپ کو آپکی پناہ میں دیتا ہوں ۔

اور حضرت علامہ امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اپنے قصیدہ بردہ شریف لکھتے ہیں ؎

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

یعنی اے تمام مخلوق میں سب سے افضل
واعلیٰ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے کہ میں مصیبت
عامہ کے وقت جسکی پناہ لوں ۔

اور حضرت جامی قدس سرہ السامی کا بھی بیان
ہے ۔ سماعت فرمائیے ۔ لکھتے ہیں ؎

ز مہجوری برآمد جان عالم ؛ ترحم یا نبی اللہ ترحم

یعنی آپ کی جدائی میں عالم کی جان نکل رہی ۔
یا نبی اللہ رحم فرمائیے ۔ رحم فرمائیے ۔

اور حضرت سیدی شمس تبریزی علیہ الرحمۃ عرض
کرتے ہیں ؎

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

**گھر کی شہادت** اب آئیے دیوبندیوں مولوی
کے قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب کے پیرو
مرشد کی روح پرور شہادت حضرت حاجی امداداللہ
صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ سے سنئے وہ خود حضور سے
استمداد واستغاثہ کرتے ہیں یا رسول اللہ کہتے ہیں
اور لکھتے ہیں ؎

جہاز امت کا حق نے کر دیا آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

اب تو ان معترضین یعنی وہابیہ دیوبندیہ کو شرم
آنی چاہیئے کہ جو یا رسول اللہ کہنے پر شرک کہتے ہیں ۔
اب تو ہم نے ان کے گھر کی گواہی پیش کر دی ہے
ان کو شرک و بدعت کا فتویٰ دینے سے باز آنا چاہیئے
بقول شخصے ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

**چوتھا فائدہ** میں بتا رہا تھا کہ اس آیت سے
یہ تیسرا فائدہ یہ حاصل ہوا اب چوتھا فائدہ سماعت

فرمایئے وہ یہ ہے کہ یہ حکم حاضری قیامت تک کے مجرموں گنہگاروں سیہ کاروں کے لئے فقط زندگی کے زمانہ سے مخصوص نہیں۔

دوسرے ظَلَمُوا کے عموم سے پتہ چلتا ہے کہ کسی قسم کا ظلم ہو۔ شرک ہو یا کفر۔ یا ارتداد ہو کوئی بھی گناہ ہو صدق دل سے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں توبہ کرلے تو رحمت الٰہی اس کی دستگیری کرے گی۔ سچ ہے کہ

ع۔ ہے زہر معاصی کا طیبہ ہی شفاخانہ

**شفاخانہ** مدینہ طیبہ یہ شفاخانہ نہیں ہے۔ جہاں صرف آنکھوں، کانوں کا یا پاؤں کا علاج ہو۔ بلکہ یہ وہ دار الشِّفا ہے جہاں ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔ یہاں دل کا بھی علاج ہوتا ہے یہاں ہاتھوں کا بھی کانوں کا بھی ناک کا بھی۔ روحانی و جسمانی سب ہی کا علاج ہوتا ہے

ایک دریا رجاری ہے کہ کیسا ہی میلا آدمی آئے جہاں غوطہ زن ہو۔ غوطہ لگایا صاف وشفاف ہوگیا قیامت تک بیماروں کو اعلان عام ہے کہ حاضر ہوں اور شفا پائیں یہ شفاخانہ کبھی بند بھی نہیں ہوتا ہے۔

سنو سنو! حضرت ابو لبابہ بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات اسی سرکار میں بنی یہیں سے شفا ملی توبہ قبول ہوئی۔ لہٰذا اسی دربار عالی اسی سرکارِ عالی کو لازم پکڑ لو۔ حضرت شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری!
بدرگاہش بیا وہرچہ خواہی تمنا کن

یعنی اگر دنیا و آخرت کی آرزو رکھتا ہو تو ان کے دربار میں حاضر ہو۔ کہ جو چاہو مانگ لو۔

(اشعۃ اللمعات ص۳۱۶)

آیت کریمہ میں "جَاؤُكَ" فرمان الٰہی ہے۔ یعنی دربار رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری ہے۔ تو جاننا چاہیئے۔ کہ حاضری کی تین صورتیں ہیں اول حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی حاضری۔ دوئم سرکار انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی حاضری۔ سوئم۔ سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ و طفیل پکڑ کر حاضری۔

اور ہم سیہ کاروں کے لئے وسیلۂ پاک مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی حاضری اصل ہے۔ یعنی آپ کے وسیلہ کے ہم حامل ہے اور آپ کا وسیلہ پکڑ کر ہی حق تعالیٰ کے حضور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہی ہماری بخشش کا ذریعہ بنے گا۔

**ایک اہم نکتہ**: پیارے سامعین! تلاوت شدہ آیت کریمہ کا ترجمہ آپ نے شروع میں سن ہی لیا۔ اب پھر سماعت فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرما

ہیں تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں

اس آیت میں ایک اہم نکتہ قابل توجہ ہے۔

وہ یہ ہے کہ اسے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والو مغفرت چاہتے ہو تو سنو! گناہ گار تم خدا کے ہوئے عاصی تم خدا کے ہوئے۔ مگر آؤ حضور محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں۔ اچھا آگئے آکر کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہو۔ معافی چاہو۔ ارے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہنے اور معافی چاہنے کے لئے یہیں آنا تھا۔ کیا ہمارے یہاں کی مسجدیں کافی نہیں کیا کعبۃ اللہ شریف کافی نہیں۔ کیا خدا تعالیٰ سے معافی چاہنے کو یہیں آنا ہے کیا؟ ہاں یہیں آؤ۔ اچھا آگئے۔ اب خدا تعالیٰ سے معافی چاہو۔ چاہا۔ مگر نہیں ابھی بات پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچی ہے۔ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ۔ یعنی رسول بھی شفاعت فرمائیں تو پھر کیا ہوگا؟ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۔ یعنی اگر تم معافی مانگتے مانگتے ناک رگڑ ڈالو۔ پیشانی اور چہرے کو گھس ڈالو۔ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے لئے دعا نہ کریں شفاعت نہ فرمائیں۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تواب رحیم نہیں نہیں ہوگا۔ لہٰذا شفاعت والے محبوب مغفرت والے رسول سے رابطہ پیدا کرو ادھر تمہارے ہاتھ اٹھیں ادھر ان کی چشم کرم تو کام بنے گا۔ تو اس میں ایک نکتہ یہ سمجھ میں آیا کہ جو اللہ تعالیٰ کا گنہگار ہے وہ حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی گنہگار ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کا فرمانبردار ہے وہ میرے آقا محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی فرمانبردار ہے

لہٰذا! اپنے گناہ کی معافی کے لئے سرکار انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو۔ اس لئے کہ در مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہی در کبریا ہے امام اہلسنت اعلیحضرت لکھتے ہیں ؎

بخدا خدا کا یہی در ہے نہیں اور کوئی مفر مقر!!
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

در مصطفیٰ تو در کبریا ہے ہر مقصد دل یہیں سے ملا ہے

میں نے بھی عرض کیا ؎

در مصطفیٰ تو در کبریا ہے ہر مقصد دل یہیں سے ملا ہے!!
بس اے سائل ذرا بجز تو یہاں آکے کہیں آنے جانے کی کوشش کرنا

پڑھئے درود شریف اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

سچ ہے کہ ؎

ہے زہر معاصی کا طیبہ ہی شفا خانہ

**پانچواں فائدہ** اس آیت کریمہ سے پانچواں فائدہ یہ حاصل ہوا کہ وفات کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت کے احوال کی خبر رہتی ہے۔ ورنہ کیا قرآن مجید ایسی بارگارہ میں بھیجے گا۔ جن کو بقول وہابیہ دیوبندیہ کے کہ حضور کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (تقویت الایمان) معاذ اللہ

دوسرے اس آیت پاک سے یہ بھی معلوم ہوا۔ اور پتہ چلا کہ بعد وفات بھی ارواح مقدسہ فیض پہونچاتی ہیں۔ کیا اس سے پہلے ایک اعرابی

کا واقعہ آپ نے نہیں سنا۔ سنا اور ضرور سنا۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فیض رسانی

اس سلسلہ میں تھوڑی دیر کے لئے طائرانہ نظر میں اس واقعہ کو دہرا لیجئے کہ شب معراج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں امت مصطفویہ کو پچاس وقت کی نماز کا تحفہ عطا ہوا۔ اور حضور اس تحفہ کو لیکر واپس ہو رہے تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! خدا تعالیٰ نے آپ کی امت کو کیا تحفہ مرحمت فرمایا۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پچاس وقت کی نماز۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا سرکار! رب کے حضور جائیے اور تخفیف کا سوال فرمائیے۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت علیہ السلام کے عرض کرنے پر متعدد مرتبہ رب کے حضور تشریف لے گئے تو پینتالیس ۴۵ وقت کی نماز معاف کر دی گئی۔ تفصیل کے لئے مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲ دیکھئے۔

کیا اس حدیث شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فیض رسانی کا دریا موجزن نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ وسلم نے ہماری آسانی کی خاطر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بار بار عرض نہیں کیا کہ حضور ایک دفعہ اور جائیے۔ حضور ایک دفعہ اور جائیے۔ اور نمازیں کم کرائیے۔ پچاس نمازوں میں سے پینتالیس ۴۵ کا کم ہو جانا کیا ہمارے لئے آسانی نہیں ہے کہ؟ بے شک آسانی ہے اور یہ سب فیض ہے اللہ کے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا۔

حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وصال فرمائے ہوئے بہت وقت ہو چکا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات بھی ارواح مقدسہ فیض پہونچاتی ہیں

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس انکی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

میری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باب عالی ہی باب الٰہی ہے۔ اگر خدا سے مانگنا ہے تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے آستانہ کرم سے مانگو۔ ہر دلی مقصد اسی دربار سے ملتا ہے ملے گا۔

کھڑے ہو کر بارگاہ عالی میں سلام عرض کیجئے۔



# نظم

در صنعت توشیح کہ از حروف اوّل و آخر بہر مصرع نام نامی حضرت ولی نعمت

علامہ الحاج مفتی

## محمد اختر رضا خاں ازہری

ظاہر می شود

# نذرانہ عقیدت

از نتیجۂ فکر:۔ منشی وقار احمد خاں بدرؔ بریلوی

م مربوط زلف و رخ سے ہے کُل نظم صبح شام م　　م مہر و مہ و نجوم ہیں سب حُسن کے غلام م
ح حاصل خدا کے فضل و کرم ہیں کچھ اس طرح ح　　ح حامل کرم کے اولیا ہوتے ہیں جس طرح ح
م ملک سخن میں آپ نے خود چن لیا مقام م　　م مضمون نظم و نثر کے کہلاتے ہیں امام م
د دی ہے خدا نے آپ کو جود و سخا کی داد د　　د دائم رہیں گے آپ یُنہی سر بلند و شاد د

ا اے بدر شہرہ کیوں نہ ہو اوصاف پاک کا ا اسلاف کا ہے جوش پہ ابرِ کرم نما ا
خ خلق و وفا سے اپنی وہ قائم کیئے رسوخ خ خوش طینتی کی کرتے ہیں توصیف سب شیوخ خ
ت تعلیم و تربیت سے مرصّع ہے نیک ذات ت تہذیب و خلق آپ کے ہیں مرکزِ صفات ت
ر رمزِ شرع حدیث و فقہ سے ہیں باخبر ر رحمت سے کردگار کی مفتی ہیں نامور ر
ر رہبر ہیں آپ مذہب و ملت کے باوقار ر راہِ عمل میں آپ کو حاصل ہے افتخار ر
ض ضو ریزیوں ہیں آپ کے سارے جہاں میں فیض ض ضم ہو گئے ہیں جائیے کہ کون و مکاں میں فیض ض
ا اہل جہاں میں نام جو روشن ہے آپ کا ا اکرام ہے مفسرِ اعظم کا برملا !!! ا
خ خادم ہیں قوم کے نہیں کرتے کلام تلخ خ خلق و کرم ہیں آپ کے جلوہ طراز چرخ خ
ا اس درجہ عام فیض و کرم ہے جناب کا ا احسان مندِ فیض ہے ہر شخص آپ کا ا
ن نسبت سے ہم نے آپ کی پایا یہ ارمغاں ن نامہرباں بھی ہو گئے ہیں ہم پہ مہرباں ن
ا اے بدر کیا بتاؤں کیا ہے رتبہ آپ کا ا ابدال و قطب سے نہیں کم درجہ آپ کا ا
ز زردار و تاجدار کئے ہیں خم سرِ نیاز ز زیرِ نظر ہے آپ کے سب کے دلوں کا راز ز
ہ ہر شخص کی ہے آپ کے اکرام پر نگاہ ہ ہر شخص کو ہے آرزوئے قربِ بارگاہ ہ
ر رسم و رواج و طور طریقت مآلِ کار ر رسمِ وفاؤ مہر و کرم آپ کا شعار ر
ی یادش بخیر آپ کی عزت ہے لازمی ی یا یوں کہیں کہ ربط ہوا فرض باہمی ی

محمد اختر رضا خان ازہری — محمد اختر رضا خاں ازہری — محمد اختر رضا خاں ازہری — محمد اختر رضا خاں ازہری

توشیح میں یہ نظم جو تمثیل دار ہے
اے بدر نام ان کا سراپا بہار ہے

# امام احمد رضا ایشیا کا عظیم محقق

از:۔ محمد ناظم علی قادری گونڈوی مبارکپور

حضور اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی عظیم شخصیت علوم وفنون کا وہ کوہ ہمالیہ اور بحر ناپیدا کنار ہے جو محتاج تعارف نہیں آپ نے اپنی زندگی کے زریں اوقات اور حسین لمحات میں گوناگوں مصروفیات و مشغولیات اور کثرتِ انہماک کے سبب اپنے گرانقدر قلمی افادات اور تصنیفی خدمات کا جو گوہر آبدار سرمایہ فراہم کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے آپ علوم عقلیہ ونقلیہ میں عبور ودسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ دیگر علوم پر بھی گہری نظر اور ید طولیٰ رکھتے تھے آپ نے بچپن ہی کے ایام سے افتاء کی خدمات کا عظیم بار سنبھالا آپ نے افتاء کی مصروفیات کے ساتھ دیگر علوم وفنون میں اپنے گرانقدر قلمی افادات اور تصنیفی خدمات کا عظیم حصہ چھوڑا ہے جو شائع ذائع ہیں اور کچھ بے اعتنائی اور نااتفاقی کے سبب دیمک کی نذر ہو گئیں اور کچھ عدم توجہی اور بے بضاعتی کے سبب طبع نہ ہو سکیں جو اسلامیان عالم کے لئے ایک عظیم المیہ ہے کیوں کہ ایسے پر آشوب دور میں جب کہ زمانہ نیا رنگ وجدید طرز اختیار کئے ہوئے ہے اور مخالفین اسلام ہر طرف سے مذہب اسلام کی بیخ کنی کے درپے ہیں ــــ اس امر کی شدید ترین ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ آپ کے قلمی افادات کو خوب عام کیا جائے اور اسلامیانِ عالم کو جادۂ حق سے روشناس کراکر دشمنوں کی ریشہ دوانیوں سے نجات دی جائے آپ نے اپنی عمر کے عظیم حصہ میں افتاء کی جو عظیم خدمات انجام دی ہیں اس کا بہترین شاہکار

"فتاویٰ رضویہ" ہے جو بارہ جلدوں پر مشتمل ہے جنمیں سے اکثر مطبوعہ ہیں اور کچھ غیر مطبوعہ فتاویٰ رضویہ کی جلد اول ہی سے یہ واضح ہے کہ مصنف کا درک اور فطری صلاحیت کس قدر عظیم تھی ان تحقیقی فتاووں کو دیکھ کر ایک منصف اور عدل پرور انسان آپ کی عبقری، شخصیت اور فنی صلاحیت کے ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے کیوں کہ آپ کا افتاء میں یہ عظیم کمال تھا کہ کتنا ہی دشوار اور پیچیدہ امر کیوں نہ ہو آپ نے استصواب رائے

کے ذریعہ اپنے ناخنِ ادراک سے اس کو حل فرمایا اور ایسی تحقیق بالغ اور تنقیح انیق فرمائی کہ اس میں مجال شک واحتمال خطا نہ رکھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے فقہی استعداد اور علمی استحکام کو دیکھ کر مولانا ابو الحسن ندوی نے نزہۃ الخواطر کے اوراق میں یہ کلمات رقم کئے۔

"فقہ حنفیہ اور اس کی جزئیات پر جو آگاہی آپ، (امام احمد رضا بریلوی) کو حاصل تھی اس کی نظیر آپ کے زمانے میں ملنا نادر ہے آپ اس وصف خاص میں وحید عصر تھے میرے اس قول پر آپ کا مجموعہ فتاوی اور اور خاص کر آپ کا رسالہ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدرم شاہد ہے فتاوی نگاری میں یہ تجر اور بالغ نظری آپ کے وسعت مطالعہ کتب متداولہ پر کامل عبور اور اس کے ساتھ ہی جدت طبعی اور حقائق تک پہنچنے والی بصیرت کا نتیجہ ہے مولانا، عبد الحی نے تو آپ کو فن فتوی نگاری اور فقہی مسائل پر دسترس کامل کے باعث وحید عصر کہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ سے قبل جو فقہائے کرام گزرے ہیں ان میں آپ کی مثال دو تین صدی پیشتر مشکل ہی سے نظر آئے گی۔ اور آپ کے بعد تو اب تک ایسا بالغ نظر فقیہہ اسلام نظر ہی نہیں آتا ہے" (ماہنامہ حجاز جدید دہلی امام اہلسنت نمبر ص۸۳ ستمبر اکتوبر ۱۹۸۹ء)

آپ نے صرف اخذ مسائل نہ فرمایا بلکہ فقہی اصول اور ضابطوں کی روشنی میں نت نئے پیدا ہونے والے مسائل کا تجزیہ کیا اور چھان بین کر کے ان کے احکام کو استخراج کیا اور اس پر ایسی تحقیق بالغ فرمائی کہ وہ مستقل رسالہ کی شکل اختیار کر لیا اور بلاغت کا ہم آہنگ بن گیا احادیث نبویہ، کتب فقہ اور تفاسیر سے ایسا پر زور استدلال فرمایا اور حوالجات رقم کئے کہ جنھیں دیکھ کر آنکھیں حیرت سے وا رہ جاتی ہیں اور آپ کے علمی کمالات کے ماننے پر مجبور علماء کی وہ عظیم جماعت ہو جاتی ہے جو افتاء میں دسترس رکھتے ہیں آپ نے عظیم پیچیدہ مسائل اور مبہم امور کو ایسی آسانی اور متانت وسنجیدگی سے حل فرمایا کہ جنھیں آپ کے ہمعصر، دور بیں اور نکتہ شناس عظیم مفتیان کرام بھی حل نہ کر سکتے تھے اور اظہار عجز اور درماندگی کا اعتراف کر دیا چنانچہ سراج الفقہا مولانا سراج احمد صاحب۔ لکھن پوری جو درس وتدریس کے ساتھ ساتھ افتاء میں کامل عبور رکھتے تھے خاص کر میراث وصیت، مینفات اور ریاضی ان کا اپنا فن تھا کہ اس میں کا مہارت رکھتے تھے وہ آپ کی عالمانہ شخصیت اور بلندی مرتبہ کا اعتراف کرتے ہوئے یوں اظہار ہیں۔

حسن اتفاق سے مجھے رسالہ میراث کی تصنیف کے ایک مسئلے (ذوی الارحام کی صنف رابع کا حکم) میں الجھن پیدا ہوئی میں نے اس کے حل کے لئے دیوبند سہارنپور، دہلی اور دیگر علمی مراکز میں خطوط لکھے کہیں سے بھی تسلی بخش جواب نہ آیا سب نے "سراجی" پر ہی اکتفا کیا میں نے یہ سوچ کر کہ اس میں حرج ہی کیا ہے کہ یہ سوال مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے پاس بھیج دیا ایک ہفتے کے اندر مولانا کی طرف سے جواب آ گیا انھوں نے مسئلے کو اس طرح حل کیا تمام کتب کے اختلافات اور شکوک وشبہات دفع ہو گئے۔" (ماہنامہ قاری امام احمد رضا نمبر ۱۹۸۹ء ص۱۰۹)

اپنے زمانہ کا مشہور فقیہہ جو کسی کو اپنا ہمسر تصور نہ کرتا تھا وہ حضور اعلحضرت کی عظیم شخصیت اور علمی کمالات اور فنی صلاحیت فکر کا اعتراف کر رہا ہے چنانچہ حضرت مولانا سراج احمد صاحب لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس دور میں احمد پور کے ایک مشہور فقیہہ مولوی نظام الدین سے میری گفتگو ہوئی یہ مولانا تفقہ میں اپنے ہمعصر علماء سے ممتاز تھے اور کسی کو اپنا ہمسر تصور نہیں کرتے تھے عقیدہ کے اعتبار سے غیر مقلد تھے فتاوی رشیدیہ کے اس فتوے پر گفتگو ہوئی کہ حدیث صحیح کے مقابل قول فقہاء پر عمل نہ کرنا چاہیئے اعلحضرت کے رسالہ الفضل کے ابتدائی اوراق منازل حدیث کے انہیں سنائے تو یہ کہنے لگے

یہ سب منازل فہم حدیث مولانا کو حاصل تھے افسوس کہ میں ان کے زمانے میں رہ کر بے خبر و بے فیض رہا پھر فقہ کے چند مسائل کے جوابات رسالہ رضویہ سے سنائے تو کہنے لگے علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا کے شاگرد ہیں یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتا ہے۔ (امام احمد رضا نمبر ماہنامہ قاری دہلی اپریل ۱۹۸۹ء ص ۱۸۰ تا ۱۸۶)

مولانا غلام رسول صاحب سعیدی مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور نے اپنے ایک مقالے میں فقہ، اصول فقہ فقیہ، مجتہدین و اصحاب تخریج و ممیزین کی تعریف اور ان کے اقسام اور ہر ایک کے مدارج کا ذکر اور فرق واضح کرتے ہوئے ہیں آپ کی فقیہانہ شخصیت کا جائزہ لیا ہے اور اس پر بھرپور روشنی ڈالی ہے چنانچہ اخیر میں نکوٹ اور حاصل کے طور پر اپنا اظہار خیال اور اعتراف حقیقت آپ کی فقیہانہ شخصیت پر رقم کرتے ہیں۔ اعلیحضرت

میں اصولیین فقہ اور متصوفین تینوں کی تعریفات کے اعتبار سے فقہ کی معنویت پائی جاتی ہے طبقات فقہاء کے اعتبار سے اعلیٰحضرت کا موازنہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ قواعد شرطیہ وضع کرنے کی وجہ سے آپ میں طبقہ اولیٰ یعنی ائمہ اربعہ کی جھلک بھی پائی جاتی ہے غیر منصوص مسائل کو قواعد امام سے استخراج کرنے کی وجہ سے خصاف اور طحاوی کی طرح طبقہ ثالثہ میں قدم راسخ رکھتے ہیں روایات میں ترجیح اور تفصیل کے سبب طبقہ رابع اور خامسہ کے فقہاء سے کسی طرح کم نہیں فقہ کا کوئی باب ایسا نہیں جس میں فقہائے سابقین کی تصریحات سے زیادہ مسائل متفرع نہ کئے ہوں جو امور متقدمین کی نظر سے مخفی رہ گئے انہیں انتہائی لطافت کے ساتھ واضح کر کے دلائل و براہین سے مزین کیا معاصرین فقہاء کی غلطیوں پر انہیں ان گنت وجوہ سے متنبہ فرمایا فقہی مباحثہ میں جو ریاضی کے مسائل آ گئے تو ان پر ایسے اچھوتے انداز میں بحث کی کہ فارابی اور بوعلی بھی دبے ہوئے نظر آتے ہیں (امام احمد رضا نمبر ماہنامہ قاری دہلی اپریل ۱۹۸۹ء ص ۲۰۷)

مفتی اعجاز ولی صاحب علیہ الرحمہ آپ کی عظمت فقاہت اور توسع علوم متداول فتوی پر رقمطراز ہیں۔

"امام اہلسنت اعلیحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب قادری قدس سرہ میرے نزدیک اس صدی کے فقیہ اعظم تھے آپ متداول علوم عربیہ ادبیہ میں ماہر کامل فنون عقلیہ و نقلیہ میں ایجاد و اجتہاد پر فائز تھے (امام احمد رضا نمبر ماہنامہ قاری دہلی اپریل ۱۹۸۹ء ص ۶۴۸)

## فقہ فی الحدیث

آپ فقہی بصیرت اور دانشگاہ کے ساتھ حدیث کے اصناف علوم و جملہ فنون پر گہری نظر اور اس میں عبور کامل رکھتے تھے آپ کو رجال احادیث کے متعلق کس قدر درک حاصل تھا اور کتنی حدیثیں مستحضر تھیں اس کا اندازہ کرنا جوئے شیر لانا ہے۔ کیوں کہ وہ علم حدیث کے اتھاہ سمند، بحر زخار اور کوہ ہمالہ تھے۔

اس پر واضح ثبوت آپ کے وہ تحریر کردہ ضخیم رسائل ہیں جو آپ نے احادیث کے بیان و تشریح اور اس سے اثبات دعویٰ و فراہمی دلیل کی خامہ فرسائی کی اور افادات حدیث کا ایک نمایاں کام انجام دیا اس طرح وہ بیش قیمت فتاوی بھی ہیں۔ جن میں آپ نے احادیث کی تنقیحات و توضیحات اور اس کے رواۃ پر بھرپور روشنی ڈالی ہے اور کئی صفحات پر حدیث و اصول حدیث کے عناصر افادات پر پختہ فرمائی ہے جو فتاوی رضویہ کے سنہرے صفحات پر زریں نقوش سے سپرد تحریر ہیں اس کے علاوہ جو رسائل کی شکل میں شائع شدہ ہیں ان میں سے چند کے اسماء یہ ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) "الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء"
آپ نے اس رسالہ میں تین سو احادیث کا۔ ذخیرہ فراہم کیا اور اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر فضائل رسالت کا اثبات خوب ہی پر زور انداز میں فرمایا ہے اور حدیث کی صحت و منعت اور اس کے اصول مسلمہ پر بحث فرمائی ہے اور ایک حدیث کا متعدد طرق اور اختلاف سند و متن سے مروی ہونا بھی ثابت کیا ہے۔

(۲) "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" اس رسالہ

ہیں ڈھائی سو ۲۵۰ احادیث کو جمع فرمایا اور سمع نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے سید المرسلین پر بیش قیمت دلائل کا انبوہ فرمایا اور روح ایمان کی۔ تسکین فرمائی اور منکرین سعادت مطلقہ کے پرانچے اڑا کر شمع ایمان کو فروزاں کیا۔

(۲) "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" اس رسالہ میں ایک سو انتیس ۱۲۹ حدیثوں کو جمع فرمایا اور ان کی تشریحات و توضیحات فرماتے ہوئے ماہ رسالت علیہ تحیۃ والثناء کے ختم نبوت کے انکار پر رد بلیغ فرمائی اور آپ کی خاتمیت پر دلیل کی میخ لگا دی۔

اس کے علاوہ اور بہت سے رسائل حدیث کے افادات پر تحریر فرمایا جیسے "سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلوٰۃ العید" "الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ" "سد القحط والوباء بدعوۃ الجیران ومواساۃ الفقراء" (چودہ ہزار احادیث کا ذخیرہ) "قرۃ العینین علی منتخب الصحیحین" (تین ہزار احادیث کا مجموعہ اور ان پر حواشی) "سعادت الانام فی اتباع دین السلام" "ارشاد الحیاری فی تحذیر المسلمین من مدارس النصاری" "تبسل النجاۃ" "دلیل التجار الی اخلاق الاخیار" "الرحمۃ المہداۃ فی فضل الصلوٰۃ" "الرائحۃ العنبریۃ فی ذم البدعۃ ومدح السنۃ الغراء" "ریاض الجنۃ فی اذکار کتاب والسنۃ" "الاستغاثۃ الکبریٰ باسماء اللہ الحسنیٰ"

ان ساری کتابوں کے مطالعہ کے بعد آپ کی محدثانہ شخصیت روز روشن سے زیادہ آشکارا ہو جاتی ہے کسی بھی مکتبہ فکر کا انسان ہو کر انصاف و دیانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے تو اس امر کے اعتراف پر وہ مجبور ہو جائے گا۔ کہ اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز "جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے نکھرو آئین ہیں اور درک حدیث آپ کا حصہ خاص ہے جس کی نظر آپ کے دور میں دور تک نظر نہیں آتی۔

آپ نے مدرستہ الحدیث پیلی بھیت کے ایک اجلاس منعقدہ ۱۳۰۲ھ میں علم الحدیث کے موضوع پر ایک محققانہ بصیرت افروز، پر مغز اور جامع تقریر فرمائی جسے سن کر مولانا خلیل الرحمن۔ سہارنپوری کا دل باغ باغ اور شگفتہ ہو گیا اور انھوں نے اپنا یہ تاثر بیان کیا۔

"اگر اس وقت میرے والد ماجد (مولانا علی احمد محدث سہارنپوری محشی بخاری) ہوتے تو وہ آپ کے تجر علمی کی دل کھول کر داد دیتے اور انہیں اس کا حق بھی تھا۔"

(مولانا وصی احمد) محدث سورتی اور مولانا محمد علی مونگیری (بانی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے بھی اس کی تائید فرمائی"، (ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اپریل ۱۹۷۶ء مقالہ مولانا محمود احمد قادری مصنف تذکرہ علماء اہلسنت)

آپ کی ذات باسعادت اپنی ان جلوہ سامانیوں اور تمام تر رعنائیوں کے ساتھ محدثانہ جاہ و حشم لئے آفتاب نصف النہار سے فروزاں اور کہکشاں سے درخشاں ہے لیکن افسوس کہ عصر حاضر میں ایسے دریدہ ذہن، متعصب تنگ نظر اور کوتاہ فہم ہیں جو حقیقت سے بے بہرہ آپ کے تفقہ فی الحدیث کو پس پشت ڈال کر آپ کی محدثانہ شخصیت کو مجروح کرنے کے درپے ہیں اور آپ کی حدیث میں بے بضاعتی اور کم مائیگی و افلاس کا برملا اعلان کرتے ہیں۔ چنانچہ مولانا ابو الحسن علی ندوی نے اپنے تعصب خیز اور کھوئی آمیز جارحانہ قلم سے نزہتہ الخواطر میں اپنی کوتاہ فہمی، دریدہ ذہنی اور تنگ دامنی کا ثبوت فراہم کیا ہے جو چنانچہ ان کے تحریر کردہ نزہتہ الخواطر کے سطور مطعونہ یہ ہیں۔

"اب آپ ان روشن خیالوں اور نام نہاد صلح پسندوں کے حاکمانہ فیصلوں کا جائزہ لیجئے حضرت فاضل بریلوی کے سامنے جن کی حدیث دانی کی دھجیاں بکھرتی نظر آ رہی ہیں۔ ان کے بارے میں تو یہ خوش فہمی ہے۔ "انتہت إلیہ رئاسۃ الحدیث فی عصرہ" (نزہتہ الخواطر از حوالہ ماہنامہ حجاز دہلی امام اہلسنت نمبر ص۳۳ مقالہ علامہ ارشد القادری صاحب)

فاضل موصوف کی یہ تحریر ان کی دریدہ ذہنی تنگ نظری نفس پرستی اور ہٹ دھرمی کا واضح ثبوت پیش کر رہی ہے کیوں کہ حقیقت امر یہ ہے کہ حضور اعلیٰحضرت امام احمد

رضا قدس سرہ العزیز علم الحدیث میں نابغ روزگار شخصیت تھے ان کو قلیل البضاعۃ فی الحدیث کہنا کیوں کر صحیح اور ممکن ہوگا جب کہ آپ نے علم الحدیث کے موضوع پر خاصہ مواد فراہم فرمایا ہے علاوہ ازیں بقول فاضل موصوف علم فقہ میں گہری نظر رکھتے تھے اور فقہ کے جزئیات کے استخراج پر قادر تھے اور استخراج احکام واستنباط مسائل احادیث طیبہ امعان فکر اور اس میں تبحر و دسترس پر موقوف ہے کیوں کہ فقہ کا ماخذ جس طرح کتاب اللہ ہے اسی طرح کتاب الرسول (احادیث نبویہ) بھی ہے علاوہ ازیں اگر مان بھی لیا جائے تو آپ کی

وہ تحقیقی افادات جو ضخیم رسائل میں احادیث پاک کی جلوہ سامانیاں لئے تشریحات وتنقیحات کے عناصر ریختہ کر رہی ہیں اس قول لا یچیا بہ کار د بلیغ کر رہی ہیں اور اس امر کا حتمی اور قطعی ایقان دلاتی ہیں کہ آپ کو علم حدیث میں عبور و دسترس حاصل تھی گر فاضل موصوف آپ کی محدثانہ شخصیت پر غور و خوض کی تکلیف گوارا کرتے اور فکر سلیم اور ذوق صحیح سے منہیلہ طلب کرتے تو قطعاً یہ طنزیہ کلمات رقم نہ کرتے تاریخ نگاری اور لٹریچر شائع کرنا ہے اور شخصیت کی معرفت اور اس کی تحقیق کرنا اور ہے۔ شاید فاضل موصوف نے آپ کے تجدیدی کارناموں کو پس پشت ڈالنے کے لئے یہ اقدام کیا ہو کہ لوگ میری عظمت کا پرچم بلند کریں اور مجھے مجدد کے نام سے منسوب کریں اور پکاریں کہ یہ زعم فاسد اور خیال واہی ہے تو محض خوابوں کا شیش محل تعمیر کرنا ہے اور اپنی عفت و پاکدامنی کو وا اور بے نقاب کرنا ہے کیوں کہ آپ کی شخصیت نابغۂ روزگار، فرید المثال اور عدیم النظیر ہے۔ اس کا اقرار خود فاضل موصوف کو ہے ممکن ہے کہ اپنی توہین کے خوف سے تنگ نظری اور ہٹ دھرمی سے کام لیں اور اس حقیقت کے اعتراف سے گریز کریں اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کیوں کہ حقیقت خود ہی آشکار رہتی ہے اور آشکار ہے اور "عیاں را چہ بیان" اور یہ بھی ممکن ہے کہ فاضل موصوف نے شبلی نعمانی

تصانیف کثیرہ کو دیکھ کر یہ خیال ذہن میں پیوست کیا ہو کہ انھوں نے امام اعظم جیسی رفیع القدر اور عظیم الشان شخصیت پر تنقید کیا اور قلیل البضاعۃ فی الحدیث کہا کا نشانۂ طعن و ہدف لعن بنایا تو کم از کم میں بھی مولوی شبلی نعمانی کی سنت ادا کرلوں اور ان کے اذناب میں داخل ہو جاؤں تاکہ میرا نام بلند ہو اور انکی عزت و عصمت تار تار ہو یہ سارے خیالات اگر موصوف کے ہیں تو حضور اعلیٰحضرت کی محدثانہ شخصیت پر کچھ بھی فرق نہ پڑے اور نہ کوئی حرف آئے گا اس سے محض اپنا ہی دامن سیاہ کرنا ہے

کیوں کہ ان سارے حقائق واقعیہ کے قائم ہوتے ہوئے آپ کو قلیل البضاعۃ فی الحدیث کہنا ایسے ہی ہے جیسے کہ امام بخاری کے متعلق یہ کہنا کہ صرف وہ دو یا تین حدیث جانتے تھے انہیں حدیث میں درک نہ تھا۔ بہرکیف یہ امر روز روشن سے زیادہ عیاں ہے کہ فاضل موصوف کا طنزیہ کلمہ اور تشدد آمیز اسلوب نگارش محض عوام میں اختلاف وانتشار فساد و عناد اور تعصب و نفسانیت کی کشت تخم ہے جو فاضل موصوف کو زیبا ہے اس لئے ان کا قدیم وطرہ اور گھر کی پرانی ریت ہے آپ کی محدثانہ شخصیت کے معترفین کی ایک عظیم جماعت اور کثیر انبوہ ہے چنانچہ مولوی معین الدین صاحب ندوی دار المصنفین اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

"مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلی مرحوم اس دور کے صاحب علم و نظر علماء مصنفین میں تھے دینی علوم خصوصاً فقہ حدیث پر ان کی نظر وسیع و گہری تھی" (ماہنامہ معارف اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۴۹ء)

اور اسی ماہنامہ یہ بھی موجود ہے :-

"مولانا شاہ احمد رضا صاحب اپنے وقت کے زبردست عالم۔ مصنف اور فقیہہ تھے انھوں نے چھوٹے بڑے سینکڑوں فقہی مسائل سے متعلق رسائل لکھے ہیں قرآن کا ایک سلیس ترجمہ بھی کیا ہے ان علمی کارناموں کے ساتھ ہزارہا فتووں کے جوابات بھی انھوں نے دیئے ہیں ان کے بعض فتوے کئی کئی صفحہ کے ہیں۔ فقہ

اور حدیث پر ان کی نظر وسیع تھی" (ماہنامہ معارف اعظم گڑھ ۱۹۶۲ء)

## امام احمد رضا کی شاعری

آپ جس طرح علوم وفنون پر دسترس رکھتے تھے اسی طرح فی البدیہہ شاعر بھی تھے اصناف شعر میں آپ کی بدیہہ گوئی بہت ہی شہرت یاب ہے۔ نعت گوئی اور ثناء سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا خاص وصف اور طرۂ امتیاز تھا آپ کا کلام مبالغہ آرائی اور غلو وغیرہ سے بہت دور رہتا ہے عشق رسول کی سوز وگداز اور محبت رسالت کی جان کا ز فرائی ہے استعارات وکنایات، حقیقت ومجاز، تجنیس وترصیع، مراعاۃ النظیر، لف ونشر، حسن تضاد اور طباق وغیرہ علوم معانی وبیان وبدیع کی ہم آہنگی اور اس کی چاشنی لانا آپ کا خاص شیوۂ کلام ہے زبان سستہ وپاکیزہ اور مہذب وشائستہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس وصف میں آپ اپنے دور میں ایک انفرادی شان اور بلند مقام ومرتبہ رکھتے ہیں اور آپ کا شعر ہمہ گیر خوبیوں کا حامل اور محاسن وکمالات کا جامع ہوتا ہے عشق مصطفے کے شرارے پھوٹ پڑتے ہیں شاعری کا خاصہ مذاق اور عمدہ چاشنی بھی حاصل ہوتی ہے آپ کا ہر ہر شعر بہت ہی پر کشش، جذب آمیز، دلفریب، طرب انگیز اور وجدان کو چھو لینے والا ہوتا ہے اس کی نغمہ سنجی اور ترنم ریزی محفلوں میں دلوں پر رقت لاتی ہے کشادہ روئی اور فرح وانبساط بخشی ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نعت نبی سے مدینہ کے کوچہ ودر میں زیارت حبیب کا تحفہ مل رہا ہے کیوں کہ احادیث نبویہ اور قرآن عظیم کی تلمیحات کا لانا آپ کا خط وافر اور حصہ اتم ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کا کلام صرف ہند ہی تک محصور نہیں بلکہ بیرون ہند میں بھی خوش الحانی سے ترنم نوائی کی جاتی ہے آپ نے صرف اردو ہی نہیں بلکہ بزبان عربی، فارسی اور ہندی وغیرہ میں نعتیں بلا تکلف وفی البدیہہ لکھیں یہی وجہ ہے کہ آپ کا مقام بلند اور اوج ثریا کو پہنچا ہوا ہے آپ کا مجموعہ شعر "حدائق بخشش" ایک حسین گلدستہ ہے جو سوزش دل اور تپش قلب کو بڑھا دینے والا ہے۔

شاعری کوئی آسان فن نہیں بلکہ اس میں حدود شرع کی رعایت اور احکام دین کا لحاظ ضروری ہے خود امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:-

حقیقۃً نعت لکھنا بڑا مشکل کام ہے۔ لوگوں نے اس کو آسان سمجھ لیا ہے اس میں تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور اگر کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں صاف راستہ ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے غرض حمد میں اصلا حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے (الملفوظ ص۳۵ حصہ دوم)

با خدا دیوانہ باش با محمد ہوشیار

جمال الدین عرفی جیسے باکمال شاعر اور ادب طراز کو نعت گوئی کے متعلق یہ کہنا پڑا۔

"عرفی متشاب ایں رہ نعت ست نہ صحراست"
آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را (۱)

آپ نے عشق نبوی میں سرشار ہو کر تشنگی بجھانے کے لئے وارفتگی شوق کا اظہار ان الفاظ شعر میں رقم کیا۔

سر تا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخن پا کا
اتنا بھی مہ نو پہ نہ اے چرخ کہن پھول
دل کھول کے خوں رو لے غم عارض شہ میں
نکلے تو کہیں حسرت خوں نابہ شدن پھول

ان اشعار مذکورہ میں سرکار علیہ التحیۃ والثناء کے منور اور اعضاء اقدس کو تشبیہات واستعارات کی لڑیوں میں پرو دیا ہے اور لطافت وسادگی کی ایک حسین مثال قائم کی ہے اور اپنی وارفتگی محبت اور شیفتگی کا اظہار یوں کیا ہے گویا کہ سرکار علیہ التحیۃ والثناء جلوہ بار، رونق افروز اور ضو فگن ہوں اور حسن ترصیع سے یہ تشبیہات جمع کی ہوں

اتنے سے بھی جی نہ بھرا اور سوزش قلب تیز تر اور فزوں ہوتی گئی تو یوں عرض کیا۔

واللہ گر مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگیں نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

یعنی حضور اقدس سرکار علیہ التحیۃ والثناء کا جسم جمیل سراپا گل ہے اور اس گل سے جو قطرات نمودار ہوتے ہیں۔ وہ بہت ہی خوش آیندہ اور فرح انگیز ہوتے ہیں انکی خوشبو کا یہ عالم ہے کہ وہ شام جاں کو معطر کر دیتی ہے اور وہ خزء لاینفک اس لئے ہے تو پھر کسی گل کی حاجت اور نہ کسی خوشبو کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کیوں کہ اس میں قلب کے لئے تسکین کا سامان ہے اور غم کا مداوی ہے۔

اسی طرح آپ کے رخ تاباں اور زلف عنبر کی دلکشی اور جمال و حسن کا نقشہ اس اسلوب میں قم فرمایا۔

رخ دن ہے یا مہر سماں یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشک ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یعنی آپ کا رخ تاباں روز روشن ہے یا آسمان کا چاند زلف معنبر اور گیسوئے اقدس رات کی سیاہی ہے پھر کہتے ہیں یہ تشبیہ دینا بھی قصور عقل اور خطاء فہم ہے کیوں کہ آپ کا رخ تاباں اس قدر روشن و تاباں اور مصفی و مجلی ہے کہ اس میں کسی قسم کی کوئی کدورت نہیں اور چاند میں کدورت ہے دوسرے یہ کہ چاند شعاع آپ کے رخ تاباں کی جھلک ہے اس سے تشبیہ کیوں کر ممکن ہے اسی طرح سے تشبیہات جمع کیں اور نغمی کی ہم آہنگی اور براعت پیدا کی ___ شاعر نے اپنے محبوب کے حسن کی تعریف میں یہ شعر کہا تھا

میرا محبوب ہے بڑھکر کہیں اس بدر کامل سے
میں اس کے حسن زیبا کی بھلا کیوں تشبیہ دوں

لیکن عشق رسالت کے متوالے سرزمین بریلی سے جب عاشق صادق بن کر اپنے رسول اکرم کے رخ تاباں اور زلف معنبر کی مدح سرائی اور نعت گوئی کی تو ایسا حسین امتزاج پیدا کیا جو بہت ہی نادر ہے۔

آپ جب روضہ اطہر پر حاضری اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مشتاق ہوئے اور دل تپیدہ ہوا تو یہ شعر رقم کیا:۔

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینہ پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

ایک مرتبہ عشق رسالت موجزن ہوا اور تلاطم خیز موجیں مارنے لگا تو یوں عقیدتوں کا گل پیش کیا۔

اے رضا سب چلے مدینہ کو
میں نہ جاؤں اے خدا نہ کرے

اللہ اکبر! یہ عشق رسالت کا کیا متوالا ہے اور محبت رسول کا کیا دیوانہ ہے کہ دربار حبیب کی زیارت کے لئے اس قدر مشتاق ہے کہ فراق حبیب لمحہ کے لئے بھی دل نرم و نازک کو گوارا نہیں بلکہ وہ الم ٹوٹ جاتا ہے۔

اسی طرح آپ کے اوصاف جمیلہ، خصائل حسنہ اور مناقب حمیدہ کا عکس جمیل یوں بیان کیا۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اور آپ کے کلام کی جذب و کشش اور فصاحت بیان اور بلاغت سخن کو یوں بیان کیا

ہیں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

غالب نے اپنے حبیب کی تعریف ہائے ہائے کی رٹ لگائی تو یوں لگائی۔

زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی
یعنی تجھ سے تھی اسے ناسازگاری ہائے ہائے

یہ تو غالب نے ہائے کی رٹ لگائی تھی لیکن کلام رضا میں اس کا اسلوب جداگانہ ہے وہ فرماتے ہیں۔

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو تیرے در سے پرارمان گیا

یہ اسلوب ادا اور طرز نگارش اپنی لطافت و سادگی کے ساتھ رقت خیز ہے کیوں کہ پرارمان جانے والا دل امام احمد رضا کا تپیدہ دل ہے غالب نے تو در حبیب سے ناامیدی اور یاس پائی۔

اسی طرح ناسخ اور میر تقی وغیرہ کے اشعار بھی آپ کے اشعار کے آگے سر خمیدہ ہیں کیوں کہ کلام رضا میں عشق حقیقی کا سوز و گداز تھا وہ کسی اور کی یاد میں کبھی بھی مشغول نہ ہوئے وہ خود فرماتے ہیں۔

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

شاعری کا مزہ اور اس کا مذاق اسی وقت ملتا ہے جب کہ عشق حبیب میں ڈوب کر لکھا جائے دل کا میلان اور طبعی رجحان ہو روح سوختہ اور جاں گداختہ ہو ورنہ وہ چاشنی، لذت اور شیرینی وحلاوت مفقود نظر آتی ہے۔

آپ ہمیشہ اپنی فروتنی اور انکساری کا اظہار کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:۔

کوئی، کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتنے ہزار پھرتے ہیں

آپ کی شاعری کا حسن امتزاج فلسفہ وہیئت بھی ہے چنانچہ شاتمان رسالت سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

کمان امکاں کے اے جھوٹو نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

اسی طرح یہ بھی فرماتے ہیں:۔

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

اس کلام کے اندر صنعت تضاد موجود ہے ساتھ ہی تلمیح بھی مازاغ البصر وماطغیٰ کی حسین تفسیر بھی اسی طرح یہ شعر بھی معراج اقدس کی عکاسی کرتے ہوئے فرمایا۔

لطف برق جلوۂ معراج لایا وجد میں
شعلہ جوالہ ہے سال ہے آسمان سوختہ

## امام احمد رضا اور انگریز

حضور اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ وہ عاشق صادق اور قدر دان جان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جو انگریزی وضع سے سخت نفرت اور بیزاری کا اظہار فرماتے۔ مغربی تہذیب و تمدن سے ہمیشہ اپنے آپ کو دور رکھا اور تادم آخر گریز کیا آپ انگریزوں سے تو قطع تعلق رکھتے ہی تھے آپ نے ان علماء اور سیاسی لیڈروں کی سخت ترین مذمت فرمائی اور ان کا رد بالغ فرمایا۔ جنہوں نے امریکن ڈالر کی تحصیل کے لئے اپنا مذہب و شریعت بیچ رکھا تھا قوم و ملت کا درد و سوز ختم ہو چکا تھا نصاریٰ اور مغربی تہذیب کے دلدادہ اور شیفتہ ہو گئے تھے آپ نے حکومت انگریز اور ان کی لادینی تحریک کے رد میں متعدد رسائل قلمبند فرمائے اور انگریز نواز علماء کا بھی رد بالغ فرمایا۔ اور حکومت نصاریٰ سے قطع تعلق اور بے رغبتی کا درس بخشا اس سلسلے میں آپ کی شہرہ آفاق کتابیں جو نادم تحریر معلوم ہوئیں وہ یہ ہیں۔

(۱) "دوام العیش فی الائمۃ من قریش" (۲) "المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ" (۳) الاعلام بان ھندوستان دار الاسلام" (۴) "انفس الفکر فی قربان البقر" (۵) الطاری الداری لھفوات عبد الباری" (۶) ابانۃ المتواری — وغیرہا

آپ نے اپنے زمانہ میں نت نئے پیدا ہونے والے جراثیم کا مداوی مہیا فرمایا اور سیکولر تحریک اور حکومت انگریز کے ناپاک عزائم "تار و پود کو بکھیر کر رکھ دیا آپ نے ذکر شدہ رسائل میں ایسے ایسے مفاسد اور انگریزوں کی ریشہ دوانیوں سے روشناس فرمایا کہ لوگ اس سے غفلت کے خواب میں پڑے ہوئے تھے اور انگریزی راہ نماؤں کی اندھی تقلید کر رہے تھے۔

سید الطاف صاحب بریلوی ایڈیٹر العلم آپ کے ترک موالات کفار اور نصاریٰ سے نفرت و اشکراہ کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

اعلیحضرت کو انگریز سے اس قدر نفرت تھی کہ انھوں نے تمام عمر لفافے پر ڈاک کا ٹکٹ الٹا لگایا یعنی تاج والا حصہ نیچے کی طرف رکھا" (خیابان رضا مطبوعہ لاہور ص۱۲)

حضور اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز سر زمین ہند پر نصاریٰ کا تسلط تو ناپسند فرماتے ہی تھے ساتھ ہی حکومت انگریز کے تسلط سے جو تعلیم و تربیت اثر پڑا اس کا آپ کو شدت سے احساس تھا اور آپ نے اپنی تحریر

ز تقریر کے ذریعہ انگریزی تعلیم و تربیت کے مضر اثرات سے اسلامیان ہند بلکہ اقوام عالم کو روشناس فرمایا۔ اور

انہیں دینی اور مذہبی تعلیم میں انہماک کی دعوت بخشی۔ چنانچہ آپ نے انگریزی تعلیم و تربیت کے تسلط یاب ہونے پر جو اپنا فریضہ منصبی انجام دیا ہے وہ ذکر شدہ تحریر سے ظاہر ہے آپ اقمطراز ہیں:۔

"انگریزی اور وہ بے سود تضیع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین دنیا میں بھی نہیں پڑتا جو صرف اس لئے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے این و آں مہملات میں مشغول رہ کر دین سے غافل رہیں کہ ان میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو وہ یہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا دین کیا ہے؟ جیسا کہ عام طور پر مشہور و معہود ہے جب تک یہ نہ چھوڑی جائیں اور تعلیم و تکمیل عقائد حقہ و علوم صادقہ کی طرف باگیں نہ موڑی جائیں دہریت نیچریت کی بیخ کنی ناممکن ہے کیا لیڈر اس میں ساعی ہیں؟ ہرگز نہیں۔" (رسائل رضویہ ص۹۳ ج ۲)

آپ کی یہ دوراندیشی بجا تھی کیوں کہ مغربی تہذیب اور نصرانی وضع اور تعلیم و تنظیم سے جو گہرا اثر پڑا ہے وہ حیطہ تحریر سے باہر ہے آج ہر سو نصرانیت چھائی ہوئی ہے اور دینی تعلیم و تنظیم سے بے رغبتی اور طلب دنیا لمحہ فکریہ ہے اس کا احساس ایک باشعور اور قوم کا درد اور ملت کا سوز رکھنے والا ہی کر سکتا ہے۔

آپ نے اقوام مسلم کی فلاح و بہبودی اور ان کی فروغ و ارتقاء کے لئے حکومت انگریز تسلط کے وقت جو تجاویز پیش کی تھیں وہ آپ کا نمایاں رول اور مثالی نمونہ ہے آپ نے حکومت انگریز سے بے رغبتی اور ان سے قطع خرید و فروخت کا درس دیتے ہوئے جو تجویز پیش کی ہے وہ یہ ہے

"اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدتے نہ گھر کا نفع گھر ہی میں رہتا۔ اپنی حرفت و تجارت کو ترقی دیتے کہ کہ کسی چیز میں کسی دوسری قوم کے محتاج نہ رہتے۔ یہ نہ ہوتا کہ یورپ و امریکہ والے چھٹا نک بھر تانبا کچھ صناعی کی گڑھت کر کے گھڑی وغیرہ نام رکھ کر آپ کو دے جائیں اور اس کے بدلے پاؤ بھر چاندی آپ سے لے جائیں" (حیات صدر الافاضل ص۱۵۱ ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لاہور)

تحریک خلافت کے زمانہ (۱۹۱۹ء) ہی میں آپ پر بعض فکر انگیزوں نے کچھ بے جا الزامات لگائے تھے جنہیں سے مذکورہ ذیل اعتراضات اور الزامات بھی تھے۔

(۱) نینی تال میں گفٹننٹ گورنر سے ملاقات کی (۲) گورنمنٹ کی خوشی کے لئے اس کے حسب منشا فتوی لکھا۔ (۳) گورنمنٹ سے تنخواہ پاتے ہیں۔

آپ نے ان بے بنیاد الزامات اور افتراءت کا رد بلیغ ان الفاظ میں رقم کیا۔

"ان کا جواب اس سے بہتر میرے پاس کیا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین" جس نے ایسا کیا اس پر قیامت تک کے لئے اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے نیک بندوں کی لعنت ہو" (ماہنامہ السواد الاعظم مراد آباد شمارہ جمادی الاولی ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۰ء)

ایک مقام پر آپ انگریز نوازی کے الزامات اور اس کے وسوسوں کی بیخ کنی کے لئے تصریح فرماتے ہیں۔

"اللہ و رسول جانتے ہیں کہ اظہار مسائل سے خادمان شرع کا مقصود کبھی کسی مخلوق کی خوشی نہیں ہوتا صرف اللہ عزوجل کی رضا اور اس کے بندوں کو اس کے احکام پہنچانا وللہ الحمد ——— سنئے! ہم کہیں واحد قہار اور اس کے رسولوں اور آدمیوں سب کی ہزار لعنتیں جس نے انگریز کے خوش کرنے کو تباہی مسلمین کا مسئلہ نکالا ہو نہیں بلکہ اس پر بھی جس نے حق حق مسئلے نہ رضائے خدا و رسول نہ تنبیہہ و آگہی مسلمین کے لئے بتایا بلکہ اس سے خوشنودی نصاری اس کا مقصود و مدعا ہو (المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ ص۴۸ بار دوم حسنی پریس دہلی)

حاصل یہ کہ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے اپنی پوری زندگی انگریز سے سخت نفرت اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ان کے ازعام فاسدہ اور خیالات باطلہ کا رد بلیغ انداز میں فرمایا اور ان کی تحریک و تدلیس

و تلبیس کے تار و پود کو بکھیر کر رکھ دیا اور ہمیشہ باقتضائے وقت ان کی ریشہ دوانی، دجل و فریب، مکر و حیلہ اور طلسم خیالات پر لوگوں کو آگاہی بخشی اور ان کی فلاح و بہبود، نجاح و کامرانی اور حصول مقاصد کا سامان فراہم کیا اور بلا خوف لومۃ لائم اس کا اعلان فرمایا اور کسی کا خوف دامن گیر ہوئے بغیر استوار قلم فرما کر لوح جبین پر اس کو نقش زدہ کر دیا تاکہ جانثاران رہبران اسلام ہمیشہ اس سے درس و عبرت تانے رہیں اور ہلاکت سوز طرز تنقیم سے محفوظ رہیں یہ آپ کا وہ نصب العین اور نمایاں مقام ہے جو دور دور تک لوگوں میں نہیں نظر آتا۔

---

## نعتِ پاک

**نظر جالنوی**

ہو تمہیں فخر دو جہاں صلِّ علیٰ رسولِ پاک
ثانی تمہارا ہے کہاں صلِّ علیٰ رسولِ پاک

ہو تمہیں نور اولیں، ہو تمہیں ذات آخری
تم ہو امام مرسلاں صلِّ علیٰ رسولِ پاک

عرش بریں پہ تم گئے، تم پہ کھلے تمام راز
تم ہو خدا کے راز داں صلِّ علیٰ رسولِ پاک

ذات تمہاری باصفا، شان تمہاری مرحبا
وصف ہو ہم سے کیا بیاں صلِّ علیٰ رسولِ پاک

کیوں نہ تمہارے نور سے نور ہوتے رہیں شب و سحر
صدقۂ زمین و آسماں صلِّ علیٰ رسولِ پاک

پڑھتے رہیں درود لوگ نذر سلام بھی کریں
گنتی رہے۔ یہی زباں صلِّ علیٰ رسولِ پاک

یہ ہے غلام کمتریں لاج تمہارے ہاتھ ہے
تم ہو نظر کے مہرباں صلِّ علیٰ رسولِ پاک

---

## مُدیرِ ذوالفقار

**سید اولاد رسول قدسی ایم، اے**

گلشن تحریر کے سلطان مدیر ذوالفقار
سنی دنیا کے حسیں ارماں مدیر ذوالفقار

پر تشدد دور میں کوشاں ہو حق کے واسطے
قوم کی تسکین کے ساماں مدیر ذوالفقار

مفتی اعظم کے صدقے مل گیا حسنِ معراج
ازہری صاحب کے ہو فیضاں مدیر ذوالفقار

یوں علم بردار تحریک رضا کے تم بنے
سنیت تم پر ہوئی نازاں مدیر ذوالفقار

ہر زباں مدحت سرا ہے دیکھ کر طرزِ قلم
یوں ہوئے مقبول تر ذیشاں مدیر ذوالفقار

ذہن کے پردے پہ ابھرا ادارت کا جمال
تم بنے اس کے حسیں عنواں مدیر ذوالفقار

---

بارگاہِ رب میں قدسی کی دعا ہو مستجاب
تم مدیروں میں رہو تاباں مدیر ذوالفقار

---

# امتناع کذب

## کیا خدا جھوٹ بول سکتا ہے

علامہ مولانا عبدالحکیم بستوی ایم، اے

امتناع کذب کا مسئلہ بہت پرانا ہے۔ گذشتہ صدی کی کی نیچ کی وہابیوں میں اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، اور مخالفین سے بحث و مناظرہ بھی ہو چکا ہے۔ ہمارے علمائے کے دلائل و براہین نے مخالفین کو ساکت کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس پر مزید کچھ لکھنے کی حاجت بیسوں سال سے محسوس نہ کی گئی۔ آج کل ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے علمائے کرام مختلف فیہ مسائل کو نہیں چھیڑتے، جب کہ مخالفین کے کچھ شرپسندوں نے ہم پر الٹے الزام قائم کرنا شروع کر دیا ہے کہ بریلوی قدرت خداوندی کی تنقیص کرتے ہیں۔

کیوں صاحب؟ صرف اس وجہ سے کہ بریلوی خداوند قدوس کے لیے کذب (جھوٹ) ممکن نہیں مانتے اسی کو کہتے ہیں، الٹے چور کو توال کو ڈانٹے! غالباً سب سے پہلے مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے ص ۸ ، پر اس جرم عظیم کا ارتکاب کیا تھا۔ ایسوں ہی کے بارے میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"یخرج قوم فی اخر الزمان او فی ھذہ الامۃ یقرؤن القراٰن ولا یجاوز تراقیھم او حلقومھم سیماھم التحلیق اذا رائیتوھم او اذا لقیتموھم فاقتلوھم"

(رواہ ابن ماجہ عن انس بن مالک)

"ایک جماعت آخری زمانہ میں یا اس امت میں نکلے گی جو قرآن پڑھے گی اور قرآن ان کے گلے کے نیچے نہیں اترے گا علامت اس جماعت کی یہ ہے کہ سر بہت منڈائے گی جب تم انہیں دیکھو یا ان سے ملاقات کرو تو ان سے جنگ کرو۔"

مگر افسوس اس پر ہے کہ اس کے باوجود قوم مسلم انہیں اپنا مقتدیٰ اور پیشوا سمجھتی ہے اور جب ایسے گستاخوں کی گستاخیوں سے انہیں آگاہ کیا جاتا ہے تو آگاہ کرنے والوں پر طرح طرح کے الزام لگانا شروع کر دیتی ہے۔ مگر خدا کو جھوٹا کہنے والوں کو مسلمان ہی سمجھتی ہے مگر ایک سوال حاشیہ خیال میں گردش کرتا ہے کہ جو لوگ امکان کذب باری کے قائل ہیں۔ تو کیا ان کا قول قرآن مقدس کے مطابق ہے، کیا سلف صالحین بھی اس طرح کا عقیدہ رکھتے تھے، اگر ہاں تو ان کا کوئی قصور نہیں، لیکن جب قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو ببانگ دہل اعلان کرتا ہوا نظر آتا

ہے۔

"وَمن اصدقُ مِن اللہِ قیلاً" اور "ومن اصدق من اللہِ حدیثاً"

اللہ سے سچا کون ہے، یعنی قرآن مقدس اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ صدق خدائے تعالےٰ کی صفت واقعہ دائمہ واجبہ قائمہ بالذات ہے اور اگر قائلین امکان کذب کا فرمان ان کے علم وفضل اور ظاہری تقویٰ وطہارت کی بنیاد پر تسلیم کر لیا جائے تو کذب (جھوٹ) کو بھی خدا کی صفت واقعہ دائمہ واجبہ قائمہ بالذات تسلیم کرنا ہوگا۔ اس لیے کہ خدا کی صفتیں ایک آن کے لیے بھی خدا سے منفک (جدا) نہیں ہو سکتیں، تو ایک ہی آن میں خدا کا صادق وکاذب ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ یہ دونوں آپس میں ضد ہیں اجتماع ضدین محال ہے۔

یہ رہی قرآن کی اجمالی دلیل، جس سے ثابت ہو گیا کہ خداوند قدوس جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اور جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ان کا قول قرآن مقدس کے خلاف ہے۔

اب مذکورہ آیتوں کی تفاسیر میں مفسرین کرام کے وہ اقوال ملاحظہ فرمایئے جن میں صراحتہً امکان کذب کی نفی اور امتناع کذب کا قول کیا گیا ہے۔

**دلائل از تفاسیر:** علامہ نسفی علیہ الرحمہ تفسیر مدارک جلد اول میں فرماتے ہیں۔

"ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ وعدہ ووعیدہ لاستحالۃ الکذب علیہ علیہ بقبحہ لکونہ اخبارا عن الشی بخلاف ما ھو علیہ"

"اللہ سے سچا کوئی نہیں ہے اس کے خبر دینے میں اور اس کے وعدہ کرنے میں اور وعدہ کے پورا کرنے میں اسلئے کہ جھوٹ خدا پر محال ہے قبیح ہونے کی وجہ سے کیونکہ جھوٹ خلاف واقعہ خبر دینے کو کہتے ہیں"

علامہ سعید اپنی کتاب تفسیر ابو سعید چہارم جلد کے اندر رقم طراز ہیں۔

"والکذب محال علیہ دون غیرہ"

"جھوٹ خدا پر محال ہے خدا کے غیر پر نہیں"

علامہ بیضاوی تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں۔

"لا یتطرق الکذب الیٰ خبرہ بوجہ لانہ نقص علی اللہ محال"

"جھوٹ اللہ تعالےٰ کی خبر کی جانب راہ نہیں پاتا، اس لیے کہ جھوٹ عیب ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ پر محال ہے"

مفسرین کرام کی ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ خداوند قدوس جھوٹ نہیں بول سکتا، اور مفسرین کرام کا عقیدہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرات امکان کذب کے نہیں بلکہ امتناع کذب کے قائل تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو لوگ امکان کذب باری کے قائل ہیں، اولاً ان کا وہ عقیدہ قرآن مقدس کے خلاف ہے، دوسرے وہ ان کے بدعتی ہونے کی واضح دلیل ہے، کیا مذکورہ دلائل کے ملاحظہ کر لینے کے بعد بھی اس بات کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ یہ خبیث جملہ اپنے زبان وقلم سے ادا کیا جائے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے، دیانت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ حق کو تسلیم کر لیا جائے۔ مگر اب بھی کچھ لوگ اپنے دعویٰ مکروہ پر مصر ہیں۔ لہٰذا اب ان حضرات کی چند عبارتیں پیش کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ جنہیں ہر مسلمان اپنا مقتدیٰ اور پیشوا تسلیم کرتا ہے۔

**دلائل از کتب عقائد:** صاحب شرح مواقف اپنی کتاب شرح مواقف کشوری کے صفحہ ۲۴ پر تحریر فرماتے ہیں

"انہ تعالیٰ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلہ ان الکذب قبیح وھو سبحانہ لا یفعل القبیح واما امتناع الکذب

عند نا فانہ نقص والنقص علی اللہ محال اجماعاً

" بیشک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا اتفاقاً محال ہے معتزلہ کے نزدیک اس وجہ سے قبیح شے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قبیح نہیں کرتا اور ہمارے حنفی اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس وجہ سے کہ نقص ہے اور وہ اجماعاً خدا پر محال ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۶۷۵ پر ہے "

وقد صرح فی مسئلۃ الکلام من موقف الالٰہیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ۔

اور موقف الٰہیات کے مسئلہ کلام میں اس کی تصریح ہو چکی ہے کہ جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

اور ایک مقام پر ہے۔ علم استحالۃ الکذب علی اللہ تعالیٰ جھوٹ کا خدا پر محال ہونا معلوم ہو چکا ہے۔

اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں ـــ والکذب علیہ محال، جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

اور علامہ قاضی عضد اپنی کتاب عقائد عضدیہ کے صفحہ ۶۲ تحریر فرماتے ہیں۔

الکذب نقص والنقص علیہ محال،
فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ،

جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے تو نہ وہ ممکنات سے ہوگا اور نہ اس پر قدرت ہی شامل ہوگی۔

اور علامہ عبدالمجید بغدادی نثر اللآلی شرح امالی کے صفحہ ۹۲ پر رقم طراز ہیں: والکذب فی حقہ تعالیٰ محال
جھوٹ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔

مذکورہ کتب عقائد کی روشنی میں بھی اس بات کی توضیح ہوگئی کہ خدا جھوٹ نہیں بول سکتا، اور جو لوگ امکان کذب باری کا قول کرتے ہیں، یقیناً وہ اہل بدعت ہیں اور ایسوں کے بارے میں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اصحاب البدع کلاب اھل النار،

اہل بدعت جہنمیوں کے کتے ہیں۔ لہٰذا ان بدعتوں کی بدعت سے ہر انسان کو اجتناب کرنا چاہیئے۔

قارئین کے ذہن میں ایک بات ضرور کھٹکتی ہو گی کہ آخر جو لوگ امکان کذب کے قائل ہیں وہ جاہل تو نہیں بلکہ عالم و فاضل کہلاتے ہیں، تو آخر ایسا قول انہوں نے کیوں کیا جو خلاف عقل و نقل ہے تو اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ۔

خدا جب دین لیتا تو عقلیں چھین لیتا ہے، لیکن ان کی دلیلوں کو پیش کرکے ان کا ابطال بھی ضروری سمجھتا ہوں'

قائلین امکان کذب کی تین مشہور دلیلیں ہیں جنہیں وہ اکثر پیش کیا کرتے ہیں، مگر دعویٰ دلیل کی حقیقت کو تو وہ سمجھ سکتا ہے۔ جس کا کچھ علم سے واسطہ ہو،

خیر چھوڑیئے ان کے مبلغ علم کو اور ملاحظہ فرمائیے ان کی دلیلوں کو

دلیل اول اور اس کا ابطال: قائلین امکان کذب کا کہنا ہے کہ قرآن مقدس میں خداوند کریم فرماتا ہے۔

ان اللہ علی کل شئ قدیر " بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ جھوٹ بھی ایک شئ ہے لہٰذا خدا جھوٹ پر بھی قادر ہوگا جب جھوٹ پر قدرت شامل ہو گی۔

جھوٹ بولنا ممکن ہوگا، سبحان اللہ اسی کو کہا جاتا ہے۔

کھسیانی بلی کھمبا نوچے، اگر یہ قوم۔ شے کا معنیٰ سمجھ لی ہوتی تو ایسا خبیث جملہ اپنی زبان و قلم سے ادا نہ کرتی، سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے۔

" یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا "

" اسی قرآن سے بہت سے لوگ گمراہ ہوں گے اور بہت سے لوگ ہدایت پائیں گے "

کاش یہ قوم اتنا سمجھ لی ہوتی کہ شے سے مراد شے ممکن ہے نہ کہ محال جیسا کہ کتب عقائد میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔ لہذا آیت کریمہ کا مفاد ہوگا بیشک اللہ تعالے ہر ممکن شے پر قادر ہے اور اس پر اہل سنت وجماعت کا ایمان ہے۔

رہے جھوٹ، چوری، چغلی، تو یہ چیزیں خدا کے لیے محال ہیں، ممکن نہیں، اس لیے کہ اگر چوری کو ممکن مانا جائے تو معنیٰ ہوگا کہ خداوند قدوس دوسروں کی ملکیت کو اپنے قبضہ میں کرسکتا ہے اور یہ معنیٰ صراحتًہ باطل ہے۔ تمام چیزیں حقیقۃً خدا ہی کی ملکیت میں ہیں، لہذا معلوم یہ ہوا کہ مذکورہ آیت کریمہ ان کی دلیل نہیں بن سکتی ہے بلکہ اس سے ان کی دلیل کا ابطال کیا جاسکتا ہے۔

**دلیل ثانی اور اس کا ابطال:** قائلین امکان کذب باری اپنے دعویٰ کے ثبوت میں "کل مقدور العبد مقدور اللہ" کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کلیہ مسلمات سے ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس پر بندہ قادر ہے، اللہ بھی قادر ہے چونکہ بندہ جھوٹ پر قادر ہے، تو خدا بھی جھوٹ پر قادر ہوگا اور جب جھوٹ خدا کی قدرت میں شامل ہے تو یہ کہنا درست ہوگا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے، یہ رہی اس قوم کی اندھی دلیل مگر میں پوچھنا چاہتا ہوں، کہ خدا کا جھوٹ پر قادر ہونے سے کیا مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ تو خدا کی ذات ستودہ صفات اس سے پاک و منزہ ہے کہ وہ جھوٹ بول سکے، جس کے متعلق ہم نے بہت سی دلیلیں قرآن وتفاسیر کتب عقائد سے پیش کی ہے، اور اگر یہ مراد ہے کہ جھوٹ خداوند قدوس کی مخلوق ہے، اور خدا اس کو خالق ہے، تو اس پر اپنا ایمان ہے اور وہی اس کلیہ کا مفاد ہے۔ اس لیے کہ قضیہ محصورہ میں محمول کا ثبوت موضوع کے افراد کے لیے ہوتا ہے اور یہاں موضوع مقدور العبد کا فرد کذب عبد ہے نہ کہ کذب باری تعالےٰ تو کلیہ مذکورہ کا مطلب ہوگا۔ کذب العبد بمقدور اللہ، نہ کہ کذب اللہ بمقدور العبد، لہذا معلوم ہوا۔ کہ اس جماعت کی یہ دلیل بھی خلاف عقل ونقل ہے

**دلیل ثالث اور اس کا ابطال:** اپنے دعویٰ مذکور پر یہ دلیل الزامی پیش کرتے ہیں جھوٹ تحت قدرت باری نہ ماننے کی صورت میں قدرت باری میں عجز ونقص لازم آئے گا۔ حالانکہ ذات باری عجز ونقص سے پاک ہے۔

یہ ہے اس جماعت کی وہ دلیل جسے کوئی عاقل سن کر یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتا ہے کہ آخر یہ لوگ مدرسوں سے فضیلت کی ڈگری حاصل کرتے ہیں یا حماقت وجہالت کی اتنی سی بات نہ سمجھ سکے کہ جھوٹ اور اس جیسی قبیح چیزیں اگر قدرت باری میں داخل نہ ہوں تو قدرت باری میں عجز ونقص لازم نہیں آئے گا، بلکہ جھوٹ جیسی قبیح چیزوں میں نقص وعجز لازم آئے گا۔ جیسے انسان ہوا، خوشبو بدبو کو نہیں دیکھتا ہے۔ مگر ان اشیاء کے نہ دیکھنے کی بنا پر اندھا نہیں کہا جاتا۔ بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ مذکورہ چیزوں میں اس کی صلاحیت ہی نہیں ہے کہ وہ نگاہوں کے سامنے آسکیں، یوں ہی اگر اشیاء قبیحہ قدرت باری میں داخل نہیں ہیں تو قدرت میں نقص نہیں مانا جائے گا۔ بلکہ اشیاء قبیحہ میں نقص مانا جائے۔ مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے، کہ قارئین کے اوپر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ خدا جھوٹ نہیں بول سکتا ہے

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

# تجلیات سیرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ

از: اقبال احمد قادری اختری۔ پاکستان

شہر سرور بریلی شریف ہے گرمی کا زمانہ ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ اپنی رحمتیں برکتیں خوب لٹا رہا ہے بریلی شریف کے محلہ سوداگران کے ایک علمی خاندان میں ایک بچہ کی روزہ کشائی ہے، بچہ کو صبح سحری میں اٹھایا گیا اور حسب ضرورت سحری کرادی گئی، کاشانۂ مبارکہ میں روزہ کشائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں آج عزیز و اقارب کو افطار کرنے کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔

سہ پہر کا وقت ہوا تو سامانِ افطار کی تیاری شروع ہو گئی ایک ایک کمرے میں پھل فروٹ اور دیگر سامان کے علاوہ فرنی کے پیالے بھی چنے ہوتے ہیں۔

سخت گرمی ہے، بوجہ گرمی لوگوں کا برا حال ہے ہر کوئی چاہتا ہے کہ جلد وقتِ افطار ہو جائے تاکہ روزہ افطار کیا جائے، یکایک بچہ کے والد اپنے بچہ کو لے کر اس کمرے میں جاتے ہیں اور اندر سے دروازہ بند کر لیتے ہیں۔ پھر ایک فرنی کا پیالہ اٹھا کر اپنے بیٹے کی طرف بڑھاتے ہیں اور امتحاناً کہتے ہیں۔

"لو! اسے کھالو"

بچہ حیران ہو کر عرض کرتا ہے

"ابا حضور! میرا تو روزہ ہے، کیسے کھاؤں؟"

اس پر والد نے کہا۔

میاں کھا بھی لو، بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، میں نے دروازہ بند کر دیا ہے اب کوئی دیکھنے والا نہیں، لو جلدی سے کھالو۔"

یہ سن کر بچہ نے ادب سے عرض کیا۔

ابا حضور! جس کے حکم پر روزہ رکھا ہے، وہ تو دیکھ رہا ہے۔"

بچہ کا یہ جواب سن کر والد کی آنکھوں سے بے اختیار اشکوں کا سیلاب بہہ نکلا، فرطِ مسرت میں اپنے ہونہار فرزند کو گلے لگا لیا، سینے سے چمٹا لیا اور پیار کرتے ہوئے باہر لے آئے، اور پھر اوقات کار کے مطابق بچے اور سب نے روزہ افطار کیا۔

یہ بچہ کون تھا ــــــ؟

۵،۶ برس عمر کا لڑکا اپنے گھر سے باہر کسی کام نکلا، ایک بڑا کرتا زیب تن کئے یہ بچہ خراماں خراماں جا رہا ہے کہ سامنے سے چند زنانِ بازاری (طوائف کا گزر ہوا، بچہ نے جب ان کو دیکھا تو کرتے کے دامن سے اپنا منہ چھپا لیا، بچہ کی یہ حرکت دیکھ کر ان میں سے ایک نے طنزاً کہا۔ میاں ستر کی تو خبر لو"

بچہ نے جب سنا تو منہ چھپائے چھپائے ہی برجستہ جواب دیا۔ "نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے، دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔"

بچہ کا جواب سن کر زن بازاری شرمندہ و لاجواب

www.muftiakhtarrazakhan.com
Tajushshariah Foundation, Karachi, Pakistan

ہو گئی اور اپنا رستہ لیا، سننے والے اس بچے کی ذہانت اور حاضر جوابی سے دنگ رہ گئے۔[۲]

یہ بچہ کون تھا ــــ ؟

شہر علوم بریلی شریف میں ایک مدرسہ میں دینی تعلیم دی جا رہی ہے بچے آتے ہیں اور اپنا سبق سنا کر جو استاد نیا سبق پڑھاتے ہیں، پڑھتے جاتے ہیں، انہی بچوں میں ایک بچہ جب سبق لینے آیا تو استاد کسی آیۃ کریمہ میں بار بار ایک لفظ کی اصلاح کرتے ہیں مگر لفظ بچے کی زبان پر نہیں چڑھتا، اتفاقاً اتنے میں اس بچے کے جدِ امجد اپنے وقت کے عالم جلیل تشریف لائے۔ انھوں نے جب بچے کی تکرار دیکھی تو دوسرا قرآن پاک منگوا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کاتب نے غلطی سے زیر کی جگہ زبر لکھ دیا۔ انھوں نے پہلے تو تصحیح کی پھر بچہ کو مخاطب فرمایا کہ استاد کی بات احتراماً تسلیم کرنی چاہیئے، بچے نے جواب عرض کیا کہ میں تو حکم کی تعمیل چاہتا تھا۔ مگر زبان ہی نہ لوٹتی تھی بچے کی یہ بصیرت دیکھ کر انھوں نے اس کے حق میں دعا کی، اس بچے سے اکثر اسی قسم کی باتیں سرزد ہوتی رہتی تھیں ایک مرتبہ بچے کے استاد نے حیرانی کے عالم میں کہا کہ

"تم جن ہو یا انسان"

یہ بچہ کون تھا ــــ ؟

ایک بار استاد موصوف بچوں کو پڑھانے میں مشغول تھے کہ ایک بچہ آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا، استاد نے جواباً کہا کہ "جیتے رہو" اتنے میں ایک بچے نے برجستہ کہا "یہ تو جواب نہ ہوا آپ بھی جواباً سلامتی بھیجئے" مولوی صاحب نے فوراً کہا۔ "وعلیکم السلام" بچے کی بروقت تنبیہ سے بہت خوش ہوئے اور دعائیں دینے لگے۔[۳]

یہ بچہ کون تھا ــــ ؟

یہ بچہ کوئی عام بچہ نہ تھا۔

اس بچے کو تو قدرت نے عالمِ اسلام اور خاص کر ہندوستان کے سادہ لوح مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے بریلی شریف میں مبعوث فرمایا تھا۔ یہ وہ ہی تھا جو کہ آگے چل کر دنیائے اسلام کی ایک عظیم عبقری شخصیت بن کر ابھرا۔

جس کو علمائے عرب و عجم نے "مجددِ دین و ملت" کہا۔

کون ــــ ؟

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی!

وہ امام احمد رضا ــــ جنھوں نے ایک کم فہم مفتی کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ رسید کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ برصغیر (پاک و ہند) "دار الحرب نہیں دار الاسلام" ہے۔ اور یہ ہندوستان کے سادہ لوح مسلمانوں کو ذلت و غربت کی موت مرنے سے بچا لیا۔

وہ امام احمد رضا ــــ جنھوں نے سب سے پہلے اس وقت "دو قومی نظریہ" کا پرچار کیا جب قائدِ اعظم اور اقبال مرحوم بھی متحدہ قومیت کے حامی تھے۔

وہ امام احمد رضا ــــ جن کی خدمات پاکستان کیلئے بابائے قوم اور شاعرِ مشرق سے کسی بھی طرح کم نہیں۔

وہ امام احمد رضا ــــ کہ ایسے عالم، وہ کون سا علم ہے جو کہ ان کو نہ آتا ہو، وہ فن ہی کیا ہے؟ جس سے وہ واقف نہ ہوں۔

وہ امام احمد رضا ــــ ایسے مفتی کہ ان کے "فتاوی رضویہ شریف"، کی چند جلدیں مطالعہ کرنے کے بعد شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ

"میں نے دورِ آخر میں ان (مولانا احمد رضا خاں) جیسا فقیہہ نہیں دیکھا۔ مولانا جو رائے ایک بار قائم کرلیتے ہیں اسے دوبارہ بولنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اپنا موقف ہمیشہ خاصی سوچ و بچار کے بعد اختیار کرتے ہیں،

ہاں! اگر عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ان کی طبیعت میں شدت نہ ہوئی تو وہ اپنے دور کے امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) ہوتے" ۵ھ

وہ امام احمد رضا ــــ جو علم و فضل کے ایک وسیع سمندر تھے، وہ سمندر جس کے اندرونی رموز و اسرار سے مکمل آشنائی تو ایک طرف، تا ہنوز ساحل تک بھی رسائی نہیں ہو سکی۔

وہ امام احمد رضا ــــ جو زود نویسی، برجستہ تحریر اور تصنیفی استعداد کی تمام اعلیٰ صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے۔

وہ امام احمد رضا ــــ جن کی وسعت علمی، فنِ تحریر اور محاسنِ کنزالایمان کا یہ عالم کہ اگر علم و فن کے بڑے بڑے آئمہ کرام کو مشاہدے کا موقع ملتا تو خدا کی قسم وہ شرف تلمذ کی آرزو کرتے۔ ۷ھ

وہ امام احمد رضا ــــ جنہیں دنیا آج "اعلیحضرت" امام اہل سنت اور فاضل بریلوی کے نام سے یاد کرتی ہے۔

آپ نے ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بوقت ظہر اس دنیائے فانی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔ ۸ھ

والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ نے آپ کا نام "محمد" تجویز فرمایا اور جدِ امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے "احمد رضا" تاریخی نام "المختار" رکھا گیا جس سے آپ کا سنِ ولادت ۱۲۷۲ھ برآمد ہوتا ہے (حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی پر فخر کرتے ہوئے آپ اپنے نام سے پہلے "عبدالمصطفیٰ" کا اضافہ کرکے یوں لکھا کرتے تھے "عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں") ۸ھ

آپ کی پیدائش کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ مسنونہ ہوا، اسی دن آپ کے جد امجد مولانا رضا علیخاں علیہ الرحمہ نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر تھی کہ یہ فرزند ارجمند فاضل و عارف ہوگا ۹ھ

چنانچہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم فرمایا اور چھ سال کی عمر میں ماہ ربیع الاول شریف میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک بہت بڑے مجمع میں تقریر فرمائی، آپ نے "صرف ونحو" کی ابتدائی کتابیں مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ سے پڑھیں، پھر تمام علوم وفنون اپنے والدِ گرامی مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ سے حاصل کئے۔ صرف آٹھ سال کی عمر میں "فن نحو" کی مشہور کتاب "ہدایت النحو" پڑھی اور خداداد علم کے زور کا یہ عالم تھا کہ اس ننھی سی عمر میں ہی "ہدایت النحو" کی عربی شرح لکھ دی۔ حافظہ اور عقل و فہم کا یہ عالم کہ کتاب کا صرف چوتھائی حصہ استاد سے پڑھتے باقی خود سنا دیتے علم و فضل میں اس درجہ پر پہنچے کہ بعد میں آپ کے استاد مرزا صاحب موصوف نے آپ سے "ہدایہ" کا سبق لیا۔ ۱۲ برس کی مختصر سی عمر ۱۲۸۶ھ میں والدِ ماجد سے درسیات کی تکمیل کی، ۱۲۹۲ھ میں تھوڑے دنوں رامپور میں قیام کرکے مولانا عبدالعلی

ماہر ریاضی داں سے "شرح چغمنی" کے چند سبق پڑھے ۱۳ سال ۱۰ ماہ ۵ دن کی عمر میں صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام فقہ، اصول معانی و بیان، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، منطق، فلسفہ، ہیئت وغیرہ جمیع علوم دینیہ، عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کرکے ۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو سندِ فراغت حاصل کی اور دستارِ فضیلت زیب سر فرمائی اور اسی روز سب سے پہلا فتوی لکھا۔ [11]

آپ کو علوم درسیہ کے علاوہ علوم جدیدہ و قدیمہ پر بھی مکمل عبور حاصل تھا حیرت کی بات یہ کہ ان میں بعض علوم ایسے ہیں جن میں کسی استاد کی رہنمائی حاصل کئے بغیر اپنی خداداد صلاحیت و ذہانت سے کمال حاصل کیا، ایسے تمام علوم و فنون جن پر امام احمد رضا کو مکمل عبور حاصل تھا۔ جدید تحقیق کے مطابق تقریباً ستر (۷۰) ہیں [12] ان میں کئی فن تو ایسے ہیں کہ دورِ جدید کے بڑے بڑے محققین اور عالم انہیں جاننا تو درکنار، شاید ان کے ناموں سے بھی آگاہ نہ ہوں۔

آپ نے صرف ایک ماہ میں پورا قرآن مجید حفظ فرمایا چنانچہ ہوا یوں کہ بعض حضرات آپ کے نام سے پہلے "لفظ" حافظ بھی لکھ دیا کرتے تھے۔ آپ کو اس کا بڑا احساس ہوا ایک مرتبہ فرمایا کہ میں "حافظ" نہیں مگر لوگ مجھے "حافظ" لکھ دیتے ہیں لہٰذا میں نہیں چاہتا کہ وہ غلط ثابت ہو، رمضان شریف کا مہینہ آیا تو آپ نے روز ایک پارہ حفظ کرنا شروع کر دیا وہ اس طرح کہ روزانہ دن میں ایک سپارے کا دور فرماتے اور رات کو تراویح میں سنا دیتے اس طرح آپ آخری رمضان المبارک کو تیسویں سپارے کا دور فرما رہے تھے اس طرح صرف ایک مہینہ میں پورا قرآن مجید حفظ فرما لیا اور اگلے پچھلے سارے حفاظ کا ریکارڈ توڑ دیا۔ یہ خدا کا انعام تھا اور آپ کے حافظہ کی کرامت [13]

(یہ بات واضح رہے کہ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے تعلیم کی غرض سے کسی مدرسہ یا دار العلوم میں داخلہ نہیں لیا بلکہ جملہ علوم و فنون کو اپنے جد امجد اور والد ماجد کی بارگاہ میں ہی حاصل کیا بعض کوتاہ اندیش آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے فلاں مدرسہ فلاں دار العلوم سے پڑھا ہے حالانکہ یہ بات تاریخ سے بالکل خلاف اور سراسر بہتان ہے) آپ نے مذکرہ جملہ اساتذہ کرام کے علاوہ کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں فرمایئں رب کائنات کے فضل و کرم سے، علم سے لگاؤ تھا۔ چنانچہ خداداد ذہانت کی وجہ سے علوم مروجہ کا سراپا بن گئے۔ آپ نے مختلف علوم و فنون پر تقریباً ایک ہزار (۱۰۰۰) کے لگ بھگ کتابیں تصنیف فرمایئں اور علوم و معارف کے وہ دریا بہائے کہ جن سے تشنگانِ علم رہتی دنیا تک سیراب ہوتے رہیں گے۔ آپ کے تبحر علمی کا اعتراف آپ کے مخالفین تک نے کیا ہے [15]

علوم و فنون کے بحرِ ذخار ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے مزاج میں شگفتگی بھی تھی آپ نہایت خشک زاہد بن کے نہ رہے بلکہ بسا اوقات متبسم رہتے تھے اور دوسروں کے لبوں کو بھی تبسم عطا فرماتے تھے۔ آپ میں تواضع و انکساری کا مادہ اتم تھا۔

علم ظاہری سے سرفراز ہونے کے بعد "علوم باطنی" سے فیض یاب ہونے کے لئے آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ ۱۲۹۴ھ / ۱۸۶۸ء میں ہندوستان کے روحانی مرکز "خانقاہ عالیہ برکاتیہ" مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور قطب زماں حضرت شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ ارادت

مندوں میں شامل ہو گئے، پیرِ روشن ضمیر نے مرید باصفا کی نورانی پیشانی پر آثارِ سعادت دیکھ کر اسی وقت اپنی روحانی خلافت اور اجازت سے نوازا، بس پھر کیا تھا، ایک تو آپ کی سرگرمیاں دوسرا آپ کا بڑھا چڑھا ہوا زہد و تقویٰ سارے ہندوستان اور بلاد برصغیر میں دھوم مچ گئی، ہر طرف سے تشنگان علم اور نورِ معرفت کے پروانے آپ پر ٹوٹنے لگے اور لوگوں کی تو بات ہی کیا خود آپ کے پیر و مرشد حضرت سید شاہ آلِ رسول مارہروی قدس سرہٗ آپ پر فخر کرتے اور فرماتے تھے کہ۔

"جب قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ
اے آلِ رسول! میرے لئے کیا لایا ہے تو
میں عرض کروں گا اے مالکِ کل! میں تیرے
لئے احمد رضا لایا ہوں ۱۲"

آپ پہلی بار ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ کی معیت میں زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے، اس سفرِ مبارک میں جب مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ایک نظم تحریر فرمائی۔ جو واردات و کیفیاتِ قلبیہ کی آئینہ دار ہے، جس کے حرف حرف سے بوئے محبت پھوٹ پھوٹ برستی نظر آتی ہے اس کا مطلع یہ ہے۔

ع حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

جب کہ دوسری مرتبہ ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۵ء میں حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے ۱۳
قیام مکہ آپ حرم شریف کے صحن میں تشریف فرما تھے انوارِ معرفت سے پیشانی جگمگا رہی تھی، اتنے میں امام وقت حضرت حسین بن صالح شافعی علیہ الرحمہ کا گزر ہوا، ان کی نظر آپ کے رخِ زیبا پر پڑی تو بے ساختہ پکار اُٹھے۔

(بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور
دیکھتا ہوں)

دوسری بار حج کے موقع پر علماءِ عرب نے ایک استفتاء "علم غیب" پر پیش کیا اور دو دن میں اس کا جواب طلب چاہا۔ طویل سفر کے سبب آپ کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور بخار بھی تھا اور پھر نہ کوئی تحریری یادداشت قریب اور نہ ہی حوالہ کے لئے کتابیں موجود تھیں مگر اپنی خداداد صلاحیت سے کام لے کر آپ نے صرف آٹھ گھنٹے میں مطلوبہ سوال کا جواب تحریر فرمایا جو کہ ایک بے مثال و لازوال کتاب کی صورت میں تقریباً چار سو (۴۰۰) صفحات پر پھیل گیا اور علمائے عرب نے جب جواب دیکھا تو حیران رہ گئے چنانچہ مدینہ منورہ کے ایک عالم جلیل شیخ ہدایت اللہ بن محمد سعید السندی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے جب امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی یہ عربی تصنیف جو کہ "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" کے نام سے موسوم ہے دیکھی تو اس پر عربی میں فاضلانہ تقریظ تحریر فرمائی جو کہ تقریباً آٹھ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اس میں انھوں نے آپ کو

"مجدد المائۃ الحاضرۃ مولانا الطاہرۃ"

کے لقب سے یاد فرمایا تھا ۱۴

حضرت امام احمد رضا قدس سرہ علمی سرمایہ یوں تو بے پناہ ہے مگر آپ کا ترجمۂ قرآن اور فقہی شاہکار "فتاویٰ رضویہ" اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ نے ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں

قرآن مجید میں سلیس اردو میں ترجمہ فرمایا جو کہ "کنز الایمان فی ترجمہ القرآن" کے نام سے موسوم آج بھی ہر جگہ دستیاب ہے۔ یوں تو اردو زبان میں متعدد حضرات نے ترجمہ کیا مگر آپ کا ترجمہ ان تراجم پر نمایاں فوقیت رکھتا ہے۔ دیگر تراجم کا آپ کے ترجمہ سے مقابلہ کرنے پر ایک فرق واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ آپ کا ترجمہ لغوی، معنوی، ادبی اور علمی کمالات کا جامع ترین مرقع ہے، رواں اور شگفتہ ہونے کے ساتھ ساتھ اصل روح سے حد درجہ قریب ہے۔ نیز ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے ہر مقام پر اللہ تعالیٰ اور انبیاءِ کرام علیہ السلام کے ادب واحترام اور عزت وعصمت کو بطور خاص ملحوظ رکھا ہے، ان تمام باتوں کا احساس تو موازنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ترجمہ کا دیگر تراجم سے مقابلہ کیا جائے اور ہمیشہ صرف اور صرف یہی ترجمہ "کنز الایمان" پڑھا جائے تاکہ نہ صرف ایمان وعقائد محفوظ رہیں بلکہ ایمانی دولت میں مزید برکت واضافہ ہوتا رہے۔

آپ ایک عدیم النظیر فقیہہ تھے دیگر علوم وفنون میں تو آپ کو امامت کا درجہ حاصل تھا ہی لیکن سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس سچے وارث نے امام المسلمین (علیہ الرحمہ) کی طرح فقہ کو اپنا خصوصی میدان قرار دیا، فتاویٰ نویسی میں آپ نے مہارت تو بچپن میں ہی حاصل کر لی تھی، چنانچہ فتویٰ نویسی میں آپ کا جواب نہ تھا۔ دنیا بھر سے اس قدر آپ کی بارگاہ میں فتوے آتے کہ کسی مفتی کے پاس نہ آتے ہوں گے ایک وقت تقریباً پانچ پانچ سو فتوے آتے اور آپ سب کا جواب اسی وقت اور اسی زبان میں لکھوا دیتے جس سوال میں ہوتا آپ کے فتاوی کا مجموعہ "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" المعروف "فتاوی رضویہ" کے نام سے موسوم ہے جو کہ ہزار ہا صفحات کی بارہ جہازی سائز ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے فتاوی رضویہ" کو برصغیر پاک وہند اور بلادِ اسلام میں "فتاوی عالمگیری" کے بعد ایک اہم مقام حاصل ہے۔

آپ جامع کمالات بزرگ تھے جس فن اور جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اپنی انفرادیت کا سکہ ثبت کر دیا۔ آپ کی اصل دولت حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھی اور اسی جذبۂ پاک سے ہر وقت آپ کی روح سرشار رہتی تھی، آپ عام اربابِ سخن کی طرح صبح سے شام تک اشعار کی تیاری میں معروف نہیں رہتے تھے بلکہ اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادیں جب تڑپتے اور دردِ عشق آپ کو بیتاب کرتا تو از خود نعتیہ اشعار زبان پر جاری ہو جاتے اور پھر یہی اشعار سوزشِ عشق کی تسکین کا سامان بن جاتے، آپ اکثر فرماتے کہ جب سرکارِ اقدس صلی اللہ وآلہ وسلم کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے قرار دل کو تسکین دیتا ہوں ورنہ شعر وسخن میرا ذوق نہیں۔ ؎۱۸

شاعر شاگرد ہوا کرتے ہیں مگر عاشق شاگرد نہیں ہوا کرتے، امام احمد رضا خاں فنِ شاعری میں کسی کے شاگرد نہ تھے، وہ تو عاشق تھے، عاشقِ صادق تھے ان کو فیضانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ کچھ ملا کہ کسی کو کیا ملے، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں بے شمار شعراءِ کرام نے اپنی اپنی حسنِ نیت اور توفیقِ الٰہی کے باعث "سلام" کا ہدیہ عقیدت پیش کیا مگر حضرت امام احمد رضا کے واحد سلام کو ایسا قبول عام نصیب ہوا کہ ایک صدی گزر جانے کے باوجود آج بھی برصغیر پاک وہند

اور بلادِ اسلام میں فضا ئیں اس سلام کی والہانہ آواز سے گونج رہی ہیں ایک شعر جذب وکیف اور عشق ومستی کا موقع ہے ۔

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

آپ کا نعتیہ "حدائقِ بخشش" پڑھنے، سننے اور سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ الغرض حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ جس سمت آگئے ہیں سکے بیٹھا دیئے ہیں آپ کی علمی دینی اور ملی وسیاسی خدمات کا مکمل ذکر کرنے کے لئے ایک وسیع اکیڈمی اور ماہرین علوم وفنون درکار ہیں تاکہ اس عظیم فرزندِ اسلام کی علمی روشنی سے عالم کو منور کیا جا سکے، کیا ہی بہتر ہو اگر حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی خدمات کو اسکول وکالج کے کورس میں بطور سبق شامل کر دیا جائے تاکہ آنے والی نسل اپنے بزرگوں کی زندگیوں سے سبق حاصل کرے

## حواشی وحوالے

کراچی، ص۳۸

۳ ایضاً، ص۸

۴ ایضاً، ص۹

۵ علامہ یٰسین اختر مصباحی، امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ کراچی، ص

۶ رائے محمد کمال، منفرد بیٹے، مطبوعہ لاہور ص۱۵

۷ علامہ اختر شاہ جہاں پوری، سیرت امام احمد رضا مطبوعہ لاہور، ص۲

۸ ایضاً، ص۲ [9] مولانا ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰحضرت جلد اوّل، مطبوعہ کراچی، ص۱۲

۹ مقبول جہانگیر، اعلیٰحضرت بریلوی، مطبوعہ کراچی، ص۱۲

۱۰ تذکرہ علمائے اہلسنت، ص۴۲-۴۳

۱۱ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ، فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں مطبوعہ لاہور، ص۴۳

۱۲ پروفیسر مجید اللہ قادری، قرآن سائنس اور امام احمد رضا

ا مقبول جہانگیر، اعلیٰحضرت بریلوی، مطبوعہ کراچی، ص۱۳

۲ مظہر عرفانی، مولانا احمد رضا خاں مطبوعہ کراچی،

۱۳ مظہر عرفانی، مولانا احمد رضا خاں، مطبوعہ کراچی، ص۱۶-۱۸

ب) پروفیسر فیاض احمد کاوش، مختصر سوانح امام اہلسنت مطبوعہ صادق آباد، ص۱۲

۱۴ مثلاً دارالعلوم "دیوبند" سہارن پور وغیرہ

۱۵ علامہ یٰسین اختر مصباحی، امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ کراچی

۱۶ مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی، تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ مطبوعہ بنارس (بھارت) ص۴۳

۱۷ ایضاً، ص۴۸

۱۸ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ، امام احمد رضا اور عالم اسلام، مطبوعہ کراچی، ص۱۲

۱۹ مقبول جہانگیر، اعلیٰحضرت بریلوی، مطبوعہ کراچی، ص۲۵

# اختیارِ رسالت کی تاباں جھلک

## مولانا ذوالفقار علی خاں نوری

(رامپوری)

خالقِ ارض و سماں حاکم کل جہاں اللہ رب العزت جل شانہٗ نے اپنے محبوب اقدس صاحب لولاک سید عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح معنوی قوتوں اور طاقتوں سے نوازا ہے اسی طرح شریعت بیضا دین عزا میں اختیارات کاملہ و تصرفات باہرہ کا کمالِ زریں بخشا ہے اس عنصر مفہوم کے ثبوت پر بیشتر احادیث وافرہ اور کثیر نصوص قرآنیہ الٰہیہ روشن و باہر دلیل ہیں نیز عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و دورِ صحابہ و تابعین سے لیکر آج تک تمام علماء حقہ راسخہ کا اجماع قطعی و ایقان حتمی شاہد عدل ہے۔ اسی سے اعراض و انحراف، نفور و اعتزال، برگشتگی و انفراف نص قطعی صریح کا انکار ہے۔ اور اس پر دلیل طلب کرنا آفتاب نصف النہار پر طالب ہونا ہے۔ ان تمام امور یقینیہ واقعیہ کے کھلے ہوئے عصر حاضر میں کچھ لادینی فرقے اور باطل مذاہب ایسے بھی ہیں جو اس واضح و روشن حقیقت کا بالکلیہ کھلم کھلا انکار کرتے ہیں اور برملا تحریروں اور تقریروں کی شکل میں اس کی نشر و اشاعت کرتے ہیں۔ اور حقیقت واقعیہ سے بے بہرہ آفاق عالم میں فتنہ و انقلاب اور شر و فساد کا انتشار کر رہے ہیں۔

لیکن میں کہتا ہوں اور میرا یہ دعویٰ حق و اعتقادِ صادق ہے کہ اگر وہ نصوص قرآنیہ کے اشارات و بیّن دلالات اور احادیثِ مبارکہ کی تصریحات اور واضح بیانات میں غور و فکر اور نظر تامل کرتے تو اس طرح کی ظاہر بینی و دریدہ دہنی سے دور رہتے اور اس قسم کے اعتقاداتِ فاسدہ اور اقوالِ واہیہ کی تشیع و ترویج سے گریز کرتے اور قولِ فاصل و اعتقادِ باہر کے آئین و پیکر نظر آتے۔ کیونکہ معبود حقیقی مبدعِ کائنات نے اپنے کلام صادق میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ارشاد فرمایا۔ "یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ" کہ رسول انھیں اچھی بات کا حکم دیتا ہے اور برے عمل سے روکتا ہے۔ اور ان کے لئے ستھری چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر گندی چیزوں کو حرام کرتا ہے۔

(پ ۹ س اعراف ع ۹) آیت مذکورہ میں اللہ رب العزت

امرونہی یونہی تحلیل وتحریم کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرماتا ہے، اور امرونہی تحلیل وتحریم یہ سب امور دین واحکام شرع مطہر میں سے ہیں۔ جس سے یہ حقیقت واضح اور منکشف ہوکر ظاہر وعیاں ہو جاتی ہے کہ رسول گرامی وقار محسن انسانیت علیہ التحیۃ والثناء کو شرع مطہر میں تصرف واختیار کا حق اللہ عزوجل نے بخشا ہے۔ اور یہ اختیارات وتصرفات کامل ومطلق ہیں کیونکہ نص مطلق ہے۔

اور اس کا اطلاق اس امر کا مقتضی ہے کہ صاحب اخیار کے لئے قدرت واختیار مطلق وکامل طور پر حاصل ہوں، اس میں تاویل فاسد کا دخل اور تخصیص بالرای کرنا ازطائل اور بے فائدہ ہے

یونہی اللہ رب العزت جل مجدہٗ کا اعلانِ صادق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے قرآن مقدس میں وارد ہے۔ ”ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم[1]“ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ شریعت موسوی میں جو بعض چیزیں حرام تھیں (جیسے اونٹ کا گوشت ومچھلی اور کچھ پرندے) انہیں حلال کردوں آیت مسطورہ میں تحلیل کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے جس سے صراحتہً یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چیزوں کے حرام کرنے کا حق اللہ عزوجل نے بخشا ہے اور جب کہ مخبر صادق سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام امام الانبیاء وافضل الرسل ہیں تو بدرجۂ اتم وبدرجۂ اکمل آپ کے لئے شریعت میں اختیار ودین میں تصرف کا حق حاصل ہوگا۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کی فضیلت وعظمت شرافت وکرامت، علو وبرتری اور رفعت وبزرگی تمام انبیاء ورسل پر روزِ روشن سے زیادہ عیاں اور بدر کامل سے ظاہر تر ہے۔ یونہی ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔ ”وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا[1]“ کہ رسول تمہیں جس امر کا حکم کریں اس کو بجا لاؤ اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔ اس آیت میں بھی رسول کریم علیہ السلام کی طرف امرونہی کی نسبت ہے۔ جس سے واضح طور پر یہ حقیقت منکشف تام اور روشن وآشکارا ہو جاتی ہے۔ کہ قادر مطلق خدائے ذوالجلال نے اپنے حبیب صادق علیہ التسلیم کو اختیارات وتصرفات کا مالک بنایا ہے۔ اور قوت واقتدار کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا ہے۔ اسی طرح ارشاد فرمایا ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول[2]“ کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وانقیاد، اتباع وپیروی کرو، غرض کہ قرآن عظیم میں جگہ جگہ بار بار اس روشن حقیقت کو مؤکد فرمایا اور اس کی اہتمام شان واعتناء حقیقت بلیغ ارشادات اور واضح بیانات میں فرمایا۔ اصحاب فکر ونظر ارباب علم ودانش اس کے نظم والفاظ اشارات وکنایات تصریحات وبیانات کے بحر عمیق میں غوطہ زن ہوکر اس جوہر حقیقت کا ادراک کرتے ہیں لیکن جو لوگ بموجب ارشادِ الٰہی ”ومن الناس من[3]

۱؎۔ پ۳ س آل عمران ع ۱۳-۱۲ منہ

۱؎۔ پ۲۸ س حشر ع ۴-۱۲ منہ

۲؎۔ پ۴ س آل عمران ع ۱۲-۲۲ منہ

۳؎۔ پ۱۷ س حج ع ۹-۱۲ منہ

یعبد اللہ علی حرف" الآیۃ اس سمندر بیکراں کے ساحل و کنارہ پر چکر کاٹتے ہیں اور اپنی ظاہر بیں و کور چشم نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ اس کنہ کے ادراک سے درماندہ ہو کر انکار کرتے ہیں اور جب انہیں اس حقیقت پر آگاہ کیا جائے تو پہلو تہی اور کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں یہی ان کا شیوۂ عمل، طریقۂ کار، دستورِ حیات اور آئین زندگی ہے۔

## احادیثِ نبویہ سے اسکا روشن ثبوت

جس طرح قرآن عظیم میں اس واضح حقیقت کی صداقت و حقانیت کی روشن اور قاطع دلیلیں موجود ہیں۔

اسی طرح احادیثِ نبویہ میں شکوہ نبوت سے کثیر ایسے دلیل واضح اور صحیح قاطعہ وجود و ثبوت کا پتہ ملتا ہے جس سے محسن النسانیت فخر موجودات علیہ التحیۃ والثناء کی شریعت میں قدرتِ تامہ اور دین میں تصرف کاملہ کا اختیار واضح طور پر ثابت ہے۔ توضیح مفہوم کے طور پر ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو ایک صاحب الرای، صحیح الفکر اور مستقیم الطبع انسان کے لئے کافی و وافی ہے۔

جب فرضیت حج کے متعلق آیۃ کریمہ؎ "وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا" یعنی اور اللہ کے لئے لوگوں پر حج فرض ہے۔ جو اس گھر کی طرف چلنے کی وسعت و قوت رکھتے ہیں۔ نازل ہوئی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابۂ کرام میں حج کی فرضیت کا اعلان فرما دیا۔ ایک صحابی جن کا نام اقرع بن حابس ہے انھوں نے نماز، روزہ، زکوٰۃ و دیگر عبادات کی تکرار پر قیاس کرکے یہ خیال کیا کہ حج ہر سال فرض ہے۔ اور بارگاہِ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کیا حج ہر سال فرض ہے تو رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر انہوں نے تسکینِ خاطر کے لئے عرض کیا۔ تو دوسری بار سرکارِ عالم علیہ التحیہ والتسلیم نے نفی میں جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ لا (نہیں) اور یہ فرمایا۔ "ولو قلت نعم لوجبت" کہ اگر میں نعم کہہ کر اثبات میں جواب دیتا۔ تو ہر سال حج ضرور فرض ہو جاتا (ترمذی شریف ص ۱۶۸ ابواب الحج جلد اول)

حضرت عقبہ ابن عامر کو رسول پاک علیہ التحیۃ والثناء نے ایک بکری عطا فرمائی۔ اور آپ کو قربانی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور اس ششماہہ بکری کے سوا کوئی جانور نہ تھا۔ دربار رسالت مآب میں قربانی کے متعلق دریافت فرمایا تو رسول پاک نے ارشاد فرمایا "ضح بہ انت" کہ اے عقبہ اسی کی قربانی کر ڈالو۔ اور آپ نے حضرت عقبہ ابن عامر کیلئے ششماہہ بکری کی قربانی کی اجازت عطا فرمادی جب کہ حکم شارع یہ ہے۔ کہ بکری کم از کم یک سالہ ہو اگر اس سے کم عمر ہو تو اس جانور کی قربانی غیر جائز اور ناکافی ہوگی۔ لیکن رسول نے حضرت عقبہ ابن عامر کیلئے یہ اجازت بخشی (ترمذی شریف ص ۲۷۶ ابواب الاضاحی جلد اول ایضاً مشکوٰۃ ص ۱۲۷ جلد اول باب الاضحیہ)

؎ پ ۴ س آل عمران ع ۱ - ۱۲ منہ

احادیثِ مذکورہ بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نبی پاک علیہ السلام شارع امت ہیں آپ کی حیات طیبہ تشریعِ امت کے لئے ہے آپ جس چیز کو لازم و واجب کردیں وہ ضروری ہو جائے۔ اور جس چیز کو جائز حلال فرما دیں اس کی اجازت مل جائے اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ آپ کو اختیارات شرع و تصرفات دین کا حظ وافر اور حصہ اتم حاصل ہے اور یہ مرتبۂ رفیعہ کیونکر نہ حاصل ہو جب ذات قدس ازلی و ابدی کا فرمان عالی ہے ؂

لہ کُلٌّ یَطْلُبُ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاکَ

کہ کائنات کا ہر ذرہ و وجود میری رضا کا خواہاں ہے اور اے محبوب میں تمہاری رضا چاہتا ہوں اسی حدیث پاک کو حضور اعلیحضرت نے نعت نبویؐ مدحِ مصطفوی کی سوزشِ عشق میں واضح کیا ہے ؂

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ

ایک مرتبہ جہاد کے موقع پر تمام صحابۂ کرام غزوۂ بدر میں تشریف لے گئے لیکن چونکہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولِ پاک کی اجازت سے مدینہ طیبہ میں رہ گئے اور مجاہدین کی صف میں روز بدر شریک جہاد نہ ہوسکے۔ تو قاسم نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس روز کھڑے ہوکر یہ ارشاد فرمایا۔ اَنّ عثمان انطلق فی حاجۃ اللّٰہ وحاجۃ رسولہٖ وانی ابایع لہٗ۔ کہ عثمان اللہ عزوجل کی راہ اور اس کے رسول کی رضا کی خاطر گئے ہوئے ہیں میں ان کی بیعت لیتا ہوں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان غنی کو بلا شرکت جہاد سہم غنائم سے حصۂ غنیمت کا مال عطا فرمایا۔ اور کسی بھی شخص کو بلا شرکت جہاد مالِ غنیمت سے کچھ نہ ملا۔ (مشکوٰۃ شریف صہ ۳۵۲ باب قسمۃ الغنائم جلد ثانی) حدیث مذکورہ بالا سے یہ حقیقت منکشف تام ہو جاتی ہے کہ رسول گرامی وقار علیہ السلام کو یہ اختیار کلی حاصل ہے کہ جس کے لئے جو چیز چاہیں حلال فرما دیں کیونکہ آپ شارع امت ہیں باعتبار مصالح شرع و اغراض دین آپ کو یہ اختیار و قدرت بارگاہ قدس سے حاصل ہے۔ کہ اس کی نعمت سے تقسیم فرماہیں ؂

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

مالک عرب و عجم فخر آدم و بنی آدم انیس غریباں چارۂ ساز دردمنداں روحی فداہ نے ذوالشہادتین حضرت خزیمہ ابن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف و فضیلت بخشا، "مَنْ شھد لہٗ خزیمۃ فھو حسبہٗ" کہ خزیمہ جس کے لئے گواہی دیدیں تو کافی ہے۔ جب کہ قرآن عظیم نظام محکم کا ارشاد صادق ہے" واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان" کہ جب انسان باہم خرید و فروخت کرے تو حکم شرع یہ ہے کہ اس معاملہ کی پختگی اور مضبوطی کے لئے دو مرد کو گواہ مقرر کرے اور اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالے (پ ۳ س بقرۃ ع ۶)

---

لہ نزہۃ المجالس، علامہ عبدالرحمٰن صفوری، علی ... ۳۳۲ ...

لہ نور الانوار باب القیاس صہ ۲۳۳ ...

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس شرف سے نوازا "لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرک" کہ اے علی کسی کو میرے اور تمہارے سوا اس مسجد میں جنب ہو کر رہنا حلال نہیں (تاریخ الخلفاء ص۱۷۲ ایضاً ترمذی شریف ص۲۱۴ ابواب المناقب جلد ثانی) اس اختیار لامتناہی کی تابشیں اور ملاحظہ کریں۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "الا ان ھذا المسجد لا یحل لجنب ولا لحائض الا للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وازواجہ وفاطمۃ بنت محمد وعلی الا بینت لکم ان تضلوا" یعنی آگاہ و خبردار ہو جاؤ کہ کسی بھی جنب و حائض کیلئے یہ مسجد حلال نہیں مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج طیبات اور حضرت بتول زہرا اور باب العلم مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے یہ حلال ہے۔ اور ازالۂ شک و ریب، ایہام تخصیص و تاویل کا سد باب کرنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا "الا بینت لکم ان تضلوا" بغور سن تو کہ میں نے تمہارے لئے روشن بیان کر دیا کہ کہیں منحرف نہ ہو جاؤ۔ ("الامن والعلیٰ" ص۱۶۹ مصنفہ حضور اعلیحضرت قدس نیغہ مطبع اہلسنت والجماعت بریلوی) ان دونوں احادیث مذکورہ کی صاف اور صریح دلالت اس بات پر قائم ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کے تصرفات مالکانہ وسیع تر اور بلند ہیں۔ وہ جس کو چاہیں جو شرف و کمال بخشیں اور اس کے اختصاص کا فضل بھی عطا فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسواک کی اہمیت و تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک عند کل صلوٰۃ" کہ اگر امت پر گراں نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وضو کے وقت مسواک کو لازم قرار دیتا (ترمذی شریف ص۱۲ جلد اول ابواب الطہارۃ) اور ایک روایت میں وارد ہے۔ "لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیہم السواک عند کل صلوٰۃ" اس حدیث سے صاف اور واضح طور پر ثابت ہے۔ کہ لامرتہم میں امر سے مراد فرض ہے جس کا مفہوم صریحی یہ نکلا کہ نبی پاک علیہ السلام جس امر کو چاہیں واجب و لازم اور فرض قرار دیں۔ شمع نبوت کے اختیارات کی وسعت بے پناہی کا یہ عالم ہے کہ زید بن خالد جہنی فرماتے ہیں کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک عند کل صلوٰۃ ولاخرت صلوٰۃ العشاء الی ثلث اللیل" یعنی اگر میں اپنی امت پر اندیشہ نہ کرتا تو ہر نماز کے وضو کے وقت مسواک کو فرض قرار دیتا۔ اور تہائی رات تک نماز عشاء کی تاخیر کو لازم کر دیتا (ترمذی شریف ص۱۳ ابواب الطہارۃ جلد اول) اور کمال اقتدار لانہایہ تصرفات کا ظہور۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں یہ وارد ہے "لولا ان اشق علی امتی لامرتہم ان یاخر

العشاء الی ثلث اللیل او نصفہ" کہ میں اپنی امت پر خوف نہ کرتا تو میں تہائی رات یا نصف شب تک نماز عشاء کی تاخیر کو فرض قرار دیتا۔
(ترمذی شریف ص۲۳ ابواب الصلوٰۃ جلد اول)

یہ تمام احادیث مسطورہ باطل کش اور باطل سوز ہیں اور اس امر پر واضح دلالت پیش کرتی ہیں کہ آپ سرچشمۂ دین، منبع شریعت اور مظہر آئین حیات ہیں صاحب امر و نہی، مالک شریعت اور مختار دین ہیں اور کیوں نہ ہو جبکہ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ کے تاج زریں سے سرفراز کئے گئے ہیں اور معراج انسانیت و عروج بشریت کا مظہر تکریم ہیں۔

سہیل بن ساعد فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت مآب میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میں نے اپنے نفس کو آپ کی ذات اقدس کے سپرد کیا پھر وہ عورت عرصۂ دراز اور مدت طویل تک کھڑی رہی کہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دربار عظمت میں ایک شخص نے معروضہ پیش کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر آپ کو ضرورت نہ ہو تو اس عورت سے میرا رشتۂ ازدواج مضبوط فرما دیں رسول پاک علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کیا کچھ مہر کا مال رکھتے ہو۔ عرض کیا میرے پاس صرف یہ ازار ہے تو رسول پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی چیز طلب کر کے دیدو اس نے عرض کی حضور میں کچھ نہیں پاتا ہوں تو رسول پاک علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا تجھے قرآن کریم کی آیتیں اور سورتیں معلوم ہیں تو اس نے فلاں فلاں سورتوں کا ذکر کیا تو رسول پاک علیہ السلام نے اس عورت سے اس شخص کا تعلق نکاح قائم فرما دیا اور تعلیم قرآن کو اس عورت کا مہر قرار دیا جبکہ حکم شارع یہ ہے کہ "لا مھر باقل من عشرۃ دراھم" کہ معیار مہر دس درہم سے کم نہیں ہو سکتا لیکن نبی پاک علیہ السلام نے اس شخص کو اس کی اجازت بخشی (ترمذی شریف ص۲۱۱ ابواب النکاح جلد اول) (مشکوٰۃ شریف جلد ثانی ص۲۷۷ باب الصداق)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیارت قبر کے متعلق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا ونھیتکم عن لحوم الاضاحی فوق ثلث فامسکوا ما بدالکم ونھیتکم عن النبیذ الا فی سقاء فاشربوا فی الاسقیۃ کلھا ولا تشربوا مسکرا" یعنی میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا لیکن اب اس کی زیارت کرو۔ اور میں نے تم لوگوں کو تین دن سے زائد قربانی کے گوشت کو رکھنے سے منع کیا تھا اب جو تمہارے لئے ظاہر ہو اس کو روک رکھو۔ اور میں نے مشکیزہ کے سوا دیگر ظروف میں نبیذ رکھنے سے منع کر دیا تھا اب تم تمام برتنوں میں پیو اور نشے کی چیز نہ پیو (مشکوٰۃ شریف باب الزیارۃ للقبور ص۱۵۴ جلد اول) اختیارات شمع رسالت کا روشن زاویہ سلمہ بن اکوع کی اس روایت سے نمایاں

ہے سلمہ ابن اکوع نکاح متعہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ رسول اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ اوطاس کے موقع پر تین دن تک نکاح متعہ کی رخصت عطا فرمائی پھر اس سے منع فرما دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اس سلسلے میں یوں ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے روز خیبر نکاح متعہ کرنے اور جنگلی گدھا کے کھانے سے روک دیا۔

(مشکوٰۃ شریف ص۲۷۲ باب اعلان النکاح جلد دوم)

یہ دونوں حدیثیں اس بات کا واضح اور روشن ثبوت پیش کرتی ہیں کہ رسول پاک علیہ السلام صاحب امر و نہی منبع شریعت مالک نظام دین اور وارث ملت بیضا ہیں وہ جس چیز کا چاہیں حکم فرمائیں اور جس چیز کو چاہیں کسی معین مدت تک کے لئے حلال فرما دیں اور یہ بھی اختیار و تصرف حاصل ہے کہ اس سے منع بھی فرما دیں اور ابدالآباد کے لئے حرام فرما دیں۔ صاحب قصیدہ بردہ نے کیا ہی دلکش، لطیف اور جاذب شعر رقم فرمایا ہے

نبینا الآمر الناھی فلا احد
ابر فی قول لا منه ولا نعم

کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب امر و نہی ہیں تو ان سے بڑھ کر لا (نہیں) اور نعم (ہاں) کہنے میں کوئی سچا نہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک علیہ التحیہ والسلام مہاجرین و انصار کی جماعت کے ساتھ تشریف لے گئے تو ایک اونٹ خدمت اقدس رسول میں حاضر ہوا اور سجدہ ریز ہوگیا۔ رسول پاک کے اصحاب حلقہ بگوش تھے ایک بے زبان و ادراک اونٹ کی خرق عادت ادائے خضوع کو دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب بے شعور و ادراک جانور اور بے حس درخت آپ کا سجدہ بجا لاتے ہیں اور سر تعظیم و تسلیم خم کرتے ہیں۔ تو ہم زیادہ حقدار ہیں، کہ آپ کو سجدہ کریں تو رسول پاک علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "لوکنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها" کہ اگر میں کسی کو کسی کا سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو ضرور یہ حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۸۳ باب عشرۃ النساء جلد دوم)

اور اسی مضمون کا بیان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لوکنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها رواہ الترمذی" کہ رسول گرامی وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو کسی کا سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو میں یہ حکم عطا کرتا کہ وہ اپنے شوہر کا سجدہ بجا لائے

(مشکوٰۃ شریف ص۲۸۱ باب عشرۃ النساء)

حضرت سراقہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فضل و کمال، شرف و خصوصیت اور رفعت و برتری بخشی کہ سونے کا کنگن پہننا جائز فرما دیا اور آپ کی اجازت سے پہنایا بھی گیا۔ جب کہ شرع مطہر کا نظام اور اس کا قانون یہ ہے۔ کہ کسی بھی مرد کیلئے سونے

کا کنگن پہننا حلال نہیں لیکن یہ کمال شانِ مصطفوی اور آئینِ اقتدارِ رسالت ہے کہ سراقہ کو یہ شرف بخشا۔ اور ان کے لئے یہ خاص کر دیا اور اس فضیلت و بزرگی کی ضیاء پاشیاں اور اس کی تابانیاں آج بھی زبانِ عالم انسان پہ اپنا اثر و رسوخ لئے ہوئے ہے۔۔۔

یہ تمام احادیث مذکورہ اس امرِ واقعی کی روشن و قاہر دلیل ہیں کہ نبی پاک علیہ السلام شارعِ امت، امر و نہی، منبعِ شریعت، سرچشمۂ دین، مالکِ کل اور مظہرِ آئینِ حقیقت میں آپ کو جناب قدس سے اختیار۔

شریعت اور تصرفِ دین کا وہ حصہ ملا جس کی وسعت کا ادراک عقل سے بالاتر اور فکر و نظر سے دور تر ہے۔ ان سارے حقائقِ واقعیہ اور شواہدِ بینہ کے قائم ہوتے ہوئے آپ کے اختیاراتِ شرع اور تصرفاتِ دین سے انکار، اعراض، انحراف اور اپنے باطل اعتقاد پہ جمے رہنا محض بغض و عناد، تعصب و نفس پرستی اور دل کجی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ عزوجل کا اعلان صادق قرآنِ عظیم میں موجود ہے۔ فاما[1] الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ۔ کہ کچھ بے سر و پا کے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کی عقل و ادراک، فکر و نظر پر حجاب آڑے کئے ہوئے ہے چشمِ بصیرت اور سماعِ قبول، چھین لی گئی ہے وہ شعائر اللہ احکامِ دین اور اس کے معارف میں کجی تلاش کرتے ہیں اور اپنی ضلالت و گمرہی کی طرف لوگوں کو مائل کرتے ہیں۔ اور اپنے اعتقادِ فاسد کا شیفتہ بناتے ہیں۔ صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔ اللہ عزوجل ایسے ملحدوں لادینوں، باطل فرقوں اور گمراہ مذاہب سے بچائے اور گمراہ گروں سے دور تر فرمائے اور توفیقِ حق بخشے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

---

[1] پ ۳ س آل عمران ع ۸ - ۱۲ منہ

## مفت حاصل کریں

اسلام کی بنیاد عقیدۂ توحید پر ہے۔ لہٰذا اس سے صحیح واقفیت ہر مسلمان کے لیے لازمی ہے توحید خالص اور شرک کی صحیح تعریف کیا ہے؟ یہ جاننے کے لیے رضا لائبریری کلیان کی شائع کردہ کتاب "توحید اور شرک" صرف ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ بھیج کر درج ذیل پتے سے مفت حاصل کریں۔

سید عارف علی رضوی (B.S.C M.A)
سکریٹری اہلسنت وجماعت ۴۲/۱۱
یوسف منزل کلیان ۴۲۱۳۰۱

# حیاتِ رہنمائے عالی حجۃ الاسلام

تحقیق و ترتیب :- حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی مانچسٹر

ولادت بریلی شریف میں ـــــ ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء
(مرشد المرشد) سید آل رسول مارہروی کا وصال ـــــ ۱۲۹۶
ـــــ مطابق ۱۸۷۹ء
جد امجد (مولانا نقی علیخاں کا وصال ـــــ ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء
تعلیم و تربیت کا آغاز ـــــ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۲ء
شیخ محمد فضل حسین (نانا صاحب) کا رامپور میں وصال ـــــ ۱۳۰۲ھ
ـــــ مطابق ۱۸۸۵ء
ولادت مولانا حسین رضا خاں (چچا زاد بھائی) ـــــ ۱۳۱۰ھ
ـــــ مطابق ۱۸۹۲ء
ـــــ (رحلت ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء) ـــــ
برادر اصغر (حضور مفتی اعظم ہند شاہ مصطفےٰ رضا خاں) کی
(رحلت ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء) ولادت ـــــ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء
تکمیل و فراغت ـــــ ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء
مسند افتاء کی ذمہ داری ـــــ ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء
اجلاس ندوۃ العلماء بریلی ـــــ ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۶ء
امام احمد رضا خاں تصانیف پر تصدیقات کا آغاز ـــــ ۱۳۱۵ھ
ـــــ مطابق ۱۸۹۸ء
الصارم الربانی رد قادیانی پر پہلی تصنیف ـ ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۸ء
جلسہ دربار حق و ہدایت عظیم آباد پٹنہ میں شرکت ـــــ ۱۳۱۸ھ
ـــــ مطابق ۱۹۰۰ء
امام احمد رضا کی نیابت میں پوکھریرا ـــــ
ضلع مظفرپور بہار کا پہلا سفر ـــــ ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء

حج و زیارت ـــــ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء
رمی قبل زوال کے عدم جواز پر مولینا سید اسمٰعیل محافظ
کتب حرم سے مکہ میں گفتگو ـــــ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء
الدولۃ المکیہ کی تبییض و تمہید ـــــ ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۵ء
کفل الفقیہ الفاہم کی تمہید ـــــ ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء
الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینہ کی تمہید ـــــ ۱۳۲۴ھ
ـــــ مطابق ۱۹۰۶ء
شیخ عبدالقادر طرابلسی کو امام احمد رضا کی موجودگی میں لاجواب
کر دیا۔ ۱۳۲۴ھ ۔ ۱۹۰۶ء
شاہ ابوالحسین احمد نوری (پیر و مرشد) کا وصال ـــــ ۱۳۲۴ھ
ـــــ مطابق ۱۹۰۶ء
ـــــ (ولادت ۱۲۵۵ھ ۱۸۳۹ء) ـــــ
مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں صاحبزادہ اکبر
(رحلت ۱۳۸۵ھ ۱۹۶۵ء) کی ولادت ـــــ ۱۳۲۵ء
ـــــ مطابق ۱۹۰۷ء
استاد زمن حضرت حسن رضا بریلوی (عم محترم) کا وصال ـ ۱۳۲۶ھ
ـــــ مطابق ۱۹۰۸ء
ـــــ (ولادت
دار العلوم منظر اسلام کا اہتمام و انصرام ـ ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء
مسند جانشینی ـــــ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء
مولانا حماد رضا خاں نعمانی میاں (صاحبزادہ صغیر
(رحلت ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۶ء) ـــــ کی ولادت۔ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء

حضرت محدث سورتی مولانا وصی احمد کی نماز جنازہ ——
(ولادت ۱۲۵۲ھ ۱۸۳۶ء) میں امامت ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۹۱۶ء
اجمیر مقدس کی حاضری —— ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ء
عیدگاہ کلاں جبلپور میں خطاب عام —— ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ء
مفتی برہان الحق کے جلسہ دستار فضیلت میں شرکت —— ۱۳۳۷ھ
—— مطابق ۱۹۱۹ء
جلسہ جمعیۃ العلماء بریلی میں ابوالکلام آزاد سے ——
—— توبہ کا مطالبہ ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء
تحریک خلافت کے زمانہ میں عیدگاہ بریلی میں ——
—— نماز عید کی امامت۔ ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء
امام احمد رضا والد ماجد کا وصال اور ——
—— نماز جنازہ کی امامت —— ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء
خرقہ خلافت اور جانشینی کی تقریب —— ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء
جامعہ نعمانیہ لاہور میں ورود مسعود —— ۱۳۴۱ھ مطابق ۱۹۲۳ء
تحریک شدھی کی پوری پوری مزاحمت —— ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۲ء
صدارت مجلس استقبالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس ——
—— مرادآباد —— ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۵ء
حزب الاحناف لاہور کے پہلے جلسہ میں شرکت —— ۱۳۴۴ھ
مولانا سردار احمد کی آپ کی خدمت پہلی لاہور میں پہلی حاضری
—— ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۶ء
نجدیوں کی مذمت کے جلسہ میں بریلی صدارت —— ۱۳۴۴ھ
—— مطابق ۱۹۲۶ء
فرنگی محل لکھنؤ میں نزول —— ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۶ء
شاہزادہ اکبر جیلانی میاں کی دستار فضیلت اور ——
—— نیابت خلافت کا اعلان —— ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۶ء
خانقاہ قادریہ رضویہ نوریہ بریلی کی تاریخ بنیاد ——
("خانقاہ قادریہ مبارکہ" ۱۳۴۵ھ) —— ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۷ء
جیلانی میاں صاحبزادہ اکبر کی شادی خانہ آبادی —— ۱۳۴۷ھ
—— مطابق ۱۹۲۸ء
مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن کو دھام نگر اڑیسہ میں تمام ——
سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت —— ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۲ء
جے پور اور میرٹھ کا سفر —— ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء

آخری فیصلہ کن مناظرہ لاہور کی صدارت —— ۱۳۵۲ھ
—— مطابق ۱۹۳۴ء
علامہ اقبال سے لاہور میں ملاقات —— ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء
دارالاسلا اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں ——
—— تشریف آوری ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء
مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں (نبیرۂ اکبر) کی ——
(رحلت ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء) ولادت —— ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء
یوم مسجد شہید گنج کے جلسہ وجلوس لاہور میں شرکت —— ۱۳۵۴ھ
—— مطابق ۱۹۳۵ء
لاہور۔ (مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب الوری کے ——
—— چہلم میں شرکت —— ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۵ء
نعمانی میاں صاحبزادہ اصغر کی شادی خانہ آبادی ۱۳۵۷ھ
—— مطابق ۱۹۳۸ء
خانقاہ عالیہ قادریہ نوریہ رضویہ کی تعمیر کا آغاز —— ۱۳۵۷ھ
—— مطابق ۱۹۳۸ء
نبیرۂ اکبر رحمانی میاں کو ماذون ومجاز فرمایا —— ۱۳۵۷ھ
—— مطابق ۱۹۳۸ء
اودے پور مارواڑ کا سفر —— ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء
علالت کا آغاز —— ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء
مدن پور بنارس کا سفر —— ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ء
جودھپور کا سفر —— ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۲ء
وصال پر ملال (انا للہ وانا الیہ راجعون) —— ۱۳۶۲ھ
—— مطابق ۱۹۴۳ء
آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد میں محدث اعظم ہند کا ——
—— تعزیتی قرارداد —— ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء
مولانا شاہ عبدالسلام جبل پوری (رفیق سبق) وصال ۱۳۷۲ھ
مطابق —— ۱۹۵۲ء
(ولادت ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء) ——
مولانا الحاج تقدس علیخاں (فرزند نسبتی وسابق مہتمم منظر اسلام) کا
ولادت ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء) وصال —— ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۹۸۸ء

تیسری و آخری قسط!

# امام احمد رضا بریلوی فضل حسن صابری رامپوری کی نظر میں

مولینا شہاب الدین رضوی

مولیٰ تعالےٰ کا حکم ہے۔

واما بنعمۃ ربک فحدث، اپنے رب کریم کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ ۲، ربیع الاول شریف یوم یکشنبہ کو وقت مغرب اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد مائۃ حاضرہ، مویدملت طاہرہ جناب مولانا حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب حنفی سنی قادری برکاتی بریلوی مدظلہم الاقدس مسجد میں تشریف فرماتے تھے، خادمہ دولت خانہ میں روشنی کی فکر میں تھی۔ اور گھر میں بھی لوگ نماز وضو میں تھے۔ مٹی کے تیل کا پیپا بھرا ہوا سر بمہر دالان میں رکھا تھا۔ اور اس کے برابر تین پلنگ کتابوں سے بالکل بھرے کہ بعض رسائل کی تصنیف میں اعلیٰ حضرت کو بہت کتب بار بار درکار تھیں ——— وہ نکلوا کر رکھی تھیں۔ خادمہ اس کی مہر کہ رانگ سے بند تھی کھولنے کے لیے ایک جلتی ہوئی لکڑی اس پر رکھ دی، مہر تو کھل گئی، اور آگ بھڑکنے لگی آواز چھت تک پہنچی کر وہاں سے سنکر لوگ آئے ——— جب تک پیپے کے پاس پہنچیں رحمت کے ہاتھوں نے اسے ٹھنڈا کر دیا تھا۔

قیاس میں آنے کی بات نہ تھی کہ مٹی کے تیل کا بھرا پیپ اس درجہ بھڑکے اور دفعتاً بغیر کسی نقصان کے خود بخود سرد ہو جائے ہم سمجھتے ہیں کہ دراصل یہ حمائتیں ہی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ——— اپنے سچے مخلص وفدائی اعلیٰ حضرت مدظلہٗ کے لیے، نہ کسی کتاب پر داغ آیا۔ نہ تیل ہی کا نقصان ہوا، امید واثق ہے کہ وہ اپنے غلاموں کے لیے گزر صراط کے وقت آتش دوزخ کو سرد فرمادیں گے انشاءاللہ الکریم والحمد للہ رب العالمین۔

اگر چاہتے ہو کہ دنیا کو مسخر کرلوں تو اخلاق سیکھو، جب تم عمل اخلاق کے عامل ہو جاؤگے تو پھر تمہیں دنیا کے دل میں صرف آسانی سے نہیں بلکہ عزت سے جگہ ملے گی ——— اور یوں ہر انسان کو مسخر کرلوگے، دنیا میں اخلاق سے بہتر کوئی شئے نہیں تخلقوا باخلاق اللہ خود حکم اقدس ہے۔ یہ قول ایک مقبول الٰہی نفس مقدس کا ہے ——— جس میں ہمیں حکم دیا گیا کہ عمل اخلاق کے عامل بنیں، آج جبکہ نئی نئی تہذیبوں کا چرچا ہے تو ہمیں اس کی پرواہ نہیں رہی ہے کہ اخلاق کیا چیز ہے؟ ——— اور اس کے صحیح معنی کیا ہیں ہم میں ایک قدسی صفات بشر آج بھی موجود ہے جو نہ صرف اخلاق بلکہ ہزارہا انسانی خوبیوں کا مجسمہ ہے، جس کے عشق ومحبت

کی دھوم ادبی دنیا کے گوشے گوشے میں مچی ہوئی ہے ــــ جو حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ذات اقدس سے وابستہ ہے، اور وہ عاشق ہمارے اعلیٰ حضرت جناب اقدس حاجی قاری مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ ہی۔ جن کی نسبت خاص کا ذکر گذشتہ کسی اشاعت میں میں نے کر دیا ہے ــــ اور وہ حرمین طیبین تک مقبول ہوا کہ لوگوں نے مجھے لمبے چوڑے شکریہ کے خطوط لکھے، اور اس مضمون پر کمال سرشاری کی، اس کے علاوہ، ذاتی طور پر مجھے خود اس مضمون کے صلہ میں حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت کا شرف مولینا کی شبیہ میں عالم خواب میں یہ شعر سنتے ہوئے حاصل ہوا۔

انا الحیلی محی الدین اسمی
واعلامی علی رائس الجبال

یہ پر سچ یہ ہے کہ ہم نے جو کچھ بھی پایا اخلاق ہی سے پایا ہے

اخلاق سب سے کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے
خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے

جو لوگ نادانی بلکہ حماقت سے مولینا سے خلاف کر بیٹھے ہی وہ نہ صرف غلطی میں مبتلا ہیں بلکہ جادۂ ہدایت سے ہٹتے ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے حال کی اصلاح سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے جو لوگ مولانا کو حقانیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کے فضل وکمال واقعی کے معترف ہوتے ہیں۔ وہ گویا ایک ایسا قرض ادا کرتے ہیں جس میں متانت وصداقت کے پہلو مضمر ہوتے ہیں ــــ حال میں ہمارے مکرم جناب حکیم برہم صاحب اڈیٹر و مالک اخبار مشرق گورکھپور بریلی تشریف لاتے تھے، اور مولانا ہی کی امامت میں نماز عید الفطر ادا کی تھی ــــ جس کو آپ نے ۲۴ر ستمبر کی اشاعت مشرق میں "بریلی اور ہم" کے زیر عنوان لکھا ہے ــــ جناب مولانا، ہم کو صرف ایک مرتبہ مولانا کی زبان سے خطبہ ہی سننے کا موقع ملا ہے، اس پر انہوں نے ایسے زبردست الفاظ مولانا کے لیے لکھے ہیں۔ جن کو پڑھ کر مسرت ہوئی۔ وہ لوگ جنہیں خصوصیت سے مولانا کی خدمت میں بارہا حاضر رہنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے ــــ وہ مولینا کے جیسے فدائی ہیں اس کا اندازہ ان کے مذاق سلیم سے کیجیے۔ مولانا حکیم برہم لکھتے ہیں۔

"ہم کو بہت مسرت اور خوشی کا موقع ملا کہ جناب مولینا مولوی احمد رضا خاں صاحب قبلہ کی امامت میں نماز عید ملی اور مقدس وبزرگ مولینا کی زبان فیض ترجمان سے خطبہ سنا ایسا دلچسپ اور دل ہلا دینے والا خطبہ ہم آج تک ہندوستان کے کسی عالم صاحب کا نہیں سنا تھا۔ ہم کو نہیں معلوم تھا کہ ابھی ہمارے ملک میں ایسے ادیب، اور ایسے فصیح البیان اصحاب موجود ہیں۔ ادب اور فصاحت اور عربیت کو علیحدہ کر کے جب خطبے کے جوشیلے مگر جذبات گوناگوں کا خیال کرتے ہیں، تو ہمارا دل کہتا ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ــــ سے اگر محبت و سچی الفت بزرگ اور فرشتہ صورت مولینا کو نہ ہوتی تو یہ جذبات بھی نہ ہوتے پس خطبے میں جو باتیں اہل ظاہر کی اعتراض کی ہوں، وہ اہل ظاہر ہی تک رہیں گی ایک عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے اور سرشار مۂ الفت پر اعتراض نہیں ہو سکتا، عید کا دن تھا وقت کم تھا اس لئے ہم حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے مگر خدا سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ایسی ذات بابرکات کو بہت دنوں دنیا میں رکھے، جس کے فیض سے

ایک عالم فائدہ اٹھاتا ہے۔

اخبار صحیفہ بجنور کے خرید ۱۳۳۳ دریافت کرتے ہیں کہ انہیں کسی صاحب کشف وکرامت یا عامل عمل تسخیر کا پتہ دیا جائے ——— آج کل اخبارات ہر قسم کی مشکلکشائی کا آلہ ثابت ہو رہے ہیں۔ لیکن عامل تسخیر کی تلاش ایک نئی خدمت ہے جو ہماری برابری کے صحیفہ کی معرفت لی جارہی ہے ——— چونکہ مخاطبہ تلاش عام ہے اس لیے میں کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

تسخیر کے لغوی معنیٰ رام کردن وفرمانبردار کردن کہے گئے ہیں۔ ——— اور اہل طریقت کا اجتہاد ہے کہ یہ موقوف ہے مؤکلات کے اثرات پر، معلوم ہوا کہ عامل تسخیر ایک بڑے ذی رتبہ شخص کو کہتے ہیں ——— جس کا پتہ ملنا آسان نہیں، ہاں اتنا تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی اس فن خاص میں ایسے عظیم المرتبہ ہیں، کہ اگر چاہیں تو زہرہ فلک سے اتر سکتی ہے ——— لیکن ان حضرات کے پہچاننے کو آنکھیں چاہئیں۔

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

---



# آہ خطیب مشرق

۷ بجکر ۲۰ منٹ پر جیسے لوگوں نے یہ خبر سنی کہ خطیب مشرق حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی نے دنیائے سنیت کو کو داغ مفارقت دے دیا۔ دل غم وہ کا شکار ہوگیا اور فوراً اراکین مدرسہ نے ایک میٹنگ طلب کی لوگوں کو خبر ملتے ہی دار العلوم کا ہال کمرہ مشتاقان خطیب مشرق سے بھر گیا لوگوں نے دل ہی دل میں ایسے مخلص رہبر کے نعم البدل عطا کرنے کے لیے رب سے دعا مانگی اور یک زبان اور ایک دل ہو کر حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی مغفرت کی دعا کی گئی آخر میں مجاہد اسلام حضرت علامہ محمد مجیب الرحمٰن صاحب نوری جلالپوری بانی ومہتمم دار العلوم نے حضرت کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے الحقیر قوم کا مسیحا اور ملت کا عظیم قائد بتایا لوگوں نے پرنم آنکھوں کے ساتھ لبیک کہا۔

راقم۔ ارشاد علی رضوی

---

# اعلیٰ حضرت کی فنی عظمت

## اردو کے ممتاز نقاد پروفیسر ضیغم شمروی کے قلم سے

اعلیٰ حضرت کے مجموعہ ہائے نعت کے بالاستیعاب مطالعہ سے میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں، وہ یہ ہے کہ اُن کی نعتوں کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک قسم ایسی نعتوں کی ہے جن کا تعلق ان کے مخصوص عقائد و نظریات کے ساتھ ہے۔ ان میں کچھ نعتیں طویل بھی ہیں اور مختصر بھی۔ دوسری قسم کی نعتیں غزل نما ہیں جو خالصتاً سیرتِ رسول کے اِن مقدس گوشوں سے متعلق ہیں جن کی ہمہ گیری تمام مسلمانوں کے نزدیک مسلّم ہے۔

میرا موضوع دوسری قسم کی نعتوں کو محیط ہے جو اپنے انداز میں بے مثل اور یکتا ہیں۔ حضرت موصوف کا تعلق چونکہ لکھنوی دبستانِ شعر کے ساتھ تھا۔ اس لئے اِن کے ہاں زبان کی حلاوتیں و لطافتیں اپنے انتہائی عروج پر نظر آتی ہیں۔ وہ بیک وقت عربی، فارسی، ہندی اور اردو زبان پر استادانہ دسترس رکھتے تھے۔ جس کا ثبوت پڑھنے والے کو قدم قدم پر ملتا ہے۔

ان کی اکثر نعتوں کی زبان کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی نظر آتی ہے جس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ داغ جیسے قادر الکلام شاعر کے سامنے کسی نے جب اعلیٰ حضرت کا یہ مطلع پڑھا کہ ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں = ترے دن اے بہار پھرتے ہیں

تو استاد پھڑک گئے اور تاریخی جملہ کہا۔

"مولوی ہو کر اتنے عمدہ شعر کہتا ہے"

داغ جیسے شاعر سے لطافتِ زبان کا یہ خراج لینا معمولی عظمت نہیں۔ مشاہیرِ ادب اس بات پر کلیتاً متفق ہیں کہ اشعار میں سحر آگہی حسنِ ادا اور جدّتِ اسلوب سے آتی ہے۔ مواد چاہے ایک طرح کا

کیوں نہ ہو حسنِ اسلوب کا کرشمہ اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر دیکھئے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

"نہیں سنتا ہی نہیں" میں جو بات کہہ دی اس کی تفصیل کے لئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں ابنِ رشیق جو عربی زبان کے ایک مشہور نقاد ہیں انھوں نے کہا تھا کہ "الفاظ و معنی کا تعلق جسم و روح کا تعلق ہے۔" اگر کوئی شخص لنگڑا یا اپاہج ہو تو روح اپنی انتہائی پاکیزگی اور حسن کے باوجود اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اسی طرح اگر جسم ہر حیثیت سے مکمل تندرست اور حسین ہو لیکن اس پیکر میں ایک خبیث روح کارفرما ہو تو اس شخص کے اعتبار و کردار کو قابلِ نفرت بنا دے گی۔ کیوں کہ جسم اور صورت کا حسن اس کی روحانی زشتی کی تلافی نہیں کر سکتا۔

غور سے دیکھا جائے تو اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام پر یہ قول کلیتاً صادق آتا ہے۔ کیوں کہ وہ موضوع کی پاکیزگی اور الفاظ کے حسن کے اعتبار سے اپنا جواب آپ ہے۔ الفاظ کا مجموعی آہنگ اور موسیقیت ایسی ہے کہ کانوں میں جلترنگ بجنے لگتے ہیں اور سامع کی روح شیتل جل میں نہا جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی یہ نعت دیکھئے جو زبان و بیان اور موضوع کے اعتبار سے سراپا حسن ہے۔ پڑھئے اور لطف لیجئے۔ فرماتے ہیں:

کیا ٹھیک ہو رخِ نبوی پہ مثالِ گل ۔۔۔ پامال جلوۂ کفِ پا ہے جمالِ گل
رنگِ مژہ سے کر کے خجل یادِ شاہ کو ۔۔۔ کھینچا ہے ہم نے کانٹوں پہ عطرِ جمالِ گل
یارب ہرا بھرا رہے داغِ جگر کا باغ ۔۔۔ ہر ماہ مہِ بہار ہو ہر سال سالِ گل

اربابِ فن جانتے ہیں کہ تشبیہات کلام کا زیور ہوتی ہیں۔ اعلیٰحضرت کے ہاں تشبیہات کی جو صورت ہے اس سے ان کی قوتِ مشاہدہ کی گہرائی کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ ایسی تشبیہات کو دیکھ کر ناطقہ سر بگریباں نہ ہو تو کیا ہو؟ فرماتے ہیں:۔

ہے جلوہ گر نورِ الٰہی وہ روبرو ۔۔۔ قوسین کی مانند ہیں دونوں ابرو
تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضاؔ ۔۔۔ صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

اقبالؔ نے کہا تھا۔

حق اگر سوزے نہ دارد حکمت است ۔۔۔ شعر می گردد چوں از دل گرفت

اعلیٰ حضرت کے اشعار میں حق کے ساتھ "سوزِ دل" کی آمیزش نے ان کے نعتیہ کلام کو تاثیر کے نقطۂ عروج تک پہنچا دیا ہے۔ مندرجہ ذیل شعر دیکھئے۔

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اس نعتیہ شعر کی حیثیت بھی تاریخی ہے جسے ابوالاثر حفیظ جالندھری نے سنا اور اس کے حسن و لطافت پر دیر تک وجد کرتے رہے۔

نقادانِ فن کا یہ خیال ہے کہ غالب ایجاد و اختراع کا بادشاہ تھا۔ وہ فارسی اور اردو کو ملا جلا کر ایسی نئی بندشیں تراش لیتا تھا جو اپنی صورت میں یکتا اور بے مثل ہوتی تھیں۔ اعلیٰ حضرت کی جس نعت کا میں اس سلسلے میں حوالہ دینے والا ہوں اُسے دیکھ کر ان کی قوتِ اختراع کی نہ صرف عکاسی ہوتی ہے بلکہ حیرت اس بات پر ہے کہ اُنہوں نے باوصف اس کے نہ تو شاعری پر سنجیدگی سے کبھی توجہ دی اور نہ ہی فن شعر میں کسی سے زندگی بھر اصلاح لی۔ اس کے باوجود ان اشعار میں ایسی دلاویزی و دلکشی کا آجانا کرامت سے کم نہیں۔ شوکتِ زبان و بیان کے ساتھ تشبیہات کی ندرت و لطافت اور شعری موسیقیت دیکھئے اور سر دُھنیے ؎

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول ۔۔۔ لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
دِل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا ۔۔۔ اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول

اعلیٰحضرت کی فنی عظمت یہ بھی ہے کہ اُنہوں نے نعتوں کی آرائش و تزئین کے لئے نہ صرف الفاظ کی سحر کاریوں سے کام لیا ہے بلکہ تخیّل کی گل ریزیوں سے اہنیں دامنِ باغباں بھی بنا دیا تھا اور کفِ گل فروش بھی۔

ان کی بے شمار نعتیں ایسی بھی ہیں جن میں آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی اور صحابہ کرام کے اقوال کے بعض ٹکڑے اس خوبصورتی سے نظم میں داخل کئے گئے ہیں گویا ان کا تعلق عربی سے نہیں بلکہ اردو روزمرّے سے ہے۔ ایسا کرنے سے نفسِ مضمون کی نہ تو نزاکت مجروح ہوتی نظر آتی ہے نہ اس کی سلاست میں کوئی فرق محسوس ہوتا ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ۔

"از دل خیزد و بر دل ریزد" کی کیفیت ہر جگہ جاری و ساری رہتی ہے۔

مثال کے طور پر درج ذیل نعت میں عشقِ رسول کے والہانہ اظہار کے ساتھ مختلف زبانوں کو جس سلیقے، تنظیم اور ہنروری سے کام لیا گیا ہے۔ اسے پڑھ کر اعلیٰحضرت کی محیّر العقول صنّاعی کی داد دینا پڑتی ہے

لم یات نظیرک فی نظر، مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے، تجھ کو شاہِ دوسرا جانا

یہ نعت زبان زدِ عام ہے اس کی قرأت ایک جداگانہ لُطف کی حامل ہے۔ جس کی طویل اور مترنّم بحر سے دِل کے تار جھنجھنا اُٹھتے ہیں اور معنوی تقدّس وجدان کی آخری سرحدوں کو چھُو لیتا ہے۔

فارسی زبان میں عطارؔ، رومیؔ، سنائیؔ، حافظؔ اور جان محمد قدسیؔ جیسے امامینِ فن نے نعت گوئی کی صوری و معنوی لطافتوں کو برقرار رکھا اور اُن کی نعتوں میں سرمستی و وارفتگی اور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔ لیکن اُردو زبان کے متقدمین شعراء میں کوئی شاعر ایسا نظر نہیں آتا جس نے اس فن کو دوسری اصناف کے مقابلے میں ترجیحی صورت دے کر کوئی نعت کا باقاعدہ مجموعہ مرتب کیا ہو۔

اس سلسلے میں بھی سب سے پہلے نظر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان پر جا ٹھہرتی ہے جنہوں نے ساری زندگی نعت گوئی کے لئے وقف کر دی اور اپنے قلم کو کسی دوسری صنفِ سخن

بقیہ ص۸۲ پر

# امام احمد رضا نے مذہبی اسلوب کو خود آگاہی اور حریفانہ روشنی عطا کی

ایک امریکی خاتون پروفیسر تاریخ کا امام احمد رضا کی جد وجہد پر تبصرہ

محترمہ باربرا ڈی مٹکاف۔ پروفیسر شعبۂ تاریخ کیلیفورنیا یونیورسٹی، ڈیوس

۱۹ویں صدی کا آخری دور، شمالی ہند کے مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں دور رس تبدیلی کا زمانہ تھا۔ اس دور میں مختلف الخیال مفکرین منظرِ عام پر آئے جنھوں نے نئے سرے سے وضاحت اور صراحت کرنے کی کوشش کی اور وہ اپنے اس فکری عمل کو اپنے عقائد کی صحیح ترجمانی سمجھتے تھے اس طرح جو مکاتیبِ فکر ابھرے اور آج تک اپنے اپنے مسلک پر مستقل مزاجی سے قائم ہیں، وہ ہیں دیوبندی، اہل حدیث، ندوی، احمدی اور جو مسلک یہاں زیر گفتگو ہے بریلوی یا جو اکثر اہل سنت وجماعت کے نام سے اپنی شناخت کراتے ہیں۔ نام نہاد جدیدیت پسند بھی، جو اس دور میں ابھرے ہیں، وہ بھی علماء پر قدامت پسندی یعنی نہ بدلنے والے کا الزام لگاتے ہیں جیسا کہ یہ سب نام بتاتے ہیں، بہر حال کچھ بھی ہو، علماء نے بھی تبدیلی قبول کی ہے۔

احمد رضا خاں نے یہ دیکھا کہ وہ غیر موزوں اصلاح (عقیدہ) کے مقابلے میں اسلام (دین) کا تحفظ کر رہے ہیں، انھوں نے ایک ایسے مذہبی اسلوب کو فروغ دیا اور اس کا دفاع کیا جو جنوبی ایشیا کے ماحول وتناظر میں ابھرا تھا، جس میں رواجی زندگی میں ہر سال برپا ہونے والی تقریبات اور صوفیا کے مشاغل، جیسے عرس اور مراقبہ بتصورِ شیخ، شامل تھے۔ انھوں نے میلادالنبی کی تقریب کی اشاعت کی حوصلہ افزائی کی۔ ایسا کرنے کے لئے روایاتِ سلف) کے عمل کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے انھوں نے دانشورانہ اور باقاعدہ نظم ونسق کے ایسے امور انجام دیئے جو انھوں نے دیکھے تھے۔ ان کی اس کوشش نے اولیاءاللہ کے ارفع واعلیٰ کردار اور عظمت کو محفوظ رکھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توقیر وتعظیم کا تحفظ کیا۔ انھوں نے مقابلہ کرتے اور اشاعت وتبلیغ کے نئے اور اہم عصری طریقوں سے بھرپور استفادہ کیا مثلاً مناظرہ، مباحثہ وتقاریر، پمفلٹ اور کتابوں کی اشاعت کی۔

قرآن (پاک) کا ترجمہ اور تفسیر جو انھوں نے بیان کی، اور ان کے وسیع ترفتاوی، ان کے کارناموں کی ہمہ جہتی کی تصویر کشی کرتے ہیں اور جن کو مطابع (پرنٹنگ پریس) نے اب کثرت سے قابلِ حصول بنادیا ہے، انھوں نے مذہبی اسلوب وانداز کو خود آگاہی اور حریفانہ روشنی عطا کرنے میں ایک اہم اور عملی کردار ادا کیا اور زیادہ سے زیادہ لوگ اسلام کے متعلق، بڑھتے ہوئے علم کی طرف کھنچنے لگے اور ان میں صحیح وغلط عمل کا فزوں تر احساس ابھرا۔

وہ علماء (کرام) کے نئے معاشرتی کردار کی عملی وضاحت کرتے ہیں جو عام حالات سے علیحدہ ہونے کے باوجود بنیادی شخصیات کی حیثیت سے مقبول ہوگئے خود احمد رضا بھی مینار کی طرح بلند و بالا شخصیت کے حامل تھے وہ اپنے غیر معمولی حافظے، ذکاوتِ ذہنی اور دانشورانہ صلاحیت کی وجہ سے قابل احترام تھے اور انھیں ایک مجدد اور ایک شیخ کا باعزت و بلند مرتبہ حاصل تھا۔

برطانوی حکومت سے اُن کا رویہ محتاط تھا، سب سے بڑھ کر یہ کہ انھیں یہ موقع میسر آگیا کہ جو کچھ انھوں نے صحیح عمل کے طور پر دیکھا، اس کا تحفظ کریں، موصوف نے اپنے زمانے کے مسلمانوں کی شخصی اور ذاتی زندگی میں دین کو توانا و قوی عنصر بنا دیا۔

## بقیہ صفحہ ۸۰ کا

سے آلودہ نہیں کیا۔

انہوں نے ایک نہیں پورے دو مجموعے اُردو ادب کو دے کر اس روایت کو ٹھوس بنیادیں مہیا کیں۔ آپ نے نہ صرف نعت کے فن میں جدتیں اور نئے تجربات کئے بلکہ اسالیب و ہیئت میں بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ ان کا مطمعِ نظر ہمیشہ یہی رہا کہ

نہ مرا نوش ز تحسین نہ مرا نیش ز طعن — نہ مرا گوش مدحے نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولے کہ نہ گنجد در وے — جز من چند کتابے و دوات و قلمے

## تبصرہ (ادارہ)

نام کتاب : الخیرات الحسان (سیرت امام اعظم)
مصنف : علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ملی
مترجم : ملک العلماء علامہ ظفر الدین رضوی بہاری
ناشر : مکتبہ رضا ۲۱۹ گھیر شیخ مٹھو بریلی۔

سیرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر نہایت ہی جامع اور مانع ہے۔ عمدہ طباعت دیدہ زیب ٹائیٹل جسکو دیکھکر ہر قاری کی نظر کتاب پر جم جاتی ہے ستم بالائے ستم نہیں بلکہ کرم بلائے کرم مترجم مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ پر کہ جنہوں نے ہمارے لئے کتاب کو آسان فرما دیا۔

ناشر یقیناً مبارک بادی کے مستحق ہیں جنہوں نے ایسی نایاب کتاب کو شائع فرما کر معلومات میں گوناگوں اضافہ فرمایا۔ رب قدیر اجرِ جزیل عطا فرمائے آمین۔

ملنے کا پتہ :- مکتبہ سنی دنیا ۸۲/ سوداگران بریلی شریف (یوپی)

# فقہ اور تصوف میں ارتباط

حکیم محمد ادریس خاں قادری بریلوی

مشائخ متقدمین کی جس قدر تصانیف اس وقت کی دنیا میں موجود ہیں وہ تمام تر آیات قرآنی و احادیث نبوی پر مبنی ہیں ان حضرات نے ارکان اسلام ارکان دین پیش کئے ہیں اور ہر ایک پر آیات قرآنی و احادیث نبوی سے روشنی ڈالی ہے۔

ارباب شریعت اور ارباب طریقت میں کوئی فرق پیش نہیں کیا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ شریعت طریقت سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ طریقت شریعت کا دوسرا نام ہے۔ طریقت کی روح شریعت ہے۔ صحیح راہ جو ان کتب سے ہے وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ کی سچے دل سے پیروی کرنا نصوص شرعیہ کو مقدم رکھنا دوسرے یہ کہ خلفائے راشدین و اہلبیت اطہار سے محبت رکھنا۔

شریعت و طریقت میں فرق کرنا گمراہی ہے جو لوگ شریعت پر عامل نہیں وہ صوفیہ کہلانے کے مستحق نہیں انہیں باطنیہ یا حشویہ کہنا چاہیئے جو طریقت و شریعت رد کرے وہ زندقہ ہے الحاد ہے۔ بے دینی ہے۔

ارشاد سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ پہلے علم پڑھو بعد اس کے گوشہ نشین ہو کیونکہ جو شخص بدون علم کے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ اس کے جملہ کام سدھرنے کے بجائے بگڑتے ہیں۔ پہلے اپنے ساتھ شریعت الٰہی کا چراغ لیلو۔ پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو، جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے حق تبارک و تعالیٰ اس کے علم وسیع کرتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں فرمایا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اگر تم میں سے کوئی خلاف شرع بات دیکھے تو ہاتھ سے روک دے ایسا نہ کر سکے تو زبان سے روک دے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو دل سے برا جانے

(غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب)

راستہ چلنے والوں کے لئے اول راہ شریعت ہے۔ طالبان راہ شریعت میں ثابت قدم رہیں اور فرمان شریعت بجالائیں۔ اور ذرہ بھر اس میں

کمی بیشی نہ کریں۔ تب طریقت تک پہونچتے ہیں۔
جب اس مرتبہ پر قائم رہتے ہیں اور فرمان طریقت مطابق سنت کے بجا لاتے ہیں اور کسی وقت اس سے تجاوز نہیں کرتے تب معرفت تک پہونچتے ہیں اور جب اس مرتبہ پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ تو مرتبہ چہارم میں گذر ہوتا ہے اور وہ مرتبہ حقیقت ہے۔ اس مقام پر پہونچنے کے بعد جو کچھ بندہ طلب کرتا ہے۔ وہ اسکو عطا کیا جاتا ہے۔
(کشف المحجوب شیخ علی ہجویری)

شریعت اور طریقت میں سے کسی ایک کا قیام دوسرے کے بغیر نہ رہا ہے نہ اس سے کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ حقیقت کے بغیر ظاہری اتباع شریعت محض ریا نفاق ہے اور حقیقت کے بغیر دعویٰ اتباع شریعت سراسر زندقہ الحاد ہے۔ اقرار اور تصدیق کی طرح سے شریعت اور حقیقت بھی لازم وملزوم ہیں۔ اور باہم منفک ہیں کسی ایک کا قیام دوسرے کے بغیر ممکن نہیں۔

## اللہ کی عبادت میں فقیہ دین سب سے اعلیٰ وافضل ہے۔

شریعت کی مثال اگر جسم کی ہے تو حقیقت کی مثال اس کے اندر روح کی ہے۔ باہم اتصال ہی سے دین صورت پذیر ہوتا ہے۔ حقیقت کا انسانی زندگی میں عملی ظہور شریعت ہے۔ اور اعمال شریعت کے اندر باطنی روح اور اخلاص نیت ہی کا کام حقیقت ہے۔ نہ شریعت حقیقت سے الگ کوئی وجود ہو سکتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ صوفیہ سے شریعت کی پابندی اٹھ جاتی ہے۔ اور شریعت اور حقیقت علیحدہ دو چیزیں ہیں۔ ایسی باتیں کہنے والے لوگ بے دین اور ملحدوں کے گروہ کے ہیں۔
(دلیل العارفین) ارشاد خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

**فقہ دین کی اہمیت:** رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ بن عمر نے روایت کی ہے کہ حضور پُرنور نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل کی عبادت کسی ایسی چیز کے ساتھ نہیں کی گئی۔ جو فقہ دین سے اعلیٰ وافضل ہو۔ بیشک ایک فقیہ دین شیطان پر تن تنہا ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔ ہر شے کے لئے ایک ستون ہوتا ہے اور دین اسلام کا ستون فقیہ ہوتا ہے۔ جس شخص کے ساتھ اللہ کا خیر کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کو دین میں فقیہ کر دیتا ہے۔ بیشک میں قاسم ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔

**علم کی فضیلت ایمان کی فضیلت ہے:** ایمان کی فضیلت علم کی فضیلت سے ہے جس قدر علم افضل ہوگا۔ اسی قدر ایمان اپنی فضیلت کے اعتبار سے بلند ہوگا
حضرت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلٰى اُمَّتِي عالم کو اسی طرح عابد پر فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے اپنی امت پر (عوارف العارف) حضرت شہاب الدین سہروردی۔

صوفیائے کرام کے متعلق اکثر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ احکام شریعت کی زیادہ پابندی نہیں کرتے ہیں یہ خیال جہل پر مبنی ہے۔ اور درجہ غلط اور

گمراہ کن ہے۔ حضرات صوفیاء شریعت پر نہ صرف عمل کرتے تھے۔ بلکہ روحانی ترقی کے لئے پابندیٔ شریعت کو ازبس ضروری تصور کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ راسخ یہ تھا کہ شریعت سے ہٹ کر روحانی ترقی کی جو کوشش کی جائے گی۔ وہ نقش برآب ثابت ہوگی۔ جو شریعت پر نہیں چلتا وہ گمراہ ہے۔ اور طریقت و حقیقت کے منازل کبھی طے نہ کر سکے گا۔ جو شخص شریعت کے ساتھ آراستہ ہوگا۔ تو قیامت کے دن بھی شخص سب سے بلند پر ہوگا۔ بینار حقیقت شریعت ہے و مینار طریقت شریعت ہے۔

(کشکول) شیخ کلیم اللہ

---

# اعلان

زیر سرپرستی: حضرت الحاج تسلیم رضا خاں صاحب قبلہ (بریلی شریف)

آپ کو یہ جان کر انتہائی مسرت ہوگی کہ خانوادۂ رضویہ بریلی شریف کے عظیم المرتبت بزرگوں کی حیات مبارکہ اور بے مثال دینی و دنیوی خدمات کو دنیائے اسلام کے سامنے پیش کرنے کے لیے "الرضا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" کا قیام عمل میں آیا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں نبیرۂ امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت و نواسۂ و خلیفۂ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم قائد ملت مفکر اعظم حضرت الشاہ علامہ مفتی محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان کی حیات مقدسہ کے عظیم گوشوں کو منظر عام پر لانے اور ان کو عام سے عام تر کرنے کا عزم ارادہ کیا گیا ہے۔ حضرت ریحان ملت نے اپنی زندگی دین و ملت کی خدمت و فلاح و بہبود کے لیے وقف کی تھی آپ نے ایوان حکومت میں بیٹھ کر بھی اپنے مذہبی و ملی کردار میں ذرا بھی لچک نہ پیدا ہونے دی اور ارباب حکومت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آواز حق بلند فرمائی۔ ضرورت ہے کہ ایسے عظیم رہنما مفکر قوم و ملت کے دینی و دنیوی کارناموں نیز ان کی قابل رشک زندگی کے ان پہلوؤں کو دنیائے اسلام کے سامنے لایا جائے جن سے قوم ناآشنا ہے اور جو پوری ملت کے لیے مشعل راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ اس سلسلہ میں آپ کی قلمی کاوشوں کو ایک معیاری کتاب کی شکل میں قوم کے سامنے لانے میں ہماری ہر ممکن مدد و معاونت فرمائیں اور حضرت مفکر اعظم ریحان ملت کی حیات مقدسہ سے متعلق جو بھی معلومات و تاثرات رکھتے ہیں اپنے مضامین کو تحریری شکل میں ہمارے پاس جلد از جلد ارسال فرمائیں۔

فقط والسلام مع الاحترام

المرسل:۔ محمد افضال نوری

جنرل سکریٹری الرضا ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

سوداگران۔ بریلی شریف

# حضرت محمد ثناء اللہ صاحب امجدی علیہ الرحمہ

## تاریخ کے آئینے میں

منیر احمد شمسی

اسم گرامی :۔ محمد ثناء اللہ ابن حاجی محمد شرف اللہ ساکن قاضی داموپورہ مؤ ناتھ بھنجن

تاریخ پیدائش :۔ ۲؍ جولائی ۱۹۱۰ء

تعلیمی سلسلہ از ابتدا تا انتہا :۔ مدرسہ اسلامیہ دار العلوم مؤ

فراغت :۔ ۱۹۳۵ء

" " " "

بسلسلہ تبلیغ رنگون :۔ ۱۹۳۶ء

استفادہ حدیث :۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ۔ مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ (بریلی شریف) ۱۹۳۸ء تا ۱۹۳۹ء

سلسلہ درس وتدریس :۔

۱ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۳۹ء ——— نائب شیخ الحدیث

۲ بحر العلوم مؤ کا سنگ بنیاد وتدریس ۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۱ء ——— شیخ الحدیث

۳ بریلی شریف مظہر اسلام ——— ۱۹۵۲ء تا ۱۹۶۱ء ——— شیخ الحدیث

۴ دار العلوم شاہ عالم احمد آباد ——— ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۳ء ——— شیخ الحدیث

۵ بحر العلوم لطیفیہ کٹیہار ——— ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۶ء ——— شیخ الحدیث

۶ مدرسہ علیمیہ انوار العلوم سرکا ہنی شریف ۱۹۶۷ء تا ۱۹۶۸ء ——— شیخ الحدیث

۷ بحر العلوم مؤ ——— ۱۹۶۹ء تا ۱۹۶۵ء ——— شیخ الحدیث

۸ مظہر اسلام بریلی شریف ——— ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۵ء ——— شیخ الحدیث

۹ جامع فاروقیہ بنارس ——— ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۸ء ——— شیخ الحدیث

۱۰ منظر حق ٹانڈہ ——— ۱۹۶۹ء تا ۱۹۸۳ء ——— شیخ الحدیث

۱۱ بحر العلوم مؤ تاحیات ——— ۱۹۸۴ء تا ۱۹۹۰ء ——— شیخ الحدیث

مدت علالت :۔ ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۰ء

رحلت :۔ ۱۵؍ اگست ۱۹۹۰ء بوقت ۹ بجے شب بروز چہارشنبہ

نماز جنازہ :۔ بوقت ۲ بجے دن بروز جمعرات بمقام کھیری باغ مؤ

امامت کے فرائض :۔ حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب قاضی شریف مبارک پور

**نماز جنازہ میں شرکت :-** بلا تفریق و مذہب و ملت ہزاروں افراد نے شرکت فرمائی۔ ان کی رحلت کی خبر سنتے ہی پورا مئو کیا قرب وجوار میں سناٹا چھا گیا اور تمام تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے۔

**تدفین :-** اپنی آبائی زمین مدرسہ بحر العلوم کے پچھمی جانب سپرد خاک کئے گئے۔

**پسماندگان :-** ایک بھائی۔ ایک بیوہ۔ تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں جو شادی شدہ ہیں۔ بڑے صاحبزادے مولانا سید احمد صاحب عرف مظہر القادری جو بحر العلوم میں تعلیمی خدمت انجام دے رہے ہیں اور چھوٹے صاحبزادے مولانا منیر احمد صاحب شمسی جن کے اوپر مدرسہ بحر العلوم کی نظامت کا بار ہے دونوں حضرات اپنے اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں نیز حضور محدث صاحب علیہ الرحمہ نے ادارہ سے متعلق اپنے سارے اختیارات وفرائض اور جامع مسجد شیخ پرہی (واقعہ قاضی ٹولہ مئو ناتھ بھنجن) کی امامت وخطابت کی ذمہ داری بھی اپنے چھوٹے صاحبزادے جناب مولانا منیر احمد صاحب شمسی کے سپرد کر دی ہے۔

**بیعت :-** (۱) حضور صدر الشریعہ شاہ مولانا امجد علی علیہ الرحمہ مصنف بہار شریف

**خلافت :-** (۱) حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں صاحب نوری علیہ الرحمہ بریلی شریف (۲) حضور محدث اعظم ہند حضرت شاہ سید محمد صاحب علیہ الرحمہ کچھوچھہ شریف (۳) شاہ محمد ایوب تیغی علیہ الرحمہ نولی شریف غازی پور (۴) حضور صدر الشریعہ شاہ مولانا امجد علی علیہ الرحمہ اعظمی مصنف بہار شریعت

**لقب :-** ۱۹۵۲ء میں شہزادۂ اعلیحضرت حضور مفتی اعظم ہند نے محدث کے لقب سے ملقب فرمایا۔

**مطبوعہ تصنیفات :-** (۱) مصباح الاحناف (۲) تجلی شعبان (۳) محاسن امام اعظم۔

**غیر مطبوعہ تصانیف :-** جو محدث صاحب کے وصال کے بعد دستیاب ہوئی ہیں۔

(۱) عربی ادب (۲) اصول حدیث و تفسیر (۳) علم نجوم (۴) فتاوی محدث اور کچھ متفرق مضامین مختلف علوم وفنون کے دستیاب ہوئے ہیں انشاء اللہ جلد ہی انہیں شائع کیا جائے گا۔

**مشہور و معروف تلامذہ :-**

(۱) مفتی شریف الحق صاحب نائب مفتی اعظم ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ
(۲) مولانا محمد شفیع صاحب قریشی قاضی شریف مبارکپور اعظم گڑھ
(۳) استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد یحیی صاحب سابق ناظم دار العلوم اشرفیہ مبارک پور
(۴) بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب شیخ الحدیث شمس العلوم گھوسی
(۵) حضرت علامہ مظفر حسن صاحب ظفر ادیبی۔ سابق استاذ ادب و معقولات (اشرفیہ مبارک پور)
(۶) حضرت علامہ خواجہ مظفر صاحب سابق شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول (براؤں شریف)
(۷) حضرت علامہ محمد اسلم صاحب۔ مفتی مظفرپور (جامعہ قادریہ مقصود پور)
(۸) علامہ محمد بلال صاحب۔ پورنیہ (بہار) مدرسہ منظر اسلام
(۹) مولانا محمد اعظم صاحب ٹانڈوی۔ بریلی شریف

(۱۰) مولانا مجیب اشرف اعظمی ۔ بانی مدرسہ امجدیہ ناگپور

(۱۱) مولانا علی احمد صاحب جیدؔ القادری ۔ سجادہ نشین خانقاہ تیغیہ علیمیہ سرکا ہی شریف مظفر پور (بہار)

(۱۲) مولانا غلام محمد یحیٰ صاحب ۔ سجادہ نشین خانقاہ ایوبیہ نولی شریف (غازیپور)

(۱۳) مولانا سلطان احمد صاحب ۔ سابق صدر مدرس فیض العلوم محمد آباد گوہنہ (مئو)

(۱۴) مولانا ابو اللیث منظری ۔ مدرس چشمہ رحمت غازیپور

(۱۵) مولانا ابوذر صاحب نظامی سابق انسپکٹر عربی مدارس (اتر پردیش)

(۱۶) مولانا انوار احمد نظامی ۔ ناظم دار العلوم غریب نواز (الہ آباد)

(۱۷) مولانا قمر عالم صاحب مظفرپوری

(۱۸) مولانا محمد سعید احمد صاحب عرف مظہر القادری ۔ صدر المدرسین مدرسہ حنفیہ اہل سنت بحر العلوم مئو

(۱۹) منیر احمد شمسی

(۲۰) استاذ القراء حضرت مولانا قاری رحمت اللہ صاحب (ادروی)

(۲۱) مولانا بدر عالم صاحب مدرس بحر العلوم مئو

(۲۲) مولانا تحریر احمد صاحب نوری ۔ مدرسہ بحر العلوم مئو

(۲۳) مولانا شمس الہدیٰ صاحب ۔ مدرسہ بحر العلوم مئو

(۲۴) خواجہ منیر احمد صاحب رامپوری سرپرست الجامعۃ الاسلامیہ بارہ بنکی

(۲۵) قاری بدر الدین احمد صاحب غازیپوری

(۲۶) مولانا ظفر علی صاحب نعمانی مہتمم مدرسہ امجدیہ کراچی (پاکستان)

# انجمن تحفظ اہلسنت کے کارہائے نمایاں

از:۔ مولانا محمد حسین بہرائچی جامعہ فاروقیہ ریوڑی تالاب (بنارس)

انجمن تحفظ اہلسنّت بنارس کی ایک اہم اور ذمہ دار انجمن ہے۔ یہ انجمن دین و مذہب و قرآن اور ناموس رسول کے تحفظ کے لیے ہمیشہ سرگرم رہی انجمن کا نصب العین یہ ہے۔ کہ اگر کوئی بھی شر پسند و فتنہ پرور اسلام و قرآن اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرے تو منھ توڑ جواب دیکر دین و اسلام کا نکھرتا ہوا چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرے۔ انجمن تحفظ اہل سنت کا قیام اس وقت ہوا جب سعودیہ عربیہ و دیگر سعودی ذہن حکومتوں نے امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے ترجمۂ قرآن کنزالایمان پر پابندی عائد کی۔ انجمن نے شہر بنارس میں تاریخی جلوس بطور احتجاج نکالا۔ اور حکومت وقت کو مسلمانوں کے غم و غصہ سے مطلع کیا۔ کچھ دنوں کے بعد بدنام زمانہ وصنیتی پانڈے کی کتاب مدحیہ کالین عرب سامنے آئی جس میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر رکیک حملے کئے گئے ہیں اس کتاب کے خلاف انجمن تحفظ اہلسنت نے سخت احتجاج کیا اور ایک بہت بڑا جلوس کچہری میں نکالا۔ بڑے بوڑھوں کا کہنا ہے۔ کہ اتنا بڑا جلوس مسلمانوں کا شہر بنارس میں کبھی نہیں نکلا۔ انجمن وصنیتی پانڈے کی کتاب کے خلاف اس وقت تک احتجاج کرتی رہی اور خاموش نہیں بیٹھی جب تک یوپی حکومت سے اس کتاب پر پابندی عائد نہ کرالی۔ پھر چند دنوں کے بعد دو کتاب (۱) حضرت محمد جیون رین کار یہ (۲) بھارت کا اتہاس یکے بعد دیگرے منظر عام پر آئیں ان دونوں کتابوں میں مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخیاں کی گئی ہیں۔ نمبر ۱ کتاب میں تو بہت ہی زیادہ رکیک حملے کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں پیغمبر اسلام اور ازواج پاک مطہرات و قرآن کے خلاف اتنی زہر فشانی کی گئی ہیں۔ کہ شاید کسی بھی دشمن اسلام نے یہ طرزِ تحریر اختیار نہ کیا ہو المختصر۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد خون کھول جاتا ہے۔ انجمن تحفظ اہلسنت کا وفد (مولینا محمد حسین صاحب بہرائچی و مولانا سید اصغر امام قادری اور جناب عبد العظیم صاحب) مذکورہ دونوں کتابوں

کے خلاف لبطور احتجاج شہر بنارس کی انتظامیہ کے ذمہ دار افسران سے ملکر میمورنڈم دیا اور کہا کہ اس طرح کی کتابوں کے خلاف سخت قدم اٹھائے جائیں۔ اور مصنف و مؤلف کو گرفتار کر کے سزا دیجائے پھر سی آئی ڈی رپورٹ لگوا کے چھاپے کروائے

اور جب مسلم پرسنل لا کی صورت مسخ کرنے کی کوشش کی گئی تو بنارس میں اسی انجمن نے محلہ محلہ احتجاج اجلاس کر کے اپنی آواز گورنمنٹ تک پہنچائی اور صدر جمہوریہ و زیر اعظم و چیف منسٹر و دیگر وزراء و ارکانِ حکومت کے پاس اس وقت تک میمورنڈم کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب تک پارلیمنٹ میں مسلم پرسنل لا بل پاس نہ کر لیا گیا۔ اور فروری ۹۰ء میں جب بنارس کی جامع مسجد گیان باپی کے سلسلہ میں ہندو بریگیڈ نے مفسدانہ عزائم کا اعلان کیا تو انجمن تحفظ اہلسنت شر پسندوں کے خلاف کمر بستہ ہو گئی۔ اور انجمن کی جانب سے حضرت مولانا محمد حسین صاحب بھرائچی شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ بنارس نے دندانِ شکن جواب دیا اور انتظامیہ سے مل کر صورت حال سے آگاہ کیا اور کھلے لفظوں میں کہہ دیا۔ کہ اگر گیان باپی مسجد پر کسی طرح کی آنچ آئی تو اس کے ذمہ دار آپ حضرات ہوں گے اور اگر اس سلسلہ میں فتنہ و فساد اور خون ریزی ہوئی تو اس کی ذمہ داری بھی آپ ہی حضرات کی ہو گی۔ ڈی ایم اور سینیر ایس پی نے اطمینان دلایا کہ مسجد کی حفاظت کی جائیگی۔

خدا کے فضل سے گیان باپی مسجد ہر طرح کی فتنہ سے محفوظ رہی۔ علاوہ ازیں جب ہندوستان کا بدترین فساد بھاگلپور میں ہوا اور اخبارات و ریڈیو میں شہداء کی داستان خونچکاں و زخمیوں کی آہ و بکا اور عورتوں کی آبرو ریزی کی غم بھری حقیقت آنی شروع ہوئی۔ تو انجمن کا ہر فرد کرب و بیچینی میں مبتلا ہو گیا۔ حتیٰ کہ مظلومین و تباہ برباد مسلمانوں نے جب ریلیف کیمپوں سے اپنے لخت جگروں (جو جامعہ فاروقیہ میں پڑھتے تھے) آپ بیتی لکھنی شروع کی تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ تب انجمن تحفظ اہلسنت نے اہل بنارس کو مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے آواز دی تو پورا شہر ایثار و قربانی کا نمونہ بن گیا۔ آناً فاناً چار لاکھ روپئے اور ایک ٹرک کپڑا (جو تقریباً پانچ لاکھ روپیہ کا تھا) انجمن کے دفتر میں اکٹھا ہو گیا اسکے بعد ۲۳ر دسمبر ۸۹ء کو انجمن کا ایک ذمہ دار وفد حضرت مولانا محمد حسین صاحب بھرائچی شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ بنارس کی قیادت میں بھاگلپور روانہ ہوا وفد میں مولانا سیّد اصغر امام صاحب قادری پرنسپل جامعہ فاروقیہ اور جناب شاہد مسعود قادری کی تجویز پر وفد مولانا محمد حسین صاحب مولانا ظہیر اکرم صاحب و سرکاہ وفد بنارس سے بھاگلپور مولانا سید اصغر امام صاحب کی تجویز پر قائد و مولانا محمد حسین صاحب بھرائچی و سرکاروفد نے بنارس سے بھاگلپور روانہ ہوتے قبل یہ طے کر لیا تھا کہ رقم کسی تنظیم یا شخص کو ہرگز نہ سپرد کریں گے بلکہ ہر مظلوم کے ہاتھ میں رقم و کپڑے دیکر نام و پتہ لکھ کر دستخط یا انگوٹھا نشان لیا جائے گا۔ خدا کے فضل و کرم سے انجمن اپنے منصوبہ میں کامیاب رہی انجمن کا وفد ۱۳۲ گاؤں و شہر کے تباہ محلوں کے مظلوموں

تک براہ راست پہنچ کر حالات معلوم کیئے اور عطیات نقد و کپڑے کی شکل میں پیش کیا۔ مظلومین بھاگلپور نے انجمن تحفظ اہلسنت کے وفد سے رہائش کے لئے زمین کا مطالبہ کیا تو ارکان وفد نے پوری فراخ دلی سے زمین دینے کا وعدہ کر لیا۔ اس کے بعد وفد بنارس واپس آگیا۔ بحمداللہ سہ رکنی وفد (حضرت مولینا محمد حسین صاحب بہرائچی و جناب شاہد مسعود صاحب اور قاری ظہیر اکرم صاحب) دوبارہ بھاگلپور ۳۰ رمئی ۹۰ء کو روانہ ہوا بھاگلپور پہنچکر وفد نے لوگوں سے حالات معلوم کئے تو بتایا گیا کہ آج بھی مظلومین کی اچھی تعداد اپنے اپنے رشتہ داروں کے یہاں پناہ لئے ہوتے ہے

سہ رکنی وفد نے ۶ رجون ۹۰ء کو بنام انجمن تحفظ اہلسنت ریوڑی تالاب بنارس تین بیگہ زمین اندرون شہر محلہ شاہ جنگی کے پاس دو لاکھ چالیس ہزار روپئے علاوہ کوٹ خرچ بازآبادکاری کیلئے رجسٹری کرائی پھر معززین شہر و علماء کی ایک میٹنگ طلب کی۔ میٹنگ کی صدارت حضرت مولینا سیّد اشتیاق عالم صاحب ولیعہد خانقاہ شہبازیہ نے کی۔ افتتاحیہ تقریر مولینا محمد حسین صاحب بہرائچی نے رقت انگیز انداز میں کی۔ کہ محترم حاضرین آپ کے شہر و مضافات میں خونی فساد ہوا۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے اہل ایمان ریلیف لیکر بھاگلپور پہنچے۔ اور انجمن تحفظ اہلسنت بنارس کا وفد بھی چار لاکھ روپئے اور ایک ٹرک کپڑا لیکر پہنچا تھا۔

انجمن کے وفد نے گاؤں گاؤں کا دورہ کر کے یہ اندازہ لگایا ہے۔ کہ اس بدترین فساد میں غرباہی کثرت سے تباہ برباد ہوئے ہیں اور اہل ثروت طبقہ برائے نام برباد ہوا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ مظلومین کیلئے امداد و تعاون لیکر ملک کے گوشہ گوشہ سے مسلمان پہنچے مگر اہل بھاگلپور نے کیا کیا۔ لہٰذا آپ حضرات کو مجتمع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انجمن تحفظ اہلسنت کی ایک ذیلی کمیٹی بھاگلپور میں بنائی جائے اور اس ذیلی کمیٹی کے تین بیگہ زمین پر تعمیری کام اور نگہداشت کرنا ہے اور اس ذیلی کمیٹی کا ہر فرد مساوی درجہ کا ہوگا میٹنگ طلب کرنے اور ہدایات دینے اور تعمیری کام کیلئے لائحہ عمل مرتب کرنے کا اختیار حضرت مولانا سیّد اشتیاق عالم صاحب خانقاہ شہبازیہ کو ہوگا۔ مولینا محمد حسین صاحب بہرائچی نے حاضرین محفل سے پوچھا کیا آپ حضرات ذیلی کمیٹی اور تعمیری کام کو عملی جامہ پہنانے کو تیار ہیں؟ تمام حاضرین نے بیک زبان کہا کہ ہم لوگ تیار ہیں اس کے بعد ذیلی کمیٹی تشکیل کی گئی اور تحریری معاہدہ بھی ہوا۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ جلد تعمیری کام شروع ہو جائے گا۔

انجمن تحفظ اہلسنت بنارس کا ہر فرد خدا کی بارگاہ دعاگو ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو تعمیری کام میں حصّہ متوجہ فرمادے آمین۔ تاکہ مظلومین جلد آباد ہو سکیں

●

اردو بولو ——— اور
اردو ہی پڑھو ——— اور
اردو پڑھنے کی ترغیب کرو۔

# اقوالِ زرّیں

محمد عبد القیوم رضوی، فریدہ پور (بریلی شریف)

(۱) کینہ اور دلوں میں کھوٹ رکھنا دلوں کی بیماری، اور حسد تمام عیبوں کا سرچشمہ ہے،

(۲) دشمن کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اس کی مخالفت کی شدت و تیزی کم اور عداوت کی تلوار کی دھار کند کر دیتا ہے۔ خندہ پیشانی سے پیش آنا، عناد اور دشمنی کی آگ بجھا دیتا ہے،

(۳) ظلم بھائی چارگی کا رشتہ بگاڑ دیتا ہے اور وفائے عہد صفائی کا عنوان ہے اور لوگوں کا بھید ظاہر کرنے اور مال میں خیانت کرنے والا دونوں گناہوں میں برابر ہیں،

(۴) سخاوت تمام خوبیوں کا خزانہ اور بخل تمام برائیوں کی بنیاد ہے

(۵) انصاف پرستی اچھے لوگوں کی خصلت ہے اور حیا پاکدامنی کی رفیق ہے،

(۶) مال نفسانی خواہشوں کا مادہ جڑ اور دنیا آفتوں اور بلاؤں کا گھر ہے،

(۷) عقل مند آدمی کمال طلب کرتا ہے اور نادان آدمی مال ڈھونڈتا ہے،

(۸) حق بہترین راستہ اور علم بہتر رہنما ہے، خوف الٰہی سخاوت مند کی خصلت اور پرہیزگاری متقیوں کا [illegible] ہے،

(۱۰) بخیل لوگ بدن کو اور سخی نفس اور دل کو فوائد دولت سے باز رکھتے ہیں،

(۱۱) جہالت آخرت کو برباد کرتی ہے اور خود پسندی نعمتوں کی زیادتی کو روکتی ہے،

(۱۲) غرور نہایت موذی ساتھی ہے اور حرص پرستی ایک پوشیدہ بیماری ہے،

(۱۳) یاد الٰہی نور و ہدایت ہے اور خدا فراموشی تاریکی و گمراہی ہے،

(۱۴) توکل بہترین عمل اور نہایت قوی امید ہے،

(۱۵) ایثار نیک بندوں کی عادت اور غلہ روکنا بدکاروں کی عادت ہے،

(۱۶) ایمان حسد سے بیزار رہتا ہے اور غم بدن کو گرا دیتا ہے۔ ظلم کرنے والا عذاب کا منتظر اور مظلوم ثواب کا امیدوار ہے عمل نہایت بزرگ سرمایہ ہے اور پاک کھیتی ہے،

(۱۷) طاعت نہایت مضبوط قلعہ اور قناعت ہمیشہ رہنے والی عزت ہے،

(۱۸) حرص بدبختیوں کی علامت اور قناعت متقیوں کی نشانی ہے،

(۱۹) مال غنیمت میں خیانت اور کینہ سے نیکیاں ضائع ہوتی ہیں اور عہد شکنی گناہوں کو بڑھا دیتی ہے، ●

# تبصرہ

(ادارہ)

| | |
|---|---|
| نام کتاب : | قول فیصل |
| مصنف : | فقیہ عصر علامہ مفتی مطیع الرحمٰن رضوی |
| ناشر : | دار الاشاعت الادارۃ الاسلامیہ حنفیہ کھگڑہ ضلع کشنگنج - (بہار) |
| باہتمام : | حضرت مولانا ذو الفقار علی خاں صاحب قبلہ ایڈیٹر سنی دنیا بریلی شریف۔ |
| ٹائیٹل : | خوب تر |

گذشتہ صدی کی پانچ دہائیوں سے لاؤڈ سپیکر کی آواز پر نماز کے اقتدا کا مسئلہ اہل علم کے درمیان زیر بحث رہا ہے اکابر علماء میں اکثریت عدم جواز کی قائل رہی خصوصیت کے ساتھ حضور مفتی اعظم ہند حضور صدر الشریعہ حضور محدث اعظم ہند۔ حضور مفتی اعظم دہلی علامظہر اللہ۔ حضور شیر بشیہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں علیہم الرحمہ ہاں کچھ لوگوں نے جواز کا فتویٰ بھی دیا تھا جن میں حضرت علامہ مفتی افضل حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کا نام سرفہرست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پورے ہند و پاک میں اہل سنت کے مساجد میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال نماز کے لیے نہیں ہوتا تھا مگر یہ وقت کا عظیم المیہ ہے کہ چند سالوں سے اس کا استعمال بڑے شہروں کی بڑی مسجدوں میں ہونے لگا جو بقول حضرت مفتی مطیع الرحمٰن مضطر کے جواز کے فتویٰ کا نتیجہ ہے! خیر چند سال ہوئے کہ علما پھر اس مسئلہ کی تحقیق کی جانب متوجہ ہوئے! اور اہل سنت کے بالغ نظر ابھرتے ہوئے محقق حضرت علامہ مفتی نظام صاحب قبلہ استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے اہل علم کے سامنے اپنی تحقیق کا خلاصہ جو جواز پر مبنی ہے کتابی شکل میں پیش فرما کر علماء کرام سے نیاز مندانہ نقد و نظر کی درخواست کی، قابل مبارکباد ہیں۔

فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی جنہوں نے حضرت مفتی نظام الدین صاحب قبلہ کی درخواست اور ان کی تصنیف لاؤڈ سپیکر کا شرعی حکم پر نقد و نظر فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں قول فیصل نامی کتاب عالم وجود میں آئی کتاب پر تبصرہ فی الحقیقت سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ منطقی استدلال اور شرعی دلائل کے انبار سے حضرت مفتی نظام الدین صاحب کی وہ دلیلیں جن سے جواز کا شبہ ہوتا تھا باطل محض قرار دینا فقیہ عصر ہی کا حصہ ہے۔ ہاں ادبی چاشنی اور سلاست و روانی اکثر ناپید ہے مگر تحقیقی مقالہ کا جو کسی بالغ نظر کی تحقیق کی تردید بھی ہو مذکورہ خوبی پر مشتمل ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے بالمختصر کتاب ہر اس شخص کے لیے جو مناظرانہ ذوق اور محققانہ تحریر کا دلدادہ ہو۔ عظیم نعمت ثابت ہوگی بعد مطالعہ ان شاء اللہ تعالے آپ بھی میرے خیالات سے اتفاق فرمائیں گے۔

# خبریں اور اعلانات

## آستانۂ غوث الوریٰ کا پیغام

### عالم اسلام کے نام!

اے غوث اعظم قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی کے شیدائیو!

بغداد شریف جو کہ اولیاء عظام کی جائے پیدائش اور امام ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی آخری آرام گاہ ہے۔ آج امریکی جنگی جہازوں اور جدید حربی راکٹوں کی دھمکیوں کا نشانہ بن رہا ہے جس کا مقصد مقدسات اسلامیہ کی بے حرمتی اور اولیاء کرام کے مزارات کی توہین کرنا ہے دوسری جانب سلسلہ قادریہ کے پیروں اور عقیدت مندوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا ہے۔ نیز وہ فلک شگاف حلقۂ ذکر جس سے روح کو تازگی اور بالیدگی ملا کرتی ہے اس کی بھی آبرو خطرے میں ہے۔

اے دینی غیرت رکھنے والو

اے شجاعت محمدی سے لبریز دل والو

اے سلسلۂ قادریہ کی آبرو کے نگہبانو

آل سعود کے خائن حکام نے عراق کے مقدس مقامات کی آبرو ریزی اور اسلامی روایات کی بے حرمتی کے لیے امریکا جیسے کافر اور اسلام دشمن ملک سے مدد مانگی ہے۔ نیز اس کے حلیف بھی اپنی فوجیں امریکی فوج کی مدد کے لیے حرمین طیبین میں اتار رہے ہیں۔

لھذا، ہم آج آپ کی غیرت ایمانی کو للکار رہے ہیں اور آپ کے قلوب ذاکرہ کو آواز دے رہے ہیں۔ آیئے ہم مقدسات اسلامیہ کی پاسبانی کے لیے امریکہ کے خلاف عزم واستقلال کا پہاڑ بن جائیں۔

۱: بچاؤ بغداد شریف اور اولیاء اللہ کے مزارات کو

۲: بچاؤ غوث الاعظم کے مزار اقدس کو امریکی حربی راکٹوں، جہازوں اور صیہونی وظالم حکمرانوں سے۔

۳: اے سلسلہ قادریہ کے متوالو باغیوں کے روبرو صدائے انقلاب بلند کرو۔

۴: خبردار! تم کافروں کی مدد نہ کرنا اور نہ ہی اللہ کے سوا انہیں دوست بنانا۔

۵: اپنے مقدسات، دین، علماء، اولیاء اور امت اسلامیہ کے صالحین کے معاملات میں اللہ سے ڈرو!

واللہ اکبر ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر

(ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم) (القرآن)

۱: السید یوسف عبداللہ گیلانی

۲: السید احمد ظفر گیلانی
سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ بغداد شریف

۳: الشیخ عبدالکریم
مفتی عراق و شیخ "حلقۃ العلم القادریۃ" بغداد شریف۔

## جشن شہدائے کربلا

دارالعلوم قادریہ رشیدیہ جلیشور ضلع ہوتری نیپال کے وسیع و عریض صحن میں ایک شاندار جشن شہدائے کربلا کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی بعدہٗ صلاۃ سلام پر جلسے کا اختتام ہوا۔

المعلن: محمد رحمت اللہ ورفیق القادری نیپال

## عرس براہیمی سرکاہی شریف

مورخہ ۱۱ رجمادی الاخری ۱۴۱۱ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۹۰ء بروز اتوار کو حضرت قطب الارشاد شاہ محمد ابراہیم قادری تیغی علیہ الرحمہ کا عرس مقدس زیر سرپرستی حضرت علامہ شاہ محمد علی صاحب براہیمی سجادہ نشین خانقاہ آبادانیہ سرکاہی شریف بمقام خانقاہ آبادانیہ سرکاہی شریف نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا جارہا ہے۔
لہٰذا کثیر تعداد میں شرکت فرماکر روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہوں۔

المعلن:- مولانا محمد غیاث الدین کوثر قادری
ناظم نشر و اشاعت خانقاہ آبادانیہ سرکاہی شریف مظفر پور (بہار)

## آہ پاسبان ملت

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب طویل علالت کے بعد اپنے وطن عزیز الہ آباد میں رحلت فرماگئے۔
"اناللہ وانا الیہ راجعون"

پاسبان ملت علامہ نظامی کی اطلاع فقیہہ اسلام جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں ازہری جو اس وقت ساؤتھ افریقہ کے دورے پر ہیں دی گئی تو فقیہہ اسلام نے بہت ہی زیادہ غم کا اظہار فرمایا بعدہٗ قرآن خوانی و ایصال ثواب کا باقاعدہ نظم و ضبط کیا گیا۔

خطیب مشرق جو ہر ہر آن اپنے آپ کو سنیت کیلئے وقف کرچکے تھے آج وہ اپنے رب حقیقی سے جاملے۔

قارئین سنی دنیا سے بھی استدعا ہے کہ علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کے لیے دعا کریں کہ رب قدیر اپنے حبیب پاک کے صدقے و طفیل میں انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیے اور ان کے درجات بلند فرمائے ساتھ ہی تمام عقیدت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہمیں مولانا نظامی صاحب کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔
بجاہ سید المرسلین

(ادارہ سنی دنیا)

## اعتذار

ایڈوانی کی رتھ یاترا کے نتیجے میں ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کی ایک لہر چل رہی ہے ان جیسے دوسرے حالات کی وجہ سے ہم وقت پر آپ کے محبوب پسندیدہ رسالہ سنی دنیا کو شائع نہ کرسکے اس کے لیے معذرت خواں ہیں۔

(ادارہ)

# خطوط آپ کے

جناب ایڈیٹر صاحب ........ سلام مسنون!

........... کئی ماہ سے ماہنامہ سنی دنیا" میں آپ کا "اداریہ" پڑھنے کو مل رہا ہے۔ یقیناً آپ کی کد و کاوش رنگ لاکر ہی رہی۔ اور بفضلہ تعالیٰ آج آپ ایک "مدیر" کی حیثیت سے افق صحافت پر جلوہ گر ہیں۔

ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ مجھے امید ہے کہ آپ کا قلم گوہر بار اسی طرح خدمات انجام دیتا رہے گا۔

آل مصطفیٰ مصباحی

............. ماہنامہ سنی دنیا جب سے آپ کی نگرانی میں نکل رہا ہے میں بہت شدت سے اس کا انتظار کر رہا ہوں امید ہے کہ اس میں بہت ساری تبدیلیاں آئی ہوں گی جو یقیناً پرچہ کی ترقی کا ضامن ہوں گی۔

محمد فاروق احمد قادری مصباحی

............ خدا کے فضل و کرم سے سنی دنیا آپ کے زیر نگرانی ترقی کی منزلیں طے کرنے میں ایک معیاری رسالہ کہلانے کا مستحق ہوگیا۔

محمد نوشاد عالم رضوی

........... آج ہی طویل خاموشی کے بعد ماہنامہ سنی دنیا موصول ہوا۔ جاذب نظر سرورق دیکھکر دل باغ باغ ہوگیا۔ البتہ اس کے معیار میں کافی تبدیلی آگئی ہے۔

سید عارف علی رضوی

.......... کئی ماہ سے آپ کا اداریہ قلب و نگاہ کی ضیافت کا سامان فراہم کرتا ہے۔ مگر جو چیز قلم اٹھانے پر مجبور کی ہے وہ ماہ جولائی کا اداریہ ہے۔ سارے مضامین وعناوین معیاری اور قابل تحسین ہیں۔ لیکن حضور مفتی اعظم ہند مخدوم مکرم علامہ مفتی اختر رضاخاں صاحب ازہری کا باب الاستفتاء اور آنجناب کا اداریہ لائق تقلید اور منفرد المثال ہے۔

غلام جابر مصباحی جامعہ اشرفیہ

.......... ماہِ اکتوبر کا "سنی دنیا" نظر سے گذرا جب سے آپ نے شعبۂ ادارت سنبھالا ہے تب سے اس کا معیار خاصاً بہتر ہوا ہے۔ قارئین کی سہولت کے لیے اگر اس میں ایک صفحہ فہرست مضامین کا شامل کرلیں تو بہت بہتر ہو۔ حالیہ شمارہ میں علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب کا مضمون "تحفظ حرمین شریفین کی کل ہند کانفرنس" بہت پسند آیا۔ اسی طرح علامہ محمد احمد صاحب مصباحی کا "امام احمد رضا کا تقویٰ" اور جناب غلام یحییٰ انجم صاحب کا "امام احمد رضا خاں" وغیرہ مضامین بھی قابل تحسین ہیں۔

سید خورشید انور، قومی آواز نئی دہلی۔